156 اصلاحی بیانات کا مدنی گلدستہ

اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق

ترجمہ بنام

حکایتیں اور نصیحتیں

مُصَنِّف: مُبَلِّغِ اِسلام اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ

مُتَرجِمِین: مدنی علماء شعبہ تراجِم کتب

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
SC1286

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

56 اصلاحی بیانات کا مدنی گلدستہ

اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق

ترجمہ بنام

حکایتیں اور نصیحتیں

مُصنِّف

مُبَلِّغِ اِسلام

اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیفِیش رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ

اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

نام کتاب	:	اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق
ترجمہ بنام	:	حکایتیں اور نصیحتیں
مؤلف	:	مُبَلِّغِ اِسلام اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
مترجمین	:	مدنی علماء شعبہ تراجمِ کتب (المدینۃ العلمیۃ)
سِن طباعت	:	شوال المکرّم ۱۴۲۹ ھ، بمطابق اکتوبر 2008ء
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی، پاکستان۔
قیمت	:	روپے

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۷ شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ   حوالہ: ۱۵۳

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق'' کے ترجمہ

''حکایتیں اور نصیحتیں''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

27 - 10 - 2008

یاد داشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی)

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''وعظ ونصیحت سنتِ مصطفٰی ہے'' کے اُنیس حُرُوف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 19 نیّتیں

فرمانِ مُصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی ج ٦ ص ١٨٥ حدیث ٥٩٤٢ بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْعْ اِس کا باوُضُو اور ﴿۷﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا اور {۱۲} جہاں جہاں کسی صحابی کا نام مبارک آئے گا رضی اللہ تعالٰی عنہ پڑھوں گا {۱۳} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا ﴿۱۴﴾ **اپنی اصلاح کیلئے اس کتاب کے ذریعے علم حاصل کروں گا** {۱۵} (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا {۱۶} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿۱۷، ۱۸﴾ اس حدیثِ پاک ''**تَھَادَوْا تَحَابُّوْا**'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' {مؤطا امام مالک ج۲ ص۴۰۷ حدیث ۱۷۳۱} پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا {۱۹} کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیامِ عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اِسے پڑھ لیجئے!

حضرت سیّدُ نا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''وَأَمَّا الْمَوْعِظَةُ فَهِيَ الْكَلَامُ الَّذِي يُفِيدُ الزَّجْرَ عَمَّا لَا يَنْبَغِي فِي طَرِيقِ الدِّينِ یعنی نصیحت وہ کلام ہے جو راہِ دین میں ناروا اور نامناسب باتوں سے روکے۔''

(تفسیر کبیر، سورۃ ال عمران، تحت الآیۃ ۱۳۸، ج۳ص ۳۷۰)

وعظ و نصیحت کی اہمیت وافادیت ایک مسلّمہ (مُ۔سَل۔لَم۔ہ) حقیقت ہے۔ ہر دور میں اس کی ضرورت پیش آئی۔ اس کے فوائد وثمرات بے شمار و بے حساب ہیں۔ خود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا ایک نام موعظت یعنی نصیحت رکھا ہے۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{۱} هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ ۴، ال عمران: ۱۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔

{۲} يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱۱، یونس: ۵۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔

مفسر شہیر، صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت ''خَزَائِنُ الْعِرْفَان'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے مَوْعِظَت (مو۔ع۔ظَت: یعنی نصیحت) و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے، اور خطرے سے بچائے خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔

(خزائن العرفان، سورۃ یونس، تحت الآیۃ ۵۷)

وعظ و نصیحت حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عظیم سنت ہے جس کو تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کمال کی بلندیوں پر پہنچایا اور کیوں نہ ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں جوامع الکلم عطا فرمائے یعنی ایسے کلمات جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی و مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح البخاری، الحدیث ۱، ص ۱)) اس پر گواہ ہے۔ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وعظ و نصیحت کا انداز انتہائی دلنشین ہوا کرتا۔ کبھی خوف خدا عَزَّوَجَلَّ کا بیان ہوتا تو کبھی رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بشارتیں، کبھی جنت کی خوشخبریاں سناتے تو کبھی دوزخ سے ڈراتے اور کبھی سابقہ امتوں کے حالات سے آگاہ فرماتے

تو کبھی آنے والے فتنوں کی خبر ارشاد فرماتے الغرض کلام حاضرین کی حالت اور وقت کے تقاضے کے عین مطابق ہوتا۔صرف ایک حدیث پاک اور اس کی مختصر شرح ملاحظہ فرمائیں۔چنانچہ،

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبیٔ اکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کرکے ایسا بیان فرمایا کہ جس سے آنسو بہہ پڑے اور دل خوف زدہ ہو گئے تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یوں لگتا ہے کہ یہ بیان، الوداع کہنے والے کی نصیحت کی طرح ہے۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے اور امیر کی بات سن کر اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا تو (اُس وقت) تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ، راہنمائی کرنے والے خلفاء کی پیروی لازم ہے، پس سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لینا اس طرح کہ جیسے کوئی چیز داڑھوں سے پکڑتے ہو اور خود کو نئے پیدا ہونے والے کاموں سے بچا کر رکھنا کیونکہ ہر نیا (خلافِ شریعت) کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔'' (سنن ابوداؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، رقم الحدیث ٤٦٠٧، ج٤، ص٢٦٧)

امام جلیل، عارف باللہ حضرت سیدنا عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:

''حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے الوداع کہنے والے کی طرح نصیحت فرمائی یعنی ایسے شخص کی وصیت کی طرح جو اپنی قوم کو چھوڑ کر جا رہا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنے جانے سے پہلے انہیں اُن باتوں کی وصیت کر جائے کہ اس کے بعد انہیں ان باتوں کی انتہائی ضرورت پڑے گی۔تو وہ انہیں وصیت ونصیحت کرتا ہے، خوف دلاتا ہے اور زجر وتوبیخ کرتا ہے اور اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔اور یہ صرف ان کی بھلائی کی انتہائی چاہت کے سبب کرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں۔(مزید فرماتے ہیں) اس حدیثِ پاک میں یہ اشارہ بھی ہے کہ واعظ کو چاہئے کہ بوقتِ وعظ اپنے پاس موجود حاضرین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کرے اور ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے جس کے متعلق جانتا ہو کہ حاضرین اس کے لئے دوسری مجلس کے محتاج ہوں گے کیونکہ دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ نہیں۔اور واعظ کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر کوئی مشقت اٹھائے حاضرین کی حالت کے مطابق کبھی کبھار ان کو ڈرائے اور زجر وتوبیخ کرے، البتہ! اس کی عادت نہ بنائے جیسا کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مبارک عمل تھا کہ کبھی ڈراتے اور کبھی نہ ڈراتے۔

(الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة،الباب الاول فی الاعتصام بالکتاب والسنة ---الخ، ج١، ص٩٥)

وعظ ونصیحت کے بے شمار فوائد ہیں، اس کے ذریعے کفار دولت اسلام سے مشرف ہوتے، مسلمانوں کے دل خوفِ خدا

عَزَّوَجَلَّ سے لبریز اور عشق مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سرشار ہوتے، ایمان کو تازگی ملتی، اسلام کی محبت میں ترقی آتی، نیکیوں کا جذبہ ملتا، گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی، ثواب کی طلب میں اضافہ ہوتا، گناہ سے بچنے کا ذہن بنتا اور دین سیکھنے سکھانے کے لئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کا جذبہ ملتا ہے۔ الغرض وعظ ونصیحت ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ O (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

حضرت سیدنا امام فخرالدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ''اگر سمجھانا کسی کافر کو شرفِ ایمان کا فائدہ دے تو یہ مسلمان ہی کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔'' (تفسیر کبیر، سورۃ الذّٰریٰت، تحت الآیۃ ۵۵، ج۱۰، ص۱۹۱)

پھر یہ کہ وعظ ونصیحت کے کچھ آداب ہیں اگر انہیں مدنظر رکھ کر اس فریضہ کو انجام دیا جائے تو مقصود حاصل ہو گا ورنہ ساری کوشش رائیگاں جائے گی۔ لہٰذا یہاں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی **حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ کے فرامین کی روشنی میں انفرادی واجتماعی وعظ ونصیحت، امر بالمعروف اور واعظین ومبلغین کے **26** آداب بیان کئے جاتے ہیں:

(1)......مبلغ باعمل ہو۔ کیونکہ باعمل کی بات جلد اثر کرتی ہے۔ (2)......علمائے اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (3)......جب کسی کو نیکی کی دعوت دیں (یعنی نصیحت کریں) تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور گناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اسے منع کریں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے سمجھائیں۔ (4)......بے جا جذباتی نہ بنیں۔ اگر جھڑک کر سمجھانے کی کوشش کریں گے تو الٹا ضد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لوگ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ کسی کو ڈانٹ کر سمجھانے کی مثال یوں سمجھیں کہ گویا جس برتن میں کچھ ڈالنا تھا اس میں پہلے ہی سے آپ نے چھید کر ڈالا۔ (5)......اگر کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اس سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی اور اس کی دل آزاری ہو جانے کا بھی قوی امکان ہے۔ لہٰذا موقع پا کر سمجھائیں۔ حضرت سَیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو ذلیل کر دیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو مُزَیَّن (آراستہ) کر دیا۔ (تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص۴۹) یعنی ظاہر ہے اسے اکیلے میں محبت کے ساتھ سمجھائیں گے تو قوی امید ہے کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لے گا۔ اور یوں وہ اصلاح کے ساتھ مُزَیَّن ہو جائے گا۔ (6)......والدین اپنی اولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو، اور استاد اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی سے بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔ (7)......کوئی برائی میں مصروف ہے، گناہ کر رہا ہے اور ہمارا گمان غالب ہے کہ اگر ہم سمجھائیں گے تو برائی سے باز آجائے گا۔ ایسی صورت میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر واجب ہے۔

اگر ہم نے یہ نہ کیا تو گناہگار ہوں گے۔(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص ۲۰۹) (8)......امر بالمعروف کرنے والے مبلغ کے پاس علم ہونا ضروری ہے ورنہ کس طرح سمجھائے گا؟ اس لئے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔(عوام مبلغین) جتنا کتاب میں پڑھیں یا علماء حقہ سے سنیں وہی بیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات واحادیث کی تفسیر وتشریح نہ کریں۔(9)......مبلغ کی نیت صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا حصول اور اسلام کی سربلندی ہو۔(10)......مبلغ کا بااخلاق اور ملنسار اور باکردار ہونا بے حد ضروری ہے۔ (11)......مبلغ صابر اور بردبار بھی ہو، ہوسکتا ہے جس کو سمجھایا جارہا ہے وہ بپھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مبلغ کے لئے یہ موقع امتحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامنِ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خدانخواستہ غصہ کا مظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔(12)...... مبلغ کے مزاج میں بے جا غصہ ہو ہی نہ، نرمی ہی نرمی ہونی چاہئے۔(13)......عوام (یعنی جو عالم نہ ہو) ہرگز مشہور ومعروف علمائے حقّہ اور مفتیانِ کرام کی ٹوہ میں نہ رہیں۔ ان کی غلطیاں نہ نکالیں۔ ان کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر نہ کریں کہ یہ بے ادبی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ حضرات کسی خاص مصلحت کے تحت ایسا کر رہے ہوں۔ اور عوام کی نظر وہاں تک نہ پہنچے۔(الفتاوی الهندية، كتاب الكراهة،الباب السابع عشرفی الغناء ...... الخ، ج۵، ص۳۵۳) (14)......کسی کو گناہ کرتا دیکھیں اور معاذ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) خود بھی وہی گناہ کرتے ہیں پھر بھی اسے گناہ سے منع کریں۔ کیونکہ آپ کے ذمے تو دو چیزیں واجب ہیں: (۱) برے کام سے بچنا اور (۲) دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کے تارک ہیں تو دوسرے کے تارک کیوں بنیں؟ (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهة،الباب السابع عشرفی الغناء ......الخ، ج۵،ص۳۵۳) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔(مشكوٰة المصابيح ، كتاب العلم، الحديث ۱۹۸، ج ۱، ص ۵۹) (15)......جو کچھ دوسروں کو کہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس کا مخاطب بنائیں۔(16)......عیش کوشیوں سے اجتناب کرتے رہیں اور اپنی زندگی سادگی کے ساتھ گزاریں۔(17)......خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کریں۔(18)......لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق محبت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔(19)......دقیق مضامین اور پیچیدہ مسائل نہ چھیڑیں۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا فرمان عالیشان ہے: ''اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (پ۱۴،النحل:۱۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔'' (اور) منقول ہے: كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ **ترجمہ:** لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔'' (اور) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کچھ باتیں ایسی بھی سنی ہیں کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کردوں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔'' (صحيح البخاری ، كتاب العلم،باب حفظ العلم ، الحديث: ۱۲۰، ص ۱۳) (20)......نیکی کی دعوت دینے کی راہ میں

پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کریں اور صبر واستقامت کا پہاڑ بن جائیں۔(چنانچہ) تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس پر مصیبت آئے اور صبر کرنا دشوار معلوم ہو وہ میرے مصائب کو یاد کرلے۔'' (تنبیہ الغافلین، باب الصبر علی البلاء والشدۃ ص ۱۳۸) ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں تکالیف اٹھانا یاد کریں گے۔تو ہمیں اپنی تکالیف اس کے آگے ہیچ نظر آئیں گی۔(21)......احیائے سنت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔(22)......سنتیں سیکھنے اور سکھانے کی پاکیزہ آرزو اور اس راہ میں اخلاص وایثار کا جذبہ اپنے اندر بیدار رکھیں(23)......عامی مبلغین کو چاہئے کہ وہ بحث ومباحثہ (جدل ومناظرہ) میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر علمائے حقہ کی طرف رجوع کریں کہ یہ انہیں حضرات کا شعبہ ہے۔البتہ! اپنے عقائد واعمال میں پختہ ضرور رہیں۔(24)...... اپنے بیان میں ہمیشہ اس امر کا اہتمام رکھیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے پایاں رحمت سے امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور قہر وغضب کی بھی۔(25)......اپنے بال بچوں کی اصلاح بھی کرتے رہیں۔(چنانچہ) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا(پ ۲۸، التحریم: ۶) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔''(26)......والدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مرتکب ہوں تو ہرگز ان پر شدت نہ کریں، نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اصلاح کی درخواست کریں۔ان سے الجھا نہ کریں۔

حضور سیدِ عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علمائے ذوالاحترام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی وعظ ونصیحت کے عمل کو برقرار رکھا۔جن کی مسلسل کوششوں سے چمن اسلام کی بہاریں اب بھی قائم ہیں۔چنانچہ،

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی فرماتے ہیں: ''دنیائے اسلام میں بڑے بڑے عظیم البیان مقررین وواعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت وبلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیدائی وفدائی بنے۔جنہیں تاریخ نے خوب خوب پذیرائی بخشی اور صفحاتِ دہر میں ان کا نام زندہ وپائندہ ہوگیا۔مگر لسانی مواعظ وتبلیغ کا دائرہ، واعظ وخطیب اور مقرر ومبلغ کی حیاتِ ظاہری تک محدود رہتا ہے۔جب آنکھ بند ہوئی ان کے پند ونصائح کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔اس کے برعکس ان مبلغین وواعظین، خطباء اور مقررین کے کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جنہوں نے اپنے مواعظ حسنہ کے لئے قلم کو وسیلہ بنایا اور اس سلسلہ میں نہایت نکتہ رس، ایمان افروز، روح پرور اور دلکش خطبات ومواعظ کو کتابوں کی صورت دی۔تصانیف کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا اور نہ صرف ان کی حسین حیات سے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ صدیاں گزر گئیں، زمانے بیت گئے، مگر ان کی قلمی تبلیغ سے اہل علم وعمل،

خاص و عام سبھی مستفید ہوتے آرہے ہیں۔'' (مقدمہ دُرة الناصحين (مترجم)، ج ١، ص ٣)

زیرِ نظر کتاب ''حکایتیں اور نصیحتیں'' اپنے زمانے کے ممتاز واعظ و مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) کی تصنیف ''اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق'' کا اردو ترجمہ ہے۔ خیر الدین زرکلی کی ''اَلْاَعْلَام'' میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے متعلق صرف اتنا ذکر ملتا ہے: نام: شعیب بن عبداللہ بن سعد بن عبدالکافی۔ کنیت: ابو مدین۔ عرف: حریفیش، قاہرہ مصر کے صوفیاء سے تھے، مکہ مکرمہ (زادها اللّٰه شرفًا وتعظيمًا) میں رہائش اختیار فرمائی۔ انہوں نے ایک کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق'' اور اوقاف بغداد کے متعلق قصیدہ ''مَنْ ذَاقَ طَعْمَ شَرَابِ الْقَوْمِ يَدْرِيه'' کی شرح لکھی۔ ۸۱۰ھ میں وصال ہوا۔ (الاعلام للزرکلی، ج ٣ ص ١٦٧) اور ''مُعْجَمُ الْمُؤَلِّفِين'' میں اس طرح ہے: شعیب بن سعد بن عبدالکافی مصری مکی حریفیشی صوفی، انہوں نے ایک کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَ الرَّقَائِق'' تصنیف فرمائی اور ''اَلرَّوْضَةُ النَّضِرَةُ فِیْ خَصَائِصِ الْعَشَرَة'' کا تتمہ لکھا۔ ۸۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔

(معجم المؤلفين، ج ١، ص ٨١٥)

حضرت سیِّدُنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی وعظ و نصیحت پر مشتمل پیشِ نظر کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق'' ظاہر کی تطہیر اور باطن کی صفائی کے لئے انتہائی اَہم ہے۔ یہ نادر کتاب **56 اصلاحی بیانات** پر مشتمل ہے۔ جن میں آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام و اولیاء عظام علیہم الرضوان کے دلوں کو جِلا دینے والے فرامین مبارکہ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جا بجا حضراتِ اَنبیاء کرام علیهم السلام، صحابۂ کرام، ائمہ اربعہ اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے فضائل اور ان کے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے بھرپور اور نصیحت آمیز واقعات و حکایات موجود ہیں۔ مثلاً: حضرت سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیه الصلوة والسلام کا امتحان، حضرت سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نصیحت، تذکرۂ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے واقعات وغیرہ اور یہ بات درست ہے کہ جس طرح **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقرب بندوں کی زیارت اور ان کی خدمت میں حاضری انسان کی ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے اِکسیر کا درجہ رکھتی ہے اسی طرح ان بزرگوں کے اقوال و احوال کو پڑھنا اور سننا بھی انتہائی مفید ہے۔ نیز ان نفوس قدسیہ کا ذکر خیر تو عبادت اور کفارہ سیئات کا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ،

حضرت سیِّدُنا معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: ''انبیاءِ کرام (علیهم السلام) کا ذکر عبادت، صالحین (اولیاءِ کرام) کا ذکر (گناہوں کا) کَفّارہ اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کا ذکر تمہیں جنت سے قریب کردے گا۔'' (الجامع الصغير، الحديث: ٤٣٣١، ص ٢٦٤)

''**مجلس المدینۃ العلمیہ**'' نے اس کتاب کی انہی خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کے مقدس جذبہ کے تحت اس کا انتخاب کیا اور **شعبہ تراجم کتب** کے **مدنی علماء** کَثَّرَھُمُ اللّٰہ تَعَالٰی کو اس کے اردو ترجمہ کا کام سونپا۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ان **مدنی علماء** کَثَّرَھُمُ اللّٰہ تَعَالٰی کی **دن رات مسلسل** کوششوں اور انتھک کاوشوں سے اس کا اُردو ترجمہ بنام ''**حکایتیں اور نصیحتیں**'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **پیارے حبیب** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور **شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی** حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطارؔ قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کا دخل ہے۔

مصنفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چونکہ اس کتاب کو بیانات (یعنی تقریروں) کی شکل میں ترتیب دیا تھا۔ لہٰذا ان کا انداز برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ **ان شاء اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ یہ کتاب **علماء کرام** کَثَّرَھُمُ اللّٰہ تَعَالٰی، واعظین، خطباء اور عام مبلغین اسلامی بھائیوں کے لئے بہت معاون ثابت ہوگی۔ ترجمہ کے لئے ''**دَارُاِحْیَاءِ التُّرَاثِ الْعَرَبِی**'' (**بَیْرُوْت - لُبْنَان**) کا نسخہ استعمال کیا گیا ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

☆...... سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی اچھی طرح سمجھ سکیں۔

☆...... آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن **کنزالایمان** سے لیا گیا ہے۔

☆...... بیان کردہ احادیث مبارکہ کی تخریج کا حتی المقدور اہتمام کیا گیا ہے۔ بعض تخاریج انتہائی کوشش کے باوجود نہ مل سکیں۔

☆...... بعض مقامات پر مفید حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے، بالخصوص ''**خزائن العرفان**'' سے کئی آیات مبارکہ کی تفسیر حاشیہ میں لکھ دی گئی ہے۔

☆...... کئی مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی بریکٹ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ نیز کئی الفاظ پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔

☆...... علاماتِ ترقیم (رُموزِ اوقاف) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول ''**مجلس المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

ضمنی فہرست

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ابتدائیہ

(حضرت سیِّدُنا علامہ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں) یہ کتاب (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق) چند تقاریر، احادیث، قصائد، حکایات، نصیحت آموز باتوں، صالحین کے عمدہ عادات وخصائل، مشائخ وعارفین کے ذکر اور غفلت کی نیند سونے والے گنہگاروں کو ذکرِ الٰہی یاد دلانے نیز ان کو بیدار کرنے پر مشتمل ہے۔ میں نے اس کتاب کو سیِّدُ المرسلین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ذکرِ خیر سے مُزَیَّن کیا ہے۔ اور قصائد یعنی اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی اجمعین کی نظموں اور فُضلائے کرام علیہم الرضوان کے کلام کے اشاروں سے آراستہ کیا ہے، جو سننے والے کو خوش کرتے ہیں، اُسے لذت دیتے ہیں اور خشوع پیدا کرنے اور آنسو بہانے کا سبب بنتے ہیں۔ اس سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے، اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے، اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی امید رکھنے والے کے لئے اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن کی رحمت اور تمام مسلمانوں کے لئے نفع مقصود ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو، اس کے والدین کو اور اس شخص کو بخشش عطا فرمائے جو ان سب کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کرے۔

(آمین بِجاہِ النّبیِّ الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم)

بیان 1:
دُرُودِ پاک اور بسم اللّٰہ شریف کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو:

جان لیجئے! یہ کتاب میرا سرمایہ ہے، میں تمہیں پیش کرتا ہوں، اسے قبول کر لیجئے۔ جو شخص اس میں اچھی بات پائے تو اُسے چاہئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد بجالائے اور حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک کی کثرت کرے اور جو اس کے علاوہ دیکھے تو اُسے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ کوتاہیوں کی کمی اور ٹوٹے ہوئے دلوں کی درستگی کا باعث ہے۔ صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ ''یہ (یعنی لَاحَوْل شریف) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، الحدیث ۶۳۸۴، ص ۵۳۶)

جان لیجئے! کوئی شخص کمی، فساد، خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں، سوائے فضیلت والے نبی اور عزت والے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جو وصفِ کامل کے مالک، درمیانے قد والے، فضل وکمال والے اور اعلیٰ خصائل کے جامع ہیں، جنہیں **جَوَامِعُ الْکَلِم**[1] عطا کئے گئے اور علم وفضل، عقل اور انعام کے ساتھ خاص کیا گیا۔

وَھُوَ الَّذِیْ قَدْ حَازَ کُلَّ الْکَمَالِ — وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ

وَھُوَ الَّذِیْ قَدْ جَآءَ نَا رَحْمَۃً — مُفَرِّقًا بَیْنَ الْھُدٰی وَالضَّلَالِ

مُحَمَّدُ نِالْمَبْعُوْثُ مِنْ ھَاشِمٍ — اَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِیْعَ الْخِصَالِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ طُوْلَ الْمُدٰی — مَا عَطَّرَ الْکَوْنَ نَسِیْمُ الشِّمَالِ

ترجمہ: (۱)......حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فضل وکمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲)......اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہدایت وگمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳)......حضرت سیِّدنا محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم (قبیلۂ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرما لیا۔

(۴)......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم پر عرصۂ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطَّر کرتی رہے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

---

[1] ......جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی ومطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ (کوثر الخیرات، ص ۵۵)

''جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدالتشھد، الحدیث ۹۱۲، ص ۲۴۳)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اپنے دلوں کو حاضر رکھ کر خوب غور وفکر کرو، اور اپنی عقلوں سے امتیاز کرو اور دیکھو! وہ ہستی جو تم پر رحم فرمائے، تمہیں کفایت کرے اور ایک درود کے بدلے دس رحمتوں کی جزاء عطا فرمائے تو کون سا نفع اس سے بڑھ کر ہے؟ اور اس سے زیادہ نفع بخش کون سا سودا ہے؟ اے تاجروں کے وہ گروہ جو درہم ودینار کمانے میں رغبت رکھتے ہو! اگر تم میں سے کسی سے کہا جائے کہ فلاں شہر میں ایک درہم کے سامان سے دو درہم کما سکتے ہو اور ایک دینار کے سامان سے دو دینار تو تم لوگ وہاں جانے میں جلدی کرو گے، تکلیف برداشت کرو گے، ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش کرو گے، اس لئے کہ اس میں نفع وفائدہ ہے (یہ تو دُنیوی تجارت ہے) پس اس نفع بخش (اُخروی) سامان اور سہل وآسان تجارت کے عوض کیسا نفع ملے گا؟ جس کے متعلق تمہیں صادق وامین ذات نے رب العٰلمین عَزَّوَجَلَّ کے حوالے سے خبر دی کہ جب بھی تم اپنے نبی (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) پر ایک بار درودِ پاک پڑھو گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر اس کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ تو ذرا اس نفع کو بھی دیکھو اور ہاتھ بڑھا کر اس پھل کو بھی توڑ کر چکھو۔

اس معنی میں چند اشعار ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے: ''جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معاملہ کیا اس کی تجارت میں گھاٹا نہیں، ہر ویران دل اپنی عمر میں تقوٰی سے آباد ہوتا ہے اور تُو نبی مختار صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم پر ایک بار درودِ پاک پڑھتا ہے مگر رب عَزَّوَجَلَّ تجھ پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اے شخص! آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم پر اپنے درود پاک پڑھنے کو غنیمت جان! تُو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نفع پانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ کامیاب وہی ہے جو اس کا شکر بجا لاتا ہے۔''

اے عظیم سچّے فقراءِ کرام کے گروہ! ہم نے تم سے فائدہ اٹھایا اور تم سے احادیث روایت کیں، تمہاری وجہ سے ہم پر رحم کیا گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہارا ذکرِ خیر اس لئے نہیں کر رہا کہ تمہیں بھلائی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ بلکہ میرے سامنے تو کسی کہنے والے کا یہ قول ہے: ''اِحْیَآءَ الْقُلُوْبِ اِرْحَمُوْا اَمْوَاتَ الْقُلُوْبِ یعنی اے زندہ دل والو! مردہ دل والوں پر رحم کرو۔'' اور تمہارے لئے شرف وفخر کے طور پر یہی فضیلت کافی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں تمہاری تعریف فرمائی اور تمہیں اپنے خطاب سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

﴿۱﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ز (پ۳، البقرۃ: ۲۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے۔ (۱)

......مفسّر شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اور تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوضِ (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔''

(فضائل الصحابۃ لابن حنبل،الحدیث ۱۴۴۹،الجزء۲،ص ۸۰۵،بدون''یامعشر الفقراء'')

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا! تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ''میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے، اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۱۰۷۳۵، ج۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ما جاء ان فقراء......الخ، الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا! ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دُگنا کر دیا۔ اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو اُن کے غلام حریفیش (رَحْمَۃُ اللہ تعالیٰ) نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمُ الْفُقَرَآءُ اَهلُ اللّٰهِ حَقًّا ۔۔۔ وَقَدْ حَازُوْا بِضِيْقِ الْفَقْرِ فَخْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ قَدْ صَبَرُوْا وَاُوْذُوْا ۔۔۔ فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الصَّبْرِ اَجْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ وَالسَّادَاتِ حَقًّا ۔۔۔ وَّمِنْهُمْ تَكْتَسِى الْاَكْوَانُ عِطْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ عَنْهُمْ فَارَ وذِكْرًا ۔۔۔ وَحَدَثَ عَنْهُمُوْ سِرًّا وَّجَهْرًا
فَكَمْ صَبَرُوْا عَلٰى ضَيْمِ اللَّيَالِىْ ۔۔۔ فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الْكَسْرِ جَبْرًا
وَقَدْ زَارُوْا الْحَبِيْبَ وَشَاهَدُوْهُ ۔۔۔ وَقَدْ سَجَدُوْا لَهٗ حَمْدًا وَّشُكْرًا

ترجمہ: (۱)......یقیناً فقراء ہی **اللہ** والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر (یعنی بلند مقام) کو پا لیا۔

(۲)......انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں جھیلیں تو **اللہ** تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳)......یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپٹی ہوئی ہے۔

بقیہ حاشیہ......کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی صدقات مذکورہ جو آیہ ''وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ'' میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعتِ الٰہی پر روکا۔ **شانِ نزول:** یہ آیت اہلِ صُفَّہ کے حق میں نازل ہوئی، ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی، یہ ہجرت کر کے مدینہ طیّبہ حاضر ہوئے تھے۔ نہ یہاں ان کا مکان تھا، نہ قبیلہ، نہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی۔ ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآنِ کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا۔ آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔''

(۴)......یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سراً و جہراً (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵)......کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرما دی۔

(۶)......انہوں نے **اللہ** تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقرّب بندو! اس ذات کی قسم جس نے تم پر انعام اور احسانِ عظیم فرمایا! بے شک ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری خامیاں دور کرو، ہماری مدد کرو، اور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے میں ہمارے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کرو۔ بے شک جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، تو یہ نو (9) گنا مزید رحمت نازل ہو گی، تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟

حضور سیّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ تقرب نشان ہے: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۳۵، ج۵، ص۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، ص۲۴۱)

پیارے اسلامی بھائیو! اب کیا کوئی دُرود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کرسکتا ہے؟ جبکہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''جس نے ہزار بار مجھ پر دُرود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔''

صَلُّوْا عَلَی الْهَادِیْ الْبَشِیْرِ مُحَمَّدٍ ... تَحَظُّوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ

فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰی عَلَیْهِ مُصَرِّحًا ... فِیْ مُحْکَمِ الْآیَاتِ وَالْقُرْآنِ

ترجمہ: (۱)......تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھو رحمٰن عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲)......تحقیق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے واضح نشانیوں اور قرآنِ پاک میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کھڑا ہو کر درودِ پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور جو نیند کی حالت میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور

جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو کلمۂ شہادت الہام کر دیتا ہے، اور کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: ''حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھ۔'' جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ　اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ نُوْرٌ یَعْقِدُ
مَنْ کَانَ صَلّٰی قَاعِدًا یُّغْفَرُ لَہٗ　قَبْلَ الْقِیَامِ وَلِلْمَتَابِ یُجَدَّدُ
وَکَذَاکَ اِنْ صَلّٰی عَلَیْہِ قَآئِمًا　یُغْفَرُ لَہٗ قَبْلَ الْقُعُوْدِ وَیُرْشَدُ

ترجمہ: (۱)......مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیِّدنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے۔ یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲)......جو بیٹھنے کی حالت میں درود پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳)......اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درودِ پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

اُمِّ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قبولِ اسلام:

حدیثِ پاک میں ہے کہ ''جو شخص حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نیند کی حالت میں درودِ پاک پڑھتا ہے اُسے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔'' جیسا کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہوا (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرتِ سیِّدَتُنا سلمیٰ بنت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنی والدۂ محترمہ کے ساتھ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ گفتگو فرمائی، انہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی باتیں بہت بھلی لگیں، رات طویل ہوگئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ سو گئیں۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں تو خیریت سے ہوں مگر یہ میری ماں ہے، اس کے بغیر میرا کوئی چارہ نہیں، اے تمام لوگوں کے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کے لئے دعا فرمائیے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو اسلام کی توفیق

عطا فرمادے۔'' پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے ہاتھوں کو کشادہ کیا، ہونٹوں سے دِھیمی دِھیمی آواز نکالی، اوران کے لئے دعا کی، تو وہاں موجود ایک صحابیِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے حضرتِ سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ کو حالتِ نیند میں کلمۂ شہادت پڑھتے سنا۔'' اور جب وہ بیدار ہوئیں تو بلند آواز سے پڑھا: ''اَشْھَدُاَن لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ کو حدیثِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق میں بیداری سے پہلے ہی بخش دیا گیا۔

اسی کی مثل کئی لوگوں کے بے شمار واقعات ہیں، جو پہلے مسلمان نہ تھے پھر انہوں نے خواب میں سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار کیا، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا پھر جب وہ بیدار ہوئے تو ان کی بخشش ہوچکی تھی:

هَـنِيـاً لِـعَيْـنٍ قَـدْ رَأَتْ نُـوْرَ اَحْـمَـدَ ۔۔۔ وَفَـازَتْ جِهَـارًا مِنْـهُ بِـالْحُسْنِ وَالرُّؤْيَا
وَقَـدْ اَسْـعَـدَ الـرَّحْـمٰنُ عَبْدًا دَعَا لَهٗ ۔۔۔ فَاَضْحٰى سَعِيْدًا فِي الْمُمَاتِ وَفِي الْمَحْيَا
وَبَـدَّلَ دِيْـنَ الشِّرْكِ بِالنُّوْرِ وَالْهُدٰى ۔۔۔ بَـلَـغَ مَـا يَهْـوٰى مِنَ الـدِّيْـنَ وَالـدُّنْيَـا
وَفَـازَ بِـرُؤْيَـا الْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْوَرٰى ۔۔۔ نَبِـيٌّ حَبَـاهُ الـلّٰـهُ بِـالـرُّتْبَةِ الْعُلْيَـا
عَـلَيْهِ صَلاَةُ الـلّٰـهِ مَـا طَافَ طَائِفٌ ۔۔۔ بِـمَـكَّةَ بَيْـتِ الـلّٰـهِ قَـصْدًا أَتـى سَعْيَا
صَلاَةٌ شَـذَاهَـا عِـطْـرُ الْكَوْنِ جَهْرَةً ۔۔۔ فَـمَـنْ قَـاسَهَـا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

ترجمہ: (۱)......مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نورِ محمدی علی صاحبها الصلوة والسلام کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پرنور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حُسنِ سَرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

(۲)......رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے دُعا کی (یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہوگیا۔

(۳)......اور اس نے شرک والے دین کو نور وہدایت سے بدل لیا اور دین ودنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴)......اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہوگیا، جو ایسے نبی علیہ السلام ہیں جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بغیر کسی بدلے کے بلند وبالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵)......آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰه شَرَفًا وَّتَكْرِيْمًا میں

طواف کرنے والے بیتُ اللہ شریف کا طواف کرتے رہیں۔

(٦)......درودِ پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ نہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

دُرودِ پاک پڑھنے والے پر انعامِ خداوندی:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح وشام کا علم نہ ہوتا، میں اُسے وعظ ونصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اِعزاز واِکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ''کس کام کے سبب تو نے یہ مقام ومرتبہ پایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں ایک دن محفلِ ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک مُحدِّث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بلند آواز سے درودِ پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگئی۔'' پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر باآوازِ بلند درودِ پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درودِ پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس نعمت (یعنی درودِ پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔''

يَا فَوْزَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فَإِنَّهُ ... يَحْوِي الْاَمَانِيْ بِالنَّعِيْمِ السَّرْمَدِيْ

اِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِيْ ... صَلَّى عَلَى الْهَادِيْ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

يَا قَوْمَنَا صَلُّوْا عَلَيْهِ لِتَظْفَرُوْا ... بِالْبُشْرِ وَالْعَيْشِ الْهَنِيِّ الْاَرْغَدِ

وَيَخُصَّكُمْ رَبُّ الْاَنَامِ بِفَضْلِهٖ ... وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ يَوْمَ الْمَوْعَدِ

صَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ ... مَا لَاحَ فِي الْاُفَاقِ نَجْمُ الْفَرْقَدِ

ترجمہ: (١)......کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھا اس لئے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی اور نعمت والی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(٢)......اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرتِ سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھ۔

(٣)......اے لوگو! درودِ پاک پڑھو تا کہ کُشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کرلو۔

(٤)......اور تا کہ تمہیں ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کردے۔

(٥)......آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ درودِ پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقد (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

ایصالِ ثواب نے عذابِ قبر سے بچالیا:

سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخرکار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مرگیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا بغیر توبہ کئے مرگیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہوگئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش وخرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ ''اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ ومقام کیسے ملا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے میری ماں! ایک گنہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور وفکر کیا۔ مُردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رویا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہوکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: **سُبحان اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس شخص نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے سچی توبہ کرلی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی توبہ قبول فرمالی، پھر اس نے کچھ قرآنِ حکیم پڑھا اور حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر بیس مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے بھلائی ملی جس کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا گیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان! یاد رکھئے! حضور نبیٔ اَکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور زندوں اور مُردوں کے لئے رحمت ہے۔''

شانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم:

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اس فضیلت کے مالک ہیں جو حد وشمار سے باہر ہے، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی شان مخلوق کے درمیان ہمیشہ بلند ہوتی رہے گی۔ قرشی وہاشمی نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک سیر کی، پس جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ذاتِ باری تعالیٰ کے قریب ہوئے تو دو ہاتھ جتنا فاصلہ بھی نہ تھا، پاک ہے وہ ذات جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو عطا فرمایا جو کچھ بھی عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایسی بے حد و بے شمار رحمتیں نازل ہوں جن رحمتوں کی تعریف کی انتہا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضور سیدُ المرسلین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو تمام مخلوق پر شرف بخشا اور مؤمنین پر مہربان بنایا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فضلِ عظیم اور خُلقِ کریم عطا فرمایا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ذریعے

دلوں اور جسموں کو جہالت وگمراہی کے امراض سے شفا عطا فرمائی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مقصد تک پہنچایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے بندوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے متعلق ہمیں تعظیم کا حکم فرمایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے لئے تکریم اور تعظیم ہے۔

﴿۲﴾ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ (پ ۲۲، الاحزاب: ٥٦)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔(۱)

بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم میں ہدیۂ درود وسلام

اَللّٰـہُ زَادَ مُـحَـمَّـدًا تَـکْـرِیْـمًـا — حَبَـاہٗ فَـضْلًا مِـنْ لَّـدُنْـہٗ عَـظِیْـمًـا

وَاخْتَـارَہٗ فِـی الْـمُـرْسَلِیْنَ کَرِیْمًا — ذَا رَأْفَۃٍ بِـالْـمُـؤْمِـنِیْـنَ رَحِیْـمًـا

صَلُّوْا عَلَیْـہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًـا

یَـا اُمَّۃَ الْھَـادِیْ خُـصِّصْتُمْ بِـالْوَفَا — بَیْنَ الْوَرٰی وَالصِّدْقِ اَیْضًـاوَالصَّفَا

صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ الْھَادِیِّ الْمُصْطَفٰی — فَـالـلّٰـہُ قَدْ صَلّٰـی عَلَیْـہِ قَـدِیْمًـا

صَلُّوْا عَلَیْـہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًـا

......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرود وسلام بھیجنا واجب ہے، ہر ایک مجلس میں آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ، اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں، اور نماز کے قعدۂ اَخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اور آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے تابع کر کے آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے آل واصحاب ودُوسرے مؤمنین پر بھی دُرود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے نامِ اَقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا **مکروہ** ہے۔ **مسئلہ:** درود شریف میں آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف **اللہ** تعالیٰ کی طرف سے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی تکریم ہے۔ علماء نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین وآخرین پر اُن کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین وملائکہ اور تمام خلق پر اُن کی شان بلند کر کے۔ **مسئلہ:** درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں، حدیث شریف میں ہے: سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مُجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے **اللہ** تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔''

فَمَتٰی اَرَی الْحَادِیْ یُبَشِّرُ بِاللِّقَا ۔۔۔ وَیَضُمُّنَا بَابُ الْمُحَصَّبِ وَالنَّقَا

وَاَرَی ضَرِیْحَ الْمصطفٰی قَدْ اَشْرَقَا ۔۔۔ مَوْلٰی رَحِیْمًا لَا یَزَالُ حَلِیْمًا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ آلِہِ الْکُرَمَاءِ ۔۔۔ وَکَذَاکَ عَنْ اَصْحَابِہِ الْخُلَفَاءِ

فَھُمُوْ ھُمُوْ دِیْنِیْ وَعَقْدُ وِلَائِیْ ۔۔۔ قَوْمًا تَرَاھُمْ فِی الْمَعَادِ نُجُوْمًا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمه: (۱)......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عزَّت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضلِ عظیم فرمایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مؤمنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲)......اے ہادی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمَّت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق وصفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھو، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ہمیشہ دُرود بھیجتا ہے لہٰذا تم بھی اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳)......میں کب حبیبِ خدا عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں بابِ مُحَصَّب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزارِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار کرلوں گا جس کو رحیم وحلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴)......پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کریم آل اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم اُنہیں بروزِ قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

بِسْمِ اللہ شریف کی فضیلت:

بے شک سب سے پہلے جس کلام سے زبان گفتگو کا آغاز کرے، وہ یہ ہے کہ انسان بادشاہِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے نام سے ابتداء کرے۔ جس کی ہمیں کائنات کے سردار، محبوبِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمان سے خبر دی کہ ''جو بھی اہم کام بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سے شروع نہیں کیا جاتا وہ نامکمل رہتا ہے۔'' (الدر المنثور، سورۃ الفاتحہ، ج۱ ص۲۶)

یعنی وہ کام ہر آن برکت سے خالی ہوتا ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام میں ایسی برکت ہے کہ ہر جگہ اس کے ذریعے خوشبو حاصل کی جاتی ہے، اور وہ ظاہر و پوشیدہ خوبصورت نور ہے اور رکاوٹیں دور کرتا اور امان دیتا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی اہم کام بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔''

(المرجع السابق)

ایک روایت میں اَقۡطَعُ کی جگہ اَجۡذَمُ کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے، ناقص اور کم برکت والا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''لوگوں میں اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر علم سکھانے والے ہیں۔ کیونکہ جب سے دین ظاہر ہوا انہوں نے اس کی تجدید کی، لوگوں کو دین سکھایا لیکن ان سے اجرت طلب نہ کی۔ اور جب استاذ بچے کو کہتا ہے: ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھ۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس بچے، اس کے والدین اور استاذ کے لئے جہنم سے براءَت (یعنی رہائی) لکھ دیتا ہے۔'' (تفسیر القرطبی، البقرة، تحت الآیة ٤١، الجزء الاول تحت ج ١، ص ٢٧٧)

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''جب بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نازل ہوئی تو بادَل مشرق سے مغرب کی سمت دوڑے، ہوائیں ساکن ہوگئیں، سمندر جوش میں آگیا، چوپایوں نے غور سے سننے کے لئے اپنے کان لگادیئے، شیطانوں پر پتھر برسائے گئے، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جس شئے پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھی گئی میں اس میں برکت ڈال دوں گا، اور جس نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(الدر المنثور، الفاتحہ، ج ١، ص ٢٦، مختصراً)

حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھتا ہے تو شیطان اپنے آپ سے کہتا ہے: ''تمہارے لئے یہاں نہ رات بسر کرنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا۔'' اور جب کوئی شخص داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اپنے آپ سے کہتا ہے: ''تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔'' اور جب کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو کہتا ہے: ''تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی مل گیا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب واحکامهما، الحدیث ٢٠١٨، ص ١٠٣٨)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام شیطان کو بھگاتا اور مکان میں برکت زیادہ کرتا ہے، اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم کے فضائل وبرکات بہت زیادہ ہیں، اگر آسمان وزمین والے ان کو لکھنا شروع کردیں تو اس کے فضائل کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بیان 2:

عِلم کا بیان

﴿اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O (پ ۲۷ ،الرحمن: ۱۔۲) ترجمۂ کنزالایمان: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔﴾

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو بہت رحیم وکریم، بہت زیادہ احسان فرمانے والا، عزت والا، ہمیشہ رہنے والا، بلند، غنی، قوت والا، سلطان، سب سے اوّل کہ جب زمانہ بھی نہ تھا، سب سے آخر کہ جب کائنات نہ ہوگی، باقی رہنے والا کہ جب نہ انسان ہوگا، نہ جن، وہ جس نے لوحِ (محفوظ) میں قلم سے مخلوق کی ارواح کے متعلق احکام اور توحید وایمان کی آیات کو لکھا۔

جس نے توفیق کے چراغوں کو اہلِ تصدیق کے دلوں کے لئے جلایا تو انہوں نے وہ جمال دیکھا جس کی مثل کسی انسان کی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ ہی جنوں کو اس کا خیال ہوا۔ اس نے حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد کو نعمتوں والی زمین میں پیدا کیا، پھر ان نعمتوں کو ورثاء کے مابین تقسیم کیا۔ کتنے ہی حقیر افراد کو عزت کا تاج پہنایا اور کتنے ہی معززین کو ذلیل کیا۔ اس نے ایک قوم کو عمدہ عادات وخصائل سے نوازا تو دوسری قوم کو غیر مہذب خصائل والا بنایا۔ جو لوگ غیر مہذب تھے اور جن کے دلوں میں کجی تھی، وہ حد سے تجاوز کر گئے، جبکہ عمدہ خوبیوں والے افراد مہذب اور ہدایت یافتہ ہوئے، اور ایک دوسرے کو بھائیوں کی طرح بلاتے ہیں وطن دور بھی ہوں تب بھی خلوصِ دل سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور بِن دیکھے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل ایک دوسرے کے لئے مشتاق رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گناہ اور خسارے کی جگہوں سے بچاتے ہیں، نیکی، ایثار اور فضل واحسان میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جس طرح خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اس کا حکم دیا۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (پ ۶ ،المآئدۃ: ۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔(1)

پاک ہے وہ ذات جو رحمٰن عَزَّوَجَلَّ ہے، جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور اپنی تعظیم کی تعلیم میں بیان کے راز ظاہر کئے، جس نے انسانیت کی جان حضرتِ سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کو پیدا کیا، انہیں ما کان وما یکون (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا) کا بیان سکھایا، ان کی تعلیم کے لئے الہام کی لگی ہوئی لائنوں کو افہام کے قلم سے لکھا، اس نے تمام زمانوں کا انتظام

---

(1)...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''بعض مفسرین نے فرمایا: جس کا حکم دیا گیا اس کا بجالانا بِر، اور جس سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا تقوٰی، اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا اثم (گناہ)، اور جس سے منع کیا گیا اس کا کرنا عُدْوَان (زیادتی) کہلاتا ہے۔''

اندازے سے کیا، دن رات میں سے ایک کے بعد دوسرے کو رکھا، سورج اور چاند حساب سے رکھے، پتھر اور مٹی کے ڈھیر اس کی پاکی بولتے ہیں، شمس وقمر اور نجم وشجر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ یہ ظاہر نشانیاں ہیں جن کو اہلِ معرفت کی آنکھوں کے لئے آراستہ کیا، اس نے بڑے بڑے عقل والوں کو اپنی قدرت کے بیابان (یعنی جہنم) میں اوندھا گرا دیا۔ پس ڈرنے والے مہربانیوں کے قدموں پر کھڑے ہیں، اچھے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور عدل وانصاف قائم کرنے والی ذات اعلان فرما رہی ہے: ''وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷، الرحمٰن:۴۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔'' اور عارفین ہمیشہ وعدے کی تصدیق وتحقیق کی خدمت پر محافظ ہیں: ''هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ۝ (پ۲۷، الرحمٰن:۶۰) ترجمۂ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

جس طرح درخت ٹہنیوں کی وجہ سے زمین پر جھک جاتے ہیں اسی طرح وہ اپنے عبادت خانوں میں سحری کے وقت جھکتے ہیں۔ شوق ان کے دلوں کی سیدھی شاخ کو ہلاتا ہے تو وہ شاخیں بکھر جاتی ہیں، زبان کمزور ہوتی ہے، دل عاجزی کا اظہار کرتا ہے، آنکھیں بہنے لگتی ہیں، ان کا اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں ہونا اُن کو دنیاوی نعمتوں سے غافل کر دیتا ہے، ان کا سرور ہی ان کے کنگن ہیں، خشوع ہی ان کے تاج ہیں، ان کا خضوع ہی ان کو موتیوں اور مَرجان سے آراستہ کرتا ہے، انہوں نے حرص کو بیچ کر قناعت کو لے لیا تو اب بادشاہ کون ہے؟ کیا نوشیروان؟ (نہیں! اس وقت تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندے، بادشاہ ہوں گے) ان کی زندگی کے ایّام طویل ہو گئے اور محبِّ محبوب کے دیدار کا پیاسا ہوتا ہے۔ جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں بشارت دینے والے آقا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنا جلوہ دکھائیں گے، اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نہ ہوتے تو جنت آراستہ نہ کی جاتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوب بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ''یُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ (پ۱۰، التوبۃ:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔''

اے انسان! ذرا بصیرت کی آنکھ سے دیکھ اور دل کے آئینہ کو صاف کرتا کہ تو دلیل دیکھ پائے، تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندوں سے کیا نسبت ہے؟ سونے والا بیدار رہنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا، تیرے اور ان کے درمیان کتنا فرق ہے؟ بزدل کو بہادری سے کیا نسبت ہے؟ تجھ میں وعظ ونصیحت کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ تیرا دل خواہشات سے بھرا ہوا ہے، حبیب کی بارگاہ میں شدّتِ غم سے حیرانی کے عالم میں کھڑے ہونے والے کی طرح کھڑا ہو جا اور اپنی جبینِ نیاز کو ایسے جھکا جیسے شرمسار جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں اور سچائی کی کشتی پر سوار ہو جا کیونکہ یہ موت طوفان ہے اور خواہشات کے خمار سے نکل آ۔ کب تک تو خواہشات کے نشے میں بے ہوش رہے گا؟ کیا تو باقی رہنے والی شئے کو فانی شئے کے عوض بیچ دے گا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو امید کی وادی پر بلند ہو جائے تو ضرور بہادروں اور گھڑ سواروں کو دیکھ لے گا، اگر احباب کی سواریوں

پر تیرا گزر ہو تو ضرور اونٹوں کے حُدی خوانوں (یعنی مخصوص نغموں کے ذریعے اونٹوں کو ہانکنے والوں) کو سنے گا اور اگر تو احباب کے راستے پر ٹھہر جائے تو ضرور سواروں کا مشاہدہ کرے گا۔

سانپ نے نرگس کے پھولوں کا گُلدستہ پیش کیا:

حضرتِ سیِّدُنا ابواسحٰق ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''میں مکہ کے راستے میں اکیلا ہی چلا جا رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، دو دن اور دو راتیں چلتا رہا، یہاں تک کہ شام ہوگئی، وضو کے لئے میں پریشان ہوا کیونکہ پانی موجود نہ تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے ایک ہلکی سی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: ''اے ابواسحاق! میرے قریب آیئے۔'' میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس کے سر کے قریب دو مختلف رنگ کے خوشبودار پھول پڑے ہیں۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ اس بیابان میں اس کے پاس پھول کہاں سے آئے؟ حالانکہ یہ ریت پر پڑا ہے اور حرکت بھی نہیں کرسکتا، اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے ابواسحاق! میری وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری وفات کے وقت اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کی زیارت کرا دے۔'' تو ایک آواز آئی کہ ابھی تیری وفات کے وقت تجھے ابواسحاق خوّاص کی زیارت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہیں اور میں آپ کا منتظر تھا۔''

میں نے دریافت کیا: ''اے میرے بھائی! تیرا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے جواباً کہا: ''میں اپنے گھر والوں میں عزت اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہوا، وطن سے دوری کی خواہش ہوئی تو میں حج کے ارادے سے شہرِ شمشاط سے نکلا لیکن ایک ماہ سے یہاں پڑا ہوں اور اب وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔'' میں نے اس نوجوان سے پوچھا: ''کیا تیرے والدین ہیں؟'' اس نوجوان نے کہا: ''جی ہاں! اور ایک نیک بخت بہن بھی ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا کبھی اپنے گھر والوں کو ملنا بھی پسند کیا یا انہوں نے کبھی تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟'' اس نوجوان نے کہا: ''نہیں، مگر آج میں ان کی مہک سونگھنا چاہتا تھا تو میرے پاس بہت سے درندے آئے اور یہ خوشبودار پھول لائے اور میرے ساتھ مل کر رونے لگے۔'' میں اس نوجوان کے معاملے میں حیران و متفکر تھا کیونکہ وہ میرے دل میں اُتر گیا تھا۔ اور میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو چکا تھا کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ نرگس کے پھولوں کا ایک گلدستہ لے کر آیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار گلدستہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سانپ نے وہ گلدستہ اس نوجوان کے سر کے قریب رکھ دیا اور بڑی فصیح زبان میں بولا: ''اے ابراہیم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے پاس سے لوٹ جا کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ غیور ہے۔'' یہ سب کچھ دیکھ کر میری حالت عجیب ہوگئی، میں نے ایک زوردار چیخ ماری پھر مجھ پر غشی طاری ہوگئی، جب ہوش آیا تو وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ میں نے پڑھا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ O

(پ ۲،البقرۃ:۱۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔‘‘اور کہا: یہ بہت بڑی آزمائش ہے، میں اس کے غسل اور کفن دفن کا انتظام کیسے کروں گا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر اونگھ طاری کر دی جس کے غلبہ کی وجہ سے میں سو گیا۔

طلوعِ آفتاب کے وقت مجھے ہوش آیا تو دیکھا کہ میں تو اسی حالت پر تھا لیکن اس نوجوان کا کوئی نام ونشان باقی نہ تھا، میں پریشان ہو گیا۔ بہر حال جب حج ادا کر کے شمشاط پہنچا تو چند نقاب پوش عورتیں میرے پاس آئیں، ان میں سب سے آگے ایک لمبے بالوں والی عورت تھی، جس کے ہاتھ میں ایک چھاگل تھی اور وہ مسلسل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کر رہی تھی۔ جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو ان تمام عورتوں میں اس کے علاوہ کسی عورت کو اس نوجوان کے مشابہ نہ پایا۔ اس نے مجھے پکار کر کہا: ’’اے ابو اسحاق! میں کئی دنوں سے آپ کے انتظار میں ہوں، آپ مجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے بھائی کے متعلق بتایئے۔‘‘

پھر وہ بلند آواز سے رونے لگی، اس کے رونے کی وجہ سے مجھے بھی رونا آ گیا، پھر میں نے اس کو نوجوان اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا، سب کچھ بتا دیا، اور جب میں اس کے بھائی کی اس بات کہ ’’**آج میں ان کی خوشبو سونگھنا چاہتا تھا**‘‘ پر پہنچا تو اس عورت نے کہا: ’’بھائی جان! خوشبو پہنچ گئی، خوشبو پہنچ گئی۔‘‘ پھر زمین پر گری اور اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ اس کے ساتھ آنے والی عورتوں نے جمع ہو کر کہا: ’’اے ابو اسحاق! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔‘‘ جب اس کو دفن کیا گیا تو میں اس کی قبر کے قریب رات تک کھڑا رہا، میں نے رات خواب میں اسے ایک سرسبز و شاداب باغ میں دیکھا اور اس کا بھائی بھی اس کے قریب کھڑا تھا، وہ دونوں قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ پڑھ رہے تھے:

﴿۱﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۝ ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔
(پ ۲۳، الصّٰفّٰت: ۶۱)

قَـوْمٌ اِذَا عَبِثَ الزَّمَـانُ بِـاَهْـلِـهٖ ... كَـانَ الْـمَـفَـرُّ مِنَ الزَّمَـانِ اِلَيْهِمُ
وَاِذَا اَتَيْتَهُـمُ لِـدِفْـعِ مُـلِـمَّـةٍ ... جَـادُوْا عَـلَـيْكَ بِـمَـا يَـكُـوْنُ لَـدَيْـهِمُ

ترجمہ: (۱)......وہ ایسی قوم ہے کہ جب زمانہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرے تو اُس کے مظالم سے بچنے کے لئے ان کی پناہ لی جاتی ہے۔
(۲)......جب تُو کسی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے ان کے پاس آئے گا تو وہ اپنے مال میں تجھ پر سخاوت کریں گے۔

محبت کی حقیقت:

حضرتِ سیِّدُنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں نے ایک مجذوب (یعنی مجنون، دیوانہ) دیکھا جسے بچے پتھر مار رہے تھے، اس کا چہرہ اور سر لہولہان اور شدید زخمی تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی ان بچوں کو ڈانٹنے لگے تو انہوں نے کہا: ’’ہمیں چھوڑ دو! ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ یہ کافر ہے اور کہتا ہے کہ اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے اور وہ اس سے کلام بھی

کرتا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچوں سے فرمایا: اسے چھوڑ دو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ مسکرا کر باتیں کررہا تھا اور کہنے لگا: ''اے خوبصورت نوجوان! آپ کا احسان ہے، یہ بچے تو مجھے بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔'' اس کے بعد اس نے پوچھا: ''وہ میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بتایا: ''وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو اور یہ کہ وہ تم سے کلام بھی کرتا ہے۔'' یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری، پھر کہنے لگا: ''اے شبلی! حق تعالیٰ کی محبت وقربت سے مجھے سکون ملتا ہے، اگر لمحہ بھر بھی وہ مجھ سے چھپ جائے تو میں دردِ فراق سے پارہ پارہ ہوجاؤں۔''

حضرتِ سیِّدُنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ مجذوب اخلاص والے خاص بندوں میں سے ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے میرے دوست! محبت کی حقیقت کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''**اے شبلی! اگر محبت کا ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے** (تو وہ خشک ہوکر) **یا پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ غبار کے بکھرے ہوئے باریک ذرّے ہوجائیں۔** لہٰذا اس دِل پر کیسا طوفان گزرے گا جس کو محبت نے اضطراب اور گریہ وزاری کا لباس پہنا دیا ہو، اور سخت پیاس نے اس کے اندر جلن اور حسرتِ دیدار کو بڑھا دیا ہو۔''

میرے پیارے اسلامی بھائیو! محبت ایک ایسا دانہ ہے جس کو دلوں کی زمین میں بویا جاتا ہے، گناہوں سے توبہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، پھر وہ محبت کی بالیوں کو اُگاتا ہے۔ ہر بالی میں سودانے لگتے ہیں، اگر ان میں سے ایک دانہ دلوں کے پرندوں کے لئے رکھ دیا جائے تو وہ محبوب کی محبت میں سخت پیاسے ہوجائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں کہ اس کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے اپنے دل میں اپنے محبوب کے سوا کسی کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ان لوگوں کی خوبیاں ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف مائل ہوئے، مال ودولت کو چھوڑ دیا، دنیاوی مال کی مشغولیت سے اعراض کیا، ماضی اور حال کی تبدیلی سے عبرت حاصل کی اور حلال کھانے نے جاگنے میں ان کی مدد کی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر

ربّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کا انوکھا طریقہ:

حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''ایک دن میں ایک بازار سے گزرا تو میں نے چار آدمیوں کے کندھوں پر ایک جنازہ دیکھا، ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ان کا پانچواں رفیق بن کر ضرور اجر وثواب حاصل کروں گا۔'' جب وہ قبرستان پہنچے تو میں نے کہا: ''اے لوگو! اس شخص کا ولی کہاں ہے؟ جو کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھے۔'' تو انہوں نے جواب دیا: ''اے محترم بزرگ! ہم میں سے کوئی اس کو نہیں جانتا۔'' پھر میں آگے بڑھا اور اس کی

نمازِ جنازہ پڑھائی۔ہم نے اسے لحد میں اتار کر اس پر مٹی ڈال دی، جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ''اس میت کا کیا معاملہ ہے؟'' تو انہوں نے بتایا کہ ''ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے، ہاں! ایک عورت نے اس کو یہاں تک پہنچانے کے لئے ہمیں کرائے پر لیا اور وہ اب آنے ہی والی ہے۔ اتنے میں وہ عورت آ گئی جب وہ روتے ہوئے اور پریشان دل کے ساتھ قبر کے قریب رُکی تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا، بال پھیلائے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے گریہ وزاری کرنے لگی۔ پھر اس نے دعا مانگی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو ہنسنے لگی۔

میں نے اس سے پوچھا: ''مجھے اپنے اور اس میت کے متعلق بتائیے! اتنا شدید رونے کے بعد یہ ہنسنا کیسا؟'' تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے جواب دیا: ''ذوالنون۔'' تو وہ کہنے لگی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ صالحین میں سے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتی، یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ اپنی جوانی کو ضائع کرتا اور فخریہ لباس پہنا کرتا، کوئی برائی ایسی نہیں جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو اور کوئی گناہ ایسا نہیں جسے کرنے کی اس نے کوشش نہ کی ہو۔ اس کے گناہوں کو جاننے والے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے اسے گناہوں کی سزا یہ دی کہ ایک دن اسے شدید درد ہوا، جو تین دن رہا، جب اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو کہنے لگا: ''اے میری ماں! میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں میری وصیت قبول کرنا، جب میں مَر جاؤں تو میری موت کی خبر میرے دوستوں، بھائیوں، گھر والوں اور پڑوسیوں میں سے کسی کو نہ دینا کیونکہ وہ میرے بُرے افعال، گناہوں کی کثرت، اور جہالت کی وجہ سے مجھ پر رحم نہیں کریں گے۔ پھر اس نے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

لِیْ ذُنُوْبٌ شَغَلَتْنِیْ ... عَنْ صِیَامِیْ وَصَلَاتِیْ
تَرَکْتُ جِسْمِیْ عَلِیْلًا ... مَاتَ مِنْ قَبْلِ وَفَاتِیْ
لَیْتَنِیْ تُبْتُ لِرَبِّیْ ... مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ
اَنَا عَبْدٌ یَا اِلٰھِیْ! ... ھَائِمٌ فِی الْفَلَوَاتِ
بُحْتُ جَھْرًا بِعُیُوْبِیْ ... وَذُنُوْبِیْ قَاتِلَاتِیْ
قَدْ تَوَالَتْ سَیِّئَاتِیْ ... وَتَلَاشَتْ حَسَنَاتِیْ

ترجمہ: (۱)......میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔

(۲)......میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے۔

(۳)......کاش! میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا۔

(۴)......اے میرے معبود عَزَّوَجَلَّ! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ حیرت زدہ ہے۔

(۵)......میرے عیوب سب پر ظاہر ہو گئے گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی۔

(۶)......میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں اور نیکیاں برباد ہو چکی ہیں۔

پھر وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میری ماں! افسوس ہے اس پر کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نافرمانوں میں حد سے بڑھ گیا افسوس اس دل پر جسے میں سخت کرتا رہا، اے میری ماں! تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب میں مرجاؤں تو میرے رخسار کو زمین اور مٹی پر رکھ کر میرے دوسرے رخسار پر اپنا قدم رکھ دینا اور کہنا کہ یہ جزا ہے اس بندے کی جس نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی و مخالفت کی، اس کے حکم کو ترک کیا، اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ جب آپ مجھے دفن کرلیں تو اپنے ہاتھوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں بلند کر کے کہنا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْہُ فَارْضِ عَنْہُ'' یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔'' جب یہ مرا تو میں نے اس کی تمام وصیتوں کو پورا کیا۔ اب جب میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک آواز سنائی دی: ''اے میری ماں! اب لوٹ جا، میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور اس حال میں آیا کہ وہ مجھ پر ناراض نہ تھا۔'' جب میں نے یہ آواز سنی تو مسکرانے لگی۔''

حضرتِ سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''جب بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے: (۱)......مال وارث کے لئے (۲)......روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے (۳)......گوشت کیڑوں کے لئے (۴)......ہڈیاں مٹی کے لئے اور (۵)......نیکیاں خُصُوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ''وارث مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش! موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے جدائی ہو جائے گی، ہم اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ اگر سب فراق ایک طرف جمع ہو جائیں اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کا فراق ایک طرف ہو تو یہ تمام فراقوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جبرائیلِ امین (علیہ السلام) جب بھی میرے پاس حاضر ہوتے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے کانپ رہے ہوتے۔ جب شیطان کی مخالفت ظاہر ہوئی اور قرب، بلند مرتبہ اور عبادت کے بعد اسے دھتکارا گیا تو جبریل و میکائیل (علیہما السلام) دونوں رونے لگے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سے استفسار فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو؟ حالانکہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری خفیہ تدبیر یعنی تیری قضا، تیرے قرب کے بعد دوری اور سعادت مندی کے بعد شقاوت سے خوف زدہ ہیں۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''اسی طرح میری خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو۔''

(العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، ذکر میکائیل علیہ السلام، الحدیث ۳۸۵، ص ۱۳۶، مختصر)

بوڑھے عابد کی شکل میں شیطان:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نمازِ جمعہ کے لئے نکلا تو مجھے ایک بوڑھے عابد کی شکل میں ابلیس ملا، اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''نماز کے لئے جا رہا ہوں۔'' کہنے لگا: ''نماز تو ہو چکی، اب آپ کی نمازِ جمعہ فوت ہو گئی ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پہچان لیا اور اسے گردن اور گُدّی سے پکڑ کر کہا: ''تیرا ستیاناس ہو! کیا تو عابدوں اور زاہدوں کا سردار نہ تھا؟ تجھے ایک سجدے کا حکم دیا گیا مگر تُو نے انکار کیا، تکبر کیا، اور کافروں میں سے ہوا، اب قیامت تک تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دور رہے گا۔'' تو وہ کہنے لگا: ''اے عمر! ذرا خیال سے بول، کیا فرمانبرداری میرے بس میں ہے یا بدبختی میری مشیّت کے تحت ہے؟ میں نے عرش کے نیچے بہت سجدے کئے، یہاں تک کہ آسمان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر میں نے رکوع و سجود نہ کئے ہوں۔ اتنے قرب کے باوجود مجھے کہا گیا:

﴿۲﴾ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَةَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ (پ ١٤، الحجر: ٣٤۔ ٣٥)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔(۱)

(پھر کہنے لگا) ''اے عمر! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے امن میں ہو؟''

﴿۳﴾ فَلَا یَاۡمَنُ مَکۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ (پ ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔(۲)

تو میں نے اس سے کہا: ''میری نظروں سے اوجھل ہو جا! مجھے طاقت نہیں کہ (اس مسئلہ میں) تجھ سے کلام کروں۔

پیارے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں وہ لوگ جو لذتوں سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے، مخلوق پر ظلم اور غرور و تکبر کیا کرتے تھے؟ ان کو موت کے جام دیئے گئے تو وہ ان جاموں کو گھونٹ گھونٹ پیتے رہے، انہوں نے اس مال کو ترک کر دیا جو وہ جمع کیا کرتے تھے، اس عیش و عشرت سے مفارقت و جدائی اختیار کر لی جس سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ کاش! تو اُنہیں ندامت

1...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''آسمان و زمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ ہمیشگی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی۔''

2...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا: کیا سبب ہے، میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا: اے نورِ نظر! تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سببِ عذاب نہ ہو۔''

کے جُبّوں میں ہانکے جاتے ہوئے دیکھتا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں حالانکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔

﴿۴﴾ اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۠ (پ۹،الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

دواَمْرَد پسند مؤذنوں کی بربادی:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کا تکرار کررہا تھا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا''میں نے اس سے پوچھا: تم اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا: ''کاش! آپ کو میرے واقعہ کا علم ہوتا۔''میں نے دریافت کیا: ''تمہارا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے بتایا: ''میرے دو بھائی تھے، بڑے بھائی نے چالیس سال تک مسجد میں بلا معاوضہ اذان دی، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآنِ پاک مانگا۔ ہم نے اسے دیا تاکہ اس سے برکتیں حاصل کرے مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہنے لگا: تم سب گواہ ہوجاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات واحکامات سے بےزاری اور نصرانی (عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں پھر وہ مرگیا۔ اس کے بعد دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فِیۡ سَبِیۡلِ اللہ اذان دی مگر اس نے بھی آخری وقت نصرانی ہونے کا اعتراف کیا اور مرگیا۔ لہٰذا میں اپنے خاتمہ کے بارے میں بے حد فکر مند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں تو حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے استفسار فرمایا: ''تمہارے دونوں بھائی ایسا کون سا گناہ کرتے تھے؟ اس نے بتایا: ''**وہ غیر عورتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور امردوں** (بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) **دیکھا کرتے تھے۔**''(۱)

......**شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ** اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** غَضَب ہوگیا! کیا اب بھی غیر عورَتوں سے بے پردَگی اور بے تکلُّفی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا اب بھی غیر عورَتوں نیز اپنی بھابھی، چچی، تائی، مُمانی (کہ یہ بھی شرعاً سب غیر عورَتیں ہی ہیں ان) سے اپنی نگاہوں کو نہیں بچائیں گے؟ اِسی طرح چچازاد، تایازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد کا نیز بیوی کی بہن اور بہنوئی کا آپس میں پردہ ہے۔ نامحرم پیر اور مُریدنی کا بھی پردہ ہے۔ مُریدنی اپنے نامحرم پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی۔ خبردار! اَمرَد تو آگ ہے آگ! اَمرَد کا قُرب، اُس کی دوستی اُس کے ساتھ مذاق مسخری، آپس میں کُشتی، کھینچا تانی اور لپٹا لپٹی جہنّم میں جھونک سکتی ہے۔ اَمرَد سے دُور رہنے ہی میں عافیّت ہے اگرچہ اُس بے چارے کا کوئی قُصور نہیں، اَمرَد ہونے کے سبب اُس کی دل آزاری بھی مت کیجئے۔ مگر اُس سے اپنے آپ کو بچانا بے حد ضَروری ہے۔ ہرگز اَمرَد کو اسکوٹر پر اپنے پیچھے مت بٹھایئے، خود بھی اُس کے پیچھے مت بیٹھئے کہ آگ آگے ہو یا پیچھے اُس کی تَپَش ہر صورت میں پہنچے گی۔ شہوت نہ ہو جب بھی اَمرَد سے گلے ملنا مَحَلِّ فِتنہ (یعنی فِتنے کی جگہ) ہے، اور شہوت ہونے کی صورت میں گلے ملنا بلکہ ہاتھ مِلانا بلکہ فُقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اے اپنی نظر کو شہوتوں میں مستغرق رکھنے والے! اے محرمات کے چاہنے والے! اے فنا ہونے والی لذتوں سے دھوکا کھانے والے! تو نے ان قوموں سے نصیحت حاصل کیوں نہ کی جن کو ان کے گھروں سے نکالا گیا اور انہوں نے غفلت کی رسی کو پکڑے رکھا۔ پس ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ ہمیں تو کسی نے ڈرایا نہ تھا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ۱۸، النور: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔(۱)

حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی کے بارے میں منقول ہے کہ ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وضو فرماتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اعضاء پر ایک کپکپی سی طاری ہو جاتی یہاں تک کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو کر تکبیر کہتے تو کپکپی ختم ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: ''میں اس بات سے خوف کھاتا ہوں کہ کہیں مجھے بدبختی نہ گھیر لے اور میں یہود و نصاریٰ کے گرجوں میں نہ جا پڑوں۔'' نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ مَکْرِ اللہِ یعنی ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے ارادے سے مکۂ مکرمہ روانہ ہوئے، اور پوری رات کجاوے میں روتے رہے، حضرتِ سیِّدُنا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''اے سفیان! آپ کے

بقیہ......فرماتے ہیں: اَمرَد کی طرف شَہوت کے ساتھ دیکھنا بھی حرام ہے۔(تفسیراتِ احمدیہ ص۵۵۹) اُس کے بدن کے ہر حصّے حتّٰی کہ لباس سے بھی نگاہوں کو بچائیے۔ اِس کے تصوُّر سے اگر شَہوت آتی ہو تو اس سے بھی بچئے، اُس کی تحریر یا کسی چیز سے شَہوت بھڑکتی ہو تو اُس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے نظر کی حفاظت کیجئے، حتّٰی کہ اُس کے مکان کو بھی مت دیکھئے۔ اگر اس کے والد یا بڑے بھائی وغیرہ کو دیکھنے سے اس کا تصوُّر قائم ہوتا ہے اور شَہوت چڑھتی ہے تو ان کو بھی مت دیکھئے۔ اَمرَد کے ذَرِیعے کئے جانے والے شیطانِ عیّار و مکّار کے تباہ کار وار سے خبردار کرتے ہوئے میرے آقا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: منقول ہے، عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور اَمرَد کے ساتھ ستّر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۱) بَہر حال اَجنَبِیَّہ عورت (یعنی جس سے شادی جائز ہو) اُس سے اور اَمرَد سے اپنی آنکھوں اور اپنے وُجود کو دُور رکھنا سخت ضَروری ہے ورنہ ابھی آپ نے اُن دو بھائیوں کی اَموات کے تشویشناک مُعامَلات پڑھے جو بظاہر نیک تھے۔ مہربانی فرما کر مکتبۃُ المدینہ کا مطبوعہ مختصر رسالہ اَمرَد پسندی کی تباہ کاریاں کا مُطالَعہ فرما لیجئے۔''

؎ نفس بے لگام تو گُناہوں پہ اُکساتا ہے — توبہ توبہ کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے

(بُرے خاتمے کے اسباب ص ۱۷)

......مفسِّرِ شہیر، حکیم الأمت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی تفسیر نور العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ''**مدارک واحمدی**'' کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام، البتہ! طبیب (کیلئے ضرورتاً) مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اُسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے۔''

رونے کی وجہ کیا ہے؟ اگر معصیت کی وجہ سے ہے تو آپ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نافرمان نہیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا: ''اے شیبان! گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے، وہ تو کبھی میرے دل میں نہیں کھٹکے، میرا رونا معصیت کے سبب نہیں بلکہ میں تو برے خاتمے کے خوف سے رو رہا ہوں کیونکہ میں نے ایک بہت ہی نیک بزرگ کو دیکھا، جس سے ہم نے علم حاصل کیا، اس نے لوگوں کو چالیس سال تک علم سکھایا، بیتُ اللہ شریف کی کئی سال مجاورت کرتا اور برکتیں لوٹتا رہا، اس شخص کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی، مگر وہ کافر ہو کر مرا اور اس کا چہرہ قبلہ سے پھر کر مشرق کی طرف ہو گیا۔ لہٰذا مجھے برے خاتمے کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا شیبان نے عرض کی: ''اگر ایسا نافرمانی اور گناہوں پر اصرار کی نحوست کی وجہ سے ہے تو آپ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ کیجئے گا۔''

حضرتِ سیِّدُنا حمزہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر شاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے وصال کے وقت ان کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا: ''اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اس کشتی کی طرح جو غرق ہونے سے پہلے چکرا رہی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا میری نجات ہوگی؟ کیا ملائکہ یہ خوشخبری لے کر آئیں گے: ''اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔'' یا کشتی غرق ہو جائے گی اور فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے: ''لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ (پ ۱۹، الفرقان: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے الٰہی! ہم میں اُن میں کوئی آڑ کر دے رُکی ہوئی۔'' یعنی دور ہو جا، تو ہم سے صلح کے قابل نہیں۔''

اے نافرمان! اپنے دل کی تاریکی پر رو تاکہ وہ روشن ہو جائے کیونکہ جب بادل ٹیلے پر برستے ہیں تو وہ چمک جاتا ہے، ہلاکت ہے تیرے لئے! تو کہتا ہے: میں توبہ کرنے والا اور حق کو پورا کرنے والا ہوں۔ کھڑا ہو اور جلدی کر، نیکیوں کو ضائع نہ کر، پھر موقع نہ ملے گا۔ جب بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ! کِرَاماً کَاتِبِیْن (یعنی بندے کے اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو ان کے لکھے ہوئے اعمال بھلا دیتا ہے اور زمین کو حکم فرماتا ہے کہ میرے بندے پر وسیع ہو جا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! شیطان تمام مقاصد میں تمہاری تاک میں ہے۔

﴿۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو۔ (پ ۵، النسآء: ۷۱)

تو تم اس کی بات نہ سننا اس لئے کہ وہ جھوٹا اور شریر ہے اور اس کی نصیحت قبول نہ کرنا کیونکہ وہ دھوکے باز ہے:

﴿۷﴾ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ (پ ۲۲، فاطر: ۶) ترجمۂ کنزالایمان: وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔

ابن آدم پر تعجب ہے کہ (جب شیطان نے اس کے باپ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اس وقت) وہ اپنے باپ کی پشت میں تھا، تو وہ کیسے اس جہنم میں داخل ہو جائے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، **اے ابنِ آدم!** ہم نے ابلیس کو دھتکارا اس لئے کہ اس نے تیرے باپ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، تجھ پر تعجب ہے کہ تو نے اس سے صلح کیسے کر لی اور ہمیں چھوڑ دیا۔

بدنگاہی کا وبال:

ایک مؤذن جس نے چالیس سال تک منارے پر چڑھ کر اذان دی، ایک دن اذان دینے کے لئے منارے پر چڑھا، اذان دیتے ہوئے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی۔ اس کی عقل اور دل جواب دے گئے۔ اذان چھوڑ کر نصرانی عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی: ''میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا۔'' اس نے کہا: ''تیرا مہر کیا ہے؟'' نصرانی عورت نے کہا: ''دین اسلام کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل ہو جا۔'' تو مؤذن نے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کر لیا۔ نصرانی عورت نے اسے کہا: ''میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تم اس سے نکاح کی بات کرو۔'' جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے وہ کفر کی حالت میں گر کر مر گیا اور اپنی شہوت بھی پوری نہ کر سکا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ یعنی ہم برے خاتمے سے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (آمین)

اچھی نیت کا پھل اور بری کا وبال:

منقول ہے کہ ''دو بھائی تھے، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا فاسق تھا۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو اپنی محراب میں دیکھے، ایک دن اس کے پاس انسانی شکل میں ابلیس آیا اور کہنے لگا: ''افسوس ہے تجھ پر! تو نے اپنی عمر کے چالیس سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے۔ تمہاری جتنی عمر گزر چکی اتنی ابھی باقی ہے، اپنے نفس کی خواہشات پوری کر کے لذت حاصل کر لے، اس کے بعد دوبارہ توبہ کر لینا اور واپس عبادت کی طرف لوٹ آنا، بے شک **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا، مہربان ہے۔'' یہ سن کر عابد نے اپنے دل میں کہا: ''میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیس سال لذات حاصل کروں گا اور خواہشات پوری کروں گا پھر توبہ کر لوں گا اور اپنی عمر کے بقیہ بیس سال عبادت میں صرف کر دوں گا'' اب یہ نیچے اُترنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ''تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کر دیا اور تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے ساتھ اوپر والے کمرے میں جا کر اپنی بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔'' ادھر وہ توبہ کی نیت لے کر اوپر کو چڑھنے لگا اور اس کا عابد بھائی نافرمانی کی نیت لے کر اترنے لگا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنے بھائی پر گر پڑا اور دونوں سیڑھیوں پر اکٹھے مر گئے۔ اب عابد کا حشر نافرمانی کی

نیت پر ہوگا اور گنہگار کا حشر توبہ کی نیت پر ہوگا۔''

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دن رات ہونے والے واقعات سے عبرت پکڑنے کے لئے اپنے دلوں کو فارغ کر لو، کتنے ہی لوگ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دور تھے، قریب ہوگئے اور بہت سے قرب والے دور کر دیئے گئے۔ ان کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے ان سے جفا کی۔ قُرب حاصل کرنے والوں کے لئے جنت اور دوری اختیار کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے تو اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔ بلاشبہ جب عابد ٹھوکر کھا کر پھسلا تو اپنی نیت تبدیل کرنے اور عبادت کے بعد حد سے بڑھنے اور گناہ کرنے پر رو دیا، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت تو کرتا تھا لیکن اگر اس کی محبت خالص ہوتی تو وہ ضرور وفا کی طرف لوٹتا اور عنقریب جان لے گا کہ اس نے گرنے والے کنارے پر بنیاد رکھی۔ پس اے عقل والو! نصیحت حاصل کرو۔

شیطان کا خطرناک جال:

حضرتِ سیدنا امام ابو محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ''تین زاہد دورانِ سال فقط **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بھروسے پر زادِ راہ لئے بغیر حج کے ارادے سے بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے عیسائیوں کی ایک بستی میں قیام کیا، تینوں (زاہدوں) میں سے ایک کی نظر ایک خوبصورت نصرانی عورت پر پڑی تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا، جب تینوں نے سفر کا ارادہ کیا، تو اس نے حیلے بہانے سے ان کو ٹال دیا اور خود وہیں بیٹھ گیا، اس کے دونوں رفیق چلے گئے اور اس کو بستی ہی میں چھوڑ دیا، اب اس نے اپنے دل کی بات اس عورت کے والد سے کی، اس نے کہا: ''اس کا مہر تجھ پر بہت بھاری ہے تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' اس نے پوچھا: ''کیا مہر ہے؟'' اس کے والد نے کہا: ''تو دینِ اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہو جا۔'' چنانچہ اس زاہد نے نصرانی ہو کر اس عورت سے نکاح کر لیا اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ آخر کار وہ نصرانیت پر ہی مر گیا۔ جب اس کے دونوں ساتھی سفر سے واپس آئے تو اس کے متعلق دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ وہ تو نصرانیت پر مر چکا ہے اور نصرانیوں نے اسے اپنے قبرستان میں دفن کر دیا ہے تو وہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے، وہاں ایک عورت اور دو بچوں کو قبر پر روتے ہوئے پایا۔ وہ دونوں بھی دور سے رونے لگے۔ عورت نے ان سے پوچھا: ''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' انہوں نے اس کی عبادت، نماز، اور زہد کا تذکرہ کیا۔ جب عورت نے یہ سنا تو اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور وہ اپنے دونوں بچوں سمیت اسلام لے آئی۔ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو مسلمان تھا کفر پر مرا اور جو کافر تھا اسلام لے آیا۔ تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنے انجام سے ڈرتا رہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کا سوال کرتا رہے۔''

گناہوں کی نحوست:

حضرتِ سیِّدُ نامنصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا ایک دینی بھائی تھا جو کہ میرا بہت معتقد تھا۔ وہ ہر دُکھ سُکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا۔ میں اس کو انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار، اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ دنوں تک اسے نہ پایا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ میں نے اس کے گھر کے متعلق دریافت کر کے اس کے دروازے پر دَستک دی تو اس کی بیٹی آئی اور پوچھا: ''کس سے ملنا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''فلاں سے۔'' وہ میرے آنے کی اجازت طلب کرنے اندر گئی، پھرلوٹ کر آئی اور کہنے لگی: ''آپ اندر آجائیں۔'' میں نے داخل ہو کر دیکھا کہ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے ڈرتے ڈرتے کہا: ''اے میرے بھائی! لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی کثرت کرو۔'' اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل سے میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے دوسری مرتبہ یہی تلقین کی تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔

جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ ''اگر تو نے یہ کلمہ نہ پڑھا تو میں تجھے غسل دوں گا، نہ کفن اور نہ ہی تیرا نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔'' یہ سن کر اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! اے منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔'' میں نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' کہاں گئیں وہ نمازیں، وہ روزے، تہجد اور راتوں کا قیام؟'' تو اس نے مجھے حسرت سے بتایا: ''اے میرے بھائی! یہ سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ عبادتیں اس لئے کیا کرتا تھا تا کہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار، اور تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا تھا۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کر لیتا، برہنہ ہو کر شراب پیتا، اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک میں اسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی اسی بیٹی سے کہا کہ قرآنِ پاک لے کر آؤ، اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورۂ یٰسٓ تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کر کے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفایاب ہوا، تو دوبارہ لہو و لعب اور لذات و خواہشات میں پڑ گیا۔ شیطان لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصۂ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں مَیں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے میری عادت کے مطابق وسطِ مکان میں نکال دیں۔ میں نے مصحف شریف منگوا کر پڑھا اور بلند کر کے عرض کی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ!

اس کی عظمت کا واسطہ جو اس مصحف شریف میں ہے، مجھے اس مرض سے نجات عطا فرما۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفا عطا فرمادی۔لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اب اس مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس دفعہ بھی مجھے وسطِ مکان میں نکال دو جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگوا کر پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔میں سمجھ گیا کہ **اللہ** تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرما دے۔'' تو میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی مگر اُسے دیکھ نہ سکا۔ یہ آواز اشعار کی صورت میں تھی، جن کا مفہوم یہ ہے:

''جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو بُرے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مستغرق رہا اور عرصۂ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا۔ اور تجھ پر جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم تھا، تُو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کپکپی طاری ہوئی، نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر توڑ دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہانِ فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تمہارا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنا رہی ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے اس حال میں جدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے برے خاتمے سے دوچار ہو گئے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو!

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ موصلی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں ایک غمزدہ شخص تھا، جس کو قَضِیْبُ الْبَان (یعنی بان نامی درخت کی شاخ) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے احترام اور رعب و دبدبے کے باعث کوئی اس سے کلام کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ وہ بہت زیادہ رویا کرتا۔ تقدیر اس شخص کی تنہائی میں مجھے اس کے پاس لے گئی تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے میرے محترم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی ذات کے سوا ہر چیز سے بے نیاز کر دیا ہے! آپ کے غم اور لوگوں سے

جدا رہنے کا سبب کیا ہے؟'' اس نے مجھے دیکھا اور بہت زیادہ رویا پھر اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ کچھ اضطراب کے بعد اس پر غشی طاری ہو گئی۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ انتقال کر گیا ہے۔ بہر حال جب اسے ہوش آیا تو میں نے باتوں ہی باتوں میں اسے مانوس کر لیا اور اُسے مخاطب کر کے اس کا دل بہلایا اور اُسے قسم دے کر اس کی حالت کے متعلق دریافت کیا تو وہ روتے روتے اپنا واقعہ بیان کرنے لگا: ''میں اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ ابدال میں سے تھا، میں نے چالیس سال اس کی خدمت کی، وہ بہت عبادت گزار تھا۔ اُس نے اپنی وفات سے تین دن قبل مجھے بلا کر کہا: ''اے میرے بیٹے! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میرا تجھ پر اور تیرا مجھ پر حق ہے۔ اور تجھ پر میرے مکمل حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ تو میری باتیں غور سے سنے اور میری وصیت کو پورا کرے۔''

میں نے عرض کی: ''محبت اور عزت سے آپ کی وصیت پوری کروں گا۔'' تو اس نے کہا: ''میری عمر کے تین دن باقی ہیں اور میں کافر مروں گا۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے کپڑوں سمیت رات کی تاریکی میں ایک تابوت میں رکھ کر شہر سے باہر فلاں جگہ لے جانا اور طلوعِ آفتاب تک وہیں ٹھہرے رہنا، جب تو کسی قافلے کو آتے ہوئے دیکھے کہ جن کے پاس بھی ایک تابوت ہو گا وہ اس کو میرے تابوت کے پہلو میں رکھ دیں گے اور میرا تابوت لے جائیں گے، تم وہ دوسرا تابوت لے کر واپس آ جانا۔ پھر اس تابوت کو کھول کر اس میں موجود شخص کو نکالنا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو تم پر لازم تھا کہ تم میرے ساتھ کرتے (یعنی اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین وغیرہ کرنا)۔'' یہ سن کر میں رو رو کر پوچھنے لگا: ''ایسا معاملہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور پہلے بھی اور بعد میں بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کا حکم ہے۔''

﴿۸﴾ **لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ** (پ۱۷، الانبیآء:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے۔(1)

جب تین دن گزر گئے تو میرا شیخ مضطرب ہو گیا، رنگ متغیر ہو گیا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو کر مشرق کی طرف گھوم گیا اور وہ اوندھے منہ گر کر مر گیا۔ میں بہت رویا اور مجھے اتنا غم لاحق ہوا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر مجھے وصیت یاد آئی تو میں نے ان کو ایک تابوت میں رکھا اور جب رات ہوئی تو میں نے تابوت کو اس مقام پر لے جا کر رکھ دیا میرے شیخ نے جس کا نام لیا تھا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہوا تو ایک جماعت گریہ وزاری کرتے ہوئے آئی، ان کے پاس بھی ایک تابوت تھا، انہوں نے اپنا تابوت اِس تابوت کی ایک جانب رکھ دیا۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور میرے لائے ہوئے تابوت کو اٹھا کر جانے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''جب تک تم مجھے اپنے متعلق کچھ نہ بتاؤ گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔'' تو اس نے

---

(1)...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے جو چاہے کرے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلّت دے، جسے چاہے سعادت دے، جسے چاہے شقی کرے۔ وہ سب کا حاکم ہے، کوئی اس کا حاکم نہیں جو اس سے پُوچھ سکے۔''

بتایا: ''میں اس پادری کا چالیس سال سے خادم رہا ہوں۔ اس نے اپنی موت سے تین دن قبل مجھے بلا کر کہا: ''اے میرے بچے! میرا تجھ پر اور تیرا مجھ پر حق ہے، تجھ پر میرے مکمل حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ جب میں تین دن بعد مر جاؤں تو تم مجھے ایک تابوت میں رکھ دینا اور اُٹھا کر فلاں جگہ رکھ دینا اور اِس جگہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر تو وہاں رکھا ہوا کوئی دوسرا تابوت پائے تو میرے تابوت کو اس کی جگہ رکھ دینا اور اس کو اٹھا کر گرجے میں لے جانا اور میرے ساتھ جو معاملہ کرنا تجھ پر واجب ہے وہی اس کے ساتھ کرنا (یعنی عیسائیوں کے طریقے پر دفن کرنا)۔'' جب تین دن گزر گئے تو اُن کا چہرہ خوشی سے کِھل اُٹھا، کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو کر انتقال کر گئے۔ پھر میں نے ان کے حکم کے مطابق عمل کیا اور اُن کو یہاں لے آیا۔''

(وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ) جو تابوت وہ لوگ لے کر آئے تھے میں نے اُسے اُٹھایا اور گھر کے ایک کونے میں رکھ کر کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک ایسے بزرگ تھے، جن کے چہرے پر انوار کی بارش برس رہی تھی، ان کے سارے بال سفید تھے۔ میں نے ان کو تابوت سے نکالا، اُن کے کپڑے اُتارے اور پھر فقراء کے ساتھ مل کر ان کو غسل دیا، ہم نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ایک کونے میں دفن کر دیا۔ وہ دن گواہ ہے کہ میں جب بھی باہر نکلتا ہوں تو میرے چہرے پر برے خاتمے کے خوف سے غم کے بادل برسنے لگتے ہیں۔ میرا لوگوں سے جدا رہنے کا سبب یہی ہے۔''

رِقّت انگیز دُعا:

ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ خاتمہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، بے شک حد سے بڑھنے والے ہی اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہتے ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، اور ہمارا ایمان ہے کہ تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تیری بارگاہ میں ہم عاصیوں اور گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم کو خوف سے امن عطا فرما دے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو بھی صرف انہیں ہی اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے گا جو تیرے نیک بندے ہیں تو پھر ہمیں بتا کہ ہم جیسے گناہ گاروں کو کون قبول کرے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو اطاعت گزار بندوں پر ہی رحم و کرم کی بارش نازل فرمائے گا تو کوتاہی کرنے والوں اور عاصیوں پر کون کرم کرے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم اپنے نفسوں کی برائی کو اچھی طرح جان چکے لہٰذا ہم پر نظرِ کرم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم پر ایسا فضل و کرم فرما جو ہمیں تیری ذات کے سوا ہر چیز سے بے پرواہ کر دے، ہمیں اطاعت کی توفیق، معصیت سے نفرت اور پُرخلوص نیت کی دولت سے نواز دے، ہمیں اپنی ایسی رحمت سے نواز کہ جو ہماری کمی اور کوتاہی کو پورا کر دے اور ہمارے فقر کو غنا سے بدل دے، ہمارے گناہوں کو مٹا دے اور ہماری قدر و منزلت میں

اضافہ فرما دے، ہمیں اپنے اور اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک فرامین سن کران سے نفع حاصل کرنے کی سعادت عطا فرما اور ہم خطا کاروں کے حق میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی شفاعت قبول فرما کہ جس دن مال کام آئے گا، نہ اولاد۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّکَ الْعَظِیْمِ وَرَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ وَالدَّاعِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

حکمرانوں پر حساب کی سختیاں

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہے: ''بروزِ قیامت لوگ جمع ہوں گے، تو کہا جائے گا: ''اس اُمت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟'' تو وہ کھڑے ہو جائیں گے'' پوچھا جائے گا: ''تم نے کیا عمل کئے؟'' وہ عرض کریں گے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں آزمائش میں مبتلا کیا تو ہم نے صبر کیا اور حکمرانی وسلطنت کا والی ہمارے علاوہ دوسروں کو بنا دیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم نے سچ کہا۔'' یا اسی کی مثل ارشاد فرمائے گا (یہ راوی کا شک ہے) پھر وہ دوسرے لوگوں سے بہت پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور حساب کی سختیاں حکمرانوں اور صاحبِ سلطنت لوگوں پر باقی رہ جائیں گی۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے عرض کی: ''اس دن مؤمنین کہاں ہوں گے؟'' حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور اُن پر بادلوں سے سایہ کیا جائے گا۔''

(صحیح ابن حبان، باب وصف الجنه واھلھا، الحدیث ۷۳۷۶، ج۹، ص ۲۵۳)

بیان3:

موت اور زیارتِ قبور وغیرہ کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو حمد کی مستحق ہے، اپنی کبریائی میں واحد ہے، اس کا نہ کوئی ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے، بلند ہے، قوی ہے، مددگار ہے، حمید ہے، غنی ہے، غنی کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور لوٹانے والا ہے، ایسا عطا کرنے والا ہے جس کی عطا کبھی فنا اور ختم ہونے والی نہیں، ایسا روکنے والا ہے کہ جس سے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور اپنے ارادے میں کسی کا محتاج نہیں، مخلوق کو پیدا کر کے اَحسَن طریقے سے راہِ راست پر چلانے والا ہے اور اس نے مخلوق کی صورتوں کو اچھا بنایا اور ان کو جنت میں نعمتوں اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی اور عبرت والی آنکھوں سے نوازا اور عذابِ نار اور وعید سے ڈرایا اور شکر کو لازم کیا اور اس نے ان کے لئے اپنے مزید فضل کے خزانے کا ذمہ لیا اور ان پر موت کو مسلط کیا پس کوئی بھی اس سے بریُ الذمہ نہیں، کتنے ہی لوگوں کو موت نے اپنے دوستوں کی جدائی میں رُلایا؟ کتنوں کو نومولود چھوڑا اور ان سب کو گریہ و زاری میں مشغول کر دیا، حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کسی کو غمزدہ پیدا کیا، نہ غمزدہ لوٹائے گا۔ موت کے سبب مضبوط عمارتیں برباد ہو گئیں اور موت نے فنا کے سبب اس گھر کے رہنے والوں پر حکومت کی اور روحوں کے پرندے اپنے گھونسلوں سے اُڑ گئے اور ان کی عیشِ زندگی کو تنگی میں بدل دیا تو اب بے آب و گیاہ زمین میں بادشاہوں، غلاموں، غنیوں اور محتاجوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔

پاک ہے وہ ذات! جس نے موت کے ذریعے مغروروں میں سے ہر ایک کو مسلسل ذلیل کیا اور موت کے ذریعے بڑے بڑے بہادر بادشاہوں کو شکست دی اور ان کو وسیع محلات سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دیا اور ان کی لمبی لمبی امیدوں کو کاٹ کر رکھ دیا، موت نے ان کے آبا ؤ اجداد کو پکڑ لیا۔ اور بچوں کو جھولوں سے اُٹھا کر قبروں کو ان کا گھر بنا دیا اور چہروں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، موت چھوٹے بڑے، امیر فقیر، حاکم محکوم اور باپ اولاد سب کے لئے برابر ہے اور اس نے مردوں عورتوں سب کو فنا کر دیا اور اب قیامت تک ان کی یاد باقی ہے۔

کیا **غافل انسان** ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت حاصل نہیں کرے گا؟ حالانکہ موت نے ان سب کو فنا اور ان کی جمعیت کو تِتَّر بِتَّر کر دیا۔ انسان کیسے دھوکے میں رہتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب وہ گرفت فرماتا ہے تو کوئی اس سے نہیں بچا سکتا۔ کیا لوگ یہ بات نہیں جانتے؟ اور ان کی جانیں موت سے محفوظ نہیں۔ (جیسا کہ فرمانِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے:)

وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ۝ (پ۱۲، ھود: ۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی (سخت) ہے۔

کہاں ہیں شہروں اور مضبوط قلعوں والے؟ کہاں ہیں معانی اور فنون والے؟ کہاں ہیں وہ مضبوط قلعے جن کے رہنے والے مضبوط تھے؟ کہاں ہیں سابقہ امتیں؟ کہاں ہیں اُونچے اُونچے محلات میں رہنے والے؟ اُن پر موت کا وعدہ سچ ہوا پس اگر تو ان کی قبروں کو بغور دیکھے تو ضرور ان کے انجام سے تعجب کرے گا کہ ابھی ان کے احوال بوسیدہ نہ ہوئے تھے کہ قبر نے ان کے جوڑ جوڑ کو بکھیر کر رکھ دیا اور اب حالت یہ ہے کہ نہ ان میں سے آزاد پہچانے جاتے ہیں، نہ غلام۔ بہرحال وہ اُنسیّت اور قرب حاصل کرنے کے بعد قبر کی تاریکی میں بدحال پڑے ہیں۔ حالانکہ موت خوش رہنے والوں، بدنصیبوں، قریب اور دور والوں کو پکڑ کر انہیں نصیحت کرتی رہی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے خبردار کرتی رہی: وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ O (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم دس آدمی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے، ایک انصاری نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لوگوں میں سب سے عقلمند کون ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور اس کے لئے سب سے اچھی تیاری کرنے والا، یہی لوگ عقلمند ہیں جو دُنیا کی بھلائی اور آخرت کی عزت لے گئے۔''

(مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا،الحدیث ۳،ص ۵۔۶۔رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔سنن ابن ماجۃ،ابواب الزھد،باب ذکر الموت والا ستعداد لہ، الحدیث ۴۲۵۹، ص ۲۷۳۵۔رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما)

اُمّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات پسند کرتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔'' تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ موت کو ناپسند کرنے کی بات کر رہے ہیں؟ اِسے تو ہم سب ناپسند کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا نہیں! بلکہ جب مؤمن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات پسند کرتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب من احب لقاء اللہ......الخ ،الحدیث ۲۶۸۴، ص ۱۱۴۵)

حضرتِ سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''تم میں سے کوئی کسی ایسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے جو اُس پر اُتری۔'' مزید ارشاد

فرمایا: ''اگر تمنا کرنا ہی ہے تو یوں کہے: ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَاکَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ مَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما دے۔'' (آمین)

(المرجع السابق، باب کراھۃ تمنی الموت ...... نزل بہ، الحدیث ۲۶۸۰، ص ۱۱۴۵)

میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائی! زیادہ سے زیادہ عملِ صالح کر، اور اس موت کے پیالے سے ڈر جس کو تو ضرور چکھنے والا ہے، اور ایسی عیش وعشرت کو ترک کر دے جس سے تو لازمی طور پر جدا ہونے والا ہے، اے موت کو بھولنے والے! موت نے تو بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑ دیا ہے، اِن سے عبرت حاصل کر جو تجھ سے پہلے موت کا جام پی چکے ہیں۔

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے ۔۔۔ مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نام ور بے نشاں کیسے کیسے ۔۔۔ زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''میت اپنی قبر میں ایسے ہے جیسے غرق ہونے والا مدد کا طالب، وہ اپنے بیٹے، بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچنے والی دعا کی منتظر ہوتی ہے۔ جب اُسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اُسے دُنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصلاۃ علی من مات ......الخ، الحدیث ۹۲۹۵، ج۷، ص۱۶، بدون ''ابنہ'')

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: ''اے ابن آدم! تیرے لئے خرابی ہے، تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکے میں رکھا؟ کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں آزمائش کا گھر ہوں؟ تاریکی، تنہائی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، جب تو میرے پاس سے گزرتا تھا تو کس چیز نے تجھے میرے متعلق فریب میں مبتلا رکھا؟'' اگر مردہ نیک ہو تو ایک جواب دینے والا اس کی طرف سے جواب دیتا ہے: ''کیا تو دیکھتی نہیں کہ یہ بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔'' تو قبر کہتی ہے: ''تب تو میں اس کی خاطر سرسبز و شاداب باغ بن جاتی ہوں، اس کا جسم نور بن جاتا ہے اور اس کی روح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۴۲، ج۲۲، ص۳۷۷)

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد حضرتِ سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ اَکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: جب کوئی شخص قبرستان سے گزرتا ہے تو قبر والے اس کو پکار کر کہتے ہیں: ''**اے غافل انسان!** اگر تُو وہ جانتا جو ہم جانتے ہیں تو تیرا گوشت اور جسم یوں پگھل جاتا جیسے برف آگ پر پگھلتی ہے۔''

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو قبر

کی زیارت کرنا چاہے اسے چاہئے کہ اس کی زیارت کرے، لیکن وہاں اچھی بات کے علاوہ کچھ نہ کہے، کیونکہ میت کو بھی ان چیزوں سے اذِیَّت ہوتی ہے جن سے زندہ کو اذیت ہوتی ہے۔''

(السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، الحدیث ٢١٦٠، ج١، ص٦٥٤ مختصر)

حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''کوئی بھی شخص جب اپنے کسی جاننے والے مؤمن بھائی کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو وہ اُسے پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ الروم، تحت الآیۃ ٥٢، ج٦، ص٢٩١)

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے حضرتِ سیِّدُ نا ابوحازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا: ''**اے ابوحازم!** ہم موت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس لئے کہ تم نے دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد کر دیا ہے، اور تم آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔'' پھر پوچھنے لگا: ''**اے ابوحازم! اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! نیک آدمی گمشدہ شخص کی طرح ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس خوشی خوشی آتا ہے اور گنہگار شخص بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے آقا کے پاس خوف زدہ اور غمزدہ آتا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبادت گزار خاتون اُمِّ ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''کیا آپ مرنا پسند کرتی ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیوں؟'' تو کہنے لگیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں مخلوق کی نافرمانی کروں تو اس سے ملنا پسند نہیں کرتی تو خالق عَزَّوَجَلَّ (کی نافرمانی کر کے اُس) سے ملنا کیسے پسند کروں گی۔''

فکرِ مدینہ کرنے والا خوش نصیب:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر کَتَّانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: ''ایک شخص برائیوں اور خطاؤں پر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی زندگی کے سالوں کا حساب لگایا تو ساٹھ سال بنے پھر دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار پانچ سو دن (21,500) بنے تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا: ''ہائے افسوس! اگر روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہو تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور اکیس ہزار پانچ سو گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو ان گناہوں کا کیا حال ہوگا جن کا شمار ہی نہیں؟ ہائے افسوس! میں نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت برباد کی اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا رہا، میں دنیا میں تو آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتا تو بروزِ قیامت بغیر ثواب و عمل کے حساب و کتاب کیسے دوں گا؟ اور عذاب کا سامنا کیسے کروں گا؟ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا، جب حرکت دی گئی تو اس کی جان جانِ آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔''

مَنَازِلُ دُنْيَایَ عَمَّرْتُهَا وَخَرَبْتُ دَارِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ

اَصْبَحْتُ اَنْكَرُ دَارِیْ الْخَرَابَ وَارْغَبُ فِیْ دَارِیْ الْعَامِرَۃِ

ترجمہ: (۱)......میں نے اپنی دنیا کے گھروں کو آباد کیا اور آخرت کے گھر کو ویران کر دیا۔

(۲)......اب میں اپنے ویران گھر کو ناپسند کرنے لگا ہوں اور اپنے آباد گھر میں رغبت رکھتا ہوں۔

حُسنِ ظن کی برکت:

حضرتِ سیِّدُنا ابوعمر ضریر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرتِ سیِّدُنا حازم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بھائی حضرتِ سیِّدُنا سہل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بتایا کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اے ابویحیٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ! آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کس حالت میں حاضر ہوئے؟'' حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت زیادہ گناہوں کے ساتھ حاضر ہوا جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے متعلق میرے حُسنِ ظن نے ختم کر دیا۔''

ایک زاہد سے سوال کیا گیا: ''آپ کیسے ہیں؟'' تو انہوں نے یہ حکمت بھرا جواب ارشاد فرمایا: ''اس شخص کا حال کیسا ہوگا جو بلا زادِ راہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے، وحشت ناک قبر میں بغیر مونس وغمخوار کے رہے گا اور اپنے قادر مالک کی بارگاہ میں بغیر حجت کے حاضر ہوگا۔''

آخرت کی پہلی منزل:

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ قبر پر کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی: ''جنت و دوزخ کا ذکر کر کے تو آپ نہیں روتے مگر قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے، اگر کوئی اس سے نجات پا گیا تو بعد والا معاملہ اس سے آسان ہوگا اور اگر اس سے نجات نہ ہوئی تو بعد والا معاملہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہوگا۔''

(جامع الترمذی،ابواب الزھد،باب ماجاء فی فظاعۃ القبر وانہ اول منازل الآخرۃ، الحدیث ۲۳۰۸ ، ص ۱۸۸۴)

ایک قبر پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی قبروں میں رہنے والوں پر سلام ہو، ان کی حالت ایسی ہو چکی ہے گویا وہ دنیا کی مجالس میں کبھی نہیں بیٹھے، کبھی بھی اس کا ٹھنڈا پانی نہیں پیا اور نہ ہی کبھی کچھ مزے دار کھانا کھایا ہے، زندگی میں ان کا مدِّمقابل کوئی نہ تھا، طویل

اُمیدیں دنیا میں باندھ رکھی تھیں، لیکن ان امیدوں میں بھی بہت سے تو شیطانی وسوسے تھے، اے انسان! سن لو! میں نہیں جانتا کہ تمہاری قبر کہاں ہوگی؟ اور وہ جو بڑے دانا اور عقل مند ہیں ان کی قبر کہاں ہوگی؟ بس اتنا جان لو کہ سب کو مٹی تلے تنہائی و وحشت کے گھر میں بسیرا کرنا ہے، ہائے! وہ لوگ جو ہمیشہ امید و نا اُمیدی کی درمیانی کیفیت سے دوچار رہے، اگر دنیا میں رہ جانے والے مال ومتاع میں بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے لوگ عقل رکھتے تو (اس فانی دنیا میں) کبھی ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کرتے۔''

حضرتِ سیِّدُنا یزید رقاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اپنے آپ سے فرمایا کرتے تھے: ''ہلاکت ہو تجھ پر اے یزید! تیرے مرنے کے بعد کون تیری طرف سے نماز پڑھے گا؟ کون روزے رکھے گا؟ کون وضو کرے گا؟'' پھر فرماتے: ''اے لوگو! تم اپنی بقیہ زندگی میں اپنے آپ پر کیوں نہیں روتے؟ وہ شخص جس سے موت کا وعدہ کیا گیا ہو، جس کا گھر قبر ہو، جس کا بچھونا مٹی ہو، اور جس کے ساتھی کیڑے مکوڑے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑی گھبراہٹ کے دن کا بھی انتظار کر رہا ہو تو اس کا حال کیسا ہوگا؟ اور اس کا انجام کیسا ہوگا؟'' پھر آپ رونے لگ جاتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آتے۔''

مروی ہے کہ ایک عورت نے اُم المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قساوتِ قلبی (یعنی دل کی سختی) کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''موت کو کثرت سے یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا۔'' جب اس عورت نے ایسا کیا تو اس کا دل نرم ہو گیا پس اس نے اُم المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شکریہ ادا کیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو لوگوں نے عرض کی: ''کسی چیز کی خواہش ہو تو فرمایئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جنت کی۔'' تو انہوں نے پھر عرض کی: ''کیا ہم آپ کے لئے طبیب لائیں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''طبیب نے ہی تو مجھے مرض لاحق فرمایا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی دوست نے عرض کی: ''اے ابو درداء! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ رات بھر جاگتا رہوں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں مرض سے عافیت ہے جبکہ میں مرض میں مبتلا ہوں، لہٰذا عافیت تمہیں جاگنے نہیں دے گی اور بَلا مجھے سونے نہیں دے گی۔ پھر فرمایا: ''میں **اللہ** وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اہلِ عافیت کو شکر اور اہلِ بَلا کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔'' (آمین)

ایک خطبے میں ہے: ''**اے لوگو!** اُمیدیں لپیٹ دی جائیں گی، عمریں فنا ہو جائیں گی، جسم مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو جائیں گے، جبکہ رات اور دن (موت کے) قاصد کی طرح تیزی سے دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ ہر دُور کو قریب کرتے اور نئے کو پرانا کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے تو وہ ہیں جو خواہشات سے غافل، لذات سے کنارہ کش اور باقی رہنے والے اعمال کی طرف راغب ہوتے ہیں۔''

حدیثِ پاک میں ہے: ''نیک بندہ جب موت کی سختیوں سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یعنی تم پر سلامتی ہو۔'' (تفسیر القرطبی، سورۂ ق، تحت الآیۃ:۱۹، الجزء السابع عشر، ج۹، ص ۱۱)

حضرتِ سیِّدُنا حسان بن ابی سنان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے پوچھا گیا: ''اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو آپ نے فرمایا: ''اگر میں جہنم سے نجات پا جاؤں تو خیریت ہے۔'' پھر عرض کی گئی: ''آپ کی خواہش کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات نماز ادا کرتا رہوں۔''

(حلیۃ الاولیاء، حسان بن ابی سنان، الحدیث ۳٤٦٧، ج۳، ص ۱۳۹، بتغیر قلیل)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے ایک مریض کی عیادت کی۔ جب میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے:

خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْیَا وَقَامَتْ قِیَامَتِیْ ... غَدَاۃٌ اَقَلَّ الْحَامِلُوْنَ جَنَازَتِیْ

وَعَجَّلَ اَھْلِیْ حَفْرَ قَبْرِیْ وَصَیَّرُوْا ... خُرُوْجِیْ وَتَعْجِیْلِیْ اِلَیْہِ کَرَامَتِیْ

کَاَنَّھُمُوْ لَمْ یَعْرِفُوْا قَطُّ صُحْبَتِیْ ... غَدَاۃً اَتٰی یَوْمِیْ عَلَیْہِ وَسَاعَتِیْ

ترجمہ: (۱)......میرے کُوچ کا وقت آگیا اور میں دنیا سے نکل کھڑا ہوا، کل تھوڑے سے لوگ میرے جنازے کی چارپائی اٹھائے ہوں گے۔

(۲)......میرے گھر والے جلدی جلدی میری قبر کھدوائیں گے پھر میری تعظیم کرتے ہوئے جلدی جلدی مجھے قبر کی طرف لے جائیں گے۔

(۳)......جس صبح میری موت کی گھڑی آئی تو ایسا لگا جیسے میری صحبت کو وہ کبھی پہچانتے ہی نہ تھے۔

حضرتِ سیِّدُنا مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے مرض الموت میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے ابو عبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔'' (الزھد الکبیر للبیھقی، فصل آخر فی قصر الامل والمبادرۃ......الخ، الحدیث ۵۷۵، ص ۲۲۲)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جب میرا دل سخت ہو گیا اور راستے تنگ ہو گئے تو میں نے اپنی اُمید تجھی سے باندھ لی تاکہ تیرے عفو و کرم کے صدقے محفوظ رہوں، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہ مجھ پر سنگین صورت حال اختیار کر گئے تو میں نے ان کو تیرے عفو و کرم سے ملا دیا، پس تیرا عفو و کرم ان پر اپنی عظمت میں غالب آ گیا۔ اب میں ایسا شخص بن گیا ہوں جس کے

گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تو نے محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیا، اے کاش! میں جان سکتا کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ مبارک باد وصول کروں یا جہنم میں جاؤں گا کہ شرمسار کیا جاؤں۔''

منقول ہے کہ ایک شخص کسی قبر کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد لیٹ گیا۔ خواب میں اس نے صاحبِ قبر کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے شخص! تم عمل کر سکتے ہو لیکن علم نہیں رکھتے، ہمارے پاس علم ہے لیکن ہم عمل نہیں کر سکتے، خدا کی قسم! میرے نامۂ اعمال میں نماز کی دو رکعتیں مجھے دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے زیادہ محبوب ہے۔''

منقول ہے کہ ''ایک عابد اپنے ایک دوست کی قبر پر آیا جس سے اسے محبت تھی اور چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:
''مجھے کیا ہوا کہ جب میں قبروں پر سلام کرتے ہوئے اپنے دوست کی قبر سے گزرتا ہوں تو وہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتا، اے میرے حبیب! تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کا جواب نہیں دیتا؟ کیا تو مجھ سے جدا ہونے کے بعد دوستوں سے اُکتا گیا؟ اگر وہ جواب دینے کے لئے بول سکتا تو مجھ سے یہی کہتا کہ مٹی میرے خوبصورت اعضاء اور جوانی کو کھا گئی۔ وہ عابد کہتا ہے کہ قبر سے ایک غیبی آواز آئی، وہ کہہ رہا تھا: حبیب نے کہا: میں کیسے تمہارا جواب دوں؟ حالانکہ میں مٹی اور ایک طاقتور کے ہاں قید ہوں۔ مٹی میرے حسین جسم کو کھا گئی پس میں تم کو بھول گیا اور مٹی نے مجھے اپنے گھر والوں اور دوستوں سے پوشیدہ کر دیا۔ پس تم پر میرا سلام ہو، ہماری اور تمہاری دوستیاں ختم ہو گئیں، میری جِلد اور رُخسار گل سڑ گئے، میں نے دُنیا میں کتنی ہی بار اعلیٰ قسم کے لباس زیبِ تَن کئے، میرے ہاتھ کی اُنگلیاں جدا ہو گئیں جو تحریر کے لئے کتنی ہی خوبصورت تھیں، موتیوں جیسے دانت گر گئے جو جواب دینے کے لئے کتنے ہی اچھے تھے اور میری آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں، میں نے کتنی ہی بار ان سے اپنے دوستوں کا دیدار کیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں قبروں کی زیارت، مردوں سے عبرت حاصل کرنے، دوبارہ جی اُٹھنے کے معاملے میں غور و فکر کرنے اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے کے لئے ایک قبرستان میں داخل ہوا تاکہ میرا نفس سرکشی اور گناہوں سے رک جائے، میں نے قبر والوں کو اتنا تنہا اور خاموش پایا کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں، نہ آپس میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں ان کی گفتگو سننے سے مایوس ہو گیا اور ان کے احوال دیکھ کر عبرت حاصل کی۔ جب میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک آواز سنائی دی:
''اے ثابت! قبر والوں کی خاموشی تجھے دھوکے میں نہ ڈالے، ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

عَدِمْتَ الْحَیَاۃَ فَلَا نِلْتَھَا　　اِذْ اَنْتَ فِی الْقَبْرِ قَدْ اَوْسَدُوْکَا
وَکَیْفَ اَلُذُّ بِطُعْمِ الْکَرٰی　　وَھَا اَنْتَ فِی الْقَبْرِ قَدْ اَفْرَدُوْکَا

ترجمہ: (۱)......تمہاری زندگی ختم ہوگئی، اب تو اس کو نہ پا سکے گا جبکہ تو قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے یہاں پہنچانے میں جلدی کی۔

(۲)......اور میں کیونکر سکون کی نیند سے لطف اندوز ہوسکتی ہوں، اب جبکہ تو اپنی قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا۔

اِس کے بعد اُس عورت نے کہا: ''ہائے، میرے باپ! تیرے کس رخسار سے کیڑوں نے ابتداء کی؟'' حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر بے ہوش ہوگئے اور زمین پر تشریف لے آئے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! سکون کی نیند سے بیدار ہوجاؤ اور عاجزی وانکساری کے ساتھ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر پناہ طلب کرو۔ یوں سمجھو کہ تمہیں موت آچکی ہے جس نے اجتماعیت کو ختم کر کے رکھ دیا اور محلات اور مکانات کو خالی کر دیا اور ان لوگوں پر آنسوؤں کے بادلوں نے بارش برسائی اور ان کے گرویدہ لوگوں نے روتی آنکھوں اور دلِ پُر درد سے اُنہیں پکارا۔

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے؟

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ میں ایک قبرستان میں زیارت ونصیحت اور موت کے متعلق غور وفکر اور عبرت حاصل کرنے کی خاطر آیا۔ میں نے تمنا کی کہ کوئی شخص مجھے ان کے متعلق کچھ بتائے یا ان کا کوئی عبرت ناک واقعہ بیان کرے۔ چنانچہ، میں نے ایسی غم بھری آواز میں درج ذیل شعر پڑھا کہ جس نے غور وفکر سے میرے غموں کے چقماق کو آگ لگا دی (چقماق ایک مخصوص پتھر ہے جس کو رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے):

أَتَيْتُ الْقُبُوْرَ فَنَادَيْتُهَا فَأَيْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَر
وَأَيْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِهٖ وَأَيْنَ الْعَزِيْزُ إِذَا مَا افْتَخَر

ترجمہ: (۱)......میں قبروں کے پاس آیا اور انہیں پکار کر کہا: کہاں ہیں وہ لوگ، دنیا میں جن کی عزت کی جاتی تھی اور وہ جن کو حقیر سمجھا جاتا تھا؟

(۲)......اور کہاں ہیں وہ جنہیں اپنی سلطنت پر بہت بھروسہ تھا؟ کہاں ہیں وہ عزت دار جو فخر کیا کرتے تھے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں وجد سے بے ہوش تھا کہ مجھے ایک قبر سے جواب ملا جس کا مفہوم یہ ہے:

''وہ سب فنا ہوگئے، اب ان کی خبر دینے والا بھی کوئی نہیں، وہ سب مر کر عبرت کا نشان بن گئے اور بارگاہِ ربُّ العزَّت میں حاضر ہوگئے۔ اے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے! کیا تیرے پاس ان گزرے ہوؤں کی عبرت والی کوئی بات نہیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''جب میں واپس آیا تو مسلسل آنسو بہا رہا تھا اور مجھے اس سے بہت عبرت حاصل ہوئی۔

ایک مردِ صالح فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے قبروں کی زیارت کی تو میرے دل میں نارِ جہنم کے خوف کا شعلہ

بھڑک اُٹھا۔ میں ایک لمحہ کے لئے قبروں کے پاس ٹھہر گیا اور نگاہِ عبرت سے ان کو دیکھنے لگا اور اس کے بعد صبح وشام کے دونوں کناروں میں اہلِ قبر سے سرگوشیاں کرتا اور بیٹھا رہتا۔ پس میری سوچ غور وفکر اور عبرت کے میدان میں گھومنے لگی تو میں نے ان کو مخاطب کر کے کچھ باتیں کی جنہیں میں نے پیارے پیارے اشعار کی لڑی میں اس طرح پرو دیا:

أأحبابُنا فارَقتُمونا فَاوْحَشَتْ ... قُلُوبٌ لَنا مِنْ بَعْدِكُمْ وَدِيَارُ

فَكَمْ قَدْ تَذَاكَرْنَا مَحَاسِنَ مَنْ مَضٰى ... فَجَاءَتْ دُمُوعٌ لِلْفِرَاقِ غِزَارُ

قَضَوْا وَقَضَيْتُمْ ثُمَّ نَقْضِىْ فَلَا بَقَا ... لِحَيٍّ وَكَاسَاتُ الْمُنُوْنِ تَدَارُ

وَكُنَّا وَاِيَّاكُمْ نَزُوْرُ مَقَابِرًا ... وَمُتُّمْ فَزُرْنَاكُمْ وَسَوْفَ نُزَارُ

سَقَتْ دِيْمَةُ الرِّضْوَانِ رِيًّا ثَرَاكُمُوْ ... وَسَحَتْ لَهَا فِىْ سَاحَتَيْهِ بِحَارُ

ترجمہ: (۱)......اے ہمارے عزیزو! تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تمہارے بعد ہمارے دل اور گھر ویران ہو گئے۔

(۲)......جتنی مرتبہ بھی ہم نے چلے جانے والوں کی خوبیاں یاد کیں تو ان دوستوں کی جدائی کی وجہ سے ہمارے آنسو کثرت سے بہنے لگے۔

(۳)......تم سے پہلے لوگوں کو بھی موت نے آلیا تم بھی چل بسے اور ہم بھی فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔ پس کسی بھی زندہ کے لئے بقاء نہیں کیونکہ موت کے پیالے گھومتے رہتے ہیں۔

(۴)......ہم اور تم قبرستان کی زیارت کرتے تھے پس تم مر گئے تو ہم تمہاری (قبروں کی) زیارت کر رہے ہیں عنقریب (ہم بھی مر جائیں گے اور) لوگ ہماری (قبروں کی) زیارت کریں گے۔

(۵)......تم پر بخشش کی بارش ہمیشہ ہمیشہ برستی رہے اس طرح کہ اس میں سمندر سما جائیں۔

وہ صالح بزرگ فرماتے ہیں:

''پس اسی وقت زبانِ حال نے جواب دیا جن کو میں اشعار میں بیان کرتا ہوں:

يَقُوْلُ لِسَانُ الْحَالِ اِذْ اَخرَسَ الرَّدٰى ... لِسَانًا لَهُمْ مِنْهُ الْفَصِيْحُ يُغَارُ

شَرِبْنَا بِكَاْسٍ اَسْكَرَتْنَا مَرِيْرَةً ... اَلَا رُبَّ سُكْرٍ مَا حَوَاهُ عِقَارُ

فَلَا يَغْتَرِرْ بِاللّٰهِ مَنْ عَاشَ بَعْدَنَا ... بِعَيْشٍ فَاَيَّامُ الْحَيَاةِ قِصَارُ

وَإِنَّا وَجَدْنَا خَيْرَ اَزْوَادِنَا التُّقٰى ... هُوَ الرِّبْحُ حَقًّا مَا عَدَاهُ خَسَارُ

وَمَا الْعَيْشُ اِلَّا زَوْرَةُ الطَّيْفِ فِى الْكَرٰى ... وَمَا هٰذِهِ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةُ دَارُ

ترجمہ: (۱)......جب موت نے ان کی زبان کو بند کر دیا تو اس کی طرف سے فصیح زبانِ حال جواب دیتی ہے کہ،

(۲)......ہم نے ایک پیالہ پیا جس نے ہمیں زبردست نشہ دیا۔ خبردار! کتنے ہی نشے ایسے ہیں جن کو شراب نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

(۳)......ہمارے بعد زندہ رہنے والا زندگی کے عیش وعشرت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غفلت نہ برتے پس زندگی کے دن بہت ہی کم ہیں۔

(۴)......اور ہم نے اپنے زادِ راہ میں سے تقویٰ کو سب سے بہتر پایا، یہی حقیقی نفع ہے، اس کے علاوہ سب کچھ خسارہ ہے۔

(۵)......اور زندگی تو صرف نیند میں آنے والے خواب کی طرح ہے اور یہ ذلیل دُنیا (مستقل) گھر نہیں۔

اے دنیا میں رہنے والے! موت کے شیر سے ڈر، بے شک یہ حملہ آور ہوگا، پھر یہ لذات کی طرف مائل ہونا کیسا؟ اور تحقیق موت تیری تلاش میں ہے، اے شخص! ان ہلاک ہونے والے پہلوانوں سے عبرت پکڑ پس ان میں غور کرنے والے کے لئے نصیحتیں ہیں۔

لَقَدْ زُرْتُ اَقْوَامًا كِرَامًا اُحِبُّهُمْ　　وَهُمْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الثَّرٰى فِيْهِ اَمْوَاتٌ

وَوَاصَلْتُهُمْ مِنْ بَعْدِ بَيْنٍ وَفُرْقَةٍ　　فَكَانَ لَنَا فِيْهِمْ عِظَاتٌ وَاِنْصَاتٌ

وَاَعْجَبُ شَيْءٍ فِي الْوُجُوْدِ اِجْتِمَاعُنَا　　وَنَحْنُ عَلٰى ذَاكَ التَّوَاصِلِ اَشْتَاتٌ

ترجمہ: (۱)......بے شک میں بہت سے معزز لوگوں سے ملا جن سے مجھے محبت تھی اور اب وہ مٹی کے ڈھیر تلے مردہ پڑے ہیں۔

(۲)......کچھ عرصہ بعد میں بھی ان سے جاملوں گا، پس ان میں ہمارے لئے نصیحتیں اور غور سے سننے والی باتیں ہیں۔

(۳)......اور موت انتہائی تعجب خیز چیز ہے کہ مرنے میں تو ہم سب اکٹھے ہیں مگر اسے پانے میں (وقت کے اعتبار سے) ہم سب مختلف ہیں۔

منقول ہے کہ اسی صالح بزرگ نے ایک قبر پر اس طرح لکھا ہوا پایا:

اِصْبِرْ لِدَهْرٍ نَالَ مِنْ　　كَ فَهٰكَذَا مَضَتِ الدُّهُوْرُ

فَرَحًا وَحُزْنًا مَرَّةً　　لَا الْحُزْنُ دَامَ وَلَا السُّرُوْرُ

ترجمہ: (۱)......اُس زمانے پر صبر کر جس نے تجھے رسوا کیا، اسی طرح بہت سارے زمانے گزر چکے ہیں۔

(۲)......خوشی اور غمی ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے، نہ غمی ہمیشہ رہتی ہے، نہ ہی خوشی۔

حضرتِ سیدنا اصمعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں حیرت انگیز امور اور حشر ونشر میں بڑا غور وفکر کیا کرتا تھا اور میں قبروں پر لکھا ہوا پڑھ کر سکون حاصل کرتا تھا پس اس دوران میں نے تین قبریں دیکھیں ان پر تختیاں تھیں جن پر یہ لکھا ہوا تھا:

اَلَا قُلْ لِمَاشٍ عَلٰى قَبْرِنَا　　غُفُوْلٌ لَاشْيَاءَ حُلَّتْ بِنَا

سَيَنْدَمُ يَوْمًا لِتَفْرِيْطِهٖ　　كَمَا قَدْ نَدِمْنَا لِتَفْرِيْطِنَا

ترجمہ: (۱)......سن لو! ہماری قبر کے پاس سے گزرنے والے کے لئے کم مدت ہے، وہ ان چیزوں سے بہت زیادہ غافل ہے جو ہمیں پہنائی گئی ہیں۔

(۲)......عنقریب ایک دن وہ اپنی غفلت کی وجہ سے شرمسار ہوگا جیسا کہ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے شرمندہ ہوئے۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں نے قبر پر لگے ہوئے ایک پتھر پر بھی یہ لکھا ہوا پایا:

وَقَفْتُ عَلَى الْاَحِبَّةِ حِيْنَ صَفَّتْ　　قُبُوْرُهُمُوْ كَاَفْرَاسِ الرِّهَانِ

فَلَمَّا اَنْ بَكَيْتُ وَفَاضَ دَمْعِيْ　　رَاَتْ عَيْنَايَ بَيْنَهُمُوْ مَكَانِيْ

ترجمہ: (۱)......میں دوستوں کے پاس رُکا، اُن کی قبریں دوڑ لگانے والے گھڑ سواروں کی طرف صف بستہ تھیں۔

(۲)......پس جب میں رویا اور میرے آنسو بہنے لگے تو میری آنکھوں نے ان کے درمیان میرا مکان دیکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں تھوڑا سا چلا میرے آنسو بہہ رہے تھے اور میرا دل فراقِ احباب سے چھلنی تھا، میں نے ایک قبر پر لگی تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے:

يَـا اَيُّهَـا النَّـاسُ كَـانَ لِىُ اَمَلٌ ‌ ‌ ‌ قَـصَـرَ بِـىُ عَـنُ بُلُـوُغِـهِ الْاَجَـلُ

فَـلْيَّـقِ الـلّٰـهُ رَبُّـهُ رَجُـلَ ‌ ‌ ‌ اَمُـكَـنَـهُ فِـىُ حِيَـاتِـهِ الْعَـمَـلُ

مَـا اَنَـا وَحُـدِىُ جُـعِلْتُ حَيْثُ تَرَى ‌ ‌ ‌ كُـلٌّ اِلَـى مَـا نُـقِلْـتُ يَـنْتَـقِلُ

ترجمہ: (۱)......اے لوگو! میری بہت سی امیدیں تھیں میرے مرجانے سے وہ نامکمل رہ گئیں۔

(۲)......پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس شخص پر رحم فرماتا ہے اُسے دنیاوی زندگی میں عمل کا موقع عطا فرما دیتا ہے۔

(۳)......صرف مجھے ہی یہاں نہیں رکھا گیا بلکہ تو دیکھے گا کہ جدھر مجھے بھیجا گیا ہر ایک ادھر ہی منتقل ہوگا۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح میں نے ایک اور قبر پر لکھا ہوا دیکھا:

قِفُ وَاعْتَبِـرُ فَـقَـرِيًّـا ‌ ‌ ‌ تَـحِـلُّ هٰـذَا الْـمَـحَلَّا

هٰـذَا مَـكَـانٌ يُسَـاوِى ‌ ‌ ‌ فِيُـهِ الْاَعَـزُّ الْاَذَلَّا

ترجمہ: (۱)......(اے گزرنے والے!) ذرا ٹھہر جا! اور عبرت حاصل کر، عنقریب تجھے بھی اس مکان میں اُترنا ہے۔

(۲)...... یہ ایسا مکان ہے جس میں عزت و ذلت والے سب برابر ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ''میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

بِـاللّٰـهِ يَـاقَبُرُ هَلُ زَالَتُ مَحَاسِنُهُ ‌ ‌ ‌ وَهَـلُ تَـغَيَّـرَ ذَاكَ الْـمَـنُظَرُ النَّضِرُ

يَـاقَبُـرُ مَـا اَنْتِ لَا رَوُضٌ وَلَا فَلَكٌ ‌ ‌ ‌ فَـكَيُفَ يَـجُـمَـعُ فِيُكِ الشَّمُسُ وَالْقَمَرُ

ترجمہ: (۱)...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے قبر! کیا اس کے خوبصورت اعضاء برباد ہو گئے؟ اور کیا اس کا پُرکشش اور تروتازہ (چہرہ) تبدیل ہو گیا؟

(۲)......اے قبر! تو کیا ہے؟ تو باغ ہے، نہ آسمان پھر کیسے تجھ میں چاند سورج (جیسے لوگ) جمع ہو جاتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ''اسی طرح ایک دن میں کچھ ایسی قبروں کے پاس سے گزرا جن کو میں پہچانتا تھا اور وہ سب ایسے تھے جنہوں نے بہت خوش و خرم، عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں زندگی گزاری۔ میں نے ان کی قبروں کی ایک تختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے پائے:

اَیُّھَا الْمَاشِیْ بَیْنَ ھٰذِی الْقُبُوْرِ غَافِلًا عَنْ مُعَقَّبَاتِ الْاُمُوْرِ
اُدْنُ مِنِّیْ اُنْبِیكَ عَنِّیْ وَلَا یُنْ بِیكَ عَنِّیْ یَا صَاحِ مِثْلَ خَبِیْرِ
اَنَا مَیِّتٌ کَمَا تَرَانِیْ طَرِیْحٌ بَیْنَ اَطْبَاقِ جُنْدَلٍ وَصُخُوْرِ
اَنَا فِیْ بَیْتِ غُرْبَةٍ وَانْفِرَادٍ مَعْ قُرْبِیْ مِنْ جِیْرَتِیْ وَعَشِیْرِیْ
لَیْسَ لِیْ فِیْهِ مُؤْنِسٌ غَیْرَ سَعْیِ مِنْ صَلَاحٍ سَعَیْتُهٗ اَوْ فُجُوْرِ
فَکَذَا اَنْتَ فَاعْتَبِرْ بِیْ وَاِلَّا صِرْتَ مِثْلِیْ رَھِیْنٌ یَوْمَ النُّشُوْرِ

ترجمہ: (۱)......اے امورِ آخرت سے غافل ہوکران قبروں کے درمیان چلنے والے!

(۲)......میرے قریب آکہ میں تجھے اپنے حالات سے باخبر کروں، اے محترم! جاننے والے کی طرح تجھے کوئی نہیں بتائے گا۔

(۳)......میں مردہ ہوں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے بنجر اور چٹیل میدان میں ڈال دیا گیا ہے۔

(۴)......اپنے پڑوسیوں اور گھر والوں کے باوجود میں اس ویران گھر میں اکیلا ہوں۔

(۵)......نیکیوں اور گناہوں کے علاوہ قبر میں میرے ساتھ کوئی نہیں۔

(۶)......اسی طرح تجھے بھی یوم قیامت کے لئے یہاں گروی رکھا جائے گا لہٰذا مجھ سے عبرت حاصل کر، ورنہ تیرا بھی میرے جیسا حال ہوگا۔

میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے:

حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے، بعض نے کہا ہے کہ ابنِ مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''میں اپنے والد صاحب کی قبر کی اکثر زیارت کیا کرتا تھا، ایک دن میں ایک جنازہ کے ہمراہ اس قبرستان کی طرف گیا جس میں میرے والد مدفون تھے، مجھے کوئی کام تھا جس کی وجہ سے میں نے واپسی میں جلدی کی اور اپنے والد کی قبر کی زیارت نہ کرسکا، رات خواب میں والد صاحب کو دیکھا، انہوں نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! کل تو قبرستان آیا تھا لیکن میرے پاس نہ آیا۔'' میں نے کہا: ''ابا جان! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا تھا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''جی ہاں! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو میرے پاس آتا ہے تو میں تجھے لگا تار دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پُل پار کر کے میرے پاس پہنچتا ہے اور میرے پاس بیٹھتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے تو واپسی میں بھی میں تمہیں دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پُل پار کر جاتا ہے۔''

منقول ہے کہ ''ایک گھڑ سوار ایک لڑکے کے قریب سے گزرا تو اس سے پوچھا: ''اے لڑکے! آبادی کہاں ہے؟ لڑکے نے کہا: ''اس گھاٹی پر چڑھ جائیں۔'' جب وہ گھاٹی پر چڑھا تو اسے ایک قبرستان نظر آیا، کہنے لگا: یقیناً یہ لڑکا یا تو جاہل ہے یا پھر کوئی دانا وعقلمند۔ وہ اس کی طرف واپس آیا اور کہا: ''میں نے تجھ سے آبادی کے متعلق پوچھا تھا لیکن تو نے مجھے قبرستان والوں کا راستہ دکھایا۔'' تو اس لڑکے نے کہا: ''میں نے اس طرف کے افراد کو اُدھر جاتے تو دیکھا ہے لیکن اُدھر والوں کو اس طرف آتے کبھی نہیں

دیکھا بلکہ یہ ویرانہ (یعنی قبرستان) تو اب آبادی میں بدل چکا ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ مجھے اور میرے جانور کو ٹھکانا کہاں مل سکتا ہے تو میں آپ کو اس آبادی کا پتہ بتاتا۔'' پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

نَفْسُ زُوْرِی الْقُبُوْرَ وَاعْتَبِرِیْهَا حَیْثُ فِیْهَا لِمَنْ یَزُوْرُ عِظَاتُ

وَانْظُرِیْ کَیْفَ حَالُ مَنْ حَلَّ فِیْهَا بَعْدَ عِزٍّ وَھُمْ بِھَا اَمْوَاتُ

حَرَصُوْا اَمَلُوْا کَحِرْصِكَ یَا نَفْسُ وَوَافَاھُمُ الْحِمَامُ فَمَاتُوْا

فَالسُّرَاۃُ الْعِظَامُ مِنْھُمْ عِظَامٌ فِیْ بَطُوْنِ الثَّرٰی حِطَامٌ رُفَاتُ

فَکَأَنَّ قَدْ حَلَلْتَ فِیْ مَصْرَعِ الْقَوْ مِ وَحُلَّتْ بِجِسْمِكَ الْمُثْلَاتُ

ترجمہ: (۱)......اے نفس! قبروں کی زیارت کرکے عبرت حاصل کیا کر کیونکہ ان میں زیارت کرنے والے کے لئے بہت نصیحتیں ہیں۔

(۲)......اور دیکھ کہ ان میں اُترنے والے عزت کے بعد کیسی ذلت میں ہیں اور وہ اس میں مردہ پڑے ہیں۔

(۳)......اے نفس! وہ بھی تیری طرح لمبی لمبی امیدوں والے اور حریص تھے لیکن موت نے ان کے دن پورے کر دیئے پس وہ مر گئے۔

(۴)......بہت شاندار اور مضبوط جسم والوں کی ہڈیاں مٹی کے پیٹ میں ریزہ ریزہ ہوگئیں۔

(۵)......گویا تو لوگوں کے میدانِ کارزار میں آچکا ہے اور تیرے جسم کا مُثلہ کر دیا گیا (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر شکل بگاڑ دی گئی) ہے۔

مَلَک الموت کا اعلان:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں ملک الموت (علیہ السلام) قبرستان میں یہ اعلان نہ کرتے ہوں: ''اے قبر والو! آج تمہیں کن لوگوں پر رشک ہے؟'' تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہمیں مسجد والوں پر رشک ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہم نماز نہیں پڑھ سکتے۔ وہ روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھ سکتے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔'' پھر اہلِ قبر اپنے گذشتہ زمانے پر نادِم (یعنی شرمسار) ہوتے ہیں۔''

ایک مہینہ میں چار حج:

حضرتِ سیِّدُنا امام اوزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا مُیَسَّرہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک دن قبرستان کے راستے سے گزرے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نظر کمزور تھی جس کی وجہ سے ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے آگے جا رہا تھا یہاں تک کہ قبرستان آگیا۔ اس شخص نے عرض کی: ''اے میسرہ! یہ قبرستان ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

یَآ اَھلَ الْقُبُوْرِ! اَنْتُمْ لَنَاسَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ خَلَفٌ فَرَحِمَنَااللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ وَغَفَرَ لَنَا وَلَکُمْ وَبَارَکَ لَنَاوَلَکُمْ فِی الْقُدُوْمِ عَلَیْہِ اِذَا صِرْنَا اِلٰی مَا صِرْتُمْ اِلَیْہِ یعنی اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ ہم یہاں آئیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے، ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے اور اپنی برکت سے نوازے جب ہم بھی وہاں پہنچیں جہاں تم پہنچے ہو۔''

حضرتِ سیِّدُنا امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قبر والوں میں سے ایک شخص کی روح لوٹا دی تو اس نے فصیح زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا: ''اے دنیا والو! تمہیں مبارک ہو! تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔'' حضرتِ سیِّدُنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، چار مرتبہ کیسے؟'' تو جواب ملا: ''نمازِ جمعہ ادا کرنا، کیا تم نہیں جانتے کہ یہ حجِ مقبول ہے۔''

پھر حضرتِ سیِّدُنا میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، مجھے اس عمل کے متعلق بتاؤ جو تم نے دنیا میں کیا ہو اور اس نے تم کو نفع دیا ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''بخشش کی دعا کرنا دُنیا والوں کے لئے آخرت میں سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اس سے پوچھا: کس چیز نے تمہیں ہمارے سلام کا جواب دینے سے روک رکھا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''سلام کا جواب دینا ایک نیکی ہے اور اب ہم نیکیاں نہیں کر سکتے، نہ تو ہماری نیکیاں بڑھتی ہیں اور نہ ہی برائیاں کم ہوتی ہیں۔ اور ہم تمہاری اس دُعا سے خوش ہوتے ہیں: ''رَحِمَ اللّٰہُ فُلَانًا اَلْمُتَوَفّٰی یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فلاں مرنے والے پر رحم فرمائے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! نیک اعمال میں جلدی کرو اور برے اعمال سے اجتناب کرو اور فنا ہونے والی عمارت سے نئی تعمیر ہونے والی عمارت کی طرف پلٹنے کی تیاری کرو گویا تم موت کا پیالہ پینے والے ہو کیونکہ موت کا جام ہر مرد و عورت پر گردش کرتا رہتا ہے۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ اَنْدَلُسِیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک نیک صفت اور صالحہ خاتون تھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ''میرا بیٹا انتقال کر گیا اور میں ہفتے میں ایک بار اس کی (قبر کی) زیارت (1) کرنے جاتی۔ جب میں اس کی قبر کے قریب پہنچتی تو اس کے پڑوسی مُردوں کو کہتے ہوئے سنتی: ''اے فلاں! یہ تیری ماں ہے، تیرے پاس آئی ہے۔'' میں اپنے بیٹے کی قبر کو دیکھتی تو ایسا لگتا جیسے وہ ہنس رہا ہو، میں اس سے بہت خوش ہوتی۔''

---

(1)...... عورتوں کی قبروں پر حاضری کے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے، حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاوی رضویہ شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۸۹)

مردے کو بیٹیوں کی رِقّت انگیز دعا کام آگئی:

حضرتِ سیِّدُنا حارِث بن نبہان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''میں قبرستان جایا کرتا، قبر والوں کے لئے رحم کی دعا مانگتا اور غور وفکر کرتا، ان کے احوال سے نصیحت حاصل کرتا۔ میں انہیں دیکھتا کہ وہ خاموش ہیں، کلام نہیں کرتے اور نہ ہی ان (مرنے والوں) کے پڑوسی ان کی ملاقات کو آتے ہیں، زمین کا پیٹ ان کا بچھونا ہے اور زمین کی پیٹھ ان کا اوڑھنا ہے اور میں انہیں پکارا کرتا: ''اے قبر والو! دُنیا سے تمہارے نام ونشان مٹ چکے ہیں لیکن تمہارے گناہ نہیں مٹے۔ تم نے بوسیدہ گھروں میں ڈیرے لگا لئے ہیں پس تمہارے پاؤں ورم زدہ ہیں۔'' پھر میں بہت زیادہ روتا اور اس کے بعد ایک گنبد کی طرف چلا جاتا جس میں ایک قبر تھی اور اس کے سائے میں سو جاتا۔ ایک مرتبہ میں ایک قبر کے پاس سویا ہوا تھا کہ اچانک صاحبِ قبر کو دیکھا کہ اس کی گردن میں زنجیر تھی، آنکھیں نیلی اور چہرہ سیاہ ہو چکا تھا اور کہہ رہا تھا: ''ہائے! میری بربادی و ہلاکت! اگر دنیا والے مجھے دیکھ لیں تو کبھی بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ کریں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ سے ان لذات اور ان خطاؤں کے متعلق پوچھا گیا جنہوں نے مجھے ان زنجیروں میں جکڑ وایا اور مجھے غرق کر دیا ہے، تو ہے کوئی میری فریاد سننے والا؟ یا میرے گھر والوں کو میری اس حالت کی خبر دینے والا؟''

حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''جب میں بیدار ہوا تو بہت خوف زدہ تھا قریب تھا کہ اس ہولناک منظر سے میرا دل نکل جاتا جو میں نے دیکھا تھا، میں گھر گیا، اور ساری رات اسی کے متعلق غور وفکر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو گھر والوں کو کہا: ''میں کل جہاں گیا تھا مجھے دوبارہ وہاں جانے دو، شاید! کوئی قبر کی زیارت کرنے کے لئے آئے تو جو میں نے دیکھا اس کو بتاؤں۔'' جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ پایا، میں سو گیا، میں نے پھر دیکھا کہ قبر والے کو چہرے کے بل گھسیٹا جا رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: ''ہائے ہلاکت! دنیا میں میرے اعمال برے اور عمر طویل تھی، مجھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سخت ناراض ہے، اگر رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر رحم نہ کیا اور مجھے عذاب سے نہ بچایا تو میرے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔'' جب میں بیدار ہوا تو اس آنکھوں دیکھے عبرتناک واقعے کی وجہ سے خوف زدہ تھا، بہر حال میں گھر واپس آ گیا اور رات بسر کی، جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا کہ شاید! کوئی قبر کی زیارت کے لئے آیا ہو تو میں اس کو یہ سارا واقعہ سناؤں لیکن میں نے قبر کی زیارت کرنے والے کسی شخص کو نہ پایا۔ مجھے نیند آ گئی، تو میں نے اس دفعہ صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کے دونوں قدموں کو باندھا جا رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: ''دنیا والے مجھ سے کتنے بے خبر ہو چکے ہیں، مجھ پر عذاب بڑھایا جا رہا ہے، اسباب اور حیلے سب منقطع ہو گئے، رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے، مجھ پر ہر سمت سے (رحمت کے) دروازے بند ہیں، ہلاکت ہے میرے لئے! اگر رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم نہ کرے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں خوف کے عالم میں نیند سے بیدار ہوا، میں نے لوٹنے کا ارادہ ہی

کیا تھا کہ چاند جیسی تین لڑکیاں آئیں، میں اُن سے دور ہو گیا اور قبر کی آڑ میں چھپ گیا تا کہ میں ان کی گفتگو سن سکوں۔ ان میں سے سب سے چھوٹی لڑکی آگے بڑھی اور قبر کے پاس رک کر کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ آپ پر سلامتی ہو۔'' اے ابا جان! آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ اپنی آرام گاہ میں کیسے ہیں؟ اور آپ کا اپنے ٹھکانے میں ٹھہرنا کیسا ہے؟ آپ ہمارے پاس اپنی محبت چھوڑ کر چلے گئے اور آپ کی خبر گیری کرنا ہم سے منقطع ہو گئی، آپ پر ہمیں بہت زیادہ غم ہے اور آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے۔'' پھر وہ بہت زیادہ روئی۔ اس کے بعد دوسری دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں، سلام کر کے کہنے لگیں: ''یہ ہمارے اس باپ کی قبر ہے جو ہم پر بہت شفیق اور بہت مہربان تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی رحمت سے خوش رکھے، آپ کو اپنے عذاب کے شر اور سزا سے بچائے۔ اے ابا جان! ہمیں آپ کے بعد ایسی تکالیف اور غم لاحق ہوئے کہ اگر آپ انہیں دیکھ لیتے تو غمگین ہو جاتے اور اگر آپ ان سے آگاہ ہو جاتے تو وہ آپ کو رنجیدہ خاطر کر دیتے۔ مَردوں نے ہمارے چہروں کو بے پردہ کر دیا ہے جنہیں آپ ڈھانپا کرتے تھے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ان کی یہ باتیں سن کر مجھے رونا آ گیا پھر میں تیزی سے ان کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد کہا: ''اے لڑکیو! بے شک بعض اوقات اعمال قبول کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات رد کر دیئے جاتے ہیں، میں اس قبر میں رہنے والے تمہارے باپ کے اعمال کو دیکھ کر دکھ میں مبتلا ہو گیا ہوں اور برے اعمال کے سبب اس کی عبرت ناک حالت نے مجھے مزید غمزدہ کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ جب ان لڑکیوں نے میری گفتگو سنی تو کہنے لگیں: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے! آپ نے کیا دیکھا؟ میں نے بتایا: ''میں تین دن سے بار بار یہاں آ رہا ہوں اور لوہے کے گُرز اور زنجیروں کی آواز سنتا ہوں۔'' جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگیں: ''اس سے بڑھ کر بھی کوئی دکھ اور مصیبت ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی حاجات کو پورا کرنے اور گھروں کو آباد کرنے میں مشغول ہیں جبکہ ہمارے باپ کو آگ کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمیں چین آئے گا، نہ نیند اور نہ ہی صبر یہاں تک کہ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گی، شاید! وہ ہمارے باپ کو آگ سے آزاد کر دے۔'' پھر وہ اپنی چادروں میں گرتی پڑتی چلی گئیں۔

حضرتِ سیِّدُنا حارِث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں گھر لوٹا اور رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا اور اسی شخص کی قبر کے پاس بیٹھ کر اس کے حال کے متعلق غور وفکر کرنے لگا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے قبر والے کو حسین وجمیل صورت میں دیکھا، اس کے پاؤں میں سونے کے جوتے ہیں اور اس کے پاس خُدَّام اور غلام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''میں وہی شخص ہوں جس کے معاملہ کو دیکھ کر آپ غمگین ہو گئے تھے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔''

میں نے پوچھا: ''آپ کا یہ حال کیسے ہوا؟'' تو اس نے کہا: ''جب آپ نے مجھے دیکھا تھا اور کل میری بیٹیوں کو میرے بارے میں بتایا تھا تو وہ اپنے گھروں کو جا کر آنسو بہانے لگیں، بالوں کو بکھیر دیا، اپنے رخساروں کو زمین پر رکھ دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگیں اور میرے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کی دعا مانگنے لگیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر مجھے آگ سے آزاد کر دیا اور مجھے دلوں کے چین، سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرمایا۔ جب آپ میری بیٹیوں سے ملیں تو ان کو میری اس حالت کے متعلق بتا دیں تاکہ وہ غمگین نہ ہوں۔ ان کو بتائیں کہ میں باغات ومحلات، حورو غِلماں، مُشک و کافور اور فرح وسرور میں ہوں اور یہ بھی بتا دیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''پس جب میں بیدار ہوا تو اس منظر سے بہت خوش تھا گھر واپس آیا، رات گزاری، جب صبح ہوئی تو پھر سوئے قبرستان چل پڑا، وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکیاں ننگے پاؤں موجود ہیں اور ان کے اوپر غم کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا: ''تمہیں مبارک ہو! میں نے تمہارے باپ کو بہت بڑی بھلائی اور وسیع مُلک میں دیکھا ہے، اور تمہارے باپ نے مجھے بتایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری دعا قبول فرمالی اور تمہاری کوششوں کو رد نہیں کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری خاطر تمہارے باپ کو بخش دیا ہے۔ لہٰذا تم اس کی حقدار ہو کہ اس کا شکر یہ ادا کرو۔'' یہ سنتے ہی ان میں سب سے چھوٹی لڑکی نے دعا شروع کر دی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اے دلوں کو خوش کرنے والے! عیبوں کو چھپانے والے! ہمارے غموں کو دور کرنے والے! گناہوں کو بخشنے والے! غیبوں کے جاننے والے! تو میری حاجت کو اسی طرح جانتا ہے جس طرح تنہائی میں میرے گناہوں سے معافی مانگنے کو جانتا ہے، تو میرے ارادے، میری نیت اور دل کو بہتر جانتا ہے۔ تو ہی میرا مالک ومولیٰ ہے، میری پکڑ فرمانے والی ذات بھی تیری ہی ہے، میری مصیبتوں کا حاجت روا بھی تو ہی ہے، میری تنہائی کا مونس وغمخوار، میری لغزشوں کو مٹانے والا اور میری دعاؤں کو قبول فرمانے والا بھی تو ہی ہے۔ اگر میں اپنی طاعت میں کوئی کوتاہی کروں اور تیرے منع کردہ کاموں کا ارتکاب کر بیٹھوں تو اپنا فضل وکرم کرتے ہوئے مجھے محفوظ رکھ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اے سب سے بڑے کریم! اے مانگنے والوں کی آخری اُمید اور روزِ جزاء کے مالک! تو اچھی طرح جانتا ہے جو میں اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہوں، اگر تو نے محض اپنے فضل وکرم سے میری حاجت کو قبول فرمایا ہے اور میرے باپ کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرما لیا ہے تو میری روح بھی قبض فرمالے کہ تو ہر چاہے پر قادر ہے۔'' پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملی۔

پھر دوسری آگے بڑھی، اس نے بھی بلند آواز سے پکارا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اے گردنوں کو آگ کے عذاب سے آزاد کرنے والے! میری مصیبت بھی دور کر دے، میرے دل سے تمام شکوک وشبہات مٹا دے، اے وہ ذات جس نے مجھے سہارا دیا جب میں لڑکھڑا گئی، اور میری رہنمائی فرمائی جب میں حیرانی کے عالم میں سرگرداں تھی اور مصیبت وتنگدستی کے وقت میری دستگیری

فرمائی، اگر تو نے میری دعا کو قبول فرمالیا ہے، اور میری حاجت پوری کردی ہے اور میرے دل کو اپنے ذکر سے آباد کر دیا ہے تو مجھے بھی میری بہن سے ملادے۔'' اس نے بھی ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

پھر تیسری آگے بڑھی اس نے بھی بلند آواز سے دعا کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہر ایک کی خاموشی اور گفتگو کو جاننے والا ہے اور تو ہی فضلِ عظیم کا مالک ہے، عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے، ذلت والا وہی ہے جس کو تو ذلت کا لباس پہنا دے، شرافت اسی کا خاصہ ہے جس کو تو عطا کرے، سعادت مندی و بدبختی اسی کے حصے میں ہے جس کے مقدر میں جو تو لکھ دے، قرب کی لذات وہی حاصل کرسکتا ہے جس کو تو قرب عطا فرمائے، دوری وجدائی کا غم وہی جانتا ہے جس کو تو اپنی رحمت سے دور کر دے، تیرے فضل و کرم سے وہی محروم ہوسکتا ہے جسے تو خود محروم رکھے، جس کو تو نواز دے وہ نفع حاصل کرنے والا اور جس کو نہ نوازے وہ نقصان اٹھانے والا ہو جاتا ہے۔ میں تجھ سے تیرے اس اسمِ اعظم کے واسطے سے سوال کرتی ہوں کہ جس کو تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہوگئی، دن پر رکھا تو وہ روشن ہوگیا، پہاڑوں پر رکھا تو وہ گر کر ہموار ہوگئے، ہواؤں پر رکھا تو وہ چلنے لگیں، آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہوگئے، زمین پر رکھا تو وہ بچھونا بن گئی، اور فرشتوں پر رکھا تو وہ سجدہ ریز ہوگئے۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے میری حاجت پوری کردی ہے اور میری دعا قبول فرمالی ہے تو مجھے بھی میری بہنوں سے ملادے۔'' پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح بھی قفسِ عُنصُری سے پرواز کرگئی۔ حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے احوال سے اور ان کی موت کے اس طرح ایک دوسرے کے قریب قریب ہونے سے تعجب ہوا۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کو دیکھو! جن کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اطاعت کی اور عمل کئے تو ان کے اعمال قبول کئے گئے، انہیں اپنی مراد ملی، انہوں نے وصال طلب کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی محبت کی رسی سے وصال عطا فرمایا، دعا کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا قبول فرمائی، وہ اس کی بارگاہ میں قولاً فعلاً مخلص رہے، اس کی اطاعت میں فرائض ونوافل پورے پورے ادا کئے، انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات پسند کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بھی ان سے ملنا پسند کیا اور ان کو قرب ووصل عطا فرما کر ان پر بڑا احسان فرمایا پس وہ اس کے پیارے دین پر انتقال کرگئے کیونکہ وہ اسی کے اہل تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍنَّبِیِّکَ الْعَظِیْمِ وَرَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ وَالدَّاعِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

بیان 4:
فضائلِ اولیاء رحمھم اللہ تعالٰی کا بیان

حمدِ باری تعالٰی:

تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے اپنے بندوں میں سے ان کو چُنا جو عبادت کے قابل تھے اور ان کو خدمت گار بنایا، ان کے کئی گروہ بنائے، انہیں اپنی خاص نُصرت و عنایت سے نوازا، ان سے پختہ عہد لیا، ان کو صاف کیا اور انہیں چن لیا، ان کو بلا کر قریب کیا اور ان کو وصل اور لقاء کے ساتھ زندگی بخشی، ان کو نفس کی پستی سے بارگاہ اُنْسِیَّت میں بلند کیا، تسبیح و تقدیس کے جام میں شرابِ طہور (یعنی پاکیزہ شراب) سے انہیں سیراب کیا تو ان میں سے ہر ایک اُس شراب کے سرور میں خوش اور اس کا خطاب سننے میں مدہوش ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے حلقۂ احباب میں بلند رتبہ ہوا اور اس نے اپنے پیاروں کے لئے سحری کے وقت تَجَلِّی فرمائی پس محبّ نے زندگی کا مزا اٹھایا اور دیدار کرنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ ان میں سے وجد کا زخمی کیا ہوا کانپ کر زمین پر تشریف لے آیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ظاہری وجود کو فنا کیا اور ہمیشہ کی بقا سے نوازا، اور انہوں نے آخری سانس بھی اس کے نام پر قربان کر دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی محبت کے راز عطا کئے تو انہوں نے اس کی غیرت سے خوف کھاتے ہوئے اپنے اوپر غیر کے دروازے بند کر دیئے، پس اس کی مشک دلوں کے مشام کی طرف سے مہکی تو دلوں نے اپنے محبوب کی طرف سے اس مشک کو سونگھ لیا، اور ایک خفی راز اور اس کی پاکیزہ مہک حضرتِ سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے راز کی طرف سے گزر گئی تو وہ اس کے آثار پر سیدھے چلتے گئے، اور حضرتِ سیدنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی طرف سے گزری تو وہ محبت کی دلہنوں کی طرح آراستہ ہو کر رات گزارنے لگے، حضرتِ سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی طرف سے گزری تو انہوں نے مزید کی صدا لگائی اور ان کی حرارت بڑھ گئی اور حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی طرف سے گزری تو وہ محبتِ الٰہی کی قید میں مزید پختہ ہو گئے اور حضرتِ سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف سے گزری تو پوری رات ڈاکہ زنی کے بعد توفیق کے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنی تمام تر کوشش عبادتِ الٰہی میں لگا دی، اور حضرتِ سیدنا خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی طرف سے گزری تو وہ اخلاص کے سمندروں میں غوطہ زن ہو کر خالص جواہر چننے لگے، حضرتِ سیدنا سمنون علیہ رحمۃ اللہ القدوس کی طرف سے گزری تو ان پر محبت اور وجد کے طریقے ظاہر ہو گئے اور وہ پہاڑ میں دیوانوں کی طرح پھرنے لگے اور محبتِ الٰہی عزوجل میں آوازیں لگانے اور سسکیاں لے کر مسلسل آنسو بہانے لگے۔ شاعر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے محبین کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

اَطْمَعْتُمُوْنِیْ فِی الْوِصَالِ وَفِی اللِّقَا
وَھَجَرْتُمُوْنِیْ فَالْتَھَبْتُ تَحَرُّقَا

يَا مَالِكِيْ رِقِّيْ وَغَايَةَ مَطْلَبِيْ ‌ ‌ ‌ رِفْقًا فَقَدْذَابَ الْفُؤَادُ تَشَوُّقَا

حَاشَاكُمُوْ اَنْ تَطْرُدُوْنِيْ سَادَتِيْ ‌ ‌ ‌ وَبِحُبِّكُمْ قَلْبِيْ غَدَا مُتَعَلِّقَا

يَا سَادَتِيْ لَمْ يَهِنْ لِيْ مِنْ بَعْدِكُمْ ‌ ‌ ‌ عَيْشٌ وَلَا عَايَنْتُ شَيْئًا مُوْنِقَا

اِنْ مِتُّ مِنْ وَجْدِيْ وَفَرْطِ صَبَابَتِيْ ‌ ‌ ‌ شَوْقًا اِلٰى رُؤْيَاكُمْ لَكُمُ الْبَقَا

يَا نَفْسُ قَدْ زَالَ الْعَنَا فَتَمَتَّعِيْ ‌ ‌ ‌ بِوِصَالِ مَنْ تَهْوِيْ فَقَدْ زَالَ الشِّقَا

وَجَلَا الْحَبِيْبُ جَمَالَهٗ فَلِاَجْلِ ذَا ‌ ‌ ‌ اَصْبَحْتُ مِنْ وَجْدِيْ بِهٖ مُتَمَزِّقَا

هَاكُمْ فُؤَادِيْ فَتَشُوْهٗ فَاِنْ تَرَوْا ‌ ‌ ‌ فِيْهِ لِغَيْرِكُمُوْ هَوٰى وَتَشَوُّقَا

فَتَحَكَّمُوْا فِيْهِ بِمَا يَرْضِيْكُمُو ‌ ‌ ‌ يَا مَنِيَّتِيْ اِنْ خَانَ يَوْمًا مُوْثِقَا

وَاِذَا فَنِيْتُ بِحُبِّكُمْ فَيَحِقُّ لِيْ ‌ ‌ ‌ اِنَّ الْفَنَاءَ بِحُبِّكُمْ عَيْنُ الْبَقَا

ترجمہ: (۱)......تم نے مجھے وصال اور ملاقات کا شرف بخشا پھر مجھے چھوڑ دیا تو میں محبت کی آگ میں جلنے لگا۔

(۲)......اے میرے مالکو اور میرے مقصد کی انتہا! مہربانی فرماؤ کیونکہ میرا دل شوقِ دیدار سے پگھل رہا ہے۔

(۳)......اے میرے سردارو! میں **اللہ** تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم مجھے دُھتکار دو کیونکہ میرے دل کو تم سے محبت ہو چکی ہے۔

(۴)......اے میرے سردارو! تمہارے بعد میرے لئے کوئی مزا نہیں اور نہ ہی مجھے کوئی چیز دلکش لگی۔

(۵)......اگر میں تیرے دیدار کی شدید محبت اور اپنے وجد سے مرجاؤں تو یہ تیرے لئے بقا ہے۔

(۶)......اے نفس! اب مشقت اور شقاوت زائل ہو چکی ہے اس لئے تو اپنے محبوب کے وصال سے لطف اٹھالے۔

(۷)......حبیب نے اپنا جمال ظاہر کیا تو اس جمال کو دیکھ کر میں اس کی محبت کی وجہ سے تار تار ہو گیا۔

(۸)......(اے محبوبو!) یہ میرا دل حاضر ہے، اگر اس میں اپنے غیر کی محبت پاؤ تو جلا ڈالو۔

(۹)......اور اگر اس میں کسی اور کی محبت پاؤ تو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہو سزا دو۔ ہائے کاش! میں مرجاؤں اگر میرا دل کسی دن (محبت کے) پختہ وعدے میں خیانت کرے۔

(۱۰)......اگر میں تمہاری محبت میں فنا ہو جاؤں تو میں اس کا سزاوار ہوں کیونکہ تمہاری محبت میں فنا ہونا حقیقت میں بقا ہے۔

بِکنے والا غُلام مجنون نہیں، مجذوب تھا:

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مہذب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں غلاموں کے بازار سے گزرا، دَلال کو دیکھا کہ وہ ایک غلام کو بیچتے ہوئے کہہ رہا تھا: ''میں اس کو اس کے عیب پر بیچتا ہوں۔'' میں نے دلال سے پوچھا: ''اس میں کیا عیب ہے؟'' اس نے کہا: ''اسی سے پوچھ لیجئے۔'' میں نے غلام کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا: ''تجھ میں کیا عیب ہے؟'' اس نے بتایا: ''اے میرے آقا! میرے عیوب بہت زیادہ ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ مَیں لوگوں میں کس عیب سے مشہور ہوں۔''

میں نے دلال سے کہا: ''مجھے یہ بتاؤ کہ اس میں کیا عیب ہے؟'' اس نے کہا: ''اسے جنون کی بیماری ہے۔'' میں نے غلام سے پوچھا: ''تجھے مرگی کب ہوتی ہے؟ کیا ہر سال یا ہر ماہ یا ہر جمعہ؟'' اس نے کہا: ''اے میرے آقا! جب محبت کی بیماری دل پر غالب ہوتی ہے تو تمام اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے اور جب دوسرے اعضاء پر غالب آتی ہے تو محبت کا خمار تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور عقل محبوب کی یاد میں کھو جاتی ہے، دل مستغرق ہو جاتا ہے، بدن ساکن ہو جاتا ہے اور جاہل اس کو جنون سمجھتے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ غلام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء میں سے ہے۔ میں نے دلال سے کہا: ''یہ غلام کتنے میں بیچو گے؟'' اس نے دوسو درہم (200) بتائے تو میں نے دوسو بیس درہم دے دیئے اور غلام کو گھر کے قریب لا کر اس سے کہا: ''اندر داخل ہو جاؤ۔'' اس نے انکار کرتے ہوئے پوچھا: ''کیا آپ کے گھر والے ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: ''غیر محرم کی طرف کون دیکھ سکتا ہے؟'' میں نے اسے کہا: ''تجھے اجازت ہے۔'' اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ پناہ عطا فرمائے! جب بھی آپ کی کوئی حاجت ہوگی تو میں اس کو دروازے کے باہر ہی سے پورا کر دوں گا۔''

بہرحال میں خاموش ہو گیا اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا پھر اس کے لئے کھانا لایا تو اس نے کہا: ''میں روزے دار ہوں۔'' جب رات ہوئی، میں رات کا کھانا لایا تو اس نے کہا: ''مجھے بھوک نہیں۔'' اور وہ گھر کی چوکھٹ پر ہی ٹھہر گیا، آدھی رات کو جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ قیام کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہے اور اسے میرے آنے کا علم نہ ہوا، جب نماز سے فارغ ہوا تو سجدہ کیا اور بہت رویا۔ میں نے اس کی مناجات سنیں، وہ کہہ رہا تھا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے ہیں لیکن تیرا دروازہ سائلوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ستارے ڈوب رہے ہیں، آنکھیں سو گئی ہیں، تو ایسا زندہ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے جس کو نہ اُونگھ آتی ہے، نہ نیند۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تو نے زمین بچھا کر ہر محبوب کو اس کے محبّ سے ملا دیا اور تو خود سارے محبت کے ماروں کا محبوب ہے۔ اے تنہائی کے ماروں کے غمگسار! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے اپنے دروازے سے دُور کر دیا تو پھر کس کے دروازے پر جا کر التجا کروں گا۔ یا الٰہ العالمین عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھے عذاب دے تو بے شک میں مستحقِ عذاب ہوں اور اگر تو معاف فرما دے تو تُو جود و کرم والا ہے۔'' پھر وہ غلام بیٹھ گیا، اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے رویا اور کہا: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے فضل سے ہی صالحین و عارفین نے نجات حاصل کی، کوتاہی کرنے والوں نے تیری ہی رحمت کے باعث توبہ کی۔ اے معاف فرمانے والے! مجھے بھی اپنے عفو و مغفرت کا ذائقہ چکھا دے، اگرچہ میں اس کا اہل نہیں مگر تو تو معاف فرمانے والا ہے۔''

پھر میں کمرے میں داخل ہو گیا اور کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہ کیا، جب صبح ہوئی تو میں نے اس کے پاس جا کر کہا: ''رات کو کیسی نیند آئی؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے میرے آقا! کیا وہ شخص سو سکتا ہے؟ جس کو آگ کے عذاب، خدائے جبّار

عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیشی اور گناہوں پر ملامت کا خوف ہو۔'' پھر وہ بہت دیر تک روتا رہا تو میں نے کہا: ''جا، تو رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد ہے۔'' تو وہ دوبارہ رو کر کہنے لگا: ''اے میرے آقا! پہلے میرے لئے دو اجر تھے، ایک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندگی کا اور دوسرا آپ کی خدمت کا۔ اب صرف ایک اجر ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو عذابِ نار سے آزادی عطا فرمائے۔'' حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''پھر میں نے اس کو کچھ خرچ دیا مگر اس نے قبول نہ کیا اور کہنے لگا: ''رزق کی ذمے دار وہ زندہ ہستی ہے جس کو موت نہیں۔'' پھر وہ نکل کھڑا ہوا اس حال میں کہ اس کے چہرے پر غم کا اثر عیاں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا۔

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس غلام کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کا کس قدر شوق تھا اور مطلوب کے فوت ہونے پر کس قدر غم۔ اے غفلت کی قید میں جکڑے ہوئے! اگر تو اُمید کی وادی میں جھانکے تو دیکھے گا کہ عبادت گزاروں کے خیمے سمندر کے ساحل پر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے۔

(پ ۲۶، الذّٰریٰت: ۱۷)

اور تو غمزدہ پرندوں کو غم کی ٹہنیوں پر مسحور کن آواز میں یہ گنگناتے ہوئے سنے گا:

﴿۲﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

(پ ۲۶، الذّٰریٰت: ۱۸)

؎ رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے

عُبَیْد مجنون کی معرفت بھری باتیں:

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک نوجوان کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا، وہ بہت زیادہ رو رہا تھا، میں نے اپنے ایک دوست سے کہا: ''آؤ! اس کے پاس چلیں، یقیناً یہ بیمار ہے۔'' تو میرے دوست نے کہا: ''یہ بیمار نہیں، بلکہ باطن میں عاشق اور ظاہراً مجنون ہے۔ اس کا دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسے **عُبَیْد مجنون** کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا کہ اس نوجوان کا جسم کمزور تھا، اور اس پر اُون کا ایک جبہ تھا اور وہ کہہ رہا تھا: ''تعجب ہے اس پر جس نے تیری محبت کی حلاوت کو چکھ لیا! وہ کیسے تیری بارگاہ سے دور ہوسکتا ہے؟'' پھر وہ اسی بات کو دہراتا رہا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گیا، میں نے اپنے دوست کو کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجنون وہ ہوتا ہے جو اس مقام تک نہ پہنچا ہو، جب اس کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا: ''آپ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں؟'' ہم نے

کہا: ''شاید! آپ کو دوا کی ضرورت ہے جو آپ کو اس بیماری سے شفایاب کر دے۔'' اس نے کہا: ''جس ذات نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے دوا بھی اسی کے پاس ہے، لیکن جو بھی اس بیماری کا علاج کرانا چاہتا ہے وہ مزید بیمار ہو جاتا ہے۔'' میں نے کہا: ''وہ علاج کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا کہ ''اس بیماری کا علاج حرام کو ترک کرنے، گناہوں سے اجتناب کرنے، مراقبہ کرنے، رات کو نمازِ تہجد ادا کرنے میں ہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔'' یہ کہنے کے بعد وہ بہت زیادہ رویا اور ہم بھی اس کے ساتھ رونے لگے پھر ہم نے اس سے کہا: ''ہم آپ کے مہمان ہیں، ہمارے لئے دعا فرمایئے۔'' تو اس نے کہا: ''میں اس میدان کے شاہسواروں میں سے نہیں ہوں۔'' ہم نے اس کو قسم دی تو اس نے دعا کی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے اور آپ کے اعمالِ صالحہ قبول فرمائے اور مغفرت کے ساتھ تمہاری میزبانی فرمائے، جنت کو تمہارا ٹھکانہ بنائے اور تمہارے اور میرے دل میں موت کی یاد ڈال دے۔'' پھر ہم اس سے جدا ہو گئے اس حال میں کہ ہمیں اس کی اچھے الفاظ پر مشتمل دعا بڑی بھلی لگی اور اس کے کلام ونصیحت سے ہمارے دل زندہ ہو گئے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تو ایک دیوانے کی حالت ہے جو کہ حبیب سے محبت کرتا ہے۔ تو تم جیسے عقلمند اور دانا کا کیا حال ہونا چاہئے؟ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہیں بلاتا ہے لیکن تم جواب نہیں دیتے، تمہیں توبہ کا حکم دیتا ہے مگر تم توبہ نہیں کرتے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم اس کی بارگاہ میں حاضر رہو اور تم ہو کہ ہر وقت غائب رہتے ہو، کب تک تم اپنی عمر ضائع کرتے رہو گے؟ حالانکہ اس سے تمہیں کچھ نہیں ملا، کب تک اپنی لغزش کا بہانہ بناتے رہو گے؟ اور تمہارے گلے میں اٹکنے والی موت کے معاملے کو طبیب کے پاس نہیں لایا جائے گا۔ تمہاری ہلاکت و بربادی! اس کی بارگاہ میں توبہ کے لئے جلدی کرو، وہ تمہارے قریب ہے تم اس سے ہدایت وتوفیق کا سوال کرو، غم وتنگی کو دور کرنے میں اسی کا قصد کرو کہ وہ اپنی بارگاہ کا ارادہ کرنے والوں کو رسوا نہیں فرماتا، اور اس عمل کے ذریعے قرب حاصل کرو جو اس کو پسند ہو، اس کی نافرمانیوں سے ڈرو اس لئے کہ وہ حاضر ہے، غائب نہیں، اور اسی سے مانگو اس لئے کہ وہ اپنے مانگنے والوں کو عطا فرماتا ہے، اسی وقت اس کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اس کے سامنے گریہ وزاری کرو، قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی اطاعت کے لئے چن لے اور تمہیں ہدایت کی توفیق عطا فرما دے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (پ۲۵، الشوریٰ ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ اپنے قریب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے۔

ایک دن میں سال کا سفر طے کرلیا:

حضرتِ سیِّدُنا جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''میں اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

کے نیک بندوں کا تذکرہ کررہے تھے تو حضرتِ سیِّدُ نا سَرِّی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا کہ ''ایک دفعہ میں بیت المقدس میں ایک چٹان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس سال حج کی سعادت نہ ملنے پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ حج میں صرف دس دن باقی رہ گئے تھے، جب میں نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگوں کا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف ہے اور دن بھی بہت تھوڑے ہیں جبکہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ پس میں پیچھے رہ جانے پر رونے لگا۔ اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے سَرِّی سَقَطی! مت رو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے لوگوں کو تمہارے لئے مقرَّر کر دیا ہے جو تمہیں مقامِ حج تک پہنچا دیں گے۔'' میں نے سوچا: ''یہ کیسے ہوگا حالانکہ میں بیت المقدّس میں ہوں اور دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔'' تو اس غیبی آواز نے کہا: ''غمگین نہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر مشکل کام کو آسان فرما دے گا۔'' میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور اس غیبی آواز کی سچائی جاننے کے لئے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے سے چار نوجوان داخل ہوئے (ان کے چہرے اتنے نورانی تھے) گویا سورج ان کے چہروں سے طلوع ہو رہا تھا اور نور ان کی پیشانیوں سے چمک رہا تھا۔ ان میں ایک بارُعب اور باجلال نوجوان آگے بڑھا اور باقی اس کے پیچھے ہوگئے، ان سب نے بالوں کا لباس اور پاؤں میں کھجور کے پتوں کے جوتے پہنے ہوئے تھے، وہ چٹان کے قریب ہوئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تو ان کے انوار سے مسجد بھر گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! شاید یہ وہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے تو مجھ پر رحم فرمائے گا اور جن کی صحبت مجھے عنایت کرے گا۔''

وہ گنبد میں داخل ہوئے نوجوان ان کے آگے آگے تھا اور وہ اس کے پیچھے تھے، ہر ایک نے دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ نوجوان اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرنے لگا، میں اس کی مناجات سننے کی خاطر اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے گریہ وزاری کی اور تکبیر کہی اور ایسی نماز پڑھی جس نے میرا دل اور دماغ سلب کر لیا، جب وہ فارغ ہوا تو بیٹھ گیا، باقی تین اس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں نے ان کے قریب جا کر سلام پیش کیا، نوجوان نے کہا: ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اے سَرِّی سَقَطی! اے وہ شخص جسے آج غیبی آواز کے ذریعے خوشخبری دی گئی کہ اس کا حج اس سال فوت نہیں ہوگا۔'' اس کی یہ بات سن کر میں بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گیا، میرا دل خوشی سے بھر گیا، میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا! جی ہاں! آپ کی آمد سے کچھ دیر پہلے مجھے غیب سے بتایا گیا ہے۔'' تو اس نے کہا: ''اے سَرِّی سَقَطی! آپ کو ہاتفِ غیبی کے آواز دینے سے ایک لمحہ پہلے ہم خراسان شہر سے بغداد کی طرف جا رہے تھے، وہاں ہم نے اپنی ضروریات پوری کیں اور بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ ہوا پھر خواہش ہوئی کہ شام میں انبیاء کرام علیھم السلام کے مزارات کی زیارت کرلیں۔ پھر مکہ مکرمہ حاضری دیں گے، ہم مزارات کی زیارت کرنے کے بعد اب یہاں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''اے میرے سردار! آپ

خراسان میں کیا کر رہے تھے؟'' اس نوجوان نے بتایا: ''ہم اپنے دینی بھائیوں حضرتِ سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور حضرتِ سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کے ساتھ اکٹھے بیت الحرام کے ارادے سے بغداد آئے، میں بیت المقدس کی زیارت کرنے آ گیا اور وہ دونوں دیہات کے راستے سے چلے گئے۔'' میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، خراسان سے بیت المقدس تک ایک سال کی مسافت ہے۔'' اس نے کہا: ''اگرچہ ایک ہزار سال کی مسافت ہو، بندہ اس کا ہو، زمین بھی اس کی ہو، آسمان بھی اس کا ہو، زیارت بھی اس کے گھر کی ہو اور ارادہ بھی اسی کی بارگاہ میں حاضری کا ہو تو پھر پہنچانا اور قوت وقدرت مہیا کرنا بھی اسی کے ذمۂ کرم پر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سورج کیسے مشرق سے مغرب تک کا سفر ایک دن میں طے کر لیتا ہے؟ کیا وہ اپنی قوت سے اتنی مسافت طے کرتا ہے یا قادر عَزَّوَجَلَّ کی قوت وارادے سے؟ جب ایک بے جان جامد سورج جس پر نہ حساب ہے، نہ عذاب، ایک دن میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں کہ اس کا ایک بندہ ایک دن میں خراسان سے بیت المقدس پہنچ جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی قدرت وقوت کا مالک ہے، اور خلافِ عادت کام اسی سے صادر ہوتا ہے جو اس کا محبوب اور مختار ہو، اے سَرِی سَقَطِی! دنیا وآخرت کی عزت اختیار کر اور دنیا وآخرت کی ذلت تک پہنچنے سے بچ۔''

میں نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! دنیا وآخرت کی عزت کی طرف میری رہنمائی فرما دیجئے؟'' تو اس نے کہا: ''جو بغیر مال کے امیری، بغیر سیکھے علم، بغیر خاندان کے عزت چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، اس کی طرف مائل نہ ہو، اور نہ اس سے مطمئن ہو، اس لئے کہ دنیا کی صفائی میں میل کی ملاوٹ، اور اس کے میٹھے پن میں کڑواہٹ ہے۔'' میں نے پھر عرض کی: ''اے میرے سردار! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنے انوار کے ساتھ خاص کیا اور اپنے اسرار سے آگاہ فرمایا! اب کہاں کا ارادہ ہے؟'' اس نے بتایا: ''اب حجِ بیتُ اللہ اور سید الانام صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزارِ پُرانوار کی زیارت مقصود ہے۔'' میں نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا کیونکہ آپ سے جدا ہونا، روح کے جسم سے جدا ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔'' اس نے بِسْمِ اللہ شریف پڑھی اور میں بھی ان کے ہمراہ بیت المقدّس سے بستی کی طرف چل پڑا، ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اس نے کہا: ''اے سَرِّی سَقَطِی! ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو کیا نماز نہ پڑھ لیں؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے مِٹی سے تیمّم کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: ''یہاں پانی کا ایک چشمہ ہے۔'' پھر وہ راستے سے کچھ ہٹا اور ایسے چشمے پر لے گیا جس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے وضو کیا اور پانی پی کر کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس راستے سے کئی مرتبہ گزرا لیکن پانی کا چشمہ یہاں کبھی نہیں پایا۔''

اس نے کہا: ''سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا۔ ہم نے نمازِ ظہر ادا کی، پھر عصر تک چلتے رہے۔ پھر اچانک حجاز کے پہاڑ اور دیواریں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئے، میں نے کہا: ''یہ تو حجازِ مقدس کی زمین ہے۔''

اس نے مجھ سے کہا: ''آپ مکہ مکرمہ میں پہنچ چکے ہیں۔'' میں گریہ وزاری کرنے لگا، پھر اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے سَرِی سَقَطِی! کیا تم ہمارے ساتھ داخل ہوگے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' جب ہم بابُ النَّدْوَہ سے داخل ہوئے تو میں نے دو شخص دیکھے، ان میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو مسکرائے اور کھڑے ہو کر معانقہ کیا، اور کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی السَّلَامَۃِ۔'' میں نے اپنے رفیق نوجوان سے پوچھا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ کون ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''عمر رسیدہ بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور جوان حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الحلی ہیں۔'' پھر ہم نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، ہم سب اپنی طاقت کے مطابق نماز کے لئے کھڑے ہوئے، میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ حالتِ سجدہ میں مجھے نیند آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں غمزدہ شخص کی طرح تنہا رہ گیا، ان کو مسجدِ حرام، مکہ مکرمہ اور مِنٰی شریف میں بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملے۔ میں ان سے بچھڑنے کی وجہ سے روتا ہوا واپس آ گیا۔''

پیارے اسلامی بھائیو! ان لوگوں کی صفات سنو جنہوں نے عشق کو چھپایا اور ہمیشہ عشق کرتے بھی رہے، سلام عام کیا، کھانا خیرات کیا، ہمیشہ روزے رکھے، راتوں میں نماز پڑھتے رہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے، گناہوں سے اجتناب کرتے رہے، مخلوق سے کنارا کش رہے اور مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کے لئے خلوت اختیار کی اور خلوت وتنہائی میں بھی اطاعت کرتے رہے۔ لہٰذا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی خطائیں معاف فرما دیں، ان کے درجات بلند کئے۔ جب وہ ندامت کے سمندر پر سوار ہوئے، اور ملامت کی ہوا سے بچتے ہوئے سلامتی کی سرزمین میں پہنچے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں کو پاک کر دیا اور ان کے عیبوں پر پردہ ڈال دیا، ان کے گناہ بخش دیئے اور انہیں ان کے مطلوب تک پہنچا دیا تو انہوں نے اس کو پہچان لیا اور اس کو عبادت کے لائق سمجھا تو اس کی عبادت کرنے لگے، اور انہوں نے اس سے معاملہ کرنے میں نفع پایا تو اس سے معاملہ کیا، اور صدق ووفا پر اس کی بیعت کی، انہوں نے قتل کرنے والے اور قیدی کے درمیان تقدیر کے فیصلے سے حیران ہو کر رُخساروں پر آنسو بہائے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ندا دی: ''اے اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمانے اور برائیوں کو مٹانے والے! اے وہ ذات سمتیں جس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور جس پر آوازیں مختلف نہیں ہوتیں! ہمیں آفات کی تاریکی سے نکال کر صفات کے ادراک کا نور عطا فرما۔ (آمین)

اللّٰہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اَلشَّابُّ التَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ** یعنی جوانی میں توبہ کرنے والا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حبیب ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، عبد المالك بن عمر بن عبد العزیز، الحدیث ٧٤٩٦، ج٥، ص ٣٩٤، مفهوما)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے یہ محبت اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ جوانی میں توبہ کرنے والا ہو کیونکہ نوجوان تر اور سرسبز ٹہنی کی طرح ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی جوانی اور ہر طرف سے شہوات ولذات سے لطف اُٹھانے اور ان کی رغبت پیدا ہونے کی عمر میں توبہ

کرتا ہے، اور یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ دُنیا اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کے باوجود محض رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے وہ ان تمام چیزوں کو ترک کر دیتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا مستحق بن جاتا ہے اور اس کے مقبول بندوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔

منقول ہے کہ ''ایک نوجوان جب توبہ کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے لئے زمین و آسمان کے درمیان ستر قندیلیں روشن کی جاتی ہیں اور ملائکہ صف بستہ ہو کر بلند آواز سے تسبیح تقدیس کرتے ہوئے اسے مبارک باد دیتے ہیں۔ جب ابلیسِ لعین اس کو سنتا ہے تو کہتا ہے: ''کیا خبر ہے؟'' آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے: ''ایک بندے نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے صلح کر لی ہے۔'' تو ابلیس ملعون اس طرح پگھلتا ہے جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔''

منقول ہے کہ جب بندے کا گناہوں سے بھرا ہوا نامۂ اعمال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرماتا ہے: ''میرے بندے کے نامۂ اعمال میں کیا ہے؟'' حالانکہ وہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اے ہمارے معبود عَزَّوَجَلَّ! اس کا نامۂ اعمال تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل نہیں۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اگر اس کا نامۂ اعمال میری بارگاہ میں پیش کئے جانے کے لائق نہیں (تو کیا ہوا) میری رحمت تو اس کے لائق ہے، اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! بے شک میں نے اس کو بخش دیا اور معاف فرما دیا اور میں توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہوں۔''

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان 5:

فیضانِ رمضان

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اپنے عظیم الشان ہونے، اور ہمیشہ رہنے میں یکتا ہے، زوال وفنا سے پاک ہے، ماں باپ اور اولاد سے مُنزَّہ ہے۔ عظمت وکبریائی کی چادر والا ہے، تمام اشیاء کو جاننے والا ہے، ابتداء وانتہاء سے پاک ہے، وہ ایسا سننے والا ہے کہ دعائیں کرنے والوں کی مختلف آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ رات کی تاریکی میں ریت پر رینگتی چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے، ایسا علیم ہے کہ زمین وآسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور ایسا حلیم ہے کہ اپنے نافرمان کی بہترین پردہ پوشی فرماتا ہے، وہ اپنا خوف رکھنے والوں کو بہت زیادہ نعمتیں دینے والا ہے، وہ ایسا حکیم (یعنی حکمت والا) ہے جس نے آسمان کو بغیر ستون کے فضا میں بلند کیا اور اپنی حکمت سے فرشِ زمیں کو جاری پانی پر بچھایا۔ وہ کسی مدِّ مقابل، ضد اور نظیر سے پاک ہے، وہ بیوی، اولاد اور شریکوں سے پاک ہے۔ وہ ایسا جاننے والا ہے کہ جس سے دلوں کے راز کسی بھی وقت پوشیدہ نہیں رہتے اور نہ اس پر زمین وآسمان میں کوئی شئے مخفی ہے۔

پاک ہے وہ جس نے زمانوں کو ایک حساب سے رکھا اور موسموں کو مقرر فرمایا، اس نے اپنی معرفت کے سمندر میں عقلوں اور سوچوں کو مستغرق کیا۔ اس کی حقیقت میں عقلیں حیران ہیں۔ اس کی بلندی کی معرفت تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس نے ماہِ رمضان کو عفو، مغفرت، بشارت، رضا، سرور اور قبولیت کے ساتھ خاص کیا، اس نے روزے رکھنے والے کو اس کی مراد تک پہنچانے کا وعدہ کیا، اُس کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اعضاء کو شک وشبہ سے پاک کیا اور نیک اعمال کے ساتھ ماہِ رمضان کا استقبال کیا۔

اے غافل انسان! غفلت کی نیند سے بیدار ہوجا اور جلدی کر۔ ابھی وقت ہے اس سے پہلے کہ درِ رحمت بند ہوجائے، پاک ہے وہ جس نے لوگوں کو اپنے دین کی خدمت اور اس کی محبت میں مشغول رکھا، اب اس کے سوا ان کی کوئی اور مصروفیت نہیں، وہ شہوات سے بچتے رہے تو ان کے گناہوں کو مٹادیا اور ان کو ان کے مقاصد اور اُمیدوں تک پہنچایا۔ ان کی روزے رکھنے پر مدد کی تو انہوں نے روزے رکھے، ان کو تاریکیوں میں کھڑا کیا تو وہ اس کی عبادت میں لمبی لمبی راتیں قیام کرتے رہے۔ انہوں نے حدیثِ پاک سنی کہ "**أَنَّ الصَّومَ جُنَّةٌ** یعنی روزہ ڈھال ہے۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، الحدیث ۳۴۱۸، ج ۵، ص ۱۸۰)

تو وہ بُرے افعال واقوال سے اپنی جانوں کو بچاتے رہے۔ کتنی بڑی سعادت ہے اس شخص کے لئے جس کے ماہِ

رمضان میں اعمال قبول ہوئے اور کتنی بڑی بدبختی ہے اس کے لئے جس نے روزوں میں غفلت وکوتاہی برتی، اس شخص کا صدقۂ فطر قبول نہیں اگرچہ حلال چیز سے دے۔ وہ ہمیشہ سیدھی راہ سے ہٹ کر برائیوں میں پڑا رہا تو ایسی خصلتوں والا شخص سن لے کہ اس کی موت قریب ہے اور وہ لہوولعب میں پڑا ہوا ہے۔

اَیَا مَنْ عُمْرُہٗ طَالَ اِلٰی کَمْ اَنْتَ بَطَّالُ
جَمِیْعُ الدَّھْرِ نَقَّالُ عَلٰی ظَھْرِکَ اَثْقَالُ

تُبَارِزُ بِالْمَعَاصِیْ وَعَنَّا اَنْتَ قَاصِیْ
وَتَدْعُوْ بِالْخَلَاصِ وَمَا عِنْدَکَ اِقْبَالُ

اِلَی الْغِیْبَۃِ تَرْتَاحُ وَمَا عِنْدَکَ اِصْلَاحُ
وَمَا یَرْضِیْکَ یَا صَاحُ سِوٰی قِیْلَ وَقَالَ

تَمُدُّ الطَّرْفَ فِی الصَّوْمِ وَلَا تَخْشَی مِنَ اللَّوْمِ
لَیُکْتَبُ مِنْکَ فِی الْیَوْمِ وَفِی اللَّیْلَۃِ اَفْعَالُ

فَتُبْ ذَا الشَّھْرِ کَیْ تَحْظٰی وَکَمِّلْ صَوْمَہٗ فَرْضًا
لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَرْضٰی وَیُصْلِحَ مِنْکَ اَحْوَالَ

ترجمہ: (۱)......اے لمبی عمر والے! تُو کب تک بے کار رہے گا۔ تمام زندگی تیزی سے گزر جائے گی مگر تیری پیٹھ پر بوجھ رہ جائے گا۔

(۲)......تُو نافرمانیوں کے ذریعے مقابلہ کرتا ہے۔ تُو ہم سے دور رہ جائے گا اور نجات کے لئے فریاد کرے گا مگر تیرے پاس کوئی نہیں آئے گا۔

(۳)......تجھے غیبت سے سکون ملتا ہے اور تو اصلاح نہیں چاہتا اور اے محترم! تجھے سوائے قیل وقال کے کوئی چیز خوش نہیں کرتی۔

(۴)......تُو روزے میں بھی آنکھوں کو برائی سے نہیں روکتا اور نہ ہی ملامت سے ڈرتا ہے۔ بلاشبہ دن رات تیرے اعمال لکھے جارہے ہیں۔

(۵)......پس تو اس مہینے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرلے تاکہ تو بلند رتبہ پالے اور اپنے فرض روزے مکمل کر۔ شاید! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ سے راضی ہوجائے اور تیرے احوال درست فرمادے۔

پاک ہے وہ جس نے اُمّتِ مسلمہ پر ماہِ رمضان کے روزے فرض فرمائے اور مزید فضل واحسان سے نوازنے کے ساتھ اسی ماہ انہیں جہنم سے آزادی کا پروانہ بھی عطا کیا۔ چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ** (پ۲، البقرۃ: ۱۸۳) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے۔(۱)

روزے جسم کی صحت کا سبب اور دل وزبان کو گناہ ومعصیت سے پاک کرنے کا ذریعہ ہیں اور اس مہینے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم پر اس شخص کے لئے روزوں کی رخصت نازل فرمائی جسے کوئی مرض یا تکلیف پہنچی ہو۔

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ روزہ شرع میں اِس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض یا نفاس سے خالی عورت، صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک بہ نیتِ عبادت خورد ونوش ومجامعت ترک کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض کئے گئے۔ (درمختار وخازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عباداتِ قدیمہ ہیں، زمانۂ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے۔ اگرچہ ایام واحکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔''

فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ط (پ۲،البقرۃ:۱۸۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔(۱)

پاک ہے وہ جس نے اس امت پر احسان فرمایا اور اس کو بہت زیادہ فضیلت عطا فرمائی اور ماہِ رمضان کو اس کی مغفرت کے ساتھ خاص کر دیا: ''شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ج (پ۲،البقرۃ:۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔(۲)

قَدۡ جَاءَ شَهۡرُ الصَّوۡمِ فِيۡهِ الۡاَمَان ۔۔۔ وَالۡعِتۡقُ وَالۡفَوۡزُ بِسُكۡنٰى الۡجِنَان
شَهۡرٌ شَرِيۡفٌ فِيۡهِ نَيۡلُ الۡمُنٰى ۔۔۔ وَهُوَ طِرَازٌ فَوۡقَ كُمِّ الزَّمَان
طُوۡبٰى لِمَنۡ صَامَهٗ وَاتَّقٰى ۔۔۔ مَوۡلَاهُ فِى الۡفِعۡلِ وَنُطۡقِ اللِّسَان
وَيَا هُنَا مَنۡ قَامَ فِىۡ لَيۡلِهٖ ۔۔۔ وَدَمۡعُهٗ فِى الۡخَدِّ يَحۡكِىۡ الۡجُمَان
ذَاكَ الَّذِىۡ قَدۡ خَصَّهٗ رَبُّهٗ ۔۔۔ بِجَنَّةِ الۡخُلۡدِ وَحُوۡرِ الۡحُسَّان

ترجمہ: (۱)......بے شک رمضان کا مہینہ آ گیا، اس میں امن، جہنم سے آزادی اور جنّت میں ٹھہرنے کے ساتھ کامیابی ہے۔

(۲)......اس ماہِ مبارک میں بندہ اپنی آرزوئیں پوری کرتا ہے اور یہ کتنے ہی زمانوں سے بہتر نمونہ ہے۔

(۳)......اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُسے برے کاموں اور زبان کی لغزش سے محفوظ فرمایا۔

---

(۱)......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''سفر سے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رُخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایّام میں افطار کرے اور بجائے اس کے (یعنی اس کی جگہ) ایامِ منہیَّہ (یعنی ممنوع دنوں) کے سوا اور دِنوں میں اس کی قضا کرے۔ ایامِ منہیّہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دونوں عیدین اور ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں۔ **مسئلہ:** مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہرُ الفسق طبیب (یعنی جو ظاہری طور پر فاسق نہ ہو) کی خبر سے اس کا غلبۂ ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔ **مسئلہ:** جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزے رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ **مسئلہ:** حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار (یعنی چھوڑ دینا) جائز ہے۔ **مسئلہ:** جس مسافر نے طلوعِ فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعدِ طلوع سفر کیا اس کو اس دن کا افطار جائز نہیں۔''

(۲)......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس کے معنی میں مفسِّرین کے چند اقوال ہیں۔ یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ یہ کہ قرآنِ کریم میں نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی۔ یہ کہ قرآن کریم بتمامہ (یعنی مکمل) رمضان المبارک کی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دُنیا کی طرف اُتارا گیا اور بیتُ العزّت میں رہا یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسبِ اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظورِ الٰہی ہوا جبریل امین لاتے رہے۔ یہ نزول تئیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔''

(۴)......اے وہ شخص جس نے اس کی راتوں میں قیام کیا اور جس کے رخساروں پر آنسو موتیوں کی مانند ہیں۔

(۵)...... یہ وہ شخص ہے جسے ربّ عزوجل جنتِ خُلد اور انتہائی حسین وجمیل حُوریں عطا فرمائے گا۔

ہر قسم کے انعامات واحسانات پر میں اپنے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو زبان پر تو ہلکی ہے لیکن میزان میں بھاری بہت بھاری ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آل، صحابۂ کرام، تمام ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اولاد اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر درود بھیجے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج (پ ۲، البقرۃ: ۱۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

(حضرتِ سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ) مہینے کو مشہور ہونے کی وجہ سے **شھر** کہا جاتا ہے اور ماہِ **رمضان** کو **رمضان** اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کے فرض روزوں میں قرآنِ کریم اُتارا گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس وابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''مکمل قرآنِ حکیم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی دفعہ ماہِ رمضان، شبِ قدر میں نازل کیا گیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام وقتاً فوقتاً واقعات وحوادثات کے مطابق اسے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لاتے رہے۔''

شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں:

حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شھر رمضان الحدیث ۱۰۷۹، ص ۸۵۰)

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور

جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اوران میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔اورایک منادی ندا کرتا ہے:''اے اچھائی مانگنے والے! (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف) آگے بڑھ اوراے شریر! (شر سے) باز آجا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان کی ہر رات میں کئی لوگوں کو آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الصوم ،باب ماجاء فی فضل شهر رمضان ،الحديث ٦٨٢، ص ١٧١٤ ـ شعب الايمان للبيهقی، باب فی الصيام ، فضائل شهر رمضان ، الحديث ٣٦٠٦ ، ج ٣ ، ص ٣٠٤)

صغیرہ گناہوں کا کفارہ:

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے ایمان کی وجہ سے اورثواب کے لئے ماہِ رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (السنن الكبرى للنسائی، كتاب الصيام،باب ثواب من قام رمضان وصامه......الخ،الحديث٢٥١٣، ج٢، ص٨٨)

شبِ قدر میں عبادت کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو ایمان کی وجہ سے اورثواب کے لئے شبِ قدر کا قیام کرے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''(1)

(صحيح البخاری ،كتاب الصوم ، باب من صام رمضان ايمان واحتساب وفيه، الحديث ١٩٠١ ،ص ١٤٨)

میں روزہ دار ہوں:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشادفرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:''روزے کے علاوہ بندے کی ہر نیکی دس سے سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے پینے کو میرے لئے ترک

---

(1)......شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:''سُبحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! رَمَضانُ الْمبارَك میں رَحمتوں کی چَھما چَھم بارِشیں اور گناہِ صغیرہ کے کَفّارے کا سامان ہوجاتا ہے۔گناہِ کبیرہ توبہ سے مُعاف ہوتے ہیں۔توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو گناہ ہوا خاص اُس گناہ کا ذِکر کرکے دل کی بیزاری اور آئندہ اُس سے بچنے کا عہد کرکے توبہ کرے۔ مَثَلاً جھوٹ بولا، تو بارگاہِ خُداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کرے، **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو یہ جھوٹ بولا اِس سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ نہیں بولوں گا۔توبہ کے دَوران دل میں جھوٹ سے نفرت ہو اور''آئندہ نہیں بولوں گا'' کہتے وَقت دل میں یہ ارادہ بھی ہو کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں ایسا ہی کروں گا جبھی توبہ ہے۔اگر بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کے ساتھ ساتھ اُس بندے سے مُعاف کروانا بھی ضَروری ہے۔''(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج اول، ص٨٥٥)

کردیتا ہے۔روزہ جہنم سے ڈھال ہے اور روزے دار کے منہ کی بو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ نہ بیہودہ بکے، نہ ہی جاہلانہ کام کرے۔اگر کوئی اُس سے لڑائی کرے یا اُسے گالی دے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔''(۱) (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم، الحدیث ۷٦٤، ص ۱۷۲۲۔ سنن ابن ماجة، ابواب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصیام ،الحدیث ۱٦۳۸ ،ص ۲۵۷۵ ۔صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، الحدیث ۱۱۵۱، ص ۸٦۲)

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **مروی ہے** کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو کچھ حاجت نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ،باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم،الحدیث ۱۹۰۳، ص ۱۴۹)

حدیثِ پاک میں ہے کہ ''غیبت روزے دار کا روزہ ختم کردیتی ہے۔''(۲)

(فتح الباری لابن حجر العسقلانی شرح صحیح البخاری، کتاب الصوم،باب فضل الصوم،تحت الحدیث ۱۸۹۴ ،ج۵،ص ۹۲)

روزے دار کے لئے دوخوشیاں:

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **مروی ہے** کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ''روزے دار کے لئے دوخوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کے وقت۔'' (صحیح مسلم ،کتاب الصیام ، باب فضل الصیام، الحدیث ۱۱۵۱، ص ۸٦۲)

وَقَدْ صُمْتُ عَنِ اللَّذَاتِ دَهْرِیْ کُلَّهَا وَیَوْمَ لِقَاکُمْ ذَاکَ فِطْرُ صِیَامِیْ

ترجمہ: (۱)......بے شک میں نے اپنی ساری زندگی لذّات سے روزہ رکھا (یعنی انہیں چھوڑے رکھا) اور تیرے دیدار کے دن ہی میرا روزہ افطار ہوگا۔

......شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرتِ علامہ مولانا **محمد الیاس عطّار قادری** دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** آج کل تو مُعاملہ ہی اُلٹا ہو گیا ہے یعنی اگر کوئی کسی سے لڑ بھی پڑتا ہے تو گَرج کر یُوں گویا ہوتا ہے، ''چُپ ہوجا! ورنہ یاد رکھنا! میں روزے سے ہوں اور روزہ تجھ ہی سے کھولوں گا۔'' یعنی تجھے کھا جاؤں گا۔(مَعاذاللہ عَزَّوَجَلَّ) توبہ! توبہ! اِس قسم کی بات ہرگز زَبان سے نہ نکلنی چاہیئے بلکہ عاجزی کا مُظاہرہ کرنا چاہیئے۔''

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج اول، ص ۹٦۸)

......**صدرالشریعہ، بدرالطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ''احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ''جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔'' (پ۲٦، الحجرات:۱۲) اور حدیث میں فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ٦۵۹۰، ج۵، ص ٦۳) اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔'' (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص ۱۱۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان دل کی صفائی، معاملہ اور وفا کا مہینہ ہے، ان لوگوں کو مبارک ہو جو خواہشاتِ نفسانی سے بچتے رہے اور تنہائی میں آیاتِ قرآن کی تلاوت کرتے رہے، ان کے لئے ان کے روزوں کے عوض ثواب دگنا کر دیا گیا اور ان سے جنتی محلات اور بالا خانوں کا وعدہ کیا گیا۔ ان کے تھوڑے سے اچھے اعمال بھی قبول کر لئے گئے اور برے افعال سے در گزر کر دیا گیا۔ ہائے افسوس! غافلوں کی محرومی! انہوں نے رب عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو حرام کر لیا اور قطع تعلقی و وعدہ خلافی کرنے والے ہو گئے:

يَا نَاقِضِيْنَ الْعَهْدَ كَمْ هٰذَا الْجَفَا ۔۔۔ تُوْبُوْا فَقَدْ وَافَاكُمُو شَهْرُ الصَّفَا
شَهْرُ الرِّضَا وَالْعَفْوِ عَنْ زَلَاتِكُمْ ۔۔۔ وَاللّٰهُ فِيْهِ عَنِ الْجَرَائِمِ قَدْ عَفَا
شَهْرٌ عَلَى الْاَيَّامِ فَضْلَ قَدْرُهُ ۔۔۔ وَعَلَا عَلٰى كُلِّ الشُّهُوْرِ مُشَرَّفَا
فَاَحْيُوْا لَيَالِيْهِ الْمُنِيْرَةِ كُلِّهَا ۔۔۔ وَاَجْرُوْا لِفُرْقَتِهِ الدُّمُوْعَ تَاَسُّفَا
فَعَسَى الْاِلٰهُ يَجُوْدُ فِيْهِ بِفَضْلِهِ ۔۔۔ فَهُوَ الَّذِيْ يَهَبُ الذُّنُوْبَ تَلَطُّفَا

ترجمہ: (۱)......اے عہد توڑنے والو! کب تک جفا کرتے رہو گے اب توبہ کر لو تحقیق تمہارے پاس پاک کرنے والا مہینہ تشریف لا چکا ہے۔

(۲)......یہ رضائے الٰہی عزوجل اور تمہاری لغزشوں سے عفو و درگزر کا مہینہ ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس مہینے میں جرموں کو معاف فرماتا ہے۔

(۳)......یہ وہ مہینہ ہے جس کی قدر و منزلت تمام مہینوں سے بڑھ کر ہے اور جو عظمت کے اعتبار سے تمام مہینوں سے بلند ہے۔

(۴)......اس کی تمام نورانی راتیں جاگ کر گزارو اور اس کی جدائی میں افسوس کر کے آنسو بہاؤ۔

(۵)......قریب ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنا فضل و کرم فرمائے اور وہ ایسا مہربان ہے جو اپنی مہربانی سے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

سیِّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی سخاوت:

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھلائی میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ملاقات کرتے تو اور زیادہ سخاوت فرمایا کرتے، اور حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ماہِ رمضان کی ہر رات ملاقات کیا کرتے یہاں تک کہ پورا مہینہ گزر جاتا۔ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اُن کے ساتھ قرآنِ پاک کا دَور فرماتے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ملتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی میں سخاوت فرماتے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اجود ماکان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یکون فی رمضان، الحدیث ۱۹۰۲، ص۱۴۸)

رمضانُ المبارک کی بشارت اور شبِ قدر کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہارے پاس برکت والا مہینہ آچکا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں اور تمہارے لئے اس مہینے کا قیام (یعنی نمازِ تراویح) سنت ہے۔ جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، باب ۱، ماذکر فی فضل رمضان وثوابہ، الحدیث ۱، ج۲، ص۴۱۹)

(جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل شھر رمضان، الحدیث ۶۸۲، ص۱۷۱٤)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! مؤمنین کے لئے جنت کی یہ بشارت روزوں کے ذریعے شہوات کے ترک کرنے اور طاعات پر صبر کرنے کا انعام ہے، جو صبر کرے گا اسے اجر ملے گا، جو شکر کرے گا اسے تنگی کے بعد آسانی ملے گی، جو صدقہ کرے گا اسے فضل ونیکی ملے گی، جس نے لوگوں سے نیکی کی اس نے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ کرلیا اور جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے روزے رکھے اور قیام کیا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو اپنے دل میں یاد کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فرشتوں میں اس کا چرچا کرے گا اور جس نے تقویٰ اختیار کیا اس نے کامیابی اور بشارت کو پالیا:

﴿۱﴾ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا۝ (پ۲۸، الطلاق: ٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

اے بھائی! زمانۂ رحمت کو غنیمت جان کہ یہ خوشگوار ایام گنتی کے ہیں۔ روزے کی راتوں میں نجات طلب کر کہ اس کی گھڑیاں بروزِ قیامت گواہی دیں گی، اور بلا مشقت حاصل ہونے والی نیکیاں پانے کی کوشش کر پس روزے دار کے اعمال کا اجر فوراً ملتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ **''روزے دار کی نیند عبادت اور اس کا سانس تسبیح ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے عمل (کے ثواب) کو کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔''**

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصیام، الحدیث ۳۹۳۷، ج۳، ص ٤۱۵ ''ونفسہ'' بدلہ ''وصمتہ'')

اس پر اتنا کرم کیوں نہ ہو جبکہ اس نے اپنے نفس کو شہوات سے روکا اور لذات کو ترک کیا اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے حصے کو اپنی لذات وشبہات کے حصے پر ترجیح دی اور اس کے احکام کی اطاعت اور رکوع وسجود سے لذت حاصل کی۔ جیسا کہ **منقول ہے:**

''بندہ جب سجدے میں سو جاتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے اس حال پر ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: ''**اے میرے فرشتو!** میرے اس بندے کو دیکھو، اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میرے سامنے ہے، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل،اخبار الحسن بن ابی الحسن، الحدیث۱۶۰۶، ص۲۸۸، مختصر)

کتنے ہی اچھے ہیں ساجدین کے سجدے! کتنی ہی عزت والی ہیں روزے داروں کی سانسیں! اور کتنی ہی فائدہ مند ہیں قیام کرنے والوں کی مناجات! کتنا ہی نفع بخش ہے عبادت کرنے والوں کا سرمایہ! کتنی ہی اچھی ہے محبت کرنے والوں کی ندامت! اور کتنی ہی نفع بخش ہے روزے داروں کی بھوک! جیسا کہ منقول ہے کہ ''بندہ جب بھوک کی حالت میں سوتا ہے تو شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔''

جب روزے دار جاگ رہا ہوتا ہے اس وقت شیطان کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اور بندہ جب سَیری کی حالت میں جاگ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے تو جب بندہ پیٹ بھر کر سوتا ہوگا تو اس وقت اس کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اے بندے! بھوک کی برکت اور اس میں انسان کا فائدہ دیکھ! شیطان اس سے کیسے بھاگتا ہے۔

روزے دار کی سانسیں اور شیطان کا ڈرنا:

ایک نیک شخص مسجد کی طرف جا رہا تھا، اس نے مسجد میں دو آدمی دیکھے جن میں سے ایک نماز پڑھ رہا تھا اور دوسرا مسجد کے دروازے پر سویا ہوا تھا جبکہ شیطان باہر حیران و پریشان کھڑا، آگ میں جل رہا تھا۔ اس مردِ صالح نے شیطان سے پوچھا: ''میں تجھے حیران کیوں دیکھ رہا ہوں؟'' شیطان نے جواب دیا: ''اس مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جب بھی میں اس کو نماز سے بہکانے اور غافل کرنے کے لئے داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں تو مسجد کے دروازے پر سونے والے شخص کے سانس مجھے روک دیتے ہیں۔''

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! دیکھو! روزے داروں کی سانسیں کیسے شیطان کے مکر سے دلوں اور جسموں کی نگہبانی کرتی ہیں کہ شیطان ان تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ان کے پاس آ سکتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے پسندیدہ بندوں کو ہدایت وصواب (یعنی درستگی) کی توفیق عطا فرمائی:

اَنۡتَ وَفَّقۡتَ مَنۡ اِلَیۡكَ اَنَابَا ۔۔۔ اَنۡتَ اَصۡلَحۡتَ مَنۡ اَصَابَ الصَّوَابَا

اَنۡتَ حَبَّبۡتَ مَا تُحِبُّ اِلَیۡھِمۡ ۔۔۔ ثُمَّ اَعۡطَیۡتَھُمۡ عَلَیۡهِ ثَوَابَا

اَنۡتَ عَرَّفۡتَھُمۡ کُنُوۡزَ الۡمَعَالِیۡ ۔۔۔ فَغَدُوۡا یَبۡحَثُوۡنَ عَنۡھَا طِلَابَا

ترجمہ: (۱)......اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی طرف رجوع کرنے والے کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی، تو نے ہی حق تک پہنچنے والے کو ہدایت عطا فرمائی۔

(۲)......جو چیز (یعنی توبہ) تجھے پسند ہے اس کی محبت تو نے بندوں کے دلوں میں ڈال دی پھر اس پر انہیں اجر و ثواب بھی عطا فرمادیا۔

(۳)......تو نے ان کو عزت و مرتبہ کے خزانوں کی پہچان کرائی پس وہ ان خزانوں کی بہت زیادہ جستجو کرنے لگے۔

منقول ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ماہِ رمضان کو بہت سی خصوصیات کے ساتھ خاص فرمایا، ان میں سے ایک یہ کہ اس کو عظمت اور برکت والا مہینہ بنایا، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس مہینے کے روزے فرض فرمائے اور راتوں کے قیام کو نفل بنایا، جس نے ماہِ رمضان میں نیکی کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب چاہا گویا اس نے غیرِ رمضان میں فرض ادا کیا۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ جس نے اس میں فرض ادا کیا گویا اس نے غیرِ رمضان میں ستر فرض ادا کئے، یہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جس نے اس میں روزے دار کو افطار کرایا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پلایا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو مہر لگی ہوئی صاف شفاف پاکیزہ شراب پلائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور یہ ثواب اس شخص کو ملے گا جو روزے دار کو دودھ، پانی یا کھجور سے افطار کرائے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانہ مغفرت اور آخری جہنم سے آزادی ہے۔ لہٰذا تم اس میں چار چیزوں کی کثرت کرو، دو وہ ہیں جن سے تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرسکتے ہو: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۲) ہر وقت اس کی بارگاہ میں اِسْتِغْفار کرتے رہنا۔ اور دو ایسی ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہوسکتے: (۱) تمہارا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے جنت کا سوال کرنا اور (۲) جہنم سے پناہ مانگنا۔

پیارے اسلامی بھائیو! افسوس اس پر جس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس نے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، جس نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیا اور جس کا انجام عذاب ہے۔ افسوس اس پر جو گمراہی کے جال میں پھنس کر خواہشات کا غلام بن گیا، افسوس اس پر جسے اس مبارک مہینے میں بھی رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا پھر وہ اس کی پناہ چاہے۔

آہ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ اَوَّاہُ　　آہ عَلٰی مَنْ جَفَاہُ مَوْلَاہُ

آہ عَلٰی مَنْ عَصَا بِغَفْلَتِہٖ　　جَھْرًا وَمَا تَابَ مِنْ خَطَایَاہُ

آہ عَلَی الْمُذْنِبِ الْحَزِیْنِ اِذَا　　لَمْ یَخَفِ اللّٰہَ ثُمَّ یَخْشَاہُ

آہ عَلٰی مَنْ یَفُوْتُہُ اَسَفًا　　فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الشَّھْرِ عَفْوَ مَوْلَاہُ

آہ مَنْ یَبِیْعُ مُغْتَبِنًا　　بِدَارِ دُنْیَاہُ دَارَ آخِرَاہُ

سُبۡحَانَ مَنۡ تَصَدَّقَ عَلَيۡكُمۡوۡ بِصِيَامِكُمۡ ۔۔۔ وَخَصَّكُمۡ بِالۡعَطَايَا يَا اُمَّةَ الۡمُخۡتَار

تَأۡتُوۡنَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ وَصَوۡمُكُمۡ مِنۡ فَوۡقِكُمۡ ۔۔۔ حَيۡثُ اِتَّجَهۡتُمۡ تَوَجَّهَ وَحَيۡثُ سِرۡتُمۡ سَارَ

مَحۡمُوۡلٌ فَوۡقَ الۡغَنَائِمِ عَلٰى يَدِ الۡمَلٰئِكَةِ ۔۔۔ شُعَاعُهُ يَتَلَالَاُ مِنۡ كَثۡرَةِ الۡاَنۡوَار

وَتُقَدِّمُوۡنَ الۡمَوۡقَفَ تَجۡلُوۡا عَلٰى كُلِّ الۡاُمَمِ ۔۔۔ مِثۡلَ الشُّمُوۡسِ وَفِيۡكُمۡ مَنۡ يُشۡبِهُ الۡاَقۡمَار

وَقَدۡ صَفَا الۡوَقۡتُ لِمَا نَادَاكُمۡوۡ مَوۡلَاكُمۡ ۔۔۔ قُوۡمُوۡا تَعَالَوۡا تَمَلَّوۡا بِالۡوَصۡلِ يَا زُوَّار

هٰذَا جَمَالِيۡ تُبۡدِيۡ وَالۡحُبُّ عَنۡكُمۡ رَفَعۡتُ ۔۔۔ وَنُوۡرُنَا قَدۡ تَجَلّٰى وَزَالَتِ الۡاَكۡدَار

ترجمہ: (۱)......افسوس نافرمانوں پر کہ (نافرمانی کے باوجود) رب کی پناہ طلب کرتے ہیں، افسوس اس پر جس کا رب اس سے ناراض ہو۔

(۲)......افسوس اس پر جس نے اپنی غفلت کے سبب کھلے عام نافرمانی کی اور اپنی خطاؤں سے توبہ نہ کی۔

(۳)......افسوس اس غمزدہ گنہگار پر جو (گناہ کرتے وقت) تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا پھر خوفزدہ ہوتا ہے۔

(۴)......افسوس اس پر جو ایسے بابرکت مہینے میں بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے معافی نہ پاسکا۔

(۵)......افسوس اس پر جس نے دھوکے میں دارِ آخرت کو دنیا کے گھر کے بدلے بیچ دیا۔

(۶)......اے امتِ محمدیہ! پاک ہے وہ ذات جس نے تم پر روزوں کے سبب احسان فرمایا اور تمہیں اپنی خاص عنایات سے نوازا۔

(۷)......قیامت کے دن تم آؤ گے اور تمہارا روزہ تمہارے اوپر اس طرح ہوگا کہ تم جدھر متوجہ ہوگے وہ بھی ہوگا اور تم جدھر چلو گے وہ بھی چلے گا۔

(۸)......فرشتے اپنے ہاتھوں میں انعامات اٹھائے ہوں گے اور ان کی کرنیں کثرتِ انوار سے جگمگا رہی ہوں گی۔

(۹)......تم سب سے پہلے میدانِ محشر میں پہنچو گے اور تمام امتوں کے سامنے سورج کی طرح چمک رہے ہوگے اور تم میں سے بعض کے چہرے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

(۱۰)......جب تمہارا رب عزوجل تمہیں فرمائے گا: اے میرا دیدار کرنے والو! کھڑے ہو جاؤ اور آ کر میرے دیدار سے لطف اندوز ہو جاؤ۔

(۱۱)......میں نے اپنا جمال تم پر ظاہر کر دیا ہے اور تمہارے سامنے سے تمام پردے اٹھا دیئے۔ پس اس وقت ہمارا نور چمک اُٹھے گا اور تمام کثافتیں ختم ہو جائیں گی۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں حرام سے بچنے اور حلال اختیار کرنے والے؟ کہاں ہیں اپنی زبان کو غیبت و چغلی سے بچانے والے اور اعتراضات سے اعراض کرنے والے؟ کہاں ہے اپنی نظر کو شہوات سے روکنے اور حلال کی پیروی کرنے والے؟ کہاں ہیں رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے؟

ماہِ رمضان میں اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا

کرتے: ''رمضان المبارک کے پورے مہینے کو مرحبا! اس کے دن میں روزے ہیں اور راتوں میں قیام اور اس میں بیوی بچوں پر خرچ کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔''

روزے داروں کی شان:

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اور اُن کے مونہوں سے مُشک سے بھی تیز خوشبو نکل رہی ہوگی۔ ان کے پاس دسترخواں اور صُراحیاں لائی جائیں گی جن کے منہ مُشک سے بندھے ہوئے ہوں گے، پھر اُن سے کہا جائے گا: ''کھاؤ کہ تم اس وقت بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور پیؤ کہ تم اس وقت پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیراب ہوتے تھے اور آرام کرو کہ تم اس وقت تھکتے تھے جب لوگ آرام کر رہے ہوتے تھے۔ تو وہ کھائیں پئیں گے اور آرام کریں گے حالانکہ لوگ تھکے ماندے اور پیاسے حساب کتاب میں مشغول ہوں گے۔''

(کنز العمال، کتاب الصوم، الباب الاول، الفصل الاول، الحدیث ۲۳۶۳۹، ج۸، ص ۲۱۳، بتغیر قلیل)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ماہِ رمضان کے روزہ داروں کے لئے بشارت ہے جب تک کہ وہ اپنے آپ کو خطاؤں اور نافرمانیوں سے بچاتے رہیں گے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے روزے رکھیں گے۔ پس اس گناہ گار کا کیا حال ہوگا جو روزہ رکھنے کے باوجود اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتا ہے اور نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کا جسم ایک جگہ ہوتا ہے اور دل دوسری جگہ۔ زبان سے تو **ذِکْرِ الٰہی** عَزَّوَجَلَّ کرتا ہے مگر دل فلاں فلاں کی یاد میں مشغول ہوتا ہے؟ اور اے وہ شخص جو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ خسارے کا سبب بننے والے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے اور شام اس اُمید پر کرتا ہے جس کی دیوار موت کے ہاتھوں گرنے والی ہوتی ہے پس عنقریب تو جان لے گا کہ کل بروزِ قیامت کون شرمندہ ہو کر آئے گا اور اس ماہِ مبارک میں گناہ کی وجہ سے وہ اس وقت خون کے آنسو رو رہا ہوگا۔

اے روزے ترک کرنے والے! کیا تو نے اپنی تنگ قبر کے لئے تیاری کر لی ہے؟ یا تیرے پاس کوئی ایسا عمل ہے جو حشر میں تیری نجات کا ذریعہ بنے؟ یا ماہِ رمضان میں روزے کی حدود کی حفاظت کی ہے یا اس کی حرمت پامال کر دی؟ کتنے ہی روزے فاسد ہو گئے لیکن فرض ساقط نہ ہوا؟ کتنے ہی روزے دار ہیں جنہیں بروزِ قیامت حساب و کتاب ذلیل وخوار کرے گا؟ کتنے ہی نافرمان ہیں جن سے اس مہینے میں زمین پناہ مانگتی ہے اور آسمان اس کے اعمال کا شکوہ کرتا ہے؟ **اے کاش! مجھے معلوم ہوتا** کہ میں بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مقبول ہوں یا مردود، بدبخت ہوں یا خوش بخت۔ مگر یہ معاملہ پوشیدہ ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!

سعادت مند ہے وہ جس نے اس مہینے کی قدر کی اور اپنے اعضاء کو گناہوں سے باز رکھا۔اور **بدبخت ہے** وہ جسے اپنے روزوں سے بھوک و پیاس کے سوا کچھ نہ ملا:

شَهْرُ الصِّيَامِ لَقَدْ عَلَوْتَ مُكَرَّمًا وَغَدَوْتَ مِنْ بَيْنِ الشُّهُوْرِ مُعَظَّمًا

يَا صَائِمِيْ رَمْضَانَ هٰذَا شَهْرُكُمْ فِيْهِ اَبَاحَكُمُ الْمُهَيْمِنُ مَغْنَمًا

يَا فَوْزَ مَنْ فِيْهِ اَطَاعَ اِلٰهَهٗ مُتَقَرِّبًا مُتَجَنِّبًا مَا حَرَّمَا

فَالْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِلْعَاصِي الَّذِيْ فِيْ شَهْرِهٖ اَكَلَ الْحَرَامَ وَاَجْرَمَا

ترجمہ: (۱)......اے ماہِ رمضان! تو عزت و شان کے ساتھ بلند ہوا اور تمام مہینوں سے زیادہ عظمت والا ہو گیا۔

(۲)......اے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے والو! یہ تمہارا مہینہ ہے، اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے اپنی نعمتیں عام فرما دی ہیں۔

(۳)......اے کامیاب شخص! جس نے اس مہینے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہوئے اس کی اطاعت کی اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کیا۔

(۴)......پس اس نافرمان کی ہلاکت و بربادی ہے جس نے اس مہینے میں بھی حرام کھایا اور جرم کا مرتکب ہوا۔

سُبحانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو توفیق دی تو انہوں نے روزے رکھے اور قیام کی طاقت دی تو انہوں نے طویل قیام کیا، انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے کلیجوں کو پیاسا رکھا تو اس نے انہیں ہر پریشانی سے راحت بخشی اور ان کی مرادوں کو پورا کرنے کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں کافی ہو گیا اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف ہو گئے۔خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے طاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں راتیں بسر کیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو عمدہ مناجات کی لذّات سے تازگی عطا فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑے اجر کو پا لیا۔اے لوگو! تم ماہِ رمضان کی جدائی میں افسردہ ہو اور تہجد اور تراویح کی راتیں ختم ہو جانے پر غمزدہ ہو کیونکہ یہ ایسا موسم ہے جس میں تم رحمت کی بارش اور دعاؤں کی قبولیت پاتے ہو۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان کے روزوں اور راتوں کے قیام میں کیونکر رغبت نہ کی جائے؟ اس مہینے کے جانے پر کیونکر افسوس نہ کیا جائے جس میں تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟ اور اس مہینے پر کیونکر نہ رویا جائے جس میں نیکی کرنے والے کا نفع اور غنیمت کا موقع فوت ہو جائے؟

ملائکۂ عرش کی نمازِ تراویح میں حاضری:

منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے گرد **"حَظِيْرَةُ الْقُدُس"** نامی ایک جگہ ہے جو کہ نور کی ہے، اس میں اتنے فرشتے ہیں کہ جن کی تعداد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے، جب رمضان

کی راتیں آتی ہیں تو وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور آقائے دو جہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کے ساتھ نمازِ تراویح میں حاضر ہوتے ہیں، اگر کوئی ان کو چھوئے یا وہ اس کو مَس کریں تو وہ ایسا سعادت مند ہوجائے گا کہ اس کے بعد کبھی بدبخت نہ ہوگا۔'' جب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث سنی تو ارشاد فرمایا: ہم اس فضل واجر کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہِ رمضان میں لوگوں کو باجماعت نمازِ تراویح کا حکم فرمایا۔

عوام وخواص کی عید کی ضروریات:

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن ابی فَرَج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے ماہِ رمضان میں ایک خادمہ کی ضرورت پڑی جو ہمیں کھانا تیار کردے، میں نے بازار میں ایک خادمہ کو دیکھا جس کی کم قیمت میں بولی دی جارہی تھی، اس کا چہرہ زرد، بدن کمزور اور جِلد خشک تھی۔ میں اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے خرید کر گھر لے آیا اور کہا: ''برتن پکڑو اور رمضان کی ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے میرے ساتھ بازار چلو۔'' تو وہ کہنے لگی: ''اے میرے آقا! میں تو ایسے لوگوں کے پاس تھی جن کا پورا زمانہ رمضان ہوا کرتا تھا۔'' اس کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ یہ ضرور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی ہوگی۔ وہ ماہِ رمضان میں ساری رات عبادت کرتی اور جب آخری رات آئی تو میں نے اس کو کہا: ''عید کی ضروری اشیاء خریدنے کے لئے ہمارے ساتھ بازار چلو۔'' تو وہ پوچھنے لگی: ''اے میرے آقا! عام لوگوں کی ضروریات خریدیں گے یا خاص لوگوں کی؟ میں نے اس سے کہا: ''اپنی بات کی وضاحت کرو؟'' تو اس نے کہا: ''عام لوگوں کی ضروریات تو عید کے مشہور کھانے ہیں، جبکہ خاص لوگوں کی ضروریات مخلوق سے کنارا کش ہونا، خدمت کے لئے فارغ ہونا، نوافل کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنا اور عاجزی وانکساری کرنا ہے۔''

یہ سُن کر میں نے کہا: ''میری مراد کھانے کی ضروری اشیاء ہیں۔'' اس نے پھر پوچھا: ''کون سا کھانا؟ جو جسموں کی غذا ہے یا دِلوں کی؟'' تو میں نے کہا: ''اپنی بات واضح کرو؟'' تو اس نے مجھے بتایا: ''جسموں کی غذا تو معروف کھانا اور خوراک ہے جبکہ دلوں کی غذا گناہوں کو چھوڑنا، اپنے عیب دُور کرنا، محبوب کے مشاہدہ سے لُطف اندوز ہونا اور مقصود کے حصول پر راضی ہونا لیکن ان چیزوں کے لئے خشوع، پرہیزگاری، تکبر کو چھوڑنا، مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرنا اور ظاہر و باطن میں اس پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔'' پھر وہ لونڈی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی، اس نے پہلی رکعت میں پوری سورۂ بقرہ پڑھی، پھر ال عمران شروع کردی، پھر ایک سورت ختم کرکے دوسری سورت شروع کرتی رہی یہاں تک کہ سورۂ ابراہیم کی اس آیت تک پہنچ گئی:

﴿۲﴾ یَتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍؕ وَمِنْ وَّرَآىٕهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۝ (پ ۱۳، ابراھیم:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔[1]

پھر وہ روتی ہوئی اسی آیت کو دہراتی رہی یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی جب میں نے اُسے حرکت دی تو اس کی رُوح قفسِ عُنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! **ان لوگوں** کی خوبیاں ہیں جنہوں نے اپنے چہروں کو غم وحزن کے آنسوؤں سے دھویا، ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اور تلاوتِ کلام باری تعالیٰ سے راتوں میں اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے قدموں پر کھڑے رہے اور اچھے اعمال بجالانے کی کوشش کرتے رہے۔ پس ان کا ہر لمحہ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں جیسا ہے۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! کتنا نیک بخت ہے وہ شخص! جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قبولیت کی خلعت بخشی، کتنا انعام و اکرام ہے اس شخص پر! جسے اللہ تعالیٰ نے انتہائے مقصود تک پہنچایا۔ اور کتنا بدبخت ہے وہ شخص! جس کے روزے مردود ہو گئے اور گناہوں پر اس کی پکڑ ہو گئی، اس کے ماہ و سال بیکار گزر گئے اور اس نے اپنے نفس کی خواہش کو رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری پر ترجیح دی یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔

ہَرِیسہ کھانے کی خواہش:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے پچاس سال تک ہریسہ (جو آٹے میں گھی اور شکر ملا کر بنایا جاتا ہے) تناول نہ فرمایا، ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک درہم تھا جس سے ہریسہ خریدنے کے لئے بازار گئے تو ہریسہ بیچنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''روزے داروں کے لئے کون سی چیز چھپائی گئی ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے ہوئے واپس لوٹ آئے اور ہریسہ نہ خریدا۔ کچھ عرصے کے بعد نفس پھر مطالبہ کرنے لگا، چنانچہ پھر بازار ہریسہ خریدنے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہی ہریسہ بیچنے والا کہہ رہا تھا: ''بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔'' تو آپ پھر روتے ہوئے واپس ہو گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی اس کو نہ چکھوں گا۔

---

[1] ......مفسّر شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا۔ جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھُن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی۔ جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ) یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید وغلیظ عذاب ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ۔''

یـا اِلٰـه الـعٰلَمِین عَزَّوَجَلَّ! مانگنے والے تیرے دروازے پر کھڑے ہیں اور فقراء تیری بارگاہ کی پناہ لئے ہوئے ہیں، سائلین کی کشتی تیرے بحرِ کرم کے ساحل پر کھڑی ہے، سب اس اجازت نامے کی اُمید کئے ہوئے ہیں جو تیری رحمت کے کنارے تک پہنچا دے۔ **یاالٰہی** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو اس مہینے صرف ان لوگوں کی ہی عزت بلند فرمائے گا جنہوں نے تیری رضا کی خاطر روزے رکھے تو گناہوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے گنہگار کہاں جائیں گے؟ اگر تو صرف اطاعت شعاروں پر رحم فرمائے گا تو نافرمانوں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف عمل کرنے والوں کو قبول فرمائے گا تو کوتاہیاں کرنے والوں کو کون سہارا دے گا؟ **یاالٰہی** عَزَّوَجَلَّ! روزے دار نفع حاصل کر گئے، راتوں کو قیام کرنے والے کامیابی کی چوٹی پر پہنچ گئے، اخلاص والے نجات پا گئے۔ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں، ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنے فضل واحسان سے نواز دے اور ہم سب کو محض اپنی رحمت سے بخش دے۔

یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ۔

صَلَّى اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ نَامُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ۔

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سات اشخاص کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جس کی جوانی عبادتِ الٰہی میں گزری (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد میں لگا رہے حتی کہ واپس لوٹ آئے (۴) وہ دو شخص جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے (۵) وہ شخص جو خلوت میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں (۶) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں'' (۷) وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، الحدیث ۲۳۸۰، ص ۸۴۰ بتقدمٍ و تاخرٍ)

بیان6:

رخصتِ ماہ رمضان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کی معرفت بلند وبالا ہے، تجھے عقلی دلائل سے اس کے رازوں کا ادراک نہیں ہوسکتا اور اس کی صفت واضح ہے جسے نقلی دلائل سے کوئی گدلا نہیں کرسکتا اور اس کا فیصلہ مکمل ہو چکا جسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اس کی بادشاہت بہت بلند اور وہ بزرگ وبرتر ہے، اس کی ازلیت دائمی ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا، اس نے تنہا تمام کائنات، اس کے متعلقات، زمین وآسمان اور ستاروں کو بنایا اور ماہ وسال اور دن رات کو ایک مقدار کے مطابق بنایا۔ اور تمام خوبیاں اس کے لئے ہیں جس نے ماہِ رمضان کو سب دنوں سے افضل بنایا، اس کو عظمت سے نوازا اور اس میں اپنی لاریب کتاب نازل فرمائی اور عزت کا دروازہ کھولا۔ چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی پختہ وواضح آیاتِ بینات میں اس امت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ (پ۲،البقرۃ:۱۸۳) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے۔

کیونکہ اس اُمَّت کے علاوہ کسی امت کو ایّامِ رمضان جیسے افضل دن اور راتیں عطا نہ کی گئیں۔ کیا سابقہ امتیں اس فرمان پر فخر کرسکتی ہیں؟ ''اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزِیْ بِہٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللہ" الحدیث ۷۴۹۲، ص ۶۲۴)

اس کی جزا یہ ہے کہ آنکھیں نورِ باری تعالیٰ کے دیدار سے لُطف اندوز ہوں گی۔ کیا سابقہ امتوں کے لئے یہ اعلان کیا گیا؟ جسے ہر دُور و نزدیک والے نے سنا: ''لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللہ" الحدیث ۷۴۹۲، ص ۶۲۴)

کیا امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علاوہ کسی امت کو شبِ قدر کی خوشخبری دی گئی کہ جس میں جبرائیلِ امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے زمین پر تشریف لاتے ہیں؟ کیا سابقہ امتوں کو ماہِ رمضان جیسے افضل دن اور راتیں عطا کی گئیں؟ اس مہینے کی پہلی رات میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس کے اطراف سے حوریں اور جنتی بچے دوڑتے چلے آتے ہیں اور رضوانِ جنت (یعنی جنت کے دربان) سے پوچھتے ہیں: ''اے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے امین! جنت کو کیا ہوا کہ اس کے بالاخانے بلند ہورہے ہیں؟'' رضوانِ جنت کی طرف سے جواب ملتا ہے: ''یہ ماہِ رمضان کی پہلی رات ہے جس میں ہر جان کی خواہش پوری ہوتی ہے۔'' پھر جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے اور انہیں اِدھر اُدھر پھرنے سے روک دیا جاتا ہے، جہنم سے آزاد ہونے والوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں، فرشتے اس امت کو بشارتیں اور مبارکیں دینے کے لئے

تشریف لاتے ہیں، اس کی ہر رات اللہ عَزَّوَجَلَّ خود روزے داروں پر سلام بھیجتا ہے اور جب لیلۃ القدر تشریف لاتی ہے تو حضرتِ سیِّدُنا جبریلِ امین علیہ السلام نازل ہو کر فرشتوں سے فرماتے ہیں: ''روزے داروں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اس قدر نیکیاں عطا فرمائی ہیں جن کو کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اس رات آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شروع رات سے ہی فرشتے نازل ہو جاتے ہیں اور پوری رات زمین میں ہی ٹھہرتے اور عبادت کرتے ہیں، اور رات کی تاریکی میں قیام کرنے والے روزے داروں سے مصافحہ کرتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے ہیں۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سارا زمانہ روزے رکھے۔'' (السنن الکبری للنسائی، کتاب الصیام، با ب ذکر اختلاف ......الخ، الحدیث ۲۸۶۲۔ ۶۳، ج۲، ص۱۶۳)

روزے کی جزا:

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''ابنِ آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزے کے کیونکہ یہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب هل یقول انی صائم اذا شتم ، الحدیث ۱۹۰۴، ص۱۴۹)

اے نافرمانیوں سے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرنے والے اور نگہبان سے شرم وحیا نہ کرنے والے! بے شک ماہِ رمضان کی جدائی قریب آ چکی ہے اور تو ابھی تک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ قبولیت کی ہوا چل چکی ہے اور عرفانِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی مہک محسوس ہو رہی ہے، کیا تو نے ماہِ رمضان کی شان میں رحمٰن ومنان عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا: ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالی "یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کَلٰمَ اللهِ" الحدیث ۷۴۹۲، ص۶۲۴)

مرنے کے بعد نیک اعمال مدد کرتے ہیں:

منقول ہے کہ ایک شخص کو نزع کے عالم میں شیاطین نے گھیر لیا تو ذِکْرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے اسے بچا لیا۔ جب انتقال ہوا

اور قبر میں عذاب نازل ہوا تو وضو نے اسے عذاب سے بچا لیا۔ اور جب عذاب کے فرشتے آئے تو نماز نے بچا لیا۔ اور جب پیاس سے تڑپنے لگا تو ماہِ رمضان کے روزے نے آکر اس کو سیراب کر دیا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دنیا و آخرت میں ماہِ رمضان کی برکات اور اس کے نفع کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ دنیوی برکت و نفع یہ ہے کہ یہ تمہیں عذاب اور جہنم کا مُوجِب بننے والی خواہشات سے بچاتا ہے اور اُخروی برکت و نفع یہ ہے کہ تم مالک وہاب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے معافی اور رضا کی خیرات پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

روزے کا ثواب دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے:

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ گرمیوں میں روزہ رکھا پھر سو گئے۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: ''اے ابو سلیمان دارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا آپ آج کے روزے کا ثواب ایک ہزار دینار کے عوض بیچتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ''میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! میں نہیں بیچتا۔'' پھر پوچھا گیا: ''کس چیز کے عوض بیچیں گے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں یہ ثواب دُنیا و مافیہا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کے بدلے بھی نہیں بیچتا۔ البتہ! اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے دیدار کے عوض بیچ دوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: ''پھر روزہ رکھئے! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! عنقریب آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آسمانی کتابوں میں ارشاد فرمایا: ''اے میرے بندے! میری ملاقات کے لئے تیار ہو جا، عنقریب تو مجھ سے ملے گا۔ اور میری بندگی بجا لا کیونکہ میں ہی تیرا مالک ہوں، وہ شخص مجھے کس آنکھ سے دیکھے گا جس نے میری نافرمانی کی؟ یا وہ شخص کس منہ سے ملے گا جو میری عظمتِ شان کو بھول چکا ہے؟ وہ بندہ خسارے میں ہے جسے میں اپنے دیدار سے محروم کر دوں گا۔ جب سچائی کے پیکر میرے قریب ہوں گے اور بدبخت میری بارگاہ سے دھتکار دیئے جائیں گے، پھر میں حجاب اُٹھا کر اُن پرہیزگاروں پر تجلّی فرماؤں گا جو مجھے محبوب رکھتے ہیں۔ اے میرے بندے! میرے دروازے پر کھڑا ہو جا کہ میں کریم ہوں اور میری پناہ مانگ کہ میرا راستہ ہی سیدھا ہے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! رمضان شریف کا یہ مبارک مہینہ اب تم سے لوٹنا چاہتا ہے اور کوچ کا ارادہ کئے ہوئے ہے، یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف ان اعمال کی گواہی دے گا جو تم نے کئے یا چھوڑ دیئے، اگر اس مہینے سے تمہارے دل آباد ہو گئے اور گناہوں کے اثرات ختم ہو گئے تو یہ تمہارا کتنا اچھا مہمان ہے؟ تو کیا تم نے اس کا حق ضائع کر دیا یا اس کی ایسی عزت کی جو تم پر واجب تھی؟ شاید! توبہ کرنے والے کو یہ سال دوبارہ نہ ملے اور اگر موت نے غافل کو مہلت نہ دی تو وہ

اس وقت نادِم ہوگا جب ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی، اور جب قیامت کے دن اس کے قدم ڈگمگا جائیں گے تو اپنے گناہوں پر افسوس کرے گا۔

یقیناً مقدّر کا سکندر ہے وہ شخص جس نے بقیہ زندگی کو غنیمت جان کر نیکیوں میں جلدی کی اور بدبخت ہے وہ شخص جس نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، اس شخص کو بھلائی کیونکر نہ ملے گی جو لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے؟ کیا یہ قبولیت کی رات نہیں؟ پس اے غافل! تو کیوں غفلت میں ہے؟ کیا یہ قدر کی رات نہیں؟ تو کب تک نیند میں پڑا رہے گا؟

تائبین کے لئے بخشش کی نوید:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں ماہِ رمضان کے آخری جمعہ حضرتِ منصور بن عمار واعِظ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی محفل میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کے روزوں کی فضیلت، راتوں کی عبادات اور مخلصین کے لئے جو اجر تیار کیا گیا ہے اس کے متعلق بیان فرمایا تو ایسے لگ رہا تھا گویا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بیان کے اثر سے ٹھوس پتھروں سے آگ ظاہر ہو رہی ہے۔ بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! (ایسا ہوسکتا ہے) کیونکہ، ارشاد باری تعالٰی ہے:

﴿۱﴾ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ (پ ۱، البقرہ: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں۔

لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی محفل میں نہ کسی نے حرکت کی، نہ ہی کسی نے اپنے گناہوں کی شکایت کی جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے محفل کی خاموشی کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! کیا اپنے عیوب سے آگاہ ہو کر کوئی بھی رونے والا نہیں؟ کیا یہ مہینہ توبہ و بخشش کا نہیں؟ کیا یہ مہینہ عفو و رضا کا سرچشمہ نہیں؟ کیا اس میں جنت کے دروازے نہیں کھولے جاتے؟ کیا اس میں جہنم کے دروازے بند نہیں کئے جاتے؟ کیا اس میں شیاطین کو جکڑا نہیں جاتا؟ کیا اس میں انعام و اکرام کی بارش نہیں ہوتی؟ کیا اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجلی نہیں فرماتا؟ کیا اس میں ہر رات افطاری کے وقت دس لاکھ جہنمی جہنم سے آزاد نہیں کئے جاتے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس ثواب سے محروم ہوتے ہو؟ اور مخالفت کے لبادے میں تکبر کرتے ہو۔

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿۲﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (پ ۲۷، الطور: ۱۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔

(اس کے بعد آپ نے فرمایا:) سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرو، تو سب اہلِ مجلس بلند آواز سے گریہ

وزاری کرنے لگے اور ایک نوجوان اپنے گناہوں کی وجہ سے روتا ہوا غم کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ''یا سیدی! بتائیے کہ کیا میرے روزے مقبول ہیں؟ کیا میرا راتوں کا قیام دوسرے قیام کرنے والوں کے ساتھ لکھا جائے گا؟ حالانکہ مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوئے، میں نے اپنی عمر نافرمانیوں میں برباد کر دی، عذاب کے دن سے غافل رہا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ اس نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿۳﴾ وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ (پ۱۶،طٰہٰ:۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پڑھنے والے کو یہ آیتِ مبارکہ پڑھنے کا حکم فرمایا:

﴿۴﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَیَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ (پ۲۵،الشوریٰ:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔(1)

اس نوجوان نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''میری خوش نصیبی ہے کہ اس کا احسان مجھ تک پہنچتا رہا لیکن اس کے باوجود میں نافرمانیوں میں اضافہ کرتا رہا اور گمراہی کے راستے سے نہ لوٹا۔ کیا گزرے ہوئے وقت کی جگہ کوئی اور وقت ہوگا کہ جس میں **اللہ** تعالیٰ درگزر فرمائے گا۔'' پھر اس نے دوبارہ چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

پیارے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان کے فراق پر کیوں نہ رویا جائے؟ اور عفو و مغفرت کے مہینے پر کیوں نہ افسوس کیا جائے؟ اس مہینے کی جدائی پر کیوں نہ غم کیا جائے جس میں جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے؟

روزانہ دس لاکھ گنہگاروں کی دوزخ سے رہائی:

منقول ہے کہ جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سجایا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے ''مُثِیرہ'' نامی تیز ہوا چلتی ہے تو جنتی درختوں کے پتے پھڑ پھڑاتے ہوئے جنت کے دروازوں پر لگتے ہیں تو ان کی ایسی آواز سنائی دیتی ہے کہ کسی سننے والے نے اس سے زیادہ دلکش آواز نہ سنی ہوگی۔ پھر زینت سے آراستہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جنت کے بالاخانوں میں کھڑی ہو کر پکارتی ہیں: ''کیا کوئی خوش نصیب ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے نکاح کا پیغام دے تاکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارا نکاح اس سے کر دے۔'' پھر دربانِ جنت سے پوچھتی ہیں:

1...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**مسئلہ:** توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادِم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مجتنب رہنے کا پختہ ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریقِ شرعی عہدہ برآ ہو۔''

''اے رضوان! یہ کون سی رات ہے؟''تو وہ ان کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے:''اے حسین صورت وسیرت والیو! یہ ماہِ رمضان کی پہلی رات ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے کہ ''اے رضوان! میرے محبوب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی امت کے روزے داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دو۔ اے جبریل! زمین کی طرف جاؤ، مردود شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر انہیں سمندر کی گہرائی میں پھینک دو تا کہ یہ میرے محبوب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی امت کے روزے فاسد کرنے کی کوشش نہ کریں۔''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان کی ہر رات تین مرتبہ ارشاد فرماتا ہے:''ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے معاف کر دوں؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کروں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول فرماؤں؟''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان کی ہر رات افطار کے وقت **دس لاکھ جہنمی** کہ جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے، دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ جب ماہِ رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینے کے شروع سے آخر تک آزاد کئے ہوؤں کی تعداد کے برابر جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر وثواب میں رغبت کرو اور ماہِ رمضان کو الوداع کرو، رحمت کا دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی اعمالِ صالحہ بجالانے میں جلدی کرو، یہ ماہِ رمضان ہے، اب اس کی رخصتی کا وقت آچکا ہے، اس کا قیام رات کو آنے والے مہمان جیسا ہے، یا اس محبوب جیسا ہے جو تھوڑی دیر قیام کر کے جدا ہونے والا ہو، پس اس مہینے عملِ صالح کی کثرت کرو، آخرت کا توشہ تیار کرلو، افسوس اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اسے الوداع کرو۔

سبحانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! وہ لوگ خوب ہیں جو شہوات کو چھوڑ کر تنہائی میں قیام کرتے ہیں، قرآنِ حکیم ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں، اگر تم انہیں سحری کے وقت دیکھو تو روتا ہوا پاؤ گے، بار بار قرآن پڑھتے ہیں، سُریلی آواز میں قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے کانوں کو راحت وسکون پہنچاتے ہیں، وہ غموں کی چادر ولحاف اوڑھ لیتے ہیں اور جب روتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو جاتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ماہِ رمضان تو ایسے گزر گیا جیسے وہ آیا ہی نہ تھا، وہ کوتاہوں کی کوتاہیوں اور نیکوکاروں کی نیکیوں پر گواہ بن چکا ہے، جس کے حصے میں نفع یا نقصان آیا وہ اسے حاصل ہوگا، ہائے! گنہگار کی حسرت! اس نے وقت ضائع کر دیا۔ ہائے! اختیار رکھنے والے کی محرومی! ایسا لگتا ہے گویا اس نے موت سے امان لے رکھی ہے یا شاید تقدیر اسے دوسرے رمضان تک مہلت دے دے گی۔ یہ تمہارا مہینہ رخصت ہو رہا ہے کہ جس نے تمہارے آنسو ختم کر دیئے ہیں اور خود بڑی تیزی سے جا رہا ہے، اب جدا ہونے والے کے لئے رونا کہاں ہے؟ بھلائی کرنے والے اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والے کی پیروی کہاں ہو رہی

ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ماہِ رمضان کے روزوں اور شب بیداری کا زمانہ کتنا اچھا ہے، اس کے اوقات مَیل کُچیل کی آفات سے کتنے صاف وشفاف ہیں، اس میں تلاوتِ کلام پاک میں مشغول ہونے میں کتنی لذت ہے۔

اے کاش! میں جان لیتا کہ کس نے ماہِ رمضان میں واجبات اور سنتوں کا اہتمام کیا؟ کس نے اس میں اپنے عمل کی عمارت کو تعمیر کرنے کی کوشش کی؟ کس نے لوگوں کے سامنے اور چھپ کر اخلاص سے عبادت کی؟ اور کون روزے کی آفات اور آزمائش سے محفوظ رہا؟

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جس کا گھر نہیں اس کی راحت گریہ وزاری میں ہے۔ اس شخص کی حالت کیسی ہوگی جسے اس کے گھر والے، بھائی اور پیچھے والے بھول جائیں گے؟ گناہوں نے ہمارے چہروں کو سیاہ کر دیا ہے، یہ کب نیکیوں سے سفید ہوں گے؟ اب وقت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی کثرت کرلو اور بلند آواز سے اس طرح دعا کرو: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! **ہمیں اپنے شفیع المذنبین نبی** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **کی شفاعت سے محروم نہ کر** اور تقویٰ کو ہمارے لئے سب سے زیادہ نفع بخش سامان بنادے اور اس ماہِ غفران میں ہمیں گناہ گاروں میں شمار نہ کر اور اے اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ! بروزِ قیامت ہمیں خوف سے امن عطا فرما۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابند سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان 7:

شبِ قدر کے فضائل

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے دلوں کو پاک اور منور کیا، ستاروں کو روشنی دی، ہواؤں کو مسخر کیا، بادلوں کو پھیلایا پھر ان کو برسا دیا، باغات میں بارش بھیج کر درختوں کو زندگی بخشی، پھلوں کو پیدا کیا۔ اس نے عبادات کے دنوں کو دیگر تمام اوقات پر فضیلت دی، خیرات و برکات کے حصول کو آسان فرمادیا اور ماہِ رمضان کو تمام مہینوں پر شرف بخشا اور اس کی راتوں کو فضیلت عطا فرمائی اور اس مہینے کو شبِ قدر کے ذریعے ممتاز فرما دیا جو ہزار مہینوں (یعنی تراسی سال اور چار ماہ) سے بہتر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ رحمت بنیاد ہے: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝ (پ ۳۰، القدر: ۱) ترجمۂ کنزالایمان: بےشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔(۱)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لوحِ محفوظ سے بیتُ العزّت کی طرف ایک ہی دفعہ پورا قرآنِ حکیم ماہِ رمضان، شبِ قدر میں نازل فرمایا۔'' مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بیت العزت آسمانِ دنیا میں ہے۔''

لیلۃُ القدر کہنے کی وجہ:

اسے لیلۃ القدر کہنے کی پانچ وجوہات ہیں:

(۱)......قدر کا معنی عظمت ہے، اور چونکہ یہ رات بھی عظمت والی ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

---

(۱)......مفسّر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''شبِ قدر شرف و برکت والی رات ہے۔ اس کو شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمالِ صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لئے اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے۔ سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضانُ المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے۔ اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضانُ المبارک کی ستائیسویں رات شبِ قدر ہوتی ہے۔ یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔''

(۲)......قدر کا معنی تنگی ہے، چونکہ اس رات زمین اپنی وسعت کے باوجود فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے، اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

(۳)......قدر کا معنی حکم ہے، چونکہ اس رات اشیاء کے متعلق ان کی حقیقتوں کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

(۴)......قدر کا معنی عزت ہے یعنی جس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو وہ بھی اس رات کی برکت سے صاحبِ قدر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام لیلۃ القدر ہے۔

(۵)......یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی، یا یہ کہ اس میں قدر والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

کیا لیلۃُ القدر اب بھی باقی ہے؟

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا شبِ قدر اب بھی باقی ہے یا یہ صرف حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے کے ساتھ خاص تھی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں جن میں سے صحیح ترین یہی ہے کہ یہ اب بھی باقی ہے اور ماہِ رمضان میں آتی ہے۔

کون سی رات لیلۃُ القدر ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ شبِ قدر کون سی رات ہے، اس کے متعلق چھ اقوال ہیں: (۱)......رمضان المبارک کی پہلی رات (۲)......اکیسویں رات (۳)......تیئیسویں رات (۴)......پچیسویں رات (۵)......ستائیسویں رات اور (۶)......انتیسویں رات۔ اور بعض کا قول ہے کہ شبِ قدر ماہِ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۞ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۞ (پ ۳۰، القدر: ۲-۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تم نے کیا جانا کیا شبِ قدر، شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔(۱)

---

(۱)......مفسِّر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''(یعنی ایسے ہزار مہینے) جو شبِ قدر سے خالی ہوں۔ اس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُمَمِ گذشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا۔ اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے۔ مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو **اللہ** تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو شبِ قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ......بقیہ اگلے صفحہ پر......

حضرتِ سیِّدُ نا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ شبِ قدر میں عبادت اور نیک عمل ایسے ہزار مہینوں کی عبادت اور نیک عمل سے بہتر ہے جس میں شبِ قدر نہ ہو۔

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی ٔکریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ ہوا، جس نے ایک ہزار ماہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کیا۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو اس سے بہت تعجب ہوا اور تمنا کرنے لگے: ''کاش! ان کے لئے بھی ایسا ممکن ہوتا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو نے میری امت کو کم عمر عطا فرمائی اب ان کے اعمال بھی کم ہوں گے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو شبِ قدر عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو میں نے تجھے اور تیری امت کو ہر سال عطا فرمائی ہے۔ یہ رات ماہِ رمضان میں تمہارے لئے اور قیامت تک آنے والے تمہارے امتیوں کے لئے ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ قف هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ ۳۰، القدر: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں فرشتے اور جبریل اُترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس رات فرشتے اگلے سال تک کے لئے ہر وہ حکم لے کر اُترتے ہیں جس کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔'' اور یہ رات طلوعِ فجر تک ایسی سلامتی والی ہے کہ اس میں نہ کوئی بیماری ہوگی، نہ کوئی شیطان بھیجا جائے گا۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شبِ قدر میں قیام کرے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر، الحدیث ۲۰۱۴، ص ۱۵۷)

آخری سات راتوں میں تلاش کرو:

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ'' کچھ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے آخری سات راتوں میں خواب میں شبِ قدر دیکھی تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں دیکھتا

بقیہ......(اخرجہ ابن جریر عن طریق مجاھد) یہ **اللہ** تعالیٰ کا اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم پر کرم ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے اُمّتی شبِ قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی اُمت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔''

ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کی آخری سات راتوں میں متفق ہوگئے ہیں پس جو اِسے تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب فضل لیلۃ القدر ، باب التماس لیلۃ القدر......الخ، الحدیث ۲۰۱۵ ، ص۱۵۷)

ام المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ''نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ،رسولِ اَکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں عبادت کے لئے کمر بستہ ہوجاتے ،خود بھی تمام راتیں جاگ کر گزارتے اورگھر والوں کو بھی جگاتے۔'' (صحیح البخاری،کتاب فضل لیلۃ القدر،باب العمل فی العشرالاواخرمن رمضان،الحدیث ۲۰۲۴ ،ص۱۵۸ ۔ صحیح ابن خزیمۃ،کتاب الصیام،باب استحباب احیاء لیالی العشر الاواخرمن شھر رمضان......الخ،الحدیث ۲۲۱۴ ،ج۳،ص ۳۴۱)

شب قدر کی علامات:

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''میں نے شب قدر کو دیکھا پھر مجھے بھلا دی گئی۔ لہٰذا تم اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور (اس کی پہچان یہ ہے کہ) یہ ایک خوشگوار رات ہے، نہ گرم، نہ سرد، اس رات چاند کے ساتھ شیطان نہیں نکلتا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔''

(صحیح ابن خزیمۃ ،کتاب الصیام ،باب صفۃ لیلۃالقدر بنفی الحرو البرد ......الخ، الحدیث ۲۱۹۰، ج۳، ص ۳۳۰، مختصر)

لیلۃ القدر کی دعا:

حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! اگر مجھے شبِ قدر کا علم ہوجائے تو میں کیا دعا کروں؟'' تو حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم یہ دعا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ! تو بہت معاف کرنے والا، کرم فرمانے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔''

(جامع الترمذی ،کتاب الدعوات،باب فی فضل سؤال العافیۃ و المعافاۃ، الحدیث ۳۵۱۳، ص ۲۰۱۳)

ستائیسویں رات شبِ قدر ہے:

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین صحابہ کے گروہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے کہ شبِ قدر کا تذکرہ ہوا، پس ان حضرات نے شبِ قدر

کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا، کہہ دیا لیکن حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاموش رہے۔ حضرتِ سیِّدُ نا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: ''اے عبداللہ بن عباس! آپ گفتگو کیوں نہیں کر رہے؟ آپ بھی کچھ بولئے! بولنے پر پابندی نہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ یوں گویا ہوئے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ اس نے ایّامِ دنیا کو اس طرح بنایا کہ وہ سات کے گرد چکر لگا رہے ہیں (یعنی ہفتہ میں سات دن ہیں)، انسان کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ ہمارے رزق کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا، ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور نیچے سات زمینیں بچھائیں، سات سمندر بنائے، سجدے میں زمین پر لگنے والے اعضاء سات بنائے، قرآنِ مجید میں سات قسم کے رشتہ داروں سے نکاح حرام فرمایا اور سات قسم کے ورثاء پر وراثت تقسیم فرمائی، حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سورۂ فاتحہ کی سات آیات عطا فرمائیں اور شیاطین کو بھی سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ اور **اللہ** تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔'' امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعجب ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ابن عباس کی طرح کون روایت بیان کر سکتا ہے؟۔'' (حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن عباس، الحدیث ۱۱۲۳، ج۱، ص ۳۹۲، بتغیرٍ)

منقول ہے کہ اس سورت کے کلمات کی تعداد تیس ہے اور **حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر** پر اس کا اختتام ہے اور ''ھِیَ'' ستائیسواں کلمہ ہے، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ القدر، تحت الآیۃ ۵، ج۸، ص ۴۳۱)

شبِ قدر کے نور کے متعلق مختلف اقوال:

ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو نور کے ساتھ خاص کیا گیا اور فضلیت دی گئی ہے جو آسمان سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نوری جھنڈے کی مثل نازل ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نور بڑے خیمے کی مثل ہے، بعض نے کہا کہ وہ طوبیٰ درخت کا نور ہے، بعض نے کہا کہ رحمت کا نور ہے، بعض نے کہا کہ حمد کے جھنڈے کا نور ہے، بعض کا قول ہے کہ ملائکہ کے پروں کا نور ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا نور ہے، ایک قول یہ ہے کہ اہلِ معرفت کے اسرار کا نور ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ہیبت کا نور ہے۔

پھر شبِ قدر ایسی پسندیدہ رات ہے جو تمام راتوں سے افضل ہے۔ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان ''لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ'' کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس ایک رات میں ہزار مہینوں سے زیادہ رحمت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے (گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ) اس ایک رات میں نافرمانوں اور گناہگاروں پر میری اس سے زیادہ رحمت ہوتی ہے جتنی ہزار مہینوں میں اُن پر ہوتی ہے۔ اس رات کو شبِ قدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اس

کی قدر و منزلت اور عظمت بہت زیادہ ہے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ شبِ قدر میں رزق، موت، امراض، مصائب، بلائیں، عافیت، فرحت، سرور، نفع ونقصان اور آئندہ سال کی شبِ قدر تک کی تمام باتیں لکھ دی جاتی ہیں۔

شبِ قدر فرشتے جھنڈے لے کر اُترتے ہیں:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُو دونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جب شبِ قدر آتی ہے تو سِدرۃُ المنتہیٰ میں رہنے والے فرشتے اپنے ساتھ چار جھنڈے لے کر اُترتے ہیں۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھنڈا میرے دفن کی جگہ پر، ایک طورِ سینا پر، ایک مسجدِ حرام پر اور ایک بیتُ المقدَّس پر نصب کرتے ہیں، پھر وہ ہر مؤمن اور مؤمنہ کے گھر داخل ہو کر انہیں سلام کہتے ہیں: ''اے مؤمن مرد اور عورت! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام بھیجتا ہے۔'' (تفسیر قرطبی، سورۃ القدر، تحت الآیۃ ۵، الجزء العشرون، ج ۱۰، ص ۹۷ اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو سب سے پہلے حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) زمین وآسماں کے درمیان بلندی پر چلے جاتے ہیں اور اپنے بازو پھیلا دیتے ہیں۔ اور سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے، پھر جبرائیلِ امین (علیہ السلام) فرشتوں کو ایک ایک کر کے بلاتے ہیں اور فرشتوں کا نور اور جبرائیل کے پروں کا نور اکٹھا ہو جاتا ہے اور بغیر شعاعوں کے دُودھیا سورج طلوع ہوتا ہے پس جبرائیلِ امین اور دیگر فرشتے مؤمنین ومؤمنات کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے زمین وآسماں کے درمیان ٹھہر جاتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو آسمانِ دنیا پر جاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں: ''ہمارے قابلِ احترام فرشتوں کو مرحبا! کہاں سے آرہے ہو؟'' تو یہ کہتے ہیں: ''ہم امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے پاس سے آرہے ہیں۔''

آسمانِ دنیا کے فرشتے پوچھتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟'' تو وہ جواب دیتے ہیں: ''**امتِ محمدیہ** (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) **کے نیک لوگوں کو بخش دیا گیا اور گنہگاروں کے حق میں اُن کی شفاعت قبول کر لی گئی۔**''

تو وہ فرشتے صبح تک اس نعمت کے شکر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح وتحمید اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں جو اس نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کو عطا فرمائی۔ پھر آسمانِ دنیا کے فرشتے اُن سے ایک ایک مرد وعورت کے متعلق پوچھتے ہوئے کہتے ہیں: ''فلاں مرد نے کیا کیا؟ فلاں عورت نے کیا کیا؟'' تو وہ کہتے ہیں: ''ہم نے فلاں شخص کو گذشتہ سال عبادت کرتے ہوئے پایا تھا اور اس سال بدعت پر عمل کرتے پایا۔'' تو آسمانِ دنیا کے فرشتے اس کے لئے استغفار کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں: ''گذشتہ سال ہم نے فلاں شخص کو بدعتی پایا تھا مگر اس سال عبادت کرتے ہوئے پایا۔'' تو فرشتے اس کے لئے دعا واستغفار کرنے

لگتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: ''ہم نے دیکھا کہ کوئی ذِکْرِ الٰھی کررہا ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں ہے، کوئی تلاوتِ قرآن میں مگن ہے اور کوئی رو رہا ہے۔'' تو فرشتے ان کے لئے بھی دعا و استغفار شروع کر دیتے ہیں۔

پھر وہ دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور اس طرح وہ ہر آسمان میں ایک دن رات امت محمدیہ کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اپنے قیام کی جگہ سدرۃ المنتہٰی میں پہنچ جاتے ہیں۔ سدرۃ المنتہٰی ان سے پوچھتا ہے: ''آج کل کہاں غائب ہو؟'' تو وہ کہتے ہیں: ''ہم شبِ قدر میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کے نزول کے وقت اہلِ زمین کے پاس تھے۔'' سدرۃ المنتہٰی کہتا ہے: ''رب عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہتے ہیں: ''نیکوں کو بخش دیا گیا اور بروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کر لی گئی۔'' تو سدرۃ المنتہٰی خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح اور ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے، اور اس پر شکر کرتا ہے جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کو عطا فرمایا۔ تو جنت الماویٰ جھانک کر پوچھتی ہے: ''اے سدرۃ المنتہٰی! کیوں جھوم رہا ہے؟'' وہ جواب دیتا ہے: ''مجھے میرے رہنے والوں نے حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے خبر دی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو بخش دیا اور بروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمالی ہے۔'' تو جنت الماویٰ بلند آواز سے **اللّٰہ** تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تقدیس کرتی ہے، اور اس پر شکر ادا کرتی ہے جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس امت کو عطا فرمایا۔

جب ''جنتِ نعیم'' سنتی ہے تو جھانک کر پوچھتی ہے: ''اے جنتُ الماویٰ! کیا ہوا؟'' تو وہ کہتی ہے: ''مجھے سدرۃُ المنتہٰی نے اپنے رہنے والوں کے حوالے سے حضرتِ جبرائیل علیہ السلام سے سن کر خبر دی ہے کہ ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بخش دیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمالی ہے۔'' تو جنتِ نعیم بھی اسی طرح پکارتی ہے پھر جنتِ عدن، پھر اس سے کرسی سنتی ہے تو اسی طرح کہتی ہے پھر عرش سنتا ہے تو پوچھتا ہے: ''اے کرسی کیا ہوا؟'' تو کرسی کہتی ہے: ''مجھے جنتِ عدن نے جنتِ نعیم کے حوالے سے، جنتُ الماویٰ سے سن کر کہ اس نے سِدرۃُ المنتہٰی سے، اس نے اپنے رہنے والوں سے، انہوں نے حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) سے سن کر خبر دی کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کو بخش دیا اور نافرمانوں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمالی ہے۔'' یہ سن کر عرش بھی خوشی سے جھومنے لگتا ہے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پوچھتا ہے: ''کیا ہوا؟'' حالانکہ وہ جانتا ہے۔ عرش کہتا ہے: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! مجھے کرسی نے حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے خبر دی کہ تو نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو بخش دیا اور بروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمالی ہے۔'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے جبرائیل نے سچ کہا، سدرۃُ المنتہٰی نے سچ کہا، جنت الماویٰ نے سچ کہا، جنت نعیم، جنت عدن، کرسی اور اے عرش! تو نے بھی سچ کہا۔ میں نے امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے لئے وہ اجر وثواب تیار کیا ہے جو نہ تو کسی آنکھ

نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔‘‘

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر اپنا خاص انعام واکرام فرمایا اور بغیر کسی بدلے کے بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اپنے محبوب، نبیٔ رحمت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے نوازا اور ان کی برکت سے ہلاکت سے بچایا اور گناہگاروں کو بخش کر نیکوں میں شامل فرمایا اور ہدایت عطا فرمائی۔ **اللہ** تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! اپنی زندگی کے ایام میں رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ موت کے فرشتے نے کُوچ کا اعلان کر دیا ہے اور شبِ قدر کو غنیمت جانو، شاید! تم سعادت مندوں کے گروہ میں شامل ہو جاؤ اس لئے کہ یہ رات زمانے کی تمام راتوں سے افضل ہے اور ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو بھی اس رات میں دعا کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی دعا قبول فرماتا اور اس کی آرزو اور مقصد پورا فرماتا ہے۔ جو بھی کچھ مانگتا ہے **اللہ** تعالیٰ اس کو عطا کرتا اور اس پر فضل وکرم فرماتا ہے۔ جس نے شبِ قدر کو عبادت میں گزارا وہ کامیاب ہو گیا۔ کتنا سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس کو دیکھ لیا بلاشبہ اس نے قابلِ فخر بھلائی کو پالیا۔ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ شبِ قدر طاق راتوں میں تلاش کی جاتی ہے پس اسے طاق راتوں میں تلاش کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے سیدھی راہ سے بھٹکنے والے! کیا تو ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتا؟ کیا موت کی آواز نہیں سنتا؟ کیا تو اب بھی سیدھے راستے کا سوال نہیں کرے گا؟ کیا تو شبِ قدر کو غنیمت نہیں سمجھتا جو تیرے دل سے زنگ کو دُور کر دے۔

اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! سوالی تیری رحمت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور فقراء تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور مساکین کا سفینہ تیرے بحرِ کرم کے ساحل پر کھڑا ہے جو تیری وسیع رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔ **یا الٰہ العالمین** عَزَّوَجَلَّ! اس مہینے اگر تو صرف ان لوگوں کی ہی عزت بلند کرے گا جنہوں نے تیری رضا کے لئے روزے رکھے اور قیام کیا تو گناہوں کے سمندر میں غرق لوگ کہاں جائیں گے؟ اگر تو صرف اطاعت کرنے والوں پر رحم فرمائے گا تو نافرمانوں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف نیکوں کو قبول فرمائے گا تو نافرمانوں کو کون سہارا دے گا؟ یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! روزے دار کامیاب ہو گئے، راتوں کو قیام کرنے والے کامیابی کی چوٹی پر پہنچ گئے اور اخلاص والے نجات پا گئے، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن عَزَّوَجَلَّ! ہم تیرے گنہگار بندے ہیں، ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنے فضل واحسان سے نواز دے اور ہم سب کو اپنی رحمت کے ذریعے بخش دے۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بیان 8:

حاجیوں کے فضائل اور اُن پر انعام کا بیان

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ان لوگوں میں شامل فرما دے جو حجِ بیتُ اللہ اور زیارتِ روضۂ اقدس علٰی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ (آمین)

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے، وہ پاک اور بلند ہے، اُسے نہ اُونگھ آتی ہے، نہ نیند، اُسے فنا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، زمین وآسماں کی ہر چیز اس کی عظمت پر گواہ ہے، عقل اس کی مثل یا شبیہ نہیں پا سکتی، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے یہاں سفارش کرے، اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال وجواب کرنے کی جرأت نہیں، مخلوق کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر چیز کا اس کو علم ہے، اور اس کے علم میں سے اتنا ہی پا سکتے ہیں جتنا وہ چاہے، کوئی اس کے علم میں سے اس کی حقیقت کی تمثیل بھی نہیں پا سکتا، زمین وآسماں اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں، اس کی ہیبت سے ہر چیز کا خوف ظاہر ہے، اور ان کی نگہبانی اُسے بھاری نہیں، اور وہ ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا، وہی ہے بلند بڑائی والا جو بلند و برتر عظمت والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر حجِ بیتُ اللہ فرض فرمایا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیار کرلیا۔ ان کو اپنے قرب میں بلایا تو انہوں نے اس کی محبت میں دُوری کو دُور نہ سمجھا اور نہ ہی مصائب کی پرواہ کی، ان کے چہرے رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے خانۂ کعبہ کو رُکنِ اسلام (یعنی حج) سے مشرّف فرمایا تو جس نے اس رکن کو ادا کیا وہ غم اور تنگی سے نجات پا گیا۔ جو اس کے دروازے سے داخل ہوا وہ امان پا گیا، بھلائی کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے والوں پر اس کے میزاب سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجرِ اسود اُس شخص کی گواہی دے گا جو اسے صدق ووفا کے ساتھ بوسہ دے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًاؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ**O (پ ٤، اٰل عمران: ٩٧)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (1)

---

(1)...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر **خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**مسئلہ:** اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی۔ زاد یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک اس کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔ راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس (ومن کفر) سے **اللہ** تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرضِ قطعی کا منکر کافر ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''سبیل'' کا معنی یہ ہے کہ بدن تندرست ہو، زادِ راہ موجود ہو اور ایسی سواری پر ہو جو اس کو ہلاک نہ کرے۔'' اور ''وَمَنْ کَفَرَ'' کا مطلب یہ ہے کہ جو حج کرنے کو نیکی نہ سمجھے اور نہ کرنے کو گناہ نہ جانے۔

حج کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے حج کیا اور فحش کلامی نہ کی اور فسق نہ کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہوکر) ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج ولعمرہ، الدیث ۱۳۵۰، ص ۱۹۰۳)

یومِ عرفہ جہنم سے آزادی کا دن:

اُم المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسولِ اَکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن جہنمیوں کو آزاد نہیں کیا جاتا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ قریب (یعنی اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ) ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور اِستِفسار فرماتا ہے کہ ''میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! یہ عفو ومغفرت چاہتے ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان سے درگزر کیا۔

(صحیح سلم، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفہ، الحدیث۱۳۴۸، ص۹۰۲۔شعب الایمان للبیہقی، باب فی المناسك، فضل الوقوف بعرفات، الحدیث۴۰۶۸، ج۳، ص۴۶۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں کو بھلائی عطا فرماتا ہے جنہوں نے دنیا میں اس کی عبادت کو نفع اور غنیمت خیال کیا اور جنہوں نے یہ دیکھا کہ نافرمانیوں میں سَراسَر وقت برباد کرنے سے بہت زیادہ نقصان ہے تو ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عرفہ کے دن اپنے قریب کیا۔ جنہوں نے اس کی محبت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے گناہوں سے درگزر فرما کر ان کی مغفرت فرما دی اور ان کے سبب علم کو پھیلایا تاکہ وہ سعادت مند ہو جائیں۔

فضول سوالات سے بچو:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو۔'' ایک

شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! کیا ہر سال؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! کیا ہر سال؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہوجاتا اور اگر (ہر سال) واجب ہوجاتا تو تم استطاعت نہ رکھتے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الحج ، باب فرض الحج مرة فی العمر ، الحدیث ۱۳۳۷، ص ۹۰۱)

حج وعمرہ اِکٹھا کرنے کی فضیلت:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حج وعمرہ اکٹھا کرو کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو۔'' (سنن النسائی، کتاب مناسك الحج ، باب فضل المتا بعه بین الحج والعمره ،الحدیث ۲۶۳۱ ، ص ۲۲۵۸)

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''حج اور عمرہ کرنے والے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا گروہ ہیں، اگر وہ اس سے کوئی دعا کریں تو وہ قبول فرماتا ہے اور اگر مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجة،ابواب المناسك ،باب فضل دعاء الحج ، الحدیث ۲۸۹۲، ص ۲۶۵۲)

دوسری روایت یوں ہے کہ ''حج وعمرہ کرنے والے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا گروہ ہیں، اگر وہ اس سے کوئی چیز مانگیں تو وہ عطا فرماتا ہے، اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ انہیں معاف فرمادیتا ہے، اگر وہ اس سے دعا کریں تو قبول فرماتا ہے اور اگر سفارش کریں تو بھی قبول فرماتا ہے۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب اسرارالحج،الباب الاول،الفصل الاول،فی فضائل الحج، ج۱، ص۳۲۲)

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے اور حجِ مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔''

(صحیح البخاری ،کتاب العمره ، باب وجوب العمره وفضلها ،الحدیث ۱۷۷۳، ص ۱۳۹)

حجِ مبرور کی تعریف:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حج مبرور وہ ہے جس کے بعد گناہ نہ ہو، جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حاجی سے فرمایا: ''اے حاجی! بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حاجی کے عمل پر نور کی مہر لگا دیتا ہے، لہٰذا تو اس سے بچ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرکے اس مہر کو توڑ دے۔''

والدین کی طرف سے حج کرو:

حضرتِ سیِّدُ نا ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: ''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے والد بوڑھے ہیں اور حج کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرلو۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب منه ۸۷، الحدیث ۹۳۰، ص ۱۷۴۰)

حج اور عمرہ عورتوں کا جہاد ہے:

ام المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں (یعنی) حج وعمرہ۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب المناسك ،باب الحج جهاد النساء، الحدیث ۲۹۰۱ ،ص ۲۶۵۲)

اے میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تم کیسے حج سے پیچھے رہ جاتے ہو حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر حج فرض کیا ہے اور تم اس میں رغبت کیوں نہیں رکھتے حالانکہ یہ تمہارے لئے روزِ محشر کا ذخیرہ ہے اور کیونکر اس کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ منقول ہے کہ ''صرف ایک حج کی برکت سے تین افراد جنت میں داخل ہوں گے: (۱)......حج کی وصیت کرنے والا (۲)......وصیت پوری کرنے والا اور (۳)......مرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا۔''

علمِ غیبِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم:

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوکر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! چند اشیاء کے متعلق آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے پوچھنے کے لئے حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' تھوڑی دیر میں قبیلہ ثقیف سے بھی ایک شخص حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! چند اشیاء کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انصاری تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔'' تو

اس انصاری نے عرض کی: ''یہ شخص مسافر ہے اور مسافر زیادہ حق دار ہے۔ آپ اسی سے ابتدا کیجئے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ثقفی کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتادوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تمہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں۔'' اُس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں جو پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرما دیجئے کیونکہ یہ زیادہ حیران کُن ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھ سے رکوع وسجود اور نماز روزے کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔'' تو اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ بتانے میں **کچھ بھی خطا نہ کی جو میرے دل میں تھا۔**'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم رکوع کرو تو ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر اُنگلیوں کو کشادہ کرو پھر اتنا ٹھہرو کہ ہر عضو اپنی جگہ قرار پکڑ لے۔ سجدہ کرتے وقت پیشانی کو اچھی طرح جماؤ اور چونچ نہ مارو اور دن کے اول وآخر میں نماز ادا کرو۔'' عرض کی: ''یانبی اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر میں ان کے درمیان (وقت) پاؤں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو اس وقت نماز پڑھ لو اور ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو۔ رات کے پہلے حصے میں آرام، درمیانے میں قیام اور آخری میں پھر سو جاؤ، اگر تم درمیان سے آخر تک جاگتے رہو تو بھی نماز پڑھتے رہو۔'' وہ ثقفی اُٹھ کھڑا ہوا۔

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بھی ارشاد فرمایا: ''''اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں بتا دوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تمہی سوال کرو میں جواب دیتا ہوں۔'' اُس نے عرض کی: ''یانبی اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں جو پوچھنے آیا ہوں آپ خود ہی فرما دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ حاجی کے لئے کیا اجر وثواب ہے جب وہ گھر سے نکلے؟ وقوفِ عرفہ کا ثواب کیا ہے؟ رمیٔ جمار کرنے (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے) کا اجر کیا ہے؟ سر کا حلق کروانے کا اجر کیا ہے؟ اور آخری طواف کرنے کا کیا ثواب ملے گا؟'' تو اس نے عرض کی: ''قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ نے میرے دل کی بات بتانے میں کچھ خطا نہ کی۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب حاجی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم کے عوض ایک حسنہ (نیکی) لکھ دی جاتی اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ وقوفِ عرفہ کے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: ''میرے غبار آلود اور پراگندہ سر بندوں کو دیکھو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا اگرچہ بارش کے قطروں اور ریت کے ذروں کے برابر ہوں۔'' اور جب وہ جمروں پر کنکریاں مارتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ اس کا کیا اجر ہے؟ یہاں تک کہ روزِ قیامت اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور جب آخری طواف کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب الصلاۃ ، باب صفۃ الصلاۃ،الحدیث ۱۸۸۴، ج۳،ص ۱۸۱)

یہی حدیث حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ ایک انصاری حضور نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا، اسی اثناء میں ایک ثقفی بھی اس غرض سے حاضر ہوا، رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ثقفی بھائی! انصاری تجھ سے سبقت لے گیا ہے لہٰذا تم بیٹھ جاؤ، ہم پہلے انصاری کی حاجت سے ابتداء کریں گے۔'' اس ثقفی کا چہرہ متغیر ہو گیا تو انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہلے اس ثقفی کی حاجت پوچھ لیجئے کیونکہ میں اس کے چہرے کو بدلتا ہوا دیکھ رہا ہوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دے جو مجھے ناگوار گزرے۔'' سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس انصاری کے لئے بھلائی کی دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اے ثقفی بھائی! تم سوال کرو جو چاہو اور اگر چاہو تو میں تمہارا سوال بتا کر اس کا جواب دوں۔'' اس نے عرض کی: ''مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود ہی ارشاد فرما دیں۔'' چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ تم کس ماہ روزے رکھو؟ کس رات قیام کرو؟ رکوع کس طرح کرو؟ اور سجدے میں تمہاری حالت کیسی ہو؟'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو۔ رات کے پہلے اور تیسرے حصے میں آرام اور دوسرے حصے میں قیام کرو اور اگر دوسرے سے آخر رات تک تم بیدار رہو تو بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ رکوع کے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں کشادہ رکھو۔ سجدے کے وقت پیشانی کو زمین پر جما کر رکھو اور ٹھونگیں نہ مارو۔''

پھر ارشاد فرمایا: ''اے انصاری! اب تم سوال کرو اور اگر چاہو تو میں خود تمہارا سوال بتا کر جواب دوں۔'' تو اس نے بھی عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود ہی بتا دیجئے جس طرح میرے رفیق کو بتایا ہے، مجھے بھی یہی پسند ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم گھر سے مسجد حرام کے ارادے سے نکلنے کا اجر پوچھنے آئے ہو اور وقوفِ عرفہ، رمیِ جمار، سر منڈوانے اور طواف وغیرہ کا اجر وثواب پوچھنا چاہتے ہو۔'' انصاری صحابی نے بھی اسی طرح عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں انہی چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے مسجدِ حرام کے لئے گھر سے نکلنے پر ہر قدم پر ایک حسنہ (نیکی) لکھی جائے گی، ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور تیرا طواف کی دو رکعتیں پڑھنا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کی طرح ہے اور تیرا عرفات میں ٹھہرنے کی فضیلت یہ

ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اہلِ عرفات پر خاص تجلّی فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے دور دور سے پراگندہ سر اور غبار آلود میری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔'' پس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فرشتوں کے سامنے ان پر فخر فرماتا اور ارشاد فرماتا ہے: ''اگرچہ تمہارے گناہ ریت کے ذروں، آسمان کے ستاروں، سمندر اور بارش کے قطروں کے برابر بھی ہوں تب بھی میں انہیں بخش دوں گا۔'' اور رمیٔ جمار تیرے رب عَزَّوَجَلَّ کے ہاں تیرے لئے ذخیرہ ہے جس کی تجھے سب سے زیادہ بروزِ قیامت حاجت ہوگی۔ سر کا حلق کروانے میں ہر بال کے عوض قیامت کے دن نور ہوگا۔ اور اس کے بعد تو طوافِ صدر (یعنی طواف زیارت جو عرفات سے واپسی کے بعد کیا جاتا ہے) اس حال میں کرے گا کہ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہ ہوگا اور ایک فرشتہ آکر اپنا ہاتھ تیرے کندھوں کے درمیان رکھ دے گا پھر کہے گا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے گذشتہ گناہوں کو بخش دیا ہے پس آئندہ دنوں میں اچھے اعمال کر اور واپس لوٹ جا کیونکہ تجھے بھی بخش دیا گیا اور اسے بھی بخش دیا جائے گا جس کی تو شفاعت کرے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ١٣٥٦٦، ج١٢، ص٣٢٥۔ الترغیب و الترھیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الحج و العمرۃ، الحدیث ١٧١٧، ج٢، ص٧٨۔ مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب فضل الحج، الحدیث ٥٦٥٠، ج٣، ص ٦٠١)

حج کے دو حروف سے مراد:

حضرتِ سیِّدُنا شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے دو حروف ہیں: پہلا حاء اور دوسرا جیم۔ حاء سے مراد حِلم اور جیم سے مراد جُرم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گویا بندہ کہتا ہے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے حلم اور تیری رحمت کی امید لے کر تیری بارگاہ میں اپنے جرم کے ساتھ حاضر ہوں اگر تو بھی میرے جرم نہ بخشے گا تو کون بخشے گا؟''

میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسافر حاجی نہیں، ہر پہاڑ کا نام عرفات نہیں، ہر بیت کا نام بیت اللہ نہیں اور نہ ہی ہر زادِ راہ منزل تک پہنچانے والا ہے۔ محبوبانِ بارگاہ پختہ ارادے کی رات میں چلے اور تم سوئے رہے۔ انہوں نے اپنے معاملات میں نفع پایا مگر تم نے کچھ حاصل نہ کیا۔ اگر تم اس کی فکر کرتے جو تم نے ضائع کر دیا تو ضرور نادم ہوتے۔ اے لوگوں سے پیچھے رہ جانے والو! اگر تم نے اپنے بھائیوں کو پا لینے کی تیاری نہ کی تو اپنی محرومی اور بدبختی پر میرے ساتھ مل کر آنسو بہاؤ۔

کن لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

منقول ہے کہ ''تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی: (١)......روزہ دار یہاں تک کہ افطار کرے (سنن ابن ماجۃ، ابواب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، الحدیث ١٧٥٢، ص ٢٥٨١) **(٢)......مریض یہاں تک کہ تندرست ہوجائے اور (٣)......حاجی یہاں تک کہ واپس آجائے۔''** (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الرجاء من اللہ، الحدیث ١١٢٥، ج٢، ص٤٦)

نیکیاں کمانے اور گناہ دھونے کا نسخہ:

منقول ہے کہ جو اچھی طرح وضو کرے پھر رُکنِ یَمانی کے پاس آئے اور بوسہ دے کر کہے: ''بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔اور جب وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ہر قدم کے عوض ستر ہزار نیکیاں لکھتا اور ستر ہزار گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الحج ،باب الترغیب فی الطواف ......الخ،الحدیث ۱۷۷۳، ج۲،ص۹۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کئے گئے فوائد و منافع کو غنیمت جانو۔جس نے محنت وکوشش کی اس نے پالیا۔بیدار شخص سونے والے کی طرح نہیں اور ان فضائل وفوائد کو پانے کے لئے شیر کی طرح چوکنا ہونا ضروری ہے۔جس نے ذکر کا چراغ روشن کیا اس کے سامنے راستے کے نشانات ظاہر ہو گئے اور جو شوق کے جنگل میں پردیسی بن گیا اس کے لئے مکانات ظاہر ہو گئے۔

افعالِ حج کی حکمتیں:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افعالِ حج کی حکمتوں اور مناسکِ حج کے باریک معانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''افعالِ حج اور لوازمِ حج میں سے ہر ایک میں حکمتِ بالغہ،نعمتِ کاملہ اور کئی راز ہیں جن کی تعریف کرنے سے ہر زبان عاجز ہے۔

احرام کے وقت (سلا ہوا) **لباس نہ پہننے کی حکمت یہ ہے** کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مخلوق کے پاس جاتے ہیں تو عمدہ اور فخریہ لباس زیبِ تن کر لیتے ہیں گویا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ مخلوق کے پاس جانے کے ارادے کے خلاف ہوتا کہ میں ان کے لئے اجر وثواب بڑھا دوں اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ احرام کے وقت کپڑوں کی کمی سے موت کے وقت دنیا سے رُخصتی کی حالت کو یاد کرے جیسا کہ پہلے دن تھا جب ماں کے پیٹ سے برہنہ پیدا ہوا تھا۔اور اس حالت میں حساب کے دن برہنہ کھڑا ہونے سے مشابہت بھی ہے (اور یہ کوئی ظلم نہیں) چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ج (پ ۵ ، النسآء: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

اور محشر کے دن اٹھنے کے بارے میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿۲﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (پ ۷،الانعام:۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

احرام کے وقت (یعنی باندھنے سے پہلے) غسل کرنے کی حکمت بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے کہ حجاج کو ملائکہ پر ظاہر کرے تا کہ ان کے سبب فخر کرے، لہٰذا حجاج ملائکہ کرام کے سامنے گناہوں اور میل کچیل سے پاک وصاف کرکے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حجاج انبیاء کرام علیھم السلام کے قدموں کی جگہ اپنے قدم رکھتے ہیں تو اس سے پہلے غسل کر لیتے ہیں تا کہ ان آثار کی برکات حاصل کر لیں۔ جیسا کہ،

اصدق الصادقین (یعنی سب سے زیادہ سچا) رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ O (پ ۲،البقرۃ:۲۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

تلبیہ کہنے میں حکمت:

تلبیہ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک انسان کو جب کوئی معزز انسان بلاتا ہے تو وہ اس کو لبیک اور اچھے کلام سے جواب دیتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کا جواب کیا ہونا چاہئے جس کو خود مَلِکُ العلّام عَزَّوَجَلَّ پکارے اور اسے اپنی جانب بلائے تا کہ اس کے گناہ اور برائیاں مٹا دے۔ جب بندہ لبیک کہتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''ہاں! میں تیرے قریب ہوں اور تجھ پر تجلّی فرمانے والا ہوں، پس تو جو چاہتا ہے مانگ لے، میں تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

قیامِ عرفات میں حکمت:

مزدلفہ سے کنکریاں لینے اور عرفہ میں ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں صاحبِ علم ومعرفت کے لئے پوشیدہ باتیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ عرض کرتا ہے: میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں نے گناہوں اور خطاؤں کی کنکریاں اُٹھائیں اور تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمروں کو کنکریاں ماریں۔ بے شک تو کرم وبخشش والا ہے۔

مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت اور اجرِ عظیم کے متعلق گویا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرما رہا ہے: ''تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا، جو مجھے اکیلا یاد کرے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی اجتماع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔ پس جب تم مشعرِ حرام کے پاس مجھے یاد کرتے ہو تو میں تمہیں معزز فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور تمہارے لئے انتقام کے بدلے امان کی مہر لگا دیتا ہوں۔''

مِنٰی میں سر منڈوانے میں ایسی حکمت ہے جس سے بندے کی تمام اُمیدیں پوری ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیداری اور نصیحت ہے جسے صرف عالم ہی سمجھ سکتا ہے، کیونکہ حاجی جب عرفہ میں ٹھہرتا ہے، مشعرِ حرام کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا، مِنٰی میں قربانی کر کے حلق کرواتا اور اپنے بدن کو میل کچیل اور گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ثواب لکھ دیتا، درجے بڑھا دیتا اور جہنم سے پناہ دے دیتا ہے۔ اور بروزِ قیامت اس کے ہر بال کے عوض ایک نور بنائے گا اور اسے امن کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۴﴾ **مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ وَمُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ** ؕ (پ۲۶، الفتح: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔

طواف میں کئی حکمتیں اور لطیف اشارے ہیں، بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا گڑگڑاتے اور دعا کرتے وقت زبانِ حال سے کہتا ہے: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! تو ہی مقصود ہے، تو ہی مرتبہ کمال تک پہنچانے والا معبودِ حقیقی ہے۔ میں تمام لوگوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا، تیرے گھر کا طواف کیا اور تیری رحمت کے دروازے پر جودوکرم کی امید لئے کھڑا ہوں اور تو خود اپنے خلیل حضرتِ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی لاریب کتاب میں فرما چکا ہے:

﴿۵﴾ **وَطَهِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ** ۝ (پ۱۷، الحج: ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے۔

وقوفِ عرفات میں حکمت اور انوکھے معانی ہیں، بلاشبہ اس میں بندے کے لئے تنبیہ ہے اور یہ کہ بندے بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور برہنہ سر حسرت وندامت کے قدموں پر کھڑے ہوں گے، گریہ وزاری کرتے ہوں گے اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح دعا کرتے ہوں گے جس طرح ایک ذلیل غلام دعا کرتا ہے۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کو دیکھو جنہیں ان کے مولا عَزَّوَجَلَّ نے اپنے گھر کی طرف بلایا تو انہوں نے وجدو شوق کے عالم میں اس کی دعوت پر لبیک کہا اور تصدیق کے قدموں پر اس کی طرف پیدل چل پڑے، اور ہر دُبلی اُونٹنی پر دور دور سے حاضر ہو گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کا حج کیا کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، دو رکعت نماز پڑھی، کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور روتے ہوئے عرض کی: ''میں نے اس بیت اللہ کے کتنے چکر لگائے لیکن معلوم نہیں کہ قبول ہوئے یا نہیں۔'' پھر مجھ پر ہلکی سی نیند غالب آ گئی۔ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت

میں تھا کہ میں نے ایک غیبی آواز سُنی : ''اے علی بن مُوَفَّق ! ہم نے تیری بات سن لی ہے ۔ کیا تو اپنے گھر میں اسی کو نہیں بلاتا جس سے تو محبت کرتا ہے ۔

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نا بکر اور حضرت سیِّدُ نا مطرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے عرفات میں وقوف کیا ۔ جب حاجیوں نے گریہ وزاری اور چیخ وپکار شروع کی تو حضرتِ سیِّدُ نا بکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رو رو کر کہنے لگے: ''یہ کتنا بڑا مرتبہ ہے، اے کاش ! میں ان لوگوں میں سے ہوتا ۔'' اور حضرتِ سیِّدُ نا مطرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس حال میں عرض کی کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو چکا تھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ! میری (نافرمانیوں کی) وجہ سے ان کو مَردود نہ کرنا ۔

وقوفِ عرفات کرنے والوں کی مغفرت ہوگئی:

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے تینتیس (33) حج کئے جب آخری حج کیا تو عرفات کے مقام پر عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ ! تو جانتا ہے کہ میں نے عرفات میں تینتیس (33) بار وقوف کیا ۔ ایک مرتبہ اپنی طرف سے، ایک مرتبہ اپنے باپ کی طرف سے اور ایک مرتبہ اپنی ماں کی طرف سے، یارب عَزَّوَجَلَّ ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے باقی تیس اس شخص کو ہبہ کر دیئے جو یہاں عرفات میں ٹھہرا لیکن اس کا وقوفِ عرفات قبول نہ کیا گیا ۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو خواب میں ندا دی گئی: ''اے ابن منکدر ! کیا تو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم کو پیدا کیا ؟ کیا تو اس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت کو پیدا کیا ؟ حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تو تجھ سے فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ! میں نے وقوفِ عرفات کرنے والوں کو عرفات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بخش دیا تھا ۔''

چھ کے صدقے چھ لاکھ کا حج قبول کرلیا گیا:

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد میں مسجد خیف ومِنٰی کے درمیان سو گیا ۔ میں نے آسمان سے اُترتے دو فرشتے دیکھے، ایک نے دوسرے سے کہا: ''اے **اللہ** کے بندے ! کیا تو جانتا ہے کہ اس سال کتنے لوگوں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا ؟ تو اس نے کہا: ''نہیں ۔'' پھر پہلے نے خود ہی بتایا: ''چھ لاکھ افراد نے ۔'' پھر اس نے پوچھا: ''کیا تو جانتا ہے کہ کتنے افراد کا حج قبول ہوا ؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں ۔'' تو اس نے بتایا کہ اس بار صرف چھ افراد کا حج قبول ہوا ہے ۔ پھر وہ دونوں فضا میں پرواز کر گئے ۔ میں بیدار ہوا اس حال میں کہ میں ڈر رہا تھا ۔ میں نے کہا: ''ہائے افسوس ! میں ان چھ میں سے کہاں ہوں گا ؟'' جب میں نے عرفات میں وقوف کیا اور مزدلفہ میں رات گزاری تو انہی دونوں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حسبِ عادت آسمان سے نازل ہوئے ۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور کہا: ''اے اللہ کے بندے ! کیا تو جانتا ہے کہ تیرے رب

عَزَّوَجَلَّ نے اس رات کیا فیصلہ فرمایا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں'' ، تو پہلے نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چھ مقبولین میں سے ہر ایک کی وجہ سے ایک ایک لاکھ کو بخش دیا اور تمام کا حج قبول فرمالیا ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور مجھے اتنی خوشی تھی کہ جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ تمام حجاج کا حج قبول فرمالیا گیا اور جود و کرم سے نوازا گیا اور کسی کو بدبخت و محروم نہ کیا گیا۔

ایک محبوب بندی کے طفیل سب کا حج قبول ہو گیا:

حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ننگے پاؤں پیدل بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا اس کو ایثار کر دیتیں۔ کعبہ مشرَّفہ پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اپنے رخسار کو بیت اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ''یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو ان سے محبت کرتا ہے اب تو آنکھوں میں آنسو ختم ہو گئے ہیں۔'' پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وقوفِ عرفہ کا ارادہ کیا تو حائضہ ہو گئیں۔ روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ''اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ معاملہ تیرے غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری بارگاہ میں شکایت کرتی اب جبکہ یہ سب کچھ تیری مشیئت سے ہوا ہے تو اب کیسے شکایت کرسکتی ہوں؟'' پس انہوں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے سنا: ''اے رابعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کا حج قبول کر لیا اور تیری اس کمی کی وجہ سے ان کے نقائص بھی پورے کر دیئے۔''

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مسواک کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''**اَلسِّوَاکُ مَطْھَرَۃٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ** یعنی ''مسواک منہ کی پاکیزگی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کا سبب ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الطَّھَارَةِ وَ سُنَنِھَا، بَاب السِّوَاكِ، الحديث: ٢٨٩، ص ٢٤٩٥)

بیان 9:

خانۂ کعبہ کی شانیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ان لوگوں میں شامل فرما دے جو اس سال حجِ بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ اقدس علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی سعادت سے بہرہ مند ہوں۔(آمین)

حمدِ باری تعالیٰ:

سب تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے عقلوں کی اپنی توحید کی طرف رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور اپنی توحید کو سلامتی کے سفینے میں نجات کا سبب بنایا پس **اللہ** تعالیٰ کو یکتا ماننے والا کہتا ہے: ''اس (سلامتی کی) کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام سے ہے۔'' پس وہ اپنے محبوب تک پہنچ گئی اور مقصود کو پانے میں کامیاب ہوگئی اور اس ذاتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدوں کے سمندر میں تیرنے لگی پس جب اس ذات نے اسے ندا دی تو وہ اس کی لذت میں منہمک ہوگئی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرّفہ کو شان وشوکت عطا فرمائی اور اسے اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ خاص کیا اور اسے داخل ہونے والوں کے لئے امن والا گھر بنا دیا۔ اور یہ وہی مبارک گھر ہے جس سے **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہجرت فرمائی مگر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے چھوڑا، نہ اس سے تعلق توڑا اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دل اس سے ہٹ کر دوسرے قبلے کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں جنہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سنا اور تلاوت فرمایا: قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا ص (پ۲، البقرۃ: ۱۴۴) ترجمۂ کنز الایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔(۱)

اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بیتُ اللہ شریف کی عظمت وشان یوں بیان فرماتا ہے:

''اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ج وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ط وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (پ۴، اٰل عمران: ۹۶-۹۷)

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** سیّدِ عالم صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس اُمید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے، مسلمانوں نے بھی آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ اسی طرف رُخ کیا۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ **اللہ** تعالیٰ کو آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا منظور ہے اور آپ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔''

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔(1)

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ میں ''بَیْت'' سے مراد کعبۃ اللہ شریف ہے۔ جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیتُ المعمور کی سیدھ میں زمین میں رکھا۔جیسا کہ مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام کو جنت سے (زمین پر) اُتارا گیا اور آپ علیہ السلام نے حجِ بیت اللہ فرمایا پھر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کی: ''اے آدم علیہ السلام! آپ کا حج قبول ہوگیا۔اور ہم نے آپ سے دوہزار سال پہلے بیت اللّٰہ شریف کا حج کیا تھا۔ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا: ''تم حج میں کیا پڑھتے تھے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پڑھا کرتے تھے۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بھی طواف میں یہی پڑھتے اور **اللہ** تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کرتے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری اولاد میں اس گھر کو تعمیر کرنے والا بنا۔ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ ''میں اپنا گھر تیری اولاد میں سے اپنے خلیل (حضرت) ابراہیم (علی نبیناو علیہ الصلوۃ والسلام) سے بنواؤں گا۔ میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کا فیصلہ کرچکا ہوں۔'' جب حضرتِ سیِّدُنا نوح علی نبیناو علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد میں طوفان آیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا، وہ سبز زمرد کا تھا اور اس میں جنت کے چراغوں میں سے ایک چراغ تھا۔

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقامِ ہجرت وقبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو **اللہ** تعالٰی نے طاعت وعبادت کے لئے مقرّر کیا، نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظّمہ ہے جو شہرِ مکہ معظّمہ میں واقع ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ کعبۂ معظّمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔(اس میں ایسی نشانیاں ہیں) جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہوجاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں، اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے۔اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتّٰی کہ کتّے اس سرزمین میں ہَرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شبِ جمعہ کو ارواح اَولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہوجاتا ہے۔انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدمِ مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل وجنایت کرکے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے، نہ اس پر حد قائم کی جائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔''

حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام **حَجَرِ اَسْوَد** کو اُٹھا کر **جَبَلِ ابو قُبَیْس** میں چھوڑ آئے تا کہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ تک بیت اللہ کی جگہ خالی رہی۔ جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاں حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام اور حضرتِ سیِّدُنا اسحاق علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس کی نشانی بیان فرما دے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کی مقدار ایک بادل بھیجا جو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام مکّہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا پہنچے تو بیت اللہ شریف کے مقام پر وہ بادل رُک گیا۔ آپ کو پکارا گیا: ''اے ابراہیم (علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام)! اس بادل کے سائے پر بنیاد رکھو، نہ کم کرنا نہ زیادہ۔'' حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کو بتاتے جاتے اور وہ عمارت بناتے جاتے۔ حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو پتھر اٹھا اٹھا کر پکڑاتے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مذکورہ فرمان میں ''اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ'' سے مراد واضح آیات ہیں جو اجر و ثواب کے اضافے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ''وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا'' سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم سے امن میں ہو گیا، بعض نے کہا کہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں ہو گیا، بعض نے کہا کہ شرک سے محفوظ ہو گیا۔ اور ''اِسْتِطَاعَت'' سے مراد یہ ہے کہ زادِ راہ اور سفر پر قادر ہو اور بدن صحیح ہو نیز راستہ بھی پُر امن ہو۔ اور ''وَمَنْ کَفَرَ'' کا مطلب یہ ہے کہ جو حج کرنے کو نیکی اور نہ کرنے کو گناہ نہ سمجھے۔

اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے حج کیا اور فحش کلامی نہ کی اور فسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب قول اللہ" فلا رفث" الحدیث ۱۸۱۹، ص ۱۴۲)

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حرمین شریفین (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں سے کسی حرم میں مرے اُسے قیامت کے دن اَمن والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی المناسك، فضل الحج والعمرة، الحدیث ۴۱۵۸، ج۳، ص ۴۹۰)

حدیثِ پاک میں ہے کہ ''بیتُ اللہ شریف کا طواف کثرت سے کرو کیونکہ تم بروزِ قیامت اپنے نامۂ اعمال میں اسے سب سے افضل اور سب سے قابلِ رشک عمل پاؤ گے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''جو بارش میں طواف کے سات چکر لگائے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول، فی فضائل الحج، ج۱، ص ۳۲۳)

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ،رسولِ اَکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے پچاس بار بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی فضل الطواف ، الحدیث ۸٦٦،ص ۱۷۳۳)

منقول ہے کہ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیتُ اللہ سے وعدہ فرمایا کہ ہر سال چھ لاکھ افراد اس کا حج کریں گے،اگر کم ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کی کمی پوری فرمادے گا۔اور بروزِ قیامت کعبہ مشرَّفہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّتَعْظِيماً پہلی رات کی دُلہن کی طرح اُٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے اِس کا حج کیا وہ اِس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور اِس کے گرد چکر لگا رہے ہوں گے یہاں تک کہ یہ جنت میں داخل ہوگا تو وہ بھی اس کے ساتھ داخل ہوجائیں گے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج،الباب الاول،الفصل الاول،فضیلة البیت ومکة المشرفة، ج۱،ص ۳۲٤)

حدیثِ پاک میں ہے کہ''حجرِ اسود ایک جنَّتی پتھر ہے۔اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔اس کی دوآنکھیں اور زبان ہوگی جس سے وہ کلام کرے گا اور ہر اس شخص کی گواہی دے گا جس نے اسے حق وصداقت کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کو اکثر بوسہ دیا کرتے تھے۔ امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اسے بوسہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا:''میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان دیتا ہے نہ نفع ،اگر میں نے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کی:''اے امیرالمؤمنین !یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔''تو حضرتِ سیِّدُ ناعمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشادفرمایا:''اے ابوالحسن !یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔''

امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کی:''اے امیرالمؤمنین !یہ نفع ونقصان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے دیتا ہے۔''تو حضرتِ سیِّدُ ناعمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:''وہ کیسے؟''توامیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کی:''وہ یوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جب حضرتِ سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے عہد لیا تو اس عہد نامہ کی ایک تحریر لکھ کر اس پتھر کو کھلا دی۔اب یہ مومنوں کے لئے وفائے عہد کی گواہی دے گا اور کافروں کے خلاف انکار کی۔''حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت لوگ جو کلمات پڑھتے ہیں،ان کا یہی معنی ہے(اور وہ یہ ہیں): ''اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِکَ وَتَصْدِيْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَآءً بِعَهْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّکَ مُحَمَّدٍصلَّی اللّٰه علیه وسلَّم یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ !میں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے،تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے،تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرتِ سیِّدُ نامحمد

صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی پیروی کرتے ہوئے (اسے بوسہ دیتا ہوں)۔'' اور حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''مکۂ مکرَّمہ میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور ایک درہم صدقہ کرنا ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے کی طرح ہے۔ اسی طرح ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فضیلة البیت و مکة المشرفة، ج۱، ص۳۲۴۔۳۲۵)

حدیثِ پاک میں ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر رات اہلِ زمین کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور سب سے پہلے اہلِ حرم کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اہلِ حرم میں بھی سب سے پہلے مسجدِ حرام والوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ پھر جس کو طواف کرتے ہوئے پاتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے نماز میں مشغول پاتا ہے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور جسے کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے پاتا ہے اسے بھی معاف فرما دیتا ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فضیلة البیت و مکة المشرفة، ج۱، ص۳۲۵)

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس بیت اللہ شریف پر ہر دن ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس اسے دیکھنے والوں کے لئے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، فی فضائل الحج، ج۱، ص۳۲۲۔ المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۷۵، ج۱۱، ص۱۵۶)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم و رضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: '' حَجون اور بقیع کو ان کے اطراف سے پکڑا جائے گا اور جنت میں بکھیر دیا جائے گا اور یہ دونوں مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کے قبرستان ہیں۔''

(کشف الخفاء، حرف الحاء المھملة، الحدیث ۱۱۱۰، ج۱، ص۳۱۲، الحجر بدله الحَجون)

حضرتِ سیِّدُ نا ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم قبرستان کے کنارے تشریف فرما تھے جبکہ اس وقت وہاں قبرستان نہ تھا، اور ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ زمین کے اس ٹکڑے اور اس حرم سے ستر ہزار ایسے افراد اٹھائے گا جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے، وہ سب بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے، ان میں سے ہر ایک ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔''

(اخبار مکة للفاکھی، ذکر فضل مقبرة......الخ، الحدیث ۲۳۷۰، ج۴، ص۵۱)

حضرتِ سیّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''جو مکہ کی گرمی پر ایک گھڑی صبر کرے گا جہنم اس سے ایک سو سال کی مسافت دور ہوجائے گی۔''

(اخبار مکة للفاكهی، ذكر الصبر علی حر مكة، الحديث ١٥٦٥/١٥٦٦، ج٢، ص ٣١٠-٣١١)

حضرتِ سیّدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ گھر اسلام کا ستون ہے، جو حج یا عمرہ کرنے والا اپنے گھر سے بیت اللہ شریف کے ارادے سے نکلے، اگر اس کی روح قبض ہوجائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرمادے، اور اگر وہ (حج کرکے) پلٹا تو اَجر وغنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحديث ٩٠٣٣، ج٦، ص ٣٥٢- فردوس الاخبار للديلمی، باب الهاء، الحديث ٧٢٠٨، ج٢، ص ٣٨٢)

طوافِ کعبہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿۱﴾ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ (پ ١٧، الحج: ٢٩) ترجمۂ کنز الایمان: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

عتیق کہنے کی وجہ:

بیت اللہ شریف کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے زمین سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اس کو ظالم اور جابر لوگوں کے قبضے سے آزاد رکھا اور اس پر کسی ظالم وجابر کو مسلّط نہ کیا بلکہ جس نے بھی بُرا ارادہ کیا وہ ہلاک ہوگیا۔'' حضرتِ سیّدُنا ابوبکر واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کو عتیق کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس کا طواف کیا وہ جہنم سے آزاد ہوگیا۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عتیق کہا جاتا ہے۔ پس جو شخص نماز میں قبلہ شریف کی طرف رُخ نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں اور جو امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت کی گواہی نہ دے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں۔

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ ''جب حضرتِ سیّدُنا آدم علیہ السلام زمین پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ علیہ السلام نے بَیْتُ اللہ شریف کے سات چکر لگائے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ملتزَم کے پاس آئے اور عرض کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو میرے ظاہر وباطن کو جانتا ہے، میری معذرت قبول فرمالے اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے اور تو میری حاجت بھی جانتا ہے لہٰذا وہ بھی پوری فرمادے۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسے

ایمان اور یقینِ صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں بس جائے یہاں تک کہ میں یقین کرلوں کہ مجھے وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور اس پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں جس کا تو نے میرے بارے میں فیصلہ فرمادیا ہے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''اے آدم (علیہ السلام)! میں نے تیری تمام دعائیں قبول فرمائیں اور تیری اولاد میں سے جو شخص بھی دعا کرے گا میں اس کے غم واَلَم اور تنگی دُور کردوں گا، اس کے دل سے فقر کا غم نکال کر اُسے بے نیاز کردوں گا اور اُسے وہاں سے رزق دوں گا جہاں اُسے گمان بھی نہ ہوگا اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آئے گی اگرچہ وہ اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔''

(اخبار مكة للازرقی، باب ما جاء فی الملتزم والقیام فی ظهر الكعبة، الحدیث ٤٩٤، ج٢، ص٩٢ - المعجم الاوسط، الحدیث ٥٩٧٤، ج٤، ص٢٧٥)

زبان اور آنکھوں والا بادل:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''جب طوفانِ نوح کے بعد بیتُ المعمور جس کی بنیاد حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ السلام نے رکھی تھی، کو چھٹے آسمان پر اٹھایا گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ شریف کی جگہ آکر اس کے نشانات پر بنیاد رکھیں۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے مگر وہ آپ علیہ السلام سے پوشیدہ تھا اور آپ علیہ السلام کو اس کا کوئی نشان دکھائی نہ دے رہا تھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک بادل بھیجا جو لمبائی چوڑائی میں بیت اللہ شریف کی مقدار کے برابر تھا، اس کا سر، زبان اور دو آنکھیں تھیں۔ وہ بیت اللہ شریف کے مقام پر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ''اے ابراہیم (علیہ السلام)! میری مقدار کے برابر بنیاد رکھ دیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے کہنے کے مطابق بنیاد رکھی پھر بادل چلا گیا۔ جب آپ علیہ السلام اس کے بنانے سے فارغ ہوئے تو طواف کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ''لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔'' آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''میری آواز کیسے پہنچے گی؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابراہیم (علیہ السلام)! تیرا کام ہے ندا کرنا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ السلام نے جبلِ ابوقُبَیس پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا:

''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے گھر بنایا اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سب زمین والوں کو آپ علیہ السلام کی آواز سنائی تو جنوں، انسانوں، پتھر اور مٹی کے ڈھیلوں، پہاڑوں اور ریتلے میدانوں اور ہر خشک وتر نے جواب دیا۔ مشرق ومغرب والوں کو آواز پہنچائی تو ماؤں کے پیٹوں سے اور مردوں کی پشتوں سے سب نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ

لَا شَــرِیْکَ لَکَ تو آج وہی شخص حج کرے گا جس نے اس دن جواب دیا تھا۔جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا تو وہ ایک مرتبہ حج کرے گا،جس نے دو مرتبہ کہا وہ دو مرتبہ اور جس نے تین مرتبہ لبیک کہا وہ تین مرتبہ حج کرے گا اور جس نے اس سے بھی زیادہ بار لبیک کہا وہ اتنی ہی بار حج کرے گا۔'' (شعب الایمان للبیہقی،باب فی المناسك، حیث الکعبة و المسجد الحرام، الحدیث ٣٩٨٩، ج٣،ص٤٣٦،مفہوماً۔اخبار مکة للفاکھی،ذکر ابراھیم علیه السلام علی المقام ......الخ، الحدیث ٩٧٣، ج١، ص ٤٤٥۔فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام، الحدیث ٥٣٤٣،ج٢،ص٢١٧)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ''میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔میں نے عرض کی:''میرے ماں باپ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر قربان!اس گھر کی شان کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے علی!**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری امت کے گناہوں کے کفارے کے لئے دنیا میں اپنا گھر بنایا۔''میں نے عرض کی:''میرے ماں باپ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر قربان!اس حجرِ اَسود کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''یہ قیمتی پتھر جنت میں تھا،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِسے دُنیا میں اُتارا تو اس کی روشنی سورج جیسی تھی لیکن جب سے اسے مشرکین کے (ناپاک) ہاتھ لگے اس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور اب یہ سخت سیاہ ہو گیا ہے۔''

(اخبار مکة للفاکھی، ذکر المقام و فضله، الحدیث ٩٦٨،ج١، ص٤٤٣،مختصر و بتغیرٍ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر گھر بیت **اللہ** نہیں اور نہ ہی ہر پہاڑ عرفات ہے، نہ ہر توشہ مکہ تک پہنچتا ہے۔اے وہ شخص جس نے حج فوت کر دیا۔اس کی طرف راستہ نہ پایا۔اپنی عمر کھیل کود میں گزار دی اور گناہوں کا بھاری بوجھ اٹھائے رکھا۔عصیاں کے میدان میں غفلت سے اپنے دامن کو گھسیٹا،نجات طلب کی لیکن اس تک نہ پہنچا لہٰذا تو حج میں جلدی کر اور اپنے لئے اسلام کو رہنما بنا جس کا ادراک نہ کوئی آنکھ کر سکتی ہے اور نہ ہی عقلیں اور فکریں اس کی مثال ونظیر لا سکتی ہیں۔

خانہ کعبہ شریف شفاعت فرمائے گا:

حضرتِ سیِّدُ نا وہب بن منبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،تورات شریف میں ہے کہ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اپنے سات لاکھ مقرَّب فرشتوں کو بھیجے گا،جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا:''جاؤ! اور بیت اللہ شریف کو ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ۔''فرشتے جائیں گے،ان زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے گا:''اے کعبۃ اللہ!چل۔''تو کعبہ مبارکہ کہے گا:''میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔''

فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ''تُو سوال کر۔'' تو کعبہ عرض کرے گا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرے پڑوس میں دفن مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' تو کعبہ شریف کو ایک آواز سنائی دے گی: ''میں نے تیری درخواست قبول فرمالی۔''

حضرتِ سیِّدُنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر مکہ کے مُردوں کو اُٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبہ کے گرد جمع ہوکر تلبیہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: ''اے کعبہ! اب چل۔'' تو وہ کہے گا: ''میں نہیں چلوں گا یہاں تک کہ میری درخواست قبول ہوجائے۔'' تو فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ''تو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔'' تو کعبہ شریف کہے گا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہوکر دُور دُور سے غبار آلود ہوکر میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل وعیال اور احباب کو چھوڑا۔ انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابق مناسکِ حج ادا کئے۔ تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے امن میں رکھ اور انہیں میرے گرد جمع فرمادے۔''

تو ایک فرشتہ ندا دے گا: ''ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار کرکے اپنے اوپر جہنم واجب کرلی ہوگی۔'' تو کعبہ عرض کرے گا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہونے کا سوال کرتا ہوں جن پر جہنم واجب ہوچکی ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔'' تو وہی فرشتہ ندا کرے گا: ''جس نے کعبہ کی زیارت کی تھی وہ لوگوں سے الگ ہوجائے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو کعبہ کے گرد جمع کردے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہوکر طواف کرتے ہوئے تلبیہ کہیں گے۔ پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل تو کعبہ شریف تلبیہ کہے گا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ پھر فرشتے اس کو کھینچ کر محشر تک لے جائیں گے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الثانی، ج۱، ص۳۳۳، مختصر)

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرّفہ کو امن اور عزت والا گھر بنایا اور اس میں رہنے والے انسانوں اور جانوروں کو امان دی اور آبِ زَم زَم کے ساتھ خاص کیا اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو فرض وواجب اور نوافل کی ادائیگی کے لئے قائم کیا اور سعی کے لئے صفا ومروہ کا انتخاب فرمایا اور جفا کے بدلے صلہ رحمی کو پیدا فرمایا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّم تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

بیان 10:

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں رونے والوں کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے خائفین کی آنکھوں کو خوفِ وعید سے رُلایا تو ان کی آنکھوں سے چشموں کی مانند آنسو جاری ہوگئے اور اُن ہستیوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے بادل برسائے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، انہوں نے ''تقویٰ'' کو اپنا فخریہ لباس بنایا، خوف نے اُن کی نیند اور اُونگھ اُڑا دی، جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ غمگین ہوتے ہیں۔ آنسوؤں نے ان کی نیند اور سکون ختم کر دیا پس وہ غمگین اور دَرد بھرے دل سے روتے ہیں، انہوں نے آہ وبُکا کو اپنی عادت اور آنسوؤں کو پانی بنالیا۔ ان کے دن غم میں کٹتے اور راتیں پھوٹ پھوٹ کر رونے میں گزرتی ہیں، وہ آہ وزاری سے سَیر نہیں ہوتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو ہنسایا اور رُلایا اور زندگی اور موت عطا فرمائی اور ماضی و مستقبل کا علم سکھایا۔ انہوں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عہد کیا تو اس کو وفا کرنے والا پایا۔ اس سے معاملہ کیا تو ساری زندگی نفع دینے والا پایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں ربِّ عظیم عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: **اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا** ۝ (پ۱۶، مریم:۵۸) ترجمۂ کنز الایمان: جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے۔(1) (یہ آیتِ سجدہ ہے اسے پڑھنے، سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے)

اُن میں سے ہر ایک اپنا چہرہ خاک پر رکھ دیتا ہے اور جب وہ اپنے آپ کو رنجیدگی سے خالی پاتے ہیں تو روتے اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور جب اپنے گناہوں کے متعلق سوچتے ہیں تو خوب گِڑگِڑاتے ہیں اور آنسوؤں سے ان کی پلکیں زخمی ہو جاتی ہیں۔ وہ سب بادشاہِ حقیقی کی بارگاہ میں پلکوں کے بادلوں سے آنسو بہاتے اور روتے روتے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور اہل صدق ووفا کے متعلق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ ''اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بنالو۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب الحزن والبکاء، الحدیث ۴۱۹۶، ص ۲۷۳۲) سنتے ہیں تو رونے سے نہیں اُکتاتے۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنی لغزش پر روتا ہے۔ سبھی اس کی سطوت واقتدار سے خوف زدہ رہتے ہیں جیسا کہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ** ۝ (پ۱۷، الانبیآء:۲۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔

---

1 ...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**اللہ** تعالیٰ نے ان آیات (یہ اور گذشتہ آیات) میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام **اللہ** تعالیٰ کی آیتوں کو سُن کر خضوع وخشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔ **مسئلہ:** اس سے ثابت ہوا کہ قرآنِ پاک بخشوعِ قلب سننا اور رونا مستحب ہے۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو ہر طرح کی آزمائشوں میں مبتلا فرمایا یہاں تک کہ اپنے مقرب انبیاء کرام علیھم السلام کو بھی آزمایا اور حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ السلام کو جنت سے اُتارا گیا تو ابوالبشر ہونے کے باوجود چالیس سال تک روتے رہے۔ حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علیہ السلام حضرتِ سیِّدُنا یوسف علیہ السلام کے غم میں اس قدر روئے کہ آپ علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور جب دوسرے بیٹوں نے اُن کو آپ علیہ السلام سے دور کردیا تو آپ علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ O (۱۳،یوسف:۸۶) ترجمۂ کنزالایمان: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔(۱)

جب بھائیوں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا یعقوب علیہ السلام صرف حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ السلام سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو گہرے کنوئیں میں ڈال دیا، ”وَجَآءُوْٓ اَبَاھُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ O(پ۱۲،یوسف:۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔“

حضرتِ سیِّدُنا داوٗد علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام اپنی لغزش پر چالیس سال تک روتے رہے، آپ علیہ السلام نے اتنا عرصہ ندامت سے اپنا سر اوپر نہ اٹھایا پھر ندا دی گئی: ”اے داوٗد! ہم نے تیری لغزش معاف فرمادی اور محبت دنیا میں ایک بار ملتی ہے دوبارہ نہیں ملتی۔“

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو کوئی شئے دو قطروں سے زیادہ پسند نہیں: (۱)......خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے بہنے والا آنسوؤں کا قطرہ اور (۲)...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔“

(جامع الترمذی ،ابواب فضائل الجهاد ، باب ماجاء فی فضل المرابط ، الحدیث ۱۶۶۹،ص۱۸۲۳)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”بروزِ قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر وہ آنکھ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء سے بچی اور وہ آنکھ جو رات بھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ کہ جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے مکھی کے سر کی مثل آنسو بہا۔“ (حلیة الاولیاء،صفوان بن سلیم،الحدیث ۳۶۶۳،ج۳،ص۱۹۰)

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتِ یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کا خواب حق ہے، ضرور واقع ہوگا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت ملک الموت سے دریافت کیا کہ تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں۔ اس سے بھی آپ کو اُن کی زندگانی کا اِطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا۔“

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا فرمایا کرتے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے رونے والی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے آنسو بہاتی رہیں اس سے پہلے کہ خون کے آنسو رونا پڑے اور داڑھیں پتھر ہوجائیں۔''

(الزهد للامام احمد بن حنبل،الحديث ٤٨،ص ٣٤)

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکرِ محبت عام ہے لیکن سوزِ محبت عام نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کسی آسمانی کتاب میں ارشاد فرمایا: ''میرے عزت وجلال کی قسم! جو بندہ میرے خوف سے روئے گا میں اس کے بدلے مقدس نور سے اسے خوشی عطا کروں گا۔ میرے خوف سے رونے والوں کو بشارت ہو کہ جب رحمت نازل ہوتی ہے تو سب سے پہلے انہی پر نازل ہوتی ہے۔ اور میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو کہ ''وہ میرے خوف سے آہ وبکا کرنے والوں کی محفل اختیار کریں تا کہ جب رونے والوں پر رحمت نازل ہو تو ان کو بھی رحمت پہنچے۔''

(موسوعة للامام ابن ابی الدنيا، كتا ب الرقة و البكاء، الحديث٨/١٨/٢٧،ج٣،ص ١٧١تا١٧٤)

حضرتِ سیِّدُنا نضر بن سعد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی آنکھ سے خشیّتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے آنسو بہتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔ اگر اس کے رخسار پر بہہ جائے تو قیامت کے دن نہ وہ ذلیل ہو گا اور نہ اس پر کوئی ظلم ہوگا۔ اور اگر کوئی غمگین شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے کچھ لوگوں میں روئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے رونے کے سبب ان لوگوں پر بھی رحم فرماتا ہے۔ آنسو کے علاوہ ہر عمل کا وزن کیا جائے گا اور آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔''

(المرجع السابق،الحديث ١٤،ج٣،ص ١٧٢)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے آنسو کا ایک قطرہ بہانا مجھے ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔'' (احياء علوم الدين، كتاب الخوف و الرجاء، بيان فضيلة الخوف، ج ٤، ص ٢٠١)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب دلوں کی زمین سے خوف پیدا ہو، آنسو بہہ کر خشیت کے باغیچے کو سیراب کریں تو ندامت کی کلی کِھل اُٹھتی ہے اور توبہ کا پھل نصیب ہو جاتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا داوٗد علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام اپنی لغزش پر دن رات روتے رہتے تھے گویا آپ علیہ السلام نے خوشی کا حُلّہ اُتار کر غم کا لباس زیبِ تن کر لیا تھا، کبوتر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سے خاموش ہو جاتے، دل آپ علیہ السلام کی چیخوں سے مضطرب ہو جاتے، آپ علیہ السلام کے آنسوؤں سے گھاس سیراب ہو جاتی۔ آپ علیہ السلام اپنی مناجات میں عرض کرتے: ''میں تیرے بندوں کے طبیبوں سے علاج کرانے کے لئے نکلا کہ وہ میرے دل کی بیماری کا علاج کریں لیکن سب نے تیری راہ بتائی۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری آنکھوں کو آنسو بہانے کی توفیق عطا فرما

اور میری کمزوری کو قُوَّت سے بدل ڈال تا کہ میں تجھے راضی کر سکوں۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ رونا خوف سے آتا ہے اور بے قراری رجاء و شوق سے ہوتی ہے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا محمد منکدر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رویا کرتے تو اپنے چہرے اور داڑھی پر آنسو مَل لیا کرتے۔ ان سے اس کے متعلق عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: ''مجھے پتا چلا ہے کہ آگ اس جگہ کو نہ کھائے گی جسے آنسو چھوئیں۔ (سیر اعلام النبلاء ، الرقم۷۷۷، محمد بن مکندر بن عبد اللہ، ج٦، ص١٥٩) اے میرے عزیز! یہ رونا گناہوں کی آگ کو بجھاتا، دلوں کی کھیتی کو زندہ کرتا اور مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ اپنی تنہائیوں میں بے وفائیوں پر روتا رہ اور دن رات لغزشوں اور گناہوں پر آنسو بہاتا رہ۔

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر کنانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک ایسا نوجوان دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں تقویٰ ہوں۔'' میں نے اس سے استفسار کیا: ''تو کہاں رہتا ہے؟'' تو اُس نے بتایا: ''ہر غمگین رونے والے کے دل میں۔''

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خواب میں **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے قراءَت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ قراءَت ہے تو رونا کہاں ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا احمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی لونڈی کو خواب میں دیکھا کہ اُس سے زیادہ حسین کوئی عورت نہ دیکھی تھی۔ اس کا چہرہ حسن و جمال سے دَمَک رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تیرا چہرہ اتنا روشن کیوں ہے؟'' تو وہ کہنے لگی: ''آپ کو وہ رات یاد ہے جب آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئے تھے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: ''آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ میں نے اُٹھا کر اپنے چہرے پر مل لیا تو چہرہ ایسا ہو گیا جیسا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا عطاء سلمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت زیادہ گریہ وزاری فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں حالانکہ موت کے پھندے میری گردن میں ہیں، قبر میرا گھر ہے اور قیامت میرا ٹھکانا ہے اور اپنا اپنا حق مانگنے والے میرے اِرد گرد کھڑے ہو کر پکار رہے ہیں: ''اے شخص! ہمارے اور تمہارے درمیان میدانِ محشر میں فیصلہ ہوگا۔''

حضرتِ سیِّدُنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی موت کے وقت رونے لگے تو ان سے عرض کی گئی: ''آپ کیوں روتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ اب مجھے راتوں کے قیام، دن کے روزوں اور ذکر کی مجالس میں حاضری کا موقع نہ ملے گا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا عامر بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو رونے لگے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ''کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں سخت گرمیوں کے روزوں اور سردیوں میں قیام پر رو رہا ہوں۔'' (کیونکہ اب دوبارہ یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا)

حضرتِ سیِّدُ نا **ابو شَعْثَاء** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی موت کے وقت رونے لگے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا: ''کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے راتوں کے قیام کا شوق تھا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ایک عبادت گزار شخص بیمار ہو گیا تو ہم اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس گئے۔ وہ لمبی لمبی سانسیں لے کر افسوس کرنے لگا۔ میں نے اس کو کہا: ''کس بات پر افسوس کر رہے ہو؟'' تو اس نے بتایا: ''اس رات پر جو میں نے سو کر گزاری اور اس دن پر جس دن میں نے روزہ نہ رکھا اور اس گھڑی پر جس میں مَیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل رہا۔''

ایک عابد اپنی موت کے وقت رونے لگا۔اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ ''میں اس بات پر روتا ہوں کہ روزے دار روزے رکھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ذاکرین ذکر کریں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔نمازی نمازیں پڑھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔''

اے غافل انسان! ان بزرگوں کو دیکھ! مرنے پر کیسے افسُردہ اور نادِم ہو رہے ہیں کہ موت کے بعد عملِ صالح نہ کر سکیں گے۔ اپنی بقیہ عمر سے کچھ حاصل کر لے اور جان لے کہ جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔کیا تو ان لوگوں کی قبروں سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل نہیں کرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی قبروں میں اطمینان سے ہیں لیکن پھر بھی تمہاری طرف لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں، وہ فوت شدہ اعمال کی تلافی چاہتے ہیں۔ کتنے واعظین نے وعظ کیا، ڈرایا اور موت نے کتنی مِٹی کو آباد کر دیا؟ کیا تیرے پاس ایسے کان نہیں جو نصیحت کو سنیں؟ کیا تو ایسی آنکھ نہیں رکھتا جو اپنے محبوب کے جدا ہونے پر آنسو بہائے؟ کیا تیرے پاس ایسا دل نہیں جو خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے گڑگڑائے؟ کیا تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کی طمع نہیں؟

منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا شعیب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اے شعیب (علیہ الصلوۃ والسلام)! میرے لئے اپنی گردن عاجزی سے جھکا لے اور اپنے دل میں خشوع پیدا کر، اپنی آنکھوں سے آنسو بہا اور مجھ سے دعا کر کہ میں تیرے قریب ہوں۔'' منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نا شعیب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سو سال روتے رہے یہاں تک کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ بینائی عطا فرمائی تو پھر سو سال روتے رہے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی

بینائی پھر ضائع ہوگئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''اے شعیب(علیہ الصلوۃ والسلام)! یہ رونا اگر جہنم کے خوف سے ہے تو میں نے تجھے جہنم سے امان عطا کر دی اور اگر جنت کے شوق میں ہے تو میں نے تجھے جنت بخش دی۔'' تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! تیرے عزّت وجلال کی قسم! میں نہ تیرے جہنم کے خوف سے اور نہ ہی تیری جنت کے شوق میں رو رہا ہوں بلکہ تیری محبت کی گرہ میرے دل میں لگی ہوئی ہے۔ اسے تیرے دیدار کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھول سکتی۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جب ایسا ہے تو میں تجھے ضرور اپنا دیدار کراؤں گا اور (وہ یوں کہ) میں تیرے پاس اپنا ایک بندہ بھیجوں گا جو دس سال تیری خدمت کرے گا پھر اُسے تیری مناجات کی برکت سے کلیم بنادوں گا۔'' (کلیم سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں)

آہ! وہ دل جس کو غم کی گرمی نے پگھلا دیا۔ آہ! وہ لوگ جنہیں گریہ وزاری نے فنا کر دیا۔ آہ! وہ اعضاء جنہوں نے برے کاموں کے بدلے اچھے کاموں کو قبول کیا۔ آہ! وہ جگر کہ مَلِک جلیل عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ ہائے! وہ دل جن کو کوچ اور موت کے دن کی فکر نہیں؟ ہائے! وہ دل کی سختی جس نے دل کو جہنم کی بری راہ پر چلایا۔ ہائے! وہ دل جو گناہوں سے بیمار ہوا۔ جس نے اطاعت کے لئے کمر باندھی تو وہ کامیاب ہوگیا۔ اے مسکین! کیا اب بھی تو اپنی خواہش سے باز نہ آئے گا؟ کیا اب بھی اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے دروازے کی طرف نہ لوٹے گا؟ کیا تو بھول گیا کہ تیرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا کیا نعمتیں عطا کیں؟ کیا تجھ پر دلوں کو مہربان نہ کیا؟ کیا تجھے رزق سے غذا نہ بخشی؟ کیا تیرے دل میں اسلام ڈال کر تجھے ہدایت نہ دی؟ کیا تجھے اپنے فضل سے قریب نہ کیا؟ کیا اس کا احسان لمحہ بھر بھی تجھ سے ہٹا؟ لیکن تو نے غفلت کو قبول کیا، خواہشات پر سوار ہوا، خطاؤں میں جلدی کی، اس کا عہد توڑ ڈالا، اس کے حکم کی نافرمانی کی، گناہوں پر ڈٹا رہا، اپنے نفس کی اطاعت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخالفت کی۔ کیا تجھے حیا نہیں کہ وہ تیری نافرمانی کو دیکھ رہا ہے۔ اس محرومی و دوری کے باوجود اگر تو اس کی طرف رجوع کرے گا تو وہ تجھے قبول فرمالے گا، تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ اگر تو ہمیشہ اس کی اطاعت میں رہے تو وہ تجھے اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ (امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں)

گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی مرا حشر میں ہوگا کیا یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!
تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے مرے غوث کا واسطہ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور ان کو روتا ہوا پا کر رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے احمد! میری آنکھیں پُرنم کیوں نہ ہوں جبکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب رات تاریک ہو جاتی ہے، لوگ سو جاتے ہیں اور ہر دوست اپنے دوست کے ساتھ تنہائی اختیار کر لیتا ہے، تو اہلِ معرفت کے دل روشن ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے لُطف اندوز ہوتے ہیں، ان کے عزم مالکِ عرش عَزَّوَجَلَّ تک بلند ہوتے ہیں اور اہلِ محبت مناجات میں اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کے سامنے قدم بچھا دیتے ہیں، پُر درد آواز سے اس

کے کلام کو دُہراتے ہیں، ان کے آنسو رخساروں پر بہہ پڑتے ہیں، خوف اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں رفتہ رفتہ محرابوں میں گرتے رہتے ہیں۔ مالک عَزَّوَجَلَّ ان کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے پکارتا ہے: ''اے میرے اہلِ معرفت احباب! تمہارے دل میری ذات میں مشغول ہیں اور تم نے اپنے دلوں سے میرے علاوہ سب کو نکال دیا ہے۔ تمہیں بشارت ہو! جس دن تم مجھ سے ملو گے تو سرور وقرب پاؤ گے۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے جبرائیل! جنہوں نے میرے کلام سے لذت حاصل کی، مجھ سے راحت چاہی میں ان کی خلوتوں میں ان سے باخبر ہوتا ہوں، ان کی گریہ وزاری اور آہ و بُکا سنتا ہوں، اُن کے بے چینی سے چہرہ پھیرنے اور کوشش کرنے کو دیکھتا ہوں۔ پھر **اللہ** تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: یہ رونا کیسا ہے جو میں سُن رہا ہوں؟ یہ گریہ وزاری کیوں ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کیا تم نے کبھی سنا ہے یا تمہیں کسی نے کہا ہے کہ محبّ اپنے محبوبوں کو آگ کا عذاب دے گا؟ کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ میں اپنے پناہ مانگنے والوں کو دھتکار دوں گا؟ میری عزت کی قسم! میں تمہیں ضرور جنت عطا کروں گا۔ تمہارے لئے حجاب اور پردے اٹھا دوں گا اور آنسوؤں کے عوض خوشیاں اور بشارتیں عطا کروں گا۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس بندے کی آنکھوں سے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب آنسو نکل کر چہرے تک پہنچتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب الزهد، باب الحزن والبكاء، الحديث ٤١٩٧، ص ٢٧٣٢)

حضرتِ سیِّدُنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ہند کے پہاڑ پر سو سال سجدے میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سرندیب (سیلون، سری لنکا) کی وادی میں بہنے لگے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس وادی میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے آنسوؤں سے دارچینی اور لَونگ وغیرہ کی فصلیں اگائیں اور اس وادی میں مور پیدا کئے۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اپنا سرِ انور اٹھایئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) کو بخش دیا ہے۔'' آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا سر اٹھایا۔ پھر خانہ کعبہ کے پاس آ کر طواف کیا، ابھی طواف کے سات چکر مکمل نہ کئے تھے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام آنسوؤں میں بھیگ گئے۔''

(موسوعة للامام ابن ابی الدنيا، كتاب الرقة والبكاء، الحديث ٣٢٤، ج٣، ص ٢٣٥)

اے گنہگار انسان! اپنے جدِ امجد کی حالت میں غور و فکر کر اور جو کچھ ان کے ساتھ معاملہ ہوا اُسے یاد کر تیرے لئے اتنا ہی کافی ہوگا۔ حضرتِ سیِّدُنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام چالیس دن تک سجدے کی حالت میں روتے رہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کے سبب کبھی (آسمان کی طرف) اپنا سر نہ اٹھایا اور اتنا روئے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی اور آپ علیہ السلام کے سر کو ڈھانپ لیا۔ پھر آپ علیہ السلام کو آواز دی گئی: ''اے

داؤد! کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا کھلایا جائے یا پیاسا ہے کہ تجھے سیراب کیا جائے یا بے لباس ہے کہ تجھے کپڑے پہنائے جائیں یا مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟'' تو آپ علیہ السلام نے بلند آواز سے ایسی گریہ وزاری کی جس کی تپش سے گھاس سوکھ گئی۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور لغزش معاف فرما دی۔ پھر آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! تو میری لغزش میری ہتھیلی میں ظاہر فرمادے۔''

تو آپ علیہ السلام کی لغزش ہتھیلی میں لکھ دی گئی۔ جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام اپنی ہتھیلی کھانے وغیرہ کے لئے دراز کرتے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے بیٹھا ہوا شخص اس کو دیکھ لیتا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس گلاس لایا جاتا جس میں دو تہائی پانی ہوتا۔ اسے پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ دراز کرتے اور اپنی لغزش دیکھتے تو گلاس نہ رکھتے یہاں تک کہ وہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ پھر آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیا تو میرے رونے پر رحم نہیں فرمائے گا؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''اے داؤد (علیہ السلام)! تجھے اپنی لغزش یاد نہیں اور رونا یاد ہے؟'' تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں اپنی لغزش کیسے بھول سکتا ہوں۔ جب میں زبور کی تلاوت کرتا تھا تو پانی کا بہاؤ رک جاتا، تیز ہوا ساکن ہو جاتی، پرندے میرے سر پر سایہ کرتے اور جنگلی جانور میرے محراب کے پاس آ جایا کرتے تھے۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! کیا یہ میرے اور تیرے درمیان دوری نہیں؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''اے داؤد (علیہ السلام)! وہ اطاعت کی محبت تھی اور یہ معصیت کی وحشت ہے۔ اے داؤد (علیہ السلام)! آدم (علیہ السلام) کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اس میں اپنی طرف سے خاص روح پھونکی، ملائکہ سے اس کو سجدہ کروایا، اُسے عزّت کا لباس پہنایا اور تاج عطا کیا۔ جب میری بارگاہ میں اُس نے تنہائی کی شکایت کی تو میں نے اس سے اپنی بندی حوا کا نکاح کر دیا، اسے جنت میں ٹھہرایا حتی کہ اس سے لغزش ہوئی تو میں نے اسے بے سروسامانی کی حالت میں جنت سے اُتار دیا کہ وہ اپنی سمجھ سے نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے، وہ چالیس سال تک روتا رہا اگر اس کے آنسوؤں کا وزن کیا جائے تو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہو جائے۔''

(الموسوعة للامام ابن ابی الدنیا، کتا ب الرقة والبکاء، الحدیث ۳۸۵، ج۳، ص۲۴۷، مختصراً)

حضرتِ سیِّدُنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ الولی خون کے آنسو رویا کرتے تھے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''**اللہ** تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کر کے پوچھا: ''اے فتح! تیرے رونے کی وجہ کیا تھی؟'' میں نے عرض کی: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! تیرے واجب حق سے پیچھے رہ جانے پر۔'' تو اس نے پھر استفسار فرمایا: ''تُو خون کے آنسو کیوں روتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! اپنے آنسوؤں پر خوف تھا کہ یہ صحیح نہیں۔'' **اللہ** تعالیٰ نے پھر استفسار فرمایا: ''اس سے تیرا کیا ارادہ تھا؟'' میں نے عرض

کی: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس سے میرا مقصد صرف تیرا دیدار تھا کہ تو مجھے اپنا جلوہ دکھا دے، اس کے بعد تیری مرضی جو بھی معاملہ فرمائے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! تیرے محافظ فرشتے چالیس سال سے میری بارگاہ میں تیرا نامۂ اعمال لا رہے ہیں جس میں ایک گناہ بھی نہیں۔ پس میں ضرور تجھے عزت کا لباس پہناؤں گا اور اپنے دیدار سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔''

خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ربِّ مجید عَزَّوَجَلَّ کے خاص اور پسندیدہ بندے ہیں۔ مقصود کی طرف سبقت لینے والے اور رب عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پاک وصاف ہیں۔ اے دھتکارے ہوئے بدبخت شخص! تیرا کیا بنے گا کہ تو معبودِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ان سے جدا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تجھے اپنے نفس پر گریہ وزاری کرنی چاہئے اور اس شخص کی طرح آہ وبُکا کرنی چاہئے جسے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے دھتکار کر دور کر دیا گیا ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّم تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

چار نصیحتیں

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم **ارشاد فرماتے ہیں:**

''میں کوہِ لبنان میں کئی اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہا ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو ان چار باتوں کی نصیحت کرنا: (۱) جو **پیٹ بھر** کر کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔ (۲) جو **زیادہ سوئے** گا اس کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔ (۳) جو صرف **لوگوں کی خوشنودی** چاہے وہ رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مایوس ہو جائے گا۔ (۴) جو **غیبت** اور **فضول گوئی** زیادہ کرے گا وہ دینِ اسلام پر نہیں مرے گا۔''

(منہاج العابدین ص۱۰۷)

بیان 11:

فقراءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا پس وہ اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اُس کی محبت ان کے دلوں میں محفوظ ہے۔ اُن کے چہرے تیرے سامنے اُن کے دلوں کے انوار ظاہر کریں گے۔ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نورِ جمال سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔ اُن کی سانسوں کی کستوری سے پوری کائنات معطر ہے۔ وہ گوشہ نشینی کے خیموں میں رہائش پذیر ہیں۔ سحری کی میٹھی ہوا اُن کی خوشبو کو اٹھا لے جاتی ہے اور تمام مخلوق اس معطر ہوا میں سانس لیتی ہے۔ اگر بادشاہ اُن کی مئے عشق کا ایک قطرہ چکھ لیں تو دنیا کو ٹھکرا دیں۔ جب وہ اپنی نغمگی آواز میں ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کا کلام پڑھتے ہیں تو تُو انہیں بیدار، مدہوش اور غائب وحاضر کی طرح پائے گا۔ جب ان کا عشق جوش مارتا ہے تو وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اگر تُو ان میں سے کسی کو دیکھے گا تو دیوانہ سمجھے گا بلاشبہ وہ اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گرویدہ ہیں۔ پس پہاڑ زمین کی میخیں اور وہ پہاڑوں کی میخیں ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین ہلنے لگے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو اُن سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی نیک لوگ ہم سے الگ ہوتے ہیں۔ پہاڑ ان پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ وحشی جانور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ چوپائے ان سے برکت حاصل کرتے، درخت ان کا قُرب پاتے ہیں۔ نسیمِ سحر اُن سے ملاقات کرتی ہے۔ اُن کی سانسیں شیاطین کو جلا دیتی ہیں۔ شیطان ان کی سجدہ گاہوں کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی ان کے قریب جاتا ہے۔ اہلِ دُنیا انہیں دنیا کے خزانے پیش کرتے ہیں مگر وہ اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ جن پہاڑوں پر ان کے قدم پڑتے ہیں وہ دیگر پہاڑوں پر فخر کرتے ہیں۔ **اُن کے قدموں کی خاک آنکھوں کا سُرمہ ہے۔**

جب فرشتے اُن کے اعمال نامے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں تو اُن کی خوشبو سے آسمان معطر ہو جاتے ہیں، فرشتے ان کو دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں اور ان کے اسرارِ معرفت پر مقرَّب فرشتے اور خاص انسان بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے ارشاد فرماتا ہے: ''تمہارے پاس میری محبت کے سوا کچھ نہیں، میں حبیب ہوں اور تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔'' جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو اہل دنیا اُن کی جدائی پر غمگین ہوتے ہیں لیکن جنَّت ان کے اشتیاق میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عرض کرتی ہے، ''تیرے محبوب بندے کب مجھ میں جلوہ افروز ہوں گے۔'' وہ جنت کے محلات میں رہیں گے۔ اس کے برتنوں میں مشروب پئیں گے۔ اس کی حوروں سے نفع حاصل کریں گے۔ اس کے باغات میں سیر کریں گے۔ اس کے بالاخانوں میں رہیں گے۔ عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کلام کو سنیں گے اور اس کے دیدار سے مشرَّف ہوں گے۔

یہ ان ہستیوں کا مقام ومرتبہ ہے۔اے سُستی اور غفلت برتنے والو! تم نے کیا ذخیرہ کیا؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عظیم ہے: **لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ** O (۳۲، الصّٰفّٰت: ۶۱) ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین چیزیں افضل ہیں: (۱)......فقر (۲)......علم اور (۳)......زُہد۔''

فَقر کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فَقر کیا ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فقر کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں میں سے ایک عطاء ہے۔'' اس نے تیسری بار پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فقر کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ چیز ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے نبی، رسول اور معزَّز ومکرَّم بندے کے سوا کسی کو عطا نہیں فرماتا۔''

انبیاءِ کرام علیہم السلام اور فقراء کی تخلیق جنَّت کی مٹی سے ہوئی:

حضور سیِّدُ الانبیاءِ والمرسلین، جنابِ رحمۃٌ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''فقیر وہ ہے جس کی بھوک اور مرض کا لوگوں کو علم نہ ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق کو زمین کی مٹی سے اور انبیاء وفقراء کو جنت کی مٹی سے پیدا فرمایا۔ تو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امان چاہے اُسے چاہئے کہ فقراء کی عزت کرے۔''

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سے سات فقراء کے لئے اور ایک اغنیاء کے لئے ہے۔ اور جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں سے چھ فقراء پر حرام اور اغنیاء کے لئے حلال ہیں۔ اور ایک دروازہ فقراء کے لئے ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ لوگ فقراء ہیں۔ کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سب سے زیادہ محبوب انبیاءِ کرام ہیں اور اس نے انہیں فقر میں مبتلا فرمایا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''اے لوگو! تمہیں فاقہ وتنگدستی اس بات پر نہ ابھارے

کہ تم حرام طریقے پر رزق طلب کرنے لگو۔ بے شک میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: ''اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ فَقِیْرًا وَلَا تَتَوَفَّنِیْ غَنِیًّا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے فقیری میں موت عطا فرما، امیری میں موت نہ دے اور مجھے مساکین کی جماعت میں اُٹھا۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی قبض الید عن الا موال المحر مۃ، الحدیث ۵۴۹۹، ج۴، ص۳۸۹)

علماء حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وارث اور فقراء دوست ہیں:

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس امت کے علماء اور فقراء کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ علماء میرے وارث اور فقراء میرے دوست ہیں۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الطاء، الحدیث ۳۷۵۱، ج۲، ص۴۷، مختصر)

حضرتِ سیِّدُنا شفیق زاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے مروی ہے کہ'' فقراء نے تین چیزیں اختیار کیں: (۱)......راحتِ نفس (۲)......دل کی فراغت اور (۳)......ہلکا حساب۔ اور اغنیاء نے بھی تین چیزیں اختیار کیں: (۱)......نفس کی تھکاوٹ (۲)......دل کی مشغولیت اور (۳)......حساب کی سختی۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزھد، بیان فضیلۃ الفقر علی الغنی، ج۴، ص۲۵۱)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''فقراء کی فضیلت پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان دلیل ہے، چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

﴿۱﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (پ۱، البقرۃ: ۴۳)　ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔(۱)

یعنی نماز میرے لئے قائم کرو اور زکوٰۃ فقراء کو دو۔ یہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حق کے ساتھ فقراء کا حق ملا دیا۔

فقیر، غنی کے لئے طبیب، دھوبی، قاصد اور نگہبان ہے:

منقول ہے کہ فقیر غنی کے لئے طبیب، دھوبی، قاصد اور نگہبان ہے۔ طبیب اس لئے کہ جب غنی بیمار ہوتا ہے تو فقیر پر صدقہ کرتا ہے اور جب فقیر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ مرض سے بری ہو جاتا ہے۔ دھوبی اس لئے کہ غنی جب فقیر پر صدقہ کرتا

---

(۱)......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ **مسئلہ:** جماعت کی ترغیب بھی ہے، حدیث شریف میں ہے: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

ہے تو یہ اس کے لئے دعا کرتا ہے تو غنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مال بھی صاف ہو جاتا ہے۔ قاصد اس لئے کہ غنی جب فقیر پر اپنے مرحوم والدین یا اقرباء کی طرف سے صدقہ کرتا ہے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے تو یوں فقیر اس کا قاصد بن جاتا ہے۔ نگہبان اس لئے کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے اور فقیر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو اُس کی دعا سے غنی کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی قبر سے غائب ہو گیا:

جب حضرتِ سیِّدُنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اور انہیں دفن کیا گیا تو اینٹیں برابر کرتے ہوئے ایک اینٹ گر گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا جعفر بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اینٹ نکالنے کے لئے قبر میں ہاتھ ڈالا تو کسی کو نہ پایا۔ میں بڑا حیران ہوا لیکن کسی کو یہ بات نہ بتائی اور اسی سوچ میں حضرتِ سیِّدُنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر آ گیا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی سے تعزیت کی اور اس سے دریافت کیا: ''وہ کون سی دعا یا بات اکثر کہا کرتے تھے۔'' تو ان کی بیٹی نے جواب دیا: ''میں انہیں اکثر روتے اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت کرتے ہوئے دیکھتی تھی: ''رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ (پ۱۷، الانبیآء: ۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث۔'' تو میں نے کہا: یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا قبول فرمالی ہے۔

نوجوان بزرگ:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پہاڑ کے دامن میں پریشان حال نوجوان دیکھا جس کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنے آقا سے بھاگا ہوا ایک غلام ہوں۔'' تو میں نے اس سے کہا: ''واپس لوٹ جا اور معافی مانگ لے۔'' تو اس نے کہا: ''معذرت کے لئے کوئی دلیل ہونی چاہئے ایک نافرمان کون سا عذر پیش کرے؟'' تو میں نے اسے مشورہ دیا: ''ایسے شخص سے رابطہ قائم کر جو اس کے ہاں تیری سفارش کرے۔'' تو وہ کہنے لگا: ''سب سفارش کرنے والے اس سے ڈرتے ہیں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں نے اس سے پوچھا: ''وہ کون ہے؟'' تو اس نے بتایا کہ ''وہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ہے جس نے بچپن میں مجھے پالا لیکن جوان ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی۔ مجھے اِس سے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں اس سے خوبصورت شکل اور برے فعل سے ملوں گا۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر گئی۔ اسی وقت ایک بوڑھی عورت کہیں سے آ پہنچی اور کہنے لگی: ''اس غم اور مصیبت کے مارے ہوئے انسان کی مرنے پر کس نے مدد کی؟'' میں نے اس سے عرض کی: ''اس کی تجہیز و تکفین پر میں آپ کی مدد کروں گا۔'' تو وہ بولی: ''اس کو اپنے مارنے والے کے سامنے اسی حالت میں چھوڑ دو، ممکن ہے کہ اس حالت میں دیکھ کر وہ اس پر رحم فرما دے۔''

ہنسنے والا مُخلص نوجوان:

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو بیان فرما رہے تھے۔ سب لوگ رو رہے تھے مگر ایک نوجوان ہنس رہا تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! تجھے کیا ہے؟ لوگ رو رہے ہیں اور تم ہنس رہے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''لوگ یا تو جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں اور نجات کو ہی اپنا اجر سمجھتے ہیں یا جنت میں جانے کے لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ اس کے باغوں میں رہیں اور اس کی نہروں سے پئیں۔ لیکن میرا ٹھکانہ نہ تو جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ میں اپنی محبت کا بدلہ نہیں چاہتا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دوبارہ اس سے پوچھا: ''اگر اس نے تمہیں دھتکار دیا تو کیا کرو گے؟'' تو اس نے چند اشعار سنائے جن کا مفہوم یہ ہے: ''جب میں نے محبت کے باوجود وصال حاصل نہ کیا تو دوزخ میں ٹھکانا بنالوں گا۔ پھر جب مجھے صبح و شام عذاب ہوگا تو میری چیخ و پکار سے اہلِ دوزخ بھی تنگ آجائیں گے۔ جب میں وصالِ یار پانے کی کوئی راہ نہ پا سکا تو گنہگاروں کی ٹولیاں بھی مجھ پر گریہ وزاری کریں گی۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کر دے یا آزاد کر دے، مجھے تیری مرضی قبول ہے۔ اگر میں اپنے دعویٔ محبت میں سچا ہوں تو محض اپنے کرم سے میری حالت کو تبدیل کر دے اور اگر میرا دعویٔ محبت جھوٹا ہے تو مجھے اس کی سزا میں طویل عذاب سے دوچار کر دے۔'' جب وہ چپ ہوا تو ایک غیبی آواز آئی: ''اے ذوالنون! مُخلصین کی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ وہ خوشحالی و تنگدستی میں بھی اس سے محبت کرتے، نعمتوں اور مصیبتوں پر بھی اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔''

نیک لوگ اس لئے سعادت مند ہوگئے کیونکہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو مقصود بنایا، جب انہوں نے اس مقصد میں رغبت اختیار کی تو انہیں اس تک پہنچنے سے بیوی بچوں کی محبت نہ روک سکی، انہوں نے اس راہ میں آنے والی مشقت کو شہد سے زیادہ میٹھا پایا، اُن کے لئے شہد بھی ان تکالیف جیسا میٹھا نہیں، وہ ہمیشہ اپنے محبوب کی محبت میں مصائب جھیلتے رہے پھر بھی قرب کی طلب سے پیچھے نہ ہٹے، اور ان کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی شہر سے کوچ کرتے ہیں تو وہ شہر بھی اُن کے فراق میں آنسو بہاتا ہے۔

ایک نوجوان کی مناجات:

حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک پہاڑ پر چل رہا تھا۔ اچانک مجھے کسی کے رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی میں اس آواز کے پیچھے چل پڑا۔ یہ آواز موٹے کپڑوں میں ملبوس ایک نوجوان کی تھی، جو زمین پر

راکھ بچھا کر اس پر لَوٹ پوٹ ہوکر یوں مُناجات کررہا تھا: ''اے میرے معبود اور میرے مالک! تیری عزَّت وجلال کی قسم! میں نے ہرگز تیری مخالفت کرتے ہوئے تیری نافرمانی نہ کی بلکہ اس وقت میں تجھ سے غافل تھا اور میں تیرے عذاب کو ہلکا بھی نہیں سمجھتا۔ میرے نفس کی سرکشی کے سبب شقاوت وبدبختی مجھ پر غالب آ گئی۔ تو نے میرے گناہوں پر پردہ ڈالا تو میں دھوکے میں پڑ گیا اور اپنی جہالت اور بے وقوفی کے سبب تیری نافرمانی کی۔ اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ جب تو اپنی رسی مجھ سے قطع کردے گا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دور کردے گا تو میں کس کی رسی تھاموں گا؟ ہائے افسوس! تیری بارگاہ میں کھڑا ہونا پڑے گا، ہائے ندامت! تیری بارگاہ میں پیشی ہوگی، میں نے کتنی بارتوبہ کی لیکن پھر گناہوں کی طرف لوٹ آیا، کتنی بار عہد کیا پھر عہد توڑ دیا۔''

؎ کرکے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو
میں وہی بدکار ہوں کر دے کرم!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلِّم

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان 12:

بعض سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالٰی کے واقعات

(یہ باب حضرتِ سیِّدُنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا شیخ عزُّ الدین مَقْدِسی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے کلام سے نقل فرمایا ہے۔)

حمدِ باری تعالٰی:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو حق کو ظاہر فرمانے والا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ بندے کی سعادت وشقاوت اسی کے دستِ قدرت میں ہے، گناہوں کو مٹانے والا، پردہ پوشی فرمانے والا، دلوں کی پیاس بجھانے والا، اپنے عشق کی بیماری لگانے والا اور شفا دینے والا ہے، غموں کو دور کرنے والا ہے، بادَل کو پیدا کرنے والا اور اسے بھیجنے والا ہے۔ بجلی کو چمکانے والا اور اس سے روشنی ظاہر کرنے والا ہے، بجلی کو گرَج کی آواز دینے والا ہے، درختوں کو پتے دینے والا اور انہیں پروان چڑھانے والا ہے، کلیوں کو حسن اور خوبصورتی دینے والا ہے، پھلوں کو کڑوا اور میٹھا بنانے والا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی تصویر بنانے والا اور اسے غذا دینے والا ہے، حق کو ثابت کرنے والا اور اسے باقی رکھنے والا ہے، باطل کو غلط ثابت کرنے والا مٹانے والا ہے۔ اس نے مخلوق کو اپنی پہچان کرائی تو اس کے بندے حیران و پریشان ہوگئے اور اس کی معرفت کی راہیں دشوار ہوگئیں اور سالکین نے میدانوں میں بستر جما دیئے اور پھر عقلوں کی طرف مائل ہوئے تو عقلوں نے جواب دیا: ہم تو یہ بھی نہیں جانتیں کہ ہم کہاں سے آئیں، تو سالکین نے فکروں کی طرف اپنا قاصد بھیجا مگر وہ ایسی جگہ بھٹک گیا جہاں ہر سمجھ دار بھی بھٹک جاتا ہے۔ پھر انہوں نے عقلوں کے ساتھ بصیرتوں کے چراغ روشن کئے اور نورِ ایمان کے ساتھ رہنمائی حاصل کی، جب بھی چراغ ان کے لئے روشن ہوتے ہیں تو وہ چلنے لگتے ہیں۔ جب وہ عرفان کی منزل تک پہنچے تو **اللہ** تعالٰی کی بڑائی ان کے لئے غیر مانوس ہوگئی اور اس کی کبریائی اُن سے چھپ گئی۔ پھر وہ دِلوں کی طرف پلٹے تو دلوں نے کہا: ہم تو ہر عیب سے منزہ ومبرّ ہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر ہیں، اور گھر والا ہی اس میں موجود شئے کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔

پھر انہوں نے اسمائے الٰہیہ عَزَّوَجَلَّ سے رہنمائی چاہی تو اسماء نے جواب دیا: ہم تو اس کو نام دینے کی طاقت نہیں رکھتے پھر وہ صفات کی طرف متوجہ ہوئے تو صفات نے بھی یہی کہا کہ ہم اسے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں پھر وہ کلمات کی طرف بڑھے تو کلمات نے کہا: ہم تو صرف کلمات ہیں جو وجی کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے عرش سے التماس کرتے ہوئے عرض کی: ''کیا تو اپنے قرب کے سبب اس کی ذات تک پہنچا سکتا ہے یا اس کے قریب کرسکتا ہے؟'' تو مدہوشی میں ڈوبے ہوئے اور حیرت میں فنا عرش نے انہیں پکار کر کہا: ''میں اس کا احاطہ نہیں کرسکتا کہ اس کی پہچان حاصل کرسکوں، اور میں اس کو اٹھائے

ہوئے نہیں کہ اس کے متعلق کچھ بتا سکوں، میں اس کے ساتھ ملا ہوا بھی نہیں کہ میرا مقام اس سے قریب ہو اور نہ اس سے جدا ہوں کہ میرا مقام اس سے دور ہو۔ یقیناً تم نے مجھ سے ایسے امر کا سوال کیا ہے جو میں نہیں جان سکتا اور تم نے ایسے راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ میں بھی ہمیشہ اس کی تلاش اور سراغ میں رہا مگر مجھے حیرت اور بھٹکنے کے سوا کچھ نہ ملا۔'' یہ سن کر سالکین کہنے لگے: ''اگر تو بھی اس کی معرفت حاصل نہ کر سکا تو اس بلند و برتر ذات سے تیرے قرب کا کیا فائدہ! حالانکہ لوگوں نے تو تجھے بلند رتبہ قرار دیا ہے؟''

تو عرش بولا: ''میرا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ایسا ہی قرب ہے جیسا سانس کا اپنی نالیوں سے ہے اور میری اس سے ایسی ہی دُوری ہے جیسی تیر چلانے والے سے تیر کی ہوتی ہے، میں اس کی بارگاہ میں ایسا ہی حقیر ہوں جیسے غلام اپنے مالکوں کے سامنے ہوتا ہے، مجھے بھی اس کا اتنا ہی اشتیاق ہے جتنا عاشق کو اپنے محبوب سے ملاقات کے ایام کا شوق ہوتا ہے۔'' انہوں نے دوبارہ کہا: ''پھر تُو ربّ عَزَّوَجَلَّ کے متعلق کیا کہتا ہے؟'' تو عرش کہنے لگا: میں وہی کہتا ہوں جو اس کی تلاش میں سرگرداں اور اپنی اُمیدیں نہ پانے والا کہتا ہے۔'' سالکین نے کہا: ''جب تُو اس کی تعریف کرے تو ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کر اور کسی شئے کو اس کے مشابہ قرار دینے سے بچ اور یوں کہہ: وہ ایسا اوّل ہے کہ کوئی اوّل اس کا ثانی نہیں اور ایسا آخر ہے کہ کوئی آخر اس کے قریب نہیں، ایسا ظاہر ہے کہ کوئی ظاہر اس کے مشابہ نہیں، ایسا باطن ہے کہ کوئی باطن اس کی برابری نہیں کر سکتا، ایسا دور ہے کہ کوئی مسافت اس جتنی نہیں ہو سکتی، ایسا قریب ہے کہ تو جب چاہے اس سے ملاقات کر لے، ایسا واحد ہے کہ کوئی واحد اس کے مقابل نہیں، وہ ایسا یکتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کہ اس کی حد ختم ہو جائے، اگر تو اس سے خالص دوستی رکھے تو وہ تجھے اپنے پسندیدہ جام سے پاک و صاف شربت پلائے گا اور اگر اس کی محبت کا جام پی لیا جائے تو پینے والا دوسروں کو پلانے والا بن جاتا ہے۔

یا الٰہی! میرا مقصود بس تو ہی تو ہے، اور تاریکیوں میں میرے لئے نور اور روشنی ہے۔ یا الٰہی! تیرے تو میرے علاوہ بھی بہت بندے ہیں مگر میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں، میں نے جہالت کے سبب تیری نافرمانی کی اور برے افعال کے باوجود تجھ سے دعا کی پھر بھی تو نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول فرمائی اور میں نے تیری طرف رجوع کیا تو تُو نے میری اُمید پوری کر دی، میں نے تیری بارگاہ میں اپنے دل کی بیماری کا شِکوَہ کیا تو تُو نے میری تکلیف زائل فرما دی اور مجھے فوراً شفا عطا فرما دی، کتنے ہی خطرات اور مشکلات نے مجھے گھیرا مگر تو نے میری بھرپور اعانت کی اور دشمنوں کے خلاف میری مدد فرمائی۔ اے مشکلات اور تکالیف میں میری اُمید گاہ! تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔

پورا شہر مسلمان ہو گیا:

حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ ''میں نے ایک سال حج کا عزم کیا۔ جب اونٹنی پر سوار ہوا تو اس

کا رُخ کعبہ کی طرف ہی تھا لیکن جب میں نے اُس کی گردن پر ہاتھ مارا تو وہ قُسطنطُنیہ (استنبول) کی طرف مُڑ گئی۔ میں نے کئی مرتبہ اس کا رُخ موڑا مگر وہ قبلہ کی طرف نہ مڑی، میں نے اپنے دل میں کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔'' میں نے اُس کی مرضی کے مطابق اُسے جانے دیا اور **اللہ** تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھے اپنے گھر نہ جانے دے تو میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں، تمام معاملہ تیرے ہی پاس ہے۔'' فرماتے ہیں کہ اونٹنی تیزی سے چلتی ہوئی قسطنطنیہ میں داخل ہوگئی۔ جب میں شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا ہیں۔ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: ''بادشاہ کی بیٹی کی عقل زائل ہوگئی ہے اور لوگ کوئی ایسا طبیب تلاش کر رہے ہیں جو اس کا علاج کر سکے۔''

میں نے دل میں کہا: ''میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! اسی کام کے لئے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس سال حج سے روک دیا ہے۔'' میں نے ان لوگوں کو بتایا: ''میں طبیب ہوں۔'' انہوں نے پوچھا ''کیا آپ علاج کریں گے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔'' لوگوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس نے اپنی بیٹی کا علاج میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کی اور کمرے میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں لوہے کی کَھنَک سنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اونٹنی نے تجھے ہماری طرف لانے کی کتنی کوشش کی جبکہ تو اسے کعبہ مشرَّفہ کی طرف پھیرتا رہا۔'' اس کلام سے میری عقل کھو گئی پھر میں اندر داخل ہوا تو ایسی لڑکی دیکھی کہ دیکھنے والوں نے اس سے زیادہ حسین لڑکی نہ دیکھی ہوگی، وہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی، میں نے اس سے پوچھا: ''یہ کیسی حالت ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے دلوں کے طبیب! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس سے میں غم سے نجات پا جاؤں۔'' میں نے اُسے کہا: ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پڑھ۔'' اس نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کُھل گئیں۔ جب اس کے باپ نے دیکھا تو کہنے لگا: ''آپ کتنے اچھے طبیب ہیں اور آپ کی دوا کتنی اچھی ہے۔ میرا علاج بھی اِسی دوا سے کر دیجئے جس سے اس کا علاج کیا ہے۔''

تو میں نے کہا: ''تم بھی پڑھو: ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)'' پھر اس کی ماں آئی، وہ بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور مسلمان ہوگئی۔ پھر اس شہر میں رہنے والے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس پر میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی اور روانگی کا ارادہ کیا تو وہ لڑکی کہنے لگی: ''اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جانے کی جلدی نہ کیجئے، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی ہے کہ آپ کی موجودگی میں میرا انتقال ہو، آپ میری نمازِ جنازہ پڑھائیں اور دفن کریں۔'' پھر اس نے کلمۂ شہادت پڑھ کر موت کا جام نوش کر لیا۔

اولیائے کرام کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے:

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں بصرہ میں پانچوں نمازیں مقامی مسجد میں پڑھا کرتا تھا جو ''مَسْجِدُ الْخَشَّابِیْن یعنی لکڑیاں بیچنے والوں کی مسجد'' کے نام سے معروف تھی اور اس کے امام مغرِب سے تعلق رکھتے تھے، جن کو ابوسعید کہا جاتا تھا جو نیکی کے کاموں میں مشہور تھے اور مسجد میں نمازِ فجر کے بعد بیان کیا کرتے تھے۔ ایک سال میں حج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ شدید گرمی کا سال تھا۔ عام طور پر رات کو میں اپنے رفقاء سے آگے نکل جاتا اور سو جاتا پھر میرے دوست مجھے آملتے، ایک رات اسی طرح میں راستے سے ہٹ کر سویا ہوا تھا کہ قافلہ آگے نکل گیا اور میرے دوستوں کو میری خبر تک نہ ہوئی، میں سویا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ جب بیدار ہوا تو میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون سا راستہ ہے، میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عرض کی: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو مجھے کہاں لے آیا اور اپنے گھر سے بھی دور کر دیا۔'' بہر حال میں چلتا رہا یہاں تک کہ تھک گیا۔ گرمی بھی شدید تھی، میں زندگی سے مایوس ہو گیا اور ریت کے ٹیلے پر موت کا انتظار کرنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھے پکار رہا ہے، میں کھڑا ہوا، دیکھا تو وہ ہمارے امام مسجد حضرتِ سیِّدُ نا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید تھے۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا آپ بھوکے ہیں؟ میں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو انہوں نے مجھے ایک گرما گرم روٹی دی، میں نے کھائی تو میری سانس بحال ہو گئی، مجھے پیاس لگی تو انہوں نے مجھے ایک چمڑے کا تھیلا دیا جس میں شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی تھا۔ میں نے پیا اور چہرے کو بھی دھویا تو میری تازگی اور راحت لوٹ آئی۔

پھر انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے پیچھے پیچھے چلو۔'' میں تھوڑی دیر تک آپ کے پیچھے چلا تو مکہ مکرمہ جا پہنچا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہیں ٹھہر جاؤ، تین دن بعد تمہارے دوست یہاں پہنچ جائیں گے۔'' پھر مجھے ایک روٹی دے کر چلے گئے میں نے اس روٹی کا ایک ہی لقمہ کھایا تو سَیر ہو گیا۔ میں نے وہ روٹی تین دن اپنے پاس رکھی یہاں تک کہ میرے رفقاء آگئے۔ جب میں نے عرفہ میں وقوف کیا تو حضرتِ سیِّدُ نا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو ایک چٹان کے قریب دعا میں مشغول کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟'' میں نے عرض کی: ''دعا فرما دیں۔'' انہوں نے دعا کی پھر ہم پہاڑ سے اُتر آئے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نظر نہ آئے۔ میں حج ادا کر کے بصرہ واپس آگیا اور گھر میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو حضرتِ سیِّدُ نا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پیچھے مسجد میں صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام اور مصافحہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دَبایا۔ میں سمجھ گیا کہ راز کو ظاہر نہیں کرنا۔ مسجد کا مؤذن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت خدمت

کیا کرتا تھا، میں نے اس سے ایامِ حج میں مسجد سے حضرتِ سیِّدُ نا شیخ ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی عدم موجودگی کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھائی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پانچوں نمازیں اسی مسجد میں ادا فرمائیں۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ بزرگ، انسانوں کے سردار ابدال میں سے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالصمد بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''میں بغداد سے یمن سمندر کے راستے سفر کرتا تھا اور ہرسال حج کیا کرتا۔ ایک سال منٰی وعرفہ کے درمیان راستے میں خوبصورت، صاف سُتھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کو دیکھا گویا اس کا چہرہ روشن چراغ تھا۔ وہ سَر کے نیچے پتھر رکھ کر ریت پر لیٹا ہوا موت سے لڑ رہا تھا یعنی مرنے کے قریب تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا اور پوچھا: ''کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''ہاں! آپ میرے پاس کھڑے رہیں یہاں تک کہ میں سانس پورے کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے جاملوں۔'' میں نے عرض کی: ''آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو مجھے دفن کر دینا اور میرے کندھے سے یہ تھیلی لے لینا، جب آپ یمن میں مقامِ صنعاء پر پہنچیں تو ''دارُ الوزارۃ'' کے متعلق پوچھنا۔ وہاں سے ایک بڑھیا اور اس کی بیٹیاں نکلیں گی، اُن کو یہ تھیلی دے کر کہنا کہ مسافر عثمان نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کر رہا تھا:

﴿۱﴾ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ O (پ ۲۳، یٰسٓ: ۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا۔

پھر اس نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے کُوچ کر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور کفن پہنایا، اس کا چہرہ نور سے دَمَک رہا تھا۔ میں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نمازِ جنازہ پڑھی اور اُسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد تھیلی لی اور یمن پہنچ کر جب اس کے بتائے ہوئے گھر کے متعلق پوچھا تو ایک بوڑھی عورت اور اس کی بیٹیاں باہر آئیں، میں نے ان کو وہ تھیلی دی تو وہ اسے دیکھ کر رونے لگیں۔ بڑھیا بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب اُسے ہوش آیا تو مجھ سے پوچھنے لگی: ''اس تھیلی کا مالک کہاں ہے؟'' میں نے اس کے متعلق سب کچھ بتا دیا تو وہ کہنے لگی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ میرا بیٹا عثمان (علیہ رحمۃ الرحمٰن) تھا اور یہ اس کی بہنیں ہیں، اس نے اپنے گھر والوں، عزیزوں اور خادموں کو چھوڑا اور چہرے پر نقاب کر کے نکل گیا، معلوم نہیں کہاں گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں میری اور میرے بیٹے کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔'' پھر وہ رونے لگی۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا والی کون ہوگا؟ اگر تو

صرف اخلاص والوں کو قبول کرے گا تو خطا کاروں کا وارث کون بنے گا؟ اگر تو صرف نیکوکاروں پر کرم کرے گا تو عاصیوں پر کرم کون کرے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سویا ہوا ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میرا قصہ وماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود اس کی تلاش میں حیران وسرگرداں ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے اس بندے پر جود و کرم کی بارش برسادے۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کرلے تو کیا تو اسے قبول کرلے گا جس کی رہنمائی کی گئی ہے اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا کلام خالصتاً تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی ایسا شخص بھی تو ہوگا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہوگا۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کے صدقے میری تقصیر و کوتاہی معاف فرمادے اور ہم سب پر اپنا رحم وکرم فرما۔

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن (آمین)۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلِّم

نرمی کی فضیلت

سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ام المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ ملا اور جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ دنیا وآخرت کی بھلائی سے محروم رہا۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عائشہ، الحدیث ۴۵۱۳، ج۴، ص۱۱۸)

بیان 13:

جہنّم کا بیان

حمدِ باری تعالٰی:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اطاعت گزار بندوں سے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور منکرین کو عذابِ جہنم کی وعید سنائی اور جس نے اس کی مضبوط بادشاہت کا انکار کیا اس پر اپنا غضب فرمایا، نافرمانوں کی پردہ پوشی فرمائی، اپنے گناہوں کا عذر پیش کرنے والوں کا عذر قبول فرمایا، جس نے اس کی بارگاہ میں آنسو بہائے اس کی مغفرت فرمادی، جو اس کی رضا کے لئے شکستہ دل ہوا رب عَزَّوَجَلَّ نے اسے درست کر دیا، جو کامیاب ہوا اسی کی مدد سے ہوا، جس نے اس کے عظیم احسانات کو یاد رکھا اس کو اچھا بدلہ عطا فرمایا۔ تمام نوری مخلوق، دائرے میں گھومتا آسمان، بجلی اپنی چمک دمک کے ساتھ، چلتے ہوئے بادل اور ہوا، بہتی نہریں، درختوں کی ٹہنیاں، رنگ برنگی کلیاں، پرندے اپنی غمزدہ آواز میں، باغات اپنے سبزے کے ساتھ، خشک میدان اپنے ٹیلوں کے ساتھ اور سمندر اپنی مچھلیوں کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، ہر ایک اپنی انوکھی زبان میں اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو معبودِ عظیم، زندہ اور قائم رکھنے والا ہے، جس نے رزق کی تقسیم، طے شدہ موت اور ہر چیز کے لئے مقررہ وقت کا اندازہ لگایا، جس کی معرفت پانے میں عقل وسمجھ حیران وشَشْدَر رہے، جس نے اپنے نورِ رحمت سے اپنے خاص بندوں کے لئے جنت بنائی جنہیں وہ مہر لگی ہوئی صاف وشفاف پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا اور جہنم کو اپنے شدید غضب سے اُن نافرمان بندوں کے لئے پیدا کیا جن کے لئے شقاوت لکھ دی گئی تھی، اس میں انہیں ہلاکت وبربادی، المناک عذاب اور سخت ڈانٹ ڈپٹ ہوگی، اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے جہنم کا ایک حصہ تقسیم کیا ہوا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو سب کا خدا ہے، ہمیشہ سے عظیم، قوت والا، شان وشوکت اور حسن جمال والا ہے، اپنی بادشاہی میں یکتا ہے، اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اپنے اطاعت گزار کے لئے جنت بنائی اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو، اور نافرمان کے لئے جہنم بنائی اگرچہ وہ قریش کا آزاد شخص ہی کیوں نہ ہو اور اس کو مشرکین وکفار کا ٹھکانہ، بدبختوں اور فاسقوں کے رہنے کی جگہ بنا دیا۔ جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: **اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا** ج (پ ۲٤، المؤمن: ٤٦) ترجمۂ کنز الایمان: آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں۔(1)

---

(1)......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلٰی حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس (آگ) میں جلائے جاتے ہیں۔ حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز دو مرتبہ صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور اُن سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام ہے اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا۔ **مسئلہ:** اس آیت سے عذابِ قبر کے ثبوت پر...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اس سے چھٹکارا بھی کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے: وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ج كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا O (پ۱۶، مریم:۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: اورتم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہوتمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔(۱)

جہنم رنج والَم اور ذلت ورسوائی کا گھر ہے، اس کا انکار کرنے والوں کو بھی اس سے امان نہیں ہوگی، ان کے لئے ہمیشہ اس میں رہنا اور اسے بھولے رہنا لکھ دیا گیا ہے، انہیں اس میں ندا دی جائے گی اور وہ سُن رہے ہوں گے: هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ يُكَذِّبُ بِهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ O يَطُوۡفُوۡنَ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَ حَمِيۡمٍ اٰنٍ O (پ۲۷، الرحمٰن۴۳،۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے ہیں، پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔

ہائے افسوس! وہ ایسا گھر ہے جس کی تکالیف پہنچ کر رہنے والی ہیں، جس کی اُمیدیں پوری نہیں ہوتیں، جس کے راستے تاریک ہیں، جس کی ہلاکتیں غیر واضح ہیں، اس کے رہنے والے جلتا، کھولتا ہوا پانی پئیں گے، اور ہمیشہ اس کے عذاب میں مبتلا رہیں گے، اس میں اپنی ہلاکت وبربادی کو پکاریں گے مگر اس میں ان کی امیدیں بھی ہلاک ہوجائیں گی، انہیں اس کی قید سے کبھی رہائی نہ ملے گی، پے درپے عذاب کے سبب وہ اس کے کشادہ راستوں اور مختلف حصوں سے فریاد کریں گے: اے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہم پر تیری وعید ثابت ہوگئی، اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! لوہے کے گرزوں نے ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ اے ہمارے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! عذاب سے ہماری کھالیں پک گئی ہیں۔ اے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں جہنم سے نکال دے، ہم دوبارہ نافرمانی نہیں کریں گے۔ تحقیق وہ قید جہنمیوں کا کچُومر نکال دے گی، پھر انہیں اس میں ہمیشہ رہنے کا یقین ہوجائے گا، وہ معبودِ حقیقی کے غضب میں لوٹیں گے کیونکہ دنیا میں انہوں نے فسق وفجور کا بازار گرم کیا، کفار کے ساتھ میل جول بڑھایا لہٰذا جہنم کو ان کا ٹھکانہ بنادیا جائے گا، یہ کتنا برا ٹھکانہ ہے، منکرین اور شکوک وشبہات کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے کتنی بری جگہ ہے، اس میں ان کا کھانا زقوم (جہنم کا کانٹے دار درخت)، پینا جہنمیوں کی پیپ اور پگھلا ہوا سِیسہ ہوگا: كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا لِيَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ط (پ۵، النسآء:۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

بقیہ......استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔ جنّتی پر جنّت کا اور دوزخی پر دوزخ کا، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تا آں کہ روزِ قیامت **اللہ** تعالیٰ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔''

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نیک ہو یا بد مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب اُن کا گذر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے مؤمن گزر جا کہ تیرے نُور نے میری لپٹ سرد کردی حسن وقتادہ سے مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پل صراط پر گزرنا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔''

جہنم تاریک رات کی طرح سیاہ ہے:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) کو بلا کر جنت کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ جنت اور اہلِ جنت کے لئے میری تیار کردہ نعمتیں دیکھ۔ جب حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) نے دیکھا تو واپس آ کر عرض کی: ''مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! جو کوئی اس کے متعلق سنے گا ضرور اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔'' تو اسے نفس پر گراں گزرنے والی باتوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''دوبارہ جاؤ۔'' تو حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) نے واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔'' پھر حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) کو جہنم کی طرف بھیج کر ارشاد فرمایا: ''دوزخ اور اہلِ دوزخ کے لئے میرا تیار کردہ عذاب دیکھ۔'' جب حضرتِ جبرائیل (علیہ السلام) نے دیکھا تو عرض کی: ''مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! کوئی شخص اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔'' تو اُسے نفسانی خواہشات سے گھیر دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''دوبارہ جا کر دیکھ۔'' وہ دوبارہ گئے اور لوٹ کر عرض کی: ''تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے خوف ہے کہ سبھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔

(جامع الترمذی ،ابواب صفة الجنة ، باب ماجاء حفت الجنة بالمکارہ......الخ،الحدیث ۲۵۶۰ ، ص ۱۹۰۹)

پھر جہنم کو ہزار سال جلایا گیا یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار سال جلایا گیا تو سرخ ہو گئی، پھر ہزار سال جلایا گیا حتی کہ سیاہ ہو گئی، اب یہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔'' (سنن ابن ماجة،ابواب الزھد، باب صفه النار، الحدیث ۴۳۲۰، ص ۲۷۴۰)

جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے:

حضرتِ سیِّدُ نا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبئ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دُنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور اگر اس کو دو مرتبہ سمندر میں نہ ڈالا گیا ہوتا تو تم اس سے کچھ بھی نفع نہ اُٹھا سکتے۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب الزھد، باب صفة النار، الحدیث ۴۳۱۸، ص ۲۷۴۰، بتغیرٍ قلیلٍ)

جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی:

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جھنم اعاذنا اللہ منھا، الحدیث ۲۸۴۲، ص ۱۱۷۱)

سماعتِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ تھے، حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک گرجدار آواز سنی تو ہم سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی تھی؟'' ہم نے عرض کی: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا وہ اَب تک اس میں گر رہا تھا یہاں تک کہ اب اس کی تہہ میں پہنچ گیا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب جھنم اعاذنا اللہ منھا، الحدیث ۲۸۴۴، ص ۱۱۷۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا تمہیں ان احوال سے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ کیا تم جہنم کی آگ اور اس کی ہولناکیوں سے نہیں ڈرتے؟ کیا اس کی زنجیروں اور طوقوں سے تمہیں خوف نہیں آتا؟ تعجب ہے اس شخص پر جو جنت میں اپنے باپ حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشتِ مبارک میں تھا پھر بھی وہ کیسے اس جہنم میں داخل ہو جائے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

جہنمی اہلِ جنت سے کھانا اور پانی مانگیں گے:

مروی ہے: ''آگ کے شعلے جہنمیوں کو بلند کریں گے یہاں تک کہ وہ چنگاریوں کی طرح اُڑنے لگیں گے، جب وہ بلند ہوں گے تو اہلِ جنت پر جھانکیں گے، اُن کے درمیان پردہ ہوگا، جنّتی، جہنمیوں سے کہیں گے: ''ہم نے پالیا جس کا ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا تو کیا تم نے بھی پالیا جس کا تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے تم سے وعدہ کیا تھا؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں ہم نے بھی پالیا۔'' پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: ''ظالموں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔'' جہنمی جب بہتی نہریں دیکھیں گے تو اہلِ جنت سے کہیں گے: ''ہمیں پانی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو رزق تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ دو۔'' تو اہلِ جنت کہیں گے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام فرما دی ہیں۔'' پھر عذاب کے فرشتے انہیں لوہے کے گرزوں سے جہنم کی تہہ تک لوٹا دیں گے۔'' بعض مفسرین نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے تحت مذکورہ روایت نقل فرمائی ہے:

﴿۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ۝ (پ ۲۱، السجدۃ: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھو اُس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم و رضی اللہ تعالٰی عنہا نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پ٤، اٰل عمران: ١٠٢)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

پھر ارشاد فرمایا: ''اگر زقوم (جہنم کے ایک کانٹے دار زہریلے درخت کے پھل) کا ایک قطرہ دُنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا کو تباہ و برباد کر دے اور اہلِ زمین پر ان کی زندگی اجیرن کر دے تو ان کی حالت کیسی ہوگی جن کا کھانا ہی یہ ہوگا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب صفة جهنم ، باب ماجاء فی صفة ثراب اهل النار ، الحدیث ٢٥٨٥ ، ص ١٩١٢)

جہنم میں کافر کی حالت:

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''کافر کی کھال کی موٹائی بہتّر (72) گز ہو گی، اس کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ ومدینہ کے درمیانی فاصلے جتنی ہوگی۔''

(جامع الترمذی ،ابواب صفة جهنم ، باب ماجاء فی...... اهل النار، الحدیث ٢٥٧٧ ، ص ١٩١١)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو جہنم کی آگ اور اس میں کفار وفجار کے ٹھکانے سے بچائے۔ کاش! تو جہنمیوں کو اور ان کے کھولتے پانی کو دیکھ لیتا تو ضرور اس سے بہت زیادہ پناہ طلب کرتا۔ جب بھی ان کی بھوک سخت ہوگی تو ان کے لئے آگ کے کانٹوں کے سوا کوئی کھانا نہ ہوگا۔ اے گنہگارو! کیا تم جہنم کی آگ برداشت کرسکو گے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کہ لوگ جس کی طرف ہر سمت سے ہانکے جائیں گے۔

﴿۳﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۝ وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ۝ (پ١٨، الفرقان: ١٢ تا ١٤)

ترجمۂ کنزالایمان: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا، اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت مانگیں گے۔ فرمایا جائے گا: آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو۔(۱)

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''(وہ جہنم کو) ایک برس کی راہ سے یا سو برس کی راہ سے (دیکھیں گے) دونوں قول ہیں اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں۔ **اللہ** تعالیٰ تو اس کو حیات وعقل اور رؤیت عطا فرمائے اور بعض مفسرین نے کہا کہ مراد ملائکۂ جہنم کا دیکھنا ہے۔ (اس طرح جکڑے ہوں گے کہ) اُن کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دیئے گئے ہوں یا اس طرح کہ ہر ہر کافر اپنے اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو اور واثبوراہ واثبوراہ کا شور مچائیں گے بایں معنٰی کہ ہائے اے موت آ جا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے جس شخص کو آتشی (یعنی آگ کا) لباس پہنایا جائے گا وہ ابلیس ہے اور اس کی ذرّیّت اس کے پیچھے ہوگی اور یہ سب موت موت پکارتے ہوں گے۔''

اور اگر اس دن تو لوگوں کو دیکھتا:

﴿۴﴾ یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ۝ (پ ۱۳، ابراھیم: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔(1)

جہنمیوں پر سخت مصائب نازل ہوں گے اور گرد و غبار چھا جائے گا، ان کی پلکوں کے پردوں سے بارش کی طرح خون برسے گا اور بے چینی و آزردگی انہیں ہر جانب سے گھیر لے گی۔

جہنمیوں کا گوشت جھڑ جائے گا:

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اہلِ دوزخ کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان سے سختی سے پیش آئے گی اور اُن پر ایسی بھڑکے گی کہ کسی ہڈی پر گوشت نہ رہنے دے گی یہاں تک کہ کونچوں تک جا پہنچے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۷۸، ج ۱، ص ۹۲۔ بتغیر)

اس وقت جہنمی اس حال میں ہوں گے کہ انہیں گناہوں کی وجہ سے ڈانٹا جارہا ہوگا، وہ شدید عتاب میں ہوں گے، ان کی قید اور عذاب میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جائے گا اور وہ شدید دکھ اور تکلیف میں ہوں گے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی سچی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِیۡهِمۡ نَارًا ؕ کُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَیۡرَهَا لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ؕ (پ ۵، النسآء: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

وہ دُنیوی زندگی پر خوش ہو گئے، صور پھونکے جانے کو بھول بیٹھے اور جھوٹی اُمیدوں کے دھوکے میں آ گئے۔

---

(1)...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اُس دن سے روزِ قیامت مراد ہے۔ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسّرین کے دو قول ہیں: **ایک** یہ کہ اُن کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے، مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی نہ اُس پر پہاڑ باقی رہیں گے، نہ بلند ٹیلے، نہ گہرے غار، نہ درخت، نہ عمارت، نہ کسی بستی اور اقلیم کا نشان۔ اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب و ماہتاب کی روشنیاں معدوم (یعنی نہ) ہوں گی۔ یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ **دوسرا قول** یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی۔ اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی سفید و صاف۔ جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو، نہ گناہ کیا گیا ہو۔ اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مختلف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ اوّل تبدیل صفات ہوگی اور دوسری مرتبہ بعد حساب تبدیل ثانی ہوگی۔ اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔

﴿۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ (پ۲۲،فاطر:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ اُن کی قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ اُن پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو۔

ان کے لئے جہنم میں رونا ہی رونا اور بھڑکنے والی آگ کا عذاب ہے۔

﴿۷﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ (پ۲۲،فاطر: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اُس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اُس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور یہ (دنیا کی آگ) بھی جہنم کی آگ سے روزانہ ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحديث ۴۳۱۸، ص ۲۷۴۰، مختصر)

نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم کی آگ کو تم جتنا چاہو بیان کرو تم اس کو جتنا بھی بیان کرو گے یہ اس سے بھی سخت ہوگی۔'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۵۲۵ ابو جعفر الباقر، ج۵، ص ۳۴۵)

جہنمیوں کی پکار کا جواب:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''جہنمی داروغۂ جہنم کو پکاریں گے لیکن انہیں چالیس سال تک کوئی جواب نہ ملے گا پھر جواب دیا جائے گا: ''اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (پ۲۵،الزخرف: ۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔'' یعنی ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ وہ دوبارہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پکارتے ہوئے التجا کریں گے:

﴿۸﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ (پ۱۸،المؤمنون:۱۰۶۔۱۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے رب ہمارے! ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔ (۱)

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''ترمذی کی حدیث میں ہے کہ دوزخی لوگ جہنم کے داروغہ مالک کو چالیس برسوں تک پکارتے رہیں گے۔ اس کے بعد وہ کہے گا کہ تم جہنم ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

﴿۹﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ (پ۱۸،المؤمنون: ۱۰۸) ترجمۂ کنزالایمان: رب فرمائے گا: دھتکارے (خائب وخاسر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔(۱)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کے بعد وہ ایک کلمہ بھی نہ کہیں گے، پھر ان کے لئے جہنم میں چیخنا چلّانا ہی رہ جائے گا، ان کی آواز گدھوں جیسی ہوگی، پہلے چیخیں چلائیں گے اور آخر میں رَینکیں گے۔''

(جامع الترمذی،ابواب صفة جهنم،باب ماجاء فی صفة طعام اهل النار،الحدیث۲۵۸۶،ص۱۹۱۲۔الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار،فصل فی بكائهم وشهيقهم، الحدیث ۵۶۸۵ ،ج ۴، ص۲۹۲، بتغيرٍ قليلٍ مختصر)

حضرتِ سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت:

حضرتِ سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ''اے لوگو! کیا تم میں اس کی طاقت ہے؟ کیا تم جہنم کی آگ برداشت کر سکتے ہو؟ اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت تمہارے لئے اس سے بہت آسان ہے لہٰذا تم اس کی اطاعت کرو۔''

(حلیة الاولیاء، کعب الاحبار،الحدیث ۷۵۴۲،ج۵،ص۴۰۸)

حضرتِ سیِّدُنا میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ (پ۱۴،الحجر،۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا، پھر تین دن تک اس طرح حیرانی وپریشانی کے عالم میں گھر سے باہر رہے کہ کوئی بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنبھال نہ سکتا تھا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔''

خچر جیسے بچھو اور اونٹ جیسے سانپ:

مروی ہے کہ اہلِ دوزخ ہزار سال جزع وفزع کرتے رہیں گے لیکن ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی تو کہیں گے:

﴿۱۰﴾ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ (پ۱۳،ابراهیم: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

بقیہ......ہی میں پڑے رہو گے پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے اور کہیں گے، اے رب ہمارے! ہمیں دوزخ سے نکال اور یہ پُکار اُن کی دُنیا سے دُونی عمر کی مدّت تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد انہیں یہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے (خازن) اور دُنیا کی عمر کتنی ہے، اس میں کئی قول ہیں۔ بعض نے کہا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے، بعض نے کہا بارہ ہزار برس، بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ برس۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تذکرہ قرطبی)۔

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اب اُن کی اُمیدیں منقطع ہوجائیں گی اور یہ اہلِ جہنّم کا آخر کلام ہوگا۔ پھر اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا روتے چیختے ڈکراتے بھونکتے رہیں گے۔''

پھر پیاس اور شدتِ عذاب کے سبب ہزار سال پکارتے رہیں گے تاکہ ان کی پیاس میں کچھ کمی ہو جائے لیکن بارش نہ آئے گی تو وہ مزید ہزار سال روتے چِلّاتے رہیں گے جب وہ روئیں گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام سے استفسار فرمائے گا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کیا مانگتے ہیں؟'' حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! یہ بارش طلب کرتے ہیں۔'' تو ان کے لئے ایک سرخ بادل ظاہر ہوگا وہ خیال کریں گے کہ اس بادل سے ہم پر بارش برسے گی لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس میں سے ان پر خچروں جیسے بڑے بڑے بچھو مسلط کر دے گا وہ ان کو ایسا ڈَنک ماریں گے جس کا درد ایک ہزار سال تک نہیں جائے گا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بارش کا سوال کریں گے تو ان کے لئے سیاہ بادل ظاہر ہوگا تو وہ کہیں گے: یہ بارش والا بادل ہے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس میں سے ان کی طرف اونٹ جیسے بڑے بڑے سانپ بھیج دے گا۔ جب بھی وہ ان کو ڈسیں گے تو اس کا درد ایک ہزار سال تک نہ جائے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کا یہی معنی ہے:

﴿11﴾ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝ (پ۱٤، النحل: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا۔

''**بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ**'' سے مراد یہ ہے کہ یہ (عذاب کی زیادتی) ان کے کفر اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے کا بدلہ ہے۔ تو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے نجات اور ثواب پانا چاہے تو اسے چاہئے کہ دُنیا کی تکالیف پر صبر کرے کیونکہ (حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ) ''جنت کو نفس کے ناپسندیدہ امور سے گھیر دیا گیا ہے اور جہنم کو شہوات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء حفت الجنة بالمکارہ و حفت النار بالشھوات، الحدیث ۲۵۵۹، ص ۱۹۰۹)

اے میرے اسلامی بھائیو! تصور کرو گویا کہ تم جہنم میں کھڑے یوں کہہ رہے ہو:

﴿12﴾ يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا (پ۷، الانعام، ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کاش! کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں۔

پھر چِلّا چِلّا کر کہہ رہے ہو:

﴿13﴾ يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا (پ۷، الانعام، ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ہائے! افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی۔

اور تم نے اپنی ساری کوشش طلبِ دنیا میں صرف کردی اور اپنی آخرت سے بالکل منہ موڑ لیا۔ تو تمہاری حالت کیسی ہوگی:

﴿14﴾ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (پ۷، الانعام، ٤٦)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر اللہ تمہارے کان، آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے۔

پُر اسرار اَعرابی:

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے حرمِ مکہ میں داخل ہو کر طواف شروع کیا اور عام لوگوں کو طواف سے منع کر دیا لیکن ایک اعرابی خلیفہ کے آگے آگے چلتے ہوئے اس کے ساتھ طواف کرنے لگا، خلیفہ پر یہ بات ناگوار گزری، اپنے دربان کی طرف متوجہ ہوا گویا کہ یہ اشارہ تھا کہ اس کو منع کرے، دربان نے آگے بڑھ کر اس اعرابی سے کہا: ''اے بدو! طواف نہ کرتا کہ مسلمانوں کا امیر طواف کرلے۔'' اعرابی نے جواب دیا: ''اس مقام اور بیتِ حرام میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب لوگ برابر ہیں۔ چنانچہ، **اللہ** تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱۵﴾ سَوَآءَنِ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِالْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (پ۱۷، الحج، ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

جب ہارون الرشید نے اعرابی کا یہ جواب سنا تو دربان کو روکنے سے منع کر دیا پھر بوسہ دینے کے لئے حجرِ اسود کے پاس آیا تو اعرابی نے اس سے پہلے بوسہ دے لیا، جب مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھی تو اعرابی نے پھر آگے بڑھ کر اس سے پہلے نماز ادا کرلی۔ جب ہارون الرشید نماز وطواف سے فارغ ہوا تو دربان کو حکم دیا: ''اعرابی کو میرے پاس لاؤ۔'' دربان اعرابی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''امیر المؤمنین کے پاس چلو۔'' اعرابی نے جواب دیا: ''مجھے اس کی حاجت نہیں، اگر اسے کوئی حاجت ہے تو وہ خود ہی پوری کرنے کی کوشش کرے۔'' دربان غصے میں پلٹا اور خلیفہ کو اس کی بات بتائی۔ یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا: ''اس نے سچ کہا ہے، ہم حاجت مند ہیں تو ہمیں ہی اس کے پاس جانا چاہئے۔'' پھر ہارون الرشید اُٹھا جبکہ دربان اس کے سامنے کھڑا تھا اور اعرابی کے پاس جا کر اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ خلیفہ نے اس سے پوچھا: ''اے عربی بھائی! کیا میں تمہاری اجازت سے یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟'' تو اعرابی نے بلا خوف وخطر جواب دیا: ''یہ گھر میرا نہیں، نہ ہی حرم میرا ہے، یہ گھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ہے اور حرم بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا، یہاں ہم سب برابر ہیں۔ تُو اگر چاہے تو بیٹھ جا اور چاہے تو لوٹ جا۔''

ہارون الرشید نے جب ایسی بات سنی جو اس کے ذہن میں کھٹکی بھی نہ تھی تو اسے انتہائی ناگوار گزرا، وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی شخص میرے ساتھ یوں گفتگو کرے گا۔ بہرحال وہ اس اعرابی کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے پوچھنے لگا: ''اے اعرابی! میں تم سے تمہارے فرض کے متعلق پوچھتا ہوں، اگر تم اسے بجالاتے ہو تو دیگر فرائض کو بھی اچھی طرح ادا کرتے ہو گے اور اگر اسے ہی ادا نہیں کرتے تو دیگر فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہو گے۔'' اعرابی نے اُلٹا خلیفہ سے سوال کر دیا: ''تم یہ سوال سیکھنے کے

لئے کر رہے ہو یا شرارت کے لئے؟'' ہارون الرشید اس کے فوراً جواب دینے سے بہت حیران ہوا اور کہنے لگا: ''نہیں، میں نے تو حصولِ علم کے لئے سوال کیا ہے۔'' یہ سن کر اعرابی بولا: ''تو پھر اٹھ اور سوال کرنے والے کے مقام پر بیٹھ جا۔'' خلیفہ ہارون الرشید کھڑا ہوا اور اعرابی کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا تو اعرابی نے کہا: ''اب تو صحیح جگہ بیٹھا اب جو پوچھنا ہے پوچھ۔'' تو ہارون الرشید نے سوال کیا: ''مجھے اس کے متعلق بتایئے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ پر فرض کیا ہے۔'' اعرابی کہنے لگا: ''تم کس فرض کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ ایک فرض کے متعلق یا پانچ کے متعلق؟ یا سترہ کے متعلق؟ یا چونتیس کے متعلق؟ یا چورانوے کے متعلق؟ یا چالیس میں سے ایک کے متعلق؟ یا زندگی بھر میں ایک کے متعلق؟ یا دو سو میں سے پانچ کے متعلق؟'' ہارون الرشید بطورِ مزاح ہنس پڑا، پھر کہنے لگا: ''میں نے تم سے صرف فرض کے متعلق پوچھا اور تم نے مجھے پورے زمانے کا حساب دے دیا۔'' اعرابی بولا: ''اے ہارون! اگر دین میں حساب نہ ہوتا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت تمام مخلوق سے حساب نہ لیتا۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱۶﴾ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ O (پ۱۷، الانبیآء:۴۷)

ترجمہ کنزالایمان: تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

جب اعرابی نے خلیفہ کو ''یا ہارون'' کہہ کر مخاطب کیا اور ''یا امیر المؤمنین'' نہ کہا تو ہارون الرشید کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو گئے، اس کی حالت متغیر ہو گئی اور اسے سخت تکلیف پہنچی مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے غضب سے اس کی حفاظت فرمائی اور جب اس نے جان لیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس اعرابی کو اس کلام کی طاقت وتوفیق عطا فرمائی ہے تو وہ اپنی حالت پر لوٹ آیا۔ پھر ہارون الرشید نے کہا: ''میرے آباء واجداد کی مٹی کی قسم! اگر تو نے اپنی بات کی وضاحت نہ کی تو صفا ومروہ کے درمیان میں تیری گردن مارنے کا حکم دے دوں گا۔'' دربان نے گزارش کی: ''اے امیر المؤمنین! اس مقدس مقام کی عظمت کے پیشِ نظر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے اسے معاف کر دیجئے۔'' اعرابی ان دونوں کی بات سن کر ہنسنے لگا حتی کہ وہ چت لیٹ گیا، ہارون الرشید نے پوچھا: ''کیوں ہنس رہے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''تم دونوں پر حیرت کرتے ہوئے ہنس رہا ہوں کہ ایک یقینی موت کو بخشوانا چاہتا ہے اور دوسرا اس موت کے لانے میں جلدی کر رہا ہے جس کا وقت نہیں آیا۔'' جب ہارون الرشید نے اس کی یہ بات سنی تو دنیا کو حقیر سمجھنے لگا۔ پھر اس نے کہا: ''میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اپنی بات کی وضاحت کر دے، میرا دل اس کی وضاحت سننے کے لئے بے چین ہے۔''

تو اعرابی نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''تم نے پوچھا تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے تو سنو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر کثیر امور فرض کئے ہیں۔ جو میں نے تمہیں ایک فرض کے متعلق کہا ہے تو وہ دینِ اسلام ہے، پانچ فرائض سے مراد پانچ

نمازیں ہیں، سترہ فرائض سے مراد دن رات کی نمازوں کی سترہ رکعتیں ہیں، چونتیس فرائض سے مراد ان رکعتوں کے چونتیس سجدے ہیں، چرانوے فرائض سے مراد ان نماز کی تکبیرات ہیں اور چالیس میں سے ایک سے مراد چالیس دینار میں سے ایک دینار زکوۃ ہے اور زندگی بھر میں ایک فرض، حج ہے اور دوسو میں سے پانچ سے مراد چاندی کی زکوۃ ہے۔'' خلیفہ ہارون الرشید ان مسائل کی وضاحت اور اعرابی کی عمدہ گفتگو سے بہت خوش ہوا اور اس کو بہت ذہین سمجھا اور اعرابی اس کی نظر میں بہت عظیم ہوگیا۔ پھر اعرابی نے کہا: ''تم نے مجھ سے سوال کیا، میں نے جواب دے دیا، اب میں سوال کرتا ہوں اور تم جواب دو۔''

ہارون الرشید نے کہا: ''آپ پوچھئے۔'' اعرابی نے سوال کیا: ''مسلمانوں کا امیر اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے جس پر صبح کے وقت ایک عورت کو دیکھنا حرام ہو لیکن جب ظہر ہو تو وہ عورت اس پر حلال ہو جائے اور جب عصر ہو تو پھر حرام ہو جائے، جب مغرب ہو تو حلال ہو جائے اور عشاء کے وقت پھر حرام ہو جائے اور فجر کے وقت پھر حلال، اسی طرح ظہر کے وقت حرام، عصر کے وقت حلال، مغرب کے وقت حرام اور عشاء کے وقت پھر حلال ہو جائے؟'' اعرابی کا سوال سن کر ہارون الرشید نے کہا: ''آپ نے مجھے ایسے سمندر میں ڈال دیا ہے جس سے آپ کے علاوہ کوئی نہیں نکال سکتا۔'' اعرابی نے کہا: ''تم تو مسلمانوں کے امیر ہو، تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا اور تمہیں کسی بات میں لاجواب نہیں ہونا چاہئے پھر میرے سوال سے کیسے عاجز آگئے ہو؟'' ہارون الرشید عرض کرنے لگا: ''آپ کے علم کی قدر و منزلت عظیم ہے اور آپ کا ذکر بلند ہے، اس بیت اللہ شریف کی عزت کا صدقہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ خود اس کی وضاحت فرمادیں۔'' اس اعرابی نے کہا: ''میں بصد محبت واحترام بیان کئے دیتا ہوں۔ میں نے ایک شخص کے متعلق سوال کیا کہ اس کا صبح کے وقت ایک عورت کو دیکھنا حرام ہے تو یہ وہ ہے جو غیر کی لونڈی کو دیکھے کہ یہ لونڈی اس پر حرام ہے اور جب ظہر ہو تو اس کو خرید لے، اب وہ اس کے لئے حلال ہوگئی لیکن جب عصر ہو تو آزاد کر دے اب وہ اس پر حرام ہوگئی لیکن جب مغرب ہو تو اس سے نکاح کرلے تو وہ پھر اس پر حلال ہوگئی۔ جب عشاء ہو تو طلاق دے دے اب پھر وہ حرام ہوگئی لیکن جب فجر ہو تو رجوع کرلے وہ دوبارہ حلال ہوگئی۔ جب ظہر ہو تو وہ شخص اسلام سے پھر جائے تو وہ اس پر حرام ہوگئی لیکن جب عصر ہو تو توبہ کرکے عورت سے رجوع کرلے تو وہ اس کے لئے حلال ہوگئی۔ جب مغرب ہو تو عورت مرتد ہو جائے تو وہ اس پر حرام ہوگئی لیکن جب عشاء ہو تو توبہ کرکے رجوع کرلے تو پھر حلال ہوگئی۔'' ہارون الرشید اعرابی کے اس سوال اور پھر خود ہی جواب دینے سے انتہائی متعجب اور خوش ہوا پھر اس نے اس اعرابی کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا جب وہ درہم لائے گئے تو اعرابی نے کہا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' اور درہم واپس کر دیئے۔ ہارون الرشید نے کہا: ''کیا آپ چاہتے ہو کہ میں آپ کا وظیفہ مقرر کر دوں جو ساری زندگی آپ کو کافی ہو؟'' تو اعرابی نے کہا: ''جو ذات تمہیں روزی دیتی ہے وہی مجھے بھی دیتی ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اگر آپ پر کوئی

قرض ہوتو ہم ادا کر دیتے ہیں۔'' بہر حال اعرابی نے اس سے کچھ قبول نہ کیا پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''دنیا کے عطیات کئی سالوں سے لگا تار ہمارے پاس آ رہے ہیں کبھی تو میلے کچیلے ہوتے ہیں اور کبھی لذت بخش ہوتے ہیں لیکن میں ان میں سے کسی بھی ایسی شئے کو قبول کرنے کو تیار نہیں جو میرے مرنے کے بعد باقی نہ رہے اور میں کل اسے اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جاؤں، گویا قبر میں مجھ پر مٹی ڈالی جا رہی ہے اور میرے دوست احباب میرے ارد گرد کھڑے نوحہ کناں ہیں اور گویا وہ دن آ چکا جس میں آگ کے شعلے بھڑک کر لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں اور وہ دن سننے والوں کو قسم دے رہا ہے کہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت وجلال کی قسم! میں تم سب سے ضرور انتقام لوں گا۔''

جب اعرابی اشعار کہہ چکا تو ہارون الرشید نے افسوس ناک آہ کھینچی اور اس سے اس کے گھر اور شہر کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ رضا بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، دیہاتیوں کے لباس میں ملبوس رہتے ہیں اور زہد وورع کے پیکر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید کھڑا ہو گیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر (حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف نسبت کرتے ہوئے) یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

﴿۱۷﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ترجمۂ کنز الایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔(۱)

(پ۸، الانعام: ۱۲۴)

یہ ایسے برگزیدہ بندے ہیں جو لوگوں کے درمیان اپنی حالت مخفی رکھتے ہیں، وہ پراگندہ سر اور غبار آلود ہوتے ہیں، لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ ان کا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت بلند مقام ہوتا ہے۔ یہ تو مقبول بندوں کی صفات ہیں تو اے راندۂ درگاہ! تیری کیسی صفات ہیں؟ یہ تو مقرَّبین کی صفات ہیں تو اے رب کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے شخص! تیری صفات کیسی ہیں؟ یہ تو نیک بندوں کی صفات ہیں تو اے محروم شخص! اپنے نفس پر رو۔ اے مسکین! تیرا برا ہو کہ تو دن کے وقت بے کار کاموں میں مصروف رہتا اور رات سونے میں گزارتا ہے۔

فقیر کے اوصاف:

دُنیا میں فقیر کے اوصاف یہ ہونے چاہئیں: دن کو روزہ رکھے، رات کو قیام کرے، رکوع وسجود کرنے والا، رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کا طالب، اس کی بخشش میں رغبت رکھنے والا، صبر وشکر کرنے والا، دوسروں سے نرمی وشفقت سے پیش آنے والا، تنہائی

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی **اللّٰہ** جانتا ہے کہ نبوّت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے، کس کو نہیں۔ عمر ومال سے کوئی مستحقِ نبوّت نہیں ہوسکتا۔''

اختیار کرنے والا، کم گفتگو کرنے والا، کم کھانے والا اور ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کثرت کرنے والا، اچھی سوچ کا مالک ہو، لوگوں سے دُور رہے، دوست کم بنائے اور حزن وملال کی کثرت کرے، دُنیا کے مال ومتاع اور اس کے شبہات سے بچنے والا ہو۔ خواہشات اور دنیا کی حیلہ سازی اور مکروفریب سے اجتناب کرنے والا ہو اور خرید وفروخت میں مشغول رہنے والا نہ ہو، اس کے لئے کسی سے لیا جائے، نہ ہی کسی کو دیا جائے، اگر موجود ہو تو پہچانا نہ جائے اور اگر غائب ہو تو یاد نہ کیا جائے، بہت زیادہ تنہائی اختیار کرنے والا، کثرت سے آنسو بہانے والا ہو، خود بھی کسی چیز کا مالک نہ ہو، اور کوئی دوسرا بھی اس پر اختیار نہ رکھتا ہو، اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا، رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو پیشِ نظر رکھنے والا ہو۔

اس کی سانسیں حرام سونگھنے سے محفوظ ہوں، دل اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مانوس ہو، بہت زیادہ دنیوی فکریں نہ کرے بلکہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھے، کم خواہشات رکھنے والا اور شبہ والی چیزوں کو ترک کرنے والا ہو، ہمیشہ عبادت پر کمر بستہ، بہت زیادہ قناعت کرنے والا، حیلوں کو چھوڑ دینے والا، بندوں کے وسیلوں کا بہت کم محتاج ہو، اسے کبھی بھی لوگوں کی ضرورت وحاجت نہ پڑے، اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرتے ہوئے کل پر نظر نہ رکھے، صرف اسی کی عبادت کرے، دنیا سے مکمل طور پر کنارہ کش رہے اور اپنے آپ کو صرف رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ رکھے، اس کے پاس بقدرِ ضرورت مال بھی نہ ہو اور نہ ہی ذرہ برابر کسی شے کا مالک ہو، صرف رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت وطاعت میں مصروف رہے اور اس کے غیر سے مستغنی ہو جائے، اُسے منافقت کی ہوا بھی نہ لگی ہو اور نہ ہی بازاروں میں گھومتا پھرتا ہو، رکاوٹ بنے بغیر راستے پر چلنے والا ہو۔ اس کا بدن کمزور، جسم ہلکا پھلکا، نظر پاک ہو، علم وعمل کا پیکر اور دنیا سے کنارہ کش ہو، مجاہدات میں مگن رہے اور ذاتِ باری تعالیٰ کے جلووں میں مستغرق رہنے والا اور ملکوت کی طرف سبقت لے جانے والا ہو، اس ذاتِ حق کو ہر لمحہ پیشِ نظر رکھے جو زندہ ہے جسے کبھی فنا نہیں، اَکڑ کر نہ چلنے والا اور نہ ہی خوش وخرم نظر آنے والا ہو۔

لوگوں سے دُور رہنے والا، ان پر اُمیدیں نہ رکھنے والا، تکبر نہ کرنے والا، سچی بات کہنے والا، اچھے کام کرنے والا ہو۔ دنیا والوں سے علیحدگی میں سکون محسوس کرے، جنگلات کے درندوں سے مانوس ہو، میدانوں اور پہاڑوں میں گھومنے والا ہو، دنیا کی محبت سے خالی ہو اور محبت کی آنکھ سے اسے کبھی نہ دیکھے، اپنے عزیز واقرباء اور احباب کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر چھوڑ دے، اپنے نفس پر حد قائم کرے اور محنت کو لازم پکڑے، اس بات کا یقین رکھے کہ دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر ہے لہٰذا اس کی پاکی وطہارت کا خیال رکھے تاکہ وہ اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلیات پائے اور اس کے دل میں خدا کے سوا کوئی نہ ہو اور اگر اسے دنیا اور اس کی تمام نعمتیں دے دی جائیں تو ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ مذکورہ اوصاف کا حامل شخص ہی فقیر ہو سکتا ہے۔

جنت کا خزانہ:

منقول ہے کہ چار چیزیں جنت کا خزانہ ہیں: (۱)......مصیبت کو چھپانا (۲)......فاقہ کشی کو چھپانا (۳)...... چھپا کر صدقہ دینا اور (۴)......دُکھ تکلیف کو چھپانا۔ ایک قول یہ ہے کہ کامل انسان میں دو خوبیاں ہوتی ہیں: (۱)......وہ باطل سے راضی نہیں ہوتا اور (۲)......حق سے منہ نہیں موڑتا۔

چھ کاموں میں جلدی کرو:

منقول ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے مگر اِن چھ کاموں میں جلدی کرنا شیطان کی طرف سے نہیں، وہ یہ ہیں: (۱)......جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس میں جلدی کرنا (۲)......مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنا (۳)......کسی کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کرنا (۴)......بچی کے بالغ ہونے پر اس کی شادی کرنا (۵)......قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے تو اُسے جلدی جلدی ادا کرنا اور (۶)......کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلِّم

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

جنت سے محروم

حضرتِ سیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ یعنی ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (صحیح البخاری، حدیث ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

بیان 14: انبیاء کرام علیھم السلام و اولیاء کی مبارک زندگیاں

حمدِ باری تعالیٰ:

سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور مختلف چیزوں کو مختلف صورتیں عطا فرمائیں۔ انسان کو پانی سے بنایا اور اسے قوتِ سماعت و بصارت عطا کی اور اپنی قدرت سے تقدیر کو مقرر فرمایا اور اپنی حکمت سے اپنی نشانیوں سے عبرتیں ظاہر فرمائیں اور نیک عمل کرنے والوں کو اعمال کا قابلِ فخر لباس پہنایا جو اس کی بارگاہ میں خشوع وخضوع اور شکستہ دِلی کے ساتھ کھڑا ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے دل کو جوڑ دیا، جس نے اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور محتاجی میں اس کی طرف رجوع کیا اس نے اسے اپنے فضل سے مالا مال کر دیا۔

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت سے نہ کوئی آگے بڑھ سکتا ہے، نہ ہی اس کی وحدانیت کے قریب پہنچ سکتا ہے، وہ سمیع وبصیر ہے جو سنتا اور دیکھتا ہے، اس نے پانی کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی ہیبت وجلال سے پتھر بن گیا، پتھروں کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی رحمت سے سیلاب کی طرح بہنے لگے۔ اس نے نیلگوں آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا اور اس میں سورج، چاند کو بنایا اور اسے چمکتے ہوئے ستاروں سے سجایا اور وہ چمک دار ستارے موتیوں کے مشابہ ہیں، اور اپنی رحمت سے ہوائیں بھیجیں، اور ستارے کو رات کے وقت چلنے کا حکم دیا تو وہ چلنے لگا، اور بادل کو بارش برسانے کا حکم دیا، اور آسمانی قلعہ کی حفاظت پر شہابِ ثاقب کو مامور فرمایا لہٰذا اب چوری چھپے سننے والے شیاطین کچھ نہیں سن سکتے۔ انسانی فکر اس ذات کو نہ سمجھ سکی اور ناکام ہو کر واپس لوٹ آئی اور چٹیل میدان میں حیران و پریشان بھٹکنے لگی، جس نے اس کا انکار کیا اور سرکشی کی اُسے اس نے عذاب میں مبتلا فرما دیا، اور جس نے اس کی طرف رجوع کیا، اس کی وحدانیت کا اعتراف کیا، عاجزی کی اور تکبر نہ کیا تو اس نے اسے اپنا قرب عطا فرما دیا۔ نافرمانوں کو سزا دینے سے پہلے عبرت کے لئے کڑک بھیجی، اور بارش کی خوشخبری دیتے ہوئے بجلی چمکائی اور اپنی قدرت کی تیز ہواؤں سے بادل کو گرج عطا فرمائی، اپنے کرم کے خزانوں سے اپنی نعمت کی ٹھنڈی ہوائیں چلائیں تو اہلِ معرفت نے اس سے مشک وعنبر کو سونگھ لیا اور انہیں نیکی اور برائی کا خفیہ راز معلوم ہو گیا۔

پھر حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو نصرتِ خداوندی کی وہ دولتِ سرمدی عطا ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے تقویٰ کی بدولت دنیا کو تابع کر لیا۔ حضرتِ سیِّدُنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے محبت کی دلہنوں کے لئے آراستہ و پیراستہ رات گزاری تو محبتِ الٰہی میں دیوانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ دشمن کے خلاف چڑھائی کی اور عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے تیار ہو گئے اور حسرت کے عالم میں روتے روتے تمام رات بسر کر دی۔

جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ولی حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی پر اپنا پوشیدہ راز ظاہر کیا تو وہ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں دیوانہ وار پھرنے لگے۔ اور حضرتِ سیِّدُنا منصور حلاج علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا خالص جام پیا تو ان کی زباں پر ''اَنَا الْحَقُّ'' جاری ہوگیا۔(1) جب اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے محبت کا مزہ چکھ لیا تو ان پر شوقِ دیدار کی ہوائیں چلنے لگ گئیں، اور انہیں خبر دی گئی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر نگاہِ کرم اور دِلکش تجلّی فرما رہا ہے۔ یہ سن کر اُمید رکھنے والوں نے تاریک رات میں عاجزی وانکساری کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور مُجرم نے عذر پیش کرتے ہوئے حقیر دل کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا اور گنہگار پیشانیوں سے پکڑے جانے والے دن سے خوف زدہ ہوگیا اور **اللہ** تعالیٰ سے حیا اور خوف کرتے ہوئے نگاہیں نیچے کرلیں، اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کرنے لگا اور اپنے عیبوں پر رونے دھونے اور آہ وبکا کرنے میں راتیں کاٹ دیں۔

حضرتِ سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا امتحان:

منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی آزمائش کا وقت قریب آیا تو حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حاضر ہوکر عرض کی: ''اے ایوب (علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام)! عنقریب آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ آپ پر ایسی آزمائش اور ہولناک معاملہ نازل فرمائے گا کہ جسے پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں محبوب کے ساتھ تعلق میں ثابت قدم رہا تو ضرور صبر کروں گا یہاں تک کہ کہا جائے گا: ''یہ

---

(1)......عوام میں مشہور ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا حسین بن منصور حلاّج علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے ''اَنَا الْحَقُّ'' (یعنی میں حق ہوں) کہا تھا اس کا رد کرتے ہوئے اعلیٰحضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوی رضویہ شریف** میں تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت سیدی حسین بن منصور حلاّج قدس سرہٗ جن کو عوام ''**منصور**'' کہتے ہیں، منصور اِن کے والد کا نام تھا، اور ان کا اسم گرامی حسین۔ (آپ) اکابر اہلِ حال سے تھے، ان کی ایک بہن ان سے بدرَجہا مرتبۂ ولایت ومعرفت میں زائد تھیں۔ وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یادِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں مصروف ہوتیں۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی، بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا، پتا نہ چلا، اُن کو وسوسہ گزرا، دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے۔ وہ اپنے وقت پر اُٹھ کر چلیں، یہ آہستہ آہستہ پیچھے ہولئے، دیکھتے رہے۔ **آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور ان کے دہن مبارک (یعنی مُنہ شریف) کے برابر آگا، انہوں نے پینا شروع کیا**، اِن سے صبر نہ ہوسکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے۔ بے اختیار کہہ اُٹھے کہ بہن! تمہیں **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑ دو، انہوں نے ایک جُرعَہ (یعنی ایک گھونٹ) چھوڑ دیا، انہوں نے پیا، اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی، ہر درو دیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا، ''**اَنَا لَاَحَقُّ**'' بیشک میں سب سے زیادہ اس کا سزاوار (یعنی حق دار) ہوں۔'' لوگوں کے سننے میں آیا، ''**اَنَا الْحَقُّ**'' (یعنی میں حق ہوں) وہ (لوگ) دعویٰ خدائی سمجھے، اور یہ (یعنی خدائی کا دعوی) کفر ہے۔ اور **مسلمان ہوکر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔**'' (صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، ص ۵۷۷، حدیث نمبر ۶۹۲۲ پر ہے کہ) رسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) فرماتے ہیں: ''**مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ ترجمہ: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو۔**'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۴۰۰)

انتہائی تعجب خیز بندہ ہے۔'' تو انہیں ایک آواز سنائی دی: ''اے ایوب(علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام)! میری آزمائش کے لئے تیار ہو جاؤ اور میرا حکم و فیصلہ نازل ہونے تک صبر کرتے رہو۔'' آپ کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ابلیسِ لعین نے حسد کی وجہ سے طرح طرح کے مکر و حیلے سے آپ پر غالب ہونا چاہا لیکن نہ ہوسکا تو کہنے لگا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ایوب شکرگزار بندہ ہے اور اس لئے تیرا فرمانبردار ہے کہ تو نے اسے مال، رزق اور اولاد میں وسعت عطا فرمائی اور صحت بخشی ہے، اگر تو یہ سب کچھ واپس لے لے تو ایک لمحہ بھی تیری اطاعت نہ کرے گا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جا، میں نے تجھے اس پر مسلط کر دیا اور وہ اپنی حالت ہرگز تبدیل نہ کرے گا۔'' پس پہلے دن اولاد لے کر آزمائش ہوئی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام اور زیادہ محنت کرنے لگے۔ دوسرے دن مال کو جلا دیا گیا تو حضرتِ سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''تمام عطائیں اسی کی ہیں، چاہے تو لے لے اور چاہے تو عطا کر دے۔'' تیسرے دن ابلیس ملعون نے آپ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے جسم میں پھونک ماری جبکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نمازِ فجر ادا فرما رہے تھے کہ آپ جسمانی بیماری میں مبتلا ہو گئے، سارے بدن میں آبلے پڑ گئے لیکن آپ علیہ الصلوۃ والسلام ظاہر و باطن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہے۔ مال و اولاد چلے جانے کے بعد جب آپ جسم کی آزمائش میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: ''تمام خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے مجھے اپنی عبادت کے لئے چن لیا اور مجھ پر اپنا خاص فضل اور بھلائی فرمائی اور مجھے اپنے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ رکھا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ہمیشہ ذکر کرتے رہے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور شکر بجا لاتے رہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آزمائش انسان کے احوال کو ظاہر کر دیتی ہے اور محبت کے دعوے دار کی حالت بہت جلد واضح کر دیتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے نبی حضرتِ سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر ستر ہزار قسم کی آزمائشیں نازل فرمائیں لیکن آپ علیہ السلام نے صبر و شکر کیا اور شِکْوَہ نہ کیا۔ تو سن لو، اے بھائیو! تم تو ایک کانٹا بھی برداشت نہیں کر سکتے جبکہ حضرتِ سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے اولاد لے کر آزمایا گیا مگر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عبادت میں اضافہ کر دیا، مال لے لیا گیا مگر محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ذرہ برابر کمی نہ آئی، زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے رہے اور تمام آزمائشوں پر راضی رہے اور ظاہری و باطنی طور پر بالکل کوئی شکوَہ نہ کیا۔ چنانچہ، آپ علیہ الصلوۃ و السلام کو ندا دی گئی: ''اے ایوب (علیہ الصلوۃ والسلام)! تو نے ہماری آزمائشوں پر صبر کیا تو ہم تجھے تیرا مال اور اولاد لوٹا دیں گے اور تیرے جسم کو آزمائش سے عافیت بخش دیں گے اور تیرا نام اپنی آخری کتاب میں لکھ دیں گے اور تیرا ذکر محبوب بندوں کے رجسٹر میں پھیلا دیں گے۔

(چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے)

﴿۱﴾ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ج ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ O (پ۲۳،صٓ:۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا پرندوں کو زندہ کرنا:

منقول ہے کہ جب حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''اے ابراہیم (علیہ السلام)! تجھے ہماری قدرت میں شک ہے جو تو دلیل طلب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے دکھا؟'' تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے دل کی آنکھ سے دکھایا، اب میں ظاہری آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں ظاہری و باطنی نگاہ سے دیکھ لوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا: ''چار پرندے پکڑ کر ذبح کر اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے اور ان کے سروں کو اپنی انگلیوں کے درمیان رکھ کر ان کو بُلا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ایسا ہی کیا تو قدرتِ خداوندی سے ایک ایسی ہوا چلی کہ بکھرے ہوئے اجزاء اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا گوشت جمع ہو کر حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہوگئے اور ان میں سے ہر ایک پرندے نے اپنا سر آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی انگلیوں سے لے لیا۔ جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے زندہ ہوگئے تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پاس رُک کر عرض کرنے لگے: ''اے ابراہیم (علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام)! آپ ہم سے کیا چاہتے تھے کہ آپ نے ہمیں ذبح کر دیا؟ یاد رکھیں! جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اسی رات آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا، گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ فرما رہا ہے: ''اے ابراہیم (علیہ والسلام)! ہم نے تجھے مردے زندہ کرکے دکھائے اب تم ہمیں زندوں کو مار کر دکھاؤ۔'' تو آپ علیہ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا اسماعیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد فرمایا:

﴿۲﴾ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط (پ۲۳،الصفت:۱۰۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

تو انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا اور صبر کرتے ہوئے عرض کی:

﴿۳﴾ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ O (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۱۰۲)

ترجمہ کنزالایمان: کہا: اے میرے باپ! کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

اے میرے باپ! کون ہے جو حاکمِ اعلیٰ عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر اعتراض کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اے میرے باپ! اگر میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے راضی ہو جائے تو آپ وہ کام کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔ بے شک موت بڑی اچھی اور میٹھی ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کلامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کا لذیذ جام نوش فرمالیا اور آگ لینے کے لئے نکلے تو جبار کی عنایت سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی قدر بڑھ گئی اور جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام درخت کے پاس پہنچے جبکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا دل انوارِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کا منتظر تھا کہ ایک ندا سنی: ''اے موسیٰ۔'' تو اس سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو مزید قرب اور اُنس ملا۔ چنانچہ، آپ اس پر غور و فکر کرتے ہوئے ہر سمت کی طرف بڑھنے لگے۔ تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو پھر ایک ندا سنائی دی: ''اے موسیٰ! فکر نہ کیجئے۔'' پھر ارشاد ہوا:

﴿۴﴾ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ج اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی O (پ۱۶، طٰہٰ:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تُو اپنے جوتے اتار ڈال، بے شک تو پاک جنگل طُوٰی میں ہے۔

جو ایسا مقام ہے جہاں گناہوں سے آلودہ بندہ نہیں آسکتا اور وحشت زدہ آئے تو مانوس ہو جاتا ہے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر ندا سنی: ''اے موسیٰ! اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ لا (پ۱۶، طٰہٰ:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر۔'' لہٰذا مجھے پہچان، میں تیرا عظیم معبود ہوں، مجھے ہی عظمت والا جان، اور میں رزق دینے والا مالک ہوں لہٰذا میرے سوا کسی سے سوال نہ کر بلکہ مجھ سے مانگ، اور میں شدید سزا دینے والا ہوں لہٰذا میرے عذاب سے ڈر، اور جو مجھے یاد کرے میں اس کے قریب ہوتا ہوں لہٰذا مجھے یاد کر۔

حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور مجھے اپنا قرب عطا فرمایا، (پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی:)

﴿۵﴾ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ط قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ج فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا ج (پ۹، الاعراف: ۱۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں! اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔(۱)

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: '' لَنۡ تَرٰىنِیۡ '' کا معنی یہ ہے کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا یعنی ان آنکھوں سے سوال کر کے۔ بلکہ دیدارِ الٰہی بغیر سوال کے محض اس کی ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

پیارے اسلامی بھائیو! راہِ سلوک بہت دُشوار گزار اور سالک کے لئے بہت مشکل ہے۔ اسی راہ میں حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام آنسو بہاتے رہے، حضرتِ سیِّدُنا نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے گریہ وزاری کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خلیل حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا، حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علیہ الصلٰوۃ و السلام کو ذَبح کیا گیا، حضرتِ سیِّدُنا یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام کو فروخت کیا گیا، حضرتِ سیِّدُنا زکریا علیہ الصلٰوۃ و السلام پر آرا چلایا گیا، حضرتِ سیِّدُنا یحیٰی علیہ الصلٰوۃ و السلام کو شہید کیا گیا، حضرتِ سیِّدُنا ایوب علیہ الصلٰوۃ و السلام کو آزمایا گیا، حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روح اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام خوفِ الٰہی میں گھومتے رہے اور نبیِّ آخرالزماں حضرتِ سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی، احمدِ مجتبٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ساری زندگی فقر اپنایا۔

اے میرے بھائی! اس راہ میں پہلا قدم روح کو فنا کرنا ہے۔ شاہراہ تو موجود ہے سالک کہاں ہے؟ قمیص تو موجود ہے پہننے والے کہاں ہیں؟ طورِ سینا تو موجود ہے اس پر فائز ہونے والے کہاں ہیں؟ اے جنید بغدادی کی سی تڑپ رکھنے والو! آؤ اور اس راہ پہ چلو، اے شیخ ابوبکر شبلی کی محبت کے دعویدارو! ہماری بات سنو اور اے ابراہیم بن ادہم کے دیوانو! ادھر متوجہ ہو جاؤ (رحمہم اللہ تعالٰی علیہم اجمعین)۔

مقامِ فنا:

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پہاڑ پر ریحانہ عابدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا کو یہ شعر پڑھتے سنا:

اَحْضَرْتَنِیْ فِیْكَ وَلٰكِنْ غَیْبَتِیْ فِی التَّجَلِّیْ

ترجمہ: (اے میرے رب!) تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں حضوری عطا فرمائی مگر میں تیری تجلیات میں گم ہوگئی۔

میں نے اسے دائیں بائیں تلاش کیا تو نظر آئی میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: ''اے ریحانہ!'' اس نے جواب دیا: ''اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں حاضر ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''کس کو ڈھونڈ رہی ہو؟'' تو اس نے

بقیہ......عطا وفضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر مجھے دُنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ **اللہ** تعالٰی نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روزِ قیامت مؤمنین اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرتِ موسٰی علیہ الصلوۃ و السلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امرِ ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا ''جَعَلَهٗ دَكًّا'' اس کو پاش پاش کر دیا تو جو چیز **اللہ** تعالٰی کی مجعول (بنی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امرِ ممکن ہے، محال نہیں اور جو چیز امرِ ممکن پر معلّق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی۔ لہٰذا دیدارِ الٰہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلّق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو اُن کا قول باطل ہے جو **اللہ** تعالٰی کا دیدار محال بتاتے ہیں۔''

جواب دیا: ''ریحانہ کو۔'' میں نے حیران ہو کر اس سے پوچھا: ''کیا تو ریحانہ نہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''اے شبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیوں نہیں، مگر جب سے مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب ملا ہے میں قید ہو گئی ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ میں کہاں ہوں؟ میں اپنے آپ سے غائب ہو چکی اور اپنے آپ کو بھول چکی ہوں، اور اب مسافروں سے اپنے متعلق پوچھتی رہتی ہوں مگر میں نے کوئی شخص ایسا نہ پایا جو مجھے میرے بارے میں بتا دے۔'' یہ سن کر میں نے اُسے کہا: ''اب میں بھی تیری طرف رجوع کرتا ہوں کیونکہ تجھ پر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔'' تو وہ کہنے لگی: ''اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں نے اس سلسلے میں اپنے عناصر سے پوچھا تو کسی کو اپنا مددگار نہ پایا۔ میں نے حواس سے پوچھا تو ان کو بغیر جامِ محبت پئے مدہوش پایا۔ اپنی فہم سے پوچھا تو اس نے وہم کی طرف میری رہنمائی کی۔ میں نے اپنے راز سے پوچھا تو اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے دل سے پوچھا تو اس نے بھی مجھے میری مراد تک نہ پہنچایا۔ اپنے قلب سے پوچھا تو وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر کہنے لگا: مجھے اجازت نہیں، میں نہ تو بتا سکتا ہوں اور نہ ہی ظاہر کر سکتا ہوں۔''

پھر ریحانہ عابدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کہنے لگی: ''اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! میں نے ہر زندہ سے کہا کہ مجھے میری ذات تک پہنچا دے اور مجھ پر میری رہنمائی کر دے لیکن کوئی بھی میری باتیں نہ سمجھ سکا، اے شبلی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)! اگر تجھے میرا ٹھکانہ معلوم ہے تو میرے ترجمان کو اِدھر لے آ۔'' میں نے اسے کہا: ''تیرا ٹھکانہ رحیم ورحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے قُرب میں ہے۔'' یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور اس کے بعد لمبا سانس لیا۔ میں نے اسے حرکت دی تو اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے اسے ایک چٹان کے سہارے لٹایا اور خود اس امید پر وسیع وعریض میدان میں چلا گیا تا کہ کوئی ایسا شخص پاؤں جو اس کی تجہیز وتکفین پر میری مدد کرے مگر مجھے کوئی نہ ملا۔ میں واپس آیا تو اس کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گئی۔ ہاں! میں نے وہاں ایک نور دیکھا جو شعاعیں دے رہا تھا اور بجلی چمک رہی تھی۔ میں دل میں کہنے لگا: کاش! میں جان لیتا کہ اس نیک بندی کے ساتھ کیا ہوا تو مجھے ندا دی گئی: ''اے شبلی! ہم جس کو اس کی زندگی میں اس سے لے لیتے ہیں تو موت کے بعد بھی اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دیتے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اسی رات اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''اے نوجوان! قید ختم ہو گئی، میں نے اپنی مراد اور نعمتیں پا لیں اور میرا مقصد پورا ہو گیا۔ اگر تم بھی ہمیشہ کی عزت چاہتے ہو تو میری طرح موت کو گلے لگا لو۔''

فرمانبردار بیٹے کی موت سے ماں بھی فوت ہو گئی:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک سال میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ جب لوٹنے کا ارادہ کیا تو دیکھا

کہ ایک نوجوان جس کا جسم دبلا پتلا، رنگ زرد، اونٹ کے قریب کھڑا غم کے سانس لیتے ہوئے کہہ رہا تھا: ''کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو میرا پیغام اس بوڑھی عورت تک پہنچادے جس نے ساری زندگی میری تربیت فرمائی، اب وہ مجھے دیکھنے کی مشتاق ہے؟'' کیا تم میں سے کوئی شخص میرے احباب کو میرا پیغام پہنچا کر اجروثواب لینا چاہتا ہے؟'' پھر کہنے لگا: ''میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں، جب تم عافیت کے ساتھ پہنچ جاؤ تو میرا خط فلاں بُڑھیا کو پہنچا دینا اور اسے میرے متعلق بتانا کہ ہم نے ''عامری'' کو عشق کی آگ میں جلتے ہوئے چھوڑا، وہ اپنا مقصود پا چکا ہے اور اگر وہ تم سے میری حالت کے متعلق پوچھے تو ان سے کہنا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا۔'' وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا ترس آیا میں نے اس سے خط لے لیا اور پوچھا: ''آپ کو اپنی والدہ کے پاس جانے میں کیا رکاوٹ ہے؟'' تو اس نے کہا: ''اے میرے محترم! جب تقدیر ساتھ نہ دے تو مخلوق کیا کرے۔ میں اس امید پر نکلا تھا کہ لوٹ آؤں گا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ کب لوٹوں گا۔ اگرچہ میں نے اپنے محبوب کو پا کر اپنی اجنبیت میں سرور حاصل کیا لیکن میں آنے والے اس کل کی اُمید باندھے ہوئے ہوں جب ہم پھر ملیں گے جس طرح جدا ہوئے تھے۔''

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ قافلے والے اس کے اردگرد جمع ہو گئے پھر کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو کہنے لگا: ''ہائے افسوس! جس موت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے، قبر قریب ہے اور دار البقاء کی طرف کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔'' پھر اس نے دوبارہ ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ پھر بصرہ کی جانب رُخ کیا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ دُور سے آنے والوں کے استقبال اور اپنے دوستوں کو سلامتی کی مبارکباد دینے کے لئے نکل آئے۔

سب لوگوں سے پیچھے ایک بڑھیا آ رہی تھی جس کی نظر کمزور تھی، اس کا دل ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول تھا، وہ چلتے ہوئے کانپ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ''کیا اس کے آنے کا وقت نہیں آیا جس کا میں انتظار کر رہی ہوں یا قافلے میں کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے متعلق بتائے؟'' پھر اس نے نِدا دی: ''اے قافلے والو! تم میں کوئی میرے بیٹے کا خط لانے والا ہے جس میں اس کی خیر خبر ہو؟'' پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''وطن سے دُور جانے والا ہر شخص آخر واپس آتا ہے لیکن میرا بیٹا دور جانے والوں کے ساتھ ابھی تک نہ آیا۔ بہت زیادہ رونے سے میری آنکھیں چلی گئیں اور اس کی جدائی کے غم میں میرے دل کی آگ تیز ہو گئی۔ میں تو اس کی واپسی اور ملاقات کی تمنا کر رہی تھی لیکن لگتا ہے کہ میری اُمید بہت دور ہے۔''

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا: ''اے کمزور اور غمگین بڑھیا! میرے پاس اس نوجوان کا خط ہے، وہ دُوری کا شکوہ کررہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس شہر میں اس کے گھر والے ہیں، وہ اپنی والدہ کے دیدار کا بہُت مشتاق تھا جو اس سے کافی محبت ومودّت رکھتی ہے۔'' اس وقت اس بوڑھی خاتون نے ایک چیخ ماری اور کہنے لگی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ میرے ہی مسافر بیٹے کی صفت ہے۔'' اس نے مجھ سے خط لیا تاکہ اپنے شکستہ دل کو جوڑے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ سے خط لے کر چومنے لگی اور اپنے دل اور آنکھوں پر رکھ کر پوچھا: ''اے میرے پردیسی بیٹے کے قاصد! میرے محبوب بیٹے کا کیا ہوا؟'' میں نے اسے بتایا کہ ''وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے جاملا ہے۔'' جب اس نے سنا کہ اس کا بیٹا تمہارا راہِ حق کا مسافر ہوگیا ہے تو بہت زیادہ روئی پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگی:

''اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دنیا میں زندہ رہنا اس لئے پسند تھا کہ اپنے بیٹے سے ملاقات کی امید تھی لیکن اب مجھے دنیا میں رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔'' پھر اس نے ایک زَوردار چیخ ماری اور زمین پر گرگئی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ میں نے اس کی تجہیز وتکفین کا ارادہ کیا تو کوئی کہنے والا جس کی صورت نظر نہ آئی کہہ رہا تھا: ''اے شخص! ٹھہر جا، اس کا معاملہ تیرے ذمہ نہیں۔''

اِبلیس کو خوش کرنے والے کام:

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو محمد فراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب ابلیس لعین اور اس کا لشکر اکٹھا ہوتا ہے تو وہ کسی شئے پر اتنے خوش نہیں ہوتے جتنے تین چیزوں پر خوش ہوتے ہیں: (۱)...... مسلمان مسلمان کو قتل کرے (۲)...... کوئی شخص کفر پر مرجائے اور (۳)...... ایسا شخص جس کے دل میں فقر کا خوف ہو۔''

فقراء کو نصیحت:

حضرتِ سیِّدُنا شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اے گروہِ فقراء! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے تمہارے تعلق کی وجہ سے تمہاری عزّت کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے تم پہچانے جاتے ہو لہٰذا اپنے آپ کو دیکھو کہ جب تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تنہا ہوتے ہو تو تمہارا اس کے ساتھ کیسا تعلق ہوتا ہے؟''

فقیر کے تین اوصاف:

منقول ہے کہ فقیر کے تین اوصاف ہیں: (۱).. اپنا راز چھپانا (۲).. اپنا فرض ادا کرنا اور (۳).. اپنے فقر کی حفاظت کرنا۔

تمام مخلوق کی نیکیوں کے برابر نیکیاں:

منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا تم چاہتے ہو کہ بروزِ قیامت تمہاری نیکیاں تمام مخلوق کی نیکیوں کے برابر ہوں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ!'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مریضوں کی عیادت کر اور فقراء کے کپڑوں کا اہتمام کر۔'' پس حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ ہر ماہ سات دن فقراء کے لباس کا اہتمام کرتے اور مریضوں کی عیادت فرماتے۔

حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: '' فقر میں غنا کو ظاہر کرنا فقر ظاہر کرنے سے افضل ہے۔''

فقر میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

منقول ہے کہ فقیر کے پاس فقر میں کم از کم چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: (۱)......ایسا علم جو اسے مزیَّن کردے (۲)......ایسا تقوی جو اس کی حفاظت کرے (۳)......ایسا یقین جو اُسے خوش اخلاق بنادے اور (۴)......ایسا ذکر جو اسے مانوس کرے۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کسی کا فقر اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ لینے سے زیادہ دینے کو محبوب نہ رکھے اور سخاوت اس چیز کا نام نہیں کہ مال پانے والا نہ پانے والے کو دے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابن جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر عاجزی وانکساری قابلِ فخر شئے نہ ہوتی تو فقیر کو حکم دیا جاتا کہ وہ متکبرانہ چال چلے۔''

ایک قمیص دخولِ جنت کا سبب بنی:

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''اے مالک بن دینار! اے محمد بن واسع (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)! جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' میں دیکھنے لگا کہ دونوں میں سے کون پہلے جاتا ہے تو حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنت میں پہلے داخل ہوئے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: ''محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک قمیص تھی اور مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار دو قمیصوں کے مالک تھے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کل میزان میں فقر وغنا نہیں رکھا جائے گا بلکہ صبر وشکر رکھا جائے گا لہٰذا آؤ! ہم صبر وشکر کرنے والے بن جائیں۔''

اے پیارے اسلامی بھائی! جو شخص ان بزرگوں کے اوصاف اپنائے ہوئے ہو لیکن ان کی پیروی نہ کرے تو وہ ان سے محبت کرنے والا نہیں۔

فرشتے فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہیں:

منقول ہے کہ ایک بزرگ کے ساتھ مسلمان صوفیاء وفقراء کا ایک گروہ تھا۔اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان شق ہوگیا اور حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دیگر فرشتے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔فرشتوں کے ہاتھوں میں تھال اور جگ تھے اور وہ فقراء کے ہاتھوں اور پاؤں پر پانی ڈال رہے تھے۔جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے بھی اپنا ہاتھ دراز کیا تاکہ وہ پانی ڈالیں۔انہوں نے مجھ پر اور میرے ساتھ موجود فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔

حضرتِ سیِّدُنا سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر کسی شخص میں صحیح طور پر صفتِ فقر صرف ایک ہی دن کے لئے پائی جائے۔پھر وہ چوری یا کوئی اور جرم کرے تو پھر بھی مجھ پر اس کی مدد کرنا لازم ہے اگرچہ ایسا کرنے پر میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّم تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

جنت میں داخلہ

نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان جنت نشان ہے: ''جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے اسے اور ان بچوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''جس کے تین بچوں کا انتقال ہوجائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(بخاری، کتاب الجنائز ،باب ماقیل فی اولاد المسلمین الخ ،رقم ۱۳۸۱،ج۱،ص۵٦۵)

بیان15:

اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا اوران کو بلند مقام ومرتبہ عطا فرمایا جنہوں نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اس نے ان کا تذکرہ پوری کائنات میں پھیلا دیا، زمانے کو ان کی برکت سے زینت عطا فرمائی، ان کے عرفان کی مہک سے تمام عالم کو معطّر فرما دیا، انہیں اپنا قرب عطا فرما کران کا مطالبہ پورا کر دیا، اُن کی محبت کو اُن کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا بنا دیا، انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے سر جھکا دیئے اور اپنی خواہشات کی قربانی دے دی تو اس نے بھی انہیں اجر وثواب کے خزانے عطا فرما دیئے، انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے بخوشی تکالیف برداشت کیں اور کڑوی چیز کو میٹھا سمجھا، رب عَزَّوَجَلَّ کی تلاش میں دیوانوں کی طرح گھومتے رہے اور اس کو پانے میں اپنی جان تک قربان کر دی اور محبت کی بیڑیوں میں اسیر ہو گئے، اُن کو خزانے پیش کئے گئے مگر انہوں نے ٹھکرا دیئے، دُنیا ان پر فدا ہونے کی کوشش کرتی رہی لیکن انہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی، انہوں نے فقر وفاقہ اختیار کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں آزمائش میں مبتلا فرمایا تو انہوں نے ان احسانات پر شکر ادا کیا اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ شیطان نے ان پر اپنے مکر وفریب کا جال ڈالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ان پر کوئی بس نہ چل سکا اور وہ انہیں دھوکا دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محتاج ہیں اور اس کی عطا سے غنی ہو گئے جنہیں غیرِ خدا سے مستغنی کر دیا گیا اور سحری کے وقت ان کے لئے پردے اٹھا دیئے گئے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ والوں کے اعمال:

حضرت سیِّدُنا ابو اشہل سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے مکہ مکرّمہ زادھا اللّٰہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا سے چند میل کے فاصلے پر ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ قافلہ سے بچھڑ گیا تھا۔ میں اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہا۔ اس نے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ کہتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ گئے ہیں، کیا آپ کا کوئی رفیق ہے جو آپ کو ان سے ملانے میں مدد کرے؟'' تو وہ رو دیا اور کہنے لگا: ''ہاں ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''وہ میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں موجود ہے۔'' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ یہ

عارف ہے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''کیا آپ کے پاس کوئی توشہ ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''ہاں ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میرے دل میں میرے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص ہے۔'' میں نے کہا: ''کیا میں آپ کا رفیق بن سکتا ہوں؟'' تو اس نے کہا: ''رفیق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟'' تو اس نے جواب دیا: ''وہ خدا جس نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکی میں اور بچپن میں غذا دی وہی جوانی میں میرے رزق کا کفیل ہے، جب مجھے کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے تو کھانا میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''کیا آپ کو کسی قسم کی حاجت ہے؟'' تو اس نے جواب میں کہا: ''میری حاجت یہ ہے کہ آج کے بعد آپ مجھے سلام نہ کریں۔'' میں نے عرض کی: ''میرے لئے دعا فرمائیں۔'' تو وہ مجھے دعا دینے لگا کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر گناہ سے محفوظ فرمائے اور اپنا قرب بخشنے والے اعمال میں مشغول فرما دے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''آج کے بعد کہاں ملاقات ہوگی؟'' جواب ملا: ''آج کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوگی، اگر آپ مقرَّبین میں سے ہیں تو مجھے کل بروزِ قیامت مقرَّبین کے مراتب میں تلاش کرنا۔'' پھر وہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا، اس کے اچانک نظروں سے اوجھل ہو جانے پر میں عرصۂ دراز تک افسوس کرتا رہا۔''

نافرمان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی بن گیا:

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ میرا ایک انتہائی شریر پڑوسی تھا اس کی شکایت لے کر اہلِ محلّہ میرے پاس آئے تاکہ میں اسے سمجھاؤں۔ جب میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: ''تیری نافرمانیاں زیادہ ہو گئی ہیں یا تو توبہ کر لے یا پھر اس محلے سے چلا جا۔'' تو اس نے جواب دیا: ''میں اپنے ملک میں ہی رہوں گا اور یہاں سے نہیں نکلوں گا۔'' میں نے کہا: ''ہم حاکمِ وقت سے تیری شکایت کریں گے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''میری اس سے دوستی ہے۔'' تو میں نے کہا: ''ہم تیرے خلاف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کریں گے۔'' یہ سن کر اس نے کہا: ''میرا رب عَزَّوَجَلَّ تم سے زیادہ مجھ پر رحم فرمانے والا ہے۔'' پھر وہ میرے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے رات سحری کے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور عرض گزار ہوا: اے میرے مالکِ حقیقی! فلاں شخص نے ہمیں تکلیف دی ہے لہٰذا تو اسے اس کی سزا دے۔'' تو ہاتفِ غیبی نے پکار کر کہا: ''اسے بددعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔'' میں اسی وقت اُٹھا اور جا کر اس کے دروازے پر دستک دی۔ جب وہ شخص باہر آیا تو سمجھا کہ شاید میں اسے محلّہ سے نکالنے آیا ہوں تو وہ رونے لگا اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے محترم! میں نے آپ کی بات مان لی ہے اور اب میں اس محلّہ سے نکل جاؤں گا۔'' تو میں نے کہا: ''میں اس لئے نہیں آیا بلکہ

یہ بتانے آیا ہوں کہ جب میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک پکارنے والے نے ندا دی: ''اسے بددعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔'' جب اس نے یہ سنا تو بہت رویا اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔ لوگ اس کی زیارت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے کثرت سے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ پھر وہ پیدل مکۂ مکرمہ زادھا اللہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اگلے سال میں نے حج کیا۔ ظہر کے وقت مسجدِ حرام کی دیوار کے سائے میں بیٹھا تھا کہ میں نے مسجد کے کونے میں ایک گروہ دیکھا۔ میں کھڑا ہوا اور دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا وہی پڑوسی تھا۔ وہ مٹی پر لیٹا ہوا لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔ میں اس کے سر کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا: ''اے مالک (علیہ رحمۃ اللہ الخالق)! دیکھو! وہ رب عَزَّوَجَلَّ برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور آنسو بہانے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ میں اس محلّہ سے نکلا اور تجھ سے حیاء کرتے ہوئے اپنے وطن اور گھر والوں کو چھوڑ دیا حالانکہ تو بھی میری طرح مخلوق ہے، (مگر میں نے خالق عَزَّوَجَلَّ سے حیا نہ کی تو) میں کل بروزِ قیامت اس کی بارگاہ میں کیسے کھڑا ہوں گا؟ پھر اس نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور اس کے ساتھ ہی اس کا طائرِ روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گیا۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ ''میں ایک سال بیت اللہ شریف کے سفر پر تھا۔ راستے میں ایک شخص کی انتہائی پُرسوز آواز سنائی دی۔ میں جلدی سے اس کی طرف گیا اور جا کر اسے سلام کیا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے جواب دیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے میرے دوست! آپ کو میرا نام کس نے بتایا؟'' اس نے جواب دیا: ''عالَمِ ملکوت میں میری اور آپ کی روح کی ملاقات ہوئی تھی لہٰذا مجھے آپ کا نام ہمیشہ رہنے والی اس ذات نے بتایا جس کو موت نہیں۔'' پھر اس نے کہا: ''اے جنید (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا اور انہیں کپڑوں میں کفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کرنا: ''اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْغَرِیْبِ یَرْحَمُکُمُ اللہ یعنی اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اس اجنبی اور غریب الدیار کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' اس کے بعد اس نوجوان کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، وہ زار وقطار رو کر کہنے لگا: ''آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب حج کر کے واپس پلٹو تو بغداد ضرور جانا اور زعفرانی کے گھر کے متعلق دریافت کر کے میری ماں اور میرے بیٹے کے متعلق پوچھنا اور پھر انہیں کہنا کہ ''تمہیں ایک ایسے مسافر نے سلام بھیجا ہے جس کو نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہی تمہارے پاس چھوڑا گیا۔'' اس کے بعد وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ ''میں نے اس کو غسل وکفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر جب یہ اعلان کیا: ''اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْغَرِیْبِ یَرْحَمُکُمُ اللہ'' تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت پہاڑوں سے آ رہی ہے، ہم سب نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ میں نے حج ادا کرنے کے بعد بغداد جا کر جب زعفرانی کے گھر سے متعلق دریافت کیا تو مجھے

جو راستہ بتایا گیا تھا میں نے اس پر چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، اُن میں سے ایک بچہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میرے بزرگ! شاید آپ ہمارے والد کی موت کی خبر دینے آئے ہیں۔'' حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: مجھے اس بچے کے کلام سے بڑا تعجب ہوا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی اور کہنے لگی: ''اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرے بیٹے کا انتقال کہاں ہوا؟ شاید عرفہ میں۔'' تو میں نے کہا: ''نہیں۔'' یہ سن کر کہنے لگی: ''تو پھر شاید کسی وادی میں درخت کے نیچے یا کسی جنگل میں۔'' تو میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو بولی: ''ہائے افسوس اس لڑکے پر! جسے نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہمارے پاس چھوڑا گیا۔'' پھر اس کے منہ سے ایک آہ نکلی اور اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ زمانے نے مجھ پر کیسے کیسے ستم ڈھائے اور جدائی کے تیر مارے اور میرے دوست، احباب کو مجھ سے دور کر دیا۔ وہ سب میرے دل میں معزز مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔ اُن کی جدائی کے بعد میں نے خود کو بڑا مجبور و بیکس پایا کہ میرے دل کے راز چھپانے کے سارے اصول بھی ختم ہو گئے۔ جس دن وہ مجھ سے جدا ہوئے تھے اس دن میری آنکھ نے خون کے آنسو بہائے اور ان کی جدائی نے مجھے سخت دل نہ بنایا تو لوگوں نے گہرا سانس لے کر کہا: ''اے نوجوان! تو اپنی آنکھوں کی پلکوں کو رو رو کر وَرَم آلود بنا رہا ہے۔ تو پہلا انسان نہیں کہ جس کے احباب اس سے بچھڑ گئے اور جو حوادثاتِ زمانہ کا شکار ہوا۔ زمانہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ اس میں خوشی، غمی آتی رہتی ہے۔''

پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

زمین سے دینار نکل آئے:

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے ایک رومیُ النسل دوست سے اسلام لانے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ ہمارے ملک پر مسلمانوں کا لشکر حملہ آور ہوا، انہوں نے چند سال تک ہمارا محاصرہ کئے رکھا۔ آخر کار ہم نے باہر نکل کر ان سے جنگ کی، ہمارے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ اُن کے۔ ہم نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ایک کو قیدی بنا لیا۔ اور میں نے اکیلے دس مسلمانوں کو گھر میں قید کر لیا۔ روم میں میرا بہت بڑا گھر تھا لہٰذا میں نے ان سب کو اپنے خادمین کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کو بیڑیوں میں باندھ کر خچروں پر سامان لادنے کے کام پر لگا دیا۔ ایک دن میں نے ان قیدیوں پر مقرر ایک خادم کو دیکھا کہ اس نے ایک قیدی سے کچھ لیا اور اس کو نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا، میں نے اس خادم کو پکڑ کر مارا اور پوچھا: ''بتاؤ! تم اِس قیدی سے کیا لیتے ہو؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے اور میں اسے نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کیا اس کے

پاس دینار ہیں؟ تو اس خادم نے بتایا: ''نہیں، مگر جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مارتا ہے اور اس سے ایک دینار نکال کر مجھے دے دیتا ہے۔'' مجھے شوق ہوا کہ میں اس کی حقیقت جانوں۔ لہٰذا جب دوسرا دن ہوا تو میں اس نگران کے کپڑے پہن کر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا اور اسے کہا: ''تم جاؤ! آج اس کی نگرانی میں خود کروں گا تا کہ اس بات کی حقیقت جانوں جو تم نے مجھے بتائی تھی۔'' جب ظہر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ مجھے نماز پڑھنے دے تو میں تجھے ایک دینار دوں گا۔'' میں نے کہا: ''میں دو دینار سے کم نہیں لوں گا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' میں نے اسے چھوڑ دیا، اس نے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور وہاں سے نئے دو دینار نکال کر مجھے دے دیئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے پہلی مرتبہ کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ ''میں پانچ دینار سے کم نہیں لوں گا۔'' اس نے مان لیا۔ پھر جب مغرب کا وقت ہوا تو حسبِ معمول مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا: ''میں دس دینار سے کم نہیں لوں گا۔'' اس نے میری بات مان لی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوا تو زمین سے دس دینار نکال کر مجھے دے دیئے اور پھر جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو حسبِ عادت اس نے مجھے اشارہ کیا، میں نے کہا: ''میں بیس دینار سے کم نہیں لوں گا۔'' پھر بھی اس نے میری بات تسلیم کر لی اور نماز سے فراغت پا کر اس نے زمین سے بیس دینار نکالے اور مجھے تھما کر کہنے لگا: ''جو مانگنا ہے مانگو! میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ بہت غنی اور کریم ہے، میں اس سے جو مانگوں گا وہ بخل نہیں کرے گا۔'' میں نے وہ رات رو کر گزاری، اس کا یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا دھچکا لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی ہے، مجھ پر اس کا رعب طاری ہو گیا اور میں نے اس کو زنجیروں سے آزاد کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلا کر اس کی تعظیم وتکریم کی، اسے اپنا پسندیدہ نیا لباس پہنایا۔ میں نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو ہمارے شہر میں عزت والے مکان یا محل میں رہے اور اس کی انتہائی تعظیم وتکریم کی جائے گی اور چاہے تو اپنے شہر چلا جائے۔ اس نے اپنے شہر جانا پسند کیا۔ لہٰذا میں نے ایک خچر منگوایا اور زادِ راہ دے کر اسے خچر پر خود سوار کیا۔ اس نے مجھے دعا دی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے پسندیدہ دین پر تیرا خاتمہ فرمائے۔'' اس کا یہ جملہ مکمل نہ ہوا تھا کہ میرے دل میں دینِ اسلام گھر کر گیا پھر میں نے اس کے ساتھ اپنے دس غلام اور خادم بھیجے۔ انہیں حکم دیا کہ وہ سب اس کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کریں اور اِسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دیں اور یہ کہ وہ لوگ اس کے حکم کی اطاعت کریں، اور وہی کریں جو یہ پسند کرے اور اس کی مخالفت بالکل نہ کریں۔ پھر اس کو ایک دوات اور کاغذ دیا اور ایک نشانی مقرر کر لی کہ جب وہ اپنے مقام پر محفوظ پہنچ جائے تو وہ نشانی لکھ کر میری طرف بھیج دے۔ ہمارے اور اس کے شہر کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی۔ جب چھٹا دن آیا تو میرے خُدَّام میرے پاس آئے، ان کے پاس رقعہ بھی تھا جس میں اس کا خط اور وہ علامت بھی تھی۔ میں نے اپنے غلاموں سے جلدی پہنچنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم اس کے ساتھ یہاں سے نکلے تو ہم کسی تھکاوٹ اور مشقت کے بغیر ایک گھڑی کے اندر

اندر وہاں پہنچ گئے لیکن واپسی پر وہی سفر تھکاوٹ اور تکلیف کے ساتھ پانچ دنوں میں طے ہوا۔ ان کی یہ بات سنتے ہی میں نے اسی وقت پڑھا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ دِيْنَ الْاِسْلَامِ حَقٌّ۔'' پھر میں روم سے نکل کر مسلمانوں کے شہر آ گیا۔

اے میرے مولیٰ! اگر تو صرف باعمل لوگوں پر رحم فرمائے گا تو ہمارے جیسے کوتاہ کدھر جائیں گے، اگر تو صرف مخلصین کی نمازیں قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کے اعمال کون قبول کرے گا، اگر تو صرف محسنین پر کرم فرمائے گا تو گنہگاروں پر کون کرم کرے گا۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم تجھ سے حُسنِ ظن رکھتے ہیں۔ اے وہ ذات جسے ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں! ہماری تمام لغزشیں معاف فرما۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبئ اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مال کا سوال کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے عطا فرمایا، میں نے دوبارہ سوال کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر عطا فرمایا، میں نے تیسری بار سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''بیشک یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے پس جس نے اسے اچھی نیت سے لیا تو اسے اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے دل کے حرص و لالچ سے حاصل کیا اسے اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور وہ ایسا ہے کہ کھا کر بھی سیر نہیں ہوتا اور (آگاہ رہو کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا المال.....الخ، الحدیث: ٦٤٤١، ص ٥٤١)

بیان16:

موت کی سختیاں

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو بلند و بالا اور بزرگی والا ہے، سب خوبیوں والا ہے، پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا ہے، اپنے ارادے کو پورا کرنے والا ہے، اپنے جلالِ کبریائی میں یکتا ہے، جس کی کوئی کیفیت و حد بندی نہیں، اس کے ملک کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا، اس نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور ہدایت کی طرف رہنمائی کے لئے ان کو صحیح راستوں پر چلایا، اور انہیں اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا اور ہمیشہ کی زندگی اور نعمتوں والی جنت کی بشارت عطا فرمائی، نگاہِ عبرت عطا فرمائی، اور عذابِ جہنم اور وعیدوں کے ذریعے اسے ڈرایا اور انسان پر اپنا شکر ادا کرنا لازم فرمایا اور انہیں اپنے مزید فضل وکرم کی ضمانت عطا فرمائی اور ان پر موت مقرر کردی پس اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور نہ ہی بھاگنے کی کوئی جگہ ہے۔ اس نے کتنے دوستوں کو اپنے دوستوں کی جدائی پر رلایا؟ کتنے بچوں کو یتیم کیا اور انہیں آہ و بکا اور گریہ وزاری میں مبتلا فرمایا؟ وہ انسان کو موت دینے کے بعد نہ ظاہر کرتا ہے نہ واپس لوٹاتا ہے، اس نے اہلِ دنیا پر موت مقرر فرمائی اور ہر آزاد و غلام کو تقدیر کے تیروں کا ہدف بنایا، اور چاند کی منازل کو اس سے دُور کر دیا، اور طائرِ روح کو قفسِ عنصری سے جدا کر دیا۔ انسان کو زندگی کی لذت کے بدلے قبر کی بے کیف و مکدر زندگی دی۔ پس بادشاہ اور محتاج و غنی سب کے سب فقر اور موت میں برابر ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر جابر و سرکش کو موت کی ذلت میں گرفتار کیا اور ہر باطل پرست کو توڑ دیا، ان کو وسیع محلوں سے تنگ قبر میں ڈال دیا، ان کی لمبی مدت کی رسی کو کاٹ کر ان کے آباء واجداد کو ان سے لے لیا اور بچوں کو پنگھوڑوں سے اٹھایا اور قبر کو ان کا ٹھکانہ بنا دیا۔ ان کے چہرے مٹی میں مل گئے، موت کے معاملے میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، آقا و غلام اور بچے سب برابر ہیں، اس سے مردوں عورتوں کا ذکر بھی خاموش ہو گیا۔ پس وہ قیامت تک قبروں کی قید میں رہیں گے۔ کیا عقلمند ان کی ہلاکت سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔ تمام لوگ تنہا کوٹھڑی میں چلے گئے، کہاں گئے بڑے بڑے شہروں اور مضبوط قلعوں والے! کہاں گئے طرح طرح کے فنون میں مہارت رکھنے والے! کہاں گئے مضبوط حصاروں میں بند اور مضبوط محلات میں محفوظ رہنے والے! اب تو ان میں مضبوط ترین اور طاقتور لوگ قبر کی تاریکی میں اکیلے پڑے ہیں۔ کیا انہیں بزرگی والے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان نے نہیں ڈرایا: ''وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ ۝ (پ۲۶، ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔''

اے موت سے غافل انسان! دیکھ تو سہی! تیری مضبوط عمر کا ایک حصہ گزر چکا ہے۔ کب تک تو غفلت کی نیند سوتا رہے گا؟ کیا تجھے وعدے نے جوش نہیں دلایا یا وعید سے تجھے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ پیدا نہ ہوا؟ کیا تو نے عزت و بزرگی والے پروردگار عَزَّوَجَلَّ

کا یہ فرمان نہیں سنا: ''وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ O (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔''

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

''وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ'' سے مراد نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ مبارک پر کیا گیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ **ملک الموت** علیہ السلام کا اپنے لشکر کے ساتھ ظاہر ہونا، آسمان کا شق ہونا اور بندے کو معلوم ہو جانا کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا جہنم میں۔ یہ سب کچھ نزع کے وقت ہوتا ہے۔ اور یہ حق ہے جس کو نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایمان بالغیب میں بیان فرمایا۔ پھر اس کے بعد قبر میں نکیرین (یعنی منکر نکیر) کا سوال کرنا۔ جب میت کو قبر میں اُتارا جاتا ہے تو سب سے پہلی سختی یہی ہوتی ہے۔ سَکْرَۃُ الْمَوْت میں سَکْرَۃٌ جنس کو شامل اسمِ مفرد ہے (یعنی موت کی ہر قسم کی سختی) کیونکہ موت کی سختیاں بہت زیادہ ہیں۔

جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم مرضِ موت میں مبتلا ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''موت کی بہت سختیاں ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، الحدیث ۶۵۱۰، ص۵۴۶)

ہر شخص پر موت کی سختیاں اس کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق ہوں گی۔ ان سختیوں کو سَکْرَۃٌ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ظہور کے وقت عقلیں زائل ہو جاتی ہیں تو انسان ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ نشے میں مدہوش شخص ہوتا ہے کیونکہ موت کے وقت بندے پر اس کے اچھے بُرے اعمال ظاہر ہو جاتے ہیں جن کے مطابق اس کو جزا ملے گی۔ پس غیبت کرنے والے کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جائیں گے اور غیبت سننے والے کے کانوں میں جہنم کی آگ بھر دی جائے گی، ظالم کی روح ہر مظلوم پر تقسیم کر دی جائے گی، حرام کھانے والے کے لئے کھانے میں زقوم (یعنی جہنم کے ایک کانٹے دار درخت کا انتہائی کڑوا پھل) دیا جائے گا۔ اسی طرح نزع کی سختیوں کے وقت بندے پر اس کے دیگر اعمال بھی ظاہر ہو جائیں گے اور میت پر تمام سختیاں ایک ایک کر کے گزریں گی۔ آخری سختی گزرتے وقت اس کی روح قبض ہو جائے گی۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ارشاد ''**ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ**'' کا مطلب یہ ہے کہ ''لمبی اُمیدوں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کی حرص کے ساتھ تو موت سے بھاگتا تھا۔''

قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) کو یاد کرتے تو اس سے غافل ہو جاتے

جو میں دیکھ رہا ہوں (یعنی ہنسنے سے)۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''لذّات کو کاٹنے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو۔ اور بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۶۹۱، ج۱، ص۲۰۴)

(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب حدیث اکثروا من......الخ، الحدیث ۲۴۶۰، ص۱۸۹۹ "یضحکون" بدله "یکتشرون")

سکراتِ موت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہمیں موت کے متعلق بتایئے۔'' تو حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! موت ایک ایسی کانٹے دار ٹہنی کی مانند ہے کہ جس کو کسی آدمی کے پیٹ میں داخل کیا جائے اور ہر کانٹا ایک ایک رگ میں پیوست ہو جائے پھر کوئی طاقتور شخص اس ٹہنی کو اپنی پوری طاقت سے کھینچے تو اس ٹہنی کی زد میں آنے والی ہر چیز کٹ جائے اور جو زد میں نہ آئے وہ بچ جائے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الثالث: فی سکرات الموت......الخ، ج۵، ص۲۱۰)

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے مرنے والے انسان پر تعجب ہوتا ہے کہ عقل اور زبان ہونے کے باوجود وہ کیوں موت اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو میں نے عرض کی: ''اے بابا جان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ تو ایسے ایسے فرمایا کرتے تھے۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! موت اس سے زیادہ سخت ہے کہ اس کو بیان کیا جائے پھر بھی میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! گویا میرے کندھوں پر رَضْوٰی (یَنْبُع کا ایک مشہور پہاڑ) اور تہامہ کے پہاڑ رکھ دیئے گئے ہیں اور گویا میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہے، گویا میرے پیٹ میں ایک کانٹے دار ٹہنی ہے اور گویا آسمان زمین سے مل گیا ہے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔'' (المستدرك، کتاب معرفة الصحابة، باب وصف الموت فی حالة النزع، الحدیث ۵۹۶۹، ج۴، ص۵۶۹ ـ الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۴۴۶ عمرو بن العاص، ج۴، ص۱۹۶)

موت کی کڑواہٹ:

منقول ہے کہ بنی اسرائیل حضرت سیِّدُنا سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبرِ انور پر حاضر ہوئے اور حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے روح اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس قبر والے کو زندہ فرمائے تاکہ ہم اس سے موت کا بیان سنیں۔'' حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حضرت سیِّدُنا سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرنے کی دعا

فرمائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو زندہ فرما دیا، وہ کھڑے ہوئے تو حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا: ''یہ بڑھاپا تو آپ کے زمانے میں نہیں تھا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''جب میں نے ندا سُنی تو گمان ہوا کہ شاید قیامت قائم ہوگئی ہے، اس کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا: ''آپ کو اس دارِ فانی سے کوچ کیے ہوئے کتنی مدت ہوگئی ہے؟'' تو انہوں نے بتایا: ''مجھے اس دنیا سے رخصت ہوئے چار سو سال ہوگئے ہیں لیکن موت کی کڑواہٹ ابھی تک مجھ سے دور نہیں ہوئی۔'' (تفسیر القرطبی، آل عمران، تحت الآیۃ ۴۹، الجزء الرابع، ج۲، ص۷۴، بتغیرٍ)

گر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیشِ نظر | سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب
نزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا | تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب

اعمال لکھنے والے فرشتوں کی زیارت:

حضرت سیِّدُنا وھب بن منبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس جہانِ فانی سے کوچ کرنے والا مرنے سے پہلے ان دونوں فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے جو اس کے اعمال کو دنیا میں محفوظ کیا کرتے تھے، اگر وہ شخص بھلائی کے کام کرتا تھا تو فرشتے کہیں گے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے تو نے ہمیں خیر و برکت کی بہت سی مجلسوں میں بٹھایا اور ہمارے پاس اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ جمع کیا۔'' اور اگر وہ شخص برے کام کرتا تھا تو فرشتے کہیں گے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہماری طرف سے اچھی جزاء نہ دے تو نے ہمیں شر کی بہت سی مجلسوں میں بٹھایا اور بری گفتگو سنوائی۔'' اس وقت اس کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں پھر وہ دنیا کی طرف کبھی نہیں لوٹتا۔ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملک الموت واعوانہ، الحدیث ۲۳۹، ج۶، ص۴۶۶۔ حلیۃ الاولیاء، وھیب بن الورد، الحدیث ۱۱۷۱۶، ج۸، ص۱۶۰، بتغیرٍ قلیلٍ)

مؤمن اور کافر کی موت میں فرق:

حضرت سیِّدُنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں ایک انصاری شخص کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب ہم قبر کے قریب پہنچے تو رسولِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف فرما ہوگئے۔ ہم بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ اقدس میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم زمین کُرید رہے تھے۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا سرِ انور اُٹھا کر ارشاد فرمایا: ''قبر کی آزمائش اور اس کے عذاب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو۔'' دو یا تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا: ''بے شک بندۂ مومن جب دنیا سے کوچ کر رہا ہوتا ہے تو

سورج کی طرح سفید چہرے والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اُن کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے، وہ اس کے پاس حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملکُ الموت حضرت سیِّدُ نا عزرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اس کے سر کے قریب بیٹھ کر فرماتے ہیں: ''اے اطمینان والی پاکیزہ جان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی روح مشکیزے سے قطرے کی طرح نکل جاتی ہے۔ فرشتے اس روح کو تھام لیتے ہیں اور حضرت ملکُ الموت علیہ السلام کے ہاتھ میں لمحہ بھر بھی نہیں چھوڑتے پھر وہی جنّتی کفن پہناتے اور خوشبو لگاتے ہیں تو اس روح سے دُنیوی کستوری سے بھی پیاری خوشبو نکلتی ہے۔ فرشتے اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہوئے فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں: ''یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور اچھے اچھے القابات سے اس کا نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمانِ دُنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر آسمان والے اس کو دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اس کا نامۂ اعمال **عِلِّیِّین** (یہ وہ مقام ہے جہاں نیک لوگوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں) میں لکھ دو اور اس کی روح کو زمین کی طرف لوٹا دو۔''

﴿۱﴾ **مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى** ۝ (پ۱۶، طٰہٰ: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آ کر پوچھتے ہیں: ''مَنۡ رَّبُّکَ یعنی تیرا رب کون ہے؟'' وہ جواب دیتا ہے: ''رَبِّیَ اللہ یعنی میرا رب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے۔'' وہ پھر پوچھتے ہیں: ''مَا دِیۡنُکَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟'' تو وہ جواب دیتا ہے: ''دِیۡنِیَ الۡاِسۡلَام یعنی میرا دین اسلام ہے۔'' اس کے بعد فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: ''مَا تَقُوۡلُ فِیۡ ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیۡ بُعِثَ فِیۡکُمۡ اَھُوَ رَسُوۡلُ اللہِ **یعنی دنیا میں اِس شخصیت کے متعلق کیا کہا کرتا تھا جو تم میں مبعوث ہوئی، کیا یہ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کے رسول** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **ہیں؟** تو وہ جواب دیتا ہے: ''ھُوَ رَسُوۡلُ اللہِ یعنی (ہاں!) یہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔'' وہ پوچھتے ہیں: ''تجھے کس نے بتایا؟'' وہ جواب دیتا ہے: ''میں نے قرآنِ حکیم پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے: ''میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنّتی لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔'' پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچے گی، اس کی قبر تا حدِ نظر وسیع کر دی جائے گی اور خوبصورت چہرے والا ایک شخص اس کے پاس آ کر کہے گا: ''میں تجھے ایسی بشارت دیتا ہوں جو تجھے خوش کر دے گی، یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔'' بندۂ

مؤمن پوچھتا ہے: ''آپ کون ہیں؟'' تو وہ جواب دیتا ہے: ''میں تیرا نیک عمل ہوں۔'' جنّتی نعمتوں کو دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والے شوق کی بنا پر مؤمن کہتا ہے: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! قیامت قائم فرما۔''

حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''کافر جب دنیا سے جارہا ہوتا ہے تو اس کے پاس سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں جن کے پاس بالوں سے بنے ہوئے کمبل ہوتے ہیں۔ وہ تاحدِّ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر **ملک الموت** علیہ السلام آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ کر کہتے ہیں: ''اے خبیث جان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل۔'' اس کی روح تمام اعضاء میں بکھری ہوتی ہے جس کو جسم میں سے اس طرح نکالا جاتا ہے جس طرح گوشت بھوننے والی ترسیخ اُون میں ڈال کر کھینچی جائے تو وہ اُون کو ادھیڑ دیتی ہے، اس کے تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، **ملک الموت** علیہ السلام اس کی روح نکالتے ہیں لیکن فرشتے اُن کے ہاتھ میں ایک لمحہ بھی نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے لے کر اس کمبل میں ڈال دیتے ہیں جس سے انتہائی ناگوار بُو نکل کر پوری روئے زمین پر پھیل جاتی ہے۔ پھر وہ اس کو پکڑ کر ملائکہ کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: ''یہ خبیث روح کس کی ہے؟'' وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: ''یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے۔'' اور برے برے القابات سے اس کا نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن ان کے لئے نہیں کھولا جاتا۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿٢﴾ **لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ** ط

(پ٨، الاعراف: ٤٠)

ترجمۂ کنز الایمان: ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل نہ ہو۔(1)

(پھر فرمایا کہ) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اس کا نامۂ اعمال **سِجّین** (یہ وہ مقام ہے جہاں بدکاروں کے اعمال لکھے جاتے ہیں) میں لکھ دو۔'' پھر اس کی روح کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

1...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نہ اُن کے اعمال کے لئے، نہ اُن کی ارواح کے لئے کیونکہ اُن کے اعمال وارواح دونوں خبیث ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور مؤمنین کی ارواح کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ ابن جُرَیج نے کہا کہ ''آسمان کے دروازے نہ کافروں کے اعمال کے لئے کھولے جائیں گے، نہ ارواح کے لئے یعنی نہ زندگی میں ان کا عمل ہی آسمان پر جاسکتا ہے، نہ بعدِ موت روح۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ ''آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے نزول سے محروم رہتے ہیں۔ اور یہ محال تو کفار کا جنّت میں داخل ہونا محال۔''

پھر سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۳﴾ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (پ۱۷،الحج:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں۔ یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔(۱)

پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ''مَنْ رَّبُّکَ یعنی تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے: ''ھَا ھَا لَا اَدْرِی یعنی ہائے افسوس! مجھے نہیں معلوم۔'' پھر وہ پوچھتے ہیں: ''مَا دِیْنُکَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟'' وہ جواب دیتا ہے: ''ھَا ھَا لَا اَدْرِی یعنی ہائے افسوس! میں نہیں جانتا۔'' پھر وہ پوچھتے ہیں: ''مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ یعنی دنیا میں اِس شخصیت کے متعلق کیا کہا کرتا تھا جو تم میں مبعوث ہوئی؟'' تو وہ جواب میں کہتا ہے: ''ھَا ھَا لَا اَدْرِی یعنی ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا۔'' پھر آسمان سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ''اس نے جھوٹ بولا، اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہنا کر جہنم کا دروازہ کھول دو۔'' پس جہنم کی سخت گرمی اسے آ پہنچتی ہے، اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں بکھر جاتی ہیں پھر اس کے پاس ایک بدصورت، گندے کپڑوں اور انتہائی ناگوار بو والا شخص آ کر کہتا ہے: ''میں تجھے ایسی خبر دیتا ہوں جو تجھے غمگین کر دے گی، جان لو! یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔'' تو وہ اس سے پوچھتا ہے: ''تو کون ہے؟'' وہ جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: ''میں تیرا دنیا میں کیا ہوا خبیث عمل ہوں۔'' تو وہ مردہ کہتا ہے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! قیامت قائم نہ کر۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، الحدیث ۱۸۵۵۹، ج۶، ص۴۱۳، بتغیرٍ قلیلٍ)

موت کے بعد بھی ستر ہولناکیاں ہیں:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''موت کی سختیاں تلوار کی ہزار ضربوں سے بھی زیادہ شدید ہیں اور بے شک اس کے بعد بھی ستر ہولناکیاں ہیں جن میں سے ہر ایک موت سے ستر گنا زیادہ سخت ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، عبد العزیز بن ابی رواد، الحدیث ۱۱۹۳۴، ج۸، ص۲۱۸ مختصراً)

1...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اور (پرندے) بوٹی بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ ایمان کو بلندی میں آسمان سے تشبیہ دی گئی۔ اور ایمان ترک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ، اور اس کی خواہشاتِ نفسانیہ کو جو اس کی فکروں کو منتشر کرتی ہیں بوٹی بوٹی لے جانے والے پرندے کے ساتھ، اور شیاطین کو جو اس کو وادیٔ ضلالت میں پھینکتے ہیں ہوا کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور اس نفیس تشبیہ سے شرک کا انجامِ بد سمجھایا گیا۔''

حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے ایک رات قبراور موت کے متعلق خوب غور وفکر کیا تو اسی رات میں نے خواب دیکھا گویا میں قبرستان میں ہوں اور مردے اپنی قبروں میں اس حال میں ہیں کہ ان کے بستر بچھے ہوئے ہیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔'' میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' مجھے بتایا گیا: ''یہ فرمانبردار ہیں جو قیامت تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص فضل وکرم میں رہیں گے۔'' میں نے پوچھا: ''نافرمان کہاں ہیں؟'' تو بتایا گیا: ''زمین نے انہیں وحشت کی تاریکیوں میں دھنسا دیا اب نہ تو وہ دیکھ سکتے ہیں، نہ ہی دکھائے جائیں گے۔ نیک اور بدکار دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایک کے لئے دنیا قید خانہ اور قبر آزادی ہے اور دوسرے کے لئے دنیا آزادی اور قبر قید خانہ ہے۔ انہوں نے دنیا میں خود کو تھکا کر وصال کی حلاوت اور وجدان کی راحت پائی ہے، کانوں کو ناپسندیدہ باتوں سے بند کر کے نظریں جھکاتے ہوئے جمالِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کا مشاہدہ کیا اور محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا جام پی کر مدہوش ہو گئے۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اتنا کچھ جان لینے کے باوجود یہ غفلت کیسی؟ حالانکہ تمہیں بوسیدہ ٹھکانے کی طرف لوٹنا ہے؟ یہ لاپرواہی کیسی؟ حالانکہ زندگی مختصر ہے۔ کب تک سرکشی اور کوتاہی کرتے رہو گے؟ یہ کاہلی کیسی؟ حالانکہ تمہیں ڈرانے والے نے بھی ڈرایا؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حبیب کے دروازے سے تمہارا پیچھے رہنا تمہاری بری تدبیر ہے۔ کب تک تم تکبر کرتے رہو گے؟ حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے؟ اے بھائیو! جوانی میں تمہارا گھومنا پھرنا تمہیں پریشان کر دے گا اور اپنے نفس کے دھوکے کی طرف مائل ہونا تمہیں بدل دے گا اور تمہارا نعمتوں والے گھر کو چھوڑ کر جہنم کی طرف بھاگنا تمہاری حالت کو تبدیل کر دے گا۔ کیا تم قبر میں اپنے ٹھکانے کو بھول گئے؟ ہاں! گناہوں نے تمہارے دل کو سیاہ کر کے تمہیں بدل کر رکھ دیا۔ کیا تم اس گھڑی کو یاد نہیں کرتے جس کی ہولناکی سے تمہاری پیشانی سے پسینہ بہنے لگ جائے گا؟ جس کے اچانک آنے سے زبانیں **گُنگ** (گونگی) ہو جائیں گی اور آنکھوں سے افسوس کے قطرے ٹپکنے لگیں گے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، قیامت کے ہوشرُبا منظر کو یاد رکھو! کیونکہ معاملہ بہت سخت ہے اور اپنی بقیہ عمر جلدی جلدی نیکیاں کرنے میں گزارو۔ ورنہ موت کے بعد ندامت فائدہ نہ دے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

{۴} وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶، ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! کہاں ہیں تم سے پہلے والے لوگ؟ کہاں ہیں تمہارے ہم عمر جو کُوچ کر گئے؟ کہاں ہیں صاحبِ مال اور ان کے جانشین؟ اب وہ سب اپنے گناہوں پر نادم ہو رہے ہیں۔ ہائے افسوس! اے کاش! وہ اس مقام کی ہولناکی کو جان لیتے جس سے بچہ بھی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! تعجب ہے جب تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلایا جاتا ہے تو تم لاپرواہی کرنے لگتے ہو اور جب تمہیں نصیحتیں نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہیں تو تم اَکڑتے ہو۔ یاد رکھو! تم سے پہلے کتنوں کو موت نے پچھاڑا کہ اب ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ اے وہ لوگو جن کا جسم تو زندہ ہے لیکن دل مردہ ہے۔ عنقریب حسرتوں کے وقت تم اس چیز کا مشاہدہ کرلوگے جس کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! کتنی ہی جانوں کو موت نے ان کے گھروں میں بے آرام کیا! کتنی ہی آزمائشوں اور بلاؤں کو ان جسموں میں آباد کیا جو نازونِعَم میں پلے بڑھے تھے! کتنوں کی ارواح کو اپنے بوجھ سے قبر کے گڑھوں کی طرف منتقل کیا! اور بہت سے افراد کے رخساروں کو قبر کی مٹی میں ذلیل کیا۔ اے میرے بھائیو! اپنی جان پر رو؛ اس رونے سے پہلے جو فائدہ نہ دے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہوشیار ہوجاؤ! دنیا احمقوں کے لئے سرسبز وشاداب ہے، عنقریب کچھ دنوں کے بعد تم میری بات سمجھ جاؤ گے جب تمہاری روح نکل رہی ہوگی، جب وہ سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے اور پھر عمل کا موقع نہ ملے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَ تْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! افسوس ہے تم پر! کیا تمہیں علم نہیں کہ تم ہر لمحہ موت کی طرف سفر کررہے ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں کہ تمہارے برے اعمال شمار کئے جارہے ہیں؟ کتنے ہی امید رکھنے والے رسوا ہوئے! انہوں نے امیدیں باندھ رکھی تھیں کہ اچانک موت کا گزر ہوا اور وہ اپنی اُمیدوں کو نہ پہنچ سکے جن کی ان کو چاہت تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ **سے اعراض کرنے والے!** کب تک یہ اعراض کرتا رہے گا؟ کیا تجھے علم ہے کہ تیری جوانی طلبِ مال میں گزر گئی اور اب تیرے لئے ہلاکت ہے؟ کیونکہ تیری عمر گزر چکی ہے اور تیرے اعضاء ہر لمحہ تجھ سے بغاوت پر آمادہ ہیں۔ افسوس! اب تو زادِراہ جمع کرلے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! سفر بہت طویل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے وہ شخص جس کا دل نیک محفل میں بھی اسباب میں مشغول رہتا ہے! اے وہ شخص جو وعظ ونصیحت سن کر بھی توبہ نہیں کرتا! اے وہ شخص نافرمانیوں نے جس پر تاریک پردہ ڈال دیا! اے وہ شخص خواہشاتِ نفسانیہ نے جس پر جنت کے دروازے بند کردیئے! اپنے نفس پر رو کیونکہ رونا اکثر فائدہ دیتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کیا تجھے علم نہیں کہ موت تجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی ہے؟ اس نے دوسروں کا شکار کیا اور عنقریب تجھے بھی شکار کرے گی۔ کیا تجھے اُس کا علم نہ ہوا جو دوسروں کے ساتھ کیا گیا؟ کیا تیری غفلت نے ہر وادی وگھاٹی میں تجھے موت سے خبردار نہ کیا؟ کیا تونے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا؟

وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ **کے بندو!** قرآنِ کریم میں غور وفکر کرو، وعدہ ووعید کو سمجھنے کے لئے اپنے دلوں کو حاضر رکھو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہی فرمانبردار بندوں کی شان ہے اور اس کے غضب سے ڈرو، کتنے ہی لوگ خدائے جبار وقہار عَزَّوَجَلَّ کے نافرمان ہیں، جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے:

﴿۵﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِيْدٌ (پ۳۰، البروج: ۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔

کہاں ہیں جنہوں نے مضبوط محلات کی بنیاد رکھیں؟ اور بخوشی عرصۂ دراز تک لوگوں پر حکمرانی کرتے رہے اور خود ان لوگوں سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسے۔ اپنی جہالت سے سمجھ بیٹھے کہ انہیں یہاں سے کوچ نہیں کرنا پھر جب انہوں نے

ہلاکت کا جام پیا تو وہ چیختے رہ گئے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ انہوں نے موت سے ڈرانے والے کے ڈرانے کو نہیں سنا۔

جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ0 (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے شخص! تجھے تیرا گذشتہ اور آئندہ آنے والا دن ڈرا رہا ہے۔ سورج چاند تیرے سامنے عبرت کے نمونے ہیں اور تو خطاؤں پر ڈٹا ہوا ہے۔ بے شک تو قبر کے قریب ہے اور پھر بھی اس وعید سے غافل ہے جو تجھے سنائی جاتی ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ0 (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کیا تجھے علم نہیں کہ زبان کے متعلق سب کچھ پوچھا جائے گا، قدم کے نشانات کا حساب لیا جائے گا اور زبان کی لغزشوں کا بھی حساب ہوگا، تیرے اعضاء تیرے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کی گواہی دیں گے، کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیری تاک میں تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے؟ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ 0 (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے اپنی آنکھوں سے عبرت کے نمونوں کا مشاہدہ کرنے والے! اور اے اپنے کانوں سے نصیحتوں کو سننے والے! تجھے ہر لمحہ موت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ0 (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

گویا تو موت کے دہانے پر کھڑا ہے اور موت تجھے اس طرح اُچک لے گی جس طرح بجلی بینائی چھین لیتی ہے اور افسوس تو اس کو خود سے دور بھی نہ کر سکے گا اگرچہ تو مشرق و مغرب کا بھی مالک بن جائے۔ اس وقت تجھے یہ سب کچھ چھوٹ جانے پر بہت زیادہ افسوس اور حسرت ہوگی۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ0 (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

رِقّت بھری دعا:

اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر ہم گناہوں کی وجہ سے تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تو حُسنِ ظن نے ہمیں تیرے ثواب کی بھی طمع دے رکھی ہے۔ اگر تو معاف فرمادے تو تجھ سے زیادہ کون اس کا حق رکھتا ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے زیادہ عدل کرنے والا کون ہے؟ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تو عبادت وریاضت کرنے والوں پر رحم فرمائے گا تو خطا کاروں پر کرم کون کرے گا؟ اگر تو صرف مخلصین کے اعمال قبول فرمائے گا تو ہم جیسے ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ اگر تو صرف محسنین کو عزت سے نوازے گا تو ہم جیسے بدکار کہاں جائیں گے؟ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی زیادہ ہے کہ میں نے دوسروں کو تو نصیحت کی لیکن خود غافل رہا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! کتنی سخت مصیبت ہے مجھ پر کہ دوسرے بیدار ہیں اور میں سویا ہوا ہوں۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میرا معاملہ کتنا شدید ہے کہ دوسروں کی رہنمائی کررہا ہوں اور خود حیران وپریشان ہوں۔ اے میرے ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ! عفوودرگزر کے ساتھ پُرخطر اور تکلیف دہ راستے میں میری مدد فرما۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! جب تو نے اپنی راہ پر چلنے والوں کی رہنمائی فرمائی تو وہ تجھ تک پہنچ گئے۔ اے میرے خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی ایسا شخص تو ہوگا جو خالص تیری رضا کے لئے حاضر ہوا ہوگا اپنے نور کے واسطے مجھ خطا کار کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرما اور یااَرحَمَ الرّٰحِمِین! ہم سب کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم

بیان 17:

کراماتِ اولیاء کا ثبوت

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اہلِ محبت (یعنی اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کے لئے عبادت کا دروازہ خاص کر دیا جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ جب مخلوق سوجاتی ہے تو وہ ان کو اپنے دروازے کی طرف لے آتا ہے اور وہ اس کی بارگاہ میں قیام وسجود میں رات بسر کرتے ہیں۔ وہ رات کے ابتدائی حصے میں کتنے اچھے انداز میں عبادت کرتے ہیں اور آخری حصے میں کتنے پیارے انداز میں نادم ہوتے ہیں۔ اگر تو اُن کو دیکھے گا تو اس حال میں پائے گا کہ اُن کے لئے دروازے کھول دیئے گئے اور پردے ہٹا دیئے گئے اور انہیں ذاتِ الٰہی کے مشاہدے کا انعام عطا کیا گیا۔

یاد رکھو! اولیاءِ کرام کی سب سے بڑی کرامت اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر ہمیشگی کی توفیق اور معصیت و مخالفتِ شرع سے محفوظ رہنا ہے اور قرآنِ مجید میں حضرت سیِّدَتُنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ کراماتِ اولیاء کے اظہار پر شاہد ہے۔ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول یا نبی نہ تھیں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ O** (پ۳، ال عمران: ۳۷) ترجمۂ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔[1]

اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدَتُنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرماتا ہے: **وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا O** (پ۱۶، مریم: ۲۵) ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی۔

انہی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو حضرت سیِّدُنا خضر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی یعنی آپ علیہ السلام نے دیوار کو سیدھا کر دیا اور اس کے علاوہ دیگر کئی عجائبات جن کی معرفت حضرت سیِّدُنا خضر علیہ السلام کو حاصل تھی اور حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام پر

---

[1] ......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرت مریم نے صِغر سِنی میں کلام کیا جبکہ وہ پالنے (جھولے) میں پرورش پا رہی تھیں جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا۔ **مسئلہ:** یہ آیت کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ **اللہ** تعالیٰ اُن کے ہاتھوں پر خوارق ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت زکریا نے جب یہ دیکھا تو فرمایا: جو ذاتِ پاک مریم کو بے وقت، بے فصل اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں اُمید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا کرے بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔''

وہ امور عادتاً مخفی تھے۔ یہ سب کرامات حضرت سیِّدُ نا خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں حالانکہ آپ علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی تھے۔(۱)

گائے بول اٹھی:

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بیان فرمایا: ''ایک شخص گائے پر بوجھ اٹھائے اسے ہانکتا جا رہا تھا کہ گائے اس کی طرف متوجہ ہو کر (بزبانِ فصیح) کہنے لگی: ''میں اس لئے پیدا نہیں کی گئی، مجھے تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل ابی بکر الصدیق ، الحدیث ۲۳۸۸ ، ص ۱۰۹۸)

زمین سونا بن گئی:

حضرت سیِّدُ نا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''عبادان شہر میں ایک حبشی فقیر تھا جو عام طور پر کھنڈرات میں رہتا تھا۔ ایک دن میں اپنی ضروریات وحاجات کی تلاش میں نکلا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مسکرانے لگا اور اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین چمکدار سونا بن گئی۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: ''اپنی ضرورت پوری کرلو۔'' میں نے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا لیکن اس واقعہ نے مجھے خوفزدہ کر دیا اس لئے میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

وادی کے پتھر جواہرات بن گئے:

حضرت سیِّدُ نا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ ''میرے پاس میرے استاذ حضرت سیِّدُ نا ابو علی سندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی، انہوں نے اسے اُنڈیلا تو اس سے جواہر نمودار ہوئے، میں نے عرض کی: ''یہ موتی آپ کو کہاں سے ملے؟'' ارشاد فرمایا: ''میں یہاں ایک وادی میں اترا تو اچانک چراغ کی طرح ٹمٹماتے ہوئے یہ موتی دیکھے، میں نے ان کو اٹھا لیا۔'' میں نے عرض کی: ''جب آپ وادی میں گئے تھے تو آپ کی کیفیت کیسی تھی۔'' انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اس وقت میں اس حال میں نہیں تھا جس میں اِس وقت ہوں۔''

سب سے بڑی کرامت:

حضرت سیِّدُ نا سہل بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ تو اپنے برے اخلاق کو اچھے اخلاق سے بدل ڈال۔''

......مجدّدِ اعظم، امامِ اہلسنت، حضرت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''سیدنا خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک نبی ہیں۔'' (فتاوی رضویه، ج ۲۶، ص ۴۰۱)

مغفرت کا پروانہ:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو کعبہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے نزدیک کثرت سے رکوع وسجود کر رہا تھا۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا: ''بلاشبہ تم کثرت سے نماز پڑھ رہے ہو۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں اپنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہاں سے واپس جانے کے پروانے کا انتظار کر رہا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ اوپر سے کاغذ کا ایک ٹکڑا گرا جس میں لکھا ہوا تھا: ''یہ پیغام عزیز وغفار کی جانب سے اپنے سچے بندے کی طرف ہے، اب تو اس حال میں لوٹ جا کہ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔''

منکرینِ کرامات بھی مان گئے:

حضرت سیِّدُنا جابر رحبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''رحبہ کے اکثر لوگ کراماتِ اولیاء کے منکر تھے۔ ایک دن میں ایک درندے پر سوار ہو کر رحبہ میں داخل ہو گیا اور پوچھا: ''کہاں ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کرامات کو جھٹلاتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد وہ میرے بارے میں ایسی یاوہ گوئیوں سے باز آ گئے۔''

کیکر کے درخت سے کھجوریں:

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ ''ہم ایک جنگل میں حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ محوِ سفر تھے۔ ہم نے کیکر کے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا اور کہا: ''یہ جگہ کتنی عمدہ ہے، کاش! اس درخت پر تروتازہ کھجوریں ہوتیں۔'' حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرانے اور پوچھنے لگے: ''کیا تروتازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہو؟'' اس کے ساتھ ہی آپ نے درخت کو حرکت دے کر کہا: ''میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا اور تناور درخت بنایا! ہماری طرف تازہ کھجوریں پھینک۔''

پھر آپ نے اس درخت کو ہلایا تو اس سے واقعتاً تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھائیں پھر ہم سو گئے اور بیدار ہو کر جب ہم نے دوبارہ درخت کو حرکت دی تو ہم پر کانٹے گرے۔''

دائرے سے پانی رواں ہو گیا:

ایک قافلہ حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر پر تھا۔ جب قافلے والے پیدل چلنے سے عاجز آ گئے تو

شدتِ پیاس کی وجہ سے پانی طلب کیا۔حضرت سیّدُ نا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے پوچھا:''کیا تم میری زندگی میں اس راز کو پوشیدہ رکھو گے؟''انہوں نے کہا:''جی ہاں!رکھیں گے۔''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک گول دائرہ کھینچا تو اس سے پانی جاری ہو گیا۔ان سب نے جی بھر کر پانی پیا۔جب قافلہ بصرہ پہنچا اور حضرت سیّدُ نا حماد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات بتائی تو حضرت سیّدُ نا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اس دن میں بھی ان کے ساتھ موجود تھا۔''

درندہ بھی تابع ہو گیا:

حضرت سیّدُ نا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حضرت سیّدُ نا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔حضرت سیّدُ نا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیّدُ نا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا:''کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟''تو انہوں نے فرمایا:''ڈریئے مت۔''پھر حضرت سیّدُ نا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا کان پکڑ کر دبایا تو وہ دُم ہلانے لگا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی دُم پکڑی تو حضرت سیّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''کیا یہ شہرت نہیں؟''تو انہوں نے جواب دیا:''اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زادِراہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیتا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ جاتا۔''

فقراء پر صدقہ نہ کرنے کی سزا:

حضرت سیّدُ نا جعفر بن ترکان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:''میں فقراء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ایک دفعہ مجھے ایک دینار ملا تو میں نے ارادہ کیا کہ یہ دینار ان فقراء کو دے دوں پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھے اس کی ان سے زیادہ حاجت ہے۔تو اچانک مجھے دانت کا درد محسوس ہوا میں نے اپنے دانت کو جڑ سے اُکھیڑ دیا پھر دوسرا درد کرنے لگا۔اس کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی:''اگر تم ان فقراء کو وہ دینار نہ دو گے تو تمہارے منہ میں ایک دانت بھی باقی نہ رہے گا۔''

میت نے ہاتھ پکڑ لیا:

حضرت سیّدُ نا احمد بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ''میرے استاذ حضرت سیّدُ نا ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:''میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا تو اس نے تختۂ غسل پر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔میں نے اس سے کہا:''اے میرے بیٹے!میرا ہاتھ چھوڑ دے،میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں تُو تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوا ہے۔''تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

درخت بول اٹھا:

حضرت سیِّدُنا ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ عہد کیا کہ میں حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤں گا۔ ایک دن میں جنگل سے گزر رہا تھا کہ مجھے انجیر کا ایک درخت نظر آیا، میں نے کھانے کے لئے جوں ہی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو درخت بول اٹھا اور کہنے لگا: ''اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھ سے نہ کھاؤ کیونکہ میرا مالک یہودی ہے۔''

صبر کرتے تو قدموں سے چشمہ جاری ہوجاتا:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن حنیف علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں کہ ''میں حج کے ارادے سے جب بغداد پہنچا تو میری حالت یہ تھی کہ لگاتار چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی وہاں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ پھر میں ایک کنوئیں پر پانی پینے کی غرض سے گیا تو وہاں ایک ہرن کو کنوئیں کے اوپر دیکھا جو کہ پانی پی رہا تھا، میں بھی بہت پیاسا تھا۔ جب میں ہرن کی جگہ کنوئیں کے قریب ہوا تو وہ مجھے دیکھ کر بھاگ گیا۔ جب میں نے کنوئیں میں دیکھا تو پانی کنوئیں میں نیچے تک تھا کہ نکالا نہیں جاسکتا تھا تو میں یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ ''اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا مرتبہ اس ہرن کے برابر بھی نہیں۔'' تو مجھے پیچھے سے ندا دی گئی: ''ہم نے تجھے آزمایا تھا لیکن تو نے صبر نہ کیا، اب واپس جا اور پانی پی لے۔'' جب میں واپس گیا تو کنواں واقعی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اور شہر جاتے ہوئے اسی سے پانی بھی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا لیکن وہ ختم نہ ہوا۔ جب میں خوب سیراب ہوگیا تو غیب سے ایک آواز سنی: ''ہرن تو بغیر مشکیزے اور رسی کے ساتھ آیا تھا لیکن تم مشکیزے کے ساتھ آئے ہو۔'' جب میں حج سے لوٹ کر آیا اور جامع مسجد میں داخل ہوا تو جوں ہی حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم لمحہ بھر بھی صبر کرتے تو تمہارے قدموں سے چشمہ جاری ہوجاتا۔''

اونٹ زندہ ہوگیا:

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''میں بصرہ کے راستے میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ کو ہانکتے ہوئے دیکھا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور وہ شخص اور کجاوہ گر گیا تو وہ اعرابی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ''اے تمام اسباب کو پیدا کرنے والے! اور ہر طلبگار کی طلب کو پورا کرنے والے! مجھے اسی حالت پر لوٹا دے۔'' تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اور کجاوہ بھی اس کے اوپر ہوگیا۔

حضرت سیِّدُ ناخضر علیہ السلام کا کھانا کِھلانا:

حضرت سیِّدُ ناابوبکر ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں کہ''ایک دفعہ میں کچھ کھائے پیئے بغیر حجاز کے جنگل میں چالیس دن رہا۔ پھرایک دن مجھے گرم ساگ اور روٹی کھانے کی خواہش ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا:''میں جنگل میں ہوں، میرے اور عراق کے درمیان طویل مسافت ہے۔''ابھی میری بات بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک اعرابی کو دور سے یہ ندا دیتے ہوئے سنا:''اے گرم ساگ اور روٹی کے خواہش مند!''میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا:''کیا آپ کے پاس گرم ساگ اور روٹی ہے؟''اس نے جواب دیا:''جی ہاں۔''پھراس نے چادر بچھا کر روٹی اور ساگ نکالا اور مجھے کھانے کو کہا، میں نے کھالیا۔ اس نے پھر کہا:''مزید کھائیں۔''میں نے پھر کھالیا۔اس نے تیسری بار کھانے کو کہا تو میں نے کھالیا لیکن جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا تو میں نے اس سے پوچھا:''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے پاس بھیجا! آپ کون ہیں؟''تو اس نے جواب دیا: ''میں خضر(علیہ السلام) ہوں۔''پھر وہ غائب ہوگئے اس کے بعد میں ان کی زیارت نہ کرسکا۔

ولی کی حفاظت کا خدائی انتظام:

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خوَّاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ''سفرِ مکہ کے دوران رات کے وقت میرا گزر ایک ویران کھنڈر سے ہوا، اس میں ایک بہت بڑا درندہ دیکھ کر میں ڈر گیا۔اچانک غیب سے ایک آواز آئی:''ثابت قدم رہو، کیونکہ تمہارے اردگرد حفاظت کے لئے ستر ہزار فرشتے موجود ہیں۔''

فرمانبردار گدھا:

حضرت سیِّدُ ناایوب حمال علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ''حضرت سیِّدُ ناابوعبداللہ دیلمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی جب سفر میں کسی جگہ ٹھہرتے تو اپنے گدھے کے کان میں فرمایا کرتے:''میں تجھے باندھنا چاہتا تھا لیکن اب نہیں باندھوں گا بلکہ تجھے اس صحرا میں بھیج رہا ہوں تاکہ تو گھاس کھالے۔لہٰذا جب ہم یہاں سے کوچ کا ارادہ کریں تو واپس آجانا۔''جب روانگی کا وقت ہوتا تو وہ گدھا حقیقتاً آپ کے پاس واپس آجاتا۔''

ریت ستُّو بن گئی:

حضرت سیِّدُ نا آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ''میں عسقلان میں تھا اور ہمارے پاس ایک نوجوان شخص آتا، ہمارے پاس بیٹھتا، گفتگو کرتا رہتا اور جب ہم فارغ ہوتے تو نماز پڑھنے لگ جاتا۔اس نے ایک دن ہمیں الوداع

کہتے ہوئے کہا: ''میں اسکندریہ جارہا ہوں۔'' میں بھی اس کے ساتھ نکل پڑا اور اس کو کچھ درہم دیئے لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اس کو مجبور کیا تو اس نے اپنے مشکیزے میں مٹھی بھر ریت ڈال کر اوپر سے سمندر کا پانی ڈال دیا پھر مجھے کہا: ''کھاؤ۔'' میں نے دیکھا تو یہ انتہائی لذیذ اور میٹھے ستو تھے۔'' اس نے کہا: ''جس کی حالت ایسی ہو اسے درہموں کی کیا ضرورت ہے؟'' پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''دل میں کوئی جگہ ایسی نہیں جو محبوب کے علاوہ کسی کی محبت کے لئے خالی ہو۔ میرا سوال اور اُمید و مراد سب وہی میرا حبیب ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں میری زندگی اسی کے لئے ہے۔ جب کبھی کوئی بیماری میرے دل پر اُتری تو اس کے علاوہ اس بیماری کا علاج کسی نے نہ کیا۔''

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب ایک قوم پر عنایتِ باری تعالیٰ کی ہوا چلی تو اس نے ان کے جہالت وغفلت سے مرے ہوئے دلوں کو زندہ کر دیا۔ ان کو توفیق کے پیالے میں پاکیزہ شراب سے سیراب کیا تو ان کی ارواح میں خوشی و مسرت کے آثار نمودار ہوگئے اور وجد و راحت کا اثر چمک اٹھا۔ انہوں نے دنیا کو نگاہِ عبرت سے دیکھا تو اس حقیقت کو پا لیا کہ یہاں کوئی حقیقی گھر نہیں اور انہوں نے دولت و اقتدار کی بجائے آخرت کی تیاری میں جلدی کرنے کو غنیمت جانا۔ ان کے دن روزے میں اور راتیں ذکر و اذکار میں گزریں۔ جب غافل نیند سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے تو وہ مولیٰ کریم عَزَّوَجَلَّ سے مناجات میں مشغول رہتے۔ محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی رضا عطا کی تو انہوں نے اس کی محبت کو ہر شئے پر ترجیح دی۔ اس نے ان کو محبت کے پیالے سے سیراب کر کے رات کی تنہائی میں ان پر تجلّی فرمائی تو وہ اس کے مشاہدہ اور دیدار سے لطف اندوز ہوئے۔ پھر محبوب نے ان کو ندا دی: ''اے میرے محبوب بندو! میرے دروازے پر آجاؤ، میں نے تمہارے لئے حجاب اٹھا کر جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو اس کی من مانتی مرادیں عطا کر دی ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰهُ علٰی سیِّدِنا محمَّدٍ وَّاٰلهٖ وصحبهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً دَائِماً اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بیان18:

قیامت کی سختیاں

﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ج(پ ٤، اٰل عمران: ١٠٦)﴾

''ترجمۂ کنزالایمان: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔''

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو صفتِ جمال کی معرفت عطا فرمائی تو انہوں نے عرفانِ خداوندی کی لازوال دولت حاصل کر لی، اس کے ذریعے **اللہ** تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی اور انہیں اُنسیَّت عطا فرمائی تو وہ اس سے مانوس ہو گئے، ان کے دلوں میں اپنے راز ڈالے تو اس کی توفیق سے وہ اس کا ذکر کرنے لگے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے احوال بیان کر کے ملائکہ کے سامنے فخر فرماتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں۔ اس نے ان کے دلوں کی سلطنت غفلت سے محفوظ فرمائی تو انہوں نے اس کی بارگاہ کو لازم پکڑ لیا اور اپنی ساری زندگی اخلاص کو اپنایا اور اسی پر دُنیا سے رخصت ہوئے۔ انہوں نے اپنے نامۂ اعمال کو نافرمانیوں سے خالی رکھا اور اسے صحیح رکھنے کی پوری کوشش کی۔ وہ روزِ جزاء کی رسوائی سے خوفزدہ ہوئے تو انہوں نے اس امانت کی حفاظت کی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے اپنا مقصود بھی پایا اور طلب سے بھی سوا پایا۔ مگر محروم کو بدنصیبی کے میدان میں چھوڑ دیا جائے گا، اس پر رحم نہ کیا جائے گا، اسے میدانِ محشر میں شرمساری ہو گی اور اُسے اس دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا جس دن کچھ منہ روشن اور کچھ سیاہ ہوں گے۔

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے کائنات کو بغیر کسی شریک و مددگار کے پیدا کیا، وہ اپنی بلند شان میں اس سے پاک ہے کہ اسے طاقت وقدرت اور وجود دیا جائے۔ اس نے اپنی شان کے مطابق عرش پر استوا فرمایا۔ وہ استغفار کرنے والوں کے لئے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ وہ بروزِ قیامت سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کے حکم سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے، وہ فرماتا ہے: ''اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ0(پ ٢١، السجدۃ: ٧) ترجمۂ کنزالایمان: جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائشِ انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔'' اس نے انسان کو ایک حقیر نُطفے سے پیدا کیا اور اسے پُوری دنیا میں پھیلا دیا۔ **اللہ** تعالیٰ انسان کے متعلق فرماتا ہے: ''فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ0 (پ ٢٣، یٰسٓ: ٧٧) ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے۔''(1)

---

(1)...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر شہوت مسلّط کی تا کہ اسے اپنا انتہائی ذلیل ہونا معلوم ہوجائے۔نافرمانوں کی آنکھوں سے عبرت کے آنسوخشک ہوگئے پھر بھی اُن کا کوئی مددگار نہیں لیکن اس کے دروازے پر پہنچنے والے محبوب بندوں کو ان کا محبوبِ حقیقی یہ ندا دیتا ہے:

''وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ 0 (پ ٤،ال عمران: ١٣٣) ترجمۂ کنزالایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں، پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔''(1)

سب خوبیاں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کو حوادثاتِ زمانہ نہیں بدل سکتے، اور نہ ہی زمانوں کی تبدیلی اس کو پرانا کرسکتی ہے، وہی اول وآخر اور ظاہر وباطن ہے: ''يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ 0 (پ ٢٤،المؤمن: ١٩) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔''

بقیہ حاشیہ...... کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقولِ مشہور اُبَیُ بن خلف حُمَجِی کے حق میں نازل ہوئی جو انکارِ بعث میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے بحث وتکرار کرنے آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی، اس کو توڑتا جاتا تھا اور سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد بھی **اللہ** تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ہاں، اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار فرمایا گیا کہ ''گلی ہوئی ہڈی کا بکھرنے کے بعد **اللہ** تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا، اپنی نادانی سے ناممکن سمجھتا ہے۔ کتنا احمق ہے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتدا میں ایک گندہ نطفہ تھا، گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر۔ **اللّٰہ** تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے اس میں جان ڈال دی، انسان بنایا تو ایسا مغرور ومتکبر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر ہوکر جھگڑنے آ گیا۔ اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادرِ برحق پانی کی بوند کو قوی اور توانا انسان بنا دیتا ہے، اس کی قدرت سے گلی ہوئی ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے اور اس کو ناممکن سمجھنا کتنی کھلی ہوئی جہالت ہے۔''

...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''توبہ وادائے فرائض وطاعات واخلاصِ عمل اختیار کرکے۔ یہ جنّت کی وُسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں۔ کیونکہ اُنہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے وہ آسمان وزمین ہی ہے۔ اس سے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کردیا جائے اس سے جنّت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنّت کتنی وسیع ہے۔ ہرقل بادشاہ نے سید عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنّت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان وزمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب میں فرمایا کہ ''سُبحانَ اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے۔ اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں۔ ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانبِ مقابل میں شب ہوتی ہے۔ اسی طرح جنت جانبِ بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں۔ یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ **اللہ** کی قدرت واختیار سے کچھ بعید نہیں، جس شے کو جہاں چاہے رکھے۔ یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنّت آسمان میں ہے یا زمین میں۔ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر زیرِ عرش۔ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت ''وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ'' سے ثابت ہوا کہ جنّت ودوزخ پیدا ہوچکیں موجود ہیں۔''

وہ نہ جسم ہے، نہ جوہر، نہ عرض، نہ عُنصر۔ وہ نورانی پردے سے پاک ہے۔ اسے فارغ سمجھنے والا اندھا ہے، اس کا انکار کرنے والا بے بصیرت ہے، اُس کے لئے جسم ثابت کرنے والا کمزور نظر والا ہے اور کسی کو اس کے مشابہ قرار دینے والا جہالت کی جیل میں قید ہے۔ اس نے بادلوں سے زور کا پانی برسایا اور اس کے ذریعے بہت سی اکٹھی اور بکھری ہوئی نباتات کو پیدا فرمایا اور ان کی غذائیں بنائیں اور حیوانات سے مذکر و مؤنث پیدا کرنے کے لئے پانی سے مادۂ منویہ بنایا تاکہ اس میں اس کا فضل اور عدل ظاہر ہو اور پیدا ہونے والی مخلوق تو عاجز و مجبور ہے۔ اس نے اِبتدائے آفرینش (آف۔ری۔نِش۔ پیدائش) سے لوحِ محفوظ میں انسان کی نجات و ہلاکت کے کلمات لکھ دیئے۔ پس سب کے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو وہ اپنے اندازے سے نہیں جان سکتے اور امور کا انجام ان سے مخفی کر دیا گیا۔ پھر موت کا تیر ان کی طرف پھینکا تو اس نے انہیں ہلاک کر دیا پھر اپنے اس فرمان سے اسے نصیحت کی تاکہ وہ جان لے کہ **اللہ** تعالیٰ اپنے فیصلے میں عدل کرنے والا ہے اور وہ ظلم نہیں کرتا: ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (پ٤، اٰل عمران: ١٨٥)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔''(1)

پاک ہے وہ رب عَزَّوَجَلَّ جو فیصلہ کرتا ہے لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا، جو صحیح کو توڑتا اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، میں اس کی رحمت کی امید رکھنے والے جیسی حمد کرتا ہوں کیونکہ وہ اسے غفور و رحیم جانتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں نے یہ گواہی روزِ محشر کے لئے تیار کر رکھی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور رسول ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم قیامت کے دن تمام امتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فانی شئے کا طالب خسارے میں ہے کیونکہ عنقریب وہ اسے چھوڑ کر رخصت ہو جائے گا۔ کیا وہ شخص آنے والے لمحات میں غور نہیں کرتا کہ وہ اس کی عمر کے مختلف مراحل کو لپیٹ رہے ہیں؟ کیا دن اور رات آنکھیں پھاڑے

---

1 ......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی۔ آدمی زندگانی پر مفتوں (یعنی فریفتہ، شیدا) ہوتا ہے۔ اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقا نہ تھی۔ اس کے ساتھ دل لگانا حیاتِ باقی اور اُخروی زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہوا۔ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ''دنیا طالبِ دنیا کے لئے متاعِ غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے۔ لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے۔''

اس کا پیچھا نہیں کر رہے؟ کیا تو ان لوگوں کو نہیں دیکھتا جن کی عمریں ہزار سال تھیں؟ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم تو کچھ دن ہی اس دار فانی میں ٹھہرے تھے۔ کیا تو ان لوگوں سے ناواقف ہے جنہوں نے مضبوط قلعے بنائے اور بڑے بڑے سرداروں کو حفاظت میں رکھا، انہیں آباد کرنے والوں کو موت کی تلوار نے تباہ و برباد کر دیا اور سب کچھ ان کی ملکیت سے زائل ہو گیا؟ قومِ نوح، قومِ عاد و ثمود اور قومِ تُبَّع اور پہلے والے بادشاہ کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو کبھی مشرق و مغرب کے مالک تھے؟ وہ سب رخصت ہو گئے اور ان کا سب کچھ بیکار ہو گیا اور وہ خود اس اندھیرے گھر میں منتقل ہو گئے، جس میں شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ کیا تو ان کی پکار نہیں سنتا حالانکہ وہ خاموش معلوم ہوتے ہیں؟ اے عقلمند! کیا تو ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتا؟ شداد اور نعمان کہاں چلے گئے؟ بادشاہِ ایران اور اس کے محلات کہاں گئے؟ بابل کے بادشاہوں کو کس نے گمنام کر دیا؟ موت نے ان سب کا کام تمام کر دیا:''یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ ج (پ ٤، اٰل عمران: ١٠٦) ترجمۂ کنز الایمان: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔''

بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح:

حضرت سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں تین روز رات کے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہی التجا کرتا رہا کہ وہ مجھے جنت میں میرا رفیق دکھا دے تو میں نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''اے عبدالواحد! جنت میں تیری رفیق میمونہ سوداء ہوگی۔'' میں نے دریافت کیا: ''وہ کہاں رہتی ہے؟'' تو مجھے بتایا گیا کہ وہ کوفہ کے فلاں قبیلے میں رہتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں کوفہ چل پڑا۔ اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے پر انہوں نے مجھے بتایا کہ ''وہ تو دیوانی ہے اور ہماری بکریاں چراتی ہے۔'' میں نے ان سے کہا: ''میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔'' تو لوگوں نے کہا: ''آپ پہاڑ کی طرف جائیں۔'' میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ وہ اپنے سامنے ڈنڈا نصب کئے نماز میں کھڑی ہے، اس پر اُون کا جبہ لٹک رہا تھا جس پر لکھا تھا: ''یہ خرید و فروخت کے لئے نہیں۔'' اور یہ بھی دیکھا کہ بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ مل کر چر رہی ہیں۔ نہ تو بھیڑیئے ان کو کھاتے ہیں اور نہ ہی یہ بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو نماز مختصر کر کے کہا: ''لوٹ جائیں، اے ابن زید! آپ واپس چلے جائیں، وعدے کی جگہ یہاں نہیں بلکہ وعدے کی جگہ تو جنت ہے۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! آپ کو کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں؟'' تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''آپ کو معلوم نہیں کہ روحیں ایک اکٹھا لشکر تھیں جو ایک دوسرے سے متعارف ہو گئیں وہ باہم محبت کرتی ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ الگ رہتی ہیں۔'' پھر میں نے اس سے کہا: ''مجھے نصیحت کرو؟'' تو اس نے کہا: ''تعجب ہے! نصیحت کرنے والے کو بھی بھلا نصیحت کی جائے گی۔ بہر حال اے ابن

زید! اگر تم اپنے اعضاء پر عدل کی کَسَوٹی نافذ کر لو تو میں تمہیں اپنے اعضاء میں چھپے ہوئے ایک راز سے آگاہ کرتی ہوں، اے ابن زید! مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس بندے کو دنیا کی کوئی شئے عطا کی گئی پھر اس کو دوسری مرتبہ اس نے طلب کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِس کے ساتھ ہی خلوت کی محبت اس سے سلَب کر لیتا ہے اور اس کو قرب کے بدلے جدائی اور اُنس کے بدلے وحشت دے دیتا ہے۔'' پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے واعظ! تو خود نافرمان ہے اور لوگوں کو گناہوں سے روکتا اور ڈانٹتا ہے۔ حقیقت میں تو ہی بیمار و کمزور ہے کہ گناہوں کو ناپسند کرنے والے سے ان کا وقوع بڑا ہی عجیب ہے۔ اے میرے رفیق! اگر تو نے جلد ہی اپنے ان عیوب سے داغدار ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کر لی تو جان لے کہ تو جو بھی کہے گا اس کا مقام و مرتبہ دلوں میں سچا ہو گا۔ لیکن اس وقت تیری حالت یہ ہے کہ تو دوسروں کو تو گمراہی و سرکشی سے منع کرتا ہے اور خود منع کرنے میں شک میں مبتلا ہے۔''

اشعار کہنے کے بعد جب وہ خاموش ہوئی تو میں نے اس سے استفسار کیا: ''میں ان بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ ہی بھیڑیئے بکریوں کو کھاتے ہیں۔'' تو اس نے کہا: ''میں نے اپنے اور اپنے مالک کے درمیان رکاوٹ کو دور کر کے اس سے صلح کر لی تو اس نے بھی بھیڑیوں اور بکریوں کے درمیان رکاوٹ دور کر کے ان کی صلح کروا دی۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ صادقین کی علامات، مؤمنین کے فضائل و عادات، متقین کے آثار اور بزرگوں کے لگائے ہوئے باغات ہیں۔ اے وہ شخص جو نافرمانیوں کی راہ میں حیران کھڑا ہے! جان لے کہ نیکی کا راستہ بھی بہت قریب ہے اور اے وہ شخص جس کو گناہوں نے توبہ سے روک رکھا ہے! جلدی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لے۔ اے وہ شخص جو مسلسل نافرمانیوں میں غرق ہوتا جا رہا ہے! لوٹ آ اور جس نے تجھے اپنی طرف بلایا ہے وہ تیری پکار سن کر تجھے جواب سے نوازے گا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گویا تم امیدوں کے کاٹنے والی موت کے بہت قریب ہو، وہ آئے گی تو تم کیڑوں اور تاریکی کے گھروں کی طرف منتقل ہو جاؤ گے، وہ تمہیں دوستوں کی محفل سے اُچک لے گی پھر نافرمان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن افسوس! اس وقت اسے اعمال سے خالی عمر ضائع کرنے پر ندامت نفع نہ دے گی۔

﴿۱﴾ **یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ۝** ترجمۂ کنز الایمان: اُس دن تم سب پیش ہو گے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی۔ (پ ۲۹، الحاقۃ: ۱۸)

اے انسان! تجھ پر افسوس ہے، کیا تجھے وعیدوں سے نہ ڈرایا گیا لیکن تو پھر بھی خوف نہیں کرتا۔ کیا تو اس ذات سے حیا نہیں کرتا جس نے تجھے وجود بخشا اور تیری خوبصورت شکل بنائی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تجھے تیرے چاہنے والے بھلا دیں گے اور تنگ قبر میں ڈال کر اکیلا چھوڑ دیں گے۔

قبر کی دِل ہلا دینے والی کہانی:

امیرالمؤمنین حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازے کے ساتھ قبرِستان تشریف لے گئے، جب لوگوں نے صفیں بنالیں تو آپ سب سے پیچھے چلے گئے (وہاں ایک قَبر کے پاس بیٹھ کر غور وفکر میں ڈوب گئے)، آپ کے دوستوں نے استفسار کیا: ''اے امیرالمؤمنین! آپ تو میت کے ولی ہیں اور آپ ہی پیچھے چلے گئے۔'' کسی نے عرض کی، ''یا امیرَ المومنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں تنہا کیسے تشریف فرما ہیں؟ فرمایا، ''ابھی ابھی ایک قَبر نے مجھے پُکار کر بلایا اور بولی، اے عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں اپنے اندر آنے والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں؟ میں نے اُس قبر سے کہا، مجھے ضَرور بتا۔ وہ کہنے لگی، جب کوئی میرے اندر آتا ہے تو میں اُس کا کفن پھاڑ کر جِسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی اور اس کا گوشت کھا جاتی ہوں، کیا آپ مجھ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ میں اس کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں؟ میں نے کہا، ضَرور بتا۔ تو کہنے لگی، ''ہتھیلیوں کو کلائیوں سے، گُھٹنوں کو پِنڈلیوں سے اور پِنڈلیوں کو قدموں سے جدا کر دیتی ہوں''۔ اتنا کہنے کے بعد حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہچکیاں لے کر رونے لگے۔ جب کچھ اِفاقہ ہوا تو کچھ اس طرح عبرت کے مَدَنی پھول لٹانے لگے،

''**اے اسلامی بھائیو!** اِس دنیا میں ہمیں بہُت تھوڑا عرصہ رہنا ہے، جو اِس دنیا میں (سخت گنہگار ہونے کے باوُجُود) صاحِب اقتدار ہے وہ (آخِرت میں) انتہائی ذلیل وخوار ہے۔ جو اس جہاں میں مالدار ہے وہ (آخرت میں) فقیر ہو گا۔ اِس کا جوان بوڑھا ہو جائے گا اور جو زندہ ہے وہ مر جائے گا۔ دنیا کا تمہاری طرف آنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بہت جلد رخصت ہو جاتی ہے۔ کہاں گئے تلاوتِ قراٰن کرنے والے؟ کہاں گئے بیتُ اللہ کا حج کرنے والے؟ کہاں گئے ماہِ رَمَضان کے روزے رکھنے والے؟ خاک نے ان کے جسموں کا کیا حال کر دیا؟ قبر کے کیڑوں نے ان کے گوشت کا کیا انجام کر دیا؟ ان کی ہڈّیوں اور جوڑوں کے ساتھ کیا ہوا؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دُنیا میں یہ آرام دِہ نَرم نَرم بستر پر ہوتے تھے لیکن اب وہ اپنے گھر والوں اور وطن کو چھوڑ کر راحت کے بعد تنگی میں ہیں، ان کی بیواؤں نے دوسرے نکاح کر کے دوبارہ گھر بسا لئے، ان کی اَولاد گلیوں میں دربدر ہے، ان کے رشتہ داروں نے ان کے مکانات ومیراث آپَس میں بانٹ لی۔ واللہ! ان میں کچھ خوش نصیب ہیں جو قبروں میں مزے لوٹ رہے ہیں اور واللہ! بعض قبر میں عذاب میں گرفتار ہیں۔

افسوس صد ہزار افسوس، اے نادان! جو آج مرتے وَقت کبھی اپنے والِد کی، کبھی اپنے بیٹے کی تو کبھی سگے بھائی کی آنکھیں بند کر رہا ہے، ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے، کسی کو کفن پہنا رہا ہے، کسی کے جنازے کو کندھے پر اُٹھا رہا ہے، کسی کے جنازے کے ساتھ جا رہا ہے، کسی کو قبر کے گڑھے میں اتار کر دفنا رہا ہے۔ (یاد رکھ! کل یہ سبھی کچھ تیرے ساتھ بھی ہونے والا ہے) کاش!

مجھے علم ہوتا! کون سا گال (قبر میں) پہلے خراب ہوگا'' پھر حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور ایک ہفتہ کے بعد اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی قسم!** تمہاری بوئی ہوئی فصل کی کٹائی کا وقت قریب آ گیا ہے، تم کب تک اس غفلت کا شکار رہو گے؟ قیامت کی ہولناکیاں تمہارے سامنے ہیں کہ جس دن باپ اپنی اولاد سے بھاگے گا، تمہیں اس وقت انتہائی افسوس ہوگا جب تمہارے اعمال کا حساب ہوگا، تُم سوکھی ہوئی اس گھاس کی مانند ہو جاؤ گے جس کو ہوائیں اِدھر اُدھر پھینک رہی ہوتی ہیں۔ تم کب تک اس غفلت میں مبتلا رہو گے حالانکہ توبہ کی قبولیت کا علم تو ظاہر ہو چکا ہے۔ اے خواہشات کے سمندر میں غرق ہونے والو! نجات کی کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے افعال سے برائیوں کا جڑ سے خاتمہ کر دو، اپنے نفس کو ندامت کے ساحل پر ڈال دو پھر تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو بہت زیادہ کرم فرمانے والا پاؤ گے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ذِلّت اور عاجزی کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور اس گھڑی گریہ وزاری کرتے ہوئے پکارو! اے وہ ذات جس کی نافرمانی کرنا اس کو نقصان نہیں دیتی اور نہ ہی جس کی اطاعت کرنا اس کو کوئی فائدہ دیتی ہے! یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہماری خرابیوں کے بدلے درستی عطا فرما اور خسارے کے عوض نفع عطا فرما۔ اے وہ ذات جس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہے! اپنی رحمت سے ہمارے معاملے میں درگزر فرما۔

وَصَلَّی اللّٰہُ علٰی سیِّدِنا محمَّدٍ وَّاٰلہٖ وصحبہٖ وسلَّم تَسْلِیْماً دَائِماً اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن

بیان19:

مناقبِ صالحین رحمھم اللہ

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو کبھی مفلس ومحتاج نہیں ہوتا، وہ کرم فرمانے والا، قدیم اور یکتا ہے، باپ بیٹے سے منزّہ ہے، حصہ دار اور مددگار سے پاک ہے، کسی حاکم، مماثل (یعنی مشابہ)، ہٹ دھرم اور سرکش سے بہت بلند ہے، تمام اچھی نعمتوں پر تمام تعریفوں کے ساتھ اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ نافرمان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا اور ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے ذلیل بندے پر اپنے بے پایاں احسانات فرماتا ہے اور اس کے تمام مقاصد پورے فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ جو مضبوط چٹانوں اور پتھریلی زمین سے نہریں نکالتا ہے، خشک بے جان لکڑی سے درخت اور خوشنما کلیاں اُگاتا ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والی باہم ملی ہوئی یا جدا جدا سیدھی شاخوں سے مختلف ذائقوں اور رنگوں کے تروتازہ پھل پیدا فرماتا ہے۔ یہ اس کی قدرت کی بعض نشانیاں اور اس کی حکمت وکاریگری کے بعض عجائبات ہیں۔ انسان کو اس کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔

وسیلۂ اولیاء ذریعۂ شفاء:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن جلاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے والدِ محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''میں حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر ان سے عرض کی: ''اے ابو محفوظ! (یہ آپ کی کُنْیَت ہے) میں نے اس رات عجیب چیز دیکھی۔'' انہوں نے دریافت فرمایا: ''کیا دیکھا؟'' عرض کی: ''میرے گھر والوں کو مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی، میں بازار گیا اور مچھلی خرید کر ایک مزدور بچے کو ساتھ لیا کہ وہ مچھلی اُٹھا کر گھر تک میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ، وہ میرے ساتھ چل پڑا، راستے میں جب اس نے ظہر کی اذان سنی تو مجھے کہا: ''اے محترم! کیا آپ نماز نہیں پڑھیں گے؟'' گویا اس نے اچانک مجھے غفلت سے بیدار کر دیا ہو، میں نے کہا: ''ہاں! ہاں! کیوں نہیں! ضرور پڑھیں گے۔'' اس نے مچھلی والا برتن مسجد کے دروازے پر رکھا اور مسجد میں داخل ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ''اس بچے نے طشت کو نماز پر قربان کر دیا تو کیا میں مچھلی قربان نہیں کر سکتا۔'' بہر حال وہ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ اقامت کہی گئی اور ہم نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز کے بعد چند رکعتیں بھی ادا کیں۔ جب باہر نکلے تو دیکھا کہ طشت اپنی جگہ موجود تھا۔ میں نے گھر آ کر یہ واقعہ گھر والوں کو سنایا تو وہ کہنے لگے: ''اس بچے کو ہمارے ساتھ مچھلی کھانے کی دعوت دیں۔'' جب میں نے اسے دعوت دی تو اس نے کہا: ''میں روزے سے ہوں۔'' میں نے اس سے کہا: ''پھر تم ہمارے ہاں روزہ افطار کرو۔'' اس نے کہا: ''مجھے آپ کی دعوت قبول ہے، اب مجھے مسجد کا راستہ دکھا دیجئے۔'' میں نے اسے راستہ دکھایا تو وہ مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ جب ہم نے نمازِ مغرب ادا کر لی تو میں نے

اسے کہا: ''اب ہمارے گھر چلئے ۔''اس نے جواب دیا: ''نمازِ عشاء پڑھ کر چلیں گے ۔'' نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد میں اس کو اپنے گھر لے آیا جس میں تین کمرے تھے: ایک میرا اور میرے بچوں کی امی کا تھا، دوسرے میں ہماری بیس سال سے معذور لڑکی رہتی تھی اور تیسرے میں ہمارا مہمان تھا۔ رات کے آخری حصے میں، مَیں اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' تو باہر سے آواز آئی: ''میں آپ کی فلاں بیٹی ہوں؟'' میں نے کہا: ''وہ تو بیس سال سے معذور ہے اور گھر میں پڑا ہوا محض گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، وہ کیسے سیدھی ہو کر چل سکتی ہے؟'' یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''میں آپ کی وہی بیٹی ہوں، آپ دروازہ تو کھولیں ۔'' جب میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو بالکل سیدھی کھڑی تھی۔ ہم نے اس سے کہا: ''ہمیں بتاؤ کہ تم کیسے شفایاب ہوئی ہو؟ تو اس نے بتایا کہ ''میں نے آپ کو اپنے اس مہمان کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کا وسیلہ پیش کروں کہ وہ میری تکلیف دور کردے لہٰذا میں نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ**! تیری بارگاہ میں ہمارے اس مہمان کی عظمت کا صدقہ! میری تکلیف دور فرما اور مجھے عافیت عطا فرما۔**'' یہ دعا کرتے ہی میں سیدھی کھڑی ہوگئی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں اپنے مہمان کی طرف گیا تو گھر میں اس کو نہ پایا، دروازے پر آیا تو اس کو بھی بند پایا۔'' یہ سارا واقعہ سماعت فرمانے کے بعد حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! واقعی اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین میں چھوٹے بڑے سبھی ہوتے ہیں (اور یہ بھی انہیں میں سے تھے)۔''

سبحانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جنہوں نے محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی وجہ سے عبادت کی نہ کہ جنت کے لئے اور وہ خدا کو پانے کے لئے اس کی بارگاہ میں حاضر رہے نہ کہ بخشش کے لئے۔ پس وہی لوگ معرفت کے نور سے اس کا دیدار کرتے ہیں، شوق کے پروں سے اس کی طرف اڑتے ہیں اور سحری کے وقت اس کی مناجات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ **اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○** (پ۱۱،یونس:۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

متوکلین کا حال:

حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ایک پہاڑ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک زخمی دل والے کی چیخ و پکار سنی جو کہہ رہا تھا: ''اے بیابانوں میں حیرت زدوں کی رہنمائی فرمانے والے! اے خلوتوں میں وحشت محسوس کرنے والوں کی وحشت دور کرنے والے! جب بہادروں کو توانائی کی تلاش ہوتی ہے میں تجھ سے توانائی کا سوال کرتا ہوں اور

جب جاہل فخر و ناز کرتے ہیں تو میں تجھ سے فخر طلب کرتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے اس طرف بڑھا اور اس شخص کو جا کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''اس رات کی تاریکی میں آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوں، میں نے آپ سے ایسا کلام سنا ہے کہ جس نے میرے دل کے زخموں کو تازہ کر دیا ہے اور وجد و غم کو حرکت دے دی ہے۔'' یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہوش آنے کے بعد رونے لگا۔ میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: ''میں تمناؤں اور فانی زندگی میں وقت ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔'' پھر وہ منہ پھیر کر چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ ایک وادی میں جُھک کر بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ رونے لگا تو میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے بھی راستہ دکھائیے۔'' تو اس کی آہ وبُکا میں زیادتی ہوگئی اور کہنے لگا: ''افسوس ہے تجھ پر! کہاں ہے راستہ؟ کہاں ہیں دائیں طرف والے اور کہاں ہیں اعلیٰ علیین کے مراتب؟'' پھر اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور آگے لے گیا تو اچانک ہم ایک وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: ''فجر طلوع ہوگئی ہے اور ہمیں وضو کرنا ہے۔'' تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا جس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور مجھے کہا: ''لیجئے، وضو کر لیجئے۔'' ہم دونوں نے وضو کیا پھر اس نے اذان و اقامت کہی اور ہم نے نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو اس نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تم سلامت رہو، اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کے لئے اپنی بارگاہ تک رسائی آسان فرما دی ہے! میرے لئے دعا فرمائیں۔'' پھر میں نے اپنے توشہ دان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے پوچھا: ''کیا آپ بھوک سے ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو اس نے کہا: ''غذا طلب کر کے آپ نے اپنے دل کو کائنات میں غور و فکر سے غافل کر دیا ہے، اگر آپ یقین کا ذائقہ چکھ لیتے اور متقین کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تیار کی گئی نعمتیں ملاحظہ کر لیتے تو آپ کا خشوع ہمیشہ رہتا اور آپ کی بھوک ختم ہو جاتی۔'' پھر اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو یکایک گرم گرم روٹی برآمد ہوئی گویا کہ آگ سے نکلی ہو اور اس نے مجھ سے کہا: ''کھائیے۔'' میں نے حیران ہو کر اسے کھایا اور دل میں اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ خود ہی کہنے لگا: ''اے نوجوان! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے سچے دل سے خواہشاتِ نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی و موت میں ان کی خدمت کرتی ہے۔'' اس کے بعد اچانک وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا پھر میں اس کو نہ دیکھ سکا۔

سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا خوب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے دل میں محبوبِ حقیقی کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑی۔ {**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بجاہ النبی الامین ﷺ}

ایک عابد کی عارفانہ گفتگو:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں ایک پہاڑ میں گھوم پھر رہا تھا۔ جب میں ایک ایسی وادی سے گزرا جس میں بہت سے درخت، نباتات اور پھل تھے تو میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت اور حُسنِ کاریگری کے بارے میں غور وفکر کرنے لگا۔ اچانک مجھے ایک آواز سنائی دی جس نے میرے سب آنسوؤں کو بہا دیا اور میری آتشِ عشق بھڑک اُٹھی۔ چنانچہ، میں اس آواز کے پیچھے پہاڑ کے نچلے حصے میں ایک غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔ وہ کلام غار کے اندر سے سنائی دے رہا تھا۔ میں اندر گیا تو وہاں ایک عبادت گزار شخص کو پایا جو نہایت ہی کمزور تھا اور اس پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''پاک ہے وہ ذات جس نے عُشَّاق کے دلوں کو اپنی بارگاہ میں مناجات کے ذریعے زندہ کیا اور ان کو طلبِ معاش کی مشقت سے بے نیاز کر دیا۔ اب وہ صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس نے انہیں اپنی محبت کے لئے چن لیا تو اب وہ صرف اسی کے مشتاق ہیں۔'' جب اس نے مجھے محسوس کیا تو میں نے کہا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ**، اے غموں کے رفیق اور دکھوں کے ہم نشین!'' تو اس نے جواب دیا: ''**وَعَلَیْکَ السَّلَام**، آپ کو کس نے اس شخص کا راستہ دکھایا جسے خوفِ الٰہی نے مخلوق سے علیحدہ کر رکھا ہے اور جو اپنے نفس کے محاسبہ کی وجہ سے کلام میں فصاحت سے غافل ہے؟'' تو میں نے کہا: ''مجھے غور وفکر کی رغبت اور پُراسرار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاننے کی خواہش آپ کے پاس لائی ہے۔'' تو اس نے کہا: ''اے نوجوان! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن کے دلوں میں ان کی اپنے محبوبِ حقیقی سے انتہائی محبت اثر انداز ہوتی ہے تو اس کے ساتھ شدید محبت کی بنا پر ان کی ارواح عالَمِ ملکوت میں سیر کرتی ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جمع شدہ خزانوں کو دیکھتی ہیں تو ذات باری تعالیٰ ان کو اپنے جمال کا مشاہدہ کراتی ہے اور وہ اس کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کے دل اس کی محبت میں آباد ہوتے ہیں اور ان کی ارواح اس سے ملاقات کے لئے اُڑتی رہتی ہیں، وہ دنیا وآخرت کے بادشاہ ہیں۔'' پھر اس شخص نے رونا شروع کر دیا اور دعا کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ان اولیائے کرام جیسے اعمال کی مجھے بھی توفیق دے اور مجھے بھی ان کے ساتھ ملا دے۔'' پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آیا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ خائفین کی صفات اور عارفین کی علامات ہیں۔

سمندر پر چلنے والا شخص:

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں بیروت کے ساحل پر چلتے ہوئے سمندر پر بیٹھے ایک شخص کے پاس سے گزرا جس کی دونوں ٹانگیں پانی میں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا: ''پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں اور حکم

زمین پر ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت ہوا میں اور حکومت سمندر پر ہے۔'' پھر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ''کیا ہوا، آپ اکیلے کیوں بیٹھے ہیں؟'' تو وہ کہنے لگا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو، جب سے میں پیدا ہوا ہوں کبھی بھی اکیلا نہیں رہا۔ بے شک میں جہاں بھی رہوں میرا خدا عَزَّوَجَلَّ میرے ساتھ ہوتا ہے اور دو فرشتے میری حفاظت اور نگہبانی کرتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کہاں رہتے ہیں؟'' جواب دیا: ''میرا کوئی معروف مقام نہیں، نہ ہی کوئی مخصوص ٹھکانہ ہے۔'' میں نے عرض کی: ''کہاں سے کھاتے ہیں؟'' تو اس نے کہا: ''جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ خاص میں اپنے دل سے سوال کرتا ہوں، صرف زبان سے دعا نہیں کرتا تو وہ میری حاجت پوری کر دیتا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اُس ذات عَزَّوَجَلَّ پر صدق، توکُّل اور لوگوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف التجاء کے ذریعے۔'' میں نے عرض کی: ''میرے لئے دعا فرمائیں۔'' تو اس نے کہا: ''میں اس میدان کا شہسوار نہیں، بلکہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔'' تو میں نے کہا: ''مجھے کوئی تاکیدی حکم فرما دیں۔'' اس نے کہا: ''اس ذات کے دروازے پر ذلت کا اظہار کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بارگاہ سے نہ ہٹو، وہ آپ کو اپنے محبوب بندوں کا قرب عطا فرما دے گا۔'' پھر وہ شخص سمندر پر چلتے ہوئے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بادِنسیم کے الفاظ کو سوائے محبّ کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور بجلیوں کی گفتگو سوائے عُشّاق کے کسی کو خوش نہیں کر سکتی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ لوگ دارِ مناجات میں محبوب کی بارگاہ میں تنہائی اختیار کرتے ہیں تو ان کو وصال کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے، اور ان کو معاملہ کی خوشبو اور انتہائی مہنگی غالیہ (مشک، عنبر اور کافور سے بنی ہوئی ایک مرکب خوشبو) سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں اولیائے کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (پ ۱۹، الفرقان: ٦٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔(1)

وہ اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ سحری ان کو لاغری و بیماری کا لباس پہناتی ہے۔ لیکن وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے وصال سے اور

---

(1)...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں اور **اللہ** تبارک وتعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔'' حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''جس کسی نے بعد عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔'' مسلم شریف میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔''

پھر نفع وغنائم پا کر کامیاب ہیں، اور اے مسکین! تو غفلت کے میدان میں سویا ہوا ہے، اے غفلت اور نیند کے قیدی! کیا تجھے لوگوں کے ساتھ ہونے والے معاملے کا علم ہے؟

سیاہ فام مُتَّقِی غلام کا توکُّل:

حضرت سیِّدُ نا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار **اور حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق فزاری** علیہ رحمۃ الباری جو کہ اولیاء وصالحین میں سے تھے، لکڑیاں کاٹ کر اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن ان دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ کل صبح پہاڑ پر چڑھنے اور لکڑیاں کاٹنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ حضرت سیِّدُ نا علی بن بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر چڑھنے میں سبقت لے گئے اور لکڑیوں کا گٹھا بھی جمع کر لیا لیکن جب ان کے رفیق نے ان کے پاس پہنچنے میں دیر کر دی تو وہ ان کو پہاڑ میں تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار زانو تشریف فرما ہیں اور ایک شیر کا سر ان کی گود میں ہے اور وہ خود اس شیر سے مکھیوں کو دور کر رہے ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے استفسار فرمایا: ''اے ابو اسحاق! یہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''شیر نے مجھ سے التجا کی تو مجھے اس پر ترس آ گیا۔ اب میں انتظار کر رہا تھا کہ یہ بیدار ہو اور میں آپ کے پاس جا سکوں۔'' حضرت سیِّدُ نا علی بن بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ اچانک انہوں نے چٹان پر ایک تھیلی دیکھی جس میں ایک ہزار دینار تھے۔ اس پر غبار اور مٹی پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دل میں سوچا: ''میں اس کو لے جا کر صدقہ کر دوں گا۔'' چنانچہ، پہاڑ سے اُترے تو ایک سیاہ فام غلام کے پاس سے گزر ہوا جو پاؤں سے معذور تھا اور وہ چہرے کے بل لیٹا ہوا تھا اور اس کے سر کے قریب لکڑیوں کا ایک گٹھا پڑا تھا، جسے وہ بیچنا چاہتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ ''اس سونے کا حق دار اس غلام سے زیادہ کون ہو سکتا ہے۔'' چنانچہ، انہوں نے تھیلی سے دس دینار نکالے اور اس کے پاس آ کر کہا: ''یہ لیجئے اور اپنی حالت درست کر لیجئے۔'' غلام نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''اس سونے کو اس کی جگہ پر واپس رکھ دیں اور جو اپنے ہاتھ کی کمائی نہیں اسے صدقہ نہ کریں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک سال سے اس چٹان پر پڑی ہوئی تھیلی کے پاس سے گزر رہا ہوں مگر مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا ہے؟ تو آپ دنیا میں کیسے راغب ہو گئے اور جس کو لینا جائز نہ تھا اس کو لے لیا؟'' آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی باتوں سے بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے جان لیا کہ یہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہے لہٰذا میں تھیلی کو اس کی جگہ پر رکھ کر واپس آیا تو وہ اپنی جگہ پر نہ تھا۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا لے کر آتا ہے اور پھر اسے ایک درہم کے عوض فروخت کرتا ہے اور اسی سے ہفتہ کے باقی ایام غذا حاصل کرتا ہے اور کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ زاہدین کے احوال اور صالحین کی صفات ہیں۔

دل جب بھر جائے تو ذکراللہ زبان پر جاری ہوجاتا ہے:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ''میں رات کے وقت مسجدِ حرام سے جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْس جانے کے ارادے سے نکلا، راستے میں ایک بڑی ناک والے حبشی غلام سے میری ملاقات ہوئی جو یوں کہہ رہا تھا: ''اَنْتَ اَنْتَ یَا ھُوَیَا ھُوَ یعنی بس تو ہی تو ہے، اے وہ ذات، اے وہ ذات۔'' اس کے علاوہ کچھ نہ کہتا جب کئی بار کہہ چکا تو میں نے پوچھا: ''اے شخص! کیا تو دیوانہ ہے؟'' کہنے لگا: ''اے شیخ! دیوانہ تو وہ ہوتا ہے جو ہزار قدم چلتا ہے پھر بھی اپنے پروردگارِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتا۔'' تو میں نے کہا: ''محققین کے نزدیک تو افضل ذکر وہ ہے جو دل سے ہو۔'' تو اس نے کہا: **''آپ نے سچ کہا ہے لیکن دل جب بھر جائے تو ذکر زبان پر جاری ہوجاتا ہے۔''** پھر وہ میری آنکھوں سے غائب ہوگیا تو اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر میں بے حد نادم ہوا۔ جب رات ہوئی اور میں سو گیا تو غیب سے کسی پکارنے والے نے ندا دی: ''بے شک بروزِ قیامت اس غلام کے لئے ایسا نور ہوگا جو زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دے گا۔''

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا خوب ہیں یہ لوگ جن کی عیدیں اس کے احکام کی بجاآوری، جن کی مراد مقاصد تک پہنچنا، جن کے احوال کمال کا حاصل کرنا اور جن کا کمال تقوی ہے۔ وہ کیسے انوکھے لوگ ہیں کہ جب لوگ لذات کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ جب مخلوق اپنے گھروں پر آرام کر رہی ہوتی ہے تو وہ محبتِ حقیقی کے غموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور جب تُجّار اپنے مال کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ اپنے گمشدہ احوال کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔ جب غافل نیند کے ذریعے لذت حاصل کرتے ہیں تو وہ تاریکی میں اپنے محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آخرت کو اپنے پیشِ نظر رکھتے ہیں تو اس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور موت کی ندا دینے والے کو سنتے ہیں کہ ''تیار ہوجاؤ۔'' تو وہ اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچائی کا نذرانہ لے کر آتے ہیں تو پھر رد نہیں کئے جاتے اور جب انہیں اپنے گناہ یاد آتے ہیں تو مضطرب ہوجاتے ہیں اور انہیں نیند نہیں آتی، ان کو مقصود کی امید حرکت دیتی ہے تو وہ کھڑے ہوجاتے ہیں اور پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے پیش ہونے کو یاد کرتے ہیں تو سیدھے ہوجاتے ہیں۔ اس کی منظرکشی قرآنِ پاک یوں کرتا ہے:

﴿۳﴾ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (پ۱۳، ابراھیم:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا۔

جب موت کے بارے میں سوچتے ہیں تو احکام کی بجاآوری میں ہمیشہ جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کرتے ہیں تو اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں۔

اے غفلت ولا پرواہی کی نیند سونے والے! بیدار ہوجا اور پرہیز گاری سے اپنے ظاہر کی اصلاح کر، اس سے پہلے کہ تیرے لئے تلافی مشکل ہوجائے اور کُوچ کرنے کے لئے خوب زادِراہ اکٹھا کرلے کیونکہ تھوڑا سا زادِراہ طویل سفر میں تجھے کافی نہ ہوگا۔ اپنے گناہوں کو نیکی سے مٹادے، ممکن ہے کہ تیرا رب عَزَّوَجَلَّ تیری خطاؤں سے درگزر فرمادے اور موت کی یاد کی صاف ریت سے اپنی امید کی بیماریوں کا علاج کر اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے شفا طلب کر، اُمید ہے کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِین

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے باہم محبت کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جو نہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور نہ شہداء لیکن انبیاءِ کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام ان کے مقام و مرتبہ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ان کے قرب پر رشک کریں گے۔'' ایک اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کون لوگ ہوں گے؟'' حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ مختلف شہروں کے لوگ ہوں گے، ان کے درمیان کوئی خونی رشتہ نہ ہوگا مگر وہ ایک دوسرے سے صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی خاطر محبت کرتے اور تعلق رکھتے ہوں گے۔ بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے اپنے (عرش کے) سامنے نور کے منبر رکھنے کا حکم فرمائے گا۔ اور ان کا حساب بھی اُنہی منبروں پر فرمائے گا۔ لوگ تو خوفزدہ ہوں گے لیکن وہ بے خوف ہوں گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۳۴۳۳، ج۳، ص ۲۹۰ بتغیرٍ)

بیان20:
خوفِ محشر کا بیان

﴿ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝ (پ ۱۶ مریم: ۳۹) ﴾

''ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہوچکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے۔''

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے عجائباتِ عبرت کے مشاہدے کے لئے اپنے اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نگاہیں کھول دیں اور ان کے رنج وغم کو مناجات کی صفائی اور محبت کی لذت کے ذریعے اسباب کی مصروفیات اور پریشانیوں کی آمیزش سے نجات عطا فرمائی۔ ان پر مہربانیوں کے پنگھوڑے میں اپنا دستِ کرم پھیرا، انہیں اپنی کرم نوازیوں کے جام پلائے اور ان کے نورِ بصیرت وبصارت کو ممنوع خواہشات سے روکا تو ان کے دل خدا کے پے درپے احکام، اس کی تدبیر، ارادہ مقدر کرنے اور تقدیروں کے پھیرنے پر راضی ہوگئے۔ ان کے دل صاف ہونے کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے اعمال کا بستر تیار کیا تو انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کو پسند کیا اور دنیوی بستروں کو چھوڑ دیا جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (پ ۲۱، السجدة: ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے۔''

وہ شب بیداری سے لُطف اندوز ہوتے ہیں، نئی نئی چیزوں کے وجود میں آنے اور حالات بدلنے سے ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے دل یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی وادیوں اور قدرتِ خداوندی کے عجائبات میں غور وفکر کے دریاؤں میں مستغرق رہتے ہیں۔ انہوں نے نفس کی پیروی سے خود کو بچالیا جس کے سبب ان کی روحوں کے پرندے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کے باغات میں عظیمُ الشان سلطنت کی شاداب زمین اور نہروں میں سیر کرتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرہ انہیں توحید کے نغمات میں محو نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں امارت وغربت، عزت وذلت، مدحت ومذمت، سہولت وصعوبت سب یکساں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں راہِ نجات پر اخلاص کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے دنیا کے جال سے چھٹکارا پا کر قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پالیا، لہٰذا انہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی۔ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہوں، اس کا شکر بجالاتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور ہر طرح کی طاقت وقوت سے اس شخص کی طرح براءت کا اظہار کرتا ہوں جو اپنے جرائم کا اعتراف و اقرار کرتا ہے۔ اور میں جمالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا مشاہدہ کرنے والے اور حُسنِ خاتمہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کامیاب ہونے والے کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ خاتمُ النبیین، صفوۃُ المرسلین، امامُ المتقین، سیِّدُ الاوّلین والآخرین حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور

رسول ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم پر اور آپ کے آل واصحاب علیہم الرضوان پر سلامتی ورحمت نازل فرمائے جنہوں نے دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے کوششیں کیں یہاں تک کہ اس کا پرچم تمام مذاہب سے بلند ہوکر سب پر غالب آ گیا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! گناہوں کا اتنا بھاری بوجھ کب تک اٹھاتے پھرو گے؟ نافرمانیوں کے ذریعے کب تک رب ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرو گے؟ کب تک خواہشات کی پیروی کرو گے حالانکہ یہ محض خیالات ہیں؟ کب تک ہمیشہ رہنے کی خواہش کرتے رہو گے حالانکہ موت کا وقت قریب آ چکا ہے؟ کب تک خواہشات تمہیں سرکشی کی زنجیروں میں جکڑے رکھیں گی؟ حالانکہ کتنے ہی دوستوں نے تمہیں موت سے ڈرایا۔کیا آج تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو جن کے قلعوں کی مضبوطی ناقابلِ شکست تھی؟ اب کہاں ہیں مال جمع کرنے والے اور گِن گِن کر رکھنے والے؟ باغات کو آباد کرنے والے کہاں چلے گئے؟لشکروں کی قیادت کرنے والے کہاں گئے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) تیرے اختیار کے بغیر اچانک آجائے گی اور گھر والوں کو گھر سے زبردستی نکال دے گی، ایک گھڑی کی مہلت نہ ملے گی، اُمیدوں کو کاٹ دے گی، تیرے اور تیرے معاون ومددگار کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ ہائے افسوس اس وقت پر! جب احباب نفع نہیں دیں گے، آہ و بکا کرنے والوں کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ جب تقدیر کا فیصلہ ہو جائے گا تو اب عتابِ نفس کیا نفع دے گا؟ اے امیدوں سے دھوکا کھانے والے! کتنے ہی لوگ امیدوں سے محروم ہوئے؟ کتنے مطلوب آرام کر رہے ہیں لیکن طالب کو نیند نہیں آتی۔ ہاں! ہاں! عنقریب لحد کی تاریکی میں تجھے اپنے کاموں کا انجام اور اپنے نامۂ اعمال سے امید معلوم ہو جائے گی، اس کے بعد حساب لینے والے کے سامنے کھڑے ہونے کی ہولناکی وغیرہ تمام معاملات تیری سمجھ میں آجائیں گے اور ہر خوش فہم پر اس کی جھوٹی امید ظاہر ہو جائے گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس وقت تمام راستے تنگ ہو جائیں گے۔ محرومی، حسرت اور مصائب کا سامنا ہوگا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! اپنی بقیہ فانی زندگی کو غنیمت جانو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! عنقریب جب اہلِ تقوی کو کامیابی کا تاج پہنایا جائے گا تو سخت دل والے پشیمان ہوں گے: ''وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (پ ۲۴، المؤمن: ۷۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کو حکم فرماتا ہے:

﴿۱﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۱۶، مریم: ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں، اور وہ نہیں مانتے۔(1)

---

(1)......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازلِ جنت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے، تو انہیں ندامت وحسرت ہوگی کہ کاش! وہ دُنیا میں ایمان لے آئے ہوتے، اور جنّت والے جنّت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے۔ ایسا سخت دن درپیش ہے، اور اس دن کے لئے کچھ فکر نہیں کرتے۔''

''اِنْذَارٌ'' کا مطلب ہے، ڈرسنانا اور ''یَوْمَ الْحَسْرَةِ'' سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن گنہگار نیکی نہ ہونے کی وجہ سے حسرت زدہ ہوگا اور نیکیوں میں سستی کرنے والا نیک اعمال میں کمی کی وجہ سے حسرت زدہ ہوگا۔اور ''قُضِیَ الْاَمْرُ'' سے مراد یہ ہے کہ جب حساب سے فراغت ہوگی اہلِ جنت کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور مستحقِ نار کو جہنم میں۔''وَهُمْ فِی غَفْلَةٍ'' یہ خطاب دنیا میں ہے اور ''وَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ'' یہ آخرت میں خطاب ہے یعنی ان کو دوبارہ نہیں بھیجا جائے گا کہ وہ ایمان لائیں۔

قیامت کا منظر:

حضرت سیِّدُنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات دیکھیں گے تو ندا کی جائے گی: ''ان لوگوں کو جنت سے لوٹا دو، ان کے لئے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔'' تو وہ ایسی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس جیسی حسرت سے اگلوں پچھلوں میں سے کوئی نہ لوٹا ہوگا تو وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر تو یہ دکھانے سے قبل ہی جہنم میں داخل کر دیتا تو ہم پر آسان تھا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''میں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ تم خلوت میں نافرمانیوں سے میرا مقابلہ کیا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو لوگوں کو دکھانے کے لئے بڑی عاجزی سے ملاقات کرتے اور جو تمہارے دلوں میں میرے لئے تھا وہ اس کے برعکس تھا۔تم لوگوں سے ڈرتے اور مجھ سے نہ ڈرتے ، لوگوں کی تعظیم کرتے اور میری تعظیم نہ کرتے۔تو آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا مزید یہ کہ میں نے تم پر آخرت کا ثواب حرام کر دیا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۹۹/۲۰۰، ج۱۵/۱۷، ص۸۵۔۸۶۔بتغیرٍ قلیلٍ)

عذابِ جہنم کی کیفیت:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب جہنم میں ہمیشہ رہنے والے باقی رہ جائیں گے تو انہیں تابوتوں میں رکھا جائے گا پھر ان تابوتوں کو دوسرے تابوتوں میں رکھا جائے گا۔کوئی شخص بھی یہ گمان نہ کرے گا کہ میرے علاوہ بھی کسی کو عذاب دیا جا رہا ہے اور قیامت کے دن ہر شخص اس انتظار میں ہوگا کہ آیا اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا یا جہنم؟'' جہنمیوں سے کہا جائے گا: ''اگر تم عمل کرتے (تو عذاب کے حق دار نہ ہوتے)۔''اور جنتیوں سے کہا جائے گا: ''اگر تم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم نہ ہوتا (تو جہنم کا ایندھن بنتے)۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۹۰۸۷۔۹۷۶۱، ج۹، ص ۲۲۴۔۳۵۴، بتغیرٍ قلیلٍ)

حوضِ کوثر سے مایوس لوٹنے والے:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم حوضِ کوثر سے پلٹ رہے ہیں، ایک شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے: ''کیا تو نے (حوضِ کوثر سے جام) پی لیا؟'' وہ کہتا ہے: ''جی ہاں! (میں نے پی لیا)۔'' اور دوسری طرف ایک شخص دوسرے سے مل کر یہی سوال کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے: ''ہائے پیاس۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل،فی فضل ابی ھریرة،الحدیث ٨٣٤،ص ١٧٦ ـ بتغیرٍ)

میزان پر مقرَّر فرشتے کا اعلان:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میزان پر ایک فرشتے کی ذمہ داری ہے، جب کسی انسان کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے اعلان کرے گا جس کو تمام مخلوق سن لے گی: ''فلاں سعادت مند ہے، آج کے بعد وہ کبھی بد بخت نہ ہوگا۔'' اور اگر اس کا پلڑا ہلکا ہوگا تو وہی فرشتہ ویسی ہی بلند آواز سے اعلان کرے گا: ''فلاں شخص بدبخت ہے، آج کے بعد وہ کبھی سعادت مند نہ ہوگا۔''

(حلیة الاولیاء،صالح بن بشیر المری، الحدیث ٨٢٤١، ج٦، ص١٨٧، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو جرم کرے اور اس کا جرم روزِ قیامت کسی ایک پر بھی مخفی رہے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! قبر والوں کو قید کر لیا گیا اور ان میں اکثر لوگوں کو اپنی تجارت میں خسارہ ہوا لہٰذا جب تم ان کے پاس سے گزرو تو عبرت پکڑو اور ان کے احوال میں غور و فکر کرو، وہ واپس لوٹنے کی تمنا کرتے ہیں اور ہاتھ سے گئی ہوئی چیز کو پانے کا سوال کرتے ہیں۔ اے آزاد شخص! ان کی بیڑیوں کو یاد کر۔ اے حرکت کرنے والے شخص! تو نے ان کی پریشانیوں کو جان لیا تو اب اپنے نفس کو بھی گناہوں کے قید خانے سے چھٹکارہ دے دے اور تیار ہو جا کہ تو مطلوب ہے۔ اپنے دل میں اس دن کو یاد کر جس دن قلوب اُلٹ پَلَٹ رہے ہوں گے اس سے پہلے کہ زبان کو پکڑ لیا جائے اور انسان حیرت زدہ ہو جائے، پہچان ختم ہو جائے اور کفن پھیل جائیں، قیام ختم ہو جائے اور سفر طویل ہو جائے۔ منکر نکیر آئیں اور چیخ و پکار بلند ہو جائے یہاں تک کہ بندہ پہلوں سے جا ملے گا اور اس کے پیچھے رہنے والے اس کو بھول جائیں گے، وہ بے چارہ وہاں قیدی ہو کر رہ جائے گا، پھر وہ قیامت کے دن کھڑا ہوگا۔ اس کی حالت یہ ہوگی کہ ننگے بدن اور حسرت زدہ ہوگا، اس وقت اس سے ساری عزتیں چھین لی جائیں گی، مصائب بڑھ جائیں گے اور بھاگنے کے تمام راستے بند ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عجائب کا ظہور ہوگا، چہرے

سیاہ ہوں گے اور نافرمان اپنی امیدوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، پیٹھوں پر بھاری بوجھ رکھ دیا جائے گا اور نامۂ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا اور کسی شخص کے لئے جنت یا دوزخ کے سوا وہاں کوئی قیام گاہ نہ ہوگی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جلدی سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرلو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! اس سے پہلے کہ تم ان ہولناکیوں کا معائنہ ومشاہدہ کرو۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِىَ الْاَمْرُ (پ۱۶، مریم:۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا۔

اولیاء کا قافلہ اور سمندر کی موجیں:

حضرت سیِّدُنا مسمع بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں، **حضرت سیِّدُنا عبدالعزیز** بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، **حضرت سیِّدُنا کلاب** بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور **حضرت سیِّدُنا سلمان** بن اعرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات سمندر کے ساحل پر گزاری۔ حضرت سیِّدُنا کلاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے حتی کہ مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائیں، ان کے رونے کی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رونے لگے، ان کے رونے کی وجہ سے حضرت سیِّدُنا سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رو دیئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان سب کے رونے کی وجہ سے مجھے بھی رونا آ گیا حالانکہ مجھے ان کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا؟ جب میں نے حضرت سیِّدُنا عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر سے پوچھا: ''کس چیز نے آپ کو رلایا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے سمندر کی موجوں کو دیکھا تو مجھے جہنم کی ہولناکیاں اور اس کے لمبے لمبے سانس یاد آ گئے تو اس چیز نے مجھے رُلا دیا۔'' پھر میں نے حضرت سیِّدُنا کلاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور جب میں نے حضرت سیِّدُنا سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''لوگوں میں مجھ سے زیادہ برا کوئی نہیں، میں ان پر ترس کھاتے ہوئے رو رہا تھا جو وہ اپنی جانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! تصور کیجئے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا وہ دن آ چکا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور تمہیں اچانک اس چیز نے پکڑ لیا ہے جس سے تم اپنی اولاد اور والد کے ذریعے چھٹکارا نہیں پا سکتے، وہ ایسا مقام ہے کہ جس میں زبانیں، اعضاء اور جلد تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور کوئی شخص جہنم اور اس کے انگاروں کو برداشت نہیں کر پائے گا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِىَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (پ۱۶، مریم:۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

حضرت سیِّدُ نا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال:

حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ'' میں حضرت سیِّدُ نا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے دل کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور عشقِ الٰہی نے جلا دیا تھا۔ میں نے عرض کی: ''اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

كَيْفَ أَشْكُوْ إِلَى طَبِيْبِيْ مَا بِيْ وَالَّذِيْ بِيْ أَصَابَنِيْ مِنْ طَبِيْبِيْ

ترجمہ:...... میں اپنے طبیب سے اس بیماری کی شکایت کیسے کروں جس میں اس نے خود ہی مجھے مبتلا کیا ہے۔

پھر میں نے پنکھا لیا تا کہ آپ کو ہوا دوں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیسے راحت پہنچائے گی جس کا دل جل رہا ہو؟'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''دل جل رہا ہے، آنسو بہہ رہے ہیں، غم جمع ہو رہے ہیں اور صبر ٹوٹ رہا ہے۔ اس شخص کو کیسے اطمینان آئے جس کے لئے راحت وسکون کی کوئی جگہ ہی نہ ہو کیونکہ وہ تو بے چینی واضطراب اور عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گرفتار ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرتے ہوئے داعیٔ اَجل کو لبیک کہا اور اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اطاعت کی مٹھاس میں سے تم نے کیا تیار کیا تا کہ تم موت کا کڑوا گھونٹ پی سکو؟ اور موت کے آنے سے پہلے تقویٰ کے توشہ میں تم نے کون سی چیز آگے کر رکھی ہے؟ اور کس چیز نے حق کی آواز سننے سے غافلوں کے کانوں پر پردہ ڈال رکھا ہے؟ اے تنہائی میں گناہ کرنے والے! کاش! تو نے خلوت اختیار نہ کی ہوتی۔ کتنے ہی وعظ ونصیحت کرنے والے اہلِ غفلت کو پکار رہے ہیں مگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پ۱۶، مریم:۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

نفس کے محاسبہ کا انوکھا طریقہ:

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا انداز بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے یہ تصور باندھا کہ میں جنت میں ہوں، وہاں کے پھل کھا رہا ہوں اور اس کی نہروں سے مشروب پی رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے یہ خیال جمایا کہ میں جہنم میں ہوں اور تھوہڑ (کانٹے دار درخت) کھا رہا ہوں اور دوزخیوں کا پیپ پی رہا ہوں۔ ان تصوُّرات کے بعد

میں نے اپنے نفس سے پوچھا: ''تجھے کس چیز کی خواہش ہے؟ (جنت کی یا دوزخ کی؟)'' نفس نے کہا: ''(جنت کی اس لئے) میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں جا کر نیک عمل کر کے آؤں۔'' تب میں نے اپنے نفس سے کہا: ''فی الحال تجھے مہلت (مُہ۔لَت) ملی ہوئی ہے۔ (یعنی اے نفس! اب تجھے خود ہی راہ مُتَعَیَّن کرنی ہے کہ سُدھر کر جنت میں جانا ہے یا بگڑ کر دوزخ میں! لہٰذا) اسی حساب سے عمل کر۔''

(حلیة الاولیاء، ج٤، ص٢٣٥، رقم٥٣٦١۔ مکاشفة القلوب، ص٢٦٥)

پیارے اسلامی بھائیو! فضول دنوں میں تم نے جو وقت برباد کیا اس کی تلافی کرو، عنقریب ہر عمل کرنے والا اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا اس دن نافرمان معافی چاہے گا لیکن اسے معافی نہ ملے گی اور اپنی گمراہی پر ندامت کرتے ہوئے اپنی انگلیاں کاٹے گا۔ ہائے، افسوس! اس دن کیسی حسرت چھائی ہوگی اور اس دن کی ہولناکیاں کتنی شدید ہوں گی۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اپنے غفلت کے ایام پر گریہ وزاری کرو، موت کی سختیوں میں غور وفکر کرو، مرنے سے پہلے پہلے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے دروازے پر حاضر ہو جاؤ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اچانک موت آ چکی ہے۔ چنانچہ، **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پ١٦، مریم:٣٩)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈرسناؤ پچھتاوے کے دن کا، جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں، اور وہ نہیں مانتے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے نفس کو شہوات کی قید سے آزاد کر لو اور اپنی عقلوں کو غفلت کے نشے سے بیدار کر لو اور موت سے پہلے دارِ بقاء کے لئے تیار ہو جاؤ۔ گویا میں تمہارے ساتھ ہوں اور موت کا منادی تمہارے پاس آچکا ہے:

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پ١٦، مریم:٣٩)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈرسناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں، اور وہ نہیں مانتے۔

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ **کی قسم!** عنقریب افسوس اور غم میں تمہارے آنسو جاری ہوں گے اور جب ہمارے نور کو دیکھنے والا مَلَکُ الْمَوْت کو دیکھے گا تو ہکا بکا رہ جائے گا اور تو پل صراط پر اپنے اعمال کے ساتھ مقید ہو کر رہ جائے گا اور تمہارے پوشیدہ وظاہر تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس وقت تمہاری آنکھیں آنسو بہائیں گی۔ چنانچہ،

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پ١٦، مریم:٣٩)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈرسناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں، اور وہ نہیں مانتے۔

ہائے، افسوس! اب عمر ضائع ہونے کے بعد تجھے حسرت کوئی فائدہ نہ دے گی اور اُمیدیں ختم ہونے کے بعد فکر تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ معلوم نہیں، حیرت کے دن تیرا کیا جواب ہوگا؟ جب یہ پکارا جائے گا:

﴿۲﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ O (پ ۲۹،المرسلت:۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔(1)

اس بندے کا وارث کون ہوگا جس کو معصیت اور گناہوں نے شرمندہ کر دیا ہے؟ اس بھاگے ہوئے کا والی کون ہوگا جس کو لغزشوں اور عیبوں نے تیرے دروازے سے دور کر دیا ہے؟

رِقّت انگیز دُعا:

اے **علّامُ الغیوب** عَزَّوَجَلَّ! درگزر فرما کہ ہم تیری رحمت سے اچھا گمان رکھتے ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی عظیم ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود غافل ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر کتنی سخت مصیبت ہے کہ میں دوسروں کو جگاتا ہوں اور خود سویا ہوا ہوں، اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود حیرت زدہ ہوں۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! نصیحت کرنے والے اور بیکار باتوں میں پڑنے والے سے درگزر فرما۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی تو ایسا شخص ہوگا جو خالص تیری رضا کے لئے حاضر ہوا ہوگا لہٰذا اپنے وجہِ کریم کے صدقے میری کوتاہی کے معاملے میں اس کی شفاعت قبول فرما۔ اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنی خاص رحمت فرما۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

1......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نہ کوئی ایسی حجت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''روزِ قیامت بہت سے موقع ہوں گے، بعض میں کلام کریں گے، بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔''

بیان 21:

مال کی مذمت

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (پ ۳۰، التکاثر)﴾

''ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔''

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی پختہ وحدانیت کے ثبوت پر ظاہری و باطنی موجودات کے دلائل کے ساتھ اپنی قدرتِ کاملہ کو دلیل بنایا اور کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں میں غور و فکر کرنے والے انسان کے لئے پُرحکمت دلائل اور مختلف اشیاء کے ایجاد و اختراع کو منہ بولتا ثبوت بنایا۔ قضاء کے قاصد نے تقدیر کے قلم سے تیزی سے گزرنے والے موجودات پر لکھ دیا ہے کہ ان کے اسرار و رموز کو سوائے ارواحِ طیبہ کی زباں کے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ عقل مندوں کی آنکھوں کے لئے فہم و ادراک کے ستارے جگمگائے تو انہوں نے قرآنِ حکیم میں جبّار و قہّار کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ج (پ ۴، اٰل عمران: ۱۵۲) ترجمۂ کنزالایمان: تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عقل کو عجز کے نشے سے مدہوش کیا اور اس کے لئے حرکات و سکنات کی بساط پر پردۂ غیب کے پیچھے سے خیالات کے ایسے خاکے ظاہر کئے جن کا باطن مغلوب اور ظاہر غالب ہے، پھر فکر کی زمین پر عقل کے پیروکار کو کھلا چھوڑ دیا تا کہ وہ ادراک کے شہر تک پہنچ جائے۔ لیکن اچانک تقدیر کے گھوڑے نے اس پر چڑھائی کر دی اور اس کو اس حد پر روک دیا جہاں تک عقل کی رسائی ہے، تو اس پیروکار نے جان لیا کہ اس کے ظاہری ذرائع حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل کو رفعت عطا فرمائی، آنکھوں کو بصارت سے نوازا اور انسان نے مراتبِ افلاک میں فرشتوں کے درجات کا مشاہدہ کیا تو وہ ہیبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے سربسجود ہو گیا اور عظمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ دیکھ کر کھڑا ہو گیا، قدرت کے ساتھ قائم ہو گیا، محبت میں دیوانہ ہو گیا اور احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے لئے کمربستہ ہو گیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق کو آئینۂ عبرت دِکھایا پس کائنات کی صورتیں عدم سے وجود میں آگئیں، تاکہ انسان اپنی کوتاہیوں پر نادِم ہو، اس سے باہم متضاد و مخالف طبیعتوں کے ذریعے دلائل قائم کرنے سے تخلیقِ خداوندی کے راز ظاہر ہو گئے پس ہم نے مشاہدہ کیا کہ حیوان میں حرارت و برودت کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ حرارت ٹھنڈک سے نہیں بچاتی اور ٹھنڈک حرارت سے نہیں بچاتی۔ **اللہ** قدیر عَزَّوَجَلَّ کی قدرت مقدورات میں بالکل ظاہر و باہر ہے۔ ایک ہی غذا کے اجزاء کی تقسیم کاری نے عقل والوں کو

حیرت میں ڈال دیا کہ کس طرح ایک ہی غذا سے گرم طبیعت والے کو گرم اور سرد طبیعت والے کو ٹھنڈی غذا ملتی ہے۔اور ہر غذا اپنی مطلوبہ مقدار کے برابر ہی حاصل ہوتی ہے۔جبکہ پانی بھی ایک ہے اور غذا بھی ایک ہے۔اوراس تقسیم میں مختلف راز ہیں جنہیں دیکھنے والی نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ **اللہ** حکیم عَزَّوَجَلَّ نے اپنی حکمت کے ساتھ عقل کے کانوں کو ندا فرمائی: ''اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ (پ۲۷،القمر:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔''

''ہر چیز'' سے مراد رزق، مدتِ حیات، سعادت و شقاوت اور قرب و بعد ہیں۔کاش! میں اس آیت مبارکہ کا حقیقی معنی جان لیتا؟ اوران چیزوں سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے؟ **اللہ** قادر عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کی حکمت کا دامن خامیوں سے پاک ہے، ہلاکت کی انگلیاں اس کی بے نیازی میں تبدیلی نہیں کر سکتیں، کوئی اس کے کلمات کو بدلنے کی خواہش نہیں کر سکتا۔انسانی عقل اس کی مشیّت کے اسرار کی حجت سمجھنے سے قاصر ہے اور اگر سمجھنے کی کوشش کرے تو جہالت کی تاریکی میں حیران ہو کر رہ جائے۔اس نے لوحِ محفوظ کی لگام اپنی تقدیر کے ہاتھ میں دے دی۔اور تقدیر کے قلم کے ساتھ قضا لکھنے والے کو اپنے مقبول و مردود بندوں کے اسرار لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔وہ بے نیاز رب عَزَّوَجَلَّ بغیر کسی سبب کے اپنا قرب عطا فرما سکتا ہے اور اپنی بارگاہ سے دور کر دیتا ہے اور اس نے اس بات کو اپنے اَزَلی فیصلے سے لکھ دیا ہے پس کبھی یہ فیصلہ ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پوشیدہ رہتا ہے، وہ مٹاتا اور لکھتا ہے، منسوخ اور ثابت فرماتا ہے، دُور اور قریب کرتا ہے، ہدایت دیتا اور گمراہ کرتا ہے اور عزت و ذلت دیتا ہے۔

اور اس نے فہموں اور عقلوں کو ان رموز کے سمجھنے کا حکم دیا مگر عقلوں کی بصیرت ان کا ادراک کہاں کر سکتی ہے؟ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے میرے اسلامی بھائی! اس کی بارگاہ میں کیسا حیلہ اور کونسا سبب؟ تقدیریں کیوں بنائی گئیں؟ اپنے اعمال سے نفع کس کو ہوا؟ اور کس نے اپنے اعمال سے نقصان اٹھایا؟ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ظاہری نظامِ کائنات کے پردوں کے ساتھ دیکھنے والوں کی نگاہیں اسرارِ خداوندی کا مشاہدہ کرنے سے بند کر دِیں، اور طبائعِ انسانی شرعی پابندیوں کے خیموں کے ساتھ چھپا دی گئیں تو وہ ہمیشہ کے لئے رسول کی محتاج ہو گئیں۔

میں اس ذاتِ وحدہٗ لاشریک کی حمد کرتا، اس پر ایمان لاتا اور اسی پر توکُّل کرتا ہوں اور ہر قوت و طاقت میں اس عاجز بندے کی طرح بری ہوں جو اپنی نافرمانیوں کا معترف ہے اور **اللہ** تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔وہ کمِّیت و کیفیت، سمت، زمان و مکاں، جزء و کل، دائیں بائیں، اوپر نیچے اور آگے پیچھے کی صفات سے مُنَزَّہ و مُبَرَّہ ہے، کیونکہ یہ تو فانی اجسام کی صفات ہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، وہ اولین و آخرین اور تمام مرسلین کے سردار ہیں، صدیقین کے سلطان، خاصانِ بارگاہِ الٰہیہ کے امام اور روشن و چمک دار پیشانی والوں کو ان ابدی نعمتوں میں لے جانے والے ہیں جن کے

بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۝اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۝(پ ۲۹،القیامة: ۲۲-۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔''(۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم، صحابہ واہلِ بیت، ازواجِ مطہّرات اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت نازل فرمائے (آمین) جو اس وقت ہمارے دلوں کی حفاظت فرمائے گا جب تو دیکھے گا کہ قیامت کی ہولناکیوں سے دل خوف کے عالم میں اُڑ رہے ہوں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا ان لوگوں کے متعلق تو بتاؤ جو ساری زندگی مال و دولت جمع کرتے رہے لیکن ان کے جمع شدہ مال نے مرنے کے بعد انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ کیا وہ سب کے سب قبروں میں اکٹھے نہیں ہو گئے؟ وہ لوگ جنہوں نے ساری زندگی خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی میں بسر کی مگر پھر بھی سیر نہ ہوئے، اب وہ کہاں چلے گئے؟ کیا تم ان کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ وہ بڑی اچھی جگہ پر ہیں یا پھر وہ قید کر دیئے گئے ہیں کہ واپس نہیں لوٹیں گے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں دنیا نے دھوکے میں مبتلا رکھا؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ محض شہوات کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہوئے۔ کہاں ہیں وہ جن کی خاطر اسباب نے غفلت کے جال بُنے یہاں تک کہ وہ ان میں پھنس گئے؟ جب ان کے پاس پیاروں میں جدائی ڈالنے والا (موت کا فرشتہ) آیا تو وہ اس کی ہیبت سے لڑکھڑا کر عجز وانکساری کرنے لگے، لیکن پھر بھی اس نے ان کے درد والم کی کوئی پرواہ نہ کی اور انہیں ان کے اہل وعیال سے دُور کر دیا تو ان کے گھر والے اور دوست ان پر رونے لگے۔ افسوس ان پر کہ خود تو زندگی پانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کو ان کے اعمال کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا اور انہیں بھلا دیا، سارے رشتے ناطے توڑ ڈالے تو مرنے والے نے حسرت کی زبان سے اپنے ان احباب کو پکارا: ''اے کاش! تم سن لو اور اس انسان پر رحم کرو جو قبر میں دفن ہے، جس کے پاس نہ تو کوئی ایسا عمل ہے جو اس کی نجات کا باعث ہو اور نہ ہی کوئی غمگسار کہ اس کے غم کا مداوا کرے۔''

انہیں افسوس وندامت کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پینا پڑا، کیڑوں نے ان کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اب وہ دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرتے ہیں تا کہ دن کو روزہ رکھیں اور رات بھر جاگ کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہوں۔ ہائے، افسوس! وہ اپنے بوئے ہوئے اعمال کی کھیتی کاٹ رہے ہیں۔

---

(۱)...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ مؤمنین کا حال ہے۔ انہیں دیدارِ الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ **مسئلہ:** اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدارِ الٰہی میسّر آئے گا۔ یہی اہلِ سنت کا عقیدہ و قرآن و حدیث و اجماع کے دلائلِ کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔''

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے حال پر رحم فرمائے! جلدی کرو، تمہارے سامنے پل صراط اور حساب و کتاب کا منظر دکھائی دے رہا ہے۔ نزع کی سختیاں سر پہ کھڑی ہیں، وہ دن آیا چاہتا ہے جس میں تمام رشتے ختم ہو جائیں گے، نہ اہل وعیال نفع دیں گے، نہ ہی مال ودولت اور کوئی دوسرے اسباب۔ یا تو جنت کی نعمتیں ملیں گی یا پھر جہنم کا عذاب۔ ہر ایک زبانِ حسرت سے پکار رہا ہوگا: ہائے افسوس! یہ کیسا نامۂ اعمال میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے۔ اے وہ شخص جس کو شہواتِ نفسانیہ نے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے، اور اے وہ شخص جس نے اپنے ظاہر و باطن کو حرام اشیاء سے آلودہ کر دیا ہے اور اے وہ شخص جس کے نامۂ اعمال کو دیکھنے سے آنکھیں بھی کتراتی ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ 0 حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ 0 (پ۳۰، التکاثر: ۱۔۲)
ترجمۂ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔(1)

''**اَلْھٰکُمْ**'' کا معنی ہے، تمہیں غافل کر دیا اور ''**تَکَاثُرُ**'' کا معنی ہے، زیادہ طلبی۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ نسب، مال اور اولاد میں کثرت کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مال جمع کرنے والوں اور باہم فخر کرنے والوں کو ارشاد فرمارہا ہے:

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ 0 حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ 0 (پ۳۰، التکاثر: ۱۔۲)
ترجمۂ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

یعنی جس مال کی وجہ سے تم ایک دوسرے پر فخر کرتے ہو اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اور یہاں پر احتمال ہے کہ یہ قسم کے قائم مقام تاکید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مال کی زیادہ طلبی اور ایک دوسرے پر فخر کرنے پر زجر وتوبیخ کی گئی ہے۔

﴿۲﴾ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ 0 (پ۳۰، التکاثر: ۳)
ترجمۂ کنز الایمان: ہاں! ہاں! جلد جان جاؤ گے۔

یعنی قیامت کے دن مال کے متوالوں کا محاسبہ ہونے کے بعد تم جان لوگے۔

﴿۳﴾ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ 0 (پ۳۰، التکاثر: ٤)
ترجمۂ کنز الایمان: پھر ہاں! ہاں! جلد جان جاؤ گے۔

مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں ایک بات کو دو بار فرمانا وعید کی تاکید اور منع کردہ فعل پر سختی کے لئے ہے۔

1...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ مال کی حرص اور اس پر مفاخرت (یعنی ایک دوسرے پر فخر کرنا) مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ اُخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے دامن گیر خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے، سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں، دو لوٹ آتے ہیں، ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ایک مال، ایک اس کے اہل واقارب۔ ایک اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔ باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔''

﴿4﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ (پ ۳۰، التکاثر:۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں! اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔

اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں تمہاری حیثیت کیا ہوگی جب سکراتِ موت کا ظہور ہوگا اور نامۂ اعمال پھیلا دیا جائے گا جو نہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوڑے گا نہ بڑے کو۔ ''عِلْمَ الْيَقِيْن'' سے مراد دلوں کا اس چیز پر اطمینان حاصل کرنا ہے جس سے شک دور ہو جاتا ہے۔

﴿5﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ (پ ۳۰، التکاثر:۶) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ قبر میں ہر آدمی کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اگر وہ سعادت مند ہو تو اسے وہ ٹھکانہ دکھا کر اس سے نجات کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اگر بدبخت وشَقِيُّ الْقَلْب ہو تو اس کے لئے جہنم کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

﴿6﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (پ ۳۰، التکاثر:۷۔۸) ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پُرسش ہوگی۔(1)

یعنی بروزِ قیامت صحت اور فراغت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حضرات مجاہد وقتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''نعیم میں ہر وہ چیز داخل ہے جس سے لُطف اندوز ہوا جائے۔''

اے وہ شخص جس پر لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں اور وہ خواہشات میں گھرا ہوا پیچھے رہ گیا ہے! جس نے اپنی عمر ٹال مٹول کرتے ہوئے اور بیہودہ کاموں میں گزار دی۔ اے وہ شخص گناہوں پر جس کا دل سخت ہو چکا ہے اور جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے آنسو نہیں بہتے! اے وہ شخص جس کے بال سفید ہو گئے پھر بھی وہ نافرمانیوں پر ڈٹا ہوا ہے! کتنی ہی بار تو نے علَّامُ الغیوب ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کیا؟ تیری غفلت کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یوں ارشاد فرماتا ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (پ ۳۰، التکاثر:۱۔۲) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ ''جس نے حرام مال کمایا پھر اس کو صدقہ کیا یا اس کے ساتھ صلہ رحمی کی یا راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کیا تو اس کا یہ سارا مال جمع کر کے اس کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (مراسیل ابی داؤد، باب زکوٰۃ الفطر، ص۹۔بتغیرٍ قلیلٍ)

1...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''جو **اللہ** تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تھیں: صحت و فراغ وامن وعیش ومال وغیرہ، جن سے دُنیا میں لذّتیں اُٹھاتے تھے۔ پُوچھا جائے گا: یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں؟ ان کا کیا شکر ادا کیا؟ اور ترکِ شکر پر عذاب کیا جائے گا۔''

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بندہ مالِ حرام میں سے جو بھی کمائے اور اسے خیرات کرے تو وہ قبول نہیں ہوتا اور اسے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اسے اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑے تو وہ اس کے لئے آگ کا توشہ ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عبدالله بن مسعود،الحديث ٣٦٧٢،ج ٢ ،ص ٣٣،بتغيرٍقليلٍ)

حضرت سیِّدُ نا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اے لوگو! تم میں سے ہرگز کوئی موت کا شکار نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنا مکمل رزق نہ پالے لہٰذا تم رزق کے متعلق تنگ دل نہ ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور عمدہ طریقے سے رزق طلب کرو، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ چیزیں لو اور حرام کردہ چھوڑ دو۔'' (المستدرك، كتاب الرقاق، باب الحسب المال والكرم التقوى، الحديث ٧٩٩٤، ج٥، ص ٤٦٤)

افسوس، تعجب ہے تجھ پر! جب بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نعمتوں کی بساط بچھائی تو تو نے نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے میرے بندے! کتنی ہی بار ہم نے دیکھا کہ تو نے ہماری محفل چھوڑ کر شیطان کی مجلس اپنائی، میں نے تجھ پر کتنے احسانات وانعامات فرمائے اور میں منّان ہوں۔ اے میرے بندے! میں تو تجھے اپنے وصال کی دولت سے نوازنا چاہتا ہوں اور تو ہے کہ ہجر وفراق کو محبوب رکھتا ہے، اس وقت تیرے پاس کیا حیلہ ہوگا جب تجھ پر میرا غضب ہوگا اور تیرے اہل و عیال بھی تجھ سے دور بھاگ رہے ہوں گے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (پ ٣٠، التکاثر: ١-٢)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حضرت سیِّدُ نا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں ایک سال حج کی سعادت سے بہرہ مند نہ ہوسکا، اور کوفہ کی ایک تنگ گلی میں ٹھہر گیا۔ ایک اندھیری رات میں گھر سے باہر نکلا کہ اچانک رات کی تاریکی کو چیرتی ہوئی ایک تیز آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، کوئی **اللہ** تعالیٰ کی بارگاہ میں محوِ التجا تھا: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے عزت وجلال کی قسم! میں نے گناہوں سے تیری مخالفت مول لینے کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ جب میں نے یہ گناہ کئے تھے تو میں تیرے مقام ومرتبے سے ناواقف تھا لیکن جب میں نے گناہ کئے اور میرے نفس نے مجھے برائی کو اچھائی ظاہر کر کے دھوکا دیا اور میری بدبختی مجھ پر غالب آگئی پھر بھی تیری رحمت نے میری پردہ پوشی کی اور تیری اس پردہ پوشی سے میں دھوکا کھا گیا اور اپنی جہالت کی وجہ سے تیری نافرمانی کرنے لگا اور محض اپنی بدبختی کی وجہ سے تیری مخالفت کی لیکن اب تو میں جان چکا ہوں کہ مجھے تیرے عذاب سے نجات دلانے والا کوئی نہیں؟ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا تو مجھے کون سنبھالے گا؟ ہائے حسرت وافسوس! میری عمر

بڑھنے کے ساتھ ساتھ میرے گناہوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ ہلاکت و بربادی ہو مجھ پر! کتنی ہی مرتبہ میں نے توبہ کی پھر توڑ دی۔ اب وقت ہے کہ میں علاَّمُ الغیوب پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کروں۔

؎ کرکے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو — میں وہی بدکار ہوں کر دے کرم

پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''افسوس! میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی پس جب میرا نامۂ اعمال ظاہر ہوگا تو میرے پاس کون سا عذر رہو گا؟ جب مجھے اس کی بارگاہ میں ذلیل کھڑا کیا جائے گا تو گناہوں کا ارتکاب کرنے پر کیا عذر پیش کروں گا؟ اے تمام لوگوں سے بے نیاز اور میرے تمام کرتوتوں پر خبردار! میرے پاس اپنے ان گناہوں اور جرموں کا کوئی عذر نہیں، مولیٰ! بس اپنی رحمت سے میری خطائیں معاف فرما دے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور گمراہی کے راستے سے منع فرمایا اور تُو یہ بھی جانتا تھا کہ میں اس راستے سے بھاگ نہیں سکتا تھا خیر و شر میں سے جو تُو نے میرے لئے مقدَّر کر رکھا تھا۔ لہٰذا میں بلا اختیار اسی پر چل پڑا کیونکہ بندہ تو محکوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے بندے سے درگزر فرما۔''

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ ''میں اس کلام کو سن کر رونے لگا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی تلاوت کرنے لگا:

﴿7﴾ **قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝** (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اچانک میں نے انتہائی اضطراب کی حالت میں کسی کے گرنے کی آواز سنی۔ جب صبح کے وقت میں اسی دروازے کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کا جنازہ رکھا ہوا ہے اور ایک عورت گھر کے اندر اور باہر آ جا رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے: ''اے میرے بیٹے! اے غموں کے مارے ہوئے بیٹے! اے قرآن سن کر شہید ہونے والے بیٹے!'' میں نے اس کے قریب ہو کر پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! ذرا یہ تو بتا کہ مرنے والا کون ہے؟'' تو وہ بولی، ''یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کھجور کے پتے بیچا کرتا تھا اور اس کمائی میں سے ایک تہائی مجھے دیتا، ایک تہائی اپنی ضرورت کے لئے رکھتا اور ایک تہائی صدقہ کر دیتا۔ آج اس کے پاس سے کوئی شخص گزرا اور اُس نے قرآنِ پاک کی ایک آیتِ مبارکہ تلاوت کی جس کو سُنتے ہی اس کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ اب میرے پاس کوئی حیلہ و تدبیر نہیں۔''

پیارے اسلامی بھائیو! کیا مسافر کے لئے اپنا زادِراہ تیار کرنے کا وقت نہیں آیا؟ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ نافرمان مرنے سے پہلے توبہ کر لے؟ تم پر افسوس! تمہارا کتنا برا حال ہے! کل تمہیں اہل وعیال اور مال ودولت کوئی نفع نہ دیں گے تو پھر کب تک اس غفلت ونیند کا شکار رہو گے؟ تمہاری جوانی کے دن گزر چکے ہیں پھر بھی تمہارے اعمال پر تمہارا مدد گار کوئی نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ 0 حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ 0 (پ ۳۰، التکاثر: ۱۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حضرت سیِّدُنا خلیل عصیری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے کہ ''ہم میں سے ہر ایک کو موت کا یقین ہے پھر بھی ہم اس کے لئے تیار نظر نہیں آتے، ہم سب کو جنت کا پختہ یقین ہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اس کے لئے عمل کرتا ہوا نہیں پاتے اور دوزخ کا پختہ یقین ہے لیکن اپنے آپ کو اس کے عذاب سے ڈرتا ہوا نہیں دیکھتے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کس چیز کی بنا پر تم راہِ حق سے منہ موڑے ہوئے ہو؟ کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ موت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے تمام خیر وشر کے ساتھ سب سے پہلے تم پر وارد ہو گی۔ اے بھائیو! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اچھے انداز سے حاضری کی تیاری کرو۔ کب تک تم اسی طرح لہو ولعب میں مبتلا ہو کر ہنستے رہو گے؟ عنقریب لوگ تمہاری موت پر افسوس کرتے ہوئے رو رہے ہوں گے۔ تم پر افسوس! کتنی دفعہ تم وعظ ونصیحت کے اجتماعات میں حاضر ہوئے لیکن تمہارا دل غائب رہا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بخشش طلب کرتے رہے لیکن پیٹ حرام سے بھرتے رہے۔ اگر آج پھر اس اجتماع سے یونہی چلے گئے اور توبہ نہ کی تو کہیں بہت بڑا نقصان نہ اٹھا لو۔ یاد رکھو! اس وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور توبہ قبول کرنے والا پروردگار عَزَّوَجَلَّ پکار رہا ہے، ''ہے کوئی توبہ کرنے والا؟'' تو اے اسلامی بھائیو! جلدی کرو! توبہ کر لو اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور چھپی ہوئی باتوں کی پوچھ گچھ شروع ہو جائے۔ ہماری غفلت کو قرآنِ پاک یوں بیان فرماتا ہے:

اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ 0 حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ 0 (پ ۳۰، التکاثر: ۱۔۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو تو تجھے یاد کرنے کا درس دیتا ہوں لیکن خود غافل ہوں۔ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو تو غفلت کی نیند سے جگا رہا ہوں لیکن خود سو رہا ہوں۔ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کر رہا ہوں جبکہ خود حیران وپریشان ہوں۔ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر عفو وکرم کی برسات برسا۔ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! جب میں

سالکینِ راہِ حق کو تیری بارگاہ تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتاؤں اور وہ میرے اس وعظ کو سن کر تیری بارگاہ تک پہنچ جائیں تو کیا تو ان لوگوں کو قبول کرلے گا کہ جن کی رہنمائی کی گئی ہے اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو اس اجتماعِ پاک میں کوئی تو ایسا ہوگا جو صرف تیری رضا کا طالب ہوگا لہٰذا اپنے وجہِ کریم کے واسطے میری کوتاہیوں کے متعلق اس کی سفارش قبول فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے حاجات پوری کرتے ہیں

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم:

(۱)......''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بعض بندوں کو اپنی رضا کے لئے لوگوں کی حاجات پورا کرنے کے لئے خاص کرلیا ہے اور اس نے عہد فرمایا ہے کہ انہیں عذاب نہ دے گا، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کلام کرتے ہوں گے جبکہ لوگ حساب میں ہوں گے۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزہ تحت الحدیث ۲۳۵۰، ج۲، ص ٦٠٥-٦)

(۲)......''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ہیں کہ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجات ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے قیامت کے دن عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے امن میں ہوں گے۔''

(کنز العمال، کتاب الزکاۃ، الحدیث ١٦٤٦١، ج٦، ص ١٩٠)

بیان22:
نفلی صدقہ کا بیان

صدقہ کے فضائل پر آیاتِ مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ (پ۲۷، الحدید:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے (دُگنے) ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

ایک اور مقام پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳، البقرۃ:۲۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں، ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے، اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔(1)

صدقہ کے فضائل پر احادیثِ طیّبہ:

حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جس مسلمان نے کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے **جنتی** لباس پہنائے گا اور جس نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے **جنتی** پھل کھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے مہر لگی ہوئی پاکیزہ شراب پلائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث ۱۶۸۲، ص ۱۳۴۸ ''حلل'' بدلہ ''خضر'')

---

(1)...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکرِ اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں۔ سید عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے **اللہ** تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور اس کو مکدّر کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلس تھا، مجبور تھا، نکمّا تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں، یہ ممنوع فرمایا گیا۔''

حضرت سیِّدُ نا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ اور صلہ رحمی سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عمر میں برکت دیتا، بُری موت کو دفع کرتا اور ناپسندیدہ اور قابلِ احتراز شئے کو دور کرتا ہے۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالك، الحديث ٤٠٩٠، ج٣، ص٣٩٧)

حضرت سیِّدُ نا سعید بن مسعود کِندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو شخص دن یا رات کو صدقہ کرتا ہے تو وہ سانپ یا بچھو کے کاٹنے، گِر کر مرنے یا اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ''صبح سویرے صدقہ کیا کرو کیونکہ مصیبت صدقہ سے سبقت نہیں لے جاسکتی۔''

(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الزكاة،باب فضل من اصبح صائما ......الخ، الحديث ٧٨٣١ ، ج ٤ ،ص ٣١٨)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بندہ صَدَقہ کرتا ہے اور بلاء نازل ہو رہی ہوتی ہے تو صَدَقہ اوپر بلند ہوتا ہے، ان دونوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے، نہ بلاء صَدَقہ پر غلبہ پاسکتی ہے نہ صَدَقہ بلاء پر۔ جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے دونوں زمین وآسمان کے درمیان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔''

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ (قیامت کے دن) فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے مجھے نہ کھلایا۔ میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے نہ پلایا۔ میں نے تجھ سے کپڑے طلب کئے تو نے مجھے نہ دیئے۔'' تو بندہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! وہ کیسے؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تیرے قریب سے فلاں بھوکا اور فلاں ننگا گزرا تھا مگر تُو نے اپنے مال میں سے کوئی چیز اُسے نہ دی، آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لوں گا جیسا کہ تو نے روک لیا تھا۔''

(صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة و الاداب،باب فضل عيادة المريض،الحديث ٢٥٦٩،ص ١١٢٨،مختصرًا)

حضرت سیِّدُ نا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو تمہیں فقیر بنادے کہ تم میں کوئی امیر نہ رہے اور اگر چاہے تو تمہیں غنی بنادے کہ تم میں کوئی محتاج نہ رہے لیکن وہ تمہیں ایک دوسرے کے ذریعے آزماتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''پوشیدہ طور پر صَدَقہ دینا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں۔ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحديث ٩٤٣، ج ١، ص ٢٧٣، بتغيرٍ قليلٍ)

حضرت سیِّدُ نا سالم بن جَعْد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''صَدَقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے اور پوشیدہ صدقہ اعلانیہ صدقے سے ستر گنا افضل ہے۔'' (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح، ابواب الصدقات، ثواب صدقة السر، ص۲۸۷)

منقول ہے کہ صدقہ کے حروف چار ہیں: صاد، دال، قاف اور ہاء۔ **صاد** سے مراد یہ ہے کہ صَدَقہ کرنے والا دنیا وآخرت کی تکالیف سے محفوظ رہتا ہے۔ **دال** سے مراد یہ ہے کہ بروزِ قیامت جب ساری مخلوق حیران وپریشان ہوگی تو صَدَقہ کرنے والے کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گا۔ **قاف** سے مراد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے۔ **ہاء** سے مراد یہ ہے کہ اسے اعمالِ صالحہ کی ہدایت سے نوازا جاتا ہے تاکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہو جائے۔

حضرت سیِّدُ نا ابوالقاسم مذکور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کے اخلاق میں سے یہ تھا کہ وہ اپنے پاس موجود سب سے اچھی، بہتر اور خوبصورت شئے صَدَقہ کرتے، آپ سے عرض کی گئی: ''اگر آپ اس سے کم صدقہ کریں تب بھی آپ علیہ السلام کو کفایت کرے گا۔'' تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے ملاحظہ نہیں فرما رہا کہ میں اُس سے اپنے پاس موجود گھٹیا چیز کے بدلے بہتر چیز طلب کرتا ہوں۔''

حضرت سیِّدُ نا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں اور دو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۳﴾ **اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝** (پ۳، البقرة: ۲۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا، اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا، اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

(حضرت سیِّدُ نا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ) **شیطان تمہیں صدقہ وخیرات سے منع کرتا اور گناہوں کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں فرمانبرداری اور صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تم اس سے مغفرت اور اس کا فضل پاؤ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ صدقہ کرنے والے کا ثواب جانتا ہے۔** (الدر المنثور، البقرة، تحت الآیة ۲۶۸، ج ۲، ص ۶۵)

حضرت سیِّدُ نا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین پر جو بھی صدقہ نکالا جاتا ہے وہ ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چُھڑا کر دیا جاتا ہے وہ سب بندے کو صدقہ دینے سے روکتے ہیں۔''

(الزہد لابن المبارک، باب الصدقة، الحدیث ۶۴۹، ص ۲۲۸)

امتحان میں کامیاب ہونے والا نوجوان:

حضرت سیِّدُنا عِکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا جو اپنا مال بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتا تھا، وہ اپنی بیوی اور ایک بیٹے کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی بیوی نے دل میں کہا: ''میں اپنے شوہر کے چھوڑے ہوئے مال کے لئے اس سے افضل جگہ نہیں پاتی جہاں وہ خرچ کیا کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے تمام مال صدقہ کر دیا سوائے دو سو درہموں کے جو اس نے اپنے بیٹے کے لئے جمع کر رکھے تھے۔ جب بچہ بڑا ہوا تو اس نے پوچھا: ''اے میری ماں! میرا باپ کون تھا؟'' اس نے جواب دیا: ''تیرا باپ بنی اسرائیل کے معزَّزین میں سے تھا۔'' بیٹے نے پھر پوچھا: ''کیا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟'' ماں نے جواب دیا: ''کیوں نہیں، لیکن وہ ہمیشہ بھلائی کے راستے میں خرچ کرتا تھا تو میں نے بھی اسی راستے میں خرچ کر ڈالا۔'' بیٹے نے پوچھا: ''آپ نے میرے حصے کا سارا مال کیوں صدقہ کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ بچایا؟'' اس کی ماں نے کہا: ''تمہارے حصے کے دو سو درہم باقی ہیں۔'' تو لڑکے نے عرض کی: ''لائیں، میرا مال مجھے دیں تاکہ اس کے ذریعے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل تلاش کروں۔'' چنانچہ، وہ اپنی ماں سے درہم لے کر گھر سے نکل کھڑا ہوا، چلتے چلتے ایک برہنہ مردے کے پاس سے گزرا جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ مال خرچ کرنے کی اس سے افضل جگہ کوئی نہیں۔ اس کے لئے ایک سو اسی (180) درہم کا کفن خرید کر اس کے کفن دفن کا اہتمام کیا اور قبر پر مٹی ڈالی اور بقیہ بیس درہم لے کر روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' لڑکے نے جواب دیا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل تلاش کرنے نکلا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اگر میں ایسی چیز کی طرف تیری رہنمائی کروں جس سے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل پائے تو اُس میں سے نصف میرا ہو گا۔'' لڑکا رضامند ہو گیا۔ تو اس شخص نے کہا: ''اس شہر کی طرف چلے جاؤ، وہاں تم ایک عورت کو پاؤ گے جس کے پاس ایک بِلّی ہو گی، وہ اسے فروخت کر رہی ہو گی، تم اس سے بیس درہم میں خرید کر ذبح کر دینا اور آگ میں جلا دینا۔ پھر اس کی راکھ جمع کر کے دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو جانا، وہاں کے بادشاہ کی بصارت زائل ہو چکی ہے۔ تم بطورِ سُرمہ اُس کی آنکھوں میں راکھ لگانا اس کی بینائی لوٹ آئے گی، وہ لڑکا گیا اور بِلّی کی راکھ لے کر جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے کہا: ''اس کو اس وادی میں لے جاؤ جس میں سرمہ لگانے والے ہیں، پھر اس کو بتانا کہ اگر اس نے مجھے ٹھیک کر دیا تو منہ مانگا انعام پائے گا اور ٹھیک نہ کر سکا تو میں اسے قتل کر دوں گا، پھر اگر وہ چاہے تو علاج کے لئے آگے بڑھے اور چاہے تو وہیں سے لوٹ آئے۔'' جب لڑکا وادی میں گیا تو وہاں سرمہ لگانے والوں کی لاشیں دیکھیں، پھر بھی اس نے کہا: ''میں سرمہ لگاؤں گا۔ چنانچہ، اس نے سرمہ لگایا تو بادشاہ کہنے لگا: ''گویا مجھے کچھ کچھ نظر آ رہا ہے، پھر دوسری مرتبہ لگایا تو بادشاہ نے کہا: ''اب میں کچھ دیکھ رہا ہوں۔'' پھر جب تیسری مرتبہ سرمہ

لگایا تو اس کی بینائی مکمل طور پر لوٹ آئی۔ بادشاہ نے کہا: ''میں تجھ پر اس سے بڑھ کر احسان نہیں کرسکتا کہ تیری شادی اپنی بیٹی سے کردوں۔ پھر بادشاہ نے اس کی حاجت پوچھ کر اپنا سب سے پسندیدہ مال اسے دے دیا، وہ لڑکا اُس کے پاس کچھ عرصہ رہا۔ پھر اسے اپنی ماں کی یاد ستائی تو اس نے بادشاہ سے جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، اپنے ساتھ اپنی بیوی اور مال کو بھی لے جاؤ۔'' واپسی میں وہ لڑکا اسی شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا: ''کیا مجھے پہچانتے ہو؟'' لڑکے نے نفی میں جواب دیا تو اُس نے کہا: ''میں وہی ہوں جس نے تجھے فلاں فلاں بات بتائی تھی۔'' پھر وہ لڑکا سواری سے اُتر آیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ وہ شخص کہنے لگا: ''میرے حصے کی ایک چیز ابھی باقی ہے۔'' لڑکے نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' تو وہ بولا: ''تیری بیوی، میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کر۔'' اس لڑکے نے کہا: ''پھر ہم اس کی تقسیم کیسے کریں؟'' اس شخص نے کہا: ''اس کو آرے سے چیر دو۔'' لڑکے نے حامی بھر لی کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔'' جب اس نے آرا اپنی بیوی کے سر پر رکھا تو وہ شخص کہنے لگا: ''رُک جاؤ بے شک مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی طرح تیری حفاظت فرمائے جیسے تُو نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا۔'' پھر اس شخص نے لڑکے کا سارا مال اُسے واپس کردیا۔

خدا ترس عورت کو ڈوبے ہوئے بچے کیسے ملے؟

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کی ایک عورت کا شوہر گھر سے باہر تھا۔ اس شخص کی ماں نے اپنی بہو کو جدائی پر اُبھارا تو اس کی بیوی اسے ناپسند کرنے لگی، پھر اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی جانب سے ایک جھوٹا طلاق نامہ اپنی بہو کو لکھا، اس عورت کے دو بیٹے تھے۔ جب وہ خط اسے ملا تو وہ اپنے بچوں کو لے کر والدین کے پاس چلی گئی۔ وہاں کا ظالم بادشاہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ناپسند کرتا تھا۔ ایک دن ایک مسکین اس عورت کے قریب سے گزرا، وہ روٹی پکا رہی تھی۔ مسکین نے سوال کیا: ''مجھے کچھ روٹی کِھلا دو۔'' عورت نے کہا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ بادشاہ نے سختی کے ساتھ مساکین کو کھانا کھلانے سے منع کیا ہوا ہے؟'' اس نے کہا: ''مجھے یہ بات معلوم ہے لیکن اگر تم مجھے کھانا نہ کھلاؤ گی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' یہ سُن کر اس عورت کو ترس آگیا اور اس نے دو روٹیاں مسکین کو دے دیں اور کہا: ''کسی کو پتا نہ چلے کہ میں نے تجھے کھانا دیا ہے۔'' وہ روٹیاں لے کر پہرے داروں کے پاس سے گزرا۔ جب انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اس سے روٹیاں برآمد ہوئیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا: ''یہ تجھے کہاں سے ملیں؟'' اس نے کہا: ''فلاں عورت نے دی ہیں۔'' پہرے دار اس مسکین کو اس عورت کے پاس لے آئے اور پوچھا: ''کیا اس مسکین کو یہ روٹیاں تُو نے دی ہیں؟'' اُس عورت نے جواب دیا: ''جی ہاں۔''

انہوں نے پوچھا: ''کیا تُو نہیں جانتی کہ بادشاہ نے سختی کے ساتھ مساکین کو کھانا کھلانے سے منع کر رکھا ہے؟'' اس عورت نے کہا: ''ہاں، یہ مجھے معلوم ہے۔'' تو انہوں نے پوچھا: ''پھر کس چیز نے تمہیں اس پر اُبھارا؟'' وہ بولی: ''مجھے اس پر ترس آ گیا اور مجھے اُمید تھی کہ یہ کسی کو نہ بتائے گا۔'' بہرحال پہرے داروں نے اس کو بادشاہ کے دربار میں پیش کرتے ہوئے بتایا: ''اِس عورت نے مسکین کو کھانا دیا ہے۔'' بادشاہ نے اس سے پوچھا: ''کیا تُو نے ایسا کیا ہے؟'' اُس نے ہاں میں جواب دیا۔ بادشاہ نے کہا: ''کیا تو نہیں جانتی تھی کہ میں نے مساکین کو کھانا کھِلانے سے منع کر رکھا ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں، مجھے معلوم تھا۔'' بادشاہ نے پوچھا: ''پھر تمہیں کس چیز نے اس پر اُبھارا؟'' عورت بولی: ''مجھے اُس پر ترس آ گیا اور مجھے اُمید تھی کہ یہ کسی کو نہ بتائے گا اور مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف ہوا کہ کہیں یہ ہلاک نہ ہو جائے۔'' پھر بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ، اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ وہ اپنے بچوں کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی یہاں تک کہ ایک بہتی نہر کے کنارے پہنچی۔ اس نے اپنے ایک بیٹے کو پانی پلانے کا کہا۔ جب بچہ پانی لینے کے لئے اُترا تو ڈوب گیا۔ اس نے دوسرے بیٹے کو کہا: ''اے بیٹے! اپنے بھائی کو تھامو۔'' وہ بھائی کو بچانے کے لئے نیچے اُترا لیکن وہ بھی ڈوب گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا رہ گئی۔

اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیا ہوا؟ میں تیری حالت بہت بُری دیکھ رہا ہوں۔'' اس نے جواب دیا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھے چھوڑ دے، کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ ہوا اس نے مجھے تجھ سے بے خبر کر دیا ہے۔'' اس نے اصرار کیا: ''مجھے اپنا حال تو بتایئے۔'' تو اس عورت نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور یہ بھی بتایا کہ اس کے دونوں بچے ڈوب گئے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''تم اپنے ہاتھوں اور بچوں میں سے کس کی واپسی چاہتی ہو؟'' عورت نے کہا: ''تُو میرے دونوں بچوں کو زندہ نکال دے۔'' چنانچہ، اس نے دونوں لڑکوں کو زندہ نکال دیا، پھر اس کے ہاتھ بھی لوٹا دیئے اور کہنے لگا: ''مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تیری طرف بھیجا گیا ہے، اُس نے تجھ پر رحم کرتے ہوئے مجھے بھیجا ہے۔ پس ان دو روٹیوں کے عوض تیرے ہاتھ لوٹا دیئے گئے ہیں اور اُس مسکین پر ترس کھانے اور مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے تیرے دونوں بیٹے لوٹا دیئے گئے ہیں، اور تجھے یہ بھی بتا دوں کہ تیرے شوہر نے تجھے طلاق نہیں دی تھی، تُو اس کے پاس لوٹ جا، وہ اپنے گھر میں ہی ہے اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ جب وہ عورت اپنے شوہر کے گھر گئی تو تمام معاملہ ایسا ہی پایا جیسا کہا گیا تھا۔''

(عیون الحکایات، الحکایة العشرون بعد المائة، المعروف لا یضیع، ص۱۳۸ ملخصًا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَمِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ۝ (پ۹، الاعراف: ۱۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا۔

اہلِ حق کا بے مثال گروہ:

مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے دین میں باطل چیزوں کی آمیزش کردی تو ایک گروہ اُن سے جدا ہوگیا، انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کی کہ وہ ان کو دین میں باطل چیزوں کی ملاوٹ کرنے والوں سے دُور کردے۔ چنانچہ، زمین کے نیچے ایک سوراخ ظاہر ہوا، اس میں چلتے ہوئے انہوں نے ایک کشادہ اور وسیع میدان دیکھا، تو انہوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ اُن کے بیٹے اور سب نسلیں مستقل طور پر وہیں قیام پذیر ہوگئیں، یہاں تک کہ حضرت سیِّدُ نا ذوالقرنین ایک دن سیر کرتے ہوئے جب وہاں پہنچے، تو انہوں نے دیکھا کہ یہاں لوگوں کی عمریں دراز ہیں، کوئی فقیر نہیں، قبریں گھر کے دروازوں کے قریب اور عبادت گاہیں گھروں سے دُور ہیں۔ گھروں پر دروازے بھی نہیں ہیں، نہ اُن پر کوئی حاکم ہے، نہ اُن کا کوئی امیر ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''ان سب باتوں کا راز کیا ہے؟'' تو عرض کی گئی: ''اے بادشاہ! ہماری عمروں میں برکت کا سبب ہمارا ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ ہم میں سے جب کوئی محتاج ہوجاتا ہے تو ہم مل کر اس کی محتاجی دُور کرتے ہیں، اس طرح ہم سب اغنیاء ہیں، اور ہماری قبروں کے گھر سے قریب ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اپنے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ قبر زندوں کو موت کی یاد دلاتی ہے، اور عبادت گاہوں کے دور ہونے کا سبب ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ ''ان کی طرف قدموں کی کثرت سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہمارے گھروں کے دروازے اس لئے نہیں کہ ہم کسی کی چوری نہیں کرتے، تو ہمیں دروازوں کی حاجت نہیں ہوتی، اور ہم پر کوئی حاکم یا امیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے، بلکہ ہم باہم عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں تو ہمیں پھر امیر وحاکم کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔'' حضرت سیِّدُ نا ذوالقرنین نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہاری مثل کوئی قوم نہیں دیکھی، اور اگر میں نے کسی شہر کو وطن بنانے کا ارادہ کیا، تو تمہارے حُسنِ معاشرت اور اخلاقِ جمیلہ کی وجہ سے اس شہر کو وطن بناؤں گا۔

دو روٹیاں صدقہ کرنے کی برکت:

مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد کئی سال اپنی جھونپڑی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا رہا۔ ایک دن اس نے جھونپڑی سے نکل کر سامنے صحن کے درمیان جاری پانی کو دیکھا تو اُسے نفس نے جھونپڑی سے اُترنے پر اُبھارا۔ چنانچہ وہ اُترا اور پانی پی کر وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک اس کے پاس سے ایک زیور سے آراستہ عورت گزری، جو ایک بستی سے دوسری کی طرف جارہی تھی۔ وہ عابد اس کے فتنے میں مبتلا ہوکر زنا کر بیٹھا۔ پھر اس کے قریب سے ایک سائل گزرا، عابد کو روزانہ غیب سے دو

روٹیاں ملتی تھیں، اس نے وہ روٹیاں اس سائل کو دے دیں اور خود بھوکا رہا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''اس سے کہو کہ زنا کے سبب تمہارے سب اعمال برباد ہوگئے، پھر تیری صدقہ کی دو روٹیوں اور خود پر مسکین کو ترجیح دینے نے تمام اعمال کو زندہ کر دیا، پس یہ تیرے صدقے کا ثواب ہے، میں نے اسے قبول کرکے تمہیں تمہاری سابقہ حالت پر لوٹا دیا ہے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات وثوابها، الحدیث ۳۷۹، ج ۱، ص ۲۹۸، بتغیرٍ)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

رحمدل لوگوں کی برکت اور سنگدل لوگوں کی نحوست

(۱)......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے بھلائی طلب کرو، ان کے قریب رہا کرو اور سنگدل لوگوں سے بھلائی نہ مانگو کیونکہ ان پر لعنت اُترتی ہے۔ اے علی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بھلائی کو پیدا فرمایا تو اس کے اہل (یعنی افراد) کو بھی پیدا فرمایا، پھر بھلائی کو ان کا محبوب کر دیا اور اس پر عمل کرنا انہیں محبوب بنا دیا نیز انہیں اس کی طلب میں یوں لگا دیا جیسے وہ پانی کو قحط زدہ زمین کی طرف پھیر دیتا ہے کہ اس پانی کے ذریعے وہاں والوں کو جِلا بخشے اور بے شک جو لوگ دنیا میں بھلائی والے ہوں گے وہی آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء من اجتمع......الخ، الحدیث: ۷۹۷۸، ج۵، ص۴۵۸)

(۲)......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے اپنی مرادیں مانگو، ان کے قریب رہا کرو کیونکہ میری رحمت انہیں میں ہے اور سنگدل لوگوں سے مرادیں نہ مانگو کیونکہ وہ میری ناراضگی کے منتظر ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۸۰۲، ج۶، ص ۲۲۰ "الفضل" بدلہ "الحوائج")

بیان 23:

صدقۂ فطر کے فضائل

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اطاعت گزاروں کو پورا پورا اجر وثواب عطا فرماتا ہے، اور رات کی تاریکیوں کو پیدا فرماتا ہے جنہیں صبح کی روشنی ختم کر دیتی ہے، اس کا علم چوری چھپے کی نگاہوں اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ انسانوں کو وہ سکھاتا ہے جو وہ نہیں جانتے، اس بات سے بلند تر اور پاک ہے کہ نفس کے خیالات اور غور وفکر کے اندیشے اس کا ادراک کریں، سب کو رزق تقسیم کرتا ہے یہاں تک کہ بِل میں چیونٹی کو، گھونسلے میں پرندے کے بچے کو بھی نہیں بھولتا، وہ اس سے بالاتر ہے کہ گردشِ زمانہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے حوادثات اس تک پہنچ سکیں، اور وہ اس چیز سے پاک ہے کہ انتہائی پوشیدہ اور ظاہر باتیں اس پر مخفی رہیں، اس کے احسانات سروں کے تاج اور سینوں کے ہار ہیں۔ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِؕ (پ ۱۱، یونس: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ جنگلات میں ریت کے ذروں اور بے آب وگیاہ ویران جنگلوں میں چیونٹیوں کی تعداد جانتا ہے، وہ ایمان و کفر کی تقدیر کو جیسے چاہتا ہے جاری فرماتا ہے، اپنے ارادے سے غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے، اپنی مشیئت سے بولنے والے کو قوتِ گویائی سے محروم کرتا ہے، سننے کی قوت کو زائل کرتا اور عطا کرتا ہے، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ خشکی میں رینگنے والا چھوٹا بڑا کوئی بھی کیڑا اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ایسا سننے والا ہے کہ کسی مجبور کی دل میں مانگی ہوئی دعا بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ قادرِ مطلق ہے کہ کسی معاوِن ومددگار کی اُسے حاجت نہیں جو اس کی مدد کرے، وہ جیسے چاہتا ہے بندوں کی تقدیر بناتا ہے، سہولت وصعوبت کے ذرائع جیسے چاہتا ہے لوگوں میں تقسیم فرماتا ہے، اپنی سلطنت کے سمندروں میں بھی رزق پہنچاتا ہے اور اگر نہ چاہے تو نہ پہنچائے، اس نے حصولِ رزق کی طرف معتدل بیان اور صحیح وضاحت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی، روزوں اور صبر کے مہینے کے ساتھ ساری امتوں میں ہمیں خاص فرمایا، اس مہینے کی برکت سے گنہگاروں کے گناہوں کو اس طرح دھو دیا جیسے بارش کے پانی سے کپڑے دُھل جاتے ہیں۔

تمام خوبیوں کا مالک وہی ہے جس نے ہمیں یہ مبارک مہینہ پورا کرنے کی توفیق اور عیدالفطر کی نعمت عطا فرمائی، میں اس کی بے انتہاء حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجالاتا ہوں جس کی مدد پانے والے بے حد وبے شمار ہیں، میں اس پر ایسا بھروسہ کرتا ہوں جیسا غلام اپنے آقا پر کرتا ہے، اپنے اِعتقاد میں مخلص شخص کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس کے خاص بندے اور

رسول ہیں۔جنہوں نے اپنے مقدّس ہاتھ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما دیئے،آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی آل، اولاد،صحابۂ کرام،ازواج مطہرات علیہم الرضوان اوران کی اِتباع کرنے والے ہر امتی پر اس وقت تک رحمتِ کاملہ نازل ہوتی رہے جب باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا،اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر خوب سلام ہو جو زمانے کے ختم ہونے سے ختم نہ ہو بلکہ ہر نئے زمانے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر نیا سلام ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبیٔ کریم ، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری میں ایک صاع کھانا یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور صدقۂ فطر نکالتے تھے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء فی صدقۃ الفطر، الحدیث ٦٧٣، ص١٧١٣)

حضرت سیِّدُنا عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مکہ کی شاہراہوں پر ایک اعلان کرنے والا بھیجا(اس نے اعلان کیا)''سن لو! بے شک صدقۂ فطر دو مُد گندم یا ایک صاع کھانا ہر مسلمان مرد وعورت ،آزاد وغلام ،چھوٹے بڑے پر واجب ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث ٦٧٤)

حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوب ِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ہر مرد،عورت،آزاد اور غلام پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو صدقۂ فطر واجب فرمایا۔

(صحیح البخاری، ابواب صدقۃ الفطر، باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک،الحدیث ١٥١١،ص١١٩)

صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا:

حضرت سیِّدُنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت سیِّدُنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ''شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ،صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ہمیں حکم فرماتے کہ عیدُ الفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کریں۔''اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے دینا مستحب ہے۔

(جامع الترمذی،ابواب الزکاۃ،باب ماجاء فی تقدیمھا قبل الصلاۃ،الحدیث٦٧٧،ص١٧١٣)

سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے:''فقراء کو ایسے دِنوں میں سوال کرنے سے غنی کردو۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب زکوٰۃ الفطر،الحدیث ٢١١٤،ج٢،ص١٩٢۔البنایۃ شرح الھدایۃ، کتاب الزکاۃ،باب صدقۃ الفطر، فصل فی مقدارالواجب ووقتہ، ج٣،ص٥٠٤)

عیدُ الفطر کے مستحبات:

عید الفطر کے دن مستحب ہے کہ بندہ غسل کرے، مسواک کرے، اچھے کپڑے پہنے اور صدقۂ فطر ادا کرے اور پھر کچھ کھا کر پیدل عیدگاہ کا رُخ کرے، سوار ہو کر نہ جائے، البتہ! کوئی عذر ہو تو سوار ہو کر جا سکتا ہے، اور عیدگاہ کی طرف ایک راستے سے جائے اور دوسرے سے واپس آئے، کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ملائکہ کو بھیجتا ہے، وہ راستوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پاس سے گزرنے والے ہر شخص کا نام لکھتے ہیں، اس لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا مستحب ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم عید کے دن ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے۔

(جامع الترمذی، ابواب العیدین، باب ماجاء فی خروج النبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم......الخ، الحدیث ۵۴۱، ص ۱۶۹۸)

حضرت سیِّدُنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ **اللّٰہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم عید الفطر کے دن جب تک کچھ کھانہ لیتے (عیدگاہ کی طرف) نہ نکلتے، اور عید الاضحیٰ کے دن جب تک نماز نہ پڑھ لیتے کچھ نہ کھاتے۔ (المرجع السابق، الحدیث ۵۴۲)

حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم عید الفطر کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔ (المرجع السابق، الحدیث ۵۴۳)

حضرت سیِّدُنا اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے حکم سے عیدین میں کنواریاں، بالغات، پردے والیاں اور حیض والیاں (نمازِ عید کے لئے) نکلتی تھیں، اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ ہوتیں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوتیں۔ اُن میں سے کسی ایک نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُس کی بہن اپنی چادر اس کو اُدھار دے دے۔''

(المرجع السابق، الحدیث ۵۳۹)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ہمارے زمانے کی عورتوں کی نئی نئی باتیں ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔'' حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں آج کے دَور میں عیدین میں عورتوں کے نکلنے کو ناپسند جانتا ہوں۔''

(جامع الترمذی، ابواب العیدین، باب ماجاء فی خروج النبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم......الخ، الحدیث ۵۴۰، ص ۱۶۹۸)

اگر کوئی عورت (نمازِ عید کے لئے) نکلنے پر بَضِد ہو تو اُس کا شوہر اُسے پھٹے پرانے کپڑوں میں نکلنے کی اجازت دے اور وہ زینت بھی نہ کرے۔ اگر وہ اس طرح نکلنے سے انکار کرے تو شوہر اُسے نکلنے سے منع کر دے۔

حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ''جس نے عیدین (یعنی عید الفطر و عید الاضحیٰ) میں شب بیداری کی تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الصیام، باب فیمن قام لیلتی العیدین، الحدیث ۱۷۸۲، ص ۲۵۸۳)

حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نَوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''سب سے زیادہ عظمت والی راتیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی راتیں ہیں۔''

رحمت والی چار راتیں:

حضرت سیِّدُنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''چار راتوں میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحمت نازل فرماتا ہے: رجبُ المرجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب الصیام فی لیلۃ العید و یومھما، الحدیث ۳۷۱۳، ج ۳، ص ۳۴۲، بتغیرٍ)

عید کو عید کہنے کی وجہ:

عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کیونکہ اس میں خوشی و سرور لوٹ آتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے عید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرف و عزت والا دن ہے۔ لہٰذا ایک عقلمند انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کرتے ہوئے، قبلہ رُو ہو کر کثرت سے اس کا ذکر کرے۔

عید میں روزِ محشر کی یاد ہے:

عید کا دن یومِ قیامت کے مشابہ ہے جس دن گرج دار کڑک اور صور پھونکنے کی آواز سنائی دے گی۔ اور طبلوں کا بجنا گرج دار کڑک کی یاد دِلاتا ہے اور بگل کا بجنا صور پھونکنے کی یاد دلاتا ہے، عیدگاہ میں لوگوں کا اِجتماع میدانِ محشر میں لوگوں کے اجتماع کی یاد ہے کہ وہ مختلف رنگ و نسل کے ہوں گے اور ان کے احوال بھی مختلف ہوں گے۔ کچھ کے لباس سفید اور کچھ کے سیاہ،

کچھ پیدل اور کچھ سوار، کچھ خوش اور کچھ غمگین، کچھ جنت کی نعمتوں کی طرف اور کچھ جہنم کے عذاب کی طرف پلٹیں گے۔تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحسنِ انسانیت، مَحبوبِ رَبُّ العزت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''لوگوں کو اپنی قبروں سے تین حصوں میں اُٹھایا جائے گا، ایک تہائی سواریوں پر اور ایک تہائی پیدل ہوں گے اور ایک تہائی چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الیاء، الحدیث ۸۴۹۸، ج ۲، ص ۵۰۱، بتغیرٍ)

جس طرح لوگ عیدگاہ میں امام کا انتظار کرتے ہیں، اسی طرح بروزِ قیامت محشر کے کھلے میدان میں ٹھہر کر اس جزاوسزا کا انتظار ہوگا جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔اور خطبہ میں اشارہ ہے کہ جب امام خطبہ دیتا ہے تو لوگ خاموش ہوجاتے ہیں اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں سے حساب کتاب لے گا اور سزا سنائے گا جبکہ ہم خاموش ہوں گے۔اور عیدگاہ میں لوگوں کے مختلف درجے، قیامت میں لوگوں کے مختلف درجوں کے مشابے ہیں۔کچھ سائے میں بیٹھتے ہیں اور کچھ دھوپ میں اسی طرح بروزِ قیامت کچھ پسینے میں شرابور ہوں گے اور کچھ عرش کے سائے میں مزے لُوٹ رہے ہوں گے۔اسی طرح لوگوں کا عیدگاہ سے لوٹنا بھی قیامت کی یاد دِلاتا ہے کہ بعض کی عبادت قبول ہوجاتی ہے جبکہ بعض کی مردود۔

حضرت سیِّدُنا وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عید کے دن نکلے تو اپنے سر پر مٹی اور راکھ ڈالنے لگے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ''آج تو خوشی اور زینت کا دن ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''یہ اس شخص کے لئے سُرور وزینت کا دن ہے جس کے روزے مقبول ہوگئے۔''

آنکھوں کا قفلِ مدینہ:(1)

حضرت سیِّدُنا حسان بن ابی سنان علیہ رحمۃ اللہ المنّان عید کے دن گھر سے باہر تشریف لے گئے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ کہنے لگی: ''آج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتنی حسین عورتوں کو دیکھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں یہاں سے جانے کے بعد واپس آنے تک اپنے پاؤں کے انگوٹھے پر ہی دیکھتا رہا۔''

سلف صالحین نظر کے فتنہ سے بچنے کے لئے اور برے خاتمے کے خوف سے اپنی نگاہیں بہت زیادہ جھکا کر رکھتے۔بعض علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''نظر کے فتنوں سے بچو! کیونکہ یہ دیکھی جانے والی صورت کو دِل میں نقش کر دیتی ہے۔اور بے شک دُنیا کے عیوب ظاہر ہیں، کتنے ہی آزمائش کے دروازے کھول دیئے گئے اور آنکھ کے دھوکے جیسا کوئی دھوکا نہیں۔''

---

(1)...... ''قفلِ مدینہ'' دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں بولی جانے والی ایک اِصطِلاح ہے۔کسی بھی عضو کو گناہ اور فضولیات سے بچانے کو ''قفلِ مدینہ'' لگانا کہتے ہیں۔

حضرت سیِّدُ نا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر کی حفاظت کے لئے اپنی آنکھوں کو بہت زیادہ جھکائے رکھتے یہاں تک کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نابینا گمان کرتے ۔حضرت سیِّدُ نا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بیس سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانا رہا۔ جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کھٹکھٹاتے تو لونڈی باہر نکل کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں دیکھتی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نظر کو جھکائے ہوئے ہوتے تو وہ اپنے آقا سے کہتی ، آپ کا نابینا دوست آیا ہے ۔حضرت سیِّدُ نا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لونڈی کی اس بات سے مُسکرا دیا کرتے ۔اور جب حضرت سیِّدُ نا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے: ''وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ 0 (پ۱۷، الحج:٣٤) ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب! خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر حضرت سیِّدُ نا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ کو دیکھتے تو آپ سے خوش ہوتے اور آپ کو بہت پسند فرماتے ۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ، الباب الثالث، حکایات و اخبار فی صلاۃ الخاشعین، ج ۱، ص ۲۳۲)

بعض صالحین رحمہم اللہ المبین فرماتے ہیں: ''اے لوگو! کشتی غرق ہو رہی ہے پھر بھی ہم سو رہے ہیں نہ جانے ہمارے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے گا؟ جبکہ ہمارے افعال قبیح اور باتیں بُری ہیں، ہم سخت وبال اور عذاب میں گھرے ہوئے ہیں اور ہر وقت حرام کو دیکھتے ہیں۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ جمال الدین ابو الفَرَج بن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل فرماتے ہیں کہ ''نظر کی سزا کے بارے میں حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص **اللہ** کے مَحبوب ، دانائے غُیوب ، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اِستِفسار فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اُس نے عرض کی: ''میرے قریب سے ایک عورت گزری، میں نے اس کی طرف دیکھا، میری نظر مسلسل اس کا پیچھا کر رہی تھی کہ میں ایک دیوار سے ٹکرا گیا اور میرے ساتھ وہ ہوا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔'' رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو دنیا میں ہی اُسے سزا دے دیتا ہے۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الزھد،باب ماجاء فی الصبر علی البلاء،الحدیث ۲۳۹۶، ص ۱۸۹۲)

ماہِ رمضان کے آغاز میں بہت سے لوگوں نے نمازِ تراویح پڑھنی شروع کر دی اور طلبِ ثواب کے لئے مساجد میں چراغ جلائے ، وسیع و عریض مقامات کو عبادت سے بھر دیا اور اپنی نیکیوں کے ذریعے ہر برائی کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن اس مقدس مہینے کے اِختتام پر جب برائی کا حملہ کرنے والے نے ان پر حملہ کیا تو وہ مغلوب ہو گئے ۔شکار کرنے والے نے ان کو باندھ دیا تو وہ قیدی ہو گئے ۔ ہلاکت نے اپنے سمندر میں ان کو غوطہ زن کیا تو وہ ڈوب گئے ۔جب وہ اِنتقال کر گئے تو انہیں مال نے کچھ نفع دیا نہ اُمیدوں نے ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ رفتہ رفتہ ہم سے کُوچ کر گئے ، ان کی دنیا میں بنائی ہوئی سب عمارتیں ٹُوٹ گئیں، ان پر موت کی چکی

گُھومی اوران کے چہروں کومٹی تلے دَبا کر ختم کر دیا گیا۔اور آفات نے بغیر کسی بدلے کے ان کا سب کچھ لے لیااور ذلت ورسوائی ان کا مقدَّر بن گئی،موت نے ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!ان کے روزوں اور صدقہ وخیرات کا سلسلہ ختم ہوگیا اور آندھیوں نے ان کی قبروں کو مِسمار کر کے برابر کر دیا اور قبروں میں ان کے جسم بکھر گئے۔عنقریب تیرا اور تیرے اہل وعیال کا بھی یہی حال ہوگا،پس اے عبرت نہ پکڑنے والے!جاگ جا اور اپنی حفاظت کی کوشش کر۔کتنی بار موت کی ہولناکی کو تو سن اور دیکھ چکا ہے۔اے لمبی اُمید والے!اے نرمی سے محروم اور فضول کاموں میں مشغول شخص!اے موت کے سبب فنا ہونے والے اور اے عاقبت کو برباد کردینے والے کاموں میں مشغول شخص!اب بھی توبہ کی تیاری نہ کرے گا تو پھر کب کرے گا؟ بے شک موت کا قاصد بُڑھاپا آچکا ہے۔کیا تو نے اکثر عمر ٹال مٹول میں نہیں گزاری؟ اے کثرت سے گناہوں میں مستغرق رہنے والے!کیا تو تقدیر کے حملوں کا شکار نہیں ہوگا؟ کل بروزِ قیامت سب کا معاملہ اکٹھا ہوجائے گا اور عنقریب فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اے کم زادِ راہ والے!موت کا حُدی خواں اعلان کر چکا ہے،پس تو ضائع اور بے کار ہونے کے لئے تیار ہوجا۔

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب نہرَ جُوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ''میں نے دورانِ طواف ایک شخص کو دیکھا،وہ یہی دعا کئے جا رہا تھا:''میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''میں نے اس سے پوچھا:''یہ کون سی دعا ہے؟''وہ بولا:''میں پچاس سال سے مکہ شریف میں رہ رہا ہوں۔ایک دن میں نے ایک خوبصورت شخص کو دیکھا تو وہ مجھے پسند آگیا۔اچانک مجھے ایک تھپڑ پڑا،میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے،میں نے آہ بھری تو ایک دوسرا تھپڑ آلگا،پھر کسی نے کہا:''اگر تُو زیادہ کرتا تو ہم بھی زیادہ کرتے۔''

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ''میں اپنے استاذ حضرت سیِّدُنا ابو بکر دقَّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کی معیَّت میں تھا کہ ایک اَمْرَد گزرا،میں نے اس کی طرف دیکھا تو میرے استاذِ محترم نے مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔تو انہوں نے فرمایا:''اے میرے بیٹے!تجھے اس کی سزا ضرور ملے گی،اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہی ہو۔''چنانچہ میں بیس سال تک اس سزا کا انتظار کرتا رہا۔ایک رات اسی پریشانی میں سویا۔جب صبح ہوئی تو مجھے سارا قرآن بھلا دیا گیا تھا،اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:''یہ اس ایک نظر کی سزا ہے۔'' (غذاء الالباب فی شرح منظومة الآداب، مطلب فی فوائد غض البصر، المقام الثانی، ج۱، ص۱۳۲)

حضرت سیِّدُنا ابو بکر کتَّانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ''میں نے ایک دوست کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:''**مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ**؟یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔''تو اس نے جواب دیا:''میرے گناہ میرے سامنے لا کر پوچھا گیا:''تُو نے یہ گناہ کیا تھا؟''میں نے عرض کی:''جی ہاں۔''پھر پوچھا گیا:''کیا تُو نے فلاں فلاں گناہ بھی کیا تھا؟''میں نے پھر اِقرار کرلیا۔ لیکن جب تیسری بار پوچھا گیا کہ کیا تُو نے فلاں گناہ بھی کیا تھا؟ تو مجھے اس کا اقرار کرنے سے بہت شرمساری ہوئی۔''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں،میں نے اپنے دوست سے پوچھا:''وہ گناہ کیا تھا؟''بولا:''میرے قریب سے ایک خوبصورت لڑکا

گزراتو میں نے اس کی طرف دیکھ لیا، جس کی سبب مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے ستر سال کھڑا رکھا گیا اور اس گناہ سے شرمندگی کی وجہ سے پسینہ بہتا رہا، پھر اس نے اپنے فضل سے مجھے معاف فرمادیا۔''

حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ زراد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ ؟یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''میں نے تمام گناہوں کا اقرار کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں بخش دیا سوائے ایک گناہ کے کہ مجھے اس کا اقرار کرنے سے حیاء آئی اور مجھے پسینے میں کھڑا کر دیا گیا یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت جھڑ گیا۔'' ان سے عرض کی گئی: ''وہ گناہ کیا تھا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''میں نے ایک خوبصورت شخص کو دیکھا تھا۔''

اے ابن آدم! تیری آنکھیں حرام میں آزاد ہیں اور تیری زبان گناہوں میں طویل ہو رہی ہے، تیرا جسم دنیا کی دولت کمانے میں تھکاوٹ قبول کر رہا ہے۔ بہت سی بدنگاہیاں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے قدم پھسل جاتے ہیں۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! جان لو! عید کا دن سعادت کا دن ہے۔ اس میں کچھ لوگ نیک بخت ہوتے ہیں اور کچھ بدبخت۔ اس بندے کو مبارک باد ہو جس کے اعمال اس دن قبول کر لئے گئے، اور اس کے لئے ہلاکت ہے جس کے اعمال رد کر دیئے گئے۔ یہ تو ایسا دن ہے جس میں مقبول کو مبارکباد دی جاتی ہے اور مردود کو تسلّی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! بُرے اعمال سے اجتناب کرو اور رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ والے کاموں کی کوشش کرو، عنقریب وہ تمہیں بُرے اعمال سے نجات عطا فرمادے گا۔

اِنعام واِکرام کی رات:

حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''عیدالفطر کی رات کا نام ''لَیْلَۃُ الْجَائِزَہ'' (یعنی انعام وبخشش کی رات) رکھا گیا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ملائکہ کو ہر شہر میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر اُترتے ہیں اور گلی کُوچوں پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے اعلان کرتے ہیں جو جنّ واِنس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں: ''اے امتِ محمد یہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جو کبیرہ گناہوں کو بھی بخش دیتا ہے۔'' جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اے میرے فرشتو! مزدور جب اپنا کام پورا کرلے تو اس کی جزاء کیا ہے؟'' ملائکہ عرض کرتے ہیں: ''اے ہمارے معبود اور اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! اس کی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔'' چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اے میرے ملائکہ! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے انہیں ماہِ رمضان کے روزوں اور نمازوں کا ثواب یہ دیا کہ میں ان سے راضی ہو گیا اور انہیں بخش دیا۔'' پھر **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے: ''مجھ سے سوال کرو، میری عزت وجلال کی قسم! جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے میں ضرور تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! آج کے اس اجتماع میں

مجھ سے دنیا وآخرت کی جو بھی چیز مانگو گے میں تمہیں عطا کر دوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! میں ضرور تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کروں گا، میں تمہیں مجرموں کے سامنے ذلیل ورسوانہ کروں گا۔ پس اب مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔'' فرشتے خوش ہوتے ہیں، اور اس انعام کی مبارکباد دیتے ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس امت کو روزوں سے فارغ ہونے پر عطا فرماتا ہے۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصیام، فصل فی لیلۃ القدر، الحدیث ٣٦٩٥، ج٣، ص٣٣٦، بتقدُّمٍ وتَاَخُّرٍ)

اے میرے اسلامی بھائیو! کتنا اچھا حال ہے اس شخص کا جسے قبولیت کی پوشاک اوڑھا دی گئی، اور اس نے اپنا مقصد پا لیا۔ اور کتنا بدبخت ہے وہ شخص جس کے گذشتہ روزے قبول نہ کئے گئے اس کی گزری ہوئی تھکاوٹ میں اسے سوائے درد کی شدت کے کوئی حصہ نہ ملا۔ تعجب ہے اس پر جس کو دُھتکار دیا گیا پھر بھی وہ کیسے عید پر خوشیاں مناتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ تین نیک عالم عید کے دن نکلے، اُن میں سے ایک نے یوں دعا کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ تُو نے اپنی نازل کردہ کتاب میں ہمیں حکم دیا کہ ہم اِس دن غلام آزاد کریں، ہم تیرے غلام ہیں لہٰذا تو ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔'' پھر دوسرے نے یوں دعا کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے قرآنِ پاک میں ہمیں حکم دیا کہ ہم مساکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، ہم تیرے مسکین بندے ہیں لہٰذا تو ہمیں خالی ہاتھ نہ لوٹا۔'' اس کے بعد تیسرے نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی نازل کردہ مقدّس کتاب میں حکم دیا ہے کہ ہم ظالموں سے درگزر کریں، ہم تیرے بندے ہیں، ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے لہٰذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما، بے شک تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

بیان 24:

معراجُ النَّبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اور ان کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شرابِ طہور پلائی، اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو اصفیاء، بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ خدا، حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اپنے انعامات کی برسات کر دی، اور اپنے کرم سے مقامِ فخر عطا فرمایا اور اپنی تائید و نصرت فرمائی۔ حضرت سیِّدُنا آدم صفیُّ **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلہ سے دُعا کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی۔

حضرت سیِّدُنا نوح نجیُّ **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلہ سے دعا مانگی تو سمندر کے طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہوگئی۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کی برکت سے نارِ نمرود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شُعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے وسیلے سے حضرت سیِّدُنا اسماعیل ذبیح **اللہ** علیہ الصلوٰۃ و السلام کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا گیا۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم **اللہ** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا لطف و کرم طلب کیا تو اُن پر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوح **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت طلب کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنے مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اُمتی ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تمام کائنات کے سردار اور جن وانس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے "سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى" تک، اور وہاں سے قَابَ قَوْسَيْن تک سیر کرائی گئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سواری بُراق تھی، حضرت سیِّدُنا جبریل امین علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سواری مسجدِ اقصیٰ پہنچی تو انبیاءِ کرام علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و

السلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے امامت فرمائی تو ہر نبی و رسول علیہم السلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے دعا کی اور معراج کرانے والا رب عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سفرِ معراج کے متعلق قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔(۱)

یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے عزت وفخر کی بات ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خاطر آسمان میں زینہ لگایا گیا، جس پر چڑھتے تو بلند ہوتے گئے، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سب سے معظَّم، معزَّز، محترَم، مکرَّم اور مقدَّم ہو گئے۔ حضرت سیِّدُنا جبریل امین علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہم رکاب تھے، انہوں نے لمحہ بھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دامن نہ چھوڑا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعظیم وتوقیر کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، پوچھا گیا: ''اے جبریل امین (علیہ السلام)! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟'' تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''یہ حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔'' پھر عرض کی گئی: ''کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بلایا گیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو سارے فرشتے کہنے لگے: ''خوش آمدید! آنے والی ہستی کتنی مبارک ہے!'' پھر تمام ملائکہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعظیم کی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تمام انبیاءِ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو احتراماً سلام پیش کیا، ان سب نے بھی مرحبا کہا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سحابِ جود وسخا سے برکتیں لوٹنے لگے۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مقامات کی حدود وقیود سے بھی گزر گئے، نہ تو کسی جگہ قیام کیا اور نہ ہی پڑاؤ حتیٰ کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قلموں کے لکھنے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سماعت فرمائی، جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیکوکاروں اور بدکاروں کے لئے جو جزا وسزا تیار کر رکھی ہے اس کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمَینِ شریفَین کی برکت سے جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، خازنِ جنت رضوان علیہ السلام نے جنت کے محلّات اور بالاخانوں کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشبو سے معطَّر کر لیا پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیتُ المعمور کی طرف بلند ہوئے، ضیاء و

......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ شانِ نزول: جب سیِّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم شبِ معراج درجاتِ عالیہ ومراتبِ رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عَزَّوَجَلَّ نے خطاب فرمایا: ''اے محمد (صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم)! یہ فضیلت وشرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا۔ حضور نے عرض کیا: اس لئے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔''

نور کو ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی دیکھا کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار داخل ہوجائے) دوبارہ اُس دن تک اس کی باری نہیں آئے گی: ''یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ (پ۱۹، الفرقان:۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا۔''

حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ''سِدۡرَۃُ الۡمُنۡتَھٰی'' پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟'' جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ''اے تمام رسولوں کے سردار اور ربُّ العالمین کے حبیب (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حدود ختم ہوجاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم آگے تشریف لے چلئے اور اپنے عزت ووقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمائیے۔''

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہوگئی اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم حُسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر انوار وتجلّیات کا حُلّہ سجالیا پس وصال کی رسی مل گئی اور دُوری ختم ہوگئی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام واِکرام عطا فرمائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوب سے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ فَضۡلًا کَبِیۡرًا ﴿۴۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۵تا۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

یعنی آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی نبوت کا چراغ قیامت تک آنے والے لوگوں پر اسی طرح روشن رہے گا۔ نہ اُس کی روشنی کم ہوگی اور نہ ہی وہ بجھے گا، اور یہ کہ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) شاہد یعنی گواہی دینے والے ہیں اور میں وہ ہوں جس کی آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) گواہی دیں گے۔'' کیونکہ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) سب سے اعلیٰ ذات کا مشاہدہ کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ نیز شاہد کو اپنی شہادت میں کسی قسم کا تردد وتذبذب نہیں ہونا چاہئے۔ لہٰذا معراج کی رات جو کچھ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) نے دیکھا اس کی گواہی دیں تاکہ لوگ میری وحدانیت کا عرفان حاصل کریں اور میری بندگی کا اعتراف کریں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) سے کلام کیا اور آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو فضیلت عطا فرمائی کہ میں نے

آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کے اشتیاق کی وجہ سے جمال کا مشاہدہ کروایا اور آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو اپنے خطاب کی لذت سے بہرہ مند کیا۔ اب یہ خطاب آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی قوتِ سماعت کو دوسرے تمام خطابات سے محفوظ کردے گا۔ میں نے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو اپنے قرب کی شرابِ طہور کا جام پلا دیا ہے۔ لہٰذا اب آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) واپس جا کر ان لوگوں کو بتا دیں جو مجھ سے غافل اور میرے وصال سے دور ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی **تفسیر طبری** میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ''جب حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عمر مبارک اکیاون (51) برس نو ماہ ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو چاہِ زمزم اور مقامِ ابراہیم کے مابین مقام سے لے کر بیت المقدس تک رات کے وقت سیر کرائی گئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا سینۂ مبارکہ چاک کیا گیا اور قلبِ اطہر نکال کر بیماریوں سے شفا دینے والے آبِ زمزم سے دھویا گیا، اور ایمان وحکمت سے بھرنے کے بعد واپس اپنی جگہ رکھ دیا گیا، اس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو سب سے زیادہ عزت والے مقام کی سیر کرائی گئی۔

رات کے وقت سیر کرانے میں جو راز ہے وہ عقلوں سے مخفی اور مخلوقِ خدا کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ مبارک فرمان نازل ہوا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔

تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے میرے لئے تو یہ قانون بنایا ہے کہ گواہ بغیر دیکھے گواہی نہیں دے سکتا۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی جانب وحی فرمائی کہ ہم آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو رات کے وقت اپنی بارگاہ کی سیر کرائیں گے، تا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ملکوتِ اعلیٰ کا مشاہدہ کرلیں اور لوگوں کو مشاہدہ کی ہوئی چیزوں کی خبر دیں جنہیں آنکھیں جنت یا دوزخ میں دیکھیں گی۔''

منقول ہے کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم آسمان کی جانب بلند ہوئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ذات کا مشاہدہ کرایا اور ارشاد فرمایا: ''اے میرے نبی! تم نے میری ذات کا مشاہدہ کرلیا، لہٰذا اب میری خدائی کے گواہ بن جاؤ۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''اے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں کیسے تیری گواہی دوں؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''تم (میری طرف سے) یوں کہو: ''جو میری بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہیں تو میں اس کے ظاہری وباطنی تمام گناہ معاف کردوں گا۔''

ایک قول یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے تمام حجابات اُٹھادیئے، زمین کو لپیٹ دیا، اور مسجد اقصیٰ کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب کر دیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی بارگاہِ مقدسہ میں حاضری کا شرف بخشا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! میرا دیدار کرو اور لوگوں کو میرے متعلق خبر دو۔'' اس کے بعد جب بھی لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جو بھی بات پوچھتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آنکھوں سے دیکھ کر اور مشاہدۂ حق کر کے جواب دیتے، یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر چاہے پر قادر ہے۔ لوگوں کی زبانیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بات سن کر گُنگ ہو گئیں۔

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں بیت المقدس سے آسمانوں تک بلند ہونے کا واقعہ سنایا۔ پس جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رات کی آنِ واحد میں مکۂ مکرمہ سے بیت المقدس تک سفر کرنا ثابت ہو گیا حالانکہ دونوں مقامات کے درمیان تیز رفتار مسافر کی ایک ماہ کی مسافت ہے تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آسمانی سفر کو ماننے پر بھی مجبور ہو گئے۔ کیونکہ وہ ذات جو سخت زمین کو سمیٹنے پر قادر ہے، وہ ہلکی فضا کو لپیٹنے پر کیونکر قادر نہ ہو گی؟

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنا ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پر چلا کرتے تھے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، واقعی، ایسا ہی ہے، اور اگر وہ ہوا پر چلنا چاہتے تو ایسا بھی کر سکتے تھے لیکن صَاحِبُ الْاَسْرَاء (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کا ادب لازم تھا۔'' کیونکہ آسمانی سفر مصطفیٰ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ خاص تھا، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور جنگلوں، بیابانوں کو طے کر گئے اور آپ کی خاطر اندھیرے کے ایک ہزار حجابات اور روشنی کے ایک ہزار حجابات اٹھا دیئے گئے۔ اور ہوا پر چلنا پانی پر چلنے سے زیادہ تعجب انگیز ہے کیونکہ ہوا پانی سے زیادہ ہلکی ہے، نیز پانی پر تو نیک و بد اور مؤمن و کافر سبھی کسی لکڑی، تختے یا کشتی کے ذریعے چل سکتے ہیں، لیکن ہوا پر ان چیزوں کے ذریعے وہی چل سکتا ہے جس پر رب کی خاص عنایت ہو۔

بعض علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رفیق حضرت سیِّدُنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بُراق کی رکاب حضرت سیِّدُنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکڑ رکھی تھی جبکہ دامنِ رحمت حضرت سیِّدُنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس میں تھا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آسمانوں پر بلانے والا خود ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ تھا اور جن کو بلایا گیا تھا وہ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تھے، دعوت کا مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تھا، اور خلعت (خِل۔عَت) گنہگارانِ اُمّت کی شفاعت تھی، اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ۝ (پ ۳۰، الضحی: ۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔(۱)

حضرت سیِّدُنا شیخ امام ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ایک کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی عبودیت کے قدموں پر رُک جا اور میری ربوبیت کے مرتبہ کا اعتراف کر اور میرے شکر کے میدان میں خوشی سے جھوم جا اور میری قدرت وشان کی عظمت جان۔ اب میں تجھ پر ایک احسان کرنے والا ہوں لہٰذا جو کچھ میں وحی کروں اسے توجہ سے سن۔ تو حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تُو مہربان ہے اور میں کمزور وبے بس ہوں، تُو طاقت وقدرت والا ہے اور میں محتاج ومغلوب ہوں۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل (علیہ الصلوۃ والسلام)! ہدایت کا جھنڈا، عنایت کا بُراق، قبولیت وولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت وجلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روزشمار، دوعالم کے مالک ومختار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور اُن کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُن کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہ

......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے یہ وعدۂ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دُنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علومِ اوّلین و آخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور تا قیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق ومغارب میں پھیل جانا اور آپ کی اُمت کا بہترین امم ہونا اور آپ کے وہ کرامات وکمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزّت وتکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامہ وخاصہ اور مقامِ محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے دونوں دستِ مبارک اُٹھا کر اُمت کے حق میں روکر دُعا فرمائی اور عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیۡ اُمَّتِیۡ۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو، رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانا ہے۔ جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا۔ سیِّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ اُمت کا اظہار فرمایا، جبریلِ امین نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ''تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا، جاؤ اور میرے حبیب (صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیِّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ ''رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ اُمت بخش دیئے جائیں۔ تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضیٔ مبارک گنہگارانِ اُمت بخشے جائیں گے۔ سبحانَ اللہ! کیا رُتبہ عُلیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّبین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اُٹھاتے ہیں وہ اس حبیبِ اکرم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔''

آج رات تُو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلوۃ والسلام)! تو بھی عَلَمِ قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درِ دولت پر حاضر ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ اے اسرافیل و عزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل و میکائیل کر رہے ہیں۔ آج رات تم سب نے سیِّدُ الاوّلین والآخرین (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کردے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کردے۔ پھر شمس وقمر کو شمع بنا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کردے۔''

جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! کیا قیامت قریب آگئی ہے؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے حبیب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو اپنا قرب عطا کروں اور انہیں اپنے اسرار سے آگاہ فرما کر انہیں انوار وتجلیات کا خلعتِ نور پہناؤں اور وہ محمد مصطفیٰ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہیں، جنہیں صدق و وفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور اس رات ان کا خدمت گار اور ہم رِکاب ہونے کا شرف حاصل کرلے۔''

چنانچہ حضرت سیِّدُنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں بشارت ومبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہوگئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اَقدس میں محوِ آرام تھے۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ندا دی: ''اے نبی مختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جائیے کہ فرشتے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بُراق پر سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ جا پہنچے، بے حد و بے حساب سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دُرود وسلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: ''اَیُّھَا السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ اِلْتَفِتْ بِنَظَرِکَ اِلَیْنَا وَتَفَضَّلْ بِحُسْنِ عَطْفِکَ عَلَیْنَا یعنی اے محترم و مکرَّم اور عظیم رسول! ہم پر نظرِ کرم کے ساتھ توجہ والتفات فرمائیے اور شفقت ومہربانی فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جان لو! جس نے اپنے محبوب کے غیر کی طرف ایک قدم بڑھایا یقیناً اس نے اپنے آپ کو تھکایا اور جو غیرِ مطلوب کے لئے ایک قدم چلا اس نے محض مشقت اُٹھائی اور جو محبوب ومطلوب کو پانے میں کامیاب ہو گیا وہ کیسے غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے؟ اور جب اس کے ارادے کی پختگی صحیح ہو گئی اور وہ تمام مخلوق سے غافل ہو کر صرف خالق عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو گیا تو اس نے شکر کی زبان حاصل کرلی اور اب وہ کسی قسم کی سستی نہ کرے گا۔''

نیز ارشاد فرمایا: ''اگر میں بھی اس کی عبادت میں کوتاہی کروں تو میری بھی کوئی حیثیت نہیں۔'' اور جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم علم وادب کی صفات سے مکمل طور پر متّصف ہو گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مراتبِ تعظیم کے مزید قریب کیا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی 0 فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی 0 (پ۲۷، النجم: ۸۔۹)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔(۱)

اس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پکارا گیا: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) آج رات آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہمارے مہمان ہیں کہ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہماری بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہمارے قرب کی لذّت حاصل کی۔ اب آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہی بتائیں کہ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی مہمان نوازی کیسے کی جائے؟ اور آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کیا چاہتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے پہلے انبیاء کو انعام واکرام کی جو پوشاکیں عطا فرمائی گئیں، میں ان میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے پوچھا گیا: ''اے میرے حبیب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! پھر کون سی چیز تمہیں راضی کرے گی؟ اور تم کس چیز سے خوش ہو گے؟'' جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یقینی طور پر اپنی تمنائیں برآتی دکھائی دیں تو زبانِ حال سے عرض کرنے لگے: ''اے جود وکرم والے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! تُو بہتر جانتا ہے کہ میرا مقصود و مطلوب کیا ہے۔'' تو ارشاد فرمایا گیا: ''اے شفاعت کرنے والے اور وہ جس کی شفاعت مقبول ہے! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں انوار وتجلیات کا ایسا حُلّہ عطا کروں جو کسی کو نہ ملا، نہ کسی نے اس کی خواہش کی اور نہ ہی کسی کان نے اس کے متعلق سنا تو ٹھہر جاؤ اور ہمارے کرم کے خزانوں میں داخل ہو کر ہمارے دیدار کی پوشاک زیبِ تن کر لو۔

اور دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے وقت محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی ثابت قدمی کو قرآنِ پاک یوں بیان فرماتا ہے:

---

1 ...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس (دَنَا) کے معنٰی میں بھی مفسّرین کے کئی قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کا سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورتِ اصلی دکھا دینے کے بعد حضور سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرب میں حاضر ہوئے۔ دُوسرے معنٰی یہ ہیں کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت حق کے قرب سے مشرّف ہوئے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ (فَتَدَلّٰی) میں چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج ووصول مراد ہے اور اُتر آنے سے نزول ورجوع۔ تو حاصلِ معنٰی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے، پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ربُّ العزّت اپنے لطف ورحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے مقرّبِ درگاہِ ربوبیت ہو کر سجدۂ طاعت ادا کیا۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ ''قریب ہوا جبار رب العزت ...... الخ۔ (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی) یہ اشارہ ہے تاکیدِ قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احبّاء میں جو نزدیکی متصوّر ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔''

﴿۵﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ (پ۲۷، النجم: ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔(۱)

اور اُس محبوب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی شان تو یہ ہے:

﴿۶﴾ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۝ (پ۲۷، النجم: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔(۲)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیدارِ خداوندی کی نعمتِ عظمیٰ کا تاج پہنایا گیا (اور دل نے اس کی تصدیق کی)۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ (پ۲۷، النجم: ۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔(۳)

......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے کمالِ قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے، اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے۔ داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔''

......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی حضور سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے شبِ معراج عجائبِ ملک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث اختصامِ ملائکہ (یعنی فرشتوں کا جھگڑنا) میں وارد ہوا ہے اور دُوسری اور احادیث میں آیا ہے۔'' (روح البیان)

......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے قلبِ مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشمِ مبارک نے دیکھا۔ معنیٰ یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا، دِل سے پہچانا اور اس رؤیت و معرفت میں شک و تردُّد نے راہ نہ پائی۔ اب یہ بات کہ کیا دیکھا۔ بعض مفسِّرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کو دیکھا۔ لیکن مذہبِ صحیح یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے ربِّ تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا، چشمِ سر سے یا چشمِ دِل سے؟ اس میں مفسِّرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ'' سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے ربُّ العزت کو اپنے قلبِ مبارک سے دو بار دیکھا۔ (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عَزَّوَجَلَّ کو حقیقۃً چشمِ مبارک سے دیکھا۔ یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عکرمہ کا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ **اللہ** تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خُلّت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سیّدِ عالم محمد مصطفیٰ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا (صلوات اللّٰہ تعالی علیھم)۔ کعب نے فرمایا کہ **اللہ** تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو بار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبریل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمد (صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم) نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور سند میں (یعنی دلیل کے طور پر) ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ'' تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں: ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں اور مُثبِت ہی مُقدّم ہوتا ہے۔ کیونکہ نافی کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے نہیں سُنا اور مثبت اِثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سُنا اور..... بقیہ اگلے صفحہ پر

پھر کہا گیا: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت کہاں ہو؟ اور کس مقامِ رفیع پر فائز ہو؟'' عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تُو ہی بہتر جانتا ہے اور تُو ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''(اے محبوب!) تمہارا یہ مقام ومرتبہ مخلوق میں سے کسی نے نہیں دیکھا، میں نے تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل، ایک جہاں سے دوسرے جہاں اور ایک معراج سے دوسری معراج تک منتقل فرمایا، یہاں تک کہ زمین وآسماں کی بادشاہی میں کوئی عجیب وغریب چیز ایسی نہیں جس پر میں نے تمہیں آگاہ نہ کر دیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا کمال ومرتبہ ہے جس تک میں نے تمہیں نہ پہنچایا ہو۔''

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بارگاہِ لم یزل میں حاضر ہوئے اور اس کی بے نیازی کا جام نوش کیا تو ساری کائنات آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چمک سے منور ہوگئی اور آسمانی فرشتوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا مقصود پانے پر مبارکباد پیش کی، پھر ایک آواز سنائی دی، لیکن کوئی دکھائی نہ دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مالک ومولیٰ ہے۔ لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں۔'' سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مجھے یہ کلمات الہام کئے گئے: ''اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ۔'' تو مجھے جواب ملا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔'' تو میں نے عرض کی: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔'' میں نے تمام انبیاء اور اپنی امت کو بھی اس فضلِ کامل اور اجرِ اعظم میں شریک کر لیا جس کے ساتھ مجھے خاص کیا گیا تھا۔ تو ملائکہ نے جواباً کہا: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔'' پھر دوبارہ آواز آئی: ''اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! قریب ہو، تو میں قریب ہو گیا۔''

ایک قول یہ ہے کہ ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کے ساتھ اس کے قریب ہوئے اور اس کی محبت کا قرب پا لیا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۸﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ (پ۲۷، النجم: ۸) ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا۔

یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم محبت کے ساتھ حق تعالیٰ سے قریب ہوئے اور اللہ ربُّ العزَّت عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت ولطافت کے قرب کا نزول ہوا۔ اور یہ قرب کسی قسم کی مسافت طے کرنے کا نہ تھا بلکہ وہاں تو جدائی وفراق کا سوال ہی ختم ہو گیا تھا۔

بقیہ...... جانا تو علم مثبت کے پاس ہے۔ علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنی استنباط پر اعتماد فرمایا۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے، نہ رؤیت کی۔ **مسئلہ:** صحیح یہ ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم دیدارِ الٰہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیثِ مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بحرُ الاُمَّۃ ہیں، وہ بھی اسی پر ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے: ''رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَبِقَلْبِیْ (یعنی) میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دِل سے دیکھا۔'' حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ قسم کھاتے تھے کہ ''محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا۔'' حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''میں حدیثِ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اور اُس کو دیکھا اور اُس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہو گیا۔''

کیونکہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے:

﴿۹﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ٥ (پ۲۷،النجم:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

وہاں زمان ومکان ختم ہوگئے، بلکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایسی جگہ تھے، نہ اس کی جہت تھی، نہ مکان، نہ وقت، نہ زمان، نہ سامانِ حیات، نہ ہی افلاک وکائنات۔ بلکہ جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سفرِ معراج سے واپس تشریف لائے، تو بہت زیادہ خوش وخرم اور مسرور تھے، اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہر طرح کی سعادت سے بہرہ مند ہوگئے۔

واپسی پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ملاقات حضرت سیِّدُ ناموسیٰ کلیم **اللہ** علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہوئی تو انہوں نے عرض کی: ''اے کریم نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی امت پر کتنی نمازیں فرض فرمائیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب دیا: ''دن رات میں پچاس نمازیں۔'' انہوں نے پھر عرض کی: ''اے ساری مخلوق کے سردار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس دوبارہ جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے، یقیناً ان میں کچھ عاجز وکمزور بندے بھی ہوں گے۔'' حضرت سیِّدُ ناموسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اسی طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں واپس بھیجتے رہے، یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیشہ کے لئے صرف پانچ نمازیں فرض فرما دیں۔ حضرت سیِّدُ ناموسیٰ علیہ السلام کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں بار بار جانے کے لئے عرض کرنے میں ایک راز یہ بھی تھا کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس ازلی ولازوال حسنِ خداوندی کا مشاہدہ کر کے آئیں اور اس کی چمک آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس میں ظاہر ہو تو وہ بھی اس حسن کا جلوہ دیکھ لیں۔

جب **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی مراد پالی اور خَلْوَت میں اپنے رب تعالیٰ کے حسن کا مشاہدہ کرلیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے ارشاد فرمایا گیا: ''خواہش کا اظہار کیجئے اور جو چاہتے ہیں ہم سے طلب کیجئے، ہم نے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو ہر شئے طلب کرنے اور ہر مقصد تک پہنچنے کی اجازت دے دی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''میں چاہتا ہوں کہ میری اُمَّت کو بھی ویسا ہی شرف عطا کیا جائے جس کی پوشاک مجھے پہنائی گئی ہے تاکہ وہ بھی میری رحمت سے اپنا انعام پالیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرمایا گیا: ''اے کائنات کے سردار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)! اے وہ ذات جس کے قدموں کی برکت سے زمین وآسماں نے شرف پایا ہے! ہم نے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی اُمَّت کو پانچ خلعتیں عطا کردی ہیں لہٰذا ان کی سعادتوں کے ستارے بزرگی کے اُفق پر جگمگائیں گے، اور وہ پانچ خلعتیں، پانچ نمازیں ہیں۔ جن سے آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی اُمَّت، خَلْوَت میں راحت پائے گی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ

وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''جن خلعتوں کا نور کائنات میں پھیلا ہوا ہے اور چمک رہا ہے، ان کی پہچان اور اوصاف کیا ہیں؟ دُنیا میں ان کے نام کیا ہیں؟'' جواب ملا: ''اے حبیبِ محترم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! قرب کے مراتب پر تشریف رکھئے، یہ سب آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے سامنے ایک ایک کر کے اپنے جلوے ظاہر کریں گی۔''

سب سے پہلے جو دلہن آئی اس پر روشن و چمکدار انوار واضح تھے، جس کی خوشبو تمام جہان میں پھیلی ہوئی تھی، اس کا نور اہلِ عقل و بصیرت کے سامنے واضح طور پر چمک رہا تھا۔ اس وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پکارا گیا: ''اے وہ ہستی جو ہمارا وصال پا کر ہجر و فراق کے غم سے محفوظ ہوگئی اور اے وہ ہستی جس کی برکت سے اس کی اُمّت کو بہت بڑا اجر و ثواب حاصل ہوا! اس خِلعت کو **نمازِ فجر** سے پہچانا جائے گا۔ اس کے بعد آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے سفید و روشن لباس میں دوسری دُلہن کو ملاحظہ فرمایا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آواز دی گئی: ''اے اعلیٰ مراتب کے مالک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور وہ ذات جس کی امت کو نماز (کے لئے ساری زمین کو مسجد بنا کر) اور (پاک زمین سے) طہارت کا حکم دے کر دیگر تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے! اس نورانی پوشاک کا نام **نمازِ ظہر** ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے واضح نورانی لباس میں ملبوس تیسری دلہن ظاہر ہوئی۔ اس کے چمکتے چہرے کے نور سے کائنات جگمگا اُٹھی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا گیا: ''اے وہ ذات جس کی صفات کی کوئی حد نہیں! اور جسے رُعب و دبدبہ اور نصرتِ خداوندی کی تلوار عطا کی گئی ہے! اس جگمگاتے حُلّے کا نام **نمازِ عصر** ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں باکمال لباس میں ملبوس چوتھی دُلہن ظاہر ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کہا گیا ''اے مُقرَّب و مہذَّب افراد میں سب سے زیادہ قرب و شرف پانے والے! اس خِلعت کا نام **نمازِ مغرب** ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے وفا کے حُلّے زیب بدن کئے ہوئے پانچویں دلہن آئی۔ اور بلاشبہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نہایت عزت و شرف کے مقام پر فائز ہوئے اور مجتبیٰ و مصطفیٰ بن گئے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا گیا: ''اے تمام مخلوق میں سب سے بہتر اور حسین ہستی (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اس خِلعت فاخرہ کا نام **نمازِ عشاء** ہے۔ پس آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی امت ان پانچ نمازوں کی پابند ہوگی لیکن اجر و ثواب پچاس کا پائے گی، اور اے حوض وکوثر کے مالک (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! میں تجھے اس سے بھی زیادہ عطا کروں گا اور اسی کا ذکر قبول کروں گا جو میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی کرے۔''

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر پانچوں نمازیں دُلہنوں کے لباس میں ظاہر ہوچکیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک آواز سنی: خوشخبری ہے اس کے لئے جو ان نمازوں کی پابندی کرے، پس وہی اپنے مقصود و مراد کو پہنچے گا۔ جس نے آج تک اپنی خواہش کی قید سے چھٹکارا حاصل نہ کیا اور اس سے بچنے کی کوئی راہ تلاش نہ کی، اس سے کہہ دو کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال پر افسوس کرتے ہوئے اپنے نفس پر روئے، اور اگر آنسو نہیں بہا سکتا تو کم از کم رونے والی شکل بنالے۔

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم معراج سے واپس تشریف لائے تو کائنات آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے نور سے روشن ہو گئی، اور تمام موجودات آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہک سے مُعَطَّر ہو گئیں۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ فضیلت اور جاہ ومرتبہ کی خبر لوگوں کو دی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق کی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بشارت ومبارکباد پیش کی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بات میں ذرہ بھر شک نہ کیا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو شرف وقرب کے خِلْعتِ فاخرہ سے نوازا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اطاعت کا مرکز بنایا اور جہنم اور اس کی آگ سے چھٹکارے کے لئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو شفاعت کا محور بنایا اور وعدہ فرمایا کہ جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرود پاک پڑھے گا اس کی دعا قبول کر لی جائے گی اور سینہ کشادہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (پ۲، البقرۃ: ۱۸۶) ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔''

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے پیارے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مرتبۂ کمال اور اس تعلق وواسطے کا صدقہ، جو معراج کی رات تیرے اور تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درمیان ظاہر ہوا، ہمارے کبیرہ گناہ معاف فرما دے اور ہمیں قبولیت کی پوشاکیں عطا فرما دے۔ ہماری مُرادوں اور اُمنگوں کو پورا فرما دے۔ ہم سب کو دُنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور اپنی رحمت سے عذابِ نار سے گُلو خلاصی عطا فرما۔ اور اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ہم پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔

وَصَلَّى اللّٰه عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّم

بیان25:

صالحین کی حکایات

گھر میں قبر:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن سماک واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میرے سامنے ایک عابد کی تعریف کی گئی۔ چنانچہ میں اس کی زیارت کے لئے چل پڑا۔ میں نے اس کو گھر میں پایا اور دیکھا کہ اس نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور قبر کے کنارے بیٹھ کر، اپنے سامنے کھجور کے پتے سیدھے کر رہا ہے۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے دھیمی آواز میں سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''محمد بن سماک۔'' وہ بولا: ''محمد بن سماک واعظ؟'' میں نے ہاں میں جواب دیا۔ اس نے کھجور کے پتے رکھ دیئے اور کہنے لگا: ''اے ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! سننے والے کے لئے واعظ اسی طرح ہے جیسے بیمار کے لئے طبیب۔ لہٰذا آپ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔''

میں نے اسے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا: ''کیا آپ اس سے ڈرتے نہیں کہ آپ کی خطائیں بھلائی نہ جائیں گی اور آپ کے گناہ مٹائے نہ جائیں گے۔ پھر آپ کے سامنے کتنی سختیاں، ہولناکیاں، تکالیف اور مصائب و آلام ہیں۔ جن میں سے پہلی قبر کی تاریکی ہے، پھر حشر و نشر کی تاریکی، پھر پل صراط کی تاریکی، پھر اعمال کا وزن کیا جانا، پھر اُمیدوں کا منقطع ہو جانا اور پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا غضب فرمانا۔'' یہ سن کر وہ شدت سے رونے لگ گیا۔ پھر کہنے لگا: ''اے ابن سماک! اس کے بعد کیا ہوگا؟'' میں نے کہا: ''اس کے بعد گناہوں کا بھاری بوجھ اٹھا کر جہنم کی آگ پر سے گزرنا ہے اور سب سے بڑھ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا زجر و توبیخ فرمانا ہے۔'' اس نے جب یہ سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور قبر میں جا گرا۔ ایک بہت بوڑھی عورت باہر نکلی، وہ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتے ہوئے کہہ رہی تھی: ''ان دو آنکھوں پر میرے ماں باپ قربان! انہوں نے عرصۂ دراز سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں شب بیداری کی اور عرصۂ دراز تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روتی رہیں۔ پھر اُس نے اسے حرکت دی اور دیکھا تو اس کا طائرِ روح قفسِ عُنصُرِی سے پرواز کر چکا تھا۔ میں اس کے گھر سے نکلا تو اچانک حضرت سیِّدُ نا سری سقطی، حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم، حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور عابدوں کا ایک قافلہ دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''کیا حضرت سیِّدُ نا ابو یزید خوّاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر میں نے ان کو ان کے گھر کا راستہ بتایا۔ وہ اندر داخل ہوئے تاکہ اسے قبر سے نکال کر غُسل و کفن کا انتظام کریں تو اس کو اس حال میں پایا کہ اسے غُسل دیا جا چکا تھا اور پاکیزہ کفن بھی پہنا دیا گیا تھا۔ پھر مسلمانوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بہت ذلیل و حقیر محسوس کر رہا تھا۔''

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے رونے والا مدنی مُنّا:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن واسان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ایک دن میں بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک بچے کو گریہ وزاری کرتے دیکھا اور پوچھا: ''اے بیٹے! تجھے کس چیز نے رُلایا؟'' اس نے جواب میں کہا: ''جہنم کے خوف نے۔'' میں نے کہا: ''اے میرے بیٹے! تُو چھوٹا ہے، پھر بھی جہنم سے ڈرتا ہے۔'' وہ کہنے لگا: ''اے میرے محترم! میں نے اپنی امی جان کو دیکھا کہ وہ آگ جلاتے ہوئے پہلے چھوٹی لکڑیاں جلاتی ہیں، پھر بڑی۔ تو میں نے پوچھا: ''اے امّی جان! آپ پہلے چھوٹی لکڑیاں کیوں جلاتی ہیں اور بعد میں بڑی لکڑیاں کیوں؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''اے میرے بچے! چھوٹی لکڑیاں ہی بڑی لکڑیوں کو جلاتی ہیں۔'' بس اسی بات نے مجھے رُلا دیا۔'' میں نے اس لڑکے سے کہا: ''اے بیٹے! کیا تُو میری صحبت اختیار کرے گا، تاکہ تو ایسا علم سیکھ جائے جو تجھے نفع دے؟'' اس نے کہا: ''ایک شرط پر اگر آپ وہ شرط قبول فرمالیں تو میں آپ کی صحبت اختیار کرلوں گا، اور آپ کی اطاعت بھی کروں گا۔'' میں نے کہا: ''وہ شرط کیا ہے؟'' وہ بولا: ''اگر مجھے بھوک لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے کھانا کھلائیں گے، اور اگر میں پیاسا ہوجاؤں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے سیراب کریں گے، اگر مجھ سے خطا ہوجائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے معاف فرمادیں گے، اور اگر میں مرجاؤں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے زندہ کریں گے۔'' میں نے اسے کہا: ''اے میرے بیٹے! میں تو ان کاموں پر قادر نہیں۔'' تو اس نے کہا: ''اے میرے محترم! پھر مجھے چھوڑ دیجئے، اس لئے کہ میں اس کے دروازے پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں جو یہ سارے کام کرسکتا ہو۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر وقف کرکے واپس نہ لو:

جب حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر پندرہ برس ہوئی تو اپنی ماں سے عرض کی: ''اے امی جان! مجھے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں وقف فرمادیجئے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کہنے لگیں: ''اے میرے بیٹے! بادشاہوں کو وہ چیز ہدیہ کی جاتی ہے، جوان کے شایانِ شان ہو، اور تجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان کے مطابق ہو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حیاء آئی اور ایک کمرے میں داخل ہوکر پانچ سال تک وہیں عبادت کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدۂ محترمہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئیں اور دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت میں مصروف ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر سعادت کے آثار نمایاں ہیں، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اب میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں وقف کرتی ہوں۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے نکلے اور دس سال سفر میں رہے اور عبادت سے لذت حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی والدۂ محترمہ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو گھر کی طرف چل پڑے۔ جب

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدۂ محترمہ نے پردے کے پیچھے سے آواز دی: ''اے سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر کوئی چیز وقف کر دیتا ہے وہ واپس نہیں لیتا اور میں نے تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر پیش کر دیا ہے، اب میں تجھے صرف اسی کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔''

واصل باللہ نوجوان:

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عراق کے ایک شہر میں ایسا نصیحت بھرا بیان کیا کہ جس سے پتھر دل بھی پگھل جاتے اور جگر پاش پاش ہو جاتے، لیکن میری اس محفل میں کسی نے آنسو کا ایک قطرہ تک نہ بہایا، اور ایسی بات نہیں تھی کہ میری تقریر ان کے کانوں کے راستے دلوں میں نہ اُتر رہی ہو۔ میری گفتگو کی سحر انگیزی نے دلوں کو دم بخود کر رکھا تھا، اور لوگوں کی ارواح جلوۂ محبوب میں کھوئی ہوئی تھیں، اچانک میں نے صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان دیکھا، اس نے کھڑے ہو کر چیخ ماری، پھر گھبرا کر بیٹھ گیا لیکن اس کی اس چیخ سے میرے بیان میں خلل آ گیا۔ میں اپنے منبر سے نیچے اُتر آیا، اور اس کے مدہوشی سے افاقہ پانے تک انتظار کرتا رہا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا: ''اے میرے محترم! آپ کے وجدان کے گھوڑے کہاں تک رسائی پا چکے ہیں (یعنی آپ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی کس منزل تک پہنچ چکے ہیں)؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میرے وجد و سرور کے گھوڑوں نے اپنا مقصود پا لیا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کو وصالِ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی یہ دولت کیسے نصیب ہوئی؟'' تو اس نے جواب دیا: ''طویل مشقت و تھکاوٹ کے بعد میں نے اس راحت و وصال کو پایا۔'' میں نے پوچھا: ''کس شرط پر آپ نے اپنا مقصود پایا؟'' جواب ملا: ''مجھے اپنے مقصود کی انتہائی طلب کی وجہ سے کامیابی ملی۔'' میں نے پوچھا: ''کیا آپ کا گزر بارگاہِ قرب سے بھی ہوا؟'' جواب ملا: ''ہاں، وہی میرے حصولِ فیض کی جگہ ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا آپ نے صاحبِ وقار مَردوں کا مشاہدہ کر لیا اور ان کے قرب میں آپ کی جھجک ختم ہو گئی؟'' جواب ملا: ''اے ابن عمار! بغیر ہچکچائے آگے بڑھنا ہی میرا طریقہ ہے؟'' میں نے پوچھا: ''پھر آپ کس وسیلے سے بارگاہِ قرب تک پہنچے؟'' جواب ملا: میں درِ رحمت پر کھڑا رہا اور اس کے آداب کو ہر لمحہ ملحوظِ خاطر رکھا۔ جب اللہ ربُّ العالمین عَزَّوَجَلَّ نے میرے انتہائی شوق کو ملاحظہ فرمایا تو مجھ پر کَرَم کے بادل برساتے ہوئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے، اور سارے حجابات اٹھا دیئے اور مجھے ندا دی: ''تمام حجابات اُٹھے ہوئے ہیں، لہٰذا تم میرے دِیدار سے کیف و سرور حاصل کر لو۔''

ایک راہب کا قبولِ اسلام:

منقول ہے کہ ابو القاسم حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صوفی فقراء کا ایک قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں کچھ

دنوں کے بعد پانی ختم ہوگیا۔ قافلے نے ایک پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کیا ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مرید سے کہا: ''یہ مشکیزہ لو اور اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پاک مٹی لے آؤ تاکہ ہم اس سے تیمّم کریں، کیونکہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔'' اس نے حسبِ حکم مشکیزہ لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر مشکیزے میں مٹی ڈالنے لگا۔ اچانک اس نے ایک آواز سنی۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو گرجا گھر میں ایک راہب نظر آیا۔ راہب نے پوچھا: ''اس مٹی کا کیا کرو گے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہم اُمّتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے لوگ ہیں۔ جب پانی نہیں ملتا تو ہم مٹی سے تیمّم کر لیتے ہیں۔'' راہب بولا: میرے ہاں ایک صاف وشفاف کنواں ہے، تم اس سے پانی بھی پی لو اور وضو بھی کر لو۔'' اس مرید نے کہا: ''پہاڑ کے نیچے ہمارا ایک قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔'' راہب نے کہا: ''تم جاؤ اور سب کو بُلا لاؤ۔'' وہ حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور راہب کے متعلق بتایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے فرمایا: ''جا کر اُسے کہو، ہم ستر افراد ہیں، کیا اس کھنڈر میں آجائیں گے؟'' وہ مرید دوبارہ گیا اور راہب کو جا کر ساری بات بتائی تو اس نے کہا: ''اگرچہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) اور آپ کی امت کی قدر کرتا اور ان سے محبت کرتا ہوں۔'' جب مرید نے واپس جا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارے قافلے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ راہب نے اس کھنڈر کا دروازہ کھول دیا۔ سبھی نے خوب سیر ہو کر اس کنوئیں سے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو راہب نے سب کو ایک ایک بڑی پلیٹ پیش کی جس میں طرح طرح کے کھانے تھے۔ سب نے کھانا کھایا۔ پھر ایک طشت اور لوٹا حاضر کیا، سب نے اپنے ہاتھوں کو دھو کر مُشک لگائی۔ جب راہب نے مہمان نوازی کر لی تو پوچھا: ''کیا تم میں سے کوئی اس مناسبت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا ہے؟ حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید کو اشارہ کیا تو اس نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت شروع کی:

﴿۱﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَہُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنۡہَا مُبۡعَدُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾ (پ۱۷، الانبیآء: ۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

آیتِ مبارکہ سن کر راہب کی چیخیں نکل گئیں اور کہنے لگا: ''ربِّ کعبہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے صلح کر لی۔'' جب قاری نے قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کی تو اس نے پھر کہا: ''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی اچھا شعر کہنے والا ہے؟ کیونکہ میں سماع کو پسند کرتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید کی طرف اشارہ کیا تو اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: ''اس نے طویل عرصہ تک دُوریوں کو برقرار رکھا، تو اسے معلوم ہوا کہ عذرخواہی کے راستے کیسے ہیں، پھر بھی دوری برقرار رکھنے کو اس نے پسند کیا اور فراق کے سمندر میں غوطہ زن رہا۔ اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وفا کے ساتھ ناانصافی کے زخم اگرچہ ختم بھی ہو جائیں تب بھی ان کے نشانات نہیں مٹتے۔'' ان اشعار کو سن کر راہب کافی دیر تک روتا رہا، پھر بولا: ''مزید اشعار سنائیے۔''

مرید نے دوبارہ اسی طرح کا شعر پڑھا، جس کا مفہوم یہ ہے: ''میں حاضر ہوں، اے وہ جو اَزَل سے مجھے اپنی طرف بُلا تا رہا اور اپنے پوشیدہ لُطف وکرم سے بار بار اپنی بارگاہ کی طرف میری رہنمائی فرماتا رہا (لیکن میں اس سے رُوگردانی کرتا رہا)۔'' راہب نے پھر چیخ ماری اور کہا: ''میں حاضر ہوں، اے میرے مالک! میں حاضر ہوں، اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تُو نے مجھے اپنی رحمت کی طرف بُلایا ہے، ''اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' زُنّار کو توڑ دیا، عیسائیوں کا لباس اُتار دیا۔ حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو گدڑی پہنائی اور آپ اور آپ کا قافلہ اس کے اسلام لانے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہونے پر بہت مسرور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہزار دینار نکال کر اس کو دیئے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جمع تھے۔ پھر وہ راہب اپنے گرجا گھر وغیرہ کو چھوڑ کر چہرہ چھپائے ہوئے کہیں چلا گیا نہیں معلوم کہ وہ کس سمت گیا۔

جب حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قافلہ مکہ مکرَّمہ پہنچا اور حرم پاک میں داخل ہوا اور طواف کر کے جب سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو ایک شخص کو کعبۃ اللہ شریف کے غلاف سے لپٹا ہوا دیکھا، وہ کہہ رہا تھا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر اپنا پردہ اُٹھا دیا حتیٰ کہ میں نے تیری وحدانیت کی گواہی دی، تُو نے مجھے اپنی بارگاہ میں بُلایا تو میں ''لَبَّیْک'' کہتے ہوئے حاضر ہو گیا، اے وہ ذات جس نے مجھے عرفان کی دولت عطا فرمائی تو مجھے اس کی معرفت حاصل ہوگئی! مجھے اپنی رضا کے لئے حج کرنے کی توفیق عطا فرما۔ حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرید سے فرمایا: ''دیکھو! یہ کلام کرنے والا کون ہے؟'' وہ مرید اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ یہ تو وہی راہب ہے۔ جب اسے حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کہا گیا تو راہب نے کہا: ''اے بھائی! حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ میں نے آپ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور کھانا بھی حاضر کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی اور عزت کے لباس سے نوازا، یہاں تک کہ میں احرام باندھ کر حرم پاک میں داخل ہو گیا ہوں، اب میری عزّت وذلت اسی کے پاس ہے۔'' چنانچہ، مرید لوٹا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اٹھ کر اس کے پاس چلے گئے، اور اسے سینے سے لگا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے میرے دوست! آپ کو قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی لذت کیسے نصیب ہوئی؟'' اس نے جواب دیا: ''اے میرے سردار! جب میں نے کھنڈرات کو چھوڑا اور سفر اختیار کئے تو مجھ پر قبولیت کی ہوائیں چلنے لگیں، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بارگاہ تک پہنچنے کا دروازہ کھول دیا، جس سے میرے لئے اپنے مقصود تک رسائی حاصل کرنا ممکن ہو گیا۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آیا۔ جب ہم نے دیکھا تو اس کی جان جانِ آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔

؎ میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!

تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!

خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ربانی کوششیں ہیں اور وحدانیت میں اخلاص اختیار کرنے کی نشانیاں ہیں۔

مریضِ عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی فرماتے ہیں میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ راکھ بچھا کر اس پر لوٹ پوٹ ہو کر شدت سے رو رہا تھا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا: ''چلو، اس بیمار کی عیادت کرتے ہیں۔'' وہ بولا: ''یہ بیمار نہیں بلکہ مُحِبّین میں سے ہے اور اسے **''عُبید مجنون''** کہا جاتا ہے۔'' آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ ایک نوجوان ہے، اور اس پر اُون کا جُبّہ ہے، وہ کہہ رہا ہے: ''اے میرے مالک ومولیٰ! تعجب ہے اس پر جسے تیری معرفت کی دولت حاصل ہوئی اور تیری محبت کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوا پھر تیری بارگاہ سے کیسے ہٹ گیا؟'' وہ نوجوان یہی بات دہراتا رہا یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے اپنے اس دوست سے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجنون تو وہ ہوتا ہے جو اس مقام ومرتبہ تک نہ پہنچا ہو۔'' جب اسے افاقہ ہوا تو ہماری طرف دیکھ کر کہنے لگا: ''تم میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہمارے پاس ایک دوا ہے، شاید! وہ آپ کو اس بیماری سے شفا دے دے۔'' تو وہ کہنے لگا: ''اس کی دوا اسی کے پاس ہے جس نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے، لیکن وہ چاہتا ہے کہ پہلے مجھے بیمار کرے پھر اس کا علاج کرے۔'' میں نے کہا: ''یہ بیماری کیسے آتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''حرام کو چھوڑنے، گناہوں کا ارتکاب نہ کرنے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ہر لحظہ پیشِ نظر رکھنے، رات کو تہجد ادا کرنے جبکہ لوگ سو رہے ہوں، گزر بسر کا سامان کم لینے، خوشحالی اور تنگدستی کی حالت میں آفات وبلِیّات پر صبر کرنے، پاک دامنی اختیار کرنے، استطاعت ہوتے ہوئے کم کھانے، موت کی تیاری کرنے، منکر نکیر کے سوالات کے جوابات کی تیاری کرنے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے حاضر ہونے کی تیاری کرنے سے اس بیماری کی دولت نصیب ہوتی ہے، اس کے بعد یا تو جنت ٹھکانہ ہو گا یا جہنم میں جانا ہو گا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بلند آواز سے رونے لگا، ہمیں بھی رونا آ گیا، ہم نے اس سے کہا: ''ہم آپ کے مہمان ہیں، لہٰذا ہمارے لئے دعا فرمائیں۔'' اس نے کہا: ''میں اس میدان کا شہسوار نہیں (یعنی میں اس مرتبہ کا اہل نہیں)۔'' ہم نے اسے قسم دی کہ آپ ضرور دعا فرمائیں تو اس نے دعا دیتے ہوئے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائے، میری اور آپ کی موت آسان کر دے۔'' وہ ولی اللہ فرماتے ہیں: ''پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے اور ہمارے دل اس کے حسین الفاظ اور وعظ ونصیحت سے زندہ ہو گئے اور اس کے کلام اور محبت کی مٹھاس نے ہمیں بہت راحت ومسرت پہنچائی۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ دیوانوں کے حالات ہیں، پس اے غمگین ومسکین رونے والے! تیری عقل کہاں ہے؟

وزارت کیوں ترک کی؟

خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اُس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا: ''اے خلیفۃ المسلمین! اگر کوئی شخص آپ کے دربار میں درخواست کرے کہ میرا غلام فرار ہوکر آپ کے پاس آ گیا ہے، لہٰذا آپ مجھے میرا غلام لوٹا دیں، تو کیا آپ اس کو اس کا غلام واپس کر دیں گے؟'' تو خلیفہ نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''جناب! میں بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا غلام ہوں، جو اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے فرار ہوکر آیا ہے، آپ مجھے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چھوڑ دیں، تاکہ میں دوبارہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔'' ہارون الرشید اور تمام حاضرین رو دیئے پھر خلیفہ کہنے لگے: ''ہم میں سے یہ شخص نجات پا گیا، جبکہ ہم یہاں بیٹھے اِس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔'' پھر خلیفہ ہارون الرشید نے انہیں جانے کی اجازت دے دی تو وہ اسی وقت احرام باندھ کر ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہتے ہوئے حرمِ پاک کی طرف چل پڑے۔ راستے میں حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملے اور دیکھا کہ وہ زمین پر محوِ خواب ہیں اور ہوا مٹی اُڑا اُڑا کر ان کے چہرے پر ڈال رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو سلام کرنے کے بعد دریافت فرمایا: ''اے عبداللہ! سب کچھ چھوڑنے کا عوض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا دیا؟'' وہ بولے: ''اے سفیان! اپنی وزارت وغیرہ چھوڑنے کا عوض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ دیا کہ اس نے مجھے اپنی رضا عطا فرما دی جس میں، مَیں اِس وقت ہوں۔'' جب حرمِ پاک کے مشائخ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ سلام پیش کرنے کے لئے نکل پڑے۔ ان کی لاغری اور غبار آلودگی کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا: ''بے آب و گیاہ چٹیل میدان کا سفر آپ نے کیسے برداشت کر لیا؟'' حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''جس مجرم غلام کا دل اُسے آقا کے دروازے کی طرف لے جا رہا ہو، وہ اپنے آقا کی بارگاہ میں کیسے آتا ہے؟ اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں سر کے بل آتا۔'' اس کے بعد وہ رونے لگے، پوچھا گیا: ''کیوں رو رہے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنا شفیع آگے بھیج دیا ہے، شاید! اس کی شفاعت قبول ہو جائے۔'' اور جب ان کی نظر بیت اللہ شریف پر پڑی تو زوردار چیخ ماری اور ان کی روح جسم سے جدا ہو گئی۔

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل ؎ نام غفّار ہے تیرا یا ربّ عَزَّوَجَلَّ!

دُنیا و آخرت کی پسندیدہ چیزیں:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے سامنے شام کے ایک پہاڑ میں رہنے والے عابد کی تعریف کی گئی تو میں اس کے پاس چلا گیا اور سلام پیش کیا، اس نے سلام کا جواب دینے کے بعد مجھ سے پوچھا: ''اے ابن سماک! آپ کو اس جگہ کون لے کر آیا؟'' میں نے عرض کی: ''میں نے آپ کی تعریف سنی اور زیارت کے لئے حاضر ہو گیا۔'' یہ سن

کر اس عابد نے کہا: ''آپ کو میرے متعلق بتانے والے نے دھوکا دیا ہے، میں تو اپنے نفس کو غیرِ خدا میں مُعلَّق سمجھتا ہوں۔ اے ابن سماک! عقلمند تو وہ ہے جو ہلاکت سے پہلے خلاصی پانے اور نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔'' جب میں نے اس کا کلام سنا تو بے اختیار رو پڑا۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو پوچھا: ''آپ کی کوئی حاجت ہو تو فرمائیے؟'' اس نے کہا: ''جو ایسے ویرانے میں رہتا ہو، اُسے کسی انسان سے کوئی حاجت نہیں ہوسکتی۔'' پھر وہ کہنے لگا: ''اے ابن سماک! اگر تمہیں کسی قسم کی حاجت ہو تو بتائیے؟'' میں نے کہا: ''میں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ جو میں پوچھوں، آپ اس کا جواب دیں گے۔ آپ کو دنیا و آخرت کی کون سی چیز پسند ہے؟'' تو اس نے روتے ہوئے کہا: ''اگر آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم نہ دیتے تو میں کبھی بھی نہ بتاتا، مجھے دنیا کی یہ چیزیں پسند ہیں: اطاعت وعبادت پر قوت، زہد، قناعت، خواہشات سے دور رہنے والا نفس اور خوفِ خدا سے لبریز دل۔ اور آخرت میں مجھے یہ پسند ہے کہ میں بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے یہ اعلان سنوں کہ جا، تجھے بخش دیا گیا۔''

پھر اس نے ایک آہ سرد دلِ پُر دَرد سے کھینچی اور زمین پر تشریف لے آیا اور سفرِ آخرت پر روانہ ہوگیا۔ مجھے اس کے حال اور معاملے سے بڑی حیرت ہوئی۔ اور میں نے اس کو غسل و کفن دینے کا ارادہ کیا تو اپنے پیچھے سے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی: ''اے ابن سماک! فکر نہ کر، کیونکہ اس کا معاملہ تیرے سپرد نہیں۔'' پھر اس کا جسم میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور اس کو غسل دیئے جانے کی آواز سنائی دی، لیکن کوئی دکھائی نہ دیا، اور میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دوست! تجھے مبارک ہو، قیامت کے دن تجھے خوف سے امن عطا کر دیا گیا ہے۔''

امتحاں کے کہاں قابل ہوں میں پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ!

بے سبب بخش دے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تیرا کیا جاتا ہے

شراب خانہ اور صدائے حق:

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار جو عراق کے مشہور مبلّغ تھے، فرماتے ہیں کہ ''ایک رات عالَمِ خواب میں مَیں نے آسمان میں ایک کھلا ہوا دروازہ دیکھا، اس سے ایک انتہائی نورانی فرشتہ اُترا اور مجھ سے کہنے لگا: ''اے ابن عمار! خدائے جبَّار وقہَّار، دن رات کا خالق عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ کل اپنا منبر شراب خانے میں رکھ کر وہیں دل سے نصیحت بھرا بیان کرنا کہ اس میں ہمارے بہت سے راز پوشیدہ ہیں اور ہم تمہیں اپنی عجیب نشانیاں دکھائیں گے۔'' چنانچہ، میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اور سوچا کہ یہ عجیب معاملہ ہے، شاید! میرا وہم ہو۔ میں نے ''اِنَّـا لِلّٰـهِ وَ اِنَّـآ اِلَيْـهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھا۔ اور سوچنے لگا کہ صحیح احادیث نااہلوں کے سامنے کیسے بیان کی جائیں؟ اور شراب کے مٹکوں اور پیالوں کے درمیان کس طرح قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے؟ نصیحتوں اور آیاتِ مقدَّسہ کو شرابیوں کے سامنے اور وہ بھی شراب خانے میں کیسے پیش کیا جائے؟ چنانچہ، میں

نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دوبارہ سو گیا۔ وہی فرشتہ خواب میں دوبارہ نظر آیا اور کہنے لگا: ''اے منصور! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے حکم سے آیا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: تم اٹھو اور شراب خانے میں بیان کرو، تمہاری حفاظت ہمارے ذمۂ کرم پر ہے۔'' چنانچہ، میں نیند سے بیدار ہوا، مجھے اس معاملے سے بڑا تعجب ہوا، سوچ و بچار کے بعد میں نے دل میں کہا: ''منبر اٹھانے کے لئے کسی کو لاتا ہوں۔''

یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا: ''کون؟'' جواب آیا: ''اے میرے محترم! میں منبر اٹھانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ چاہیں تو آپ کے لئے شراب خانے کے درمیان منبر رکھ دوں یا مٹکوں کے درمیان؟'' میں نے پوچھا: ''تجھ پر یہ راز کیسے منکشف (یعنی ظاہر) ہوا؟'' اس نے بتایا: ''یہ مجھ پر اُسی نے ظاہر کیا ہے جو کسی شئے کو ''کُن'' (یعنی ہوجا) فرماتا ہے تو وہ ہوجاتی ہے۔ حضور! جو فرشتہ آج رات آپ کے پاس آیا تھا، وہی آپ کے بعد میرے پاس بھی آیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لئے شراب خانے میں منبر بچھا دوں۔'' میں نے کہا: ''اے میرے دوست! اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔'' جب صبح خوب روشن ہوگئی، تو میں نے حکم کی بجا آوری میں جلدی کی، میں نے دیکھا کہ تمام شرابی حلقہ بنائے انتظار میں بیٹھے ہیں، بہر حال میں منبر پر بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر میں نے اپنا سر اُٹھایا اور نصیحت بھرا بیان شروع کر دیا:

''اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبوب بندوں کے دلوں کو اپنے قرب کی لذت عطا فرمائی اور انہیں اپنے مئے خانۂ وصال میں داخل کیا اور اپنی شرابِ طہور سے سیراب کر کے اپنے غیر سے بے خبر کر دیا۔ اور محبّ اپنے محبوب کے علاوہ کسی شئے میں مشغول نہیں ہوتا۔ جب اس ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ نے ان پر تجلّی فرمائی تو جمالِ قدرت کے مشاہدے کے وقت ان کے ہوش اڑ گئے۔ اے خواہشات کی شراب میں بدمست ہونے والو! اگر تم محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مئے خانے میں داخل ہو جاؤ اور شراب کے مٹکوں کے بجائے قرب کے گھڑوں کا مشاہدہ کرو، بخشنے والے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں صاحبِ وقار مَردوں کو دیکھو کہ ان پر خوشی و مسرت کے جام گردش کر رہے ہیں، خالص شرابِ طہور کے پیالوں نے ان کو دنیا کی شراب سے بے پرواہ کر دیا ہے، ان کے پیالے اُن کی خوشی و مسرت ہے۔ ان کی شراب **ذِکْرِ الٰہی** عَزَّوَجَلَّ ہے۔ ان کی خوشبو اُن کا قرآن ہے۔ ان کی شمع ان کی سماعت ہے۔ ان کے نغمے توبہ و استغفار ہیں۔ جب رات تاریک ہوتی ہے اور سب لوگ سو جاتے ہیں تو ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ ان پر تجلّی فرماتا اور پردے اُٹھا دیتا ہے، اور اس کے محبوب بندے ایسے جہاں کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس کا تصور کسی کی عقل میں آیا، نہ کسی کے ذہن میں اس کا خیال گزرا۔

اے عقل مندو! ذرا غور تو کرو کہ اخروٹ اور اس کے چھلکے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا ہے، دلوں کی ٹہنیوں کو حرکت دینے

والے اور حضرت سیِّدنا یعقوب و یوسف علٰی نبینا و علیہما الصلوۃ و السلام کوملانے والے نے مجھے یہاں بیٹھنے کا اس لئے حکم فرمایا ہے تاکہ وہ تمہارے گناہوں اور نافرمانیوں کو بخش دے اور عفوو رضا کی دولت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دے، ماضی کے گناہوں کو مٹادے، مجرموں سے درگزر فرمائے اور دھتکارے ہوؤں اور نافرمانوں کی توبہ قبول فرمائے۔ (ارے! غور کرو کہ) محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ موجود ہے، اُس کی رضا کی آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے، اور مصیبت تم سے ٹال دی گئی ہے، تو کیا تم میں توبہ کا عزمِ مصمّم کرنے والا کوئی نہیں؟ بے شک صلح کے جام تمہارے اردگرد گھوم رہے ہیں اور تم پر سخاوت کی ہوائیں چل رہی ہیں۔''

حضرت سیِّدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''میرا کلام و بیان ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ نشے میں مدہوش و مجنون ایک نوجوان ہاتھ میں شراب سے بھرا پیالہ لئے میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: ''اے ابن عمار! بتائیے، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس حالت میں بھی قبول فرمالے گا؟''میں نے کہا: ''اے میرے دوست! کیسے نہیں قبول فرمائے گا حالانکہ وہ خود قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا۔

(پ۲۵، الشورٰی:۲۵)

یہ سن کر اُس نوجوان نے پیالہ اپنے ہاتھ سے پھینکا اور حیران و سرگرداں باہر نکل گیا اور اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو گیا۔

اس کے بعد نشے میں چُور ایک بوڑھا شخص ہاتھ میں طنبورہ (ایک قسم کا باجا) لئے کھڑا ہو کر کہنے لگا: ''اے ابن عمار! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی توبہ قبول فرمائے گا جس کی تمام عمر نافرمانی اور گناہوں میں ضائع ہو گئی ہے؟''میں نے کہا: ''اے محترم! وہ کیسے نہ بخشے گا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ''وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں۔''اس نے توبہ کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے اور ان کے لئے رحم و کرم کا دروازہ کھول دیا ہے۔''

جب اس بوڑھے نے میرا کلام سنا تو طنبورہ پھینک دیا، اور غمگین حالت میں جدھر رُخ تھا اُدھر نکل گیا۔ پھر میرے سامنے شراب سے کھیلتا ہوا ایک نوجوان کھڑا ہوا جس پر وجد اور مستی چھائی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: ''اے منصور! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھ سے عہد لو، اب تو عہد کا زمانہ گزر چکا ہے اور وعدہ پورا ہونے والا ہے اور مطلوب و مقصود کے حصول کا وقت آچکا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''اے نوجوان! تمہیں اس مقامِ قرب پر کس نے فائز کیا؟''اس نے جواب دیا: ''میری ہی وجہ سے خواب میں آپ کو وعظ کا حکم دیا گیا اور آپ کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرشتہ آیا۔''میں نے کہا: ''اے میرے دوست! یہ تو بتاؤ کہ تم پر یہ راز کس نے منکشف کیا؟''اس نے جواب میں یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

﴿۳﴾ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ O ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

(پ۲۴، المؤمن:۱۹)

پھر کہنے لگا: ''اے منصور! جس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لطف وکرم کی خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں وہ صاحبِ کشف بن جاتا ہے۔'' میں نے پھر دریافت کیا: ''اے محترم! لطف وکرم کی یہ خوشگوار ہوائیں تم پر کب چلیں؟'' وہ بولا: ''آج رات، جبکہ آپ سو رہے تھے۔'' پھر کہنے لگا: ''اے ابن عمار! آپ میری رہنمائی اور اس کی بارگاہ میں قرب کا سبب بنے ہیں، تو کیا اس کی بارگاہ میں آپ کو کسی قسم کی کوئی حاجت ہے؟'' میں نے پوچھا: ''تمہاری مراد کیا ہے؟'' کہنے لگا: ''اے منصور! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ قرب میں، ایسے دوستوں کے درمیان جن پر محبت واُنس کے پیالے گردش کرتے ہیں، اور حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں، اگر آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو کل وہاں مجھ سے ملاقات کیجئے گا۔'' وہ ہوا میں اُڑتا ہوا میری نگاہوں سے غائب ہو گیا، اور میں اسے دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اُسے چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ ہے:

''میرے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ نے مجھے پکارا ہے، اس سے وصال کی گھڑیاں قریب آ گئی ہیں۔ اب اگر اس نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے تو میں کہہ دوں گا: تیری محبت کا ایسا جام کہ جس کے نشے میں عرصۂ دراز تک حیران وسرگرداں رہوں۔ اے میری آنکھوں کے نور! میں تجھ کو ایسی نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں جس میں دوری کے بجائے صرف قرب ہو کہ اب اس شوق میں تو میری عقل ختم ہو چکی ہے۔ اے میرے محبوب! میری زبان پر سوائے تیرے ذکر کے کچھ نہیں۔ اور جب سے تو نے مجھے وصال کی خوشخبری دی ہے اور میں نے اس پر لَبَّیک کہا ہے تو اس کے بعد کبھی بھی حاضر ہونے میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ حالانکہ میری حالت تو یہ تھی کہ لگاتار گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا لیکن تو نے مجھ پر کرم کیا اور میرے دل کی بیماریوں کا علاج اپنے وصال سے کیا۔ مجھے اپنی بارگاہ سے دور نہ کیا۔ میں گناہوں کے گڑھے کے کنارے پر تھا لیکن تو نے مجھے اس میں گرنے سے بچا لیا۔ اور مجھے اس راستے کی پہچان کروا دی جو تیری بارگاہ تک پہنچانے والا ہے۔ اب میں اس پر چل کر یقیناً اپنا مقصود پا لوں گا۔

ے رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں
پلا جام ایسا پلا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

بیان 26:

صالحین کے فضائل

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اپنی عظمت وجلال میں غالب وقوی ہے، اپنے کمال میں یکتا ہے، اپنے افعال کی ایجاد میں تنہا ہے جس نے حکمت کے جواہر کو اہلِ معرفت کے قلوب کے صندوق میں رکھا، اوران پر اپنے پختہ تالے لگا دیئے، ان کو اپنی بارگاہ میں بلایا اور خود ان کی مدد کی تو وہ سب کو چھوڑ کر اس کی بارگاہ میں نکل پڑے، اور زندگی کے سفر میں معمولی شئے پر قناعت کی اور رات کے وقت اس طرح نکلے جیسے قیدی قید سے نکلتا ہے، اور رات کی تاریکی میں اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نمازِ تہجد میں قیام کیا، پھر جب صبح ہوئی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا فضل وکرم عطا کر کے ان پر احسان فرمایا، انہوں نے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر مشقتیں برداشت کیں، آفات کی کڑواہٹ پر صبر کیا، دھوکہ دہی اور دوری سے بچتے رہے، اور صبر پر استقامت کے ساتھ قائم رہے حالانکہ ہر کوئی اس پر قادر نہیں ہوتا، انہوں نے اپنا جان ومال اس کی محبت میں قربان کر دیا تو انہیں فرحت ومسرت حاصل ہوئی اور محبّ تو ہمیشہ اپنے محبوب پر مال وجان لٹانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی ہم نشینی کے جام سے سیراب فرمایا تو وہ ایسے دیوانے ہوگئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی فرطِ محبت سے ان پر کیف وسرور طاری ہونے لگا، اور وہ سب اپنے آس پاس سے بے خبر ہو گئے، پس عارفین نے اپنی نیند کی لذت کو ترک کر دیا، خائفین نے عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کی چادر اوڑھ لی، گنہگار رو رو کر اشک برسانے لگے، دیوانگانِ عشق اپنی ٹھنڈی چھاؤں اور گہرے سائے سے نکل پڑے، ذلیل وحقیر اپنی دوری کی وجہ سے حسرت وافسوس میں غوطہ زن ہو گئے، نافرمان اپنے وجد (یعنی عشق ومحبت) کی آگ میں جلنے لگے اور عشاق اپنی حد سے نکل کر زبانِ حال سے کہنے لگے: ''اے وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنے وصال کا جام پلایا اور اپنے حسن وجمال کا جلوہ دِکھانے کے لئے اس جام کو میرے لئے مباح فرمایا۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! وہ لوگ کہاں گئے جن کے بارے میں فرمایا گیا: كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ 0 وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ 0 (پ۲۶، الذّٰریٰت: ۱۷، ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔ اور کہاں ہیں وہ لوگ جن کی شان یوں بیان کی گئی: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (پ۲۱، السجدۃ: ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے۔

کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رکوع وسجود کرتے ہوئے راتیں گزارتے؟ اور کہاں ہیں وہ جنہیں ہدایت وتوفیق کی دولت سے سرفراز کیا گیا؟

کامیاب نومسلم:

حضرت سیِّدُ نا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ہم فقراء کے ایک قافلے کی معیت میں سمندر کے سفر پر نکلے، تیز ہوا چلی اور ہمیں سمندر کے ایک جزیرے کی طرف بہا کر لے گئی۔ ہم نے وہاں ایک شخص کو بُت پرستی کرتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: ''تم کس کی عبادت کر رہے ہو؟'' اس نے اپنی اُنگلی سے بت کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے کہا: ''اے مسکین! ہمارے ساتھ کشتی میں ایک رفیق ہے جو اس طرح کی چیزوں کا بہت اچھا کاریگر ہے اور یہ بت اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔'' تو وہ کہنے لگا: ''پھر تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو؟'' ہم نے جواب دیا: ''ہم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔'' اس نے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کون ہے؟'' ہم نے کہا: ''جس کا عرش آسمان پر ہے، جس کی سلطنت زمین میں ہے، جو سمندر کو راستہ بنا دیتا، زندوں اور مردوں میں اسی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے۔'' اس نے پھر پوچھا: ''تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟'' ہم نے کہا: ''اس نے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا جس نے ہمیں یہ سب کچھ بتایا۔'' اس نے پھر پوچھا: ''رسول نے کیا کیا؟'' ہم نے جواب دیا: ''جب اس نے بادشاہِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا پیغام مکمل طور پر پہنچا دیا تو اس نے اپنے رسول کو اپنے پاس واپس بلا لیا۔'' اس نے پھر پوچھا: ''کیا اس رسول نے تمہارے پاس **اللہ** تعالٰی کی کوئی نشانی بھی چھوڑی ہے؟'' ہم نے کہا: ''کیوں نہیں، ہمارے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب ہے۔'' اس نے کہا: ''تو پھر مجھے دکھاؤ کیونکہ بادشاہوں کی کتابیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔''

ہم مصحف شریف لائے تو اس نے کہا: ''میں پڑھنا نہیں جانتا۔'' ہم نے ایک سورت پڑھ کر سنائی تو وہ رونے لگا حتّٰی کہ سورت ختم ہوگئی۔ پھر وہ بولا: ''ایسے کلام والے ہی کے لئے زیبا ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔'' چنانچہ، وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوگیا، ہم نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور اسے احکامِ شریعت اور قرآنِ کریم کی کچھ آیات سکھائیں۔ جب رات ہوئی تو ہم نمازِ عشاء پڑھ کر سونے کے لئے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے، اس نے پوچھا: ''اے لوگو! جس معبود کی طرف تم نے میری رہنمائی کی ہے، کیا وہ سوتا ہے؟'' ہم نے کہا: ''نہیں، وہ زندہ ہے، قیوم ہے، اُسے نہ اُونگھ آتی ہے، نہ نیند۔'' اس نے کہا: ''تم کتنے بُرے لوگ ہو کہ تم سوتے ہو اور تمہارا مالک نہیں سوتا۔'' ہمیں اس کی یہ بات بڑی پسند آئی۔ پھر جب ہم آبادی تک پہنچ گئے اور جدا ہونے کا ارادہ کیا تو ہم نے چند درہم اکٹھے کر کے اسے دیئے اور کہا: ''یہ رکھ لیں، ضرورت کے وقت خرچ کر لیجئے گا۔'' تو اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہنے لگا: ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی **اللہ** کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم نے جس راستے کی طرف میری رہنمائی کی خود اس پر نہیں چلتے۔ میں سمندر کے ایک جزیرے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر بت کی عبادت کرتا تھا، اس وقت اس نے مجھے ہلاکت میں نہ ڈالا تو اب کہاں ڈالے گا؟ اب تو مجھے اس کی معرفت بھی حاصل ہو چکی ہے۔'' ہم نے اسے چھوڑ دیا، اور وہ چلا گیا۔

حضرت سیِّدُ ناعبدالواحد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''چند دن بعد کسی نے مجھے اس کے متعلق بتایا کہ وہ فلاں جگہ موت کی سختیوں سے دوچار ہے۔'' چنانچہ، میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: ''آپ کو کسی قسم کی حاجت ہو تو فرمائیے؟'' اس نے جواب دیا: ''میری سب حاجتیں اس نے پوری کردی ہیں جس کی میں نے معرفت حاصل کی ہے۔'' میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ اس دوران مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ میں نے خواب میں ایک باغ دیکھا، جس میں ایک قبہ ہے، اور اس میں ایک ایسا تخت ہے جس پر سورج و چاند سے بھی زیادہ خوبصورت چہرے والی حور بیٹھی کہہ رہی ہے: ''میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتی ہوں کہ اسے جلدی سے میرے پاس بھیج دو۔'' میں بیدار ہوا اور دیکھا تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ میں نے اس کو کفن دے کر قبر میں دفن کردیا اور جب میں سویا تو خواب میں اسی قبہ کو دیکھا جس کو پہلے دیکھا تھا۔ وہ نومسلم بھی اس قبہ میں تھا۔ حور اُس کی ایک جانب کھڑی ہوئی تھی اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿۱﴾ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔

(پ۱۳، الرعد: ۲۳۔۲۴)

اے میرے اسلامی بھائیو! فقر کی پوشاک زیبِ تن کئے رکھو، کیونکہ اس پر عزت و وقار کے انوار ہیں۔

﴿۲﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ (پ۱۴، النحل: ٦)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔

مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بہت سے پراگندہ سر اور غبار آلود ایسے ہیں جنہیں کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، اگر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر (کسی بات کی) قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری فرمادے۔''

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب البراء بن مالك، الحديث ۳۴۵۴، ص۲۰۴۷)

بکھرے بال، آزردہ صورت ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت
بدر مگر یہ شان ہے، اُن کی بات نہ ٹالے ربُّ العزّت

گدڑی میں لعل:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں مسجد نبوی شریف علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رات کے وقت ایک ستون کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک سال اہلِ مدینہ قحط میں مبتلا ہوگئے۔ بارش کے لئے دعا کرنے سب شہر سے باہر نکل پڑے لیکن پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ جب رات ہوئی تو میں عشاء کی نماز کے بعد حسبِ عادت ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی اثناء

میں ایک شخص جس کے چہرے پر زردی غالب تھی، چادر اوڑھے ہوئے ستون کی جانب بڑھا۔ میں اس ستون کے پیچھے ہو گیا اور اس کو خبر نہ ہوئی۔ اس نے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہوئے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حرم والے بارش کی دعا کے لئے نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، اے مولیٰ! تجھے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت کا واسطہ! بارش برسا دے۔''

حضرت سیِّدُنا ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ابھی اپنے ہاتھ نہ ہٹائے تھے کہ میں نے بجلی کے گرجنے کی آواز سنی اور ساتھ ہی آسمان سے بارش برسنے لگی حتّٰی کہ میرا گھر واپس لوٹنا بھی مشکل ہو گیا۔ جب اس کو بارش کا علم ہوا تو اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد وثناء کی جیسی میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھتا رہا حتّٰی کہ فجر کا وقت قریب ہو گیا۔ پھر اس نے وتر ادا کئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی۔ لوگوں نے نماز ادا کی۔ اس نے بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب امام صاحب نے سلام پھیرا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا اور چادر ہٹا کر بارش کے پانی میں غوطہ زن ہو گیا۔ میں اسے حسرت وچاہت کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد وہ کہاں گیا۔''

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہر مسافر حاجی نہیں ہوتا، نہ ہر گھر مکۂ مکرمہ ہے، نہ ہر زادِ راہ مقصود تک پہنچاتا ہے، نہ ہر پہاڑ عرفات ہے اور نہ ہی عرفات میں ٹھہرنے والا ہر شخص وقوفِ عرفہ کرتا ہے۔

ایک جنّتی نوجوان:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا، وقوفِ عرفہ کے دوران میں نے ایک نوجوان کو دیکھا، جس پر زردی، لاغری، پریشانی اور افسُردگی کے آثار نمایاں تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اسے محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا کچھ حصہ عطا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں تیری بارگاہ میں کیسے حاضری دوں؟'' کیا نافرمان زبان لے کر آؤں یا ایسا دِل لے کر آؤں جو تیری بارگاہ سے دُور ہے؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ لمحات کتنے حسین ہیں جبکہ تو میرے ساتھ محوِ کلام ہے اور اس جگہ تو مجھے پکار رہا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں اس کی طرف بڑھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''مرحبا! اے ذوالنون!'' میں نے پوچھا: ''آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟'' اس نے جواب دیا: ''آپ کے متعلق مجھے اس ذات نے خبر دی ہے جو مجھے پہچانتی اور مجھ سے محبت کرتی ہے۔'' پھر کہنے لگا: ''اے ذوالنون! اس کی محبت نے مجھے لاغر کر دیا ہے، معلوم نہیں، میں اس کا قرب حاصل کرنے میں کب کامیاب ہوں گا؟ اور کب محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ جود وکرم کرتے ہوئے پردے اٹھائے

گا؟''میں نے کہا:''آپ کہاں سے آئے ہیں؟''تو اس نے جواب دیا:''دل کے شہر سے آیا ہوں اور بارگاہِ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کا ارادہ ہے۔''میں نے پوچھا:''آپ کے پاس کوئی زادِراہ ہے؟''اس نے جواب دیا:''جی ہاں، اس کی شرابِ اُنس ومحبت کا ایک قطرہ ہے، مجھے اُمید ہے کہ میں اس سے مقدّس بارگاہ میں پہنچ جاؤں گا۔''میں نے پوچھا:''آپ کے پاس کوئی سواری ہے؟''اُس نے جواب دیا:''جی ہاں! نیت کی صفائی، دنیا سے مکمل بے رغبتی اور محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی پاکی وتسبیح کی سواری میرے پاس ہے۔''پھر کہنے لگا:''اے ذوالنون! مجھ سے دُور ہو جائیں، وہ گھڑی کتنی بُری ہے جو اس کی اطاعت کے بغیر گزرے۔'' پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ جب میں مِنٰی میں پہنچا تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اپنے جانوروں کی قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو گیا اور اس کی ہچکیاں بڑھ گئیں، اس کے خوف وخشیّتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں اضافہ ہو گیا تو وہ عرض گزار ہوا:''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے لوگ اپنی اپنی قربانیاں پیش کر رہے ہیں، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ایک نافرمان غافل جان ہے، تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے اسی کو میں تیری بارگاہ میں بطورِ نذرانہ پیش کرتا ہوں، اگر تو اس کو قبول فرمالے تو اس کو جلد از جلد اُٹھالے۔''پھر اس نے چیخ ماری اور ایک آہِ سرد دِلِ پُردَرد سے کھینچی اور زمین پر تشریف لے آیا۔ پھر میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی:''تعجب ہے! اس نوجوان کو جنت الفردوس جانے کی کتنی جلدی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ''میں اس کے سرہانے کھڑا سوچ وبچار کر رہا تھا کہ اچانک ایک بُڑھیا دکھائی دی کہ اس نے خود کو اس کے قریب گرا دیا، اور رنج وغم سے نڈھال ہو کر آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگی:''تجھے مبارک ہو! اے وہ شخص جس کی عادت قربانی دینا اور وفاداری کرنا تھی! جو اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے کبھی غافل نہ رہا اور جو اطاعت کی چادر اوڑھ کر راتوں میں طویل قیام کرتا رہا، جو شام افسردگی میں گزارتا اور صبح بیماری میں۔''حضرت سیِّدُنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''میں نے اس سے پوچھا:''اس نوجوان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟''اس نے جواب دیا:''یہ میرا بیٹا ہے، جنگلات میں زندگی کے ایّام گزارتا، ہر سال یہاں میقات میں ہم ایک دوسرے سے ملاقات کرتے، پھر میں اگلے سال تک اس کو دیکھنے کے لئے واپس نہ آتی، اس مرتبہ جب میں عرفات میں ٹھہری اور حسبِ معمول اس کو تلاش کیا تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی: ''تیرے بیٹے کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کی روح کو اعلٰی درجات پر پہنچا دیا گیا ہے۔''اس کے بعد اس بوڑھی عورت نے دعا کی: ''اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس تعلق کی قسم جو تیرے اور میرے درمیان تنہائی میں طے ہوا! اور تیری اس محبت کی قسم جو تو نے میرے دل میں ڈال رکھی ہے! میری نافرمان جان کو اس دارِفانی سے نجات دے کر اپنے بیٹے کے ساتھ باقی رہنے والے گھر میں پہنچا دے۔''حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ پھر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور اپنے بیٹے کے پہلو میں گر گئی اور اس کی روح بھی خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جا ملی۔

سلطنت دے کر درویشی خریدی:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم خراسان کے بادشاہ تھے، ایک دن اپنے لشکر کے درمیان گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ نے گھوڑے کی زین سے کسی پکارنے والے کی ندا سنی: ''اے ابراہیم! ہمارے بندے اس لئے نہیں پیدا کئے گئے، اور نہ ہی ہم سے محبت کرنے والوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اپنی چاہت کو میری چاہت پر قربان کر دو، وگرنہ تم اہلِ عناد میں سے ہو جاؤ گے۔'' آپ فرماتے ہیں: ''اس آواز نے میرے دل میں تیر پیوست کر دیا، میں نے اپنے ملک وسلطنت اور اہل وعیال کو چھوڑا اور اسی کی طرف حیران وپریشاں نکل گیا جس پر مجھے بھروسہ واعتماد ہے۔''

جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اپنے ملک وسلطنت کو چھوڑ کر مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے سفر کرتے ہوئے ایک گاؤں میں داخل ہوئے، تو آپ غم سے نڈھال ہو چکے تھے۔ راستے میں اپنے رفیق سے بچھڑ گئے، سات دن تک نہ تو پانی کا گھونٹ پیا اور نہ ہی کوئی لقمہ کھایا۔ شیطان کو آپ کی صداقت پر غیرت آئی، کیونکہ وہ حقیقت کے بادشاہوں اور طریقت کے سلاطِین، اکابرین پر غیرت کرتا ہے۔ اور اُسے غیرت آنی بھی چاہئے کیونکہ انہوں نے وہ مبارک لباس پہن لیا جو شیطان سے اُتار لیا گیا تھا، اور انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قرب کو حاصل کر لیا جس سے شیطان کو دُھتکارا گیا تھا۔ چنانچہ، شیطان ایک نیک بزرگ کی شکل میں ظاہر ہوا اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم! بات سنو، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ محبوب جس کی وجہ سے تم نے سلطنت چھوڑ دی اور جس کی محبت میں تم نے مصائب وآفات اور ہلاکت کے گھوڑوں پر سواری کی، اس نے تو تمہارا نقصان کیا اور تمہیں موت کے قریب کر دیا۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب اپنے مقصود کے ضائع ہو جانے سے امان حاصل ہو جائے تو موت کے آنے میں کوئی نقصان نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ابھی اسی حیرانگی کے عالم میں تھے کہ ایک خوبصورت شخص آپ کے پاس آیا، جس کی خوشبو سب کو معطّر کر رہی تھی اور کہنے لگا: ''اے ابراہیم! کیا آپ اسمِ اعظم سیکھنا چاہتے ہیں جس کی بدولت آپ کو پانی پلایا جائے اور کھانا بھی کھلایا جائے۔'' آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو اس نے آپ کو اسمِ اعظم سکھا دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' جواب دیا: ''میں آپ کا بھائی خضر (علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام) ہوں۔'' پھر حضرت سیِّدُنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''اگر آپ چاہیں تو میری صحبت اختیار کر سکتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے پوچھا: ''کیوں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''اس لئے کہ صحبت، شرکت سے حاصل ہوتی ہے اور میں جس کی محبت میں گرفتار ہوں، اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا، اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اور میں کسی غیر کی صحبت اختیار کرنے میں اس سے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ بہت زیادہ غیرت مند ہے، لہٰذا مجھے اس کی حاجت نہیں۔''

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے جب اپنی زوجۂ محترمہ کو چھوڑا تھا تو وہ حاملہ تھیں، ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام گھر والوں نے دادا کے نام پر رکھا۔ جب وہ بڑا ہوا اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو اپنی والدہ سے پوچھا: ''اے میری ماں! کیا میرے والد نہیں؟'' تو والدہ نے جواب دیا: ''کیوں نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمہارے والد ہیں۔'' اس نے پھر پوچھا: ''وہ کہاں چلے گئے؟'' ماں نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی تلاش میں۔'' نوجوان بیٹے نے عرض کی: ''اے میری والدۂ محترمہ! پھر آپ مجھے بھی جانے دیں، میں بھی اسی کو تلاش کرتا ہوں جسے میرے والدِ محترم تلاش کر رہے ہیں، شاید! میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔'' ماں نے کہا: ''تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی جدائی سے میرا دل بہت جَلا ہے، اب تو اپنے فراق سے میرے دل کو مزید نہ جلا۔'' چنانچہ، وہ فرمانبردار بیٹا اپنی ماں کی خوشی کی خاطر رُک گیا حتّٰی کہ ماں کا انتقال ہو گیا تو وہ بہت غمگین رہنے لگا، کیونکہ اب نہ اس کی ماں تھی، نہ اسے باپ کا پتہ تھا۔ پھر وہ نوجوان ننگے پاؤں گھر سے نکل پڑا، لوگوں سے ڈرتے ڈرتے ویران مساجد میں راتیں گزارتا، دروازوں سے کھانے کے لقموں کا سوال کرتا، یہاں تک کہ مکہ مکرَّمہ پہنچ گیا۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم طواف میں مشغول تھے، اور آپ کے کچھ مرید بھی آپ کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ جب آپ کی نظر ایک نوجوان لڑکے پر پڑی تو بے ساختہ آپ کی نگاہیں اس پر جم گئیں، آپ کے ارادت مندوں نے عرض کی: ''حضور! اس عظیم مقام اور بابرکت وقت میں یہ کیسی غفلت ہے کہ آپ ایک خوبصوت نوجوان لڑکے کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ رونے لگے اور ایک مُرید سے فرمایا: ''اس کے پاس جاؤ اور پوچھو، یہ کون ہے؟'' مرید نے اس کے پاس جا کر سلام کیا، اور بعدِ سلام پوچھا: ''اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''عجم کے شہر بلخ سے۔'' پھر پوچھا: ''کس کے بیٹے ہو؟'' جواب دیا: ''یہ تو مجھے معلوم نہیں، ہاں! میری والدۂ محترمہ نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے باپ کا نام ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ہے۔'' پھر اس کے رخسار پر موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑی بن گئی۔

وہ مرید فرماتے ہیں: ''میں اپنے پیر و مرشد حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس لوٹا اور دیکھا کہ آپ بھی رو رہے ہیں حتّٰی کہ آپ بیہوش ہو گئے، تو میں آپ کے سرِ اقدس کے پاس بیٹھ گیا اور جب آپ کو افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: ''اے میرے مرشد! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ سے اس نوجوان بیٹے کا حق ضرور وصول کرے گا۔'' آپ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے، اس کو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے چھوڑ دیا تھا، اب میں اس کو واپس لینا نہیں چاہتا۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس کے پاس چلئے۔'' چنانچہ، آپ تشریف لے گئے، اس نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں تمہارا باپ ابراہیم بن ادہم ہوں۔'' پھر آپ نے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اور بارگاہِ ربُّ العزَّت میں عرض گزار ہوئے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ میرا بیٹا، میرے جگر کا ٹکڑا میری تلاش میں آیا ہے، اور تو جانتا ہے کہ میرے دل میں اس کے لئے کتنی

جگہ ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں اس کے لئے وقت نہیں نکال سکتا، اور تو اپنے بندوں کی مصلحتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔'' اس کے بعد سات دن نہ گزرے تھے کہ آپ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا، پھر ایک موٹی چادر میں کفن دیا۔ جب آپ اس کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے، اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر سے چادر کم پڑ جاتی۔ آپ فرما رہے تھے: ''اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری اور تمہاری ملاقات بروزِ محشر ہوگی۔''

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' کے چار مدنی پھول

{۱} جو کوئی سوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 21 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ لے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس رات شیطان، چوری، اچانک موت اور ہر طرح کی آفت و بلا سے محفوظ رہے۔ {۲} جو کسی ظالم کے سامنے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 50 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے اس ظالم کے دل میں پڑھنے والے کی ہیبت پیدا ہو اور اُس کے شر سے بچا رہے۔ {۳} جو شخص طلوع آفتاب کے وقت سورج کی طرف رخ کر کے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 300 بار اور (کوئی بھی) درود شریف 300 بار پڑھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور (روزانہ پڑھنے سے) ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک سال کے اندر اندر امیر و کبیر ہو جائے گا۔ {۴} کند ذہن اگر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 786 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا حافظہ مضبوط ہو جائے اور جو بات سنے یاد رہے۔ (شمس المعارف مترجم ص ۷۳)

بیان 27:

نیک عورتوں کا ذکر

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے کائنات اور اس کی ہر چیز کو مضبوط بنایا اور اس کی اکٹھی اور جدا جدا اشیاء کو پختہ بنایا۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں جس کے مجھ پر بہت احسانات ہیں اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے سے قاصر رہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی بادشاہ اور بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے معجزۂ قرآنی کے ذریعے کفر کے اندھیروں میں حیرت زدہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی اور تمام تعریفیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آل پر اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر ہر گھڑی اور ہر وقت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی دائمی رحمت کا نزول ہو۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں مؤمن عورتوں کا ذکر یوں فرماتا ہے: ''وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (پ ۲۶، الفتح: ۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں۔''

اور مزید ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ لا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''(۱)

......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** اسماء بنتِ عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں۔ تو ازواجِ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: نہیں۔ تو اسماء نے حضور سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کیا کہ ''حضور عورتیں بڑے ٹوٹے (یعنی خسارے) میں ہیں۔'' فرمایا: کیوں؟ عرض کیا کہ ''ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ دُوسرا ایمان کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ **تیسرا مرتبہ** قنوت یعنی طاعت...... بقیہ اگلے صفحہ پر

ان آیاتِ مبارکہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے نیک عورتوں کا ذکر نیک مردوں کے ساتھ کیا ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی مختلف احوال ہیں، اُن میں بھی زُہد وتقویٰ اور خیر وبھلائی کی صفات مکمل طور پر پائی جاتی ہیں، اُن میں بھی اورادو وظائف کرنے والی اور جنگلات وکھنڈرات کی سیاحت کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں۔ اور بعض کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کشف وغیرہ کی خصوصیات بھی عطا فرماتا ہے جیسا کہ پہلے دور میں رابعہ عدویہ، شعوانہ، ریحانہ، اُمُّ الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہن اور ان کے علاوہ معروف اور غیر معروف پاکباز عورتیں گزری ہیں۔

تذکرۂ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا:

حضرت سیِّدَتُنا رابِعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے بارے میں منقول ہے کہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور اپنے دوپٹے اور چادر کو اچھی طرح اوڑھ کر بارگاہِ ربُّ العزَّت عَزَّوَجَلَّ میں یوں عرض گزار ہوتیں: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ستارے چمک رہے ہیں، سب کی آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں، ہر محبّ اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی میں ہے اور میں تیری بارگاہ میں تنہا کھڑی ہوں۔'' پھر آپ نماز ادا کرتی رہتیں، جب سحری کا وقت ہوتا اور فجر طلوع ہو جاتی تو بارگاہِ ربُّ العزَّت میں عرض کرتیں: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ رات گزر گئی، دن خوب روشن ہو گیا۔ کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میری رات کی عبادت قبول ہوئی تو مجھے مبارک باد دی جائے، یا اگر مردود ہوئی تو میری ڈھارس بندھائی جائے، تیری عزت کی قسم! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا اور میری مدد کرتا رہے گا میں اسی عادت پر قائم رہوں گی، اور تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیتا پھر بھی میں اس سے دور نہ ہوتی کیونکہ میرے دل میں تیری محبت بس چکی ہے۔''

پھر آپ چند اشعار پڑھتیں، جن کا مفہوم یہ ہے:

بقیہ...... ہے۔ اس میں چوتھے مرتبہ کا بیان ہے کہ وہ صدقِ نیات وصدقِ اقوال وافعال ہے۔ اس کے بعد **پانچویں** مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا۔ خواہ نفس پر کتنا ہی شاق اور گراں ہو۔ رضائے الٰہی کے لئے اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد **پھر چھٹے** مرتبہ خشوع کا بیان ہے۔ جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب وجوارِح کے ساتھ متواضع ہونا ہے۔ اس کے بعد **ساتویں** مرتبہ صدقہ کا بیان ہے۔ جو **اللّٰہ** تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریق فرض ونفل دینا ہے۔ **پھر آٹھویں** مرتبہ صوم کا بیان ہے۔ یہ بھی فرض ونفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ ''جس نے ہر ہفتہ ایک درم صدقہ کیا وہ مُتَصَدِّقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایّامِ بِیض کے تین روزے رکھے، وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد **نویں** مرتبہ عفّت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو حلال نہیں ہے اس سے بچے۔ سب سے آخر میں **دسویں** مرتبہ کثرتِ ذکر کا بیان ہے۔ ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، قراءتِ قرآن، علمِ دین کا پڑھنا، پڑھانا، نماز، وعظ، نصیحت، میلاد شریف، نعت شریف پڑھنا سب داخل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں **اللّٰہ** کا ذکر کرے۔''

''اے میرے سرور واُمید اور مقصود! تو ہی میرے دل کی راحت اور تو ہی میرا محبوب ہے، اور تیری دِید کا شوق ہی میرا سازوسامان ہے۔ اے میری زندگی اور محبت کے مالک! اگر تیری محبت نہ ہوتی تو میں ان وسیع شہروں میں نہ بھٹکتی۔ کتنی ہی مرتبہ تیرے احسانات مجھ پر ظاہر ہوئے اور میں نے کتنی ہی نعمتیں تجھ سے حاصل کیں۔ پس اب تیری محبت ہی میری خواہش، میرا مقصود اور میرے جلتے ہوئے دل کی آنکھ کا نور ہے، میں جب تک زندہ رہوں، مجھے کوئی چین وسکون نہیں۔ رات کی تاریکی میں بھی میری اُمید صرف تُو ہی تُو ہے۔ اے میرے دل کی اُمید! اب اگر تو مجھ سے راضی ہوگیا تو میں بھی خود کو سعادت مند سمجھوں گی۔''

دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی طالب:

حضرت سیِّدُنا سعد بن عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ اس چٹیل میدان سے گزر رہا تھا جہاں بنی اسرائیل ایک عرصے تک حیران وسرگرداں بھٹکتے پھرتے رہے۔ وہاں ہم نے کسی انسان کو آتے دیکھا۔ میں نے عرض کی: ''اے میرے استاذِ محترم! کوئی شخص آرہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ! دیکھو! کون ہے، یہاں تو کوئی صدیق ہی آسکتا ہے؟'' میں نے دیکھا تو وہ کوئی عورت تھی۔ آپ نے فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تو کوئی صدیقہ ہے۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلدی سے اس کے پاس گئے، اور سلام پیش کیا تو کہنے لگی: ''مردوں کو کیا ہوگیا ہے کہ عورتوں کو مخاطب کرتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں آپ کا بھائی ذوالنون ہوں، تہمت والوں میں سے نہیں ہوں۔'' تو اس نے کہا: ''خوش آمدید! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامت رکھے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ''آپ کو اس ویرانے میں آنے پر کس نے ابھارا؟'' اس نے جواب دیا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان نے:

﴿۱﴾ اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا ؕ (پ۵، النسآء: ۹۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کچھ بیان کیجئے؟'' تو وہ کہنے لگی: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! آپ اس کو خوب جانتے ہیں، خود معرفت کی زبان میں کلام کرتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''سوال کرنے والا جواب کا حق دار ہے۔'' تو اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے شدید محبت کرتی ہوں کیونکہ تو ہی اس کا حق رکھتا ہے۔ محبت ایسا ذکر ہے جو تیرے علاوہ سب سے بے خبر کر دیتا ہے۔ تو ہی محبت کا اہل ہے لہٰذا میرے سامنے سے پردے اُٹھا دے تاکہ میں تیرا دیدار کر سکوں۔ میرے نزدیک اِدھر اُدھر کی چیزوں کی کوئی تعریف نہیں بلکہ ہر چیز میں تیری ہی حمد وثناء ہے۔''

پھراس نے یہ اشعار پڑھے:

يَا حَبِيْبَ الْقَلْبِ مَالِيْ سِوَاكَا فَارْحَمِ الْيَوْمَ مُذْنِبًا قَدْ اَتَاكَا

يَا رَجَائِيْ وَرَاحَتِيْ وَسُرُوْرِيْ قَدْ اَبَى الْقَلْبُ اَنْ يُّحِبَّ سِوَاكَا

ترجمہ: اے دل کے دوست! تیرے سوا میرا کوئی نہیں، اپنی بارگاہ میں حاضر اس گنہگار پر رحم فرما، اے میری اُمید، میری راحت اور اے میرے سرور! دِل نے تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے چار سوالات:

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے چند احباب کے ساتھ اُن کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ایک پردہ درمیان میں حائل کر کے اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دوستوں نے استفسار کیا: ''آپ کے شوہر انتقال فرما چکے ہیں، لہٰذا اب آپ کو نکاح کر لینا چاہئے۔'' حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عَدَوِیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''میں تمہاری رائے کا احترام کرتے ہوئے بڑی محبت وعزَّت سے نکاح کر لوں گی، لیکن مجھے یہ بتایئے کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تا کہ میں اس سے نکاح کروں۔'' وہ بولے: ''حضرت سیِّدُنا حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔'' پھر کہنے لگیں: ''اگر آپ میرے چار سوالات کے جوابات دے دیں تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔'' حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''پوچھو، اگر **اللہ** تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو جواب دوں گا۔''

چنانچہ، انہوں نے درج ذیل سوالات کئے:

(۱)......فقیہہ عالم کیا کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گی تو کیا دُنیا سے مسلمان جاؤں گی یا کافرہ؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو غیب ہے، جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

(۲)......جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا اور منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں جوابات دے پاؤں گی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ بھی غیب ہے۔''

(۳)......جب لوگ قیامت میں اُٹھیں گے، اور اعمال نامے کھول کر بعضوں کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بعضوں کے بائیں ہاتھ میں، تو کیا میرا نامۂ اعمال مجھے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اُلٹے میں؟ تو حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پھر یہی جواب دیا کہ ''یہ بھی غیب ہے۔''

(۴)......جب تمام مخلوق میں سے ہر جنتی اور دوزخی گروہ کو پکارا جائے گا اور بلایا جائے گا تو میں کس گروہ میں سے ہوں گی؟

تو اس کے جواب میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی فرمایا کہ ''یہ بھی غیب ہے، اور غیب کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

اس کے بعد حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ارشاد فرمایا: ''جب معاملہ ایسا ہے (یعنی جب دنیا سے مسلمان رُخصت ہونے، نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے، نامۂ اعمال کے دائیں ہاتھ میں ملنے اور جنّتی گروہ میں شامل ہونے کا علم نہیں) تو میں اس کی وجہ سے سخت پریشان و مضطرب ہوں لہٰذا مجھے کیسے شوہر کی حاجت ہوسکتی ہے اور کیسے اس کے لئے فارغ وقت نکال سکتی ہوں۔''

ستّار بجانے والی کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو ستّار بجاتی تھی۔ ایک دن وہ کسی قاریٔ قرآن کے پاس سے گزری جو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

(پ ۱۰، التوبۃ: ۴۹)

آیتِ مبارکہ سنتے ہی اس نے ستار پھینک دیا، ایک زوردار چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو اس نے ستار کو توڑ دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئی، یہاں تک کہ عبادت کی وجہ سے معروف و مشہور ہوگئی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا، اور اسے کہا: ''اپنے نفس کے لئے نرمی اختیار کرو۔'' تو وہ رونے لگ گئی اور کہنے لگی: ''کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پل صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کو کیسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں گے؟ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ڈانٹ کو کیسے سن سکیں گے؟'' پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو التجا کرنے لگی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمالے گا؟'' پھر اس نے ایک آہ سرد دِلِ پُر درد سے کھینچی اور کہا: ''آہ! کل قیامت کتنے ہی لوگوں کے عیب کھول دے گی۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور آہ و بکا کرنے لگی۔ مجلس کے سبھی لوگ اس کی شدّتِ گریہ وزاری سے بے ہوش ہوگئے۔

زیارتِ بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اُمِّ داب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات و عابدات میں ہوتا ہے۔ اُن کی عمر نوّے (90) برس ہوچکی تھی۔ ہر سال مدینہ منوّرہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتعظیمًا سے مکہ معظّمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا و تکریمًا پیدل چل کر حج کرنے آتی تھیں۔ اُن کی بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم آیا، عورتیں ان کے پاس ان کی زیارت کے لئے

حاضر ہوئیں، ان کو آپ کی بینائی چلے جانے کا بہت غم ہوا، آپ نے گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہِ ربُّ العزّت میں یوں عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! میری آنکھوں کا نور چلا گیا تو کیا ہوا؟ تیری بارگاہ میں حاضری کے شوق کے انوار تو ابھی باقی ہیں۔'' پھر احرام باندھ کر ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہتے ہوئے اپنی رفقاء کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی آگے نکل جاتیں۔ حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حال پر بڑا تعجب ہوا تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ''اے ذوالنون! کیا تم اس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا شوق تھا پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لطف وکرم فرماتے ہوئے اسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کی طاقت عطا فرمائی۔''

چار مقبول لڑکیاں:

حضرت سیِّدُنا محمد بن مروان علیہ رحمۃ اللہ المنان، جو فقر وتقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے والوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کعبہ مشرَّفہ زَادَھَا اللّٰہُ تعالٰی شرفًا وتکریمًا میں رُکنِ یمانی کے قریب طواف میں مشغول تھا کہ اچانک چار لڑکیوں کو آتے دیکھا، ان پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں سب سے بڑی نے غلافِ کعبہ سے لپٹ کر عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی:

اِلَیْکَ حَجِّیْ لَا لِلْبَیْتِ وَالْحَجَرُ وَلَا طَوَافَ بِاَرْکَانٍ وَّلَا جُدُرُ

ترجمہ: میرا حج تو صرف تیرے لئے ہے، نہ بیت اللہ شریف کا، نہ حجرِ اسود کا، نہ ارکان کا طواف اور نہ ہی دیواروں کا۔

پھر اس نے اپنے سر کو بلند کر کے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری محبت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے اور میں عشق ومحبت میں گرفتار ہو گئی ہوں، اب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے لوٹا دیا تو مجھے میری محبت تیرے دروازے پر کھینچ لائے گی۔ اگر میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دور کر دیا تو تیرے عفو وکرم کی امید مجھے تیرے قریب کر دے گی۔ اگر میری خطاؤں نے مجھے قید کرا دیا تو تیری طرف رجوع میں میرا اخلاص مجھے آزاد کرا دے گا۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے تیرا وصال کب حاصل ہوگا، تیری بارگاہِ جمال تک کب پہنچوں گی؟ اے وحشت زدوں کے دوست! اے محبین کے محبوب! اے خائفین کو پناہ دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے اور اے تائبین کی توبہ قبول فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور میری مغفرت فرما۔'' پھر اس نے لمبا سانس لیا اور چند اشعار پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِمَّا کَانَ مِنْ زُلَلِیْ وَمِنْ ذُنُوْبِیْ وَتَفْرِیْطِیْ وَاِصْرَارِیْ

یَا رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَا کَرِیْمُ فَقَدْ اَمْسَکْتُ حَبْلَ الرَّجَاءِ یَا خَیْرَ غَفَّارِ

ترجمہ: میں اپنے گناہوں، لغزشوں، خطاؤں اور گناہ پر اصرار سے مغفرت چاہتی ہوں، اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اے کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرما دے، اے بخشنے والے مہربان! میں نے امید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔

پھر وہ غمگین و پریشان بیٹھ گئی۔ اور دوسری مضطرب و بے قرار ہو کر گریہ و زاری کرتے ہوئے پکارنے لگی: ''اے تمام امیدوں کی انتہاء! اے نیکوں کو نیک اعمال پر ابھارنے والے! اے عارفین کے دلوں میں محبت کی قندیل روشن کرنے والے! اے وحشت زدوں کے انیس! اے دلوں کے طبیب! اے گناہوں کو بخشنے والے! میرا جسم تیری محبت سے پگھل رہا ہے، مجھے تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم آتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور مجھ سے در گزر فرما۔ پھر وہ اِدھر اُدھر گھومنے لگی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

اَتَیْتُكَ اَشْتَكِیْ سُقْمِیْ وَدَآئِیْ ... وَعِنْدَكَ یَا مُنٰی قَلْبِیْ دَوَآئِیْ

فَلَآ اَحَدٌ سِوَاكَ اِلَیْهِ اَشْكُوْ ... فَیَرْحَمَ عَبْرَتِیْ وَ یَرٰی بُكَآئِیْ

فَیَا مَوْلَی الْوَرٰی جُدْ لِیْ بِعَفْوٍ ... وَّمَنٍّ بِنَظْرَةٍ فِیْهَا شِفَآئِیْ

ترجمہ: میں تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری و بیماری کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! میرے مرض کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں جسے میں اپنی بیماری بتا سکوں اور وہ میری گریہ وزاری کو دیکھے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ اے ساری مخلوق کے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اپنی بخشش و کرم فرما کر مجھ پر احسان فرما، اور ایسی نظرِ رحمت فرما دے جس میں میری شفا ہو۔

پھر وہ بیٹھ گئی اور تیسری کھڑی ہوئی، وہ بھی کافی دیر تک روتی رہی۔ پھر عرض کرنے لگی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دُھتکار دیا ہے اور ہمیشہ کی غفلت نے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے، میں تیرے دروازے پر ذلت و محتاجی کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی آس لگائے کھڑی ہوں، میں تیرے عذاب سے فرار ہو کر تیری پناہ میں آ گئی ہوں، پھر اس نے بھی چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

بِبَابِكَ رَبِّیْ قَدْ اَنَخْتُ رَكَآئِبِیْ ... وَ مَا لِیْ مَنْ اَرْجُوْهُ یَا خَیْرَ وَاهِبِ

سِوَاكَ فَجُدْ لِیْ بِالَّذِیْ اَنْتَ اَهْلُهٗ ... لَاُعْطِیْ مِنَ الْاَفْضَالِ اَسْنَی الْمَوَاهِبِ

اِذَا لَمْ اَمُتْ شَوْقًا اِلَیْكَ وَحَسْرَةً ... عَلَیْكَ فَلَا بَلَغْتُ مِنْكَ مَآرَبِیْ

ترجمہ: اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرے دروازے پر میں نے ڈیرہ لگا لیا ہے، اے بہتر عطا کرنے والے! تیرے علاوہ میرا کون ہے جس سے میں اُمید رکھوں، مجھ پر اپنی شان کے مطابق جود و کرم فرما اور مجھے اپنا بہترین فضل عطا فرما، اگر میں تیرے شوقِ دیدار اور حسرتِ دیدار میں نہ مری تو اپنے مقصود کو نہ پہنچی۔

اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہاتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اور چوتھی لڑکی روتے ہوئے کھڑی ہوئی، وہ

حسرت کے عالم میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔ چنانچہ، اس نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو نے عبادت وریاضت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ تیرے دروازے پر کھڑے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔ **یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو عبادت وکوشش کرنے والے جب گناہوں میں مبتلا ہوتے تو تیری بارگاہ میں نہ آتے۔ **یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو معاف نہ کرسکتا تو میں تجھ سے مغفرت کی امید نہ رکھتی۔ بے شک تیری ہی یہ شان ہے کہ تو مجھ پر اپنی وسیع رحمت کے ساتھ کرم فرما سکتا ہے۔ اے وہ ذات جس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شئے بھی مخفی نہیں! اے وہ ذات جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں! تو میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، تو ہی میرا مطلوب ومقصود ہے۔'' پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

تَعَطَّفتَ بِفَضلٍ مِّنْكَ یَا مَالِكَ الْوَرٰی ۔۔۔ فَاَنْتَ مَلَاذِیْ سَیِّدِیْ وَ مُعِیْنِیْ

لَئِنْ اَبْعَدَتْنِیْ عَنْ جَنَابِكَ زَلَّتِیْ ۔۔۔ فَاِنَّ رَجَآئِیْ فِیْكَ حُسْنُ یَقِیْنِیْ

وَظَنِّیْ جَمِیْلٌ اِنَّنِیْ مِنْكَ اَرْتَجِیْ ۔۔۔ عَوَاطِفَكَ الْحُسْنٰی فَخُذْ بِیَمِیْنِیْ

ترجمہ: اے مخلوق کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اپنے فضل سے مجھ پر عنایت کی ہوا چلا دے۔ تو میری پناہ گاہ، میرا مالک اور میری مدد فرمانے والا ہے۔ اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے تو کوئی غم نہیں کیونکہ تیرے متعلق مجھے حسنِ ظن ہے۔ میرا احسن ظن یہ ہے کہ میں تجھ سے تیرے انعام واکرام کی اُمید رکھوں لہٰذا میری دستگیری فرما۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو اور دعا سن کر بہت سکون ملا اور ان کے نصیحت بھرے بیانات سے میری آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

ایک خائفہ کا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ:

منقول ہے کہ ایک عورت کعبۃ اللہ شریف زادھا اللّٰہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا کے پاس رہتی تھی، جس کا نام حکیمہ تھا۔ جب کعبہ مشرَّفہ زادھا اللّٰہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا کے دروازے کو کھلتا ہوا دیکھتی تو زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ ایک دن اس کی عدم موجودگی میں دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: ''اے حکیمہ! آج (تیری عدم موجودگی میں) بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا گیا، اگر تو طواف کرنے والوں کو حالتِ احرام میں تلبیہ (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ) کہتے ہوئے دیکھ لیتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دل شوق سے زخمی تھا اور وہ اپنے رب کی طرف سے رحمت ومغفرت کا انتظار کرتے ہوئے عاجزی وانکساری سے گریہ کناں تھے۔'' یہ سنتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری جس سے دِل گھبرا جائیں، اور پھر کچھ دیر تڑپتی رہی یہاں تک کہ اس افسوس میں اس نے اپنی جان قربان کردی کہ وہ اپنا مطلوب نہ پاسکی اور نیک بندوں کے گروہ میں کعبہ مشرَّفہ زادھا اللّٰہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا کی زیارت نہ کرسکی اور دُنیا میں کوئی چیز اس کے لئے اس نعمت کا عوض یا بدلہ نہ بنائی گئی لہٰذا اس نے اپنی جان قربان کردی۔

ایک خدا شناس مجنونہ:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ جبلِ مقطم کے قریب ایک عابدہ لڑکی رہتی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کی زیارت کروں۔ چنانچہ، میں اس پہاڑ کے قریب جا کر تلاش کرتا رہا لیکن وہ دکھائی نہ دی، میری ملاقات عابدوں کی ایک جماعت سے ہوئی، میں نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: ''تم ایک مجنونہ کے بارے میں پوچھتے ہو اور عقل مندوں کے متعلق نہیں پوچھتے؟'' میں نے کہا: ''مجھے اسی کے متعلق بتاؤ، اگرچہ وہ مجنونہ ہے۔'' وہ پھر کہنے لگے: ''ہم اسے اپنے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی گرتی ہے تو کبھی کھڑی ہو جاتی ہے، کبھی چیخ و پکار کرتی ہے تو کبھی خاموش ہو جاتی ہے، کبھی روتی ہے تو کبھی ہنستی ہے۔'' میں نے کہا: ''مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔'' تو ان میں سے ایک نے بتایا کہ ''آپ فلاں وادی میں چلے جائیں۔'' چنانچہ، میں اس کی تلاش میں چل پڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو دھیمی دھیمی آواز میں اُسے چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے وہ ذات جس کے ذکر سے دل اُنس محسوس کرتے ہیں! مخلوق سے کنارہ کش ہو کر میری اُمید صرف تیری ہی ذاتِ کریمانہ ہے۔ اے وہ ذات کہ تمام لوگ جس کے بندے ہیں! زمانہ گزر جائے گا مگر تیری محبت دلوں میں ہر دم تر و تازہ رہے گی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کے پیچھے چل پڑا تو ایک لڑکی کو دیکھا، وہ بہت بڑی چٹان پر بیٹھی تھی۔ میں نے اسے سلام کیا تو وہ جواب دینے کے بعد کہنے لگی: ''اے ذوالنون! کیا ہوا کہ ایک مجنونہ کو ڈھونڈ رہے ہیں؟'' میں نے پوچھا: ''کیا تم مجنونہ ہو؟'' بولی: ''جی ہاں، اگر میں مجنونہ نہ ہوتی تو مجھے ایسا کیوں کہا جاتا؟'' پھر میں نے پوچھا: ''کس وجہ سے تم مجنونہ ہو گئی ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ذوالنون! محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت نے مجھے باندھ رکھا ہے اور اُسی کے عشق نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔'' پھر میں نے پوچھا: ''تمہارے عشق و محبت کا مقام کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ذوالنون! محبت و عشق کا مقام دل ہے اور وجد کا مقام باطن ہے۔'' پھر وہ شدید گریہ کناں ہوئی، یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو شدتِ محبت سے ایک آہِ سرد دِلِ پُر درد سے کھینچتے ہوئے کہا: ''اے ذوالنون! محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کی موت یوں آتی ہے۔'' پھر ایک زوردار چیخ مار کر زمین پر گر گئی، میں نے اسے ہلا جُلا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

ایک عارِفہ کا عارفانہ کلام:

حضرت سیِّدُنا جعفر خادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو فرماتے سنا کہ میں نے ایک سال تنہا حج کیا اور مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا میں ہی ٹھہر گیا۔ جب رات تاریک ہو گئی تو طواف کے لئے

مطاف (یعنی طواف کی جگہ) میں داخل ہوا۔ دورانِ طواف میں نے ایک لڑکی دیکھی جو بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی تھی۔ وہ کچھ اشعار پڑھ رہی تھی، **جن کا مفہوم یہ ہے:** ''محبت الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے پوشیدہ رہنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے بہت چھپایا مگر اس نے میرے پاس ڈیرے ڈال لئے۔ جب میرا عشق شدت اختیار کرتا ہے تو محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے میرا دل دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اگر میں اپنے محبوب سے قرب حاصل کرنے کا ارادہ کروں اور وہ مجھے وصال کی دولت سے سرشار کر دے تو میرا دل مطمئن ہو جائے اور مجھ پر مدہوشی طاری ہو جائے یہاں تک کہ میں اس کے دیدار کی لذّت اٹھاؤں اور خوشی سے جھوم جاؤں۔''

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے سعادت مند لڑکی! کیا تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ نہیں کہ اس عظیم مقام پر ایسا کلام کر رہی ہو، تو وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: ''اے جنید! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس سے محبت کرنے والے کے درمیان حائل نہ ہو۔'' پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''اگر محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا معاملہ نہ ہوتا تو آپ مجھے میٹھی نیند چھوڑنے والا نہ دیکھتے۔ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بے وطن کر دیا ہے جیسے آپ میرے وطن کے متعلق خیال کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے پس اس کی محبت نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔''

پھر کہنے لگی: اے جنید! آپ کعبہ مشرّفہ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی شَرَفًا وَّتَكْرِيْمًا کا طواف کر رہے ہیں کیا آپ نے کعبے کے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ''آپ کو اس دعوے کی دلیل قائم کرنی ہوگی تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا لیا اور کہنے لگی: تو پاک ہے، تو پاک ہے، تیری شان کتنی بلند ہے، تیری بادشاہی کتنی عزت والی ہے! یہ لوگ پتھروں جیسے ہیں جو اہلِ معرفت کا انکار کرتے ہوئے طواف کر رہے ہیں۔'' پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں جبکہ ان کے دل چٹانوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اگر وہ تنہائی میں مخلص ہوتے تو ان کی صفات عمدہ ہو جاتیں اور ان کی ذات میں بیان کرنے کے لئے صفاتِ حق قائم ہو جاتیں۔'' حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ اس کا عارفانہ کلام سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔

ایک عابدہ کی نصیحت بھری باتیں:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ایک عابدہ وزاہدہ کی تعریف کی گئی جو بہت باعمل اور کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ میں نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ، میں نے دیکھا کہ وہ دن کو روزے رکھتی، رات کو قیام کرتی، نہ تو عبادت سے کبھی غافل ہوتی اور نہ ہی نیکیوں سے اسے کوئی اکتاہٹ ہوتی۔ وہ ایک راہب

خانے میں رہتی تھی۔ رات کے وقت جب اندھیرا چھا گیا تو میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: ''میرا مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نہیں سوتا اور نینداس کے شایانِ شان نہیں، تو پھر اس کی بندی کیسے سو جائے، تیری عزّت وجلال کی قسم! آج رات میں نہیں سوؤں گی۔'' جب صبح ہوئی تو میں نے اسے سلام کیا اور اس نے جواب دیا۔ میں نے کہا: ''اے لڑکی! تو عیسائیوں کے ٹھکانے میں رہتی ہے جبکہ تو عبادت میں اس مقام پر ہے؟'' تو وہ کہنے لگی: ''اے ذوالنون! ایسی چھوٹی بات نہ کریں، آپ تو اس عظیم مقام پر فائز ہیں کہ آپ کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کا خیال نہیں آتا، اور نہ ہی کوئی وہم پیدا ہوتا ہے۔'' میں نے اس سے کہا: ''کیا تم اس گرجے میں وحشت محسوس نہیں کرتی؟'' اس نے کہا: ''وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنی لطیف حکمت سے بھر دیا اور مجھے اپنی محبت عطا کر دی، میں اپنے دل میں اس کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ نہیں پاتی اور نہ ہی میرے جسم میں کوئی ایسی رگ ہے جو اس کی محبت و معرفت سے لبریز نہ ہو، تو میں کیونکر اس کے ذکر سے مانوس نہ ہوں گی، میں تو ہمیشہ اس کی بارگاہ میں ہوتی ہوں۔''

پھر میں نے کہا: ''آپ نے راہِ سلوک کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے، پس مجھے بھی ایسی قوم کے راستے پر چلایئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں گناہوں کے سمندر میں غرق ہوں۔'' تو اس نے نصیحت کرتے ہوئے کہا: ''اے ذوالنون! تقویٰ کو اپنا توشہ بنالو اور آخرت کو اپنا مقصد بنالو، زُہد و تقویٰ کو اپنی سواری بنالو اور سب سے کٹ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ رہنے کو اپنی عادت بنالو، اور اس دنیا کو اپنے دل سے نکال دو، یہ آپ کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کا سبب ہوگا۔ اور خائفین کے راستے کو اپنا کر، نافرمانوں کے راستے کو ترک کر دیجئے، موحِّدین کی فہرست میں آپ لکھے جائیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کی حاضری اس حال میں ہوگی کہ آپ کے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا، اور نہ ہی کوئی دربان آپ کو روکے گا۔''

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کے کلام نے میرے دل پر بہت اثر کیا اور وہی میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کا سبب بنا، پھر اس نے مجھے وہیں چھوڑا اور چلی گئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

بیان28:

صور پھونکنے کا بیان

﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ہُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۝﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہو جائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔(1)

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں وہم وگمان جس کا ادراک نہیں کر سکتے، نہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ نہ اسے آفات آتی ہیں نہ موت۔ اس نے کتاب کو نازل فرمایا، بادل برسایا، تر پھلوں کو خشک ٹہنیوں سے نکالا اور انسان کو خشک بجتی مٹی سے پیدا کیا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی۔ وہ خود اپنی قدرتِ کاملہ کو یوں بیان فرماتا ہے: وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۝ (پ ۱، البقرہ: ۱۱۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

اس کی قدرت سے سب کچھ پیدا ہوا۔ اس کی رحمت سے لگاتار نعمتیں ملیں۔ اس کی حکمت سے زمین وآسمان شق ہوئے۔ اس کی مشیّت وارادے سے سعادت وشقاوت لکھی گئی۔

---

1 ......مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ پہلے نفخہ کا بیان ہے۔ اس نفخہ سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے، جن پر موت نہ آئی ہوگی، وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر **اللہ** تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ جیسے کہ انبیاء وشہداء۔ ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیّت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ (جمل وغیرہ)۔ اس استثناء میں کون کون داخل ہے۔ اس میں مفسّرین کے بہت اقوال ہیں: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبریل ومیکائیل واسرافیل وملک الموت کے۔ پھر **اللہ** تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے، اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ **دوسرا قول** یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لئے قرانِ مجید میں ''بَلْ اَحْیَاءٌ'' آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کئے گردِ عرش حاضر ہوں گے۔ **تیسرا قول** حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ'' مستثنیٰ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چونکہ آپ طُور پر بے ہوش ہو چکے ہیں اس لئے اس نفخہ سے آپ بے ہوش نہ ہوں گے۔ بلکہ آپ متیقظ، ہوشیار رہیں گے۔ **چوتھا قول** یہ ہے کہ مستثنیٰ جنّت کی حوریں اور عرش وکرسی کے رہنے والے ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ ''مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے جو جہنّم پر مامور ہیں وہ اور جہنّم کے سانپ بچھو ہیں۔ (تفسیر کبیر وجمل)۔ یہ نفخہ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر مبہوت کی طرح ہر طرف نگاہیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں گے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ''وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ اب انہیں کیا معاملہ پیش آئے گا اور مؤمنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ جیسا کہ **اللہ** تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، ''یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا۔''

قرآن پاک میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیۡہِ تُقۡلَبُوۡنَ ۝ (پ ۲۰، العنکبوت: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔

عقل مندوں کے سینوں کو شفا دیتا اور اپنی پختہ تخلیقات سے ہر شک وشبہ دور کرتا ہے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ تَنۡتَشِرُوۡنَ ۝ (پ ۲۱، الروم: ۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

اس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے مختلف قسم کی اشیاء پیدا فرمائیں اور گزشتہ وآئندہ کی اشیاء کو ایک اندازے سے رکھا اور توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف فرمادیئے۔ چنانچہ، ارشاد فرماتا ہے: ''وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ (پ ۲۵، الشوریٰ: ۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''(۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نئے نئے زمانے ایجاد کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں مردوں، عورتوں کی صورتیں بناتا ہے۔ قبر والوں کو اٹھائے گا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔'' چنانچہ، قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ۝ (پ ۲۳، یٰس: ۵۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔ اور اپنی قدرت کی نشانی، سورج کے متعلق فرماتا ہے: وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا ۝ (پ ۲۹، نوح: ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور سورج کو چراغ (کیا)۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا اور اگر وہ چاہے تو اُسے کھاری کردے پھر اس کا شکر کیوں نہیں کرتے جو کریم ہے، قدر فرمانے والا ہے، مہربان ہے، بخشنے والا ہے، اپنے فیصلوں میں ظلم وستم سے پاک ہے، زمین وآسمان کا خالق ہے۔ خود قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ۝ (پ ۷، الانعام: ۱) ترجمۂ کنزالایمان: جس نے آسمان اور زمین بنائے، اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی، اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔(۲)

---

1 ...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**مسئلہ:** توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی ومعصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مُجتَنِب رہنے کا پختہ ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریقِ شرعی عہدہ برآ ہو۔''

2 ...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرتِ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''توریت میں سب سے اوّل یہی آیت ہے۔ اس آیت میں بندوں کو شانِ استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان وزمین کا ذکر اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لئے بہت عجائبِ قدرت وغرائبِ حکمت اور عبرتیں ومنافع ہیں۔ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی ہو یا کُفر کی یا جہل کی یا جہنّم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان وہدایت وعلم وجنت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اللہ عَزَّوَجَلَّ طول وعرض میں پھیلی ہوئی تمام اشیاء کا بھی مالک ہے، اپنے بندوں کے فرائض وسنن قبول فرماتا ہے، سب کو اسی کی طرف لوٹنا اور اسی کی بارگاہ پیش ہونا ہے۔ چنانچہ، اپنی وسیع قدرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: **وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ O** (پ ۲۱، الروم: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اسی کے زیرِ حکم ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو مضبوط ومستحکم پیدا فرمایا، اور اس میں طاقت وقوت کو ودیعت فرمایا۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: **وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ O** (پ۷، الانعام: ۹۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کردیں سمجھ والوں کے لئے۔

اس نے راہِ ہدایت کو ظاہر فرمایا اور اس کے تمام راستوں کو بیان فرمایا، اور اپنے بندوں پر اپنی پے در پے ملنے والی نعمتوں کی تکمیل فرمائی، اور وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کے چہرے روشن فرمائے تو ان کے چہرے مسکراتے اور کِھلکِھلاتے ہیں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ایسوں کی شان یوں بیان فرماتا ہے: **لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ط هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ O** (پ۱۷، الانبیآء: ۱۰۳) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بدلیوں سے پانی اُتارا، اور اپنے فضل وکرم سے کامل طور پر نعمتیں عطا فرمائیں، اپنے بندوں کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ کیونکہ، خود ارشاد فرماتا ہے: **لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ O** (پ۱۷، الانبیآء: ۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور اُن سب سے سوال ہوگا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تخلیقِ کائنات کی کاری گری کو مضبوط ومستحکم کیا، اپنی مخلوق کو وسیع رزق عطا فرما کر ان پر احسان وانعام فرمایا، اور ان کے مبہم رازوں کو جانتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ط** (پ ۱۴، النحل: ۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ **رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ O** (پ۲۷، الرحمن: ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھّم کا رب۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کائنات کو دونوروں کے ساتھ منوَّر فرمایا یعنی ہر چیز کے دو جوڑے بنائے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: **وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ O** (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔

بقیہ...... واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہِ حق صرف ایک دینِ اسلام۔ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشان ہائے قدرت دیکھنے کے، دُوسروں کو حتّٰی کہ پتّھروں کو پُوجتے ہیں۔ باوجود یکہ اس کے مُقِر ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا **اللہ** ہے۔''

مِثْلِیَّت سے پاک ذات:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عقل والوں پر پردے ڈال دیئے کہ وہ اس کا احاطہ کرسکیں تو وہ حیران و پریشان ہیں، اور انہیں اپنی توحید کی نشانیاں دکھائیں تو انہوں نے نہ مخالفت کی اور نہ ہی مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بزرگی وعظمت کا ذکر ان کے دلوں میں ڈالا تو وہ اس کی یاد میں مست ہوگئے اور کہنے لگے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔'' اس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فضل وکرم کرتے ہوئے انہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں، اور اپنے دشمنوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا۔ اور اپنا ادراک کرنے سے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے لہٰذا وہ کسی کے متعلق اس کے مثل یا مشابہ ہونے کا وہم تک نہیں کرتے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی بے مثل و بے مثال شان یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۱﴾ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ O (پ ۱۱، یونس: ۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

﴿۲﴾ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ج (پ ۲۵، الشوریٰ: ۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اس جیسا کوئی نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پھیلی ہوئی فضیلت سے بلند شئے کوئی نہیں، اور اس کی راہ پر چلنے والے کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتی۔ اسی کا فرمانِ حقیقت نشان ہے:

﴿۳﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا ط وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ O (پ ۲۱، الروم: ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جِلا تا (یعنی زندہ کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے اور یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے ذریعے مقرَّبین اس کے مزید قرب کی لذّت حاصل کرتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جو گواہی دینے والے کو اس روز نفع بخشے گی جس دن مال نفع دے گا نہ اولاد، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرتِ سیِّدُنا محمدِ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں، جو عربی نبی ہیں اور امین و مامون ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم، پر، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی آل واصحاب علیہم الرضوان، ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین اور پاک اولاد پر درود وسلام بھیجے جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کئے اور جو حق کے ساتھ عدل وانصاف کرتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کا ہولناک منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِیۡہِ اُخۡرٰی فَاِذَا ھُمۡ قِیَامٌ یَّنۡظُرُوۡنَ O (پ ٢٤،الزمر:٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہو جائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرتِ سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے) صور پھونکیں گے، جبکہ صور سینگ نما ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک حضرتِ سیِّدُنا حسن کی قراءت کے مطابق یہ "صورۃٌ" کی جمع ہے۔ انہوں نے "وَنُفِخَ فِی الصُّوَرِ" واؤ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام نے کبھی آنکھ نہیں جھپکائی۔'' یعنی جب سے ان کے ذمہ یہ کام لگا ہے، وہ ایک پلک کو دوسری پر نہیں رکھتے کہ کہیں پلک جھپکنے سے پہلے اُنہیں (صور پھونکنے کا) حکم نہ دے دیا جائے۔ اور اس نفخہ سے مراد نفخہ اُولیٰ ہے۔ ''صَعِقَ'' کا معنی ہے کہ وہ گھبراہٹ اور آواز کی شدَّت سے مر جائیں گے۔

''اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جنہیں چاہے گا انہیں گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اور یہ کون لوگ ہوں گے، اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ، ایک قول یہ ہے کہ وہ شہداء ہیں۔ بعض کے نزدیک ان سے مراد جبرائیل، میکائیل وعزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں۔ اور بعض نے کہا: ''وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام فرشتے مراد ہیں، جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان سے حورعین مراد ہیں۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے لئے ہوگا۔ (المستدرک، کتاب الاھوال، باب ینتظر صاحب الصور متی یؤمر بنفخه، الحدیث ٨٧١٩، ج٥، ص٧٧٤۔ العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، صفة اسرافیل علیه السلام، الحدیث ٣٩٣/٣٩٤، ص١٤٥، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اجسام زمین سے اس طرح نکلیں گے جیسے سبزہ، اور روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی اور ناک کے بانسوں سے جسموں میں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے زہر، زہر خوردہ کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور وہ سب ان ہولناکیوں کو دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورهم، فصل فی صفة یوم القیامة، الحدیث ٣٥٣، ج١، ص ٣٠٩، بتغیرٍ قلیلٍ)

اے میرے اسلامی بھائیو! غور کرو! تمہارے سب دوست، احباب اپنے حقیقی گھروں کی طرف کوچ کر گئے، عنقریب تمہیں بھی یہ سفر طے کرنا اور قبر میں اترنا پڑے گا، وہ سب دنیوی مال ودولت اور اپنے وطن چھوڑ کر چل بسے اور بہت جلد تمہیں بھی یہ سب کچھ چھوڑ کر جانا پڑے گا، انہوں نے جدائی کا پیالہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیا اب تمہیں بھی پینا پڑے گا، جس طرح انہیں اپنے اعمال کا سامنا کرنا پڑا تمہیں بھی کرنا پڑے گا، انہیں اپنے برے اعمال پر ندامت وشرمندگی اٹھانا پڑی عنقریب تمہیں بھی اٹھانا

پڑے گی، وقت کوفضولیات میں برباد کرنے پروہ حسرت وافسوس کی آفت میں مبتلا ہیں عنقریب تمہیں بھی حسرت کی آفت میں مبتلا ہونا پڑے گا، وہ موت کی سختیوں سے ہمکنار ہوئے اور جلد ہی تمہیں بھی ان سختیوں کا شکار ہونا پڑے گا، انہوں نے اپنی آنکھوں سے ہولنا کیوں کو دیکھا عنقریب تم بھی دیکھ لوگے۔ ان سے اُن کے اعمال کا حساب لیا گیا اور جلد ہی تم سے بھی لیا جائے گا، ان میں سے کوئی تمنا کرے گا کہ کاش! مال کے بدلے عذاب سے نجات مل جائے عنقریب تم بھی اس کی تمنا کرو گے، لہٰذا جلدی کرو! حساب کتاب کے دن اور خواہشوں کی ذلت سے پہلے پہلے توبہ کرلو، ابھی جوانی کی بہار ہے، بہت جلد اسے موت کے ہاتھوں فنا ہونا ہے، عنقریب تم اچانک آنے والی موت کے سائے میں ہوگے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: اور صور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہوجائیں گے، جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

اے ابن آدم! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب صور پھونکا جائے گا اور قبر والے منتشر ہوجائیں گے، جو سینوں میں ہوگا ظاہر ہوجائے گا، معاملات تنگ ہوجائیں گے، چھپا ہوا سب ظاہر ہوجائے گا اور ساری مخلوق قبروں سے اُٹھ کھڑی ہوگی۔

فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

وہ سب سے بڑا کیسا عجیب دن ہوگا جس میں زلزلے ہوں گے اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا، یکے بعد دیگرے ہولنا کیوں کا سلسلہ ہوگا، امیدیں ختم ہوجائیں گی، حیلے کم ہوجائیں گے، بائیں جانب والے خسارے میں ہوں گے، جوں ہی صور پھونکا جائے گا سب لوگ کانپتے ہوئے اپنی قبروں سے نکلیں گے۔

فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

وہ ایسا دن ہے جس میں قدم پھسل رہے ہوں گے، عقلیں کمزور ہوجائیں گی، کچھ سمجھ نہ آئے گا، طویل عرصہ کھڑا رہنا پڑے گا، گناہ ظاہر ہوجائیں گے، کسی کو بولنے کی جراءت نہ ہوگی اور موت کا جام پینے کے بعد لوگ قبروں سے زندہ نکلتے ہوں گے۔

فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

پس وہ قیامت کا دن ہے، حسرت وندامت کا دن ہے، زلزلوں اور جھٹکوں کا دن ہے، اس دن گنہگار اور نافرمان اپنے گناہوں اور بدکاریوں کو دیکھ لے گا اور لوگ قبروں سے اٹھ کر وعدے کی جگہ پر جارہے ہوں گے۔

فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨)

ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

﴿۵﴾ یَوْمَ تُبْلَی السَّرَآئِرُ ۝ (پ ٣٠، الطارق: ٩)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی۔

جس دن سب راز فاش ہو جائیں گے، ظالموں کا ظلم ظاہر ہو جائے گا، آنکھیں اندھی ہو جائیں گی، لوگ حیران و پریشان ہوں گے، کبیرہ گناہ کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے، قبروں سے مومن، کافر اور نیک و بد سب اُٹھ کر میدانِ محشر میں لرزتے ہوئے جمع ہو جائیں گے۔ **فَاِذَا ھُمۡ قِیَامٌ یَّنۡظُرُوۡنَ** (پ ۲۴، الزمر: ۶۸) ترجمۂ کنز الایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سماک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق بہت زیادہ رویا کرتے تھے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''قرآن پاک کی اس آیتِ مبارکہ نے مجھے رُلا دیا ہے:

﴿۶﴾ **وَبَدَا لَھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ○** (پ ۲۴، الزمر: ۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

(پھر فرمایا) آنکھیں رونے کے درد کا ذائقہ کیسے نہ چکھیں جبکہ وہ نہیں جانتیں کہ کون سی چیز اس رونے کو ختم کرے گی۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! پرہیزگار چلے گئے اور ہم رہ گئے ہیں۔ انہوں نے وصال پایا جبکہ ہم نے جدائی اختیار کی۔ انہوں نے مقصود پایا جبکہ ہم نے اسے کھو دیا۔ انہوں نے شرک (خفی یعنی ریاکاری) سے اجتناب کیا جبکہ ہم اس میں مبتلا ہو گئے۔ آؤ! ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے ساتھ آنسو بہائیں۔

اے میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمہارے اعمال کی کھیتی کٹنے کے قریب ہے۔ زندگی کا توشہ ختم ہونے کو ہے اور تم بے خبر ہو اور سمجھتے ہو کہ موت بہت دور ہے۔ ہاں! ہاں! عنقریب اس دن تم ندامت و پشیمانی کے عالم میں ہو گے جب باپ اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ تمام معاملات منتشر ہو جائیں گے۔ صور پھونکا جائے گا۔ پھر ماضی پر حسرت وندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ قبر کی سخت تاریکی میں آنسو بہانا تمہارے لئے مفید نہ ہو گا۔ کہاں ہے وہ جو تم نے اس دن کے لئے تیار کیا جس دن کوئی جان کسی کا بدلہ نہ بنے گی۔ عنقریب تمہارے ہوش اڑ جائیں گے جب آوازیں پست ہو جائیں گی اور تم ہلکی آواز کے سوا کچھ نہ سنو گے۔ اعمال نامے سینوں پر لٹکا دیئے جائیں گے اور سینوں میں آگ بھڑکا دی جائے گی اور صور پھونک دیا جائے گا۔

اللہ تعالٰی قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ **وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَۃٌ اِلٰی حِمۡلِھَا لَا یُحۡمَلۡ مِنۡہُ شَیۡءٌ وَّلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی** ط (پ ۲۲، فاطر: ۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو۔(1)

---

(1)...... مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''باپ یا ماں یا بھائی کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ''ماں باپ بیٹے کو لپٹیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے بیٹے! ہمارے کچھ گناہ اٹھالے۔ وہ کہے گا: میرے امکان میں نہیں، میرا اپنا بار کیا کم ہے؟۔''

حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی: ''اے میرے بیٹے! کیا تو میرے پیٹ میں نہ رہا اور میرا دودھ نہ پیا؟'' وہ کہے گا: ''کیوں نہیں، اے میری ماں!'' ماں بولے گی: ''آج میں گناہوں کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی ہوں، تو ان میں سے صرف ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے۔'' تو وہ کہے گا: ''مجھ سے دور ہو جا، مجھے اپنی فکر پڑی ہے، میں دوسروں سے بے پرواہ ہوں۔''

(تفسیر القرطبی، الفاطر، تحت الآیۃ ۱۸، الجزء الرابع عشر، ج۷، ص۲۴۷)

اے میرے اسلامی بھائیو! ہمارے دل غفلت کے سبب جسموں سے نکل چکے ہیں، میں کب تک تمہیں نصیحتیں کرتا ہوں، زندوں کو مکان بنانے کی پڑی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہماری لغزشوں اور گناہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ اے میرے بھائیو! غلطی اور کوتاہی نے ہمیں قید کر دیا اور موت قریب آ پہنچی۔ ہم پر افسوس! ہمیں روزِ محشر کی ہولناکیوں اور صور کے پھونکے جانے کا سامنا ہے۔ اے میرے بھائیو! آخر کب تک توبہ میں دیر کرتے رہو گے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بڑھاپا آ رہا ہے، جوانی جا رہی ہے، تم کب اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ سے صلح کرو گے؟ اور کب اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کی تیاری کرو گے؟ کیا تمہیں دوستوں، عزیزوں کی موت اور اس کے بعد پیش آنے والے معاملات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ کیا تم صور کے پھونکے جانے سے عبرت نہیں پکڑتے۔؟

روایت میں ہے کہ جب کوئی نوجوان اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیتے ہیں۔ دیگر فرشتے پوچھتے ہیں: کیا ہوا؟ تو ان کو کہا جاتا ہے کہ ایک نوجوان نے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لی ہے۔ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ''اس نوجوان کی توبہ کے استقبال میں جنتوں کو سجا دو۔''

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی نوجوان گناہوں کی وجہ سے روتا ہے اور اپنے مالک و محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے برائی کی۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں نے پردہ پوشی کی۔'' پھر عرض کرتا ہے: ''میں نادِم ہوں۔'' جواب ملتا ہے: ''میں جانتا ہوں۔'' پھر عرض کرتا ہے: ''میں توبہ کرتا ہوں۔'' جواب آتا ہے: ''میں قبول کرتا ہوں، اے نوجوان! جب تو توبہ کر کے توڑ ڈالے تو ہماری طرف رجوع کرنے سے حیا نہ کرنا، اور جب دوسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو تیسری مرتبہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمندگی تجھے نہ روکے، اور جب تیسری مرتبہ توڑ دے تو چوتھی مرتبہ بھی ہماری بارگاہ میں لوٹ آنا، (کیونکہ) میں ایسا جوّاد ہوں جو بخل نہیں کرتا، میں ایسا حلیم ہوں جو جلد بازی نہیں کرتا، میں ہی نافرمان کی پردہ پوشی کرتا اور تائبین کی توبہ قبول کرتا ہوں، میں خطائیں معاف کرتا، ندامت کرنے والوں پر سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں کیونکہ میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ کون ہے جو ہمارے دروازے پر آیا اور ہم نے اسے خالی واپس لوٹا دیا؟ کون ہے جس نے ہماری جناب میں التجا کی اور ہم نے اسے دھتکار دیا؟ کون ہے جس نے ہم سے توبہ کی اور ہم نے قبول نہ کی؟ کون ہے

جس نے ہم سے مانگا اور ہم نے عطا نہ کیا؟ کون ہے جس نے گناہوں سے معافی چاہی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کیونکہ میں سب سے بڑھ کر خطاؤں کو بخشنے والا، سب سے بڑھ کر عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا، سب سے بڑھ کر مصیبت زدوں کی مدد کرنے والا، گریہ وزاری کرنے والے پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ غیبوں کی خبر رکھتا ہوں۔ اے میرے بندے! میرے در پہ کھڑا ہو جا میں تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ دوں گا، سحری میں میرے کلام سے لطف اندوز ہو میں تجھے اپنے طلب گاروں میں شامل کر دوں گا، میری بارگاہ میں حاضری سے لذت حاصل کر میں تجھے لذیذ (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا، غیروں کو چھوڑ دے، فقر کو لازم پکڑ لے، سحری کے وقت عاجزی وانکساری کی زبان کے ساتھ مناجات کر۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! میزان پر کھڑے ہو کر اعمال کا حساب دینا بہت دشوار ہے، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اپنے گناہوں بھرے وجود کو لے کر کھڑا ہونا انتہائی مشکل ہے۔ پس تم کب تک کھیل کود میں وقت برباد کرتے رہو گے؟ زندگی تو بہت مختصر ہے۔ ابھی تو تم ان ہولناکیوں سے بے خبر ہو جن کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ جب قبر والوں کو اٹھایا جائے گا اور صور پھونکا جائے گا اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے سب ظاہر ہو جائے گا تو اس وقت تمہیں سخت ندامت وشرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! جب دِل گلے کے پاس آجائیں گے، اور حسرت وندامت خنجر کی طرح کلیجے پھاڑ دے گی، اور نافرمانوں کی پیاس سخت گرمی کی وجہ سے جوش مارے گی۔ تو اے نافرمان شخص! گناہ ترک کر کے جلدی سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور نفع کی بہاروں کو حاصل کر لے اس سے پہلے کہ وہ (بہاریں) گزر جائیں اور صور پھونک دیا جائے۔

افسوس ہے ان دلوں پر جو لوہے سے زیادہ سخت ہیں! افسوس ہے ان جانوں پر جو ہدایت کے راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں! افسوس ہے ان آنکھوں پر جو چٹانوں کی سختی سے زیادہ جمی ہوئی ہیں (کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے آنسو نہیں بہاتیں)! عنقریب خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرنے والے پیپ کی شراب پئیں گے، جب ان کے برے اعمال ظاہر ہوں گے تو ان کے ہوش و حواس اڑ جائیں گے۔

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨) ترجمہ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

کاہلی وسستی نے کتنے نوجوانوں کو خائب وخاسر کر دیا۔ اور کتنے غافلوں کے دل غفلت نے بیکار کر دیئے۔ اور کتنے امید باندھنے والوں کی آنکھوں پر ان کی امیدوں نے پردہ ڈال دیا۔ اور کتنے خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ رکھنے والوں کے دلوں کو اسباب نے کمزور کر دیا، ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ ٢٤، الزمر: ٦٨) ترجمہ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

کیا موت کی تکالیف سن کر تمہاری آنکھیں نہیں بہتیں؟ کیا موت کی وحشت سے تمہارے دل نہیں گھبراتے؟ کیا وعظ و نصیحت کی طرف تمہارے کان متوجہ ہو کر کچھ نہیں سنتے؟ کیا فنا ہونے والی شئے کی طلب سے تمہارے پیٹ سیر نہیں ہوتے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! (''اور ضرور تم سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے۔'' جیسا کہ خود ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے):

﴿۸﴾ **وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ** ۝ (پ۱۴،النحل:۹۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور تم سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے۔

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (پ۲۴،الزمر:۶۸) ترجمۂ کنزالایمان: جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

ایک مرید کی توبہ:

منقول ہے کہ ایک مرید کو توبہ کی توفیق ملی لیکن وہ دوبارہ اپنی گناہوں بھری حالت پر لوٹ آیا۔ پھر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگا: ''اگر میں اپنے گناہوں سے توبہ کر لوں تو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ میرا کیا معاملہ ہوگا؟'' اچانک ایک آواز آئی: ''اے نوجوان! تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے پردہ پوشی کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے مہلت دی، اب اگر تو ہماری طرف لوٹ آئے تو ہم قبول فرما لیں گے، اگر تو ہماری طرف متوجہ ہو تو ہم تیری طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے، تو نے عرصۂ دراز تک علانیہ ہماری نافرمانی کی لیکن ہم نے خطاؤں کو ڈھانپ دیا، تو نے ہم سے کتنی دوری اختیار کی پھر بھی ہم نے اپنے قریب کیا، تو نے نافرمانیوں کے ساتھ ہمارا مقابلہ کیا پھر بھی ہم نے درگزر کیا، اب بھی تو ہماری طرف لوٹ آئے اور ہم سے صلح کر لے تو ہم بھی صلح کر لیں گے۔''

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفِّق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناجات میں عرض کیا کرتے تھے: ''اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت و جلال کی قسم! میں تیرے دروازے سے نہیں ہٹوں گا اگرچہ تو مجھے دھتکار دے۔ میں تیری بارگاہ سے نہیں پھروں گا اگرچہ تو مجھے دُور بھی کر دے۔ میں تیرے وصال سے دُوری اختیار نہیں کروں گا اگرچہ تو مجھ سے تعلق توڑ لے۔ میں تیری محبت کو دل سے نہیں نکالوں گا اگرچہ تو مجھے عذاب دے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے تو کیا ہوا تیری محبت تو میرے دل میں ہے۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے اور دور کر دے تو پھر بھی تیری محبت میرے دل میں چھپی رہے گی۔''

رِقّت انگیز دُعا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذلّت و عاجزی کے ساتھ ہاتھوں کو بلند کر لو، اور اپنی آنکھوں سے موسلا دھار آنسو بہاتے ہوئے تنہائی میں اور اعلانیہ بلند آواز سے دعا کرو: اے ہمارے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار رونا فرمان بندے گناہوں سے معافی کی آس لگائے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ ہم راہِ حق سے بہک چکے ہیں اور ہماری ہلاکت نے ہمیں جہنم کے قریب

کر دیا ہے۔ یا اللہ العٰلَمِین عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری بارگاہ میں اپنی عاجزی وانکساری، ندامت وشرمندگی اور آنسو کی کثرت بطورِ شفیع پیش کرتے ہیں۔ یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! اگرچہ گناہ ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے ہیں لیکن ہمارا حسنِ ظن ہمیں تیرے عفو وکرم کی حرص دلاتا ہے۔ اگر تو معاف فرمائے تو تجھ سے زیادہ اس کے لائق کون ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے بڑھ کر عادل کون ہے؟

یَارَبَّ الْعٰلَمِین عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا پُرسانِ حال کون ہوگا؟ اگر تو صرف مخلص لوگوں کا ہی عمل قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سویا ہوا ہوں۔ اے میرے آقا ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا قصہ وماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں جبکہ خود ظالم ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! نصیحت کرنے والے کو بھی بخش دے اور سننے والے کی بھی بخشش فرما دے۔ اے میرے رحیم وکریم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کرلے تو کیا تو اسے قبول کر لے گا جس کی رہنمائی کی گئی اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے اخلاص کی دولت عطا فرمانے والے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو میرے اس اجتماع میں کوئی شخص تو ایسا ہوگا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہوگا۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کے صدقے میری تقصیر وکوتاہی معاف فرما دے اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم وکرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّم تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

بیان 29:

نیکوں کے واقعات

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہی میں اعلیٰ بصیرت سے نوازا اور انہیں اپنی انوکھی نشانیاں دکھائیں اور ان کی ارواح کو اپنے محلِ قرب کی سیر کرائی اور ان کو متقی اور پارسا لوگوں میں کیا اور اپنا مخلص بندہ بنا کر بزرگی اور اعلیٰ نسب سے مشرَّف فرمایا اور سخت تاریکی میں انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی، اور ان پر تاریکی طویل کر دی گئی، اور قلموں کے لکھے ہوئے پر انہیں مطلع فرمایا جبکہ قلموں نے کوئی بات نہ چھوڑی، اور ان کے دلوں میں انوار داخل فرمائے جن کے ذریعے وہ عالمِ غیب کا مشاہدہ کرتے اور دور و نزدیک کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں، اور ان پر کشف واطلاع کا بھی احسان فرمایا جس کے ذریعے وہ ہر چُھپی چیز کو دیکھ لیتے ہیں، اور انہیں حُسن و جمال، رعب و دبدبہ، قرابت اور تہذیب وشائستگی کا لباس پہنایا، اور ان کے دل اپنی طرف متوجہ کر لیے۔ اور خوش بخت وسعید ہے وہ شخص جس کا دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف مائل کر لے۔ اور انہیں اپنے پاکیزہ خطاب سے نوازا جس نے ان کے رنج وغم دور کر دیئے، بے چینیوں اور پریشانیوں کو ختم کر دیا، اور جب یہ اس کی عبادت میں تھک گئے تو ان کو ایسی راحت پہنچائی کہ تھکن کا کوئی احساس ہی نہ رہا، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سحر کی خلوتوں میں انہیں اپنا ہم نشین بنایا تو انہوں نے اپنا پاکیزہ وقت شب بیداری میں بسر کیا، اور انہیں ''اَھْلًا وَّسَھْلًا مَرْحَباً'' کی بشارتوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں بلایا، اور سب سے لذیذ مشروب پلایا، ان پر محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ نے تجلّی فرمائی، اور اپنی محبت میں قید دلوں کو اپنا جمال دکھایا۔

وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا محبوب، ان کا ہم نشین، ان کا ہم نوا اور ان کا دوست ہے۔ بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بارگاہ میں ان کے مرتبوں کو بلند فرمایا، جب وہ لوگوں سے چھپ جاتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ اقدس میں قرب کی لذتیں پاتے ہیں، اور جب لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان سے عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے طفیل اہلِ زمین پر بارش برساتا ہے اور ایسی زمین سے گھاس اُگاتا ہے جو گھاس اُگانے کے قابل نہیں ہوتی، خشک اور قحط زدہ زمین سے سبزہ اُگاتا ہے، ان کے صدقے دعائیں قبول ہوتی اور بلائیں دور ہوتی ہیں، یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ بندے ہیں، انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی خاطر دنیا کو ترک کیا یہاں تک کہ ان کی نظر میں سونا اور پتھر یکساں ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز کے بدلے رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو اختیار کیا، یہ ارادہ کرتے ہی اپنا مقصد پا لیتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو اپنے دامن کو پکڑ لیتے اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں، اور جب رشوت خور غائب ہو جاتے اور پہرہ دار سو جاتے ہیں تو یہ اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے قرب کے لئے بے چین وبے قرار ہو کر تڑپنے لگتے ہیں۔ اور جب صبح ہوتی ہے تو مسلسل آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں: ''کاش! رات نہ جاتی، کاش!

وہ ٹھہر جاتی، اے کاش! مشرق مغرب بن جاتا۔''

غیبی اشرفیاں:

ایک مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں ایک دیہات میں تھا، جہاں ایک قافلہ آیا۔ میں نے اپنے سامنے ایک شخص کو پایا تو میں جلدی سے اس کے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک عورت تھی، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ میں سمجھا کہ شاید یہ اپنا کچھ ساز وسامان ضائع کر چکی ہے۔ چنانچہ، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بیس درہم نکال کر کہا: ''یہ لو، اور میرے پاس ٹھہر جاؤ، جب قافلہ پہنچے تو اس کو کرایہ دے دینا اور رات کو آرام کرنے کے لئے میرے پاس آجانا تاکہ میں تیری پریشانی دُور کر دوں۔'' یہ سن کر اس نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا: ''پریشانی تو یوں دور ہو جائے گی۔'' میں نے دیکھا تو اس کی ہتھیلی میں غیب سے سونے کی اشرفیاں آچکی تھیں، اور کہنے لگی: ''تم نے جیب سے چاندی کی اشرفیاں لیں، جبکہ میں نے غیب سے سونے کی اشرفیاں لے لیں۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق میں سے کچھ بندوں کو خاص کیا۔ ان کے لئے ہدایت والی زمین کو بچھونا بنایا۔ ان کو توفیق وہدایت عطا فرمائی اور توشۂ سفر بھی فراہم کیا۔ ان کے لئے لُطف وکرم کی کھڑکیاں نصب کر دیں اور ان کو اپنے راستوں پر چلایا اور ان کے گرد رحم وکرم کے پیالوں کو گردش دی۔ لہٰذا ان کے دل اس کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ ان کے جسم اس کی جدائی کے خوف سے لاغر وناتواں ہیں۔ وہ وصالِ محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے باغیچوں میں آسودہ حال رہتے اور اُنسِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے باغات میں لُطف اٹھاتے ہیں اور انہیں قیامت کی ہولناکیوں کا کوئی خوف نہیں، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ ۱۱، یونس: ۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

چور ولی بن گیا:

منقول ہے کہ ایک چور رات کے وقت حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا کے گھر داخل ہوا، اس نے دائیں بائیں ہر طرف پورے گھر کی تلاشی لی لیکن سوائے ایک لوٹے کے کوئی چیز نہ پائی۔ جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے فرمایا: ''اگر تم چالاک وہوشیار چور ہو تو کوئی شئے لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔'' اس نے کہا: ''مجھے تو کوئی شئے نہیں ملی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے فرمایا: ''اے غریب شخص! اس لوٹے سے وضو کر کے کمرے میں داخل ہو جا اور دو رکعت نماز ادا کر، یہاں سے کچھ نہ کچھ لے کے جائے گا۔'' اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا کے کہنے کے مطابق وضو کیا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو حضرت

سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر یوں دُعا کی: ''اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص میرے پاس آیا لیکن اس کو کچھ نہ ملا، اب میں نے اسے تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا ہے، اسے اپنے فضل وکرم سے محروم نہ کرنا۔'' جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کو عبادت کی لذت نصیب ہوئی۔ چنانچہ، رات کے آخری حصے تک وہ نماز میں مشغول رہا۔ جب سحری کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا اس کے پاس تشریف لے گئیں تو اسے حالتِ سجدہ میں اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے پایا: جب میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے پوچھے گا: ''کیا تجھے حیا نہ آئی کہ تو میری نافرمانی کرتا رہا؟ اور میری مخلوق سے گناہ چھپاتا رہا اور اب گناہوں کی گٹھڑی لے کر میری بارگاہ میں پیش ہے، جب وہ مجھے عتاب کرے گا اور اپنی بارگاہِ رحمت سے دور کر دے گا تو اس وقت میں کیا جواب دوں گا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے پوچھا: ''اے بھائی! رات کیسی گزری؟'' بولا: ''خیریت سے گزری، عاجزی وانکساری سے میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا رہا تو اس نے میرے ٹیڑھے پَن کو درست کر دیا، میرا عذر قبول فرمالیا اور میرے گناہوں کو بخش دیا اور مجھے میرے مطلوب ومقصود تک پہنچا دیا۔'' پھر وہ شخص چہرے پر حیرانی وپریشانی کے آثار لئے چلا گیا۔ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ''اے میرے آقا ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص تیری بارگاہ میں ایک گھڑی کھڑا ہوا تو تُو نے اِسے قبول کرلیا اور میں کب سے تیری بارگاہ میں کھڑی ہوں، تو کیا تُو نے مجھے بھی قبول فرمالیا ہے؟'' اچانک آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے دِل کے کانوں سے یہ آواز سنی: ''اے رابعہ! ہم نے اسے تیری ہی وجہ سے قبول کیا اور تیری ہی وجہ سے اپنا قرب عطا فرمایا۔''

یَا سَیِّدِیْ عَبْدُكَ الْمِسْكِیْنُ فِیْ بَابِكَ ... یَرْجُوْ رِضَاكَ فَجُدْ بِالْعَفْوِ اَوْلٰی بِكَ

حَاشَاكَ تَسْدُلُ حِجَابَكَ دُوْنَ طُلَّابِكَ ... اَوْ تَبْتَلِیَ بِعَذَابِكَ قَلْبَ اَحْبَابِكَ

ترجمہ: (۱)......اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرا مسکین بندہ تیری رضا کی امید لگائے تیرے در پر حاضر ہے پس معافی کے ساتھ جود و کرم کرنا تیرے شایانِ شان ہے۔

(۲)......(یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!) تیری پناہ کہ تو اپنے طلبگاروں پر اپنے وصال سے پردہ ڈالے یا اپنے دوستوں کے دلوں کو عذاب میں مبتلا کرے۔

اے میرے اسلامی بھائی! پختہ عزم والے تجھ سے سبقت لے گئے اور تو غفلت کی نیند سویا ہوا ہے۔ اُٹھ اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے در پر نادِم شخص کی طرح کھڑا ہو جا اور ذلت سے سر کو جھکا کر یوں کہہ کہ ''میں ظالم ہوں۔'' اور سحری کے وقت یوں عرض کر کہ ''میں گنہگار ونافرمان ہوں، اے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے عفو وکرم کی امید لئے تیرے دربار میں حاضر ہوں، مجھے معاف فرما دے۔'' اور اس کے نیک بندوں سے مشابہت اختیار کر اگرچہ عمل کے اعتبار سے تو ان میں سے نہیں پھر بھی ان کا قرب اختیار کر۔ اے میرے اسلامی بھائی! عارفین بصیرت کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے نیند کو چھوڑ

کرتاریک راتوں میں قیام کیا اور آنسوؤں سے چہروں کو دھویا پس زجر و توبیخ والی آیات کی تلاوت نے انہیں بے چین کر دیا۔

اسمائے حُسنٰی کا وسیلہ کام آگیا:

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص شام کے شہروں سے مدینہ اور مدینہ سے شام تجارت کے لئے جایا کرتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر تَوکُّل کرتے ہوئے قافلے کے بغیر ہی سفر کرتا۔ ایک مرتبہ وہ شام سے مدینہ آ رہا تھا کہ ایک گھوڑے سوار چور کی زد میں آ گیا۔ چور نے اسے رکنے کو کہا تو وہ رُک گیا اور کہنے لگا: ''تمہیں مال چاہئے تو مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔'' چور نے کہا: ''مال تو اب میرا ہی ہے، مگر مجھے تمہاری بھی ضرورت ہے، لہٰذا میرے ساتھ چلو۔'' تاجر نے کہا: ''میرا کیا کرو گے، مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔'' چور نے دوبارہ وہی الفاظ کہے۔ تو تاجر نے کہا: ''پھر تھوڑی دیر میرا انتظار کرو، میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرلوں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کرلوں۔'' چور نے کہا: ''ٹھیک ہے، جو بہتر سمجھو کرلو۔'' چنانچہ، تاجر اُٹھا اور وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کرلیں، پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر دیا اور تین مرتبہ یہ دعا مانگی: ''یَا وَدُوْدُ! یَا وَدُوْدُ! یَا وَدُوْدُ! یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ! یَا مُبْدِئُ! یَا مُعِیْدُ! یَا فَعَّالًا لِّمَا یُرِیْدُ! اَسْأَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ وَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَّرْتَ بِھَا عَلٰی خَلْقِکَ وَبِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْتَ الَّذِیْ وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَحْمَۃً وَّعِلْمًا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یعنی اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے عرشِ عظیم کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اے پیدا کرنے والے! اے لوٹانے والے! اے ہمیشہ جو چاہے، کر لینے والے! میں تجھ سے تیرے نور کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کو گھیر رکھا ہے اور تیری اس قدرت کے واسطے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو اپنی مخلوق پر قادر ہے اور تیری اس رحمت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے، تو نے رحمت اور علم کے اعتبار سے ہر شئے کا احاطہ کیا، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما۔''

جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو سیاہ گھوڑے پر سوار ایک شخص دیکھا۔ جس نے سبز رنگ کے کپڑے زیبِ تن کر رکھے تھے، اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا نیزہ تھا۔ چور نے گھوڑے سوار کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ کر اس کی جانب بڑھا۔ جب اس کے قریب ہوا تو اس نے تیزی سے اپنا نیزہ مار کر چور کو گھوڑے سے گرا دیا اور پھر تاجر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اُٹھو، اور جا کر اُسے قتل کر دو۔'' تاجر نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟ میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اسے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔'' پھر گھوڑے سوار نے خود ہی چور کا کام تمام کر دیا اور تاجر کے پاس آ کر کہا: ''میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب آپ نے پہلی مرتبہ دعا کی تھی تو ہم نے آسمان کے دروازوں کی کھٹکھٹاہٹ سنی۔ ہم نے کہا: آج کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ پھر دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان کے دروازے

کھول دیئے گئے اور ان سے آگ کی چنگاریوں جیسی چنگاریاں ظاہر ہوئیں۔

پھر جب تیسری مرتبہ دعا کی تو حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''اس غم زدہ کی مدد کون کرے گا۔'' میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ مجھے اس چور کے قتل کی توفیق عطا کی جائے، لہٰذا اے شخص! جان لے کہ جو شخص کسی بھی رنج وغم اور مصیبت وتکلیف میں یہ دُعا کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد کرتے ہوئے اس سے مصائب وآفات دور فرمادے گا۔''

حضرتِ سیِّدُنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس تاجر نے بخیر وعافیت مدینہ شریف پہنچ کر حضور **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اَقدس میں حاضری دی اور یہ واقعہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گوش گزار کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے اپنے اسمائے حُسنیٰ تلقین فرمائے ہیں کہ جب ان کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جب کچھ مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔''

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب مجابی الدعوۃ، الحدیث ۲۳، ج ۲، ص ۳۲۱، بتغیرٍ واختصارٍ)

رِقَّت انگیز دُعا:

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والے تیری بارگاہ میں کھڑے ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم وجابر تیرے کمالِ اقتدار سے کانپتے اور تیرے جمال کا مشاہدہ کر کے راحت پاتے ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، محبت کرنے والوں کے جگر تیری طلب میں پاش پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع مند ہوتے ہیں اور ہر لحہ تجھے پیشِ نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادِم ہیں، نافرمان شرمسار ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیاء کے مارے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ خطاکار تیری ہیبت سے خاموش ہیں۔ خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہو رہے ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خوابِ غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف باعمل بندوں پر ہی نہرِ رحمت فرمائے گا تو کوتاہوں کا کیا بنے گا؟ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ محتاجوں کی نہروں کو اپنے انعام کے سمندر سے جاری کردے۔ غم زدوں کے جگروں کو اپنے عفو وکرم کے پانی سے سیراب فرمادے۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت کے دروازے کی طرف لوٹادے۔ اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف وکرم کے انوار سے

ہدایت عطا فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ان سب کو اپنے سایۂ عفو و کرم میں داخل فرمادے اور ان کو اپنی مغفرت سے نواز دے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّم

بد نگاہی کی سزا

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نبی مُکَرَّم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا خون بہہ رہا تھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ''میرے پاس سے ایک عورت گزری تو میں نے اس کی طرف دیکھا اور میری نگاہیں مسلسل اس کا پیچھا کرتی رہیں کہ اچانک میرے سامنے ایک دیوار آ گئی جس نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا یہ حال کر دیا جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔'' تو نبیٔ کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دیتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب التوبة، باب فیمن عوقب بذنبه فی الدنیا، رقم ۱۷۴۷۱، ج ۱۰، ص ۳۱۳)

بیان30: اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے احوالِ زندگی

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبین کے دلوں کو اپنی محبت کے اسرار سے لبریز کیا۔ اور ان کے چہروں کو اپنے نور سے منور کیا۔ اور چمکتے دمکتے تاجوں سے ان کو عزت و وجاہت عطا فرمائی۔ اور ان کے لئے واضح طور پر ولایت کا فیصلہ فرما دیا اور انہیں راہِ معرفت کی ہدایت دی تو وہ ہمیشہ اس کی بارگاہ میں عبادت کرتے رہے۔ ان کے احوال میں تبدیلی نہ آئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنے بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور ان کے دلوں پر تجلّی فرمائی تو ان کے خالص جواہر کو پاک وصاف فرما کر انہیں مزید ہدایت وبصیرت عطا فرما دی۔ انہیں اپنے دیدار کی پاکیزہ شراب عطا فرمائی اور پردے اٹھا دیئے۔ اور فرمایا: ''میرے محبوب بندوں کو خوش آمدید! آج تم کسی غم سے نہ ڈرو۔'' تو کچھ خوشی سے جھوم اُٹھے، کچھ ایسے تھے کہ جب ان پر تجلیاتِ الٰہیہ کی مزید بارش ہوئی تو ان پر راز منکشف ہونے لگے اور بعض نے بارگاہِ خالق عَزَّوَجَلَّ کا قرب پسند کر لیا۔ ایسوں کی ہی شان میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۵) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے۔

یہی لوگ بارگاہِ ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہٗ میں قیام کر کے حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی نعمتوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، سرکشوں کو توڑتے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتے ہیں۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی شان بیان فرماتا ہے: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۷) ترجمۂ کنز الایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

ان کا اخلاق صبر وشکر اور شعار خشوع یعنی گڑ گڑانا ہے، ان کے افعال رکوع وسجود ہیں، اُن کی پسلیاں بھوک سے لپٹ جاتی ہیں، وہ سائل اور فقیر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

اُن کی نگاہیں جھکی جھکی، زبانیں خاموش اور چہرے غبار آلود ہوتے ہیں اور وہ فقراء ومساکین سے نرم لہجے میں بات کرتے اور کہتے ہیں: اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۹) ترجمۂ کنز الایمان: ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

اُنہوں نے محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے جام پئے تو اُن کے چہرے مشاہدۂ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کے انوار سے آفتاب کی طرح چمک

اُٹھے اوراُن کے سامنے دُنیا کو دُلہن کی طرح سجا کرپیش کیا گیا لیکن انہوں نے کہا: اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝
(پ۲۹،الدھر:۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔

یہ وہ دن ہے جس کی ہولناکیوں سے تمام لوگ متحیر وپریشان ہوں گے، اس کی شدت سے آنکھوں سے نیند اُڑ جائے گی۔
(مگر نیک لوگ شاداں وفرحاں ہوں گے) جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝
(پ۲۹،الدھر:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔

مقرَّبینِ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے انوار کے پردے پھاڑ ڈالے اور ایسے باغات میں عزیز وغفّار ربّ عَزَّوَجَلَّ کا قرب پانے میں کامیاب ہوگئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ملائکہ شب وروز ان کی خدمت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے، جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بروزِ قیامت بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی، نہ حسرت وندامت پشیمان کرے گی، یہ بخیریت طویل سفر کے بعد خوش وخرم بالاخانوں اور محلات میں سکونت پذیر ہوں گے، پھر انہیں جنت میں بشارت وخوشخبری دیتے ہوئے کہا جائے گا: اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (پ۲۹، الدھر:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

ان کا مالک عَزَّوَجَلَّ ان کو اپنی بارگاہ میں حاضر کرکے اپنا قرب عطا فرمائے گا، پھر اپنی محبت وانس کے پیالے میں پاکیزہ شراب سے ان کو سیراب کرے گا اور ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے محبوب بندو! طویل عرصہ تم میرے دروازے پر کھڑے ہوکر میری بارگاہ میں عبادت سے لطف اندوز ہوتے رہے، تم نے میری نازل کردہ مصیبتوں پر صبر کیا، میں تمہیں نعمتوں والے گھر یعنی جنت میں ٹھکانہ عطا کروں گا اور تمہاری آنکھوں کو اپنے لازوال حسن وجمال کے دیدار سے سیراب کروں گا اور تمہیں بہت زیادہ اجر وثواب عطا کروں گا۔''

لکڑی کا بُرادہ میدہ بن گیا:

حضرتِ سیِّدُنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدقہ وایثار کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنی غذا بھی صدقہ کر دیتے اور خود رات کو بھوکے سوتے۔ ایک صبح اس حالت میں کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر سوائے ایک درہم کے کچھ نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ نے عرض کی: ''اس درہم سے آٹا خرید لائیں تاکہ ہم اسے گوندھ کر بچوں کے لئے روٹی پکالیں، بچے مزید بھوک برداشت نہیں کریں گے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درہم اور توشہ دان (کھانے کا برتن) لیا اور بازار کی طرف چل

پڑے۔ سردی بہت شدید تھی، راستے میں آپ کو ایک سائل ملا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف سے جانے لگے تو اس نے آپ کو روک لیا اور اپنی تنگدستی بیان کرتے ہوئے آپ کو قسم دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ درہم اسے دے دیا۔ پھر یہ فکر لاحق ہوگئی کہ اپنے اہل وعیال کے پاس کیا لے کر جاؤں گا۔ چنانچہ، اسی فکر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مضبوط درخت کے قریب سے گزرے لوگ اس کو چیر رہے تھے۔ انہوں نے توشہ دان کھولا اور آرے سے چیرے جانے کے باعث جو برادہ گر رہا تھا اس سے توشہ دان بھر کر منہ بند کر دیا اور گھر جا کر بیوی کو کچھ بتائے بغیر رکھ دیا اور خود مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ نے توشہ دان کھول کر دیکھا تو اس میں سفید باریک میدہ موجود تھا۔ اس نے گوندھ کر بچوں کے لئے کھانا پکایا۔ بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پھر کھیلنے لگ گئے۔ جب سورج خوب بلند ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیوی، بچوں کی بھوک کا خوف محسوس کرتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ گئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نے دسترخوان اور کھانا لا کر سامنے رکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو پوچھا: ''یہ کھانا کہاں سے آیا؟'' عرض کی: ''میرے سرتاج! اسی توشہ دان سے جو آپ لے کر آئے تھے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت حیران ہوئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لطف وکرم اور حُسنِ کاریگری پر اس کا شکر ادا کیا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! دیکھو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر کیسا لطف وکرم فرماتا ہے اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی کیسا توکُّل کرتے ہیں پس دنیا کے معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور انہیں اپنے فضل وکرم سے رزق عطا فرماتا اور ان کے ساتھ اپنے شایانِ شان معاملہ فرماتا ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابومعاویہ اسوَد علیہ رحمۃ اللہ الصمد نابینا تھے۔ قراءتِ قرآن بہت زیادہ پسند تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآنِ کریم کھولتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی لوٹ آتی اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تو بینائی چلی جاتی۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ندا کی گئی: ''ہم نے تمہاری بینائی اس وجہ سے زائل نہیں کی کہ ہم تیرے معاملے میں بخیل ہیں بلکہ ہمیں اس پر غیرت آئی کہ تم ہمارے سوا کسی کو دیکھو۔''

دل ہوش میں نہ رہا:

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے طوافِ بیت اللہ شریف کے دوران ایک لڑکی کو کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے یہ کہتے سنا: ''ہائے! محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بعد میں تنہا ہوگئی، ہائے! عزت پانے کے بعد میں ذلیل ہوگئی، ہائے! امیری کے بعد فقیری میں مبتلا ہوگئی، ہائے! اتنی بڑی مصیبت نازل ہوگئی۔'' میں نے پوچھا: ''اے لڑکی! تجھ پر کون سی مصیبت

نازل ہوئی؟''اس نے کہا:''میرا دل ہوش میں نہیں رہا۔''میں نے کہا:''یہ تو معمولی مصیبت ہے۔'' کہنے لگی:''بھلا دل کی بے ہوشی اور محبوب کی جدائی سے بڑھ کر بھی کوئی مصیبت ہوسکتی ہے؟''میں نے پوچھا:''تم اپنی آواز پست کیوں نہیں کرتی؟''تو وہ جواباً پوچھنے لگی:''بتایئے! یہ گھر کس کا ہے، آپ کا یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا؟''میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا۔'' کہنے لگی:''یہ حرم آپ کا ہے یا خدا عَزَّوَجَلَّ کا؟''میں نے کہا:''اُسی کا ہے۔''اس نے پھر پوچھا:''اچھا! یہ بتایئے کہ کون ہمیں اس کی زیارت کی توفیق عطا فرماتا ہے؟''میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ۔''تو وہ کہنے لگی:''پھر مجھے چھوڑ دو کہ میں اس کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کروں جیسا کہ اس نے ہمیں اپنے حرم شریف میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔''پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرلئے اور یوں دعا کی:''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری میرے ساتھ محبت کا واسطہ! میرے دل کو ہوش عطا فرما دے۔''میں نے اسے کہا:''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے؟''اس نے جواب دیا:''وہ اس طرح کہ اس کی خاص عنایت نے ہمیشہ میری طرف سبقت کی کیونکہ اس نے میری تلاش میں لشکروں کو بھیجا، اس نے مال خرچ کئے اور اس کے بندوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ مجھے شرک کے شہر سے نکال کر توحید کے شہر میں لا کھڑا کیا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنے راستے کی معرفت عطا کی اور حسنِ توفیق کے ساتھ اپنی بارگاہ کی طرف رہنمائی کی، مجھے اس کا شعور بھی نہ تھا مگر اب میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔''

راہبوں کا قبول اسلام:

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابومدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بلند مرتبہ کے مالک اور ابدال میں سے تھے، کم وقت میں طویل مسافت طے کر لیتے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ذکر زباں زدِ عام تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صاحبِ کرامات وتصرُّفات بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اُندُلُس کی جامع مسجد خضر میں نمازِ فجر کے بعد بیان فرمایا کرتے تھے۔ عیسائی راہبوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے پورے ملک کے گرجوں کی تعداد معلوم کی تو وہ ستر تھے۔ دس بڑے راہب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو آزمانے کے لئے بھیس بدل کر مسلمانوں کے لباس میں لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان شروع کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے، پھر ایک درزی حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے استفسار فرمایا:''اتنی دیر کیوں لگا دی؟''اس نے عرض کی،''حضور! آپ کے حکم پر رات کو ٹوپیاں بناتے ہوئے دیر ہوگئی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس سے ٹوپیاں لیں اور کھڑے ہو کر سب راہبوں کو پہنا دیں۔ لوگوں کو اس سے بڑا تعجب ہوا لیکن معاملہ ابھی تک واضح نہ ہوا تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بیان شروع کر دیا، جس میں یہ جملہ بھی فرمایا:''اے فقراء! جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے توفیق کی ہوائیں سعادت مند دلوں پر چلتی ہیں تو وہ ہر روشنی کو بجھا دیتی ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سانس لیا جس سے مسجد کی تقریباً تیس (30) قندیلیں بجھ

گئیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر جھکائے ہوئے خاموش ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ کوئی بات یا حرکت کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اے فقراء! جب عنایت کے انوار مردہ دلوں پر روشنی کرتے ہیں تو وہ راحت وسکون سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر ظلمت ان کے لئے روشن ہو جاتی ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانس لیا تو تمام قندیلوں کی روشنی لوٹ آئی، اور وہ اتنی بے چینی سے جلیں کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر گر پڑتیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیتِ سجدہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا تو راہب بھی رسوائی کے خوف سے لوگوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجدے میں یوں دعا کی: ''**یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو اپنی مخلوق کی تدبیر اور اپنے بندوں کی مصلحت بہتر جانتا ہے، یہ راہب مسلمانوں کے لباس میں مسلمانوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں سجدہ کئے ہوئے ہیں، میں نے ان کے ظاہر کو تبدیل کر دیا، ان کے باطن کو تبدیل کرنے پر تیرے سوا کوئی قادر نہیں، میں نے انہیں تیرے دسترخوانِ کرم پر بٹھا دیا ہے تو ان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان میں داخل فرما دے۔ راہبوں نے ابھی سر سجدے سے نہ اٹھائے تھے کہ ان سے کفر وشرک کی ناپاکی دور ہو گئی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے، اور اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور اپنے کئے پر ندامت سے آنسو بہانے لگے حتیٰ کہ ان کی چیخ وپکار کی آواز مسجد میں گونج اٹھی۔ وہ دن گواہ ہے کہ تین شخص اسی اجتماع میں انتقال کر گئے۔ جب بادشاہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے ان سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور انعام واکرام سے نوازا اور حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابومدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے قبولِ اسلام سے بہت خوش ہوئے۔

رِقَّت انگیز دُعا:

یـا اِلٰـهَ الـعٰلَمِيْن عَزَّوَجَلَّ! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، گنہگار تیری بارگاہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں، حاجت مند اپنی حاجات پیش کر رہے ہیں، عصیاں شعاروں نے تیرے سامنے عاجزی وانکساری سے اپنے سر جھکا لئے ہیں، کوتاہی کرنے والوں کے پاس عذر پیش کرنے کے لئے دلائل ختم ہو گئے ہیں، سائلین کی کشتی تیرے بحرِ کرم کے ساحل پر کھڑی ہے، سب اس اجازت نامے کی اُمید کئے ہوئے ہیں جو تیری رحمت کے کنارے تک پہنچا دے، انہوں نے اپنے ہاتھ تیرے جود وکرم کی موسلا دھار بارش کی طرف بڑھا دیئے ہیں، خائفین کے دل تیری وعیدوں کے خوف سے بے چین ہیں کہ وہ کیسے جواب دیں گے جبکہ تیرا عفو وکرم تمام بندوں کو شامل ہے، یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! اگر سائلین کو تیری بارگاہ سے ہی مردود کر دیا گیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر گنہگاروں کو تیرے ہی دروازے سے دھتکار دیا گیا تو ان کا والی کون ہوگا؟ اگر تیری بارگاہ سے دور رہنے والوں کو مایوس کر دیا گیا

توان کا سہارا کون ہوگا؟ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! جب تائبین تیری بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں تو تُو ہی ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

یااللہ عَزَّوَجَلَّ! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والوں کی تیری بارگاہ میں حاضری ہوگئی۔ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم وجابر تیرے کمالِ اقتدار سے کانپتے ہیں اور تیرے دیدار کی تڑپ رکھنے والے تیرے جمال کا مشاہدہ کرکے راحت پاتے ہیں۔ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! محبین کے جگر تیری طلب میں پاش پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع مند ہوتے ہیں اور ہر لمحہ تجھے پیشِ نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

یااللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادِم، نافرمان شرمندہ ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیاء کے مارے سر جھکائے کھڑے ہیں، خطا کار تیری ہیبت سے خاموش ہیں، خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہورہے ہیں، **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خوابِ غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو صرف باعمل بندوں پر ہی نظرِ رحمت فرمائے گا تو کوتاہوں کا کیا بنے گا؟ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت کے دروازوں کی طرف لوٹادے۔ اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف وکرم کے انوار سے ہدایت عطا فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ان سب کو اپنے سایۂ عفو وکرم میں داخل فرما کر ان کو اپنی مغفرت سے نواز دے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّم۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''انسان کون ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''علماء۔'' پھر پوچھا گیا کہ ''بادشاہ کون ہیں؟'' فرمایا: ''آخرت کے لئے دنیا سے روگردانی کرنے والے۔'' پھر پوچھا گیا کہ ''بے وقوف کون ہیں؟'' فرمایا: ''اپنے دین کے بدلے دنیا کمانے والے لوگ۔'' (المحدث الفاصل، ج۱، ص۲۰۵)

بیان 31:

قربِ حقیقی کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے دلوں کے قُفل (تالے) خوشی ومسرت کی چابیوں سے کھولے اور صبح کے وقت چلنے والی ہوا کے آراستہ پیراستہ خوشگوار جھونکوں سے دلوں کو زندگی اور روحوں کو راحت عطا فرمائی۔ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کے باغ اپنے جودوکرم اور نعمتوں کے بادل سے سیراب کئے تو اس کی عظیم عطائیں پھیل کر عام ہو گئیں۔ اور تمجید کی بلبلوں کو توحید کی ٹہنیوں پر چھوڑ دیا۔ اب وہ صبح وشام اپنے معبود کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی حمد وثناء میں مشغول ہیں۔ ان کے دلوں کی کلیوں کو ان کے پاکیزہ ذکر کے ساتھ معطّر فرمایا تو اُن کی خوشبوئیں خوب پھیل گئیں، انہیں اپنی بارگاہِ قرب میں رات کے خیمے تلے جمع کیا اور اپنی محبت کا صاف وشفاف جام پلا کر سخاوت کے پیالوں سے سیراب کیا۔ جب درختوں کے پتوں نے تالیاں بجائیں، بادِ نسیم نے اشعار میں جوانی کے دنوں کا تذکرہ کیا اور ہزار داستان (1) نے اپنی نرم ونازک سُریلی آواز میں گیت گائے تو ہر عاشق صادِق اپنے پُرانے وعدے کا مشتاق ہو کر بے قرار ہو گیا۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو مدہوش ہونے کے بعد ہوش میں آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے نشانات کو ہی ختم کر دیا۔ بعض جھومتے اور لڑکھڑاتے ہوئے حیران وسرگرداں پھرنے لگے، بعض نے عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو چھپایا، بعض ظاہر ہو گئے، کسی نے عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کا لباس پہن لیا جبکہ بعض آوارہ ہو کر رسوا ہو گئے اور لباسِ شہرت پہن لیا یعنی ایسا لباس جس سے بندہ نیک ظاہر ہو۔ بہرحال یہ سب سحری کی خلوتوں میں پھٹے پرانے کپڑوں کی دھجیاں بکھیر ڈالتے اور محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں پردوں کو چاک کر دیتے، تو مالکِ دوجہاں، خالقِ اِنس وجاں **اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْن** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر رحم فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ارشاد فرمایا:

لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ (پ۲، البقرۃ: ۱۹۸) ترجمۂ کنزالایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں۔

سیاہ فام غلام:

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک سال میں حج کے ارادے سے نکلا، جب میں مکۂ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ شہر سے باہر نمازِ اِستسقاء کے لئے جا رہے ہیں۔ میں بھی تین دن ان کے ساتھ جاتا رہا مگر بارش نہ ہوئی۔ میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر حجرِ اسود کے پاس چلا آیا۔ اچانک میں نے سبز لبادے میں ملبوس ایک زرد چہرے والا سیاہ

---

(1)......ایک خوش الحان پرندے کا نام ہے، اسے فارسی میں ہزار داستان کہتے ہیں۔

فام شخص دیکھا، اس پر دو چادریں تھیں، ایک تہبند کے طور پر اور دوسری جسم پر لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر رویا کہ آنسوؤں سے اس کے کپڑے بھیگ گئے، پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا: ''گناہوں اور عیبوں کی کثرت کی وجہ سے چہرے رسوا ہو گئے ہیں۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! نافرمانیوں کی کثرت کی وجہ سے تیرے بندوں سے بارش روک دی گئی ہے، تیری مخلوق قحط سے ہلاک ہو رہی ہے اور بھوک میں مبتلا ہے اور تو سب کچھ جاننے والا ہے، بچے مضطرب و پریشان ہیں، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ میں تجھے تیرے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت و وجاہت کے وسیلے سے قسم دیتا ہوں کہ اسی لمحہ بادل سے سیراب فرمادے، میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی وسیلہ پیش کرتا ہوں اور تجھ پر ہی میرا اعتماد و بھروسہ ہے لہٰذا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے گناہ معاف فرمادے اور ان کے جرموں کا مؤاخذہ نہ فرما۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اسی وقت بارش نازل فرمادے۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادل چھا گئے اور ہر طرف موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میں بیٹھ کر روتا رہا یہاں تک کہ جب وہ شخص حجرِ اسود سے دور جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا اور اس کے ٹھکانے کو پہچان لیا۔ میں اس کی قیام گاہ کا دروازہ دیکھ کر اپنے گھر لوٹ آیا لیکن ساری رات مجھے نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی تو منہ اندھیرے ہی میں نے نمازِ فجر ادا کر لی اور اس مقام پر پہنچ گیا، اندر داخل ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے پوچھا: ''اے ابو عبدالرحمٰن! کیا کسی کام سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں، میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''میرے پاس دس غلام ہیں، ان میں سے جو آپ کو پسند آئے لے جائیں۔'' پھر اس نے ایک موٹے سے غلام کو بلا کر اس کے اوصاف بیان کئے۔ میں نے کہا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' پھر اس نے ایک ایک کر کے دس غلام میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے یہی کہا کہ ''مجھے ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔'' اب وہ بولا: ''میرے پاس ایک زرد رنگ کے لاغر بدن، **سیاہ فام غلام** کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچا لیکن اُس کی حالت یہ ہے کہ اگر لوگ ہنستے ہیں تو وہ رونے لگتا ہے اور اگر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھنے لگتا ہے، ساری رات نہیں سوتا، ہاں! بعض اوقات حسرت و یاس سے کسی کو پکارتا رہتا ہے، اپنی کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے کسی کی خدمت کے قابل نہیں، اس کے باوجود میرا دل اس کو پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر میں برکت حاصل کرتا ہوں۔''

پھر اس نے میمون کو آواز دی۔ جب وہ غلام باہر آیا تو میں نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ میں نے کہا: ''میں یہی غلام خریدنا چاہتا ہوں۔'' وہ نوجوان بولا ''میں تو اس کو بیچنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔'' میں نے پوچھا، ''تم اِسے کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟'' وہ نوجوان بولا، ''میں اس سے مانوس ہو گیا ہوں اور اس کو دیکھ کر برکت حاصل کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس پر کچھ خرچ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ میرے پاس چراغ کی رسی کو بٹ کر اور کھجور کے پتوں سے کچھ بنا کر

اس کے عوض ہی کچھ کھاتا ہے اور اس کے بغیر کھانا بھی نہیں کھاتا۔ سارا دن نصف دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کے بدلے کام کرتا ہے۔ اگر کوئی چیز بک جائے تو کھانا کھالیتا ہے ورنہ بھوکا ہی رات بسر کرتا ہے۔ میرے دوسرے غلاموں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ساری رات عبادت کرتا ہے۔'' یہ سن کر میں نے کہا، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم نے یہ غلام مجھے نہ بیچا تو میں حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری اور حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی کو ساتھ لے آؤں گا۔'' تو وہ بولا، ''اگر ایسا ہے تو میں آپ کی ضرورت پوری کرتا ہوں۔''

چنانچہ، وہ غلام میں نے اس سے خرید لیا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر راستے پر چلنے لگا راستے میں وہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: ''اے میرے آقا!'' میں نے کہا، ''لبیک۔'' تو وہ بولا: ''آپ لبیک نہ کہیں کہ غلام اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لبیک کہے۔'' پھر کہنے لگا، ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے مجھ جیسے کمزور و ناتواں غلام کو کیوں خریدا حالانکہ میرے مالک نے مجھ سے زیادہ عمدہ غلام آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور میں تو کسی کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہوں۔'' میں نے اسے کہا، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تیرا خادم بن کر رہوں گا اور تجھ سے اپنا کوئی کام نہیں لوں گا۔'' تو وہ بولا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے مجھے کس وجہ سے خریدا۔'' تو میں نے اس کو گذشتہ واقعہ بتادیا اس پر وہ کہنے لگا: ''یقیناً آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں ستودہ صفات کے مالک اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور وہ ان کا مقام و مرتبہ اپنے بندوں میں سے انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جنہیں وہ پسند فرمالے۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پیدل چلتے چلتے ہمارا گزر ایک مسجد کے پاس سے ہوا تو اس غلام نے مجھ سے کہا، ''اے میرے آقا! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرلوں۔'' میں نے کہا، ''ابھی تو ہم حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جارہے ہیں، وہاں جا کر جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔'' وہ بولا، ''مجھے کیا معلوم کہ میں ان کے گھر پہنچنے تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ جبکہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا جائے تو اُسے چاہئے کہ بھلائی کا کام مکمل کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب دروازہ بند ہوجائے۔''

(الزهد لابن المبارك، باب ما جاء فی فضل العبادة، الحديث ١١٧، ص ٣٨ "فليتم" بدله "فلينتهزه")

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہوگئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہوگئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: ''اے میرے آقا! میری موت کا وقت قریب آچکا ہے، اے میرے آقا! میرے اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں اور

اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔'' پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمۂ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو وَاصِلُ بَحَق پایا (یعنی اس کی روح قفسِ عُنصُرِی سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرتِ سیِّدُنا فضیل اور حضرتِ سیِّدُنا سفیان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کو بُلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں اِک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ جب رات ہوئی تو میں اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں ملبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ مجھے سلام کر کے کہنے لگا: ''اے میرے آقا! جب میں تمام آقاؤں کے آقا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع وخدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے میمون! میں پوشیدہ ومخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں، عبداللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔ لہٰذا میں نے تیرے سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام و مرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' (پھر غلام نے کہا) اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا کی تھی، یہ لیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا ہوں۔''

چٹان سے چشمہ بہہ نکلا:

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران مجھے سخت پیاس لگی تو میں پانی کی تلاش میں اپنے راستے سے ہٹ کر ایک وادی کی جانب چل پڑا۔ اچانک میں نے ایک خوفناک آواز سنی، میں نے سوچا: شاید! یہ کوئی درندہ ہے جو میری طرف آ رہا ہے۔ چنانچہ، میں بھاگنے ہی والا تھا کہ پہاڑوں سے کسی پکارنے والے نے مجھے پکار کر کہا: ''اے انسان! ایسا کوئی معاملہ نہیں جس طرح تم سمجھ رہے ہو، یہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی ہے جس نے شدَّتِ حسرت سے ایک لمبی سانس لی تو اس کی آواز بلند ہو گئی۔'' جب میں اپنے راستے کی جانب واپس مڑا تو ایک نوجوان کو عبادت میں مشغول پایا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اپنی پیاس کا بتایا تو اس نے کہا: ''اے مالک! اتنی بڑی سلطنت میں تجھے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔'' پھر وہ چٹان کی طرف گیا اور پاؤں کی ٹھوکر مار کر کہا: ''اس ذات کی قدرت سے ہمیں پانی سے سیراب کر جو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ فرمانے پر قادر ہے۔'' اچانک چٹان سے پانی ایسے بہنے لگا جیسے چشمہ سے بہتا ہے۔ میں نے جی بھر کر پینے کے بعد عرض کی: ''مجھے ایسی چیز

کی نصیحت فرمائیے جس سے مجھے نفع ہوتا رہے۔'' تو اس نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تنہائی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول ہو جائیے، وہ آپ کو جنگلات میں پانی سے سیراب کر دے گا۔'' اتنا کہہ کر وہ اپنے راستے پر چلا گیا۔

فنا فی اللہ نوجوان:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو آبادی اور لوگوں سے الگ تھلگ تنہا جنگل میں مصروفِ عبادت دیکھا۔ میرے سلام کرنے پر اس نے جواب دیا، تو میں نے کہا: ''اے نوجوان! تم ایسی ویران جگہ میں ہو جہاں تمہارا کوئی مددگار ہے، نہ رفیق۔'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں، میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرا مددگار بھی ہے اور رفیق بھی۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں ہے؟'' جواب دیا: ''وہ اپنی عزت کے ساتھ میرے اوپر، علم وحکمت سے میرے ساتھ، ہدایت کے ساتھ میرے سامنے اور نعمت وعظمت کے ساتھ میرے دائیں بائیں ہے۔'' جب میں نے یہ کلام سنا تو عرض کی: ''کیا آپ مجھے اپنی صحبت اختیار کرنے کی اجازت دیں گے؟'' تو وہ کہنے لگا: ''آپ کی رفاقت مجھے عبادت سے غافل کر دے گی اور میں اس کو پسند نہیں کرتا، مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ میرے لئے کافی ہے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''آپ کو یہاں وحشت محسوس نہیں ہوتی؟'' اس نے جواب دیا: ''جس کا حبیب وانیس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہو اُسے کیونکر وحشت ہوگی۔'' میں نے مزید پوچھا: ''کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟'' جواب دیا: ''جب میں چھوٹا تھا تو اس نے اپنے لطف وکرم سے ماں کے تاریک پیٹ میں مجھے غذا دی اور اب جبکہ میں بڑا ہو گیا ہوں تو کیا وہ میری کفالت نہیں فرمائے گا، میرے لئے اس کے پاس مقرر رزق ہے اور اس کا وقت بھی لکھا ہوا ہے۔''

پھر میں نے اُسے دعا کی درخواست کی تو اس نے مجھے یوں دعا دی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی آنکھوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمائے، آپ کے دل کو اپنے خوف سے بھر دے اور آپ کو ان لوگوں سے نہ بنائے جو اس کے غیر میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں۔'' اس کے بعد جب وہ جانے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے اس کے قریب جا کر عرض کی: ''پھر کب آپ سے ملاقات ہوگی؟'' تو وہ مسکرا کر کہنے لگا: ''آج کے بعد دنیا میں تو آپ سے ملاقات نہ ہوگی اور بروزِ قیامت جب سب لوگ جمع ہوں گے تو اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والوں میں مجھے تلاش کیجئے گا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا؟'' جواب دیا: ''اُس کی عزت کی قسم! اُسی کے سبب معلوم ہوا کیونکہ میں نے اپنی آنکھ کو محرمات سے بچا کر رکھا، اپنے نفس کو خواہشات کے حصول سے باز رکھا اور تاریک راتوں میں اس کی عبادت کے لئے تنہائی اختیار کی لہٰذا اس کے بدلے وہ مجھے اپنا دیدار کرائے گا۔'' پھر وہ غائب ہو گیا۔ اس کے بعد کبھی بھی اس سے ملاقات نہ ہوئی۔

{**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو، اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

ہمیشہ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والالڑکا:

حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شدید گرمی والے سال حج کے ارادے سے نکلا۔ ایک دن جبکہ ہم حجازِ مقدّس میں تھے، میں قافلے سے بچھڑ گیا اور مجھے ہلکی سی نیند آنے لگی، مجھے اتنا ہی علم تھا کہ میں جنگل میں تنہا ہوں۔ اچانک ایک شخص میرے سامنے ظاہر ہوا، میں جلدی سے اسے جاملا، وہ ایک کم سِن لڑکا تھا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند یا دوپہر کے سورج کی طرح چمک رہا تھا، اس پر خوشحالی و رہنمائی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے یوں جواب دیا: ''وعلیکمُ السَّلام ورحمة الله وبركاته، يا ابراهيم!'' مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا: ''تم مجھے کیسے پہچانتے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''اے ابراہیم! جب سے مجھے معرفت نصیب ہوئی ہے تب سے میں ناواقف نہ رہا اور جب سے مجھے **اللہ** تعالیٰ کے وصال کی دولت ملی ہے تب سے میں جدائی سے نہ آزمایا گیا۔'' میں نے پوچھا: ''اتنی شدید گرمی والے سال اس جنگل میں کیسے آگئے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ابراہیم! میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کبھی کسی سے محبت نہ کی، نہ اس کے غیر سے کبھی ملاقات کی ہے اور مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کھاتے پیتے کہاں سے ہو؟'' تو بولا: ''میرا محبوب میری کفالت کرتا ہے۔'' جب اس نے مجھے یہ جواب دیا تو اس کے آنسوؤں کی لڑی رخسار پر موتیوں کی طرح اُمنڈ آئی۔ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''کون ہے جو مجھے چٹیل میدان میں جانے سے ڈرا رہا ہے، میں تو ضرور اس زمین سے گزر کر اپنے محبوب تک پہنچوں گا اور میں اس پر پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں، محبت و شوق مجھے مضطرب کئے ہوئے ہیں اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا محبّ ہو وہ کسی انسان سے نہیں ڈرتا، کیا آج آپ میری کم سنی کی وجہ سے مجھے حقیر جان رہے ہیں، میرے ساتھ جو بیتی ہے اس کی وجہ سے مجھ پر ملامت کرنا چھوڑ دیں۔''

اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابراہیم! کیا تم قافلے سے بچھڑ گئے ہو؟'' میں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کم سن لڑکے کو دیکھا کہ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر کچھ پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا، اسی وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو قافلے میں پایا اور مجھے میرا رفیق کہہ رہا ہے: ''اے ابراہیم! خیال رکھنا، کہیں سواری سے گر نہ جاؤ۔'' مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کم سن لڑکا کہاں گیا، آسمان پر چڑھ گیا یا زمین میں اُتر گیا۔ جب میں میدانِ عرفات پہنچا اور حرمِ پاک میں داخل ہوا تو اس لڑکے کو کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر روتے ہوئے یہ

مناجات کرتے دیکھا: ''میں کعبۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَعْظِیماً کے غلاف سے چمٹا ہوا ہوں، اے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو دلوں کے بھید اور پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، میں تیری بارگاہ میں پیدل چل کر حاضر ہوا ہوں کیونکہ میں تیری محبت میں مبتلا ہوں، میں تو بچپن سے ہی تیری محبت و چاہت میں گرفتار ہو گیا تھا جس وقت مجھے محبت کا صحیح مفہوم بھی معلوم نہ تھا۔ اے لوگو! مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں تو ابھی محبت کے اصول سیکھ رہا ہوں اور اے میرے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! اگر میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے تو پھر مجھے اُمید ہے کہ میں تیرا وصال پا کر اپنی محبت کا حصہ حاصل کر لوں گا۔'' پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب اس کا سجدہ بہت طویل ہو گیا تو میں نے اس کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا، میں اپنی سواری کے جانور کی طرف گیا اور کفن کے لئے ایک کپڑا لیا اور غسل دینے والے کی مدد طلب کی۔ جب واپس اس لڑکے کے پاس پہنچا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے متعلق تمام حاجیوں سے پوچھا مگر مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جس نے اُسے زندہ یا مُردہ دیکھا ہو تو میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکا مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ تھا اور اُسے میرے علاوہ کسی نے نہ دیکھا، میں اپنی قیام گاہ میں آ کر سو گیا۔

خواب میں، مَیں نے اُسے ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے دیکھا کہ اس پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم میرے ساتھ نہ تھے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''یقیناً میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم مر نہیں گئے تھے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''ایسا ہی ہے۔'' میں نے کہا: ''میں تو تمہیں کفن دینے کے لئے تلاش کر رہا تھا تا کہ تجہیز و تکفین کے بعد تمہاری تدفین عمل میں لاؤں، مگر جب میں واپس آیا تو تم موجود ہی نہ تھے۔'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ابراہیم! جس ذات نے مجھے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شوق عطا کیا اور میرے گھر والوں سے مجھے دور کر دیا، اسی نے مجھے سب کی نظروں سے چھپا کر کفن بھی دے دیا۔''

پھر میں نے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''مجھے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: ''تجھے کیا چاہئے؟'' میں نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے۔'' اس نے ارشاد فرمایا: ''**تو میرا سچا بندہ ہے، میرے نزدیک تیرا مقام یہ ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کبھی حجاب نہ ہوگا۔**'' پھر مزید ارشاد فرمایا: ''اور بھی کچھ چاہئے؟'' میں نے عرض کی: ''میں جس بستی میں رہتا تھا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' ارشاد فرمایا: ''میں نے اس بستی کے حق میں تیری شفاعت بھی قبول فرمائی۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد قافلے والوں کے ساتھ چل پڑا۔ جس

سے بھی میری ملاقات ہوتی وہ یہی کہتا: ''آپ کے ہاتھوں کی پاکیزہ خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں۔'' اس واقعہ کے ناقِل کا کہنا ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے ہاتھ سے مرتے دم تک وہ خوشبو آتی رہی۔

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّم۔

علمِ طب کی دلچسپ حکایت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی منفرد تالیف **''گھریلو علاج''** صفحہ 9 پر تفسیرِ نعیمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ''حضرت علی بن حسین واقِد علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے ایک نصرانی (یعنی کرسچین) ڈاکٹر نے کہا: تمہارے دین میں **''علمِ طِبّ''** بالکل نہیں لہٰذا تمہارا دین ناقص ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پیارے پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سارے کا سارا علمِ طِبّ قرانِ پاک کی اِس آدھی آیت كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (ترجَمۂ کنزالایمان: کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ پ۸، الاعراف: ۳۱) میں بیان فرما دیا ہے۔ وہ ڈاکٹر بولا: تمہارے نبی نے بھی کیا کہیں علمِ طِبّ کا تذکرہ کیا ہے؟ فرمایا: طبیبوں کے طبیب، **اللہ** کے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چند لفظوں میں سارا طِبّ جمع فرما دیا ہے، ارشاد فرمایا ہے: ''معِدہ ساری بیماریوں کا گھر اور پرہیز سارے علاجوں کا سر ہے، بدن کے ہر حصہ کو اُس کا حق دو۔'' یہ سُن کر نصرانی ڈاکٹر حیران ہو کر کہنے لگا: ''واقعی تمہارے **قرآن** اور تمہارے **رسول** نے جالینوس (جو کہ دنیا کا بہت بڑا طبیب گزرا ہے) کے لئے طِبّ کا کوئی مسئلہ چھوڑا ہی نہیں، سب کچھ بیان کر دیا۔''

(تفسیرِ نعیمی پارہ ۸ ص۳۹۳)

بیان 32: تذکرۂ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

سِرَاجُ الْاُمَّه، اِمَامُ الْاَئِمَّه، کَاشِفُ الْغُمَّه، فقیهِ اَفْخَمْ حَضْرَتِ سَیِّدُنَا اِمَامِ اَعْظَمْ اَبُوْحَنِیْفَه نُعْمَانُ بِنْ ثَابِت رضی اللہ تعالٰی عنہ

حمدِ باری تعالٰی:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو قدیم کی صفت سے متصف ہے، ہر موجود شئے کے وجود سے پہلے ہے، فضل و کرم اور جود وعطا اس کے اوصاف ہیں، وہ اپنی وحدانیت میں اولاد اور آباؤ اجداد سے پاک ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے، نہ شوہر، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد۔ وہ ریت کے ذروں، پانی کے قطروں اور بالیوں اور انگور کے خوشوں وغیرہ کے دانوں کی تعداد بھی جانتا ہے۔ وہ سخت اندھیری وتاریک راتوں میں خشکی وتری کے ہر ذرے کی حرکت کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ ایسا حکمت والا ہے جو سخت مضبوط چٹانوں سے نہریں نکالتا ہے۔ خشک درختوں سے تر وتازہ پھل پیدا کرتا ہے۔ فکریں اس کی تصویر کشی نہیں کر سکتیں۔ سمتیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ تقدیر اس کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ آنکھوں میں اُس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ وہ یکتا معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عطا کرنے والا ہے، اس کی عطا میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں۔ اس کے فیصلے کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ بندہ کتنی ہی مرتبہ اس کے دروازے سے اعراض کرے پھر بھی اسے بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ وہ ایسا حلیم ہے کہ انسان کو گناہوں میں مبتلا دیکھتا ہے پھر بھی اپنے حلم اور مہربانی سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا غفّار ہے جو گناہوں کو بخشتا، عیبوں کو چھپاتا اور پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ وہ ایسا قہار ہے جو سب جابروں، ظالموں پر غالب ہے، سب شکست دینے والوں کو شکست دیتا ہے اور بغض وعناد کی تلوار سونتنے والوں کو شدت وسختی کی مار مارتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے انسانی فکروں کو اپنے عظمت وجلال اور انوار وتجلیات کے ادراک سے گم گشتۂ راہ کر دیا اور عقلوں کو اپنی قدیم ذات کی حقیقت تک پہنچنے سے عاجز کر دیا۔ اس نے وضاحت اور کلام کے بعد اپنے اسرار کو اشاروں سے تعبیر کرنے سے زبانوں کو گونگا کر دیا اور اپنا احاطہ کرنے سے دلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کا مقصد وہم میں مبتلا کرنا نہیں۔ وہ کریم ہے، عظمت وبزرگی والا ہے، ہمیشہ سے ہے، تنہا ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ ہر طرح کے مماثل، مشابہ، ضد اور نقیض سے پاک ہے۔ تمام احسانات پر شکر اور تمام تعریفوں کا مستحق وہ ہے جس نے اپنے گنہگار وذلیل بندوں پر اپنا خوبصورت پردہ ڈال رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ ربوبیت اس کی پہچان ہے۔ اُلوہیت اس کی صفت ہے۔ وہ اپنی حقیقتِ وحدانیت میں منفرد ہے۔ خیال وگمان سے پاک ہے۔

اپنی بقاء میں فنا اور مثلیّت (یعنی ہم مثل ہونے) سے پاک ہے۔ ہر ظاہر و پوشیدہ شئے سے باخبر ہے۔ عقلیں اس کی عظمت میں حیران وششدر رہیں اور نہیں جان سکیں کہ وہ کہاں ہے؟ فکریں اس کی بے نیازی کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ اسے علومِ عقلیہ سے نہیں جانا جاسکتا۔ پاک ہے وہ معبودِ عظیم جو مماثل و مناسب چیزوں پر غالب ہے اور مشارک و مصاحب سے پاک و بری ہے۔ تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس کے دربار کا کوئی دربان نہیں۔ جو اس کے غیر سے اُمید رکھے وہ بدبخت و نامراد ہے اور جو اس کے دروازۂ رحمت پر پڑاؤ ڈال لے وہ اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہے۔ جو اس کے اُنس کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اس کے لطف وکرم سے عجیب وغریب چیزیں ملاحظہ کرلیتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہر چیز سے منہ موڑ لیتا ہے تو وہ نہ صرف اسے بلندی عطا فرماتا ہے بلکہ ترقی عطا فرما کر اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے ضرر ونقصان کو دور کرتا اور ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ اور رات کے آخری حصے میں ندا فرماتا ہے: ''ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟'' وہ سائلین کی حاجات پوری فرماتا ہے اور قبولیت وعنایت کی پوشاکوں کے ساتھ تائبین پر جود وکرم فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی پاکیزگی کی گواہی تمام آسمان اور اس میں موجود عجائباتِ قدرت دیتے ہیں۔ جس کی ربوبیت کا اقرار مشارق ومغارب کی زمینیں کرتی ہیں۔ اس نے اپنا قائم ودائم دین لے کر آنے والے اور خصائلِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ سے متصف نبی حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا انتخاب فرمایا اور کائنات کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وجودِ باجود سے مشرَّف فرمایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سعادتِ کاملہ عطا فرمائی اور بلند وبالا مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام وخلفاءِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چنا اور پھر اُن کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین بنایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت میں سے بطورِ خاص تابعین پر احسان فرمایا جو زمانہ گزر جانے کے باوجود شریعتِ اسلام پر قائم رہے۔ پھر ان میں سے چار ہستیوں کا انتخاب فرمایا جنہوں نے ایمان کے ستونوں کی بنا ڈالی اور بندوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف بلایا پس ان کے علوم سے ساری کائنات بھر گئی۔ ان میں سے ایک حضرت سیِّدُنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا نسب شریف بنو عدنان سے جا ملتا ہے۔ دوسرے حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس اَصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بلند شان ومرتبہ کے مالک ہیں۔ تیسرے حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے علم کے ذریعے ظاہری وباطنی طور پر قابلِ تعریف راستے پر چلے۔ چوتھے حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان چاروں بزرگوں اور ان کے علوم سے لوگوں کو نفع دیا اوران سے تکلیف، جہالت اور گمراہی وسرکشی دُور فرمائی۔

{**اللہ** عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

تعارُفِ امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم:

سراج الامہ، امام الائمہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زُوطی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80 سنِ ہجری انبار میں پیدا ہوئے، 150 ھ میں وفات پائی اور 70 سال کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دَور میں ہوئی اور تابعین کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم فقیہہ بن گئے۔ حضرت سیِّدُ نا ابوبکر بن ثابت مؤرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا ابوثابت نے حضرت سیِّدُ نا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوروز (یعنی آتش پرستوں کے قومی تہوار) کے دن ہدیہ میں فالودہ پیش کیا۔ بعض نے کہا: وہ مہرجان (یعنی آتش پرستوں کے سب سے بڑے قومی تہوار) کا دن تھا۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ ماجد حضرت سیِّدُ نا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی اس دعا کی برکت سے ہوں جو انہوں نے میرے حق میں فرمائی۔'' حضرت سیِّدُ نا ضمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیئت وحالت، چہرہ، لباس اور جوتے اچھے ہوتے تھے اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کی مدد فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد درمیانہ تھا، نہ زیادہ لمبا تھا، نہ پست۔ تمام لوگوں سے زیادہ اَحسن انداز میں کلام فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سانپ گر گیا۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کو ہٹا دیا اور خود وہیں بیٹھے رہے اور بالکل اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔ حضرت سیِّدُ نا ابونعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمایا کرتے: ''امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت چہرے اور ستھرے کپڑوں والے، اچھی خوشبو والے، بہت کرم فرمانے والے اور اپنے بھائیوں کی مدد فرمانے والے تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عابد وزاہد، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت اور اس کا خوف رکھنے والے تھے، اپنے علم سے ہمیشہ رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ تلاش کرتے۔

(تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ج۱۳، ص۳۲۷۔۳۳۱۔ ۳۳۷)

عبادتِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے اور بامُرُوَّت تھے۔

حضرت سیِّدُ نا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے۔ حضرت سیِّدُ نا علی بن یزید صدائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ماہِ رمضان میں ساٹھ بار قرآن پاک ختم فرماتے روزانہ دن رات میں ایک ایک بار۔ حضرت سیِّدُ نا ابوجُویریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا حماد بن سلیمان ، سیِّدُ نا علقمہ بن مرثد ، سیِّدُ نا محارب بن دثار اور سیِّدُ نا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت اختیار کی اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بھی رہا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شب بیداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں چھ ماہ رہا مگر کسی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوسوتے ہوئے نہ دیکھا۔ منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رات جاگا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہی وہ ہیں جو تمام رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرنے لگے۔ اور فرمایا: ''مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اس عبادت کے ساتھ میری تعریف کی جائے جو میں نہیں کرتا۔'' (المرجع السابق، ج۱۳، ص۳۵۳تا۳۶۰۔التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اوّل، فصل رابع فی أخبار تابعین و سائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم و کلامھم و مواعظھم، ج۱، ص۵۴)

زُہد وتقویٰ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُ نا بشر بن ولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قاصد بھیجا اور عہدۂ قضاء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا۔ ابوجعفر نے قسم کھائی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا پڑے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ میں ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت سیِّدُ نا ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''آپ دیکھتے نہیں کہ خلیفہ قسم کھا رہا ہے۔'' تو فرمایا: ''خلیفہ اپنی قسم کا کفارہ دینے پر مجھ سے زیادہ قادر ہے۔'' چنانچہ، خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ قید خانہ میں ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں سپُردِ خاک کیا گیا۔

(تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ التیمی،ذکر قدوم ابی حنیفۃ بغداد و موتہ بھا،ج۱۳،ص۳۲۹/۴۲۴)

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری اور حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بلوایا۔ تینوں تشریف لے گئے۔ اس نے حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ بصرہ میں عہدۂ قضاء سنبھال لیں۔ حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ وہ کوفہ میں قضا کا عہدہ سنبھال لیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے شہر اور اس کے قرب و جوار کی قضاء کا منصب آپ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آپ تینوں اپنی ذِمَّہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر اپنے دربان سے کہا کہ ان کے ذمہ دار بن کر ساتھ جاؤ، اگر ان میں سے کوئی انکار کرے تو اس کو سو کوڑے لگانا۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو منصبِ قضاء قبول کر لیا لیکن حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یَمَن تشریف لے گئے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قبول نہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو کوڑے لگائے گئے اور پھر

قید کر دیا گیا یہاں تک کہ وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

(مناقب الامام الاعظم للکردری،الفصل السادس فی وفاۃ الامام،وذکر الشیخ عبد اللہ بن نصر الزاغونی، ج۲،ص ۲۱،بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس شخص کی بات کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی پھر بھی اس نے ٹھکرا دی۔''

(التذکرۃ الحمدونیۃ،باب اول،فصل رابع فی اخبار تابعین وسائر طبقات صالحین رضی اللہ عنہم ......الخ، ج۱، ص ۵۴)

حضرت سیِّدُ نا محمد بن شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''خلیفہ ابوجعفر نے آپ کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے۔'' مگر آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔ جب مال دینے کا دن آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ فجر پڑھتے ہی خود کو اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور کسی سے کوئی بات نہ کی۔ جب حسن بن قحطبہ کا قاصد مال لے کر آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بھی کوئی کلام نہ فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے پاس آیا ہے وہ ہم سے یوں کلام کرے گا کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ بولے گا یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عادت بتائی۔ پھر فرمایا: ''اس مال کو جراب میں ڈال کر گھر کے کسی کونے میں پھینک آؤ۔'' اس کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے سامان کے متعلق وصیت کی تو بیٹے کو ارشاد فرمایا: ''جب میری وفات ہو اور لوگ مجھے دفن کر دیں تو یہ تھیلی حسن بن قحطبہ کو دے دینا اور کہنا: ''یہ آپ کی امانت ہے جو آپ نے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رکھی تھی۔'' صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم کے حکم پر عمل کیا۔ یہ دیکھ کر حسن بن قحطبہ کہنے لگا: ''تمہارے والد پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو، وہ اپنے دین پر کس قدر حریص تھے۔''

(المرجع السابق، ص ۵۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام:

حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُخروی اور دینی معاملات کا علم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شدید خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اور دُنیا سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے فرمایا: ''میں نے تمہارے اس کوفی امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے پیکر ہیں۔'' (تاریخ بغداد،الرقم ۷۲۹۷،ج ۱۳،ص ۳۵۵)

حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ خاموش اور ہمیشہ مُتَفَکِّر رہتے اور لوگوں سے بہت کم بات کرتے۔''

(التذکرۃ الحمدونیۃ،باب اول،فصل رابع فی أخبار تابعین وسائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم......الخ ،ج ۱،ص ۵۴)

یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باطنی علم رکھتے اور اہم دینی مقاصد میں مصروف رہتے تھے اور جسے خاموشی اور زہد دیا گیا اُسے سارا علم عطا کر دیا گیا۔

خارجی گروہ تائب ہو گیا:

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ خوارج کے کچھ سرغُنّے اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''اے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم تم سے دو مسئلے پوچھتے ہیں، اگر تم نے جواب دے دیا تو بچ جاؤ گے ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے (معاذ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ)۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اپنی تلواریں میان میں ڈال لو کیونکہ انہیں دیکھ کر میرا دل مشغول ہو جائے گا۔'' وہ کہنے لگے: ''ہم ان کو کیسے چھپا لیں حالانکہ ہم تمہاری گردن میں ڈال کر بہت زیادہ اجر وثواب پائیں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''چلو، جو پوچھنا ہے پوچھو۔'' انہوں نے پوچھا: ''دروازے پر دو جنازے ہیں: ان میں ایک شرابی ہے، اس کو اُچّھو (1) لگا اور نشہ کی حالت میں مر گیا اور دوسرا جنازہ زنا سے حاملہ عورت کا ہے جو توبہ سے قبل ہی بچے کی ولادت سے مرگئی تو کیا وہ دونوں کافر مرے یا مسلمان؟'' ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ اگر کوئی مسلمان ایک گناہ بھی کر لے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کو مسلمان کہتے تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا: ''ان کا تعلق کس فرقے سے تھا؟ کیا یہودی تھے؟'' انہوں نے کہا، ''نہیں۔'' پھر پوچھا، ''کیا عیسائی تھے؟'' تو کہنے لگے، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ''کیا مجوسی یعنی آگ کی پوجا کرنے والے تھے؟'' جواب ملا، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''بت پرست تھے؟'' پھر بھی جواب نفی میں پایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ''آخر وہ کون تھے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ مسلمان تھے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جواب تو تم نے خود ہی دے دیا ہے۔'' کہنے لگے، ''وہ کیسے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ لہٰذا تم کسی مسلمان کو کیسے کافر قرار دے سکتے ہو؟'' انہوں نے پھر پوچھا: ''کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں ان کے متعلق وہی کہوں گا جو حضرت سیّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی امت کے شریر و نافرمان لوگوں کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ،

﴿1﴾ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (پ۱۳، ابراھیم:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

---

1 ...... پانی پینے کے دوران بعض اوقات گلے میں پھندا سا لگتا ہے اور کھانسی اُٹھتی ہے اس کو ''اُچّھو لگنا'' کہتے ہیں۔

اور وہی کہوں گا جو حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں اپنے نافرمان اُمَّتِیُوں کے متعلق عرض کی تھی:

﴿۲﴾ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ (پ۷،المائدہ:۱۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

چنانچہ، وہ خوارج تائب ہوئے اور آپ سے معذرت کی۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة رحمة اللّٰه تعالٰی للامام الموفق بن احمد المکی رحمة اللّٰه، ج۱،ص ۴۲۱)

منقول ہے کہ ایک عورت حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے درمیان تشریف فرما تھے۔ اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے سرخ اور دوسری جانب سے زرد تھا۔ اس نے بغیر کوئی بات کئے سیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، عورت چلی گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب اس ماجرے کو نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ، انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اس عورت کو کبھی سیب کی ایک جانب کی طرح سرخ خون آتا ہے اور کبھی دوسری جانب کی طرح زرد خون آتا ہے گویا وہ پوچھ رہی تھی کہ وہ خون حیض کا ہے یا طہر کا۔ تو میں نے سیب کو توڑ کر اس کا اندرونی حصہ دکھایا جس سے میری مراد یہ تھی کہ جب تک اس سیب کی اندرونی سفیدی کی طرح سفیدی دکھائی نہ دے، طُہر نہیں ہوگا تو وہ چلی گئی۔''

سراج الاُمَّہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ سوچا تھا کہ جو بھی مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو جواب دوں گا لیکن بصرہ والوں نے مجھ سے ایسے سوالات کئے کہ میرے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر میں نے عزم کر لیا کہ آئندہ اپنے استاذ حضرت سیّدُنا حماد علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کی صحبت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ، بیس سال اُن کی صحبت میں رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں ہر نماز میں اپنے والدین، تمام اساتذہ اور بالخصوص حضرت سیّدُنا حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔'' (تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ذکر خبر ابتداء ابی حنیفة بالنظر فی العلم، ج۱۳،ص ۳۳۴۔ بتغیرٍ)

حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اَقدس کھود کر ہڈیاں نکال رہا ہوں اور ان کو صاف کر رہا ہوں۔ اس سے مجھے بہت زیادہ ڈر محسوس ہوا۔ میں نے حضرت سیّدُنا امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ رسولِ اَکرَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو زندہ کریں گے۔''

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الخامس فی ابتداء جلوسه للفتیا والتدریس، ج۱، ص۶۷، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُنا یوسف بن صباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ میں نے خواب میں حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِعظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزَّت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ انور کو کھودتے ہوئے دیکھا تو کسی کو بتائے بغیر حضرت سیِّدُنا ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا:''یہ شخص حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو زندہ کرے گا۔''

(تاریخ بغداد،الرقم۷۲۹۷النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی،ذکرخبرابتداء ابی حنیفة بالنظرفی العلم،ج۱۳،ص۳۳۵۔بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:''ہمیں حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جو بات پہنچے ہم اُسے سر آنکھوں پر قبول کریں گے اور جو صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے ملے اس میں سے اختیار کریں گے اور اُن کے قول سے باہر نہیں نکلیں گے اور جو بات تابعینِ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملے تو وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور ان کے علاوہ کو بالکل نہیں سنیں گے۔'' (سیر اعلام النبلاء،الرقم۹۹۴۔ابو حنیفة النعمان بن ثابت،ج۶،ص۵۳۶۔بدون''عن التابعین'')

مجالسِ علماء کا ادب:

حضرت سیِّدُنا عبدالعزیز دراوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عشاء کے آخری وقت کے بعد مسجدِ نبوی علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام میں بحث ومباحثہ کرتے ہوئے دیکھا۔ جب ان میں سے ایک اپنا موٴقف پیش کرکے خاموش ہوجاتا تو دوسرا بھی ڈانٹے، جھڑکے یا دوسرے کو غلط قرار دیئے بغیر چُپ ہوجاتا۔ پھر وہ دونوں اسی مجلس میں صبح تک نوافل پڑھتے رہتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصاف اور اعترافِ حق کا عالَم یہ ہے کہ ارشاد فرمایا کرتے:''ہمارا یہ قول ایک رائے ہے اور یہ ہمارے قیاس میں سے بہترین رائے ہے۔ اب جس نے اس سے بھی اچھی رائے پیش کی تو وہی زیادہ بہتر ہے۔''

(تاریخ بغداد،الرقم۷۲۹۷النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی،ما قیل فی فقه ابی حنیفة،ج۱۳،ص۳۵۱)

قیامِ حق کے لئے کوششیں:

جب حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی برائی دیکھتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نرمی سختی میں بدل جاتی، آنکھیں سُرخ ہوکر چڑھ جاتیں، رَگیں پُھول جاتیں اور جب بھی کوئی خلافِ شرع کام دیکھتے تو اس کا قلع قمع کردیتے۔ ایک دن ایک شخص کے پاس کچھ آلاتِ لہو ولعب دیکھے تو اس سے لے لئے۔ اس نے اَنجانے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زوردار ضرب لگائی، اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آلات کو توڑ دیا اور گھر لوٹ آئے۔ اور اس شدَّتِ ضرب کی وجہ سے دوماہ تک گھر میں تنہا رہے۔

حضرت سیِّدُ نا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ اس معاملے میں بہت سمجھدار ہیں کہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر مُسلَّط کریں جو انہیں (دوسرے کے نامۂ اعمال میں) منتقل کردے۔'' حضرت سیِّدُ نا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہوگی۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ماذکر من وفورعقل ابی حنیفة وفطنته وتلطفه، ج ۱۳، ص ۳۶۱)

منقول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت سیِّدُ نا علقمہ اور حضرت سیِّدُ نا اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس مقام پر نہیں کہ ان کا موازنہ کروں سوائے اس کے کہ ان کی عزّت وعظمت کے پیشِ نظر ان کے لئے دُعا واِستِغفار کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں افضل کون ہے۔'' (ربیع الابرار، باب التفاضل والتفاوت والاختلاف والاشتباہ وما قارب ذلك ووفاہ، ج ۱، ص ۳۵۳)

جُود وکرمِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُ نا قیس بن ربیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کمائی سے مالِ تجارت جمع کرتے پھر اس سے کپڑے خرید کر مشائخ، محدثین اور حاجت مندوں کو پیش کرتے اور فرماتے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کرو کہ اُسی نے تمہیں یہ عطا فرمایا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی شخص حاضر ہوتا تو اس کے متعلق دریافت کرتے، اگر وہ محتاج ہوتا تو کچھ عطا فرماتے۔ چنانچہ، ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس کے کپڑے بوسیدہ تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ تنہا رہ گیا تو ارشاد فرمایا: ''اس مُصلّے کو اُٹھاؤ اور نیچے سے ہزار درہم لے کر اپنی حالت اچھی کرلو۔'' اس نے عرض کی: ''حضور! میں تو خوشحال ہوں، نعمتوں میں ہوں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء ان اللہ عَزَّوَجَلَّ یحب ان یری اثر نعمته علی عبدہ، الحدیث ۲۸۱۹، ص ۱۹۳۴) تجھے اپنی حالت بدلنی چاہئے تاکہ تیرا دوست تیری حالت سے غمگین نہ ہو۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ما ذکر من جود ابی حنیفة وسماحه وحسن عهده، ج ۱۳، ص ۳۵۷-۳۵۸، بتغیرٍ)

جو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے پورا فرمادیتے۔

کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی:

حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ تجارت حضرت سیِّدُ نا حفص بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: ''اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت سیِّدُ نا حفص نے ایک مرتبہ مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے ۔ جب امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔ (المرجع السابق،ص ٣٥٦)

حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہوگئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مُدَّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔

منقول ہے کہ خلیفۂ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدُ نا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیِّدُ نا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟'' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگا دو پھر بھی مَیں اسے نہ چھوؤں گا۔'' (مناقب الامام الاعظم للامام البزازی الکردری ،الفصل الخامس، جمع المنصور مالکا وابن ابی ذئب والامام ومقالتهم له،ج ٢، ص ١٦)

منقول ہے کہ خلیفۂ وقت نے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر دریافت کیا: ''اے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آزاد مرد کے لئے کتنی آزاد عورتیں حلال ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ''چار۔'' تو خلیفہ نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''اے آزاد عورت! میری بات سن۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ارشاد فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! مگر آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔'' تو خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا: ''ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ چار حلال ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿٣﴾ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پ ٤ ،النسآء:٣)

ترجمۂ کنزالایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

جب میں نے آپ کو اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: ''اے آزاد عورت! میری بات سن۔'' تو میں نے جان لیا کہ آپ عدل نہیں

کریں گے۔ لہٰذا میں نے کہہ دیا کہ آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو خلیفہ کی زوجہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہزار درہم بھجوائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ ادا کیا اور تعریف بھی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم قبول نہ کئے اور واپس بھیج دیئے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں نے یہ بات تجھے خوش کرنے کے لئے نہیں کی تھی بلکہ رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے کی تھی پس اس کا ثواب بھی **اللہ** تعالیٰ ہی دے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشیَّتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے پیکر اور کثرت سے صدقہ کرنے والے تھے۔

حضرت سیِّدُنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نقل فرماتے ہیں کہ ''اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرتے تو اسی قدر صدقہ بھی کر دیتے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اسی قیمت کا کپڑا علماء کو بھی خرید کر دیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کھانا لگایا جاتا تو جتنا خود کھاتے اتنا ہی چھوڑ دیتے پھر وہ کھانا کسی فقیر کو کھلا دیتے یا گھر میں کسی کو ضرورت ہوتی تو اسے کھلا دیتے۔ رضائے ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ کو ہر چیز پر ترجیح دیتے اور حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں اگر تلوار کا وار بھی کیا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کر لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دو اشعار پڑھا کرتے تھے:

عَطَاءُ ذِی الْعَرْشِ خَیْرٌ مِنْ عَطَائِکُمُو وَفَضْلُهٗ وَاسِعٌ یُرْجٰی وَیُنْتَظَرُ

تُکَدِّرُوْنَ الْعَطَا مِنْکُمْ بِمِنَّتِکُمُو وَاللّٰهُ یُعْطِیْ فَلَا مَنٌّ وَلَا کَدَرُ

ترجمہ: (۱)......عرش کے مالک کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے۔ اور اس کا فضل وکرم وسیع ہے جس کی اُمید اور انتظار کیا جاتا ہے۔

(۲)......تم اپنی عطا کو احسان جتلانے سے ملا دیتے ہو جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ احسان جتلائے اور گدلا کئے بغیر عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین لیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا اور اہلِ کوفہ سے وہاں کے سب سے بڑے عابد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتایا گیا۔ پھر میں دوبارہ بڑھاپے میں یہاں آیا اور سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں پوچھا تو مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نام بتایا گیا۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ التیمی، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفۃ وورعہ، ج۱۳، ص ۳۵۱ ـ ۳۵۶ ـ ۳۵۷، بتغیرٍ)

مشہور زاہد و مُتَّقی حضرت سیِّدُنا مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا تو میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ فجر میں پایا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ ظہر تک محفلِ علم میں تشریف فرما رہے، نمازِ ظہر پڑھ کر عصر تک محفل جاری رہی، نمازِ عصر پڑھ لی تو مغرب تک بیٹھے رہے، نمازِ مغرب کے بعد عشاء تک پھر بیٹھ گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس شخص کی مصروفیت یہ ہے تو عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا، آج رات میں ضرور دیکھ بھال کروں گا۔ چنانچہ، میں نے نگرانی شروع کر دی۔ جب سب لوگ رُخصت ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور طلوعِ فجر

تک نماز ادا کرتے رہے پھر گھر تشریف لائے۔ کپڑے پہن کر مسجد کی طرف چل دیئے۔ دوسرے دن اور رات بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ میں نے تہیَّہ کرلیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں ہی رہوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوجائے۔'' حضرت سیِّدُ نا ابن ابی معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حالتِ سجدہ میں ہوا۔ (المرجع السابق، ج۱۳، ص۳۵۴)

حضرت سیِّدُ نا قاسم بن معن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ''بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ (پ۲۷، القمر:۴۶) ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی۔'' اور طلوعِ فجر تک یہی آیتِ طیبہ دُہراتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم۹۹۴، ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت، ج٦، ص٥٣٥۔ تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفۃ......الخ، ج۱۳، ص۳۵۲۔ ۳۵٦)

حضرت سیِّدُ نا حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس سال تک ساری رات ایک رکعت میں قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے رہے۔ حضرت سیِّدُ نا اسد بن عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی۔ رات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہ وبُکا کی اتنی شدید آواز سنائی دیتی کہ پڑوسیوں کو آپ پر ترس آجاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جس جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ہزار مرتبہ قرآنِ کریم ختم کیا۔ حضرت سیِّدُ نا ابن ابی زائد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کی۔ نماز کے بعد لوگ چلے گئے اور میں مسجد میں ہی ٹھہر گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں میری موجودگی کا علم نہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ کریم کی تلاوت شروع کردی اور اس آیتِ کریمہ پر پہنچے: ''فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ (پ۲۷، الطور:۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا۔'' تو طلوعِ فجر تک اِسے دُہراتے رہے۔ منقول ہے کہ ایک رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں کسی قاریٔ قرآن کو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا: ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ (پ۳۰، الزلزال:۱) ترجمۂ کنزالایمان: جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے۔'' تو شدّتِ خوف سے فجر تک اپنی داڑھی مبارک ہاتھ میں پکڑے یہی کہتے رہے: ''ہمیں ذرہ بھر گناہ کی بھی سزا دی جائے گی۔'' (تاریخ بغداد، ص۳۵۲ تا ۳۵۵، بتغیرٍ قلیلٍ)

وصالِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

احمد بن کامل اور عبدالباقی بن قانع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ

باکمال رَجَبُ الْمُرَجَّبْ یاشعبانُ الْمُعَظَّمْ کے مہینے 150 ھ بغداد میں ہوا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ستر (70) برس تھی۔ (تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة التیمی، ذکر ما قاله العلماء......الخ، ج۱۳، ص۴۲٤)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا جس کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت واقع ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ قاضی القضاۃ حضرت سیِّدُ نا حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھائی۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الثامن والعشرون،سبب آخر فی وفاة الامام رضی اللہ عنہ، ج۲، ص۱۸۳)

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا گیا:

حضرت سیِّدُ نا جعفر بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''مجھے بخش دیا گیا۔''

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی،الباب الثامن والعشرون،ج۲،ص۱۸٦)

حضرت سیِّدُ نا عبدالحمید بن عبدالرحمٰن جمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دیکھا گویا کہ ایک ستارہ آسمان سے گر پڑا ہے، اور کہا گیا: یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر دوسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیِّدُ نا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ پھر تیسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ چنانچہ، تینوں میں سب سے پہلے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، پھر حضرت سیِّدُ نا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور آخر میں حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہوا۔

حضرت سیِّدُ نا صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجابُ الدعوات بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو میں نے تین رات مسلسل یہ آواز سنی:

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ　　فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا خَلَفَا

مَاتَ النُّعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِي　　يُحْيِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَفَا

ترجمہ: (۱)......فقیہہ چلا گیا، اب تمہارے پاس ایسا فقیہہ کوئی نہیں، لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین جانشین بنو۔

(۲)......امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ تو اب کون ہے جو اُن کے بعد تاریک راتوں میں بیدار رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

بیان33:

کراماتِ اولیاء رَحِمَھُمُ اللہُ

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو دلیل کے ساتھ غالب ہوا اور اپنے مُحِبِّین پر تجلّی فرمائی۔ ساری کائنات میں تصرُّف فرماتا ہے، والی مقرَّر کرتا اور معزول کرتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں بڑھ چڑھ کر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر وہ پیٹھ نہیں پھیرتا، اور اپنے بندے کو قیامُ اللیل کی توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ اس کی اطاعت و عبادت میں خوب کوشش کرتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے سرگوشیوں میں لذت حاصل کرتا ہے۔ اور خوش بخت وہ ہے جو مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدے سے کیف و سرور میں راتیں گزارتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے محبت کے پیالوں سے قرب کے جام بھر بھر کر پلاتا ہے تو عاشقِ صادق کا دل غلبۂ شوق سے بے چین ہو جاتا ہے پس وہ زبانِ ذوق سے پکار اُٹھتا ہے:

''سحری کے وقت ساقی نے جامِ محبت کے ساتھ تجلّی فرمائی۔ اس کے قرب سے وحشت دور ہو گئی اور کہا گیا: ''اے وہ شخص جو وصالِ الٰہی کی طلب میں بے چین ہے، سُن لے! ہجر و فراق کا زمانہ گزر گیا، جدائی کا وقت ختم ہو گیا اور دور کئے ہوئے کو قرب مل گیا۔ اے میرے محبوب بندو! اب وقت ہے، اگر تمہارا عزم پختہ ہے تو رات کی اُن تنہائیوں میں روحوں کو تھکاؤ جن میں کوئی ملامت کرنے والا بھی نہ ہو اور محبِّ حقیقی کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے نظرِ حسنِ انتخاب سے اپنے اولیاء کو دیکھا اور انہیں اپنی عطا سے نعمتوں اور فضیلتوں سے نوازا۔ اس نے ان پر عطائیں اور احسانات فرمائے پھر انہیں مصائب میں مبتلا کیا اور انہیں آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے اس کی عطاؤں پر شکر اور آزمائشوں پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔ ارادۂ ازلی میں ان کے لئے سعادت مندی سے سرفرازی لکھ دی گئی۔ چنانچہ، وہ ان بھلائی والوں میں سے ہو گئے جن کے لئے بھلائی (یعنی جنت) اور اس سے بھی زائد نعمت (یعنی دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ) ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اس کا اہل بنا دیا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس گروہ میں سے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو بھلائی کے ساتھ خاص فرمایا تو وہ اس کی محبت میں صفوں کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے اور ہلاکتوں کی جولان گاہ میں گھومتے رہے۔ مگر اس کی محبت سے پیچھے ہٹے نہ ہی پیٹھ پھیری۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی محبت کی توفیق دی اور اپنی پاک بارگاہ کا قرب و وصال بخشا۔ اور جب ان کو مرتبۂ اتصال کی طرف ترقی دی تو جامِ وصال سے سیراب فرمایا پس وہ اس کا قرب پانے میں کامیاب ہو گئے اور کیف سرور میں زبانِ حال سے کچھ یوں گویا ہوئے:

''جب سے میں نے اپنے محبوب کے زیورِ حسن سے آراستہ جلوؤں کو آشکار دیکھا تو اپنے شوق کی بے چینی کو بڑھا دیا اور قرب ووصال کو پالیا پس اسی لئے اس معاملہ میں وجود محبت کے سبب مجھے کھلی معرفت حاصل ہوگئی اور میرا پیمانہ بھر گیا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور میٹھے چشمے کے ہر متلاشی و مرید پر اپنے احوال کو ڈال دیا اور اپنے وجد کی ترجمانی کرتے ہوئے، اپنی زندگی کے حاصل پر حیرت کرتے ہوئے اور اپنے احوال سے آگاہی دیتے ہوئے زبان حال سے کہنے لگے:

''کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو تیرے وصال کا اہل نہیں ہے۔ وہ اپنے مقصد سے دور اور بے خبر ہے اگر وہ حقیقی عشق ومحبت کا مزہ چکھ لیتا تو عشق ومحبت کی آگ سے بے چین و بے قرار ہو جاتا۔''

عنایت الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی کرنیں حضرت سیِّدُنا شیخ ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے لئے روشن ہوئیں تو وہ ہدایت کے انوار اور محبت کے اسرار کے خواہش مند ہوئے کیونکہ انہیں لوگوں کے درمیان جام محبت پلایا گیا تھا اور خلوت وتنہائی میں محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے ان کو مخاطب کیا تھا اور وہ اپنے دل میں اس سے کہنے لگے: ''**مَرْحَبا اَھْلًا وَّسَھْلًا**''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر خاص فضل فرمایا تو وہ اس کی عبادت میں مستعد ہوگئے اور راہِ طریقت کو طے کر کے حق آشنائی کے لئے ثابت قدم ہوگئے اور حقیقی منفعت کے عوض اپنے قلبی رازوں کو ظاہر فرما دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر مزاج کی تبدیلی کو دائر فرمایا تو وہ عشقِ حقیقی کے نشے میں مست ہوگئے۔ اور ظاہر شریعت سے نکل گئے اور شوقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی آگ میں راتوں کو اُلٹ پلٹ ہونے لگے اور جب انہوں نے ساقی شہود کو اپنے وجود میں تجلّی فرما دیکھا تو زبانِ وجد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہوگئے۔ **(اس پر حاشیہ 166 صفحہ پر دیکھیں)**

تذکرۂ ادریس بن ابی خولہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ:

حضرت سیِّدُنا سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی شدید بیمار ہوگئے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو اکثر کہنے لگے: ان کو تو جنون ہوگیا ہے۔ جب یہ بات لوگوں میں عام ہوگئی تو کچھ لوگوں نے عرض کی: ''ہم آپ کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''اے لوگو! جان لو! میرے پاس ایسا طبیب ہے کہ اگر میں اسے علاج کے لئے عرض کروں تو وہ میرا علاج کر دے لیکن میں اس سے درخواست نہیں کروں گا۔'' ان سے دریافت کیا گیا: ''آپ علاج کیوں نہیں کراتے حالانکہ آپ کو دوا کی شدید حاجت ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اس بیماری سے شفا پا گیا تو کہیں سرکشی میں نہ پڑ جاؤں۔'' لوگوں نے عرض کی: ''ہمارے ہاں ایک پاگل رہتا ہے، آپ اپنے اس طبیب سے پوچھیں کہ کیا وہ

اس کا علاج کر سکتا ہے؟'' تو اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے نے جواب دیا: ''ہاں! وہ کر سکتا ہے۔ تم اس مجنون کو لے آؤ۔'' لوگ اس کو لے آئے، اس کی گردن میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور بہت بھاری زنجیروں سے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ اس کی بیماری شدید تھی۔ اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی نے لوگوں سے فرمایا: ''مجھے اور اسے تنہا چھوڑ دو۔'' چنانچہ، اُن جاہل لوگوں نے مجنون کے ہاتھوں کو کھول دیا اور اُس گھر میں اکیلا داخل کر دیا جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی رہتے تھے۔ پھر دروازہ بند کر دیا اور گمان کرنے لگے کہ یہ پاگل ان کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ حرکت کرے گا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے آواز دی تو مجنون نے ان کو جواب دیا اور باہر نکل کر سلام کیا اور ایک سمجھدار آدمی کی طرح گفتگو کی اس حال میں کہ وہ شدید رو رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: ''بتاؤ، کیا معاملہ ہوا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''میں اس شخص کے پاس گیا اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں پاگل تھا۔ اس نے مجھے اپنے بالکل قریب کیا اور ایک ہاتھ میرے سینے پر پھیرا اور دوسرا میرے سر پر پھیرا۔ پھر میں نے عافیت محسوس کی اور میرا جنون ختم ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: ''چلو، ہمیں اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے دعا کی درخواست کریں۔'' جب وہ لوگوں کو لے کر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ بزرگ وہاں موجود ہی نہ تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو لوگوں کی نظروں سے چھپا لیا تھا۔ حضرت سیِّدُنا سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ بیتُ المقدّس سے تشریف لائے تھے اور ان کا نام ادریس بن ابی خولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔

(صِفَةُ الصَّفوة، ذکر المصطفین من عباد بیت المقدس، الرقم ۷۷۲، ادریس بن ابی خولة الانطاکی، ج ٤، ص ٢٠٦)

سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور کالے رنگ کا آدمی:

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے لئے حاضر ہوا اور مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً میں ہی رہنے لگا۔ ایک دن زَمزَم شریف کے کنوئیں کی طرف گیا تا کہ پانی سے سیراب ہو جاؤں لیکن وہاں پر کوئی رسی، ڈول یا مُشکیزہ نہ تھا۔ میں اسی حالت میں کھڑا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی آیا، اس کے ہاتھ میں ڈول اور رسی تھی۔ اس نے ڈول کو رسی باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا لیکن وہ پانی تک نہ پہنچ سکا۔ تو وہ ڈول، رسی اُٹھا کر کہنے لگا: ''تیری عزّت کی قسم! اگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا تو میں ضرور تجھ سے ناراض ہو جاؤں گا۔'' یکا یک پانی کنوئیں کے کناروں سے بہنے لگا، اس نے وضو کیا اور خود پینے کے بعد اپنے ڈول کو بھی بھر لیا، پانی دوبارہ کنوئیں کے پیندے تک پہنچ گیا۔ جب وہ شخص روانہ ہوا تو میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی: ''اے میرے دوست! تم کس پر غصہ ہو رہے تھے؟'' اس نے جواب دیا: ''اے جنید! ایسی بات نہیں جیسے تم سمجھ رہے ہو، میں تو اپنے نفس پر غضب ناک ہو رہا تھا کہ (اگر مجھے پانی نہ ملتا تو) قیامت تک اُسے پیاسا رکھتا۔ لیکن جب میرے مالک عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے دعویٰ میں سچا دیکھا تو میرے لئے پانی کو جاری کر دیا۔'' اس کے بعد وہ شخص میری نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر کبھی نظر نہ آیا۔

مقامِ معروف علیہ رحمۃ اللہ الرءُوف:

حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''حضور! آپ کیسے معروف ہوئے اور آپ محبت کی کس صفت سے متصف ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم پر تعجُّب ہے، کیا معروف کو جاہل رکھا جاتا ہے؟ کیا محبوب کو ناپسند کیا جاتا ہے؟ کیا نابینے کے علاوہ چاند کسی پر پوشیدہ ہوتا ہے؟ کیا تم میرے دل کو گرفتارِ محبت نہیں پاتے؟ کیا میرے دماغ کو مشتاقِ دیدار اور میری عقل کو کھویا ہوا نہیں دیکھتے؟ میں نے محبتِ الٰہی میں کتنے ہی اُونی جُبّے پھاڑ ڈالے اور موت کے کتنے پیالے گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے اور کتنی ہی بار محبت کے مشکل رُموز کو پڑھا یہاں تک کہ میں اہلِ محبت کے درمیان معروف ہوگیا۔ اگر میں معروف نہ ہوتا تو سعادت کے راستے سے پھرا ہوا ہوتا۔ کیونکہ غرور کی چادر میں چھپنے والا سب پر ظاہر ہوجاتا ہے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ رد کر دیا جاتا ہے۔''

سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے فضیل! آپ ڈکیتی سے راہِ ہدایت پر کیسے آئے؟ اور بدبختوں کے گروہ سے نکل کر خوش بختوں کے گروہ میں کیسے شامل ہوئے؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''میں توفیق سے بہت دور اور راہِ ہدایت سے بھٹکا ہوا تھا۔ مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے گناہوں کے سمندر سے نکال کر نوازشات وانعامات سے ڈھانپ دیا۔'' عرض کی گئی: ''یہ کیسے ہوا اور کس طرح راہِ حق آپ کے قریب ہوئی؟'' جواب میں فرمایا: ''حسبِ معمول ایک دن میں رہزنی کرنے کے لئے نکلا، میرے (برائی پر اُبھارنے والے) نفس نے مجھے شر کی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں، زمانے نے مجھے دھوکے میں ڈالا ہوا تھا، شیطان مجھ پر غالب تھا۔ چنانچہ، میں قتل وغارت گری اور سواریوں کو پریشان کرنے چل پڑا۔ میں تاریکی کے پردوں میں چُھپا ہوا آ رہا تھا اور راہِ ہدایت کا کوئی دروازہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اچانک ہدایت کی توفیق کی جگہ مجھ پر ظاہر ہوئی، وہ یوں کہ ایک قاریٔ قرآں اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

﴿ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (پ۲۷، الحدید:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

میں نے اس کی طرف اپنے کان لگا دیئے۔ سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میرے دل کے ہوش اُڑ گئے۔ اسی کا اثر ہے کہ میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کر لیا اور کلامِ باری تعالیٰ کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: ''کیوں نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ وقت آچکا ہے، میرے رحمٰن کی طرف رجوع کرنے اور نافرمانی سے خوفزدہ ہونے کا وقت آچکا ہے۔

لیکن ڈرنے والے کے لئے امان بھی ضروری ہے۔ پس قرآنِ کریم نے مجھے دائمی امان کی خوشخبری دی:

﴿۲﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷،الرحمن:۴۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

پھر میں ڈکیتی سے مُصَلّے پر آ گیا، راہِ شقاوت ترک کر کے سعادت کے راستے پر پلٹ آیا، اس کے قہرِ قدرت کا قیدی بن گیا اور اس کے دروازۂ رحمت پر فقیر بن کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دروازۂ عزت پر عاجزی وانکساری کا سر جھکا دیا اور میں نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا بندہ بھاگے ہوئے غلام کی طرح تیری بارگاہ میں لوٹ آیا ہے اور تیرے گذشتہ فضل وکرم کا طلبگار رہے، صبح میں شکاری بن کر نکلا تھا اب خود شکار ہو گیا ہوں، قائد بن کر نکلا تھا اب مطیع وفرمانبردار بن کر تیرے دروازے پر لوٹ آیا ہوں۔''

(عیون الحکایات ،الحکایۃ الخامسۃ عشرۃ بعد المائتین،توبۃ الفضیل بن عیاض،ص۲۱۲)

راضی برضائے الٰہی رہنے والا عابد:

بنی اسرائیل میں ایک عابد کسی پہاڑ کے ایک غار میں رہا کرتا تھا۔ نہ لوگ اس کو دیکھتے نہ وہ لوگوں کو دیکھتا تھا۔ اس کے ہاں پانی کا ایک چشمہ بھی تھا، وہ اس سے وضو کرتا اور پانی پیتا۔ زمین میں اُگے ہوئے پھلوں سے غذا حاصل کیا کرتا تھا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ عبادت میں بالکل سستی نہ کرتا۔ اس پر سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ جب حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا شہرہ سنا تو اس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔ جب دن میں تشریف لے گئے تو وہ عابد نماز اور ذکرو اذکار میں مشغول تھا اور جب رات کو جانا ہوا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مناجات میں مستغرق تھا۔ حضرت سیِّدُ نا موسی علی نبیناو علیہ الصلوۃ والسلام نے اُسے سلام کرنے کے بعد فرمایا: ''اے شخص! اپنی جان پر نرمی کرو۔'' اس نے عرض کی: ''اے اللہ کے نبی علیہ السلام! مجھے ڈر ہے کہ کہیں غافل نہ ہو جاؤں، موت کا وقت آ جائے اور میں عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں کوتاہی کرنے والوں میں نہ ہو جاؤں۔'' پھر حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے استفسار فرمایا: ''کیا کوئی حاجت وضرورت ہے؟'' اس نے عرض کی: ''بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کیجئے کہ وہ مجھے اپنی رضا وخوشنودی عطا فرما دے اور تا دمِ آخر اپنے علاوہ کسی کی طرف مائل نہ کرے۔'' چنانچہ، جب حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام جبلِ طُور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے اور کلامِ باری تعالیٰ کی لذت میں مستغرق ہو گئے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو اس عابد کی بات یاد نہ رہی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ہی ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! تجھے میرے عابد بندے نے کیا کہا؟'' آپ علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے، اس نے مجھے کہا ہے کہ میں تجھ سے دعا کروں کہ اسے اپنی رضا وخوشنودی عطا فرما دے اور اپنے علاوہ کسی میں مشغول نہ کر یہاں تک کہ وہ تجھ سے آ ملے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! اسے جا کر کہہ دو کہ وہ دن رات میری

جتنی چاہے عبادت کرلے، پھر بھی اپنے گذشتہ گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے جہنمی ہے اور مجھے اس کی ایسی ذلیل و رُسوا کُن باتوں کا بھی علم ہے جو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پاس تشریف لائے، اُسے رب عَزَّوَجَلَّ کا فرمان سنایا اور اس کے گذشتہ بڑے بڑے گناہوں کے متعلق بتایا تو اس نے کہا: ''مرحبا! میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا فیصلہ اور حکم دل وجان سے تسلیم کرتا ہوں، وہ ہر شئے کو دیکھنے والا ہے، اسے ہر شئے کا علم ہے، اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں، اس کے فیصلہ کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگا اور عرض کی: ''اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام! اس کی عزت وجلال کی قسم! وہ اگر مجھے اپنے دروازے سے دھتکار بھی دے تو بھی میں اسی کے دروازے پر پڑا رہوں گا، کبھی نہ ہٹوں گا، اور اگر مجھے جلا دے یا میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، تو بھی میں اس کی بارگاہ سے کبھی نہ پھروں گا۔''

جب حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مناجات کے لئے جبلِ طُور پر تشریف لے گئے تو عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے تیرے عابد بندے نے کیا جواب دیا ہے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اس کو خوشخبری سنا دو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے اور اسے میری رحمت واحسان نے گھیر لیا ہے اور اسے یہ بھی کہنا کہ تو نے میرے فیصلے کو صبر ورضا سے گلے لگا لیا اور میرے سخت حکم وفیصلے کے باوجود راضی رہا۔ اب اگر تیرے گناہوں سے زمین وآسماں اور درمیانی فضا بھی بھر جائے اور تمام سمندر بھی بھر جائیں تو بھی میں تیری مغفرت فرما دوں گا کیونکہ میں بہت کریم اور بخشنے والا مہربان ہوں۔'' جب حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عابد کو یہ خوش خبری دی تو وہ سجدے میں گر پڑا اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد کی اور سجدے میں پڑا رہا یہاں تک کہ اس کا طائرِ روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گیا۔

اے شک میں پڑنے والو! کب تک تمہیں تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ بلاتا رہے گا اور تم جواب دینے سے اعراض کرتے رہو گے، اس نے تمہیں کس قدر احسانات سے نوازا پھر بھی تُم نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرتے ہو، حالانکہ تم پر اس کی طرف سے محافظ فرشتہ مقرَّر رہے۔ جلدی سے توبہ کرلو کہ وہ تمہارے بہت قریب ہے اور اسی سے ہدایت وتوفیق کا سوال کرو اور غم وتنگدستی کو دور کرنے کے لئے اسی کا قصد کرو۔ بے شک اس کا قصد کرنے والا خسارے میں نہیں رہتا اور اسے راضی کرنے والے اعمال کرو اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچو، وہ (علم وقدرت کے ساتھ) ہر جگہ موجود ہے، غائب نہیں۔

مناجات کے وقت اس کی بارگاہ میں دعا کرو اس لئے کہ وہ دُعا کرنے والے کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔ اسی وقت اس کے سامنے گریہ وزاری اور گڑگڑاتے ہوئے صدق دل سے توبہ کرلو۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی عنایت کے لئے تمہیں چُن لے اور تمہیں ہدایت سے بہرہ ور کر دے، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی راہ دِکھاتا ہے۔

نصیحت بھری باتیں:

اے میرے اسلامی بھائی! تیرا ربعَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور تو ہے کہ غائب رہتا ہے۔ کب تک اپنی لغزشوں اور خطاؤں کی بیماری میں مبتلا رہے گا۔ تو اپنی بیماری بیان نہیں کرتا کہ طبیب تیرا علاج کرے۔ اے گناہوں اور خطاؤں کے سمندر میں غرق! اے برائیوں اور عیبوں میں مشہور! اے علّامُ الغیوبعَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے اعراض کرنے والے! اگر تو گناہوں سے وحشت زدہ ہو چکا ہے تو جان لے کہ ربِّ کریمعَزَّوَجَلَّ کا دروازہ اس بندے کے لئے کھلا ہے جو اس کی بارگاہ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے۔ اے محبتِ الٰہیعَزَّوَجَلَّ کی رسی کو چھوڑنے والے! راہِ حق کو مشکل سمجھ نہ توفیق کو دور خیال کر۔ بہت سے کمزوروں کو اُٹھا لیا گیا اور بہت سے بھٹکے ہوؤں کو منزل تک پہنچا دیا گیا، تو بھی اپنے ہمت کے گھوڑے پر سوار ہو جا اور پختہ ارادے کی رکابوں پر قدم رکھ لے۔ اگر تیرے پاس تقویٰ کا توشہ نہیں تو اپنے شکوے کو توشہ بنا لے اور اسے جلتے دل کی جلن پر انڈیل اور دِل پر بہتے آنسوؤں کا بادل برسا۔ جب بھڑکتے دل کا دُھواں بلند ہو جائے اور تیری حسرتوں کی سانسیں گرم ہو جائیں تو جواب کے انتظار میں اس کے دروازے پر کھڑا ہو جا اور جب عتاب کرتے ہوئے تجھے کہا جائے کہ کون اجنبی دروازے پر کھڑا ہے؟ تو یوں عرض کرنا:

''تیرا بندہ ایک بھکاری کی طرح سر جھکائے، آنسو بہاتے ہوئے کھڑا ہے، جس کا اصل مال اس کا دل ہے جو خراب ہو چکا ہے، ہائے! حسرت و لاپرواہی نے میرے اصل مال کو چھین لیا۔'' پھر اگر تجھے جواب میں کہا جائے: ''تو نے اپنا مطلوب حاصل کرنے میں تاخیر کیوں کی؟ کس چیز نے تجھے تیرے محبوبِ حقیقیعَزَّوَجَلَّ سے دور کر دیا؟'' تو تم یوں کہنا: ''میں جہالت و نادانی کے سبب اپنے دوستوں سے ملاقات کے وقت کی قِلّت نہ جان سکا یہاں تک کہ میں ہجر و فراق کا شکار ہو گیا تو میرے دل پر ان کے وصال سے پردے ڈال دیئے گئے، میری عمر گزرتی جارہی ہے، نہ جانے کب تک یہ رکاوٹ برقرار رہے گی۔ اے میرے دوستو! واپس آ جاؤ، تمہاری زندگی کی قسم! میں توبہ کرتا ہوں۔''

پھر اگر تجھ سے کہا گیا، ''کب تک توبہ کرتا اور توڑتا رہے گا، کب تک ہم تجھ پر نظرِ کرم کرتے رہیں گے اور تو ہماری بارگاہ سے منہ موڑتا رہے گا۔'' تو تم عرض کرنا، ''اگر اب تو مجھے معاف کر دے تو میرا دل سُدھر جائے گا اور میری حالت ہر طرح کی پراگندگیوں سے صاف ستھری ہو جائے گی اور ناراضگی کے بعد ہماری صلح ہو جائے گی۔'' پھر تم تنہائی کو ختم ہوتا پاؤ گے اور دیکھو گے کہ جدائی کے بعد وصال کیسا ہوتا ہے اور مقصود تک رسائی کیسے ہوتی ہے۔ میں حیران و پریشان رہوں گا یہاں تک کہ وہ دن آ جائے جب میں اپنے محبوب کے حسن و جمال کا دیدار کروں اور اس کی ملاقات سے میرا شکستہ دل جُڑ جائے، میں ہادیٔ مُکَرَّم،

شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضری دوں۔ اُن پر بلند وبالا آسمانوں کا مالک عَزَّوَجَلَّ خوب دُرود بھیجے اور میرا دل ہمیشہ اُن کی طرف متوجہ ہوکر جھومتا رہے۔

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

آسمانوں میں شہرت رکھنے والے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا میں بھوکے رہنے والے لوگوں کی ارواح کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قبض فرماتا ہے اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر غائب ہوجائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا، اگر موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے، دنیا میں پوشیدہ ہوتے ہیں مگر آسمانوں میں ان کی شہرت ہوتی ہے، جب جاہل و بے علم شخص انہیں دیکھتا ہے تو ان کو بیمار گمان کرتا ہے جبکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ انہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف دامن گیر ہوتا ہے، قیامت کے دن یہ لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' (مسند فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۶۵۹، ج ۱، ص ۲۳۵)

بیان 34:

تذکرۂ معروف کَرخِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو رءُوف، رحیم، کریم اور انتہائی مہربان ہے۔ بھلائی کے بدلے بھلائی (یعنی جنت) عطا فرمانے والا۔ وہ ایسا واحد و یکتا ہے کہ وحدت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی بندوں سے انتہائی محبت پر فخر ہے۔ وہ اپنی بادشاہت میں وزیر، مشیر اور قریبی سے بے نیاز ہے۔ ستاروں سے اوپر اور زمین کی سرحدوں سے آگے جو کچھ ہے اسی کے علم میں ہے۔ پردۂ غیب اس پر کھلا ہوا ہے۔ اس نے اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمایا جو حرکت، جلوس اور ٹھہرنے سے پاک ہے۔ مَیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے خوفناک چیزوں کو دور فرما دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جیسی حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے سچائی کی انتہا کو پہنچی ہوئی اپنی مبارک زبان سے دی۔ کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی زبانِ اطہر کو غیرِ حق اور بے جا کی طرف جانے سے روک دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار حضرت سیِّدُنا محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے معزز لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس جنت کی خوشخبری دی جس کے (پھلوں کے) خوشے جھکے ہوئے ہیں اور اس آگ سے ڈرایا جو سخت بھڑکتی اور شعلے مارتی ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اُون کا لباس پہنا اور پیوند لگے نعلین مبارک استعمال فرمائے۔ حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بلند و بالا مرتبے پر فائز اور تمام خوبیوں سے موصوف ہیں۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس نبیٔ کریم، ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر رحمت نازل فرما اور ان کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو سردارانِ زمانہ ہیں۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلامتی بھیج جب تک باجماعت نمازوں میں قطار در قطار صفیں قائم ہوتی رہیں۔

ابتدائی حالات:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نامِ نامی، اسمِ گرامی معروف علیہ رحمۃ اللہ الرءُوف اور کُنْیَت ابو محفوظ ہے، والدِ ماجد کا نام مبارک فیروز ہے۔ (بعض نے "فَیۡرُزَان" لکھا ہے) بغداد کے علاقے کرخ کی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرخی کہلاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین عیسائی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھلائی کی صفت سے متصف تھے، بچپن ہی سے مسلمان بچوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھا کرتے اور والدین کو دعوتِ اسلام پیش کرتے رہتے لیکن وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ڈانٹتے ہوئے اُلجھ پڑتے۔ ایک دن انہوں نے

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو عیسائی مذہب کی تعلیم سیکھنے کے لئے ایک پادری کے سپرد کردیا۔اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو سامنے بٹھایا اور پوچھا: ''اے بیٹے! تم، تمہارا باپ اور تمہاری ماں تینوں مل کر کتنے ہوئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا، ''تین۔'' تو کہنے لگا، ''اب کہو! خدا تین ہیں۔'' فوراً صدائے غیرت بلند ہوئی: ''اللہ واحد عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کا ذکر کرنے سے بچ کہ کہیں تو حیرت کے گڑھے میں نہ جا پڑے اور خدائے اَحد عَزَّوَجَلَّ سے کسی دوسرے کی طرف تجاوز کرنے سے بچ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے ہجر وفراق کے کوڑے مارے جائیں۔'' حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''مجھے وہ آواز بہت پسند آئی۔'' پھر میرے سامنے سے حجاب اٹھا دیئے گئے اور میں نے محبت واخلاص کا جام دیکھا، جس کی ایک طرف قبولیت واختصاص کے قلم سے لکھا تھا:

﴿۱﴾ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج (پ۲، البقرة:۱۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔

اور دوسری جانب لکھا تھا:

﴿۲﴾ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ج اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج (پ۱۴، النحل:۵۱)

ترجمۂ کنزالایمان: دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے۔

اور تیسری سمت لکھا تھا:

﴿۳﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ م وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط (پ۶، المائدہ:۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔

جبکہ چوتھی طرف لکھا تھا:

﴿۴﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ لا (پ۱۶، طٰهٰ:۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر۔

جب میں نے وہ جام پیا تو خوف مجھ سے دُور ہو گیا اور شکوک وشبہات اور اطاعت نہ کرنے کی فضا بھی چھٹ گئی تو میں اپنی ہی ہستی میں کھو گیا اور حضوری ملنے پر خوش ہو کر میں نے اپنی سوچ کی زبان سے پکارا:

''میرا جسم تو ہمیشہ سے کمزور وناتواں ہے اور آنکھیں آنسو ہی بہا رہی ہیں، جبکہ دِل تمہاری حفاظت ورضامندی کے تابع ہے اور صدق وصفا کے قدموں پر سعی اور طواف کر رہا ہے اور کتنی ہی دفعہ مجھے عرفان کی دولت مل چکی پس اب کیونکر میری حالت کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ فضل یہی ہے کہ معروف کا انکار نہ کیا جائے۔''

پادری نے پھر کہا: ''کہو! خدا تین ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''نہیں، خدا وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک ہے۔'' تو پادری نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو مارنا شروع کر دیا اور پھر کہنے لگا ''اب کہو! خدا تین ہیں۔'' مگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خدا تعالٰی کی وحدانیت پر

قائم رہے، تو اس نے پہلے سے زیادہ سخت مارا، بیٹا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین سے کہا: ''اس کو جیل خانے میں قید کرا دو۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دن جیل خانے میں رہے، روزانہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک روٹی پھینکی جاتی اور پینے کو ایک گھونٹ پانی دیا جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ نے روتے روتے آپ کے والد سے کہا: ''آپ کا بیٹا بہت چھوٹا ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں پاگل نہ ہو جائے، اس کو جیل سے رہا کرا دو۔'' چنانچہ، جب دروازہ کھولا گیا تو تینوں روٹیاں ویسی کی ویسی پڑی تھیں، والدین نے چلنے کو کہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر انہوں نے پوچھا: ''تم قید خانے میں کیوں قید رہنا چاہتے ہو؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جس محبوب کی وجہ سے تم نے مجھے قید کیا میں نے اُسی کو یہاں اپنے پاس پایا اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔'' جب جیل والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قید سے آزاد کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر سے کہیں دور چلے گئے۔ کئی دن تک نہ کچھ کھایا پیا، نہ ہی کسی دیوار کے سائے میں بیٹھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین رو رو کر کہتے: ''کاش! ہمارا بیٹا لوٹ آئے، چاہے کسی بھی دین پر ہو ہم اس کی پیروی کریں گے اور اُس کے مذہب کو اپنانے کے لئے تیار ہیں۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی، ''کون؟'' فرمایا، ''معروف۔'' والدین نے پوچھا: ''تمہارا دین کون سا ہے؟'' فرمایا، ''اسلام۔'' والدین نے باہر نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے سے لگا لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرویات:

{1}...... حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیّدُنا اَنَس بن مالک اور حضرت سیّدُنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت و برکت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ چھوڑ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر یہ نہ ہو سکے تو؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''روزانہ بعد نمازِ عصر ستر مرتبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرو تو وہ تیرے ستر برس کے گناہ بخش دے گا۔'' عرض کی: ''اگر میرے ستر برس کے گناہ نہ ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر تیری والدہ کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' پھر عرض کی: ''اگر میری ماں دنیا سے کوچ کر چکی ہو اور اس پر بھی ستر سال کے گناہ نہ ہوں تو؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیرے قریبی رشتے داروں کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۷۷۸۰، ابو علی المفلوج، ج ۱۴، ص ۴۲۵ ۔حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۹، ج ۸، ص ۴۱۱)

{2}...... حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی کسی حاجت کو پورا کیا اس کے لئے حج وعمرہ کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔''

(تا ریخ بغداد ، الرقم ۲۸۷٤ ، احمد بن محمد ابو الحسن النوری ، ج٥ ،ص ۳۳۹)

{3}......حضرت سیِّدُ نامعروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی سند کے ساتھ حضرت سیِّدُ ناعمرو بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جس نے سوتے وقت یہ دعا پڑھی: ''اَللّٰھُمَّ اٰمِنَّا مِنْ مَّکْرِکَ وَلَا تُنْسِنَا ذِکْرَکَ وَلَاتَکْشِفْ عَنَّاسِتْرَکَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِیْنَ، اَللّٰھُمَّ ابْعَثْنَا فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ حَتّٰی نَذْکُرَکَ فَتَذْکُرُنَا وَنَسْأَلُکَ فَتُعْطِیَنَا وَنَدْعُوکَ فَتَسْتَجِیْبُ لَنَا وَنَسْتَغْفِرُکَ فَتَغْفِرُلَنَا یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما، ہمیں اپنا ذکر نہ بھلا، ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھ، ہمیں غافلوں میں سے نہ کر، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے پسندیدہ لمحات میں بیدار فرما کہ ہم تیرا ذکر کریں تو تُو ہمارا چرچا کر، ہم تجھ سے سوال کریں تو تُو ہمیں عطا کر، ہم تجھ سے دعا کریں تو تُو ہماری دعا قبول کر، ہم تجھ سے مغفرت چاہیں تو تُو ہمیں بخش دے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے پاس اپنی پسندیدہ ساعت میں (یعنی تہجد کے وقت) بیدار کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجتا ہے اگر وہ بیدار ہو جائے تو فبہا (یعنی ٹھیک ہے)، ورنہ وہ فرشتہ آسمان پر چلا جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ بھیجا جاتا ہے، وہ بیدار کرتا ہے اگر وہ اُٹھ کر نماز ادا کرلے تو فبہا، ورنہ وہ فرشتہ بھی اپنے رفیق کے ساتھ جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ شخص اُٹھ کر نمازِ تہجد پڑھے اور دُعا کرے تو اس کی دُعا قبول کرلی جاتی ہے اور اگر نماز نہ پڑھے تو بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ان ملائکہ کا ثواب لکھ دیتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب المعیشة و العادات قسم الاقوال ،باب رابع،فصل اول، الحدیث ۴۱۳۱۹ ،ج۱۵ ، ص ۱۴۹ ۔بتغیرٍقلیلٍ)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات:

حضرت سیِّدُ ناابنِ مردویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدُ نامعروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے، اس دن میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا دیکھ کر عرض کی: ''اے ابومحفوظ! مجھے پتا چلا ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''میں کبھی پانی پر نہیں چلا بلکہ جب میں پانی عبور کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کی دونوں طرفیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور میں اس پر قدم رکھ کر چلنے لگ جاتا ہوں۔

حضرت سیِّدُ نامحمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اذانِ مغرب کے وقت حضرت سیِّدُ نامعروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے پاس تھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے پر کسی چوٹ کا نشان نہ تھا لیکن جب اگلے دن حاضر ہوا تو چوٹ کا نشان دیکھا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے بزرگ جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خاصے مانوس تھے، سے عرض کی کہ ''آپ ان سے اس کی وجہ پوچھئے۔'' چنانچہ، انہوں نے پوچھا: ''اے ابومحفوظ! کل تک تو آپ کے چہرے پر کوئی نشان نہ تھا، پھر آج یہ نشان کیسے بنا؟'' ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں معاف فرمائے! فضول باتوں کے متعلق سوال مت کرو۔'' لیکن اس بزرگ نے پھر عرض

کی: ''میں آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمیں ضرور بتائیے؟'' حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے، تمہیں کس نے یہ بات پوچھنے پر اُبھارا؟'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر ارشاد فرمایا: ''رات نمازِ عشاء کے بعد میرے دل نے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی خواہش کی تو میں مکہ شریف جا پہنچا۔ طواف کر کے زمزم شریف کی طرف پانی پینے گیا تو اچانک ایک حسین صورت دکھائی دی۔ میری نظر اس پر جم گئی تو اچانک میرا پاؤں دروازے میں پھسل گیا جس سے میرے چہرے پر چوٹ لگ گئی۔ پھر میں نے کسی کی آواز سنی: ''اگر تم مزید دیکھتے تو مزید چوٹیں کھاتے۔''

حضرت سیِّدُ نا علی حسن بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی پانی پر چلتے ہیں، اگر مجھے کہا جائے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوا میں اڑتے ہیں تو میں اس بات کی بھی تصدیق کروں گا۔''

حضرت سیِّدُ نا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے بڑا زاہد کوئی نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۱۷۷ معروف بن الفیرزان ابو محفوظ العابدالمعروف بالکرخی، ج ۱۳، ص ۲۰۷)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاداتِ عالیہ:

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بکاء علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور بحث ومباحثہ کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے عمل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۶۹۰، ج ۸، ص ۴۰۵)

حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن معین اور حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں ان سے سجدۂ سہو کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاموش رہنے کا حکم دیا لیکن وہ خاموش نہ رہے اور عرض کی: ''اے ابو محفوظ! آپ سجدۂ سہو کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟'' حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے ارشاد فرمایا: ''یہ دل کے لئے سزا ہے کہ وہ نماز سے غافل ہو کر دوسری طرف کیوں متوجہ ہوا۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ بات آپ کی ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۷۱۷۷ معروف بن الفیرزان ابو محفوظ العابد المعروف بالکرخی، ج ۱۳، ص ۲۰۱)

ایک دن حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کے لئے اقامت کہی۔ پھر حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابی توبہ علیہ رحمۃ اللہ سے ارشاد فرمایا: ''آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھایئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امامت نہیں کراتے تھے، بلکہ صرف

اذان واقامت کہتے تھے جبکہ امامت کوئی اور کرتا تھا۔'' حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابی توبہ علیہ رحمۃ اللہ نے عرض کی: ''اگر میں تمہیں یہ نماز پڑھاؤں تو دوسری نماز کی امامت نہیں کروں گا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم دوسری نماز کی اُمید کرتے ہو؟ ہم لمبی اُمیدوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ یہ بہترین عمل سے روک دیتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۶۸۸، ج۸، ص۴۰۵)

حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرمایا کرتے تھے: ''دُنیا چار چیزوں کا نام ہے: (۱)......مال (۲)......کلام (۳)......سونا اور (۴)......کھانا۔ کیونکہ **مال** سرکشی کا سبب ہے، **کلام** لہو ولعب میں مبتلا کر دیتا ہے، **نیند** غافل کر دیتی ہے اور **کھانا** دل کی سختی کا باعث ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں بڑائی چاہنے کا ارادہ کیا تو وہ اُسے بری طرح پچھاڑ دے گا، جس نے اس سے لڑائی کا ارادہ کیا تو وہ اسے ذلیل کر دے گا، جس نے اس کو دھوکا دینا چاہا تو وہ اسے اس کی سزا دے گا اور جس نے اس پر بھروسہ کیا تو وہ اسے نفع دے گا اور جس نے اس کے لئے عاجزی کی تو وہ اُسے بلند رتبہ عطا فرمائے گا۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۴۲۵ معروف الکرخی، ج۸، ص۲۱۸)

حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''دل سے دنیا کی محبت نکالنے کا نسخہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے سچی محبت اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اور خالص محبت کی علامات تین ہیں: (۱)......وعدہ پورا کرنا (۲)......بغیر سوال کے عطا کرنا اور (۳)......کوئی سخاوت نہ کرے پھر بھی اس کی تعریف کرنا۔ اور مُحِبِّین کی علامات بھی تین ہیں: (۱)......رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی جستجو میں رہنا (۲)......اسی کی ذات میں مشغول رہنا اور (۳)......ہمیشہ اسی کی پناہ طلب کرنا۔''

(حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۸، ج۸، ص۴۱۱)

مصائب پر صبر قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا ذریعہ ہے:

ایک شخص حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یاسیِّدی! مجھے بتائیے کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہوں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک امیر کے دروازے پر لے گئے۔ دروازے پر ایک غلام کھڑا ہوا تھا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس غلام کی طرف اشارہ کیا اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اس کی مثل ہو جاؤ، خود ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تک رسائی حاصل کر لو گے۔'' (یعنی جس طرح یہ غلام ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے باوجود اپنے آقا کے دروازے پر حاضر ہے اس طرح تو بھی ہر حال میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہ اور اس کی عبادت کرتا رہ)۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ:

حضرت سیّدُنا ابو بکر بن ابی طالب علیہ رحمۃ اللہ الخالق فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی مسجد میں داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر میں تشریف فرما تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم قافلے کی صورت میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں سلام کیا ہم نے بھی جواباً سلام پیش کیا۔ پھر ہمیں دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ سب کو اسلامی مملکت میں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور دنیا میں ہم سب کو احسان کی نعمت سے نوازے اور آخرت میں ہماری مغفرت فرمائے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اذان دینی شروع کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شدّتِ اضطراب سے لرزہ طاری ہو گیا اور اَبرُو اور داڑھی کے بال کھڑے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر بے چین ہوئے کہ مجھے خوف ہوا کہ اذان مکمل نہ کر سکیں گے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر جھک گئے کہ قریب تھا کہ گر جاتے۔

(حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۶۸۵، ج۸، ص۴۰۴)

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن محمد وراق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق فرماتے ہیں کہ کبھی کبھار ہم حضرت سیّدُنا ابو محفوظ علیہ رحمۃ اللہ الودود کی مجلس میں ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ کر غور و فکر کر رہے ہوتے، پھر اچانک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے چینی طاری ہو جاتی اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوتے: ''وَاغَوْثَاہُ'' اے میرے مددگار! (یعنی اپنے حقیقی مددگار کو پکارتے)۔'' (المرجع السابق، الحدیث ۱۲۷۰۹، ص۴۰۹)

حضرت سیّدُنا قاسم بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا پڑوسی تھا، ایک رات میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گریہ وزاری کرتے اور درج ذیل اشعار پڑھتے سنا:

أَیُّ شَیْءٍ تُرِیْدُ مِنِّی الذُّنُوْب　　شَغَفَتْ بِیْ فَلَیْسَ عَنِّی تَغِیْب

مَا یَضُرُّ الذُّنُوْبُ لَوْ أَعْتَقْتَنِی　　رَحْمَةً لِّیْ فَقَدْ عَلَانِیَ الْمَشِیْب

ترجمہ: (۱)......کون سی چیز مجھ سے گناہ کرانا چاہتی ہے، مجھے گناہوں میں مشغول رکھتی ہے اور مجھ سے دور نہیں ہوتی۔

(۲)......اگر تو مجھے رحم فرماتے ہوئے بخش دے تو گناہ مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، اب تو مجھ پر بڑھاپا آ چکا ہے۔

(صفۃ الصفوۃ، ذکر المصطفین من اھل بغداد، الرقم ۲۶۰ معروف بن الفیرزان الکرخی، ج۲، ص۲۱۲)

ایک نوجوان کی حکایت:

حضرت سیّدُنا یحیٰی بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو فرماتے سنا: ''میں نے ایک بستی میں خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان دیکھا، اس نے زُلفیں رکھی ہوئی تھیں، سر پر اُونی چادر، جسم پر سُوتی کپڑے کی قمیص اور پاؤں میں لکڑی کا جوتا تھا۔ مجھے اس کو اس جگہ دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوئی۔ پھر میں نے

اسے سلام کیا اور اس نے بھی سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''کہاں سے آرہے ہو؟'' کہنے لگا: ''دمشق سے آرہا ہوں۔'' میں نے پھر پوچھا: ''وہاں سے کب چلے تھے؟'' جواب دیا: ''دوپہر کے وقت وہاں سے چلا تھا۔'' مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کیونکہ دمشق اور اس بستی کے درمیان بہت زیادہ مسافت اور کئی منزلیں تھیں۔ بہرحال میں نے پھر پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''مکۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا جانے کا ارادہ ہے۔'' میں سمجھ گیا کہ اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خاص لطف وکرم ہے۔ خیر میں نے اسے الوداع کہا اور وہ چلا گیا۔ تین سال کے بعد ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہی شخص تھا۔ میں نے سلام کرنے کے بعد کہا: ''خوش آمدید! اور اسے اپنے گھر آنے کی اجازت دے دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ حسرت زدہ، پریشان اور غمگین ہو۔ میں نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' تو اس نے بتایا: ''اے استاذِ محترم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مجھ پر خاص کرم ہے یہاں تک کہ پہلے اس نے مجھے مصیبت میں مبتلا کیا پھر اس سے نجات دی۔ وہ مجھ پر کبھی تو اپنے لطف وکرم کی بارش برساتا ہے اور کبھی خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کبھی بھوکا رکھتا ہے اور کبھی معزز بنا دیتا ہے۔ کاش! ایک مرتبہ وہ مجھے اپنے کسی خاص بندے کے بھیدوں پر آگاہ فرما دے پھر میرے ساتھ جو چاہے کرے۔'' حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کے اس کلام سے مجھے رونا آگیا۔ میں نے مزید پوچھا: ''جب سے تم مجھ سے جدا ہوئے اس وقت سے تمہارے ساتھ کیا کیا معاملات پیش آئے؟'' اس نے کہا: ''میں تو ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے۔'' پھر وہ رونے لگا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: ''بتاؤ تو سہی کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟'' چنانچہ، اس نے بتانا شروع کیا: ''آپ سے ملاقات کے بعد میں تیس (30) دن تک بھوکا رہا۔ ایک وادی میں پہنچا جہاں ککڑیاں کاشت کی ہوئی تھیں۔ میں پتوں کو توڑ کر کھانے بیٹھ گیا۔ مالک نے جب دیکھا تو مجھے پکڑ لیا اور میری پشت اور پیٹ پر مُکّے مارتے ہوئے کہنے لگا: ''اے چور! تیرے علاوہ میری ککڑیاں کسی نے نہیں توڑیں، میں کب سے تیری تاک میں تھا کہ تو آئے اور میں تجھے پکڑ لوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔'' وہ ابھی مجھے مار ہی رہا تھا کہ ایک گھوڑے سوار بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا، اس کے سر پر کوڑا برسایا اور کہنے لگا: ''تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایک دوست کو چور کہہ رہے ہو اور اس کو مارتے اور ڈانٹتے ہو حالانکہ اس نے تو پتوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھائی۔'' یہ سن کر وہ مالک میرے پاس آیا اور **میرے ہاتھوں اور سر کو چومنے لگا۔** پھر مجھ سے معذرت کی اور اپنے گھر لے جا کر بہت عزت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ میرے لئے اپنی ککڑیاں فقراء ومساکین کو صدقہ کر دیں۔ پھر جب میں نے بتایا کہ میں حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوستوں میں سے ہوں تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کچھ بیان کرنے کو کہا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ اوصاف بیان کئے تو اس نے پہچان لیا۔'' ابھی اس نوجوان کی گفتگو پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ککڑیوں کے مالک نے دروازے پر دستک دی اور ہمارے پاس آگیا۔ وہ

بہت خوشحال تھا۔اور اپنا سارا مال فقراء پر صدقہ کر کے ایک سال اس نوجوان کی صحبت میں رہا۔پھر وہ دونوں حج کے لئے روانہ ہوئے ، حج وعمرہ کیا اور دونوں کا وہیں انتقال ہوگیا اور مکۂ مکرمہ کے قبرستان ''جنّتُ المَعْلیٰ''میں مدفون ہوئے۔

(صِفّة الصفوة،ذكر المصطفين من عباد اهل الشام المجهولى الاسماء، الرقم ۸۱۳، عابد آخر، ج٤،ص ۲٤۰)

حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس طرح دعا کیا کرتے تھے:''اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ وَفَّقَ اَھْلَ الْخَیْرِ لِلْخَیْرِ وَاَعَانَھُمْ عَلَیْہِ وَفِّقْنَا لِلْخَیْرِ وَاَعِنَّا عَلَیْہِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ!اے وہ ذات جس نے نیک بندوں کو اُمورِ خیر کی توفیق دی اور اس پر ان کی مدد بھی فرمائی! ہمیں بھی بھلائی کی توفیق عطا فرما اور اس پر ہماری مدد بھی فرما۔''

دُعائے معروف علیہ رحمۃ اللہ الرءُوف کی برکات:

ایک شخص نے حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:''دعا فرمائیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے دل کو نرم کر دے۔''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اس دعا کی تلقین فرمائی:''یَا مُلَیِّنَ الْقُلُوْبِ! لَیِّنْ قَلْبِیْ قَبْلَ اَنْ تُلَیِّنَہٗ عِنْدَ الْمَوْتِ یعنی اے دلوں کو نرم فرمانے والے!میرے دل کو بھی نرم کر دے اس سے پہلے کہ تو موت کے وقت اسے نرم کرے۔''(آمین)

{1}......حضرت سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ العلی فرماتے ہیں کہ میں دل کی سختی کے مرض میں مبتلا تھا اور مجھے حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دعا کی برکت سے چھٹکارا مل گیا۔ہوا یوں کہ میں نمازِ عید پڑھنے کے بعد واپس لوٹ رہا تھا کہ حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جس کے بال اُلجھے ہوئے تھے۔دل ٹوٹنے کے سبب روئے جا رہا تھا۔میں نے عرض کی:''یاسیِّدِی! کیا ہوا؟ آپ کے ساتھ یہ بچہ کیوں روئے جا رہا ہے؟''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا:''میں نے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا لیکن یہ بچہ ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ان بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا ہے۔میں نے بچے سے پوچھا تو اس نے بتایا:''میں یتیم ہوں،میرا باپ انتقال کر گیا ہے،میرا کوئی سہارا نہیں اور میرے پاس کچھ رقم بھی نہیں کہ میں اخروٹ خرید کر ان بچوں کے ساتھ کھیل سکوں۔''چنانچہ،میں اس کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں تا کہ اس کے لئے گُٹھلیاں اکٹھی کروں جن سے یہ اخروٹ خرید کر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل سکے۔''میں نے عرض کی:''آپ یہ بچہ مجھے دے دیں تا کہ میں اس کی حالت بدل سکوں۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ٹھیک ہے، تم اسے لے جاؤ،اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا دل ایمان کی برکت سے غنی کرے اور اپنے راستے کی ظاہری و باطنی پہچان عطا فرما دے۔''

حضرت سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں اس بچے کو لے کر بازار چلا گیا اور اچھے کپڑے پہنائے، اخروٹ خرید کر دیئے اور وہ عید کے دن دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے چلا گیا۔دوسرے بچوں نے پوچھا:''تجھ پر یہ احسان کس نے کیا؟''اس نے جواب دیا:''حضرت سیِّدُ نا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے۔''جب بچے کھیل کود

کے بعد چلے گئے تو وہ بچہ خوشی خوشی میرے پاس آیا۔میں نے اس سے پوچھا:''بتاؤ! عید کا دن کیسا گزرا؟''اس نے کہا:''اے میرے محترم! آپ نے مجھے اچھا کپڑا پہنایا، مجھے خوش کر کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیجا، میرے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی کمی پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے لئے اپنا راستہ کھول دے۔''

حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ مجھے بچے کے اس کلام سے بے حد خوشی ہوئی جس نے عید کی خوشیاں دوبالا کر دیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج۱، حصہ اول، حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، ص۲۴۲۔۲۴۳، ملخصاً)

عیسائی والدین کا قبولِ اسلام:

{2}......حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک عیسائی رہا کرتا تھا۔ایک دن میں اپنے گھر میں موجود تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:''اے ابو عامر! پڑوسی ہونے کی حیثیت سے میرا آپ پر حق ہے، میں آپ کو رات اور دن کے خالق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ''مجھے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی کے پاس لے چلئے تاکہ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے میرے لئے بیٹے کی دعا کرے۔میرے دل میں اولاد کی بہت خواہش ہے اور میرا جگر جلتا رہتا ہے۔'' چنانچہ، میں اس کو ساتھ لے کر حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں اس عیسائی کا معاملہ عرض کیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگا:''اے معروف! جب تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے ہدایت نہ دے آپ نہیں دے سکتے، میں آپ کے پاس صرف دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی:''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ اسے ایسا لڑکا عطا فرما جو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور وہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائیں۔'' چنانچہ، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس کو ایک ایسا لڑکا عطا فرمایا جو اپنی عقلِ کامل کے سبب تمام اہلِ زمانہ پر فوقیت لے گیا، وہ اپنی شرافت کی بلندی کے باعث اپنے جیسے تمام لڑکوں پر بلند مقام رکھتا تھا۔جب وہ کچھ بڑا ہوا تو باپ اسے عیسائیت کی تعلیم دلانے کے لئے ایک پادری کے پاس چھوڑ آیا۔پادری نے اُسے سامنے بٹھایا اور ہاتھ میں تختی پکڑا کر ابھی''بولو''ہی کہا تھا تو وہ بچہ کہنے لگا:''کیا بولوں؟ میری زبان تمہارے تین خدا ماننے کے عقیدے سے روک دی گئی ہے اور میرا دل میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مشغول ہے۔'' پادری کہنے لگا:''اے بیٹے! میں نے تجھے یہ تو نہیں کہا تھا۔'' تو بچے نے کہا:''پھر تم نے مجھے کیا کہا تھا؟'' پادری نے کہا:''تم میرے پاس جس تعلیم کے لئے آئے ہو میں تو تمہیں وہ سکھا رہا ہوں جبکہ تم نے مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔'' یہ سن کر بچہ کہنے لگا:''پھر مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے، جسے میری عقل بھی قبول کرے اور میرا ذہن بھی تسلیم کرے۔''

استاد نے کہا: ''ٹھیک ہے، تو پھر کہو! الف۔'' بچے نے کہا: ''الف تو وصلی یعنی ملانے والا ہے، جس نے ہر دل کو اس محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا گرویدہ کر دیا جس کی صفات اَزَلی ہیں۔'' استاد نے کہا: ''اے بیٹے! کہو! باء۔'' بچے نے کہا: ''باء سے مراد حقیقی بقاء ہے، جس نے دلوں کو زندہ کیا اور ان میں محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔'' استاد نے کہا: ''اے بیٹے! کہو! تاء۔'' تو بچے نے کہا: ''تاء سے مراد دل کا جذبہ وشوق ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق دل میں کھٹکنے والے تمام شکوک وشبہات کو دور کرتا ہے۔'' پادری نے کہا: ''اے بیٹے! کہو! ثاء۔'' تو بچے نے کہا: ''ثاء سے مراد اس نورانی لباس کے لئے پردہ ہے جو مقامِ قرب پانے والوں کو ثابت رکھے ہوئے ہے۔ استاد نے کہا: ''اے بیٹے! کہو! جیم۔'' تو بچے نے کہا: ''جیم تو نورِ جمالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا نام ہے، جو انسانوں پر صبح وشام اپنے انوار وتجلیات ڈالتا ہے۔'' استاد نے کہا: ''اے بیٹے! پڑھو! حاء۔'' تو بچے نے کہا: ''حاء سے مراد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے، جس نے دلوں کی حفاظت کی اور بری خصلتوں سے پاک وصاف کر دیا۔'' استاد نے کہا: ''اے بیٹے! کہو! خاء۔'' تو بچے نے کہا: ''خاء سے مراد خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ ہے، جس نے برگزیدہ بندوں کی تمام تکالیف اور دکھ درد دُور کر دیئے۔''

یہاں تک کہ پادری بچے کو ایک ایک حرف پڑھنے کے لئے کہتا رہا اور بچہ اس حرف کے متعلق ہم وزن ومنظوم کلام سے جواب دیتا رہا۔ پادری کی عقل دنگ رہ گئی اور ایسی گفتگو سن کر اس کا دل زندہ ہو گیا اور اس نے جان لیا کہ دینِ اسلام ہی سچا دین ہے۔ پھر کہنے لگا: اے وحدانیتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو ماننے والے پیارے بچے! میں تجھے شاباش دیتا ہوں۔'' اس کے بعد بچے نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

''کیا وہی برحق نہیں جو رلاتا و ہنساتا، زندگی وموت دیتا اور مخلوق کے لئے کھیتی اُگاتا ہے؟ یقیناً وہی معبودِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ ہے لہٰذا جو اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جاتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اے خائب وخاسر کوشش کرنے والے! جب بندے کا مقصودِ حقیقی وہی ذات ہے تو اب کون اس مقصد کے غیر کی طرف کامیاب کوشش کر سکتا ہے؟ پس وہی برتر، غالب اور رحیم ہے کہ اس کی طاقت کے بغیر کوئی کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ اپنے بندے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کو بن مانگے عطا کرتا ہے۔ عاصیوں اور گنہگاروں سے بخشش کا معاملہ کرتا ہے اور ہجر وفراق کے ماروں کو وصال کی دولت سے نوازتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ حقیقی پروردگار کوئی نہیں، وہ اپنے اس بندے کو پسند کرتا ہے جو اس کا حکم توجہ سے سنتا ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ جب پادری نے بچے کا ایسا کلام سنا جس نے اس کے ہوش اڑا دیئے اور اسے رنج وغم میں مبتلا کر دیا تو اس نے جان لیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس بچے کو قوتِ گویائی عطا کرنے والا وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ، اس نے دل ہی دل میں کلمۂ شہادت ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھا۔ پھر بچے کو اس کے باپ کے پاس

لے آیا۔ جب باپ نے ان دونوں کو آتے دیکھا تو اس کا چہرہ خوشی سے دَمک اٹھا۔ اس نے پادری سے پوچھا: ''آپ نے میرے بچے کی ذہانت کو کیسا پایا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''ذرا اس کا عارفانہ کلام تو سنیں۔'' پھر اس نے ساری گفتگو بچے کے باپ کو سنا دی۔ یہ سن کر باپ بولا: ''اس خدا کی قسم جو بے سہاروں کا سہارا اور بے بسوں کی مدد فرماتا ہے! میرا بیٹا محض حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعا کی برکت سے اس مقام و مرتبے تک پہنچا ہے۔'' پھر کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے! سب خوبیاں خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تیرے سبب ہم سب کو گمراہی سے نجات عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے سچے رسول ہیں۔'' اس کے بعد بچے کی ماں اور تمام گھر والے اسلام لے آئے اور اپنے گلے سے (عیسائیوں کے نشان) صلیب کو اُتار پھینکا۔ (سُبحَانَ اللّٰہ!) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی دعا کی بدولت ان سب کو جہنم سے چھٹکارا دے دیا۔

مزاراتِ اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی برکات:

حضرت سیِّدُنا احمد بن عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد سے حج کے ارادے سے نکلا تو ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جس پر عبادت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے پوچھا: ''آپ کہاں سے آرہے ہیں؟'' میں نے جواب دیا: ''بغداد سے بھاگ کر آرہا ہوں کیونکہ میں نے وہاں فساد دیکھا ہے، مجھے خوف ہے کہ اہلِ بغداد کو چاند گرہن نہ لگ جائے۔'' اس بزرگ نے فرمایا: ''آپ واپس چلے جائیے اور ڈریئے مت، کیونکہ بغداد میں چار ایسے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبریں ہیں جن کی برکت سے اہلِ بغداد تمام بلاؤں اور مصائب سے محفوظ ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کون ہیں؟'' جواب دیا: ''وہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل، حضرت سیِّدُنا معروف کرخی، حضرت سیِّدُنا بشر حافی اور حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔'' چنانچہ، میں واپس آگیا اور ان مردانِ حق کی قبروں کی زیارت کی تو مجھے بہت کیف و سرور حاصل ہوا۔

(تاریخ بغداد، باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج۱، ص۱۳۳)

جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو الفتح بن بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے عالَمِ خواب میں حضرت سیِّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو ایک باغیچہ میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''اس نے رحم فرماتے ہوئے مجھے بخش دیا اور تخت پر بٹھا کر فرمایا: ''اس دسترخوان پر موجود پھلوں میں سے جو چاہو کھاؤ اور لطف اٹھاؤ کیونکہ تم دنیا میں اپنے نفس کو خواہشات سے

روکتے تھے۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کے بھائی حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہاں ہیں؟'' فرمایا: ''وہ جنت کے دروازے پر کھڑے اہلِ سنت کے ان افراد کی شفاعت کررہے ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کلام قرآنِ کریم غیر مخلوق ہے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جواباً فرمایا: ''افسوس! مجھے معلوم نہیں کیونکہ ہمارے اور ان کے درمیان پردے حائل ہیں۔ انہوں نے جنت کے شوق یا جہنم کے ڈر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت نہ کی تھی بلکہ ان کی عبادت تو محض دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے تھی۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا اور اپنے اور ان کے درمیان سب پردے اٹھا دیئے۔ اب جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کوئی حاجت پیش کرنی ہو تو اُسے چاہئے کہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہو کر دعا کرے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اس کی دعا قبول کی جائے گی۔'' (صفة الصفوة، ذکر المصطفين من اهل بغداد، الرقم ٢٦٠، ج٢، ص٢١٤)

حضرت سیِّدُنا محمد بن عبدالرحمٰن زہری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی قبرِ انور پر تمام حاجات پوری ہوتی ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حاجت تھی اور میں کافی تنگدست تھا۔ حضرت معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی قبرِ انور پر میری حاضری ہوئی، میں نے تین بار سورۂ اخلاص کی تلاوت کی اور اس کا ثواب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور تمام مسلمانوں کی ارواح کو پہنچایا۔ پھر اپنی حاجت بیان کی۔ جوں ہی میں وہاں سے واپس گیا میری حاجت پوری ہو چکی تھی۔

حضرت سیِّدُنا ابوبکر خیّاط علیہ رحمۃ اللہ الجوّاد فرماتے ہیں کہ میں نے عالمِ خواب میں خود کو قبرستان میں دیکھا۔ قبر والے اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے پھولوں کے پودے ہیں۔ اچانک حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو ان کے درمیان کھڑا پایا کہ کبھی اِدھر جاتے ہیں اور کبھی اُدھر۔ میں نے پوچھا: ''اے ابو محفوظ! ''مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اور کیا آپ اس دنیا سے کوچ نہیں کر چکے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جواباً فرمایا: ''کیوں نہیں، پھر چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

''مُتّقی انسان کی موت درحقیقت حیاتِ جاوِدانی ہے یعنی ایسی زندگی ہے جو ختم ہونے والی نہیں۔ کئی لوگ اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں لیکن ان کا نام ابھی تک لوگوں میں (اچھائی کے ساتھ) زندہ ہے۔ فخر کرنا صرف اہلِ علم کو روا ہے کیونکہ وہ ہدایت پر ہوتے ہیں اور جو بھی ان سے ہدایت حاصل کرنا چاہے، یقیناً ہدایت پا جاتا ہے۔ وہ خود تو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے لیکن ان کے چاہنے والے ان کے وصال کے بعد بھی ان کا نام زندہ رکھے ہوئے ہیں اور ہم بھی انہی مرنے والوں کی صف میں ہیں جو زندہ ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصالِ باکمال:

حضرت سیِّدُنا ابوبکر عجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا ثعلب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی وفات 200ھ میں ہوئی۔'' حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم نضری علیہ رحمۃ اللہ القوی جن کا تعلق قبیلہ بنونضر بن معین سے ہے،فرماتے ہیں کہ ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی نمازِ جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔''

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن محمد وراق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق فرماتے ہیں کہ ایک شامی شخص حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا، سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا: ''مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کرو کیونکہ وہ زمین وآسمان والوں میں مشہور ومعروف ہیں۔''

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو مرنے کے ایک سال بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے میرے بھائی!''مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اب مجھے آزاد کردیا گیا ہے کیونکہ جب حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ہمارے پاس مدفون ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے سے عذاب میں گرفتار تیس تیس ہزار گنہگاروں کو نجات دے دی گئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِين

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان35:

نیک لوگوں کی نرالی شانیں

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے اپنے حسنِ انتخاب سے نیکوکار اولیاء میں خواص کو خاص فرمایا۔اس نے حصولِ مقاصد والی رات میں ان میں سے افضل واعلیٰ ہستیوں کو عالَمِ اسرار کی سیر کرائی۔اور وہ اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہوگئے تو اُس نے انہیں اپنے آزاد اور غلام سب بندوں پر امین بنا دیا۔ان کے ہاتھوں مانگنے والوں کو مرادیں ملتی اور ان کی برکتوں سے خطاکاروں کی خطائیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔یہ شہریوں اور دیہاتیوں کو نفع پہنچانے کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ان میں کچھ نقباء ہیں تو کچھ ابدال، بعض نجباء ہیں تو بعض رجال، بعض اقطاب ہیں اور کوئی غوث کہ اس کے وسیلہ سے بارشیں برستی، اس کی برکت سے (چوپایوں کے) تھن دودھ سے بھرتے اور پھل اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔☆......نقباء 70 ہیں اور یہ مصر میں ہیں، کسی دوسرے شہر میں نہیں ہوتے۔☆......ابدال 40 ہیں اور یہ شام میں ہیں اور معرفت وبصیرت رکھنے والوں کو نظر آتے ہیں۔☆......نجباء 300 ہیں۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں مغرب میں (شیاطین وکفار سے) جنگ کے لئے مقرر فرمایا۔یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کے محافظ ومددگار ہیں۔☆......رجالُ الغیب 10 ہیں اور یہ عراق میں ہیں۔اور ان کا جامِ محبت ہر طرح کی آمیزش سے پاک وصاف اور شفاف ہے۔☆......اقطاب 7 ہیں۔جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے شہروں اور اطراف عالَم میں بسنے والوں کے نفع کے لئے سات مُلکوں میں پیدا فرمایا۔☆......اور غوث (ہر زمانے میں) صرف ایک ہوتا ہے۔جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عزت وعظمت والے شہر **مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ** (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً) پر مامور فرماتا ہے۔(۱)

......مجدّدِ اعظم، امامِ اہلسنت، حضرت سیِّدُنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''غوث بالیقین اس (یعنی ولی مسمّٰی بالخضر) سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بُدلاء، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ (یعنی زمانہ) سے افضل ہوتے ہیں۔امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب **''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر''** میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اَکْبَرَالْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الصَّحَابَۃِ رضی اللہ تعالٰی عنھم **اَلْقُطْبُ ثُمَّ الْاَفْرَادُ عَلٰی خِلَافٍ فِیْ ذَالِکَ ثُمَّ الْاِمَامَانِ ثُمَّ الْاَوْتَادُ ثُمَّ الْاَبْدَالُ** اھ۔**اَقُوْلُ:** **وَالْمُرَادُ بِالْاَبْدَالِ اَلْبُدَلَاءُ السَّبْعَۃُ لِمَا ذُکِرَ بَعْدَہٗ اَنَّ الْاَبْدَالَ السَّبْعَۃَ لَایَزِیْدُوْنَ وَلَا یَنْقُصُوْنَ وَھٰؤُلَاءِ ھُمُ الْبُدَلَاءُ اَمَّا الْاَبْدَالُ فَاَرْبَعُوْنَ بَلْ سَبْعُوْنَ کَمَا فِی الْاَحَادِیْثِ۔** (الفتاوی الرضویۃ، ج ۳۰، ص۸۷)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال اھ۔میں کہتا ہوں: ابدال سے مراد سات بُدلاء ہیں، اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں، نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم، اور یہی بدلاء ہیں۔رہے ابدال تو وہ چالیس بلکہ ستر ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔(ت)

..............**بقیہ اگلے صفحہ پر......**

پس یہ برگزیدہ بندے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے **محفوظ راز** اور **پوشیدہ علم** کے خزانوں پر امین ہیں حتی کہ عمریں ختم ہو جائیں۔ اگر ان ہستیوں کا وجود نہ ہو تو چشمے اور نہریں خشک ہو جائیں۔ اگر ان کے رکوع وسجود نہ ہوں تو بارشیں بند ہو جائیں، زمین کھیتی اُگانا اور درخت پھل دینا چھوڑ دیں۔ یہ ارادۂ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے دائرے میں رہتے ہیں۔ انہیں بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہونے سے نہ تو غفلت روکتی ہے، نہ ہی اس سے دوری میں قرار آتا ہے۔ جب بادشاہوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے۔ جب سلاطین کے پردے آویزاں (آ۔وِے۔زاں) ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے **اللہ** واحد وقہار عَزَّوَجَلَّ **تجلّی** فرماتا ہے۔ پس اگر وہ تجلی ان میں سے کسی سے پلک جھپکنے کی دیر چھپ جائے تو پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اور دنیا میں زلزلہ آ جائے۔

بقیہ حاشیہ......اور حضرت سیدنا امام، محقق، علامہ محمد یوسف نبہانی قدس سرہ النورانی اپنی کتاب ''**جامعِ کراماتِ اولیاء**'' میں ان مبارک ہستیوں کی اقسام کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ''**اقطاب:** یہ حضرات اصالتاً یا نیابتاً سب احوال ومقامات کے جامع ہوتے ہیں.........مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقربینِ خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہِ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں.........**اوتاد:** یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں۔ کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی.........ان چار میں سے ایک کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور ایک کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ (معظّمہ) سے شروع ہوتی ہے.........ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں: عبدالحی، عبدالعلیم، عبدالقادر اور عبد المرید.........**ابدال:** یہ سات سے کم وبیش نہیں ہوتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے ذریعے اقالیمِ سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سِکّہ چلتا ہے.........**نقباء:** ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں۔ آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں۔ نفوس میں چھپی اشیاء اور آفاتِ نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے۔ نفوس کے مکر وخداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقشِ پا زمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی وسعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے.........**نجباء:** ہر دور میں آٹھ سے کم وبیش نہیں ہوتے۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کے علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو۔ بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے، اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔ ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے.........**رجال الغیب:** یہ دس حضرات ہوتے ہیں۔ کم وبیش نہیں ہوتے۔ ہمیشہ ان کے احوال پر انوارِ الٰہی کا نزول رہتا ہے لہٰذا یہ اہلِ خشوع ہوتے ہیں۔ اور سرگوشی میں بات کرتے ہیں.........یہ مستور (یعنی نظروں سے اوجھل) رہتے ہیں۔ زمین وآسمان میں چھپے رہتے ہیں، ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہیں اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذاتِ بے مثال ہوتی ہے.........وہ مجسمۂ حیا ہوتے ہیں، اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کانپنے لگتے ہیں، اہل اللہ جب بھی لفظ رجالُ الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں۔ کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لئے جاتے ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کبھی رجالُ الغیب سے نیک اور مومن جنّ بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کو بھی رجالُ الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزقِ محسوس حسّی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم ورزق انہیں ملتا ہے۔'' (جامع کرامات اولیاء (مترجم) ج۱، ص ۲۳۰ تا ۲۳۹ ملخصاً)

پاک ہے وہ ذات جس نے بعض بندوں کو اپنی بارگاہ کے قریب فرمایا اور انہیں اپنے ماسوا سے چھپالیا۔ اور کچھ بندوں کو دُور کیا اور دُوری وفاصلے کی تلوار ان پر چلادی۔ اس نے سید (یعنی حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی) کے لئے دامِ محبت کو نصب کرلیا۔ اور طنابِ محبت سے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو وابستہ کردیا تو وہ قابلِ عزت وباعثِ فخر مقام پر فائز ہو گئے۔ اس نے تیز نگاہ توفیق کو حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ الولی کی طرف بھیجا تو انہوں نے شکستگی اور فقر کی رسی سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اُس نے حضرت سیدنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی کو لازم کرلیا اور مزید فضل وکرم کے طلب گار ہوئے۔ اُس نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر بھلائی کی سخاوت فرمائی تو ان کا دل معرفت وبصیرت سے آباد ہوگیا۔ اُس نے حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضلِ خاص فرمایا تو وہ انتہا درجہ کی عبادت کے لئے مُستَعِدّ (مُس۔تَ۔عِدّ......یعنی آمادہ وتیار) ہوگئے اور قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے حصول کے لئے شب بیداریاں شروع کردیں۔ اور اُس نے حضرت سیدنا منصور حلاج علیہ رحمۃ اللہ الوہاب کو مزاج کی تبدیلی کا جام پلایا تو وہ عشقِ حقیقی کے نشے میں مست ہوگئے، جوش بڑھ گیا، اسرارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو ظاہر کردیا، زبانِ وجد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہوگئے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿۱﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱۱، یونس: ۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسّرِ قرآن، حِبْرُ الْاُمَّہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر دُنیا میں کوئی خوف نہیں، نہ ہی وہ آخرت میں غمگین ہوں گے بلکہ ربّ تعالیٰ خوشی وعزت کے ساتھ ان کا استقبال فرمائے گا اور انہیں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کرے گا۔''

شانِ اولیاء بزبانِ امامُ الانبیاء صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے اولیاء کون ہیں جنہیں نہ کچھ خوف ہے، نہ غم؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کا ظاہر دیکھتے ہیں تو وہ اس کا باطن دیکھتے ہیں اور جب لوگ دُنیا کی جلد آنے والی شئے کا اہتمام کرتے ہیں تو وہ اس کی دیر سے آنے والی شئے کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ دنیا کی ہر اس چیز کو ختم

کر دیتے ہیں جس کے متعلق انہیں خوف ہو کہ وہ انہیں ختم کر دے گی اور دنیا کی ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے متعلق معلوم ہو کہ عنقریب وہ انہیں چھوڑ دے گی۔ دنیا کے عطیّات میں سے کوئی چیز ان کے آڑے آئے تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی رفعتوں میں سے کوئی چیز انہیں دھوکا دے تو وہ اسے ترک کر دیتے ہیں۔ دنیا ان کے نزدیک پرانی ہو چکی ہے، وہ دوبارہ اِسے نیا نہیں کرتے۔ یہ اُن کے سامنے ویران ہو چکی ہے، وہ اِسے آباد نہیں کرتے۔ یہ ان کے سینوں میں مر چکی ہے، وہ اِسے زندہ نہیں کرتے بلکہ سرے سے گرا دیتے ہیں۔ دنیا سے اپنی آخرت کی بنیاد رکھتے ہیں اور اسے بیچ کر باقی رہنے والی چیز خریدتے ہیں۔ ان کی نظر میں دنیا دار وہ نیم مردہ لوگ ہیں جن کے لئے عبرت ناک سزا لکھ دی گئی ہے۔ لہٰذا دُنیا دار جس چیز کی اُمید رکھتے ہیں وہ اسے امان نہیں سمجھتے اور جس چیز سے اہلِ دنیا ڈرتے ہیں وہ اس سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔''

(الفتوحات المکیة لمحی الحق والدین المعروف بابن عربی، الباب الموفی ستین......الخ، ج۸، ص ۴۶۱)

سیِّدُنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا ذوقِ عبادت:

حضرت سیِّدُنا ابنِ ظفر علیہ رحمۃ الرَّب بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی کو بچپن میں جب مدرسہ داخل کیا گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے اس آیتِ مبارکہ پر پہنچے: ''یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (پ۲۹، المزمل ۱۔۲) ترجمۂ کنزالایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔'' تو اپنے والدِ محترم حضرت سیِّدُنا طیفور بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی: ''یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کس سے مخاطب ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! یہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیِّدُنا احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔'' پوچھا: ''اے میرے ابا جان! پھر آپ بھی حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سُنَّت پر عمل کیوں نہیں کرتے۔'' تو انہوں نے جواب دیا: ''پیارے بیٹے! یہ حکم خاص حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرمایا گیا پھر سورۂ طٰہٰ میں اس میں تخفیف کر دی گئی۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سبق اس آیتِ مبارکہ پر پہنچا: ''اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ ط (پ۲۹، المزمل: ۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔'' تو پھر پوچھنے لگے: ''اے میرے والدِ محترم! میں سن رہا ہوں کہ اس میں ایک ایسے گروہ کا ذکرِ خیر بھی ہے جو راتوں کو قیام کرتا ہے۔'' تو والدِ محترم نے بتایا: ''جی ہاں! وہ ہمارے پیارے آقا، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''اس چیز کو

ترک کرنے میں کوئی بھلائی نہیں جو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے۔'' چنانچہ، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدِ محترم ساری ساری رات قیام کرنے لگے۔ ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے اور اپنے والدِ محترم سے عرض کی: ''مجھے بھی سکھلائیے، میں بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کروں گا۔'' والد صاحب فرمانے لگے: ''بیٹے! ابھی تم چھوٹے ہو۔'' عرض کی: ''اے میرے ابا جان! جس دن لوگ الگ الگ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور حاضر ہوں گے تاکہ اپنے اعمال دیکھیں، اور اگر میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے پوچھ لیا، ''اے ابو یزید! تم نے کیا کِیا؟'' تو میں جواب دوں گا: ''میں نے اپنے والدِ محترم سے عرض کی تھی کہ مجھے سکھلائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھا کروں تو انہوں نے مجھے کہا تھا، ''ابھی تم چھوٹے ہو۔'' یہ سن کر فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدِ محترم کہنے لگے: ''نہیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم ایسی بات کہو۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو والد صاحب نے نماز سکھائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رات کا اکثر حصہ نماز ادا کرتے رہتے۔

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جن کے ذوق وشوق کی سواری مقصد کے حصول کے لئے راتوں کو چلتی رہتی یہاں تک کہ وہ اپنی منزلِ مراد پر پہنچ جاتے اور انہیں عنایتِ خداوندی حاصل ہو جاتی۔

جہنم کی آگ سے براءت نامہ:

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت غیر آباد مساجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے رہتے جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ خوش ہوتا۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو پیشانی زمین پر رکھ کر رُخسار مٹی پر رگڑتے ہوئے طلوعِ فجر تک روتے رہتے۔ ایک رات حسبِ معمول جب آپ نے ایسا کیا اور پھر جب فارغ ہو کر سر اٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا: ''ھٰذِہٖ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النَّارِ مِنَ الْمَلِکِ الْعَزِیْزِ لِعَبْدِہٖ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ'' یعنی خدائے مالک وغالب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ ''**جہنم کی آگ سے بَرَاءَت نامہ**'' ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔''

(تفسیر روح البیان، الدُّخان، تحت الایۃ ۳، ج۸، ص ۴۰۲)

ایک نوجوان کی توبہ:

منقول ہے، ''ایک دن حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لئے منبر پر تشریف لائے اور انہیں عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے ڈرانے اور گناہوں پر ڈانٹنے لگے۔ قریب تھا کہ لوگ شدّتِ اضطراب سے تڑپ تڑپ کر مر

جاتے۔اس محفل میں ایک گنہگار نوجوان بھی موجود تھا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں اُترنے کے متعلق کافی پریشان تھا۔جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتماع سے واپس گیا تو یوں لگتا تھا جیسے بیان اس کے دل پر بہت زیادہ اثر انداز ہو چکا ہو۔وہ اپنے گناہوں پر نادم ہوکر اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میری امی جان! تم چاہتی تھی کہ میں شیطانی لہو ولعب اور خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی چھوڑ دوں لہٰذا آج سے میں اسے ترک کرتا ہوں۔'' اور اس نے اپنی امی جان کو یہ بھی بتایا کہ میں حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا اور اپنے گناہوں پر بہت نادِم ہوا۔چنانچہ، ماں نے کہا: ''اے میرے بیٹے! تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تجھے بڑے اچھے انداز سے اپنی بارگاہ کی طرف لوٹایا اور گناہوں کی بیماری سے شفاعطا فرمائی اور مجھے قوی اُمید ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے تجھ پر رونے کے سبب تجھ پر ضرور رحم فرمائے گا اور تجھے قبول فرما کر تجھ پر احسان فرمائے گا، پھر اس نے پوچھا: اے بیٹے! نصیحت بھرا بیان سنتے وقت تیرا کیا حال تھا؟'' تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''میں نے توبہ کے لئے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے مطیع وفرماں بردار بن گیا ہوں۔جب بیان کرنے والے نے میرے دل کو اطاعتِ خداوندی کی طرف بلایا تو میرے دل کے تمام قفل (یعنی تالے) کھل گئے۔اے میری امی جان! کیا میرا مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ میری گناہوں بھری زندگی کے باوجود مجھے قبول فرمالے گا۔ہائے افسوس! اگر میرا مالک مجھے ناکام ونامراد واپس لوٹا دے یا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روک دے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔''

پھر وہ نوجوان دن کو روزے رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا یہاں تک کہ اس کا جسم لاغر وکمزور ہو گیا، گوشت جھڑ گیا، ہڈیاں خشک ہو گئیں اور رنگ زرد ہو گیا۔ایک دن اس کی والدۂ محترمہ اس کے لئے پیالے میں ستو لے کر آئی اور اصرار کرتے ہوئے کہا: ''میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ یہ پی لو، تمہارا جسم بہت مُشَقَّت اُٹھا چکا ہے۔'' چنانچہ، ماں کی بات مانتے ہوئے جب اس نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو بے چینی وپریشانی سے رونے لگا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کو یاد کرنے لگا:

﴿۲﴾ يَتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ (پ۱۳، ابراھیم:۱۷) ترجمۂ کنز الایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اُتارنے کی امید نہ ہوگی۔

پھر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گیا۔دیکھتے ہی دیکھتے اس کا طائرِ روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ہے خشیّتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا اعلیٰ مقام۔اے وہ شخص جس نے اپنی ساری زندگی یہ کہتے ہوئے ضائع کر دی کہ عنقریب توبہ کر کے نیک اعمال شروع کر دوں گا۔

اے رات کی تاریکیوں میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے تعلق جوڑنے والے پاک باز بندو! اے گروہِ تائبین! تمام خوبیاں اسی کے لئے ہیں جس نے تمہیں اپنی عبادت کی توفیق عطا کی اور ہمیں پیچھے رکھا، سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے تمہیں اپنا قرب عطا فرمایا اور ہمیں دُور رکھا۔ (کیونکہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:)

﴿۳﴾ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ (پ۱۳، ابراھیم: ۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

سارنگی بجانے والی لڑکی کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''ایک دن میرا دل کچھ بے چینی سی محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ، میں دریائے نیل کے کنارے سیر کرنے کے لئے نکلا۔ میرے دل میں اسے عبور کرنے کا خیال آیا تو میں نے کشتی میں سوار ہوکر اپنا سر گھٹنوں میں چھپالیا اور پھر نہ اٹھایا۔ جب کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو میں نے اپنا سر گھٹنوں سے اٹھایا تو اپنی دائیں جانب ایک حسین لڑکی دکھائی دی جس کی گود میں سارنگی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے شراب اور دائیں جانب صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان کھڑا تھا۔ میں نے دل میں کہا: اے نفس! تو ستر سال کی عبادت کے بعد بھی اس کشتی میں ایک ایسی شرابی قوم کے درمیان پھنس گیا ہے جو اعلانیہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتی ہے۔ اتنے میں وہ لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی اور بولی: ''اے بزرگ انسان! کیا آپ کچھ پینا چاہیں گے؟'' میں نے جواب دیا: ''اگر میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کچھ پلایا تو پی لوں گا۔'' چنانچہ، اس لڑکی نے اپنے غلام کو اشارہ کیا کہ وہ میرے لئے شراب کا پیالہ بھر دے، اس نے حکم کے مطابق شراب کا جام بھر کر مجھے پیش کر دیا۔ جب پیالہ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ لڑکی نے پوچھا: ''اے شیخ! شراب کیوں نہیں پیتے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں گانا گاؤں تاکہ تم شراب پیو یا پھر تم گانا گاؤ تاکہ ہم شراب پئیں؟'' میں نے کہا: ''میں نغمہ سناتا ہوں، تم شراب پیو۔'' وہ بولی: ''ٹھیک ہے، تم سناؤ، ہم تمہارا نغمہ سنتے ہیں۔'' پھر میں نے کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''قرآنِ پاک پڑھنے والے قاری کی تلاوت رات کی تاریکی میں گانا گانے والی لڑکی اور بانسری سے بڑھ کر خوبصورت ہے۔

اے قرآنِ مجید کو دِلکش آواز سے پڑھنے والے! تیری کیا شان ہے! اس خوبصورت قراءت کو ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ سماعت فرما رہا ہے، تیرے آنسو بہہ رہے ہیں، رُخسار مٹی میں لت پت ہیں اور دل محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مگن، یہ کہہ رہا ہے: اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے گناہوں کے بوجھ نے تجھ سے غافل رکھا۔ میرے گناہ بخش دے کیونکہ اب یہ بہت بڑھ چکے ہیں۔ اے میرے ربِّ

جلیل عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیشہ میرے عیبوں پر پردہ ڈالا۔ پس ایسے قاریٔ قرآں کا ٹھکانہ کل بروزِ قیامت جنت میں ہوگا اور وہ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پائے گا اور اپنی رفیقۂ جنت کے ساتھ رہے گا۔ اے اس کے لئے بہترین اختیار کرنے والے جو تجھے اختیار کرتا ہے!''

جب اس لڑکی نے ایسے پُراثر اشعار سنے تو بے ہوش ہوکر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو ریشمی لباس تبدیل کر کے سارنگی توڑ دی اور شراب دریا میں بہادی اور پھر عرض کرنے لگی: ''اے محترم بزرگ! اگر میں توبہ کرلوں تو کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے قبول فرمالے گا؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں، جبکہ وہ اپنی مقدّس کتاب میں خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

پھر اس نے منہ سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگی: ''اے محترم بزرگ! آپ میری اصلاح کا سبب بنے ہیں لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میرے گذشتہ گناہوں کی معافی اور درگزر کا سوال کریں۔'' حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''پھر ہم سب کشتی سے اتر کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ اس کے بعد وہ لڑکی مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ پھر ایک دفعہ میں حج کی سعادت سے بہرہ مند ہوا تو وہاں ایک پراگندہ بالوں والی لڑکی دیکھی۔ وہ کعبۃ اللہ شریف زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّتَكْرِيماً کے غلاف سے لپٹ کر رو رو کر عرض کر رہی تھی: ''اے میرے معبود! میری رات کی مدہوشی اور نشے کا واسطہ! آج میرے گناہوں کو بخش دے۔'' میں نے کہا: ''رُک جا! ایسے عزت والے مقام پر کیسا کلام کر رہی ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''اے ذوالنون! مجھ سے دُور ہو جاؤ! کیونکہ جب میں نے گذشتہ رات خوشی و مسرت سے محبتِ حقیقی کا جام پیا تو آج یوں صبح کی کہ اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مدہوش تھی۔'' میں نے پوچھا: ''تمہیں میرا نام کس نے بتایا؟'' کہنے لگی: ''میں وہی لڑکی ہوں جو مصر کے دریائے نیل میں آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئی تھی۔'' میں نے پوچھا: ''تمہارا حسن و جمال کہاں گیا؟'' تو اس نے جواب میں درج ذیل اشعار پڑھے:

ذَهَبَتْ لَذَّةُ الصِّبَا فِى الْمَعَاصِىْ وَبَقِىَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَخْذُ النَّوَاصِىْ

وَمَضَى الْحُسْنُ وَالْجَمَالُ وَمَالِىْ عَمَلٌ اَرْتَجِيْهِ يَوْمَ الْخَلَاصِ

غَيْرَ ظَنِّىْ بِاللّٰهِ وَهُوَ جَمِيْلٌ فِيْهِ اَخْلَصْتُ غَايَةَ الْاِخْلَاصِ

ترجمہ: (۱)......بچپن کی لذّت گناہوں میں ختم ہوگئی اور اس کے بعد صرف افسوس سے پیشانی پکڑنا باقی رہ گیا ہے۔

(۲)......سب حسن و جمال چلا گیا اور میرے پاس کوئی ایسا عمل بھی نہیں جس کی وجہ سے بروزِ قیامت نجات کی امید کرسکوں۔

(۳)......البتہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ ظن کی دولت ہے اور اس میں میری نیت بالکل خالص ہے۔

اس کے بعد کہنے لگی:''اے ذوالنون! میرے واپس آنے تک اسی جگہ ٹھہریئے۔''پھر وہ ایک لمحہ میں غائب ہوگئی۔ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی جس میں ایک طرف تر کھجوریں اور دوسری طرف انجیر اور انگور رکھے ہوئے تھے۔اس نے پلیٹ میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ستر سال عبادت کرنے کے باوجود میں اس مقام تک نہ پہنچ سکا جہاں یہ لڑکی چند دنوں میں پہنچ گئی۔ پھر کہنے لگی:''اے شیخ! جب میں نے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہوکر گناہوں کا اعتراف کیا اور سچی توبہ کی تو اس نے مجھے سچا توکُّل عطا فرمایا۔ پھر اس نے مزید اشعار پڑھے:

عِشْ غَرِيْبًا وَلَا تَذُلُ لِخَلْقٍ ۔۔۔ وَاطْلُبِ الرِّزْقَ فِیْ بِلَادِ الْحَبِيْب

ثُمَّ سِرْ فِی الْبِلَادِ شَرْقًا وَّغَرْبًا ۔۔۔ وَّتَوَكَّلْ عَلَى الْقَرِيْبِ الْمُجِيْب

فَعَسٰى اَنْ تَنَالَ مَا تَرْتَجِيْهِ ۔۔۔ بِيَدِ اللُّطْفِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْب

ترجمہ: (۱)......دنیا میں اجنبی کی سی زندگی گزار،مخلوق کے سامنے کبھی نہ جھک اور اپنا رزق محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تلاش کر۔

(۲)......پھر مشرق ومغرب کے ممالک میں سیر وسیاحت کر اور ہمیشہ شہ رگ سے زیادہ قریب اور دعائیں قبول کرنے والے پر ہی بھروسہ کر۔

(۳)......قریب ہے کہ تو اپنے نزدیک سے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دستِ فضل واحسان سے اس چیز کو پالے جس کی تجھے اُمید ہے۔

حضرت سیِّدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''پھر میں اس کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ آنکھوں سے اوجھل ہوچکی تھی۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ہیں تائبین کی صفات اور مُقَرَّبِین کی علامات۔اے بھائی! اپنے مولیٰ کی بارگاہ سے کبھی مت ہٹنا اگرچہ وہ تجھے دھتکار دے اور اس کے بابِ رحمت سے کبھی قدم نہ ہٹانا اگرچہ وہ تجھے قبول نہ کرے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ:

منقول ہے، جب حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے **ممنوعہ درخت** سے کھایا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو رب عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا وعدہ بھلا دیا گیا تو جنَّتی لباس علیحدہ ہوگیا۔ وہاں کی ہر چیز آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے نامانوس ہوگئی۔ چنانچہ، آپ علیہ الصلوۃ والسلام جلدی سے بھاگتے ہوئے جنَّتی درختوں کے پتوں میں چھپ گئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پوچھا:''اے آدم! کیا تم مجھ سے بھاگتے ہو؟''عرض کی:''نہیں، اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! بلکہ مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے۔''تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:''کیا میں نے تجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیرے لئے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی طرف کی خاص روح نہ پھونکی؟ کیا میں نے تجھے اپنے قرب میں جگہ عطا نہ فرمائی؟ کیا میں نے تیرے لئے اپنی جنت مباح نہ کی؟ پس یہاں سے الگ ہوجا کیونکہ لغزش والا یہاں نہیں رہتا۔''اس پر حضرت سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام جس

قدر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا، روتے رہے۔ پھر عرض کی: ''اے میرے معبود! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو کون کرے گا؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ یوں دعا کر: ''سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ عَمِلۡتُ سُوۡءً ا وَظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَتُبۡ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّا بُ الرَّحِیۡمُ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہر عیب سے پاک ہے اور تعریف کے لائق تیری ہی ذات ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے لغزش ہوئی اور میں نے اپنی جان پر زیادتی کی پس تو میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔''

(مذکورہ کلمات کے متعلق) حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد اور مفسِّرین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ''یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سیکھے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ والسلام کی توبہ قبول فرمائی۔''

رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ماں کی محبت سے بڑھ کر ہے:

حضرت سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت جب عدن کے سمندر کی گہرائی سے آگ نکلے گی تو تمام لوگ میدانِ محشر کی طرف ہانکے جائیں گے۔ میدانِ قیامت کی ہولناکیوں سے لوگ متحیَّر، پیاسے، مدہوش اور کانپتے ہوں گے کہ اسی دوران **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجلّی فرمائے گا تو اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور مخلوق ایک دوسرے کو دیکھ لے گی اور ماں اپنے بیٹے کو دیکھے گی جس سے دنیا میں وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اسے پہچان کر کہے گی: ''اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیری پناہ گاہ نہ تھا؟ کیا میری گود تیرے لئے نرم بستر نہ تھی؟ کیا میرا دودھ تیرے لئے سیرابی کا باعث نہ تھا؟'' تو بیٹا پوچھے گا: ''اے میری ماں! تو کیا چاہتی ہے؟'' وہ کہے گی: ''میرے گناہ مجھ پر بھاری ہو گئے ہیں تو ان میں سے صرف ایک گناہ اٹھالے۔'' تو وہ کہے گا: ''یہ بات ناممکن ہے! آج ہر جان اپنے عملوں میں گروی (یعنی رِہن) ہے۔ اے میری ماں! اگر میں تیرا بوجھ اٹھالوں تو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟'' اسی دوران **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ایک منادی اعلان کرے گا: ''اے فلاں بن فلاں! آؤ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔'' یہ اعلان سنتے ہی اس شخص کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کے سبب اس کے اعضاء بے چین ہو جائیں گے۔ جب ماں اپنے بیٹے کی گھبراہٹ ملاحظہ کرے گی تو پوچھے گی: ''اے میرے بیٹے! کیا ہوا؟'' وہ جواب میں کہے گا: ''اے میری ماں! مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے بلایا گیا ہے، اب میں اس سے بھاگ کر کہاں چھپوں یا میرا چھٹکارا کیسے ہو؟'' اسی دوران دو فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ جب اس کی ماں دیکھے گی تو اُسے سینے کی طرف کھینچے گی اور اپنے بالوں سے چھپائے گی اور اپنی پوری طاقت سے فرشتوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے گی لیکن دور نہ کر سکے گی۔ جب دیکھے گی کہ وہ ان سے اپنا بیٹا نہیں لے سکتی

تو روتے ہوئے فرشتوں سے کہے گی: ''اس ذات کی قسم جس نے مجھے میری قبر سے اٹھایا ہے! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم دونوں کو اپنا بیٹا نہ لے جانے دیتی۔'' پھر وہ اسے روتے ہوئے الوداع کرے گی اور کہے گی: ''اے میرے بیٹے! میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں پیشی اور حساب کتاب کے لئے تجھے بلایا! اگر تجھے نجات ملے تو مجھے مت بھولنا۔ میں بہت دیر سے کھڑی ہوں، بہت حسرت زدہ ہوں اور میری تکلیف اور پیاس بہت شدّت اختیار کرگئی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''پھر دو فرشتے اس کے بیٹے کو ''سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی'' پر مقرر فرشتے کے سپرد کردیں گے۔'' وہ پوچھے گا: ''تمہارا تعلق کس اُمّت سے ہے؟'' تو لڑکا جواب میں کہے گا: ''میں حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اُمّتی ہوں۔'' فرشتہ کہے گا: ''خوشخبری ہے تیرے لئے اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لئے۔'' پھر وہ فرشتہ اسے نور میں داخل کردے گا۔ کوئی اندازے سے نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں جائے گا، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب) اچانک اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک آواز سنائی دے گی: ''ٹھہر جا! میں تیرا رب ہوں، اپنے اعضاء کو پُرسکون رہنے دے اور اپنے دل کو اطمینان دے۔ میرے عزت وجلال کی قسم! تجھے تیری ماں اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اپنے سینے سے چمٹا رہی تھی تو میں تجھ پر اس سے بھی بڑھ کر شفیق ہوں۔'' پھر ارشاد ہوگا: ''اے میرے بندے! اپنا نامۂ اعمال پڑھ۔'' تو وہ اسے پڑھے گا لیکن جب کوئی گناہ پائے گا تو آواز آہستہ کرلے گا اور جب کوئی نیکی پائے گا تو آواز بلند کرلے گا۔ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اے میرے بندے! اپنی نیکی کو بلند آواز سے اور برائی کو پست آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟'' تو وہ روتے ہوئے عرض کرے گا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے معلوم ہے کہ تو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔''

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے تیرے گناہوں اور عیبوں کو مخلوق سے کیسے پوشیدہ رکھا جبکہ تو نے ان کے ذریعے میرا مقابلہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تجھ سے باخبر تھا اور تجھے دیکھ رہا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ میں تیری ڈانٹ ڈپٹ سننے کی طاقت نہیں تو مجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اگر میں تجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دوں تو میرا جود وکرم اور عفو ودرگزر کس کے لئے ہوگا؟ (پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائیگا) اے فرشتو! میرے بندے کو میرے فضل ورحمت سے جنت میں لے جاؤ۔'' وہ پھر عرض کرے گا: ''اے میرے معبود ومالک عَزَّوَجَلَّ! میری والدہ دنیا میں مجھے بہت چاہتی تھی اور مجھ پر بہت شفقت کرتی تھی اور آج اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے مدد مانگی اور چاہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے معاف کردیا ہے تو میرا ٹھکانا میرے بجائے میری والدہ کو بخش دے، اب وہ جس عذاب میں ہے اس سے برداشت نہیں ہورہا۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے عزت وجلال کی

قسم! میں تم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا بلکہ میں تم پر رحم کر چکا ہوں۔'' (پھر فرمائے گا:) ''اے میرے فرشتو! ان دونوں کو میری جنت میں لے جاؤ اور میں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

دردِ سر کا علاج

قیصرِ رُوم نے امیرُ الْمُؤمِنِین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے **دائمی دردِ سر** کی شکایت ہے اگر آپ کے پاس اِس کی دوا ہو تو بھیج دیجئے! حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو ایک ٹوپی بھیج دی۔ قیصرِ رُوم اُس ٹوپی کو پہنتا تو اس کا **دردِ سر** کافُور ہو جاتا اور جب سر سے اُتارتا تو **دردِ سر** پھر لوٹ آتا۔ اسے بڑا **تعجُّب** ہوا۔ آخرِ کار اُس نے اس ٹوپی کو اُدھیڑا تو اس میں سے ایک کاغذ برآمد ہوا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم لکھا تھا۔ (تفسیرِ کبیر ج۱ ص۱۵۵)

بیان36: مبارک دریا ''نیل'' کا ذکرِ خیر

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے ظالموں کو ہلاک کیا۔ بندوں کو ستانے والوں کا رعب و دبدبہ خاک میں ملا دیا۔ اس نے دانے کو پھاڑ کر اس سے گندم کو اُگایا۔ اس نے خشک وتر گھاس اُگایا اور جانوروں کے لئے مقرر فرمایا۔ اور (اس کا فرمانِ عالیشان ہے) ''**وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا** ط(پ۱۹، الفرقان: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی۔''......ساری کائنات اس کے فضل کے گن گا رہی ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ زبانیں اس کے شکر میں اس کے ذکر سے تر ہیں۔ اور (فرمانِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے) ''**فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ** (پ۲۳، الزمر: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔''...... اور انہیں اپنی حکمت کے مطابق لمبائی اور چوڑائی میں تقسیم فرما دیا تو ان سے نہریں بہہ نکلیں اور کچے تالابوں سے پانی زور وجوش کے ساتھ نکلنے لگا۔ اور اُس نے تمہارے لئے ''**دریائے نیل**'' کو ایک بڑی نشانی بنایا۔ اس کی مضبوطی تعجب خیز، بہاؤ خوشگوار اور خوشبو نہایت پاکیزہ ہے۔ عظمت وشان کا حامل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی قدرت وحکمت کے عجائب وغرائب پر دلیل بنایا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس دریا کو مصر کے ساتھ خاص فرمایا۔ یہ عظیم دریا بڑا تعجب خیز ہے کہ گرمیوں میں بھر جاتا ہے، سردیوں میں اُتر جاتا ہے، جب دوسرے پانی رک جاتے ہیں تو یہ بہنے لگتا ہے اور جب سردی ظاہر ہونے لگتی ہے تو یہ دریا حاجات و مقاصد برَ لاتا ہے۔ دلوں کو فرحت ومسرت سے لبریز کرتا ہے۔ پس جب کسی لمبی جدائی کے سبب اس میں اضطراب و بے قراری پیدا ہوتی ہے تو غیرت کی زیادتی والے کی طرح اس کی بھی خواہش بڑھ جاتی ہے اور خشکی وتری کی خوشیوں کی مثل موجیں مارتا ہے۔ تو غور کرو کہ موجیں مارنے کے ایام میں اس کی مقدار کی حالت کیسی ہوگی۔ اس کا بند دہانہ (دَ۔ہا۔نہ) کھلنے سے قبل ہی کوئی تدبیر کر لو۔ کیونکہ یہ جب بھی کوئی لمبا سانس لیتا ہے تو لمبائی وچوڑائی میں گڑھوں کو بھر دیتا ہے۔ شہروں کو اندر باہر، چہار طرف سے گھیر لیتا ہے۔ ہر بندے کو اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ تو اس سے نکلنے والی چھوٹی نہر ٹوٹنے سے کتنے تکبر ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ دریا اپنی روانی سے تمہارے غم دور کر دیتا ہے اور اپنے بہاؤ سے تمہارا گرم کلیجہ ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

جب باغات خالی ہو جاتے ہیں اور کنوئیں کثرت کے بعد کمی کی شکایت کرتے ہیں اور ان کی پیاس اطراف میں نرمی وسختی سے ہنگامہ کرتی ہے تو توبہ کرنے پر فریاد رس کرم فرماتا ہے۔ (اور ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''**اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** O (پ۳۰، الم نشرح: ۶)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔'' ......اوراس نے اپنی طرف رجوع کرنے والے پر نرم چلنے والی ہواؤں کے ساتھ اپنی عطاو بخشش بھیجی۔ چنانچہ، زمین خشک ہوجانے کے بعد تر و تازہ اور سرسبز و شاداب ہوگئی۔اوراس نے اپنی مفلسی و ناداری کے بعد سبز حلے پالئے (یعنی سبزہ زار ہوگئی)۔

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت کی مثال نہیں۔اس کی حکمت کا کوئی مقابل نہیں۔اس کی نعمت کا شمار نہیں۔وہ گنہگاروں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور فرمانبرداروں کو بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمانے والا ہے۔اس کی بارگاہ سے منہ موڑنے والا نقصان وخسارہ ہی اٹھاتا ہے اور اس کے در سے پھرنے والا اپنے شیریں مشروب کو بھی کڑوا پاتا ہے۔تو اے سرکشی و نافرمانی کی چراگاہ میں بھٹکنے والے! بے شک تو نے بہت بری بات کا ارتکاب کیا۔اور اے کفر و بے دینی کے بیابان میں سرگرداں! بے شک تو ایسی بات پر اڑا ہوا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔کیا تجھے ہلاکت کا ڈر نہیں؟ (سُن! وہ کیا فرمارہا ہے:)'' وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۱۹،النمل:۵۰) ترجمۂ کنز الایمان: اورانہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔''قسم بخدا! اس نے تیرے لئے ہدایت کا راستہ بالکل واضح فرمادیا ہے تو اب کسی گنہگار کو عذر کی گنجائش نہیں۔اوراس نے یہ بات قرآن حکیم میں واضح فرمادی ہے:'' وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط(پ۲۲،فاطر:۱۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔''(۱)......عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خوبی و کمال، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا و مہربانی ہے کہ وہ اپنے مالک و مولی عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے دنیا کی فریب کاریوں سے بیدار و ہوشیار رہے اور انہوں نے اپنے اوقات (یعنی رات دِن) کو اس کی تسبیح و ذکر میں فنا کرڈالا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں کو اپنی محبت میں گرما کر انگارہ کردیا۔اور ان پر اپنی محبت کے جاموں سے بار بار شرابِ محبت کو گھمایا۔پس جب ساقی نے شرابِ محبت کو گھمادیا اور گانے والوں نے ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نغمات گائے تو عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) ان آوازوں کی طرف مائل ہوگئے کہ کوئی طرب و مدہوشی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو یاد کر رہا ہے۔

تو اے سننے والے! نگاہِ فکر سے دیکھ کہ مخلوق کے عام نفع کے لئے قدرت نے کس طرح دریائے نیل کو مصر کے بالائی شہروں سے گزارا۔ یہ تمام اشیاء سے زیادہ تعجب خیز اور انوکھا ہے، اس کا منظر حسین تر اور عمدہ ترین ہے اور اس کا پانی سب پانیوں

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''معنٰی یہ ہیں کہ روزِ قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا، جو اُس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی۔البتہ! جو گمراہ کرنے والے ہیں ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے، ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور اُن گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا کہ کلامِ کریم میں ارشاد ہوا:'' وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ. (العنکبوت:۱۳) اور درحقیقت یہ اُن کی اپنی کمائی ہے دوسرے کی نہیں۔''

سے زیادہ ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ پاکی ہے اسے جس نے اس کے ذریعے خیالات کو پختہ کیا، آنکھوں کو قرار بخشا اور ارواح کے لئے حیات کا سامان کیا۔ پس یہ قدرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے پھیل گیا۔ پودوں اور درختوں کو اگانے کے لئے جہتوں اور اطراف میں بہنے لگا۔ اور اس کے انعام کے دریا سے اکرام کی نہروں کی طرف چلنے لگا۔ (چنانچہ، وہ فرماتا ہے:) ''هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۴، النحل: ۱۰، ۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔''

تو وہی ذات ہے جس نے اس دریا کو اپنی حکمت سے جاری اور اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا۔ اس نے بندوں کے گمانوں کو ناکام نہیں کیا۔ اور اس نے حقوق وحدود کی پاسداری کے سبب اس کی چمکتی موجوں کو حسنِ نظام وقانون کے تحت رکاوٹ کے خاتمے اور اس کا دہانہ (دَ۔ہا۔نَہ) کھولنے کی اجازت دے دی۔ اور اس نے رکاوٹ کو توڑ کر ہر غمگین کے دل کو جوڑ دیا۔ اور اس دریا کی برکتیں کچے تالابوں اور نہروں کو عام ملنے لگیں۔ اور وہ بحکمِ الٰہی شہروں کی طرف بہنے لگا۔ پس پیاسے اس سے سیراب ہونے لگے اور پیٹ اسے دیکھ کر بھرنے لگے۔ (چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ''اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۝ (پ ۲۱، السجدہ: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوجھتا نہیں۔''

دریائے نیل کے متعلق حکایت:

منقول ہے کہ فرعون زمین میں سرکشی کے ساتھ ساتھ خدائی کا بھی دعوے دار تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دریائے نیل کے ذریعے گمراہ کر رکھا تھا وہ یوں کہ جب ''یَوْمِ نَیْرُوْز'' (یعنی آتش پرستوں کی عید کا دن) آتا اور دریائے نیل انتہائی ٹھاٹھیں مارنے لگتا تو لوگوں میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ تمہارے لئے فرعون نے دریائے نیل کو پُر جوش کر دیا ہے لہٰذا تم اسے سجدہ کرو تو جاہل لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اُسے سجدہ کرتے۔ ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے پُر شور موجیں مارنے کی اجازت نہ دی۔ لوگ بھوک کے سبب نڈھال ہو گئے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ، پوری قوم اکٹھی ہو کر فرعون کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا، ''ہمارے اہل وعیال، اولاد اور جانور سب ہلاک ہوئے جا رہے ہیں، اگر تم ہمارے خدا ہو تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دو۔'' تو اس لعین نے جواب دیا: ''ایسا ہی ہوگا۔'' پھر وہ اُونی لباس، بالوں کی بنی ہوئی ٹوپی اور راکھ

بھری تھیلی لے کر ایک ویران جزیرے کی طرف چلا گیا جو اب تک ''مقیاس'' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور حکم دیا کہ اس کی رعایا اور قوم میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے نہ آئے۔ اس نے جزیرے میں داخل ہوتے ہی شاہی لباس اور سر کا تاج اُتار کر اونی لباس اور بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن لی اور راکھ زمین پر بکھیر کر اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور روتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ ریز ہو گیا اور اپنا چہرہ راکھ پر الٹ پت کرتے ہوئے کہنے لگا:

''اے میرے مالک و مولیٰ! میں جانتا ہوں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک اور اوّلین و آخرین کا معبود ہے۔ لیکن مجھ پر بدبختی غالب آ گئی، میں تیری نافرمانی و سرکشی میں بہت آگے بڑھ گیا۔ تُو میرا معبود ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تو نے میرے متعلق جو فیصلہ فرما دیا، فرما دیا۔ مولیٰ! اب مجھے میری قوم میں ذلیل و رسوا نہ کر اور تو ہی سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے۔''

ابھی فرعون کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسی وقت دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم دے دیا اور اسے فرمایا کہ جہاں تک فرعون جائے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔ چنانچہ، فرعون اپنی قوم میں اس حالت میں جا رہا تھا کہ دریا کا پانی اس کے دامن کو تر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور لوگ اپنی آستینوں کو پانی اور کیچڑ میں ڈبو کر خوشی سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ اس وقت سے اب تک مصر میں خوشی منانے کا یہ طریقہ رائج ہے اور اہلِ مصر اِسے **یوم نوروز** یعنی دریائے نیل کی طغیانی کا دن کہتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! فرعون **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دشمن تھا جو لمحہ بھر اس کے لئے مخلص ہوا تو اسے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے طلب کے مطابق عطا کیا گیا، اس کی پردہ پوشی کی گئی اور قوم میں اس کو ذلیل و رسوا ہونے سے بچا لیا گیا۔ تو جو شخص ساری زندگی اخلاص سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و عبادت کرتا رہے تو وہ اسے کس قدر انعامات سے نوازے گا اور اسے آخرت میں کیا کچھ عطا نہ فرمائے گا۔ اسی طرح جب نافرمان بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہو جائے اور اپنی خامیوں اور گناہوں کا اعتراف کرلے۔ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں اونچی اور آہستہ آواز سے گڑگڑائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے پاک ہے کہ بروزِ قیامت اسے عذاب دے یا سب کے سامنے ذلیل و رسوا کرے۔

روزے دار پر خاص عنایتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب قیامت کا دن ہوگا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو اسے اعلانیہ طور پر نامۂ اعمال دے کر فرمائے گا: ''اسے آہستہ آواز میں پڑھ'' تاکہ وہ مخلوق میں ذلیل

وخوار نہ ہو۔ پس وہ اپنا نامۂ اعمال اس قدر پست آواز میں پڑھے گا کہ کوئی بھی نہ سُن سکے گا۔ فرشتے عرض کریں گے: ''اے ہمارے معبودِ برحق ! یہ ایسی عنایت ہے جو پہلے کسی نافرمان پر نہیں کی گئی جبکہ تو نے اپنے نافرمان کو عذاب دینے اور جہنم میں جلانے کی وعید فرمائی ہے۔'' اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے فرشتو! میں نے دنیا میں اسے ماہِ رمضان کی شدید گرمی میں بھوک اور پیاس کی آگ سے جلایا تو آج اسے جہنم کی آگ میں نہیں جلاؤں گا۔ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے سابقہ گناہوں اور نافرمانیوں کو معاف فرمادیا اور میں ہی کرم واحسان فرمانے والا ہوں۔''

دریائے نیل کے نام ایک خط:

منقول ہے: ''فرعون کا طریقہ یہ تھا کہ جب دریائے نیل کا پانی کم ہوجاتا تو وہ اہلِ مصر کو حکم دیتا کہ وہ اپنی ایک نوجوان دوشیزہ کو طرح طرح کے زیورات سے آراستہ کریں، رنگ برنگے فخریہ لباس پہنائیں اور ہر طرح کی زیب وزینت سے اس دلہن کی طرح مزیَّن کریں جو شبِ زفاف (یعنی شادی کی پہلی رات) اپنے شوہر کے پاس آراستہ پیراستہ ہو کر جاتی ہے۔ پھر اس کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔ چنانچہ، لوگ ہر سال ایسا ہی کرتے۔ اکثر جاہل لوگوں کا یہ باطل عقیدہ تھا کہ دریائے نیل کی سطحِ آب تب تک بلند نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں دُلہن کی طرح سجا سنوار کر کوئی لڑکی نہ ڈال دی جائے۔ یہی طریقہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت تک رائج رہا۔ مصر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب اُن کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اہلِ مصر کی اس بُری عادت کو انتہائی ناپسند کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں ساری صورتِ حال بیان کی۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً خط کا جواب لکھا اور ایک رقعہ بھی لکھا جس میں لکھا تھا: **اللہ** تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے مصر کے دریا **''نیل''** کی طرف!

اَمَّا بَعۡد!

''اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد وقہار عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اس کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔''

حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ دریائے نیل میں ڈال دیا اور اہلِ مصر نے یقین کرلیا کہ اب یہ ٹھاٹھیں مارنے لگ جائے گا۔ چنانچہ، جب لوگوں نے صبح کی تو دیکھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم فرمادیا ہے اور وہ ایک ہی رات میں سولہ گز بلند ہوگیا۔ (العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، باب صفة النیل ومنتهاه، الحدیث ۹۴۰، ص۳۱۸)

ے چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ سب کچھ حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات اور حسنِ ایمان کی وجہ سے تھا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مصر کے مسلمانوں کو اس بری بدعت سے نجات عطا فرمائی۔ حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کریں، اسی کی تعریف وتوصیف کریں اور گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام برے افعال اور لڑکیوں کو دریا میں پھینکنے کی عادتِ بد ختم کر دی۔

قِبطِیُوں کی مکروہ چال:

جب قبطیوں (یعنی مصر کے قدیم عیسائی باشندوں) نے دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ڈالنے سے دریا موجزن ہو گیا تو انہیں بڑی تکلیف ہوئی اور وہ اپنے مذہب کو مضبوط کرنے کے لئے مختلف حیلے کرنے لگے تاکہ یہ واقعہ ان کی طرف منسوب ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے یہ مکروہ چال چلی کہ جب دریا کی خاص طغیانی کا وقت قریب آتا تو کسی کو شہید قرار دے کر اُس کا تابوت دریا میں پھینک دیتے اور انہوں نے اس دن کو **''عید''** بنا لیا جو آج تک (یعنی صاحبِ کتاب کے زمانے تک) اسی طرح ہے۔

اسی طرح اہلِ مصر نے سال کے ایّام میں پانچ دنوں کی زیادتی کر رکھی تھی جس کو وہ ''النَّسِیۡٓءُ'' کہتے۔ چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک میں اس کا ردِّ بلیغ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿۸﴾ اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُحِلُّوۡنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوۡنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوۡا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ط زُیِّنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِہِمۡ ط وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ O (پ۱۰، التوبۃ:۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی، اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کر لیں ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔(۱)

---

(۱)......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نسی لغت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہرِ حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے زمانۂ جاہلیت میں عرب اشہرِ حُرُم (یعنی ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت وعظمت کے معتقد تھے۔ تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آ جاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے۔ اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے، محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

یہ دین میں ان کی سرکشی کی علامت ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں سب سے زیادہ شرف والے دین کے ساتھ خاص فرمایا اور اس میں ہمارے لئے ایمان کے بہت سے راستے واضح کئے اور بالخصوص بنی عدنان کے سردار، سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شفاعت سے بہرہ مند فرمایا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

بقیہ حاشیہ...... جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہِ حرام بنالیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی جنگ حلال کر لیتے اور ربیعُ الاوّل کو ماہِ حرام قرار دیتے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرزِ عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہی۔ اس طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔ سید عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے حَجَّۃُ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نسیٔ کے مہینے گئے گزرے ہوئے۔ اب مہینوں کے اوقات کی، وضعِ الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں نسیٔ کو ممنوع قرار دیا گیا اور کفر پر کفر کی زیادتی بتایا گیا۔ کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریمِ قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔''

بیان 37: **فضائلِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ**

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو اپنی وحدانیت (یعنی ایک ہونے) میں مضبوط وطاقتور ہے۔ پس وہ واحد وغالب ہے۔ وہ اپنی اَزَلیّت (یعنی ہمیشہ سے ہونے) میں یکتا و بے مثل ہے۔ اس نے سارے جہان کو حیرت و بے بسی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ اس نے موجودات کو حکمت سے بنایا اور اس کے بنانے کی حکمت میں کوئی عیب ہے نہ کمزوری۔ اس نے آسمانی پوشاک کو خوبصورتی اور عمدہ واحسن طریقے کے ساتھ چمکتے ستاروں سے زینت بخشی۔ اس کے سامنے چانداور سورج کے نقش بنائے گویا کہ خالص چاندی اور خالص سونا ہے۔ شہابِ ثاقب (یعنی ٹوٹنے والے چمکدار ستارے) کے ذریعے چوری چھپے سننے سے مکمل حفاظت فرمائی اور اسے نگاہِ عبرت رکھنے والے عقلمندوں کے لئے نشانی بنایا۔ اس نے پانی کی تہہ پر زمین کو بچھایا اور اسے اپنی قدرتِ کاملہ سے بہترین طریقہ پر نمایاں فرمایا اور پہاڑوں کی میخوں کے ذریعے اسے قرار بخشا۔ اور مردانِ غیب (اولیاء کی ایک قسم)، اقطاب اور مخلص نیکوکاروں کا اُسے مسکن بنایا۔ اوران خاص بندوں کو عزت و کرامت کی خلعت (خِل ۔عَت: یعنی عطیہ) عطا فرمائی ۔ دنیا کو ان سے پھیر دیا تو وہ نہیں جانتے کہ ''مال بچانا اور جمع کرنا'' کسے کہتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں، اشارہ وکنایہ کو سمجھ جانے والوں کے لئے حق کو قائم کرنے والے خلفاء بنایا۔ اوران میں سے بعض کو اپنی مملکت میں نرمی و آسانی اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے کے لئے خاص فرمایا جیسا کہ صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام جیسے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''آپ کا پورا نام ''عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی عاص بن امیہ بن عبدالشّمس'' اور والدۂ ماجدہ کا نام ''اُمِّ عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور کنیت ''ابوحفص'' ہے۔

ولادتِ باسعادت:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سن تریسٹھ (63) ہجری مدینہ شریف میں ہوئی۔ اسی سال اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ٥، ص ٢٥٣۔٢٥٤۔ تاریخ الاسلام للذَّھبی، حرف العین، عمر بن عبد العزیز، ج ٢، ص ٣٢٦)

زمانے کا بہترین شخص:

حضرت سیِّدُ نا عباس بن راشد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور جب واپس جانے لگے تو میرے آقا نے مجھے حکم فرمایا: ''تم بھی ان کے ساتھ جاؤ۔'' چنانچہ، میں بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ جانے کے لئے سوار ہوا۔ جب ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا تو اس میں راستے پر ایک مردہ سانپ پڑا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی سواری سے نیچے اُترے اور سانپ کو دفن کر کے پھر سوار ہو گئے اور ہم اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی: ''یا خرقاء! یا خرقاء!'' ہم آواز تو سن رہے تھے لیکن کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے غیبی آواز دینے والے! میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر تم سامنے آ سکتے ہو تو آ کر ہمیں بتاؤ کہ یہ خرقاء کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''خرقاء وہی سانپ ہے جس کو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دفن کر دیا ہے۔ میں نے ایک دن حضور پُر نور، شافعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اس سانپ سے یہ فرماتے سنا تھا: ''اے خرقاء! تم چٹیل زمین میں مرو گے اور زمانے کا سب سے بہتر مؤمن تمہیں دفن کرے گا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟'' اس نے بتایا: ''میں ان سات جِنّات میں سے ہوں جنہوں نے اس وادی میں رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی تھی۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دوبارہ پوچھا: ''کیا واقعی تم نے یہ بات **اللہ** کے رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' یہ سننا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ وہاں سے چل دیئے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ٥٢٤٢، عمر بن عبد العزیز، ج٤٥، ص١٤٥۔١٤٦)

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ٧٤٦٠، ج٥، ص٣٧٥)

حضرت سیِّدُ نا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ امام سات ہیں۔ جن میں سے پانچ دُنیا سے رخصت ہو گئے اور دو باقی ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا خارجہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ان پانچ کے نام یہ ہیں: ''(١)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ (٢)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (٣)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ (٤)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور (٥)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، الحدیث ٤٦٣١، ص١٥٦٣)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاسبۂ نفس:

حضرت سیِّدُ نا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرتے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔جب رات کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جُبَّہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوعِ فجر تک بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مناجات اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔پھر اس جُبَّہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ساری زندگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔''

(حلية الاولياء، عمر بن عبد العزيز،الحديث٧٢٦٨ ، ج٥،ص ٣٢٤)

دُنیا کو تین طلاقیں:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑوسی حضرت سیِّدُ نا حارث بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم!جب رات کی تاریکی چھا جاتی اور ستارے روشن ہو جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریض کی طرح بے چین و مضطرب ہو جاتے اور غم زدہ انسان کی طرح رونے لگتے۔گویا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سن رہا ہوں کہ''اے دُنیا!تو کیوں میرا پیچھا کرتی ہے یا مجھ میں دلچسپی کیوں لیتی ہے؟ جا، مجھ سے دور ہو جا،کسی اور کو دھوکا دے، میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں،اب دوبارہ تجھ سے رجوع نہیں ہوسکتا۔تیری عمر کم،لذّات حقیر اور خطرات زیادہ ہیں۔ہائے افسوس!زادِ راہ کم،سفر طویل اور راستہ پُر خطر ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے تو قرآنِ حکیم کو (پڑھنے کے لئے) اپنی گود میں رکھ لیتے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسوؤں سے داڑھی شریف تر ہو جاتی پھر جب کسی آیتِ خوف کی تلاوت فرماتے تو بار بار اس کو دہراتے رہتے اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتے اور طلوعِ آفتاب تک یہی کیفیت رہتی۔سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ !اُن نورانی چہروں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے؟ اُن کی باتیں سُن کر کتنی خوشی ہوتی ہے؟اور ان کی نشانیاں مٹ جانے پر کس قدر غم ہوتا ہے؟

حضرت سیّدُ نا یزید بن خوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں نے حضرت سیِّدُ نا حَسَن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خوف کھانے والا کوئی نہیں دیکھا گویا جہنم ان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب موت کو یاد کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن کے جوڑ لرزنے لگ جاتے۔'' (الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ٩٩٥، عمر بن عبد العزيز،ج٥،ص ٣١١ ـحلية الاولياء،عمر بن عبد العزيز، الحديث ٧٣٥٢، ج٥،ص ٣٤٩)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُنیا سے بے رغبتی:

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ''وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ط (پ ۱۱، یونس: ۶۱) ترجمۂ کنز الایمان: اورتم کسی کام میں ہواور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھواور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو۔'' تو اس شدت سے گریہ وزاری کرنے لگے کہ گھر والوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حاضر ہوئیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کے سبب بیٹھ کر خود بھی رونے لگیں۔ پھر ان دونوں کے رونے کی وجہ سے تمام گھر والے بھی رونے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالملک نے آکر دیکھا کہ سب رو رہے ہیں تو عرض کی: ''اے ابا جان! کس چیز نے آپ کو رُلا دیا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی خواہش تھی کہ نہ وہ دنیا کو پہچانے اور نہ ہی دُنیا اس کو پہچانے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں جہنمیوں میں نہ ہو جاؤں۔'' (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، الحدیث ۹۱، ج۳، ص۱۸۷)

اے اسلامی بھائی! حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل ہونے کے باوجود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس قدر ڈرتے تھے اور تو ظلم وستم کرنے کے باوجود اس قدر نڈر ہو چکا ہے۔ اے وہ شخص جو تقدیر سے بے خوف ہے اور جس کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں! غور سے سن! وصال کے بارہ سال بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ابھی ابھی حساب سے فارغ ہوا ہوں۔''

حضرت سیِّدُ ناعطا علیہ رحمۃ ربِّ العُلٰی فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو اکٹھا کرتے اور موت، قیامت اور آخرت کی باتیں ہوتی رہتیں اور سب اس طرح روتے رہتے گویا ان کے سامنے کوئی جنازہ حاضر ہے۔'' (تاریخ دمشق، الرقم ۵۲۴۲ عمر بن عبد العزیز، ج۴۵، ص۲۳۹۔تاریخ الخلفاء للسیوطی، عمر بن عبد العزیز، ص۱۹۱)

حضرت سیِّدُ ناابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ O (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۲۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔''(۱) پھر اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے اس سے تجاوز نہ فرما سکے۔''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، الحدیث ۹۴، ج۳، ص۱۸۸)

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیت ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکرِ آخرت:

حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے تھے جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی، ''اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہوا کہ آپ کلام نہیں فرما رہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اہلِ جنت کے متعلق سوچ رہا ہوں کہ وہ جنت میں کیسے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے؟ اور اہلِ دوزخ کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ وہ جہنم میں کیسے چلّائیں گے؟'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔'' (الموسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الرقة و البکاء، الحدیث ٦٤، ج٣، ص١٨٢)

آنسوؤں سے پرنالہ بہہ پڑا:

خراسان کے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور نے بیت المُقدّس جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ایک ایسے راہب کے پاس پڑاؤ کیا جہاں حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اس نے راہب سے پوچھا: ''اے راہب! مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سب سے عجیب بات کون سی دیکھی؟'' تو اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! اے خلیفہ! ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے اس کمرے کی سنگِ مَرمَر سے بنی ہوئی چھت پر تھے اور میں اس کے نیچے گُدّی (یعنی گردن کے پچھلے حصے) کے بَل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک پرنالے سے پانی کے قطرے میرے سینے پر گرنے لگے۔ میں نے سوچا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میرے پاس پانی ہے اور نہ ہی آسمان سے برس رہا ہے۔'' چنانچہ، حقیقتِ حال سے آگاہی کے لئے میں چھت پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سجدہ ریز ہیں اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آنسو پرنالے سے نیچے گر رہے ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث ١٢٧، ج٣، ص١٩٦)

حضرت سیِّدُ نا حَسَن بن حَسَن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خون کے آنسو روتے دیکھا ہے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، اخبار عمر بن عبد العزیز، الحدیث ١٦٨٩، ص٢٩٨)

منقول ہے کہ جب سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدۂ خلافت سپرد کیا گیا تب سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمارت میں اضافہ ہوا، نہ جانوروں میں اور نہ ہی بیویوں یا لونڈیوں میں۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو پیارے ہو گئے۔

بقیہ.....مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں ہے کہ ''روزِ قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک **چار باتیں** اس سے نہ پوچھ لی جائیں۔ **ایک** اس کی عمر کہ کس کام میں گزری، دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا، تیسرے اُس کا مال کہ کہاں سے کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا؟''

حضرت سیِّدُ نا عمر بن مہاجر علیہ رحمۃ اللہ الناصر فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم فرمایا کہ جب مجھے حق سے ہٹتا پاؤ تو اپنے ہاتھ میرے گریبان میں ڈال کر جھڑکتے ہوئے کہنا ''اے عمر! کیا کر رہے ہو؟''

(حلیۃ الاولیاء،عمر بن عبد العزیز،الحدیث ۷۲۷۲ ، ج۵،ص ۳۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انتہائی تعجب کی بات ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل ہونے کے باوجود اس قدر خوف رکھتے تھے اور تم ناقص ہونے کے باوجود کتنے بے خوف ہو؟ **دُنیا آخرت کا آئینہ ہے،** جو دنیا میں کرو گے آخرت میں دیکھو گے، آج عمل کرو گے کل دیکھو گے، اگر تم عقل مند ہو تو اپنے برے اعمال پر رویا کرو اور اگر غفلت کی نیند میں ہو تو عنقریب نیند کی یہ لذت تم سے دُور چلی جائے گی۔

اے میرے اسلامی بھائیو! دُنیا جب سَلَف صالحین کے پاس آتی ہے تو وہ اسے آخرت کے لئے آگے بھیج دیتے ہیں۔ ہمارا اُن سے کیا موازنہ ہے؟ ہم میں سے کتنے شب بیداری کرتے اور کتنے خوابِ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ:

حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یَمَن کا (مالِ) خراج آتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے بیت المال میں جمع کرا دیتے اور خود تاریکی میں رات گزارتے اور ارشاد فرمایا کرتے ''جب میں عوام کے معاملات نِپٹانے کے لئے بیدار رہتا ہوں تو بیت المال کا چراغ جلاتا ہوں اور جب اپنے کام کے لئے جاگتا ہوں تو ذاتی مال سے چراغ جلاتا ہوں۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد،الرقم ۹۹۵عمر بن عبد العزیز، ج۵،ص ۳۱۱ـ۳۱۲ـبتغیرٍ)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ یمن کا خراج آیا۔ جس میں بارہ (12) خچروں پر لدا ہوا عَنبر (عَمْ۔بَر) بھی تھا۔ پہلے مال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دیا پھر عنبر لانے کا حکم دیا۔ جب عنبر لایا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ناک بند کر لی اور حکم دیا کہ اس کو بھی بیت المال میں جمع کر دو۔ عرض کی گئی: ''حضور! یہ عنبر ہے، یہ خوشبو سونگھنے سے کم نہیں ہوتا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اس کی خوشبو ہی سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء،عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۳۹۸، ج۵، ص ۳۶۰، بتغیرٍ ـ تاریخ دمشق لابن عساکر،الرقم ۵۲۴۲، عمر بن عبد العزیز، ج۴۵،ص ۲۱۷، بتغیرٍ ـ سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲، عمر بن عبد العزیز، ج۵،ص ۵۹۲ ـ بتغیرٍ)

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک چمکدار موتی بھیجا اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس قسم کا ایک اور موتی مجھے بھیج دیں تا کہ میں ان کو اپنے دونوں کانوں میں ڈال سکوں۔ تو

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو انگارے اپنی بیٹی کی طرف بھیجے اور ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنے کانوں میں ان دو انگاروں کو ڈالنے کی طاقت رکھتی ہو تو میں تمہاری طرف موتی بھیج دوں گا۔''

حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ بن سنان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی گھر تعمیر نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''یہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سُنَّتِ مبارکہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس حال میں دنیا سے پردہ فرما گئے کہ اینٹ پر اینٹ رکھی نہ سَر کنڈے (یعنی کانے) پر سَر کنڈا (یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کوئی عمارت نہ بنائی)۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزھد و قصر الامل، فصل فی ذم بناء ما لا......الخ، الحدیث ١٠٧٢٦، ج٧، ص ٣٩٥)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقر:

حضرت سیِّدُ نا ابوداؤد وصی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ''کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سیڑھی تھی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چڑھا کرتے تو اس سے آوازیں آتی تھیں اور کمزور ہونے کے سبب وہ ہلنے لگتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے کسی نے اس کو گارے سے مضبوط کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس پر چڑھے تو دیکھا کہ اب کی بار آواز نہیں آ رہی۔ دریافت کرنے پر عرض کی گئی: ''فلاں نے اسے ٹھیک کر دیا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اس کو واپس اپنی حالت پر کر دو۔ کیونکہ جب سے مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر رکھا ہے کہ کوئی دیوار بناؤں گا نہ عمارت۔''

اے تعمیرِ دُنیا میں عمر برباد کرنے والے! غور سے سن! اس کا نفع بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہے۔ ہمارے اسلافِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دُنیا برباد کر کے آخرت آباد کرتے تھے جبکہ تم دُنیا آباد کر کے آخرت برباد کرتے ہو۔

اے عمارتوں اور گھروں کے دلدادہ! موت کے جام تجھ پر گردش کر رہے ہیں۔ اے تاریک دل والے! دل میں نور کہاں سے آئے جبکہ تیرا باطن خراب ہے اور ظاہر آباد ہے۔ اگر تو قبروں کو یاد کرتا تو دنیا آباد کرنے کی فکر نہ کرتا۔ اے مغرور! عنقریب تجھ سے دنوں اور مہینوں کا حساب لیا جائے گا۔ اے وہ شخص جو حضوریٔ قلب کے بغیر نماز پڑھتا ہے اور جس کا روزہ غیبت میں چُھپا ہوا ہے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کب تک تجھ پر لطف و کرم کرتا رہے گا اور تو اس سے دُوری اختیار کرتا رہے گا۔ اے ناشکرے! کب تک وہ تجھ پر احسان فرماتا رہے گا اور تو چھپ چھپ کر گناہوں سے اس کا مقابلہ کرتا رہے گا اور کب تک وہ تجھے مہلت دیتا رہے گا کہ تو توبہ کر لے کیونکہ وہ تو غفور و رحیم ہے اور جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے (یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا۔ بحوالہ خزائن العرفان)۔

ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب:

حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پلیٹ بطورِ ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: ''کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن رسولِ اَکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔'' (حلیة الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۷۷، ج ۵، ص ۳۲۷)

حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نوازتے تھے۔ حضرت سیِّدُ نا خزیمہ ابو محمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیاء آتی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر (مالِ) دُنیا میں بُخْل کروں۔'' (موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء......الخ، الحدیث ۱۶۰، ج ۸، ص ۱۸۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا:

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن زید بن خطّاب علیہ رحمۃ اللہ الوہّاب فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑھائی سال منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے پہلے ایک شخص کثیر مال لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: ''جہاں مناسب سمجھو یہ مال فقراء میں تقسیم کر دو۔'' مگر اسے اپنا مال لے کر واپس جانا پڑا کیونکہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عطیات سے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

(دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جاء فی اخباره صلی اللّٰه علیه وآله وسلم بالشر الذی ـ ـ بعمربن عبد العزیز ......الخ، ج۶، ص۴۹۳)

نوکرانی کو پنکھا جھلنے والا خلیفہ:

حضرت سیِّدُ نا نضر بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والدِ محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنی نوکرانی سے فرمایا: ''مجھے پنکھے سے ہوا دو تا کہ میں سو سکوں۔'' تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلنے لگی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے اور نیند کے غلبہ سے اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو اُسے پنکھا

جھلنے لگے۔ جب کنیز بیدار ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلتے ہوئے دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تو بھی میری طرح انسان ہے، تجھے بھی میری طرح گرمی لگتی ہے۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ تجھے پنکھا جھلوں جیسے تُو مجھے جھل رہی تھی۔'' (البداية والنهاية لابن كثير، عمر بن عبد العزيز، ج٦، ص٣٤٨، مختصرًا)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے سَلَف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عاجزی وانکساری کو اپنا شعار بنایا، تقویٰ کو اپنی چادر بنایا اور دُنیا کے لہو ولعب اور دھوکوں سے بچے رہے۔ دُنیا ان کے سامنے مزیَّن ہو کر آئی مگر جب انہوں نے اسے عاریتاً دیئے ہوئے کپڑے کی طرح پایا تو ٹُھکرا دیا، اِس دُنیا نے کتنوں کو فکرِ آخرت سے روکے رکھا، کتنی آنکھیں اندھی کر دیں اور کتنوں نے اِس کے ڈر سے اس کا لحاظ رکھا پھر بھی اِس نے دن رات ان سے کوئی رعایت نہ بَرتی۔

پس اے اسلامی بھائی! اپنے پختہ عزم کے ساتھ اس سے دوری اختیار کر لے اور آخرت کو اپنا ٹھکانہ بنالے اور اس کے تکلیف دہ لباس سے اجتناب کر کیونکہ ایسا لباس پہننے والے کتنے ہی لوگوں نے شرمندگی کا لباس پہنا۔

حضرت سیِّدُنا ہلال بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن 101 ہجری ماہِ رجب المرجب کی ابتداء میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مرض بیس دن تک رہا۔''
(الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم٩٩٥عمر بن عبد العزيز، ج٥، ص٣١٦)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا:

ولید بن ہشام کا بیان ہے: ''میری ایک یہودی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنیں گے اور عدل کریں گے۔ میں نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر انہیں یہ بات بتا دی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن گئے اور چند روز بعد دوبارہ اسی یہودی سے میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا: ''کیا میں نے تمہیں بتایا نہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنقریب خلیفہ بن جائیں گے؟ اور وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔'' میں نے کہا: ''ہاں، ایسا ہی ہوا۔'' پھر اس نے مجھے بتایا کہ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر پی لیا ہے، لہٰذا انہیں کہو کہ اپنا علاج معالجہ کر کے جان کی حفاظت کریں۔ ولید بن ہشام کا کہنا ہے کہ ''پھر میری ملاقات حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، میں نے زہر کا معاملہ ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں وہ گھڑی جانتا ہوں جس میں مجھے زہر دیا گیا تھا، اگر میری شفا اپنے کانوں کی لو چھونے یا خوشبو سونگھنے میں ہوتی تو بھی میں انکار ہی کرتا رہتا۔''
(حلية الاولياء، عمر بن عبد العزيز، الحديث٧٤٦٨، ج٥، ص٣٧٧، بتغيرٍ)

زہر پلانے والا غلام آزاد:

حضرت سیِّدُ نا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے دریافت فرمایا: ''لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا گیا، ہاں! مجھے زہر پلایا گیا ہے۔'' پھر غلام کو بُلوایا اور استفسار فرمایا: ''تو نے مجھے زہر کیوں دیا تھا؟'' وہ کہنے لگا: ''مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے اور آزادی کا بھی وعدہ کیا گیا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ ہزار دینار لاؤ۔'' پس وہ رقم لے آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کروا دیا اور غلام سے فرمایا: ''جہاں جی چاہے چلے جاؤ، آج سے تم آزاد ہو۔'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۵۹۵۔ بتغیرٍ)

خواب میں اچھے خاتمہ کی بشارت:

حضرت سیِّدُ نا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الناصر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک بار حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی تکلیف پہنچنے کے فوراً بعد محوِ خواب تھے، پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے، پھر مسکرانے لگے۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے عرض کی، ''اے امیر المؤمنین! خواب میں کیسا معاملہ پیش آیا کہ آپ رو پڑے، پھر مسکرانے لگے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''کیا تم نے دیکھ لیا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں! اور ارد گرد کے تمام لوگوں نے بھی دیکھ لیا تھا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: ''میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، قبروں سے اٹھنے کے بعد لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، جن میں سے اسّی (80) اُمَّتِ محمد یہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ اچانک منادی نے نِدا دی: ''(حضرت سیِّدُ نا) عبداللہ بن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لَبَّیْک کہا تو فرشتوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں کھڑا کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آسان حساب لیا گیا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا گیا کہ دائیں جانب والوں (یعنی جنتیوں) کی طرف آ جاؤ۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حساب کتاب بھی بآسانی مکمل ہو گیا پھر دونوں حضرات (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ویسا ہی حساب لیا گیا پھر جنت میں جانے کا حکم دیا گیا۔'' پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ویسا ہی حساب لیا گیا اور دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔''

حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ''جب پکارا گیا کہ ''عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟'' تو مجھے پسینہ آ گیا اور ملائکہ نے مجھے پکڑ کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں کھڑا کر دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے معمولی معمولی چیزوں اور میرے تمام فیصلوں کے متعلق پُوچھ گُچھ فرمائی، پھر مجھے بخش دیا اور جنت میں جانے کا حکم ہوا۔ پھر میرا گزر ایک نیم مردہ شخص پر ہوا۔ میں نے ملائکہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ خود اس سے پوچھیں یہ جواب دے گا۔ میں نے اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر ماری تو اس نے سر اٹھا کر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا، ''تم کون ہو؟'' تو وہ کہنے لگا، ''آپ کون ہیں؟'' میں نے اپنا نام بتایا۔ اس نے پھر پوچھا، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' میں نے جواب دیا: ''اس نے مجھ پر اپنا رحم و کرم فرمایا اور میرے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا جو گزشتہ خلفاء (یعنی چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے ساتھ فرمایا۔'' یہ سُن کر اس نے مجھے مبارک باد دی۔ میں نے پھر اپنا سوال دُہراتے ہوئے پوچھا، ''تم کون ہو؟'' جواب ملا، ''میں **حجاج بن یوسف ثقفی** ہوں، مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میں نے اسے شدید غضب میں پایا۔ مجھے میرے ہر مقتول کے بدلے قتل کیا گیا اور حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا گیا اور اب میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اسی چیز کا انتظار کر رہا ہوں جس کا تمام کلمہ گو انتظار کر رہے ہیں یعنی جنت یا جہنم۔'' حضرت سیِّدُ نا ابوحازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خواب سننے کے بعد میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر لیا کہ آئندہ کسی بھی ''**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه**'' پڑھنے والے کو آگ کی تکلیف نہیں دوں گا۔''

(حلیة الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۹۸، ج ۵، ص ۳۳۲، بتغیرٍ)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے ظالموں کے لئے ہلاکت ہے، ان کو دُنیا بھر میں برے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے لئے بطورِ ننگ و عار یہی کافی ہے کہ انہیں ''اَشْــــرَار'' یعنی برے لوگ کہا گیا۔ ان کے ظلم کی لذّات ختم ہو گئیں اور صرف شرمندگی باقی رہ گئی۔ انہوں نے عذاب کے گھر میں ٹھکانہ بنا لیا اور ان کے گھروں پر غیروں نے قبضہ جما لیا۔ ان ظالموں کو جہنم کے کنوؤں اور پتھروں میں عذاب کے لئے تنہا چھوڑ دیا گیا۔ اب ان کے لئے راحت ہے نہ سکون اور نہ ہی قرار۔ یہ کثرت سے نہروں کی مثل آنسو بہائیں گے۔ انہوں نے لمبی اُمیدوں کی عمارت کو بہت مضبوط بنایا تھا مگر وہ اچانک گر گئی۔ حجّاج بن یوسف نے کتنے قتل کئے۔ ظلم کے کتنے پہاڑ توڑے۔ کیا اُسے معلوم نہ تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ظلم و ستم کرنے والوں سے انتقام لے گا؟ بروزِ قیامت جب وہ اُٹھیں گے تو ان کا حشر فاجروں کے ساتھ ہو گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ (پ۱۳،ابراھیم: ۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان :ان کے کُرتے رال کے ہوں گے اوران کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی۔(۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا وصی:

مسلمہ بن عبدالملک حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ''یاامیر المؤمنین! آپ اپنے خاندان کا وصی کس کو مقرر کرتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میرا وصی وہ ہے کہ جب میں ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاؤں تو وہ مجھے یاد دلائے۔'' مسلمہ نے دوبارہ پوچھا: ''اپنے خاندان کا وصی کس کو بنائیں گے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''ان کا والی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہی صالحین کا والی ہے۔'' (الطبقات الکبریٰ،الرقم ۹۹۵،عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص۳۱۷)

بعدِ وصال چہرہ جگمگا اُٹھا:

حضرت سیِّدُ نا رجاء بن حیوٰۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وصال میں مجھے حکم فرمایا: ''اے رجاء! تم مجھے غسل دینے، کفن پہنانے اور لحد میں اتارنے والوں میں رہنا۔ جب لوگ مجھے لحد میں اُتار دیں تو کفن کی گرہ کھول کر میرا چہرہ دیکھنا کیونکہ میں نے تین خلفاء کو دفن کیا ہے۔ جب انہیں قبر میں اُتار کر کفن کی گرہ کھولی اور چہرہ دیکھا تو وہ قبلہ سے پھر کر سیاہ ہو چکا تھا۔'' حضرت سیِّدُ نا رجاء علیہ رحمۃ ربِّ العُلٰی کا بیان ہے: ''جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے والوں میں شامل تھا۔ تدفین کے بعد جب میں نے گرہ کھول کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرۂ انور دیکھا تو وہ قبلہ رُخ تھا اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک دَمَک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد،الرقم ۹۹۵عمر بن عبد العزیز، ج۵،ص۳۱۸۔بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیِّدُ نا عبیدہ بن حسان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''سب میرے پاس سے چلے جاؤ، یہاں کوئی شخص نہ رہے۔ مسلمہ بن عبدالملک بھی وہاں موجود تھے۔ چنانچہ، سب لوگ باہر چلے گئے جبکہ مسلمہ بن عبدالملک اور ان کی بہن حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جو

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''سیاہ رنگ، بدبودار جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔ (مدارک وخازن) **تفسیرِ بیضاوی** میں ہے کہ ان کے بدنوں پر رال لیپ دی جائے گی۔ وہ مثل کُرتے کے ہو جائے گی، اس کی سوزش اور اس کے رنگ کی وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔''

کہ حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ تھیں، دروازے کی دہلیز پر بیٹھ گئے ۔ پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''ان مبارک چہروں کو مرحبا! یہ پیاری صورتیں نہ انسانوں کی ہیں، نہ جِنّوں کی۔'' راوی کا بیان ہے کہ ''ہم نے گھر کے ایک کونے سے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت سُنی:

﴿۲﴾ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔

(پ ۲۰،القصص:۸۳)

پھر جب لوگ کمرے میں آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرۂ اَقدس قبلہ رو تھا اور آنکھیں اور منہ بند تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۲ ۶ ۶ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۵۹۶ ـ الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج ۵، ص ۳۱۸)

حضرت سیِّدُ ناامام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر موت کی سختیوں کو آسان کر دیا جائے کیونکہ یہی تو وہ آخری چیز ہے جو بندۂ مؤمن کو اجر و ثواب عطا کرتی ہے۔''

(حلیة الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۳۵۵، ج ۵، ص ۳۵۰، بتغیرٍ)

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ سے موت کی سختیاں آسان کر دی جائیں کیونکہ یہی تو وہ آخری چیز ہے جس کے ذریعے بندۂ مؤمن کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔''

(الزهد للامام احمد بن حنبل، اخبار عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۱۷۱۸، ص ۳۰۴، بتغیرٍ)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کی قیمت:

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمہ بن عبدالملک کو حکم فرمایا: ''میرے مال میں سے دو دینار لے کر میرے لئے کفن خرید لاؤ۔'' اُس نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین! آپ جیسی قدآور شخصیت کا کفن دو دینار میں نہیں مل سکتا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے مسلمہ! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ سے راضی ہوا تو اس کم قیمت کفن کو اس سے بہتر سے بدل دے گا اور اگر ناراض ہوا تو یہ آگ کا ایندھن بن جائے گا۔''

منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچے دھاگے سے بُنے ہوئے کپڑے کا کفن پہنایا گیا۔ ایک قول کے مطابق وہ یَمَنی چادر کا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبرہ سرزمینِ حُمص، دَیرِ سَمعان میں ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ دفن کی قیمت:

حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زمین کے مالک کو اپنی قبر کی جگہ کی قیمت بھیجی تو اس نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آپ کی قبرِ انور سے برکت حاصل کروں گا، میں نے یہ جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مباح کردی ہے۔'' لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا قیمت جگہ لینے سے انکار کر دیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد،الرقم٩٩٥عمر بن عبد العزیز، ج٥، ص٣١٦ ۔ بتغیرٍ)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین کے مالکوں سے اپنی قبر کی جگہ دو دینار کے عوض خریدی تھی۔ پھر ان سے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی زمین کے درمیان میں جگہ دو اور جب میں دفن کر دیا جاؤں تو تم اپنی زمین میں ہل چلانا اور کھیتی باڑی کرنا اور عمارت بنانا چاہو تو وہ بھی بنا سکتے ہو بلکہ اس زمین سے جس طرح چاہو نفع اٹھاؤ کہ مجھے ان میں سے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔'' (الطبقات الکبری لابن سعد،الرقم٩٩٥عمر بن عبد العزیز،ج٥،ص٣١٦)

مُدتِ خلافت اور وصالِ باکمال:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدّتِ خلافت دس دن کم تیس مہینے تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پینتالیس (45) سال کی عمر میں ہوئی۔ (الطبقات الکبری ، الرقم٩٩٥، ج٥،ص٣١٩،بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُ نا خالد ربعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تورات میں لکھا ہوا ہے کہ زمین و آسمان حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر چالیس دن تک آہ وفغاں کرتے رہیں گے۔''

(حلیۃ الاولیاء،عمر بن عبد العزیز،الحدیث٧٤٦٥ ، ج٥،ص ٣٧٧)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہلِ بصرہ کا غم والم:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد جب بھی بصرہ پہنچتا تو لوگ خوشی اور مسرت سے اس کا استقبال کرتے کیونکہ جب بھی وہ آتا تو فقراء کی خبر گیری کر کے ان پر بخشش وعطا اور مال و دولت نچھاور کرتا۔ چنانچہ، جب قاصد موت کی خبر لے کر بصرہ پہنچا تو لوگ اپنی عادت کے مطابق خوش وخرم اس کے پاس آئے۔ لیکن جب اس نے انہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر سنائی تو سب لوگ پُھوٹ پُھوٹ کر رونے لگے۔ اہلِ بصرہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرنے کا غم اس لئے زیادہ تھا کیونکہ یہ ان کے لئے بہت بڑی مصیبت تھی۔

منقول ہے کہ ایک جنّ نے ان الفاظ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ کہا (یعنی اظہارِ غم کے اشعار کہے):

عَنَّا جَزَاكَ مَلِيْكُ النَّاسِ صَالِحَةً ... فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ وَالْفِرْدَوْسِ يَا عُمَرُ!

أَنْتَ الَّذِيْ لَا نَرٰى عَدْلًا نَسُرُّ بِهٖ ... مِنْ بَعْدِهٖ مَا جَرٰى شَمْسٌ وَلَا قَمَرُ

ترجمہ: (۱)......اے سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ! لوگوں کا عظیم بادشاہ عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہماری طرف سے جنت الخلد اور جنت الفردوس میں بہترین جزاء عطا فرمائے۔(آمین)

(۲)......جب تک سورج چاند طلوع ہوتے رہیں گے، ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایسا عادل خلیفہ کبھی نہ پائیں گے جسے ہم فریاد کر سکیں۔

(اخبار مكة للفاكهى، ذكر السمر و الحديث فى المسجد الحرام، الحديث ١٣٣٩، ج٢، ص ١٥١)

جب حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو مشہور عربی شاعر جریر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ ان الفاظ میں لکھا:

تَنْعَى النُّعَاةُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَنَا ... مُفَضَّلًا حَجَّ بَيْتِ اللّٰهِ وَاعْتَمَرَا

حَمَلْتَ أَمْرًا عَظِيْمًا فَاسْتَطَعْتُ لَهٗ ... وَسِرْتُ فِيْهِ بِاَمْرِ اللّٰهِ مُؤْتَمِرَا

ترجمہ: (۱)......خبر دینے والوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر کو حج و عمرہ کے ساتھ ملا دیا۔ انہوں نے ایک بہت بڑی بات کو برداشت کیا اور میں نے اس اَلَم ناک خبر کو محض اس وجہ سے برداشت کر لیا کہ میں احکامِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں مگن تھا۔

(حلية الاولياء، عمر بن عبد العزيز، الحديث ٧٣٧٤، ج٥، ص ٣٥٥۔ بتغيرٍ)

ائمۂ ھُدٰی کے ساتھ ٹھکانہ:

مسلمہ بن عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے امیر المؤمنین! کیسے حالات پیش آئے؟'' ارشاد فرمایا: ''اے مسلمہ! اب میں فارغ ہوں، بخدا میں نے دُنیا میں کبھی آرام نہ کیا۔'' میں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ اس وقت کہاں ہیں؟'' جواب دیا: ''میں ہدایت یافتہ اماموں کے ساتھ جنتِ عدن میں ہوں۔'' (تاريخ دمشق، الرقم ٥٢٤٢، عمر بن عبد العزيز، ج ٤٥، ص ٢٦٢)

سبز پرچہ:

حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کے وقت غیر آباد مساجد میں تشریف لے جاتے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتے رہتے۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو پیشانی زمین پر رکھ دیتے اور مٹی پر اپنے رخسار ملنے

لگتے اور پھر طلوعِ فجر تک روتے رہتے۔ اسی طرح جب ایک رات اپنی عادت کے مطابق انہوں نے کیا اور پھر جب فارغ ہوکر سر اٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا:

''هٰذِهٖ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ مِنَ الْمَلِكِ الْعَزِيْزِ لِعَبْدِهٖ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ'' یعنی خدائے مالک وغالب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ ''جہنم کی آگ سے بَرَاءَت نامہ'' ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔''

(تفسير روح البيان، سورة الدخان، تحت الاية٣، ج٨ ص٤٠٢)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

قبر کی ڈانٹ

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، سلطانِ باقرینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: ''اے انسان! تیری ہلاکت ہو، تجھے میرے بارے میں کس نے دھوکے میں ڈالا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا، کہ میں فتنوں کا گھر، اندھیری کوٹھڑی، تنہائی اور وحشت کی جگہ اور کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہوں۔ تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالا کہ تو میرے اوپر اکڑ اکڑ کر چلتا تھا، اگر مردہ نیک ہو تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا قبر کو جواب دیتا ہے اور کہتا ہے: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ شخص نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔'' تو قبر کہتی ہے: ''اگر یہ بات ہے تو میں اس پر سرسبز و شاداب ہو جاتی ہوں، اور اس کا جسم نور میں بدل جائے گا اور روح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف پرواز کر جائے گی۔''

(المعجم الكبير، الحديث ٩٤٢، ج٢٢، ص٣٧٧۔ المعجم الاوسط، الحديث ٨٦١٣، ج٦، ص٢٣٢)

بیان 38:

تذکرۂ امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے علماء کو اعلیٰ اور بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ اور اس نے جب اپنے اسماء وصفات کے اسرار کی سمجھ کے لئے انہیں چن لیا تو مراتب کو ان کے لئے پست کر دیا اور انہیں احوالِ معرفت کے لئے جھکا دیا۔ ان کی عقلوں کے موتیوں کو (کھرے کھوٹے کی) تمیز کے دھاگے میں مضبوطی سے پرو دیا۔ ان کی نشانیاں تمام عالَم میں پھیلا دیں۔ ان کی قلموں سے حکمتوں کے چشمے جاری کر دیئے۔ تو ان میں سے ہر کوئی اپنے مذہب (یعنی فقہ) کے مطابق لکھتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اور علم وفہم میں اس گروہِ علماء کے بادشاہ ہیں۔ اور حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گروہ میں فضل وکمال میں فائق ہیں، انہوں نے حدیث پاک کی راہ ہموار کی اور اپنے حصے کے احکام مرتب فرمائے۔ اور حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی علم کی بہت زیادہ چاہت رکھنے والے ہیں اور انہوں نے علماء کو علم سے بڑا حصہ پہنچایا۔ اور حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کے سردار ہیں، ان پر اعتماد کیا جاتا ہے پس وہ اپنے پاس کسی غم سے نہیں گھبراتے۔ اور یہ تمام اہلِ علم اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی نیک طلب کے پورا ہونے کے انتہائی خواہش مند اور اس فرمانِ ذیشان کی عملی تفسیر ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر نازل فرمایا ہے: ''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا O (پ۱٦، طٰہٰ:۱۱٤) ترجمۂ کنز الایمان: اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔''

مَیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد بجالاتا ہوں جس کے ذریعے اخلاص کا کچھ حصہ پانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اور مَیں اس کلمہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنے گناہوں کو مٹالوں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ جن کی شریعت کے طفیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دلوں سے غم دور فرما دیئے۔ آپ پر درود وسلام ہو اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی آل واصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولادِ امجاد پر رحمت وسلامتی نازل ہو جن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فضل وشرف کے آسمان پر ستاروں کی مانند طلوع فرمایا۔

تعارُفِ امامِ شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی:

مؤرِّخین (تاریخ لکھنے والے) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فلسطین کے ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دو سال تھی کہ والدِ محترم انتقال فرما گئے۔ والدۂ ماجدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَکْرِیْماً لے آئیں۔ وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرورش پائی اور اہلِ علم کے اجتماعات میں شرکت فرمائی۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرعلم کا وہ دروازہ کھولا جو کسی پر نہ کھولا تھا۔ یہاں تک کہ جب عمر مبارک پندرہ برس ہوئی تو مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً کے مفتیٔ اعظم حضرت سیِّدُ نا مسلم بن خالد زنجی علیہ رحمۃ اللہ الغنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتوٰی کی ترغیب دینے لگے۔ (کتاب الثقات لابن حبان، باب المیم، الرقم ٢٩٩٧ محمد بن ادریس الشافعی، ج٥، ص٤٠٦)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہے اور نسب مبارک عبدِ مناف سے جا کر نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف کا سفر کیا اور دو سال وہاں قیام فرمایا۔ پھر مکۂ مکرمہ لوٹ آئے اور یہاں چند ماہ قیام فرمایا۔ پھر مصر تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو تین حصوں میں تقسیم فرما لیتے: ''تہائی علم کے لئے، تہائی نماز کے لئے اور تہائی نیند کے لئے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج١، ص٤٤)

حضرت سیِّدُ نا ربیع علیہ رحمۃ اللہ الجلی کا بیان ہے کہ ''حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی روزانہ ایک قرآنِ عظیم ختم کیا کرتے تھے۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ٤٥٤ محمد بن ادریس الشافعی، ج٢، ص٦١)

مزید فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ماہِ رمضانُ المبارک کے نوافل میں ساٹھ (60) بار قرآنِ پاک ختم کرتے تھے۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج١، ص٤٤)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت:

حضرت سیِّدُ نا حسن کرابیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کئی بار حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی مَعِیَّت میں رات گزاری۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور کبھی پچاس آیات سے زیادہ تلاوت نہ کرتے، اگر کبھی زیادہ پڑھتے تو بھی سو (100) آیات تک پہنچتے۔ جب کسی آیتِ رحمت کی تلاوت کرتے تو بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں

اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے اطاعت پر قائم رہنے کی دعا کرتے اور جب آیتِ عذاب پڑھتے تو اس سے پناہ طلب کرتے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے لئے اور تمام اہلِ ایمان کے لئے نجات کی دعا کرتے۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ٤٥٤، محمد بن ادریس الشافعی، ج ٢، ص ٦١)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''سولہ سال سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سُسْت کرتا ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ١٣٣٨٦، ج ٩، ص ١٣٥)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے ساری زندگی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نہ سچی قسم کھائی، نہ جھوٹی۔''

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ١٣٣٩١، ج ٩، ص ١٣٦، بدون ''فی عمری'')

ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تاکہ میں جان سکوں کہ خاموش رہنے میں بہتری ہے یا جواب دینے میں۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامهما واحکامهما، ج ١، ص ٤٤)

امامِ مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق سے اِکتسابِ فیض:

حضرت سیِّدُنا امام مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اور حضرت سیِّدُنا محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی حضرت سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''میں آپ سے مؤطّاء پڑھنا چاہتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے کاتب حبیب کے پاس چلے جاؤ، وہ اس کی قراءَت کرتا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ سے راضی ہو! مجھ سے ایک صفحہ سن لیجئے، اگر میرا پڑھنا اچھا لگے تو میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑھ کر سناؤں گا ورنہ چھوڑ دوں گا۔'' حضرت سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''پڑھئے!'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صفحہ پڑھا اور خاموش ہو گئے۔

حضرت سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مزید پڑھئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صفحہ پڑھ کر پھر خاموش ہو گئے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر ارشاد فرمایا: ''مزید پڑھئے!'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پڑھا تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت اچھا لگا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پوری مؤطّاء پڑھی اور جب دوبارہ حاضرِ خدمت ہوئے تو

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو تمہیں پڑھائے۔'' تو حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے عرض کی: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ خود میرا پڑھنا سماعت فرمائیں، اگر اچھا نہ پڑھ سکوں تو کوئی پڑھانے والا تلاش کر لوں گا۔'' امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اچھا! ٹھیک ہے، پڑھیے!'' تو حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے از اوّل تا آخر پوری مؤطّا ءشریف زبانی پڑھ ڈالی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس پر حضرت سیِّدُ نا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دُعا دی اور انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔''

(حلیة الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۱۷۷/ ۱۳۱۷۸/ ۱۳۱۸۰، ج۹، ص۷۸، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُ نا ربیع بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ''ایک بار میں نے محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لدا ہوا بُختی اونٹ لیا جس پر میرے ان سے سنے ہوئے علم کے سوا کچھ نہ تھا۔''

(حلیة الاولیاء، الامام الشافعی،الحدیث ۱۳۱۹۸،ج۹،ص۸۶)

حضرت سیِّدُ نا محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ''میں نے بچپن ہی میں علم کی تلاش شروع کر دی تھی جبکہ میرے پاس کوئی مال نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ، میں مکتب جاتا اور تیر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لے کر ان پر احادیثِ مبارکہ لکھ لیا کرتا تھا۔''

(حلیة الاولیاء،الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۱۹۵، ج۹،ص ۸۵۔ بدون "فی الصغر")

اے میرے اسلامی بھائیو! لگاتار محنت کر کے یہ لوگ مراد کو پہنچے، سچی طلب کی بدولت ان کو توفیق کی دولت ملی اور عظیم ہمت کی وجہ سے لوگوں کے پیشوا بن گئے۔ اے سننے والے! یاد رکھ! بلند ہمتیں انسان کو اَہم درجات کے قریب کر دیتی ہیں۔ جو اپنے آپ کو تھکاتا ہے وہی آرام پاتا ہے۔ اے فضول کاموں میں عمر برباد کرنے والے! تو ہلاک ہوا جبکہ باقی لوگ اپنا مقصد پا کر کامیاب ہو گئے۔ اے برے انجام سے اپنی نگاہیں ہٹانے والے! فضائل ومناقب کو ضائع کرنے سے بچ۔ تو نے کھیل کود میں جو عمر گزاری وہ تجھے کافی نہ ہوئی اور اپنی حالت کی تبدیلی سے بھی تو نے کوئی وعظ ونصیحت حاصل نہ کی اور تیری ساری عمر نقصان کی کمائی میں گزر گئی اور تو آخرت میں اس حالت میں آئے گا جو تجھے خوش نہ کرے گی۔

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''جس نے دعویٰ کیا کہ میں نے دُنیا اور خالقِ دُنیا کی محبت اپنے دل میں جمع کر لی تو اس نے جھوٹ بولا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج۱، ص۴۵)

سخاوتِ امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی:

حضرت سیِّدُ نا حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اپنے کسی کام کے سلسلے میں یمن تشریف لے گئے۔ جب واپس مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دس ہزار درہم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ شریف سے باہر ہی خیمہ نصب کرلیا۔لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمے سے باہر نکلے تو سارا مال راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں تقسیم کرچکے تھے۔''

ایک دفعہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی حمام سے باہر نکلے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت سا مال تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال حمامی کو دے دیا۔ (المرجع السابق، ج ۱،ص ٤٥،بتغیرٍ قلیلٍ)

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے کہ کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ایک شخص نے اُٹھا کر پیش کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سونے کے پچاس دینار عطا فرمائے۔ (المرجع السابق، ج ۱،ص ٤٥۔ بتغیرٍ قلیلٍ)

مذاق کرنے والے درزی کو بھی دُعائے خیر:

منقول ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے کسی درزی سے قمیص سلوائی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ومرتبہ سے ناواقف تھا۔اس نے مذاق کرتے ہوئے دائیں آستین اتنی تنگ کردی کہ اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ بمشکل داخل ہوتا اور بائیں اتنی کشادہ کردی کہ اس میں سر بھی داخل ہوسکتا تھا۔ جب قمیص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے ! تنگ آستین وضو میں اوپر چڑھانے کے لئے بہتر ہے اور کھلی آستین کتاب رکھنے کے لئے موزوں ہے۔'' اسی دوران خلیفۂ وقت کا قاصد دس ہزار درہم لے کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ درزی کے پاس ہی اس کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاصد کو فرمایا: ''اس درزی کو کپڑوں کی سلائی دے دو۔'' جب درزی نے قاصد سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ہیں۔'' یہ سنتے ہی وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہولیا اور قدم بوسی کرکے معذرت کی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہی رہنے لگا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ احباب میں شامل ہوگیا۔

حضرت سیِّدُ نا ربیع علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''جب میرا نکاح ہوا تو حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے دریافت فرمایا: ''تونے کتنا مہر مقرّر کیا؟'' عرض کی: ''تیس(30) دینار۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ''اپنی اہلیہ کو کتنی رقم دی؟''

میں نے عرض کی: ''چھ دینار۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک تھیلی بھجوائی جس میں چوبیس (24) دینار تھے اور 201 سنِ ہجری مجھے جامع مسجد میں مؤذن لگوا دیا۔'' (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الجود والسخاء، الحدیث ۱۰۹۶۲، ج۷، ص ۴۵۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ پاک ہے کہ ''اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا وہ ہے کہ جب وہ کوئی مرتبہ حاصل کر لے تو اپنے عزیز واقارب پر ظلم کرے، شناسا و واقف کار لوگوں کو نہ پہچانے، شرفاء کو حقیر جانے اور صاحبِ فضل پر تکبر کرے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ:

ایک دن کسی نے حضرت سیّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے سامنے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کی:

﴿۲﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝ (پ۲۹، المرسلت: ۳۵۔۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔(۱)

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ متغیّر ہو گیا، رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جسم کے جوڑ کپکپانے لگے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں جھوٹوں کے ٹھکانے اور غافل لوگوں کے منہ پھیرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اہلِ معرفت کے دل تیرے لئے جھک گئے اور مشتاق لوگوں کی گردنیں تیری ہیبت کے سامنے جھک گئیں۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنا فضل و کرم عطا فرما اور اپنے پردۂ بخشش میں چھپا لے اور اپنے لطف و کرم سے میری کوتاہیاں معاف فرما دے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج۱، ص۴۵)

اے میرے اسلامی بھائی! دیکھ! جب حضرت سیّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا اتنے علم کے باوجود یہ حال ہے تو تو بے علم ہونے کے باوجود کیسے بے خوف ہے۔ غافل جاہلوں کے لئے بربادی ہے! ان کی عمریں چھین لی جائیں گی۔ زندگی کے شب و روز ختم ہو جائیں گے اور گناہ لکھ دیئے جائیں گے۔ اب وہ نصیحت حاصل کرنے سے بہرے یا اندھے ہیں جبکہ نصیحتیں تو واضح ہیں۔

1...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نہ کوئی ایسی حجت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''روزِ قیامت بہت سے موقع ہوں گے، بعض میں کلام کریں گے، بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔ اور درحقیقت اُن کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہو گا کیونکہ دُنیا میں حجتیں تمام کر دی گئیں اور آخرت کیلئے کوئی جائے عذر باقی نہیں رکھی گئی۔ البتہ انہیں یہ خیالِ فاسد آئے گا کہ کچھ حیلے بہانے بنائیں۔ یہ حیلے پیش کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''اس کو عذر ہی کیا ہے، جس نے نعمت دینے والے سے روگردانی کی، اس کی نعمتوں کو جھٹلایا، اس کے احسانوں کی ناسپاسی کی۔''

جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ **فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝** (پ۵،النسآء:۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔

سخت دل والے ذکر کے اجتماعات سے ایسے ہی نکلتے ہیں جیسے داخل ہوئے تھے۔ چنانچہ،

ربِّ عظیم عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ **وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝** (پ۲۲،یٰسٓ:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اورانہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔

نصیحتیں ان کے دلوں کے گرد گھومتی رہتی ہیں مگر داخل ہونے کا راستہ نہیں پاتیں۔

اللّٰہُ قدیر عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ٘** (پ۱،البقرۃ:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔(۱)

اس کے باوجود مایوس نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ شراب ایک رات میں سرکہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ، مُقَلِّبُ القلوب رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۶﴾ **یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَؕ** (پ۱۸،النور:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے گھر سے نکلے تو سخت دل تھے لیکن جب ایمان لائے تو دل صاف ہونے پر نرم پڑ گئے۔

اے اسلامی بھائی! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! اگر تجھے اندھیرے ڈھانپ لیں تو علمائے اسلام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی پیروی کر۔

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ **مسئلہ:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحتِ قدرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہیں۔''

ایک نوجوان کو نصیحت:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن محمد بلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ بغداد کے کسی علاقے میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اچھے طریقے سے وضو نہ کر رہا تھا۔ تو اُسے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! اپنا وضو ٹھیک کر، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دُنیا و آخرت میں تجھ پر احسان فرمائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ نوجوان نے جلدی سے وضو مکمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملا۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا: ''کیا کوئی کام ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں! مجھے بھی وہ علم سکھایئے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو سکھایا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جان لے! جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت پالی وہ نجات پا گیا۔ جس نے اپنے دین کے معاملے میں خوف کیا وہ تباہی سے بچ گیا۔ جس نے دُنیا میں زُہد اختیار کیا تو کل (بروزِ قیامت) جب وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس کا ثواب دیکھے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔''

(پھر فرمایا) ''کیا تجھے کچھ مزید نہ بتاؤں؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں! ضرور بتایئے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جس میں تین خوبیاں جمع ہو گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا: (۱)......جو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے (۲)......جو برائی سے منع کرے اور خود بھی اس سے باز رہے اور (۳)......جو حدودِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت کرے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا کچھ اور بھی بتاؤں؟'' عرض کی: ''کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا شوق رکھنے والا ہو جا اور اپنے ہر کام میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے سچ کا معاملہ کر نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پا جائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے۔ بعد میں اس نوجوان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا: ''یہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تھے۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم ......الخ، ج۱، ص۴۵، بتغیرٍ)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں چاہتا ہوں کہ لوگ (میرے) اس علم سے فائدہ اُٹھائیں اور میری طرف اس میں سے کسی شئے کو منسوب نہ کریں۔'' (المرجع السابق، ج۱، ص۴۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے جس سے بھی مناظرہ کیا تو یہی خواہش رہی کہ اُسے حق کی توفیق ملے، وہ سیدھے راستے پر رہے، اُس کی مدد کی جائے اور اُسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت و رعایت حاصل ہو۔ میں نے جس سے بھی کلام کیا تو یہی پسند کیا کہ اس کے سامنے حق ظاہر ہو اور اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری زبان پر حق واضح کرتا ہے یا

دوسرے کی زبان پر۔'' (حلية الاولياء،الامام الشافعي، الحديث ١٣٣٤١، ج٩، ص ١٢٥ ۔المرجع السابق،ج١، ص٤٦، بتغيرٍ)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے جس پر حق اور دلیل قائم کی اور اس نے میری بات مان لی تو میں نے اس کی تعظیم وتوقیر کی اور اس کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ اور جس نے حق بات میں میرا انکار کیا اور میری دلیل کی (بے جا) مخالفت کی تو وہ میری نگاہوں سے گر گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا۔'' (حلية الاولياء،الامام الشافعي،الحديث١٣٣٣٧، ج٩،ص ١٢٥)

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں چالیس سال سے جو بھی نماز پڑھتا ہوں اس میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے لئے دُعا ضرور کرتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نے عرض کی: ''اے والدِ محترم! یہ شافعی کون شخص ہے جس کے لئے آپ دُعا کرتے ہیں؟'' تو حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی دُنیا کے لئے سورج کی طرح اور لوگوں کے لئے عافیت کا باعث تھے تو اب بتاؤ! کیا ان دو صفات میں کوئی اُن کا نائب ہے؟'' (احياء علوم الدين، كتاب العلم،باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم،ج١،ص ٤٦)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایسے ہی صالح و پاک باز علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام دُنیا کے لئے سورج کی طرح اور لوگوں کے لئے عافیت کا باعث ہیں۔ ان کا نائب بھی کوئی نہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی برکت سے بلائیں دور کرتا اور آسانیاں نازل فرماتا ہے۔ برکت عام ہوتی ہے اور رحمت بٹتی ہے۔

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ تھے۔ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہو جاتے تھے جبکہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف بھاگتے ہو۔ اسلافِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام **شیطان** کو نامراد کرتے تھے جبکہ تم سے شیطان مسخری کرتا ہے۔ تمہارے اور ان کے درمیان کتنی دُوری ہے؟ دُنیا تم پر حکمرانی کر رہی ہے جبکہ وہ دنیا پر حکمرانی کرتے تھے۔ پس تم دُنیا کے غلام ہو جبکہ وہ اِس کی غلامی سے آزاد تھے۔ ان کے پاس سفرِ آخرت کا زادِ راہ تھا اس لئے اُنہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑی۔ انہوں نے زمانے کی قدر جانی تو زندگی میں ہوشیار رہے۔ اگر تم سحری کے وقت ان کا دیدار کرو تو انہیں ہدایت کے ستارے پاؤ گے۔ نہیں، بلکہ وہ تو ہدایت کے چاند ہیں جو رات کی تاریکی میں بارگاہِ الٰہی میں کھڑے ہو کر عذر پیش کرتے رہتے ہیں جبکہ تم نیند اور غفلت کے طوفانی سمندروں میں ڈوبے ہوئے ہو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُنیا سے بے رغبتی:

حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو دُنیا سے کوئی رغبت نہ تھی۔ لغو اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب فرماتے تھے۔

چنانچہ، ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کسی عالم کی برائی کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اپنے کانوں کو غیبت سننے سے پاک رکھو جیسے اپنی زبان کو غیبت کرنے سے بچاتے ہو۔ اس لئے کہ غیبت سننے والا بھی کرنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ بلاشبہ بے وقوف شخص جب اپنے برتن میں گندگی دیکھتا ہے تو اسے تمہارے برتنوں میں انڈیلنا چاہتا ہے۔ اگر بے وقوف کی بات کا سختی سے انکار کر دیا گیا تو انکار کرنے والا اسی طرح خوش بختی سے سرفراز ہو جیسے بے وقوف بدبختی کا مستحق بنتا ہے۔'' (حلية الاولياء، الامام الشافعي، الحديث ١٣٣٦٤، ج٩، ص ١٣٠)

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدالقاہر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الکبیر ایک متقی اور نیک شخص تھے۔ وہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے تقویٰ کے مسائل دریافت کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی طرف توجہ فرماتے۔ ایک بار انہوں نے عرض کی: ''صبر، آزمائش اور طاقت وقدرت میں سے کون سی چیز افضل ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''طاقت، کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا درجہ ہے اور آزمائش کے بعد ہی طاقت ملتی ہے۔ جب کسی کی آزمائش ہوتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اسے طاقت دی جاتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو آزمائش میں ڈالا پھر اُنہیں طاقت عطا فرمائی۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو آزمائش میں مبتلا فرمایا پھر انہیں قوت عطا فرمائی۔ اسی طرح حضرت سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا امتحان لیا پھر انہیں بھی طاقت دی اور حضرت سیِّدُنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو بھی آزمائش میں مبتلا فرما کر عظیم بادشاہت عطا فرمائی۔ پس طاقت کا درجہ سب سے بلند ہے۔''

(احياء علوم الدين، كتاب العلم، باب ثانى فى العلم المحمود والمذموم واقسامهما واحكامهما، ج١، ص٤٦)

حضرت سیِّدُنا عبدالملک بن عبدالحمید میمونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا ذکرِ خیر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت تعظیم کر رہے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایک ایسا شخص بھیجے گا جو اس (اُمت) کے لئے اس کے دین کو قائم کرے گا۔'' (سنن ابى داؤد، كتاب الملاحم، باب مايذكر فى قرن المائة، الحديث ٤٢٩١، ص ١٥٣٥)

(پھر فرمایا) حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے مجدِّد تھے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی دوسری صدی کے مجدد ہیں۔'' (المستدرك، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر بعض المجدّدين فى هذه الامة، رواية استاذ ابى الوليد، تحت الحديث ٨٦٣٩، ج٥، ص ٧٣٠)

حضرت سیِّدُ نا ہارون بن سعید بن ہیثم ایلی علیہ رحمۃ اللہ الولی نے ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی جیسا کوئی نہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں ہمارے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: ''ایک قریشی فقیہہ ہمارے پاس آئے ہیں۔'' پس ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم انتظار کرتے رہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کرلی تو گفتگو کا آغاز فرمایا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا کلام کرنے والا بھی کوئی نہ دیکھا۔''

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی عام طور پر حقیقت، دُنیا سے بے رغبتی اور دلوں کے بھیدوں کے متعلق کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ''وہ شخص دُنیا سے کیسے بے رغبت ہوسکتا ہے جو آخرت کی معرفت نہیں رکھتا؟ وہ کیسے دنیا سے خلاصی پاسکتا ہے جو خود کو جھوٹی طمع سے خالی نہ کرے؟ وہ کیسے سلامتی پاسکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ نہ ہوں؟ وہ کیسے حکمت پاسکتا ہے جس کا کلام رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے نہ ہو؟''

کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''رِیا کیا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب تجھے اپنے عمل میں خود پسندی کا ڈر ہو تو دیکھ! تو کس کی رضا کا طالب ہے؟ کس ثواب کی طرف رغبت رکھتا ہے؟ کس عذاب سے ڈرتا ہے؟ کس عافیت کا شکر ادا کرتا ہے؟ اور کس مصیبت کو یاد کرتا ہے؟'' (جب تو ان میں سے کسی چیز میں غور وفکر کرے گا تو اپنے اعمال کو حقیر پائے گا۔)

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامهما واحکامهما، ج ١، ص ٤٦)

امامِ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اشعار

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بہت سے اشعار ہیں جو حکمت ونصیحت پر مشتمل ہیں۔ ہم یہاں پر ان کا ذکر کریں گے جو ہم تک پہنچے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر ثابت ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام حقائق اور دقیق معانی پر بھی مشتمل ہے۔ جس میں سے کچھ حضرت سیِّدُ نا سوید بن سعید علیہ رحمۃ اللہ الحمید نے نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ، فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مدینۂ منورہ میں نمازِ فجر کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''میں گناہوں کے سبب اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور پیشی کے وقت میرے پاس سوائے توحید کے کوئی عمل نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ارشاد فرمایا: ''اے بندۂ مؤمن! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ بھی کرلے تو بھی تیرے گناہ بخشنا اس کے لئے ناممکن

نہیں۔ کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۷﴾ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے۔

(پ ٤، اٰل عمران: ١٣٥)

اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے جہنم کی سزا اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمالیا ہوتا تو تجھے توحید و معرفت کی توفیق نہ دیتا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

إِنْ كُنْتَ تَغْدُوْ فِی الذُّنُوْبِ جَلِيْدًا ۔ وَتَخَافُ فِیْ يَوْمِ الْمَعَادِ وَعِيْدًا

فَلَقَدْ أَتَاكَ مِنَ الْمُهَيْمِنِ عَفْوَهٗ ۔ وَأَتَاحَ مِنْ نِعَمٍ عَلَيْكَ مَزِيْدًا

لَا تَيْأَسَنَّ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِی الْحَشَا ۔ فِیْ بَطْنِ أُمِّكَ مُضْغَةً وَوَلِيْدًا

لَوْ شَاءَ أَنْ تَصْلِیْ جَهَنَّمَ خَالِدًا ۔ مَا كَانَ أَلْهَمَ قَلْبَكَ التَّوْحِيْدًا

ترجمہ: اگر تو گناہوں میں پگھل کر برف بن چکا ہے اور اب قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہے تو یاد رکھ! حفاظت فرمانے والا خدا عَزَّوَجَلَّ تجھ پر عفو و کرم فرمائے گا اور تجھے اپنی مزید نعمتیں فراہم کرے گا۔ اے شخص! تو اپنی ماں کے پیٹ کے اندر لوتھڑے اور نوزائیدہ بچے کی طرح تھا تو تب بھی اس نے اپنے لطف و کرم سے تجھے مایوس نہ کیا۔ اگر وہ تجھے ہمیشہ جہنم میں جلانا چاہتا تو تیرے دل میں اپنی وحدت پر ایمان داخل نہ کرتا۔

یہ سن کر وہ آدمی رو پڑا اور عبادت شروع کر دی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے بہت مسرور ہوا۔

امامِ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند دعائیں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی اشعار اور دعائیں ارشاد فرمائی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مروان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے علمی حلقہ میں بیٹھتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھ کر لکھا کرتا۔ ایک صبح میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں موجود پایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا حتی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعائیں فرمائیں۔ ان میں سے کچھ میں نے یاد کر لیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے: ''اَللّٰهُمَّ امْنُنْ عَلَيْنَا بِصَفَاءِ الْمَعْرِفَةِ وَهَبْ لَنَا تَصْحِيْحَ الْمُعَامَلَةِ فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَکَ عَلَى السُّنَّةِ وَارْزُقْنَا صِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْکَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِکَ وَامْنُنْ عَلَيْنَا بِكُلِّ مَا يُقَرِّبُنَا اِلَيْکَ مَقْرُوْنًا بِعَوَافِی الدَّارَيْنِ بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم پر احسان فرماتے ہوئے خالص معرفت عطا فرما۔ ہمیں ان معاملات کی درستگی عطا فرما جو ہمارے اور تیرے درمیان ہیں۔ اور اپنی ذات پر سچا توکل اور حسنِ یقین عطا فرما۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی خاص رحمت سے ہمیں ہر وہ بھلائی عطا فرما جو دنیا وآخرت کی عافیتوں کے ساتھ ساتھ تیرا قرب بخشے۔'' (آمین)

حضرت عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا سے فارغ ہوئے تو مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہولیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور آسمان کو دیکھ کر زیرِ لب کچھ اشعار پڑھنے لگے۔

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی عطا فرمائی:

حضرت سیِّدُنا ربیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو فرماتے سنا: ''قیامِ یمن کے دوران میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں طواف کی جگہ بیٹھا ہوں۔ اسی دوران شیرِ خدا، حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے۔ میں جلدی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لپکا، سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر میری انگلی میں پہنا دی۔'' صبح کے وقت جب میں نیند سے بیدار ہوا تو مُعَبِّر (یعنی خواب کی تعبیر بتانے والے) سے اپنا خواب بیان کیا تو اس نے مجھے بتایا: ''اے ابو عبداللہ! آپ کو خوش خبری ہو! آپ کا مسجدِ حرام میں حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا دیدار کرنا عذابِ نار سے نجات کی بشارت ہے۔ آپ کا ان سے مصافحہ کرنا یومِ حساب میں امان ہے اور رہا ان کا آپ کی انگلی میں انگوٹھی پہنانا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب ساری دنیا میں آپ کی شہرت ایسی ہوگی جیسی حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی ہے۔''

(تاریخ بغداد،الرقم ٤٥٤، محمد بن ادریس الشافعی، ج٢، ص٥٨، بتغیرٍ)

امامِ شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی دُعا:

یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پاکیزگی کے نور وعظمت اور تیرے جلال کی برکت کی پناہ مانگتا ہوں ہر آفت ومصیبت اور شرِ جن وانس کے پیش آنے سے، سوائے اس کے جو خیر لائے۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میری پناہ گاہ اور جائے قرار ہے لہٰذا میں تجھی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے آگے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے سامنے رسوا ہونے، عیبوں کا پردہ چاک ہونے، تیری یاد بھول جانے اور تیرے شکر سے مُنہ موڑنے سے تیرے جلال وکرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میرے دن رات، آرام وسکون، اور سفر تیرے حفظ وامان میں ہیں۔ تیری حمد وثناء میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں ہر عیب سے تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیرے وجہِ کریم کی تکریم کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھے رسوائی اور اپنے بندوں کے شر سے محفوظ فرما اور بری خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما۔ مجھ پر اپنی حفاظت کے خیمے اوڑھا دے اور مجھے اپنی عنایت کی حفاظت میں داخل فرما دے۔ (آمین)

(حلیة الاولیاء،الامام الشافعی،الحدیث ١٣٢٠٢/١٣٢٠٣،ج٩،ص٨٧)

اے میرے اسلامی بھائیو! سَلَف صالحین، علماءِ کرام اور مجتہدینِ عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس دنیائے فانی سے تو کوچ کر گئے لیکن ان کی نشانیاں باقی ہیں، اُن کے طریقے مٹا دیئے گئے مگر ان کی خوبیاں اور اچھی باتیں نہیں مٹائی جا سکیں۔

امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے:

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ کثرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیک سیرت بیٹی تھی جو رات شب بیداری میں اور دن روزے میں گزارتی۔ وہ صالحین کے واقعات کو بہت پسند کرتی تھی اور حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ ان کے والدِ محترم امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت زیادہ عظمت وشان بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ اِتّفاقاً حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بہت خوش ہوئی۔ اُسے اُمید تھی کہ آج امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال یعنی ان کی عبادت، اور کلام کو دیکھنے اور سننے کا خوب موقع ملے گا۔ جب رات ہوئی تو حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی چت لیٹے رہے۔ بچّی فجر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں دیکھتی رہی اور صبح اپنے باپ سے عرض کی: ''میں نے دیکھا کہ آپ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت تعظیم کرتے ہیں لیکن میں نے تو ان کو آج رات نماز، ذکر یا دیگر اوراد و وظائف میں مشغول نہیں پایا۔'' ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تشریف لے آئے۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''رات کیسی گزری؟'' ارشاد فرمایا: ''اس سے زیادہ برکت و نفع والی اور اچھی رات میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی۔'' حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' تو فرمانے لگے: ''وہ یوں کہ میں نے آج رات پیٹھ کے بل لیٹے لیٹے سو مسائل اَخذ کئے، جو تمام کے تمام مسلمانوں کے نفع کے لئے ہیں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رُخصت لی اور تشریف لے گئے۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: ''یہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا آج رات کا عمل تھا۔ وہ سوئے ہوئے اس سے افضل عمل کر رہے تھے جو میں نے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہوئے کیا۔''

اے میرے اسلامی بھائی! ان برگزیدہ بندوں کی حرکات وسکنات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے تھیں۔ ان کے افعال واحوال اسی کے لئے تھے۔ ان کا ذکر وفکر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے تھا۔ ان کا قیام اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ تھا۔ ان کی نیند صدقہ تھی۔ ان کا ذکر رب

عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرتا تھا۔ان کا سکوت فکرِ آخرت تھا۔ان کا علم امت کے لئے شفا اور رحمت تھا۔ بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں بہت کچھ عطا فرمایا، ان کی تعریف وتوصیف فرمائی اور انہیں اسلام کا امام اور لوگوں کا پیشوا بنایا۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی علمی معاملات اور ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں رات گزارتے، حقائق واسرار کی سرزمین میں گھومتے اور فکرِ آخرت کے پاکیزہ باغات میں سیر وسیاحت کرتے۔ جب سحری کی ہلکی ہلکی ہوا کے جھونکے محسوس ہوتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو جاتے، رنگ متغیر ہو جاتا اور محبت کی آگ بھڑک اٹھتی اور ایسی حالت طاری ہو جاتی جسے اربابِ احوال (یعنی اہلِ معرفت) کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''اگر سحری کے وقت تم پر وہ باتیں ظاہر ہوں جو مجھ پر ہوتی ہیں تو دُنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اور آخرت کی تیاری پر کمر بستہ ہو جاؤ۔''

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بیان:39

تذکرۂ امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ

حمدِ باری تعالٰی:

تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے علماء کے لئے علم کو دلیل وثبوت بنایا اور انہیں اس کے ذریعے غنی کر دیا اگر چہ وہ مال ونسب میں کم ہوں۔ اور اسی علم کے ذریعے حضرت سیِّدُ نا ادریس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جنت سے سرفراز ہوئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں رفعت وبلندی عطا فرمائی اور منتخب فرمایا۔ اسی علم کی طلب میں حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت سیِّدُ نا یوشع بن نون عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پختہ عزم کر کے سفر اختیار فرمایا یہاں تک سفر میں مشقت اٹھائی۔ (قرآنِ پاک میں بیان فرمایا:) ''وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۝ (پ ۱۵، الکہف: ۶۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔''(1)..... اسی علم کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تمام انسانوں کا باپ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو سجدہ کریں۔ تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (یعنی شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (اور لعنت کا مستحق ٹھہرا)۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے مختلف قبیلے اور خاندان بنائے اور تقدیر کا فیصلہ ان پر جاری فرمایا۔ اور اُس نے ہر شئے کے لئے ایک ذریعہ بنایا۔ علماء کو اپنی عنایت سے توفیق بخشی تو وہ رغبت وشوق سے خدمتِ علم میں لگ گئے۔ اُس نے انہیں اپنے احکام کی سمجھ اور پہچان عطا فرمائی جس کے ذریعے انہوں نے قدر ومنزلت اور مراتب حاصل کئے۔ اس نے انہیں دنیا میں مخلوق کے لئے سردار اور راہنما بنایا جس کے ذریعے انہوں نے بزرگی واخلاق حاصل کیا۔ اس نے ان کے دلوں میں ایسے انوار داخل فرما دیئے جن کی روشنی میں وہ ایسی بعید باتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن تک رسائی مشکل ہو۔

1..... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''جن (یعنی خادم) کا نام یوشع ابن نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت وصحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے تھے اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد ہیں۔ بحرِ فارس وبحرِ روم جانبِ مشرق میں اور مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزمِ مصمّم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سعی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں۔ اگر وہ جگہ دُور ہو (تو مدتوں چلتا رہوں گا) پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔''

اس نے انہیں علم کے ذریعے عزت وجلالت اور رُعب وہیبت کا لباس پہنایا تو وہ برگزیدہ ومنتخب بندے ہوگئے۔اس نے انہیں اپنے احکام کی حلاوت عطا فرمادی لہٰذا انہیں طلب علم کے سفر میں کوئی تھکن نہ ہوئی اور جب وہ قیامت کے دن گروہ درگروہ حاضر ہوں گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں کرامت کے تاج پہنائے گا اوران کے لئے یہ ندا ہوگی: ''اَھْلًا وَّ سَھْلًا مَرْحَبًا۔''

مَیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایسی حمد کرتا ہوں جسے نجات کا وسیلہ بنا سکوں۔اورمَیں اس کلمہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ '' (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ خوش کرنے والی عزت و رفعت کا سامان ہوجائے۔اورمیں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفٰی، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور جو خاص نبی اور پسندیدہ پیغمبر ہیں۔آپ پر درود وسلام ہو اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آل واصحاب، ازواج مطہرات اور نیک وپسندیدہ اولاد پر ہمیشہ رحمت وسلامتی نازل ہو جب تک آسمان بادل ظاہر کرتا رہے اور موسلا دھار بارش برساتا رہے۔(آمین)

تعارُفِ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُنا حافظ ابوعمر بن عبدالبَر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر نے اپنی کتاب ''الاَ نْسَاب'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس بن ابی عامر اَصْبَحِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۃ الرسول عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے امام ہیں۔یہیں سے حق ظاہر اور غالب ہوا۔یہیں سے دین کی ابتدا ہوئی اور اسے شہرت ملی۔یہیں سے شہر فتح کئے گئے اور مسلسل مدد ملی۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''عالِمِ مدینہ'' کہا جاتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی شہرت ہر طرف پھیلی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتسابِ علم کے لئے لوگوں نے دور دراز کے سفر طے کئے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالك الامام، ج۷،ص۳۸۸،مفهوماً)

فتاویٰ نویسی:

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سترہ (17) برس کی عمر میں تدریسِ علم کی مسند پر تشریف فرما ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسائل کے حل کے لئے آتے تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً نوے (90) سال کی عمر پائی اور ستر سال تک فتویٰ نویسی فرمائی اور لوگوں کو علم سکھاتے رہے۔

جلیلُ القدر تابعینِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرتے رہے۔مشہور ائمۂ حدیث اور علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ''(۱)......امام

السنہ حضرت سیّدُ نا محمد بن شہاب زُہری (۲)......فقیہہ اہلِ مدینہ، حضرت سیّدُ نا ربیعہ بن عبدالرحمٰن (۳)......حضرت سیّدُ نا یحییٰ بن سعید انصاری اور (۴)......حضرت سیّدُ نا موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ تمام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ہیں اور ان سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالك الامام، ج۷، ص۳۸۵، مفصلًا)

عالِمِ مدینہ کون ہیں؟

تابعین وتبع تابعین علیہم رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الرازق وہ عالم ہیں جن کی بشارت حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دی تھی۔ چنانچہ، حضرت سیّدُ نا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب ''جَامِعِ تِرمِذی'' میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں: ''علم منقطع ہو جائے گا تو عالمِ مدینہ سے زیادہ علم والا باقی نہ رہے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی عالم المدینة، الحدیث ۲۶۸۰، ص۱۹۲۲، مختصرًا)

دوسری حدیثِ پاک میں ہے: ''دُنیا میں اس (عالمِ مدینہ) سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ہوگا، لوگ اس کی طرف سفر کر کے آئیں گے۔'' (ترتیب المدارك وتقریب المسالك، الفصل الاول فی ترجیحه من طریق النقل، ج۱، ص۱۸)

ایک حدیثِ پاک میں یوں ہے: ''عنقریب لوگ (علم کے لئے) سفر کریں گے تو عالمِ مدینہ سے زیادہ علم والا کوئی نہ پائیں گے۔'' (المستدرك، کتاب العلم، باب یوشك الناس ......الخ، الحدیث ۳۱٤، ج۱، ص ۲۸۰)

حضرت سیّدُ نا ابنِ عُیَیْنَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''محدثینِ کرام کے نزدیک ''عالمِ مدینہ'' سے مراد حضرت سیّدُ نا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' (التمھید لابن عبد البر، زیدبن رباح، تحت الحدیث ۱۲۲، ج۲، ص٦٧٤)

حضرت سیّدُ نا عبدالرزّاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ''عالمِ مدینہ'' کے نام سے معروف نہیں۔ لوگوں نے حصولِ علم کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جتنا سفر کیا اتنا کسی کی طرف نہیں کیا۔'' (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی عالم المدینة، تحت الحدیث ۲۶۸۰، ص۱۹۲۲، مختصرًا)

حضرت سیّدُ نا ابومصعب علیہ رحمۃ الرب فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم لگا رہتا اور لوگ بہت زیادہ بھیڑ کی وجہ سے طلبِ علم کے شوق میں ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالك الامام، ج۷، ص ٤٢٢، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن شعبہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''میں مدینہ منورہ میں سن 144 ہجری میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد خاموش بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُعب کی وجہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ مسجدِ نبوی شریف عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی فتویٰ نہ دیتا تھا۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حدیثِ پاک سے جواب دیا۔ میں نے پھر سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر جواب ارشاد فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں نے مجھے جھنجھوڑا تو میں خاموش ہو گیا۔'' (ترتیب المدارك وتقریب المسالك، باب صفة مجلس مالك للعلم، ج ۱، ص ۴۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں افتاء اور حدیث کے لئے اس وقت تک مسند نشین نہ ہوا جب تک کہ ستر (70) علماءِ کرام و مشائخِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے میری اہلیت کی گواہی نہ دے دی۔''

(ترتیب المدارك وتقریب المسالك، باب فی ابتداء ظهوره فی العلم وقعوده للفتوی والتعلیم، ج ۱، ص ۳۴)

حضرت سیِّدُ نا حماد بن زید علیہ رحمۃ اللہ الواحد کی خدمت میں ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آیا جس میں لوگوں کا اختلاف تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے بھائی! اگر تو اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہے تو عالِمِ مدینہ سے پوچھ اور ان کی بات توجہ سے سن کیونکہ وہ حجت (یعنی دلیل) ہیں اور لوگوں کے امام ہیں۔'' (المرجع السابق، ص ۳۷)

حضرت سیِّدُ نا حماد بن سلمہ علیہ رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر مجھے کہا جائے کہ امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے کوئی امام اختیار کرو جس سے لوگ علمِ دین حاصل کریں تو میں حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا حق دار اور اہل سمجھتا ہوں۔ اور میری یہ رائے امت کی بہتری کے لئے ہے۔'' (المرجع السابق، ص ۳۶)

حضرت سیِّدُ نا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم پرہیزگاری کا علم ہے اور اس کے لئے حفظ و امان کا باعث ہے جو اسے حاصل کرے۔''

(ترتیب المدارك وتقریب المسالك، باب شهادة السلف الصالح واهل العلم له بالامامة فی العلم، ج ۱، ص ۳۶)

حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''میں اپنے دین میں دو آدمیوں کی پیروی کرتا ہوں: عمل میں حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور تقویٰ میں حضرت سیِّدُ نا سلیمان بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔''

(حلیة الاولیاء، مالك بن انس، الحدیث ۸۸۷۸، ج ۶، ص ۳۵۰)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ تھے، جنہوں نے اپنی جانیں لوگوں کے نفع کے لئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں وقف کر

دیں، انہیں مشکلات میں ڈالا اور طلبِ علم میں خوب جد وجہد کی تو **اللہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو شخص طلبِ علم کے لئے کسی راستہ پر چلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، الحدیث ۲۶۹۹، ص ۱۱۴۷)

حدیثِ پاک میں ہے، ''ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، الحدیث ۲۶۸۱، ص ۱۹۲۲ ''العالم'' بدلہ ''فقیہ'')

اگر اسلام میں ایک عابد فوت ہو جائے تو اس میں صرف ایک شخص کی کمی ہو گی اور اگر ایک عالم چل بسے تو گویا لوگوں میں سے ایک قبیلہ فوت ہو گیا۔ روئے زمین پر جب کوئی عالم انتقال کر جائے تو اسلام میں ایک ایسا شگاف پڑتا ہے جسے اس وقت تک کوئی بند نہیں کر سکتا جب تک دن رات آتے جاتے رہیں گے۔

جان لو! ''طالبِ علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے ملائکہ اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین وغیرھما، الحدیث ۱۳۱۶، ج ۲، ص ۳۰۷)

علماء کے قلموں کی سیاہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں شہداء کے خون سے افضل ہے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۹۶۱۹، ص ۵۷۱۔ مفھوماً)

بروزِ قیامت جب راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں شہید ہونے والے علماء کی فضیلت دیکھیں گے تو تمنا کریں گے، کاش! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی علماء میں اٹھاتا۔ جس نے علم کو پالیا تحقیق اس نے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو پالیا اور جس نے علماء کو اذیت دی اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کرم:

حضرت سیِّدُنا محمد بن رمح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے بچپن کا واقعہ ہے جبکہ میں ابھی نابالغ تھا۔ میں اپنے والد محترم کے ساتھ حج کو گیا۔ میں مسجدِ نبوی عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں مزارِ اقدس اور منبر شریف کے درمیان جنت کی کیاری(۱) میں آرام کر رہا تھا کہ مجھے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔

......شیخِ شریعت وطریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علاّمہ ابو بلال مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کتاب ''رفیق الحرمین'' کے صفحہ ۲۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں: تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حجرۂ مبارکہ (جہاں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مزار پرانوار ہے) اور...... بقیہ اگلے صفحہ پر

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدُ نا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلو میں لئے مزارِ پُر انوار سے باہر تشریف لائے۔ میں نے کھڑے ہوکر سلام عرض کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے جواب مرحمت فرمایا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''مالک کے لئے سیدھی راہ قائم کررہا ہوں۔'' بیدار ہونے کے بعد جب میں اور میرے والدِ محترم باہر آئے تو لوگوں کو حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤطّا شریف نکالی ہوئی تھی اور یہ مؤطا شریف کی پہلی آمد تھی۔''

(ترتيب المدارك وتقريب المسالك، باب ذكر المؤطّأ وتأليف مالك اياه، ج۱، ص ۶۰، بتغيرٍ قليلٍ)

مؤطّا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشان:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن عبدالحکم علیہ رحمۃ اللہ المکرّم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابوسری عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں خواب میں سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے علم کی ایسی بات ارشاد فرمائیے جسے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حوالے سے بیان کروں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیچھے چل پڑا اور دوبارہ عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کچھ علم عطا فرمائیے جسے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حوالے سے بیان کروں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا: ''میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔'' پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے جانے لگے تو میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیچھے ہولیا اور تیسری بار بھی یہی عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے کوئی علم کی بات ارشاد فرمادیجئے جسے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حوالے سے بیان کروں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابنِ سری! میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔ سن لے! وہ مؤطّا ہے اور

بقیہ حاشیہ......منبرِ اقدس (جہاں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خطبہ ارشاد فرماتے تھے) کے درمیان کا حصہ ''جنت کی کیاری'' ہے۔ چنانچہ، ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

(الصحيح البخاری، کتاب فضل الصلوة فی مسجد مكة والمدينة، باب فضل ما بين القبر والمنبر، الحديث: ۱۱۹۵، ص۹۳)

قرآنِ مجید اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے گروہ میں ''مُؤطّا'' (امام مالک) سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔ لہٰذا تُو اسے سن کر اس سے نفع حاصل کر۔'' (موطأ امام محمد مع التعليق الممجد على الموطأ، ج۱، ص۷۲)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم کی قدر:

حضرت سیِّدُنا عتیق بن یعقوب زبیری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ خلیفہ ہارونُ الرشید مَدِیْنَۃُ مُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْماً وَّتَکْرِیْماً حاضر ہوئے اور انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس احادیث کی ''مُوَطا'' نامی کتاب ہے جو وہ لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو خلیفہ ہارونُ الرشید نے (اپنے وزیر) بَرمَکِی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ وہ کتاب لے کر میرے پاس آئیں اور مجھے پڑھ کر سنائیں۔ برمکی نے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ، خلیفہ کو میرا سلام کہو اور پھر کہو: ''علم کے پاس جانا پڑتا ہے، یہ خود کسی کے پاس نہیں آتا اور علم حاصل کرنا پڑتا ہے، یہ خود حاصل نہیں ہوتا۔'' برمکی نے خلیفہ ہارون الرشید کے پاس آ کر جب یہ سب بیان کیا تو اس وقت دربار میں قاضی ابو یوسف بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! اہلِ عراق کو یہ بات پہنچ سکتی ہے کہ آپ نے امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا مگر انہوں نے نافرمانی کی لہٰذا آپ ان پر سختی کریں۔''

ابھی یہ گفتگو چل رہی تھی کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ''اے ابن ابی عامر! میں نے آپ کو پیغام بھیجا تھا اور آپ نے انکار کر دیا۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں وحی لکھا کرتا تھا، میں نے یہ آیتِ مبارکہ لکھی: ''لَایَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجٰھِدُوْنَ ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ جہاد سے بیٹھے رہیں اور وہ کہ جہاد کرتے ہیں۔'' اس وقت حضرت سیِّدُنا ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزّت، مُحسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں ایک نابینا و معذور شخص ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاد کی بہت فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔'' تو حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے اندازے سے نہیں جانتا (کہ معذور کیا کریں)۔'' حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ میرا قلم ابھی روشنائی سے تَر تھا، خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ران مبارک (وحی کے بوجھ سے) مجھ پر بھاری ہونے لگی۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے زید! اب لکھو: ''غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔'' (یعنی آیتِ مبارکہ کی ترتیب اس طرح ہوگئی: ''لَایَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط (پ٥، النسآء: ٩٥) ترجمۂ کنزالایمان: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔)

(پھر فرمایا) اے امیر المؤمنین! جب ایک حرف کے لئے حضرت سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں نے پانچ ہزار سال کی مسافت برداشت کی تو کیا مجھ پر اس کی عزت وجلالت کا پاس رکھنا ضروری نہیں؟ اور آپ کو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا اور مسندِ خلافت پر فائز کیا ہے۔ پس آپ علم کا مرتبہ گھٹانے والے سب سے پہلے شخص نہ بنیں ورنہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی قدر ومنزلت کم کردے گا۔'' راوی فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید اٹھے اور حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے گھر کی طرف چل پڑے تاکہ آپ سے موطأ سنوں۔ آپ نے خلیفہ کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا۔ جب خلیفہ نے آپ سے مؤطا پڑھنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے: ''آپ مجھے پڑھ کر سنائیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! میں نے آج تک کسی کو پڑھ کر نہیں سنایا۔'' ہارون الرشید نے کہا: لوگ باہر چلے جائیں تو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جب خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں سے علم کو روک دیا جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ خاص لوگوں کو بھی اس سے نفع نہ دے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا: ''معن بن عیسیٰ قزاز کو پڑھ کر سناؤ۔'' جب خلیفہ نے پڑھنا شروع کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! میں نے اپنے ملک کے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ علم کے لئے عاجزی کرنا پسند کرتے ہیں۔'' یہ سن کر ہارون الرشید مسند سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ٤١٢٠، عبد العزیز بن عبدالقریب ابو یعلی، ج٣٦، ص ٣١١۔٣١٢)

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حصولِ علم کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: ''علم سیکھنا بہت اچھا ہے۔ لیکن یہ خیال رکھو کہ جو شخص صبح سے شام تک تمہارے ساتھ رہے تم بھی اسے لازم پکڑو۔''

(حلیة الاولیاء، مالك بن انس، الحدیث ٨٨٧٠، ج٦، ص ٣٤٩)

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ دین کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حدیثِ پاک بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرکے دو نفل پڑھتے پھر داڑھی میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے اور عزت ووقار کے ساتھ اپنی مسند

کے صدر مقام پر تشریف فرما ہوکر حدیثِ پاک بیان کرتے ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حدیثِ پاک کی تعظیم کروں۔'' (حلیة الاولیاء، مالك بن انس، الحدیث ۸۸۵۸، ج٦، ص ۳٤۷)

یوں ہی علم کی تعظیم کی جاتی ہے۔علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام جب علم کی تعظیم کرتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت ڈال دیتا ہے اور بادشاہوں اور دوسرے افراد کے دلوں میں اُن کا رعب و دبدبہ بٹھا دیتا ہے۔

اے علم کے طلب گار!علم کے لئے عاجزی اختیار کر۔ جو اس کے لئے عاجزی کرتا ہے حقیقۃً وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی کرتا ہے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔ بلاشبہ مٹی قدموں کے نیچے آ کر حقیر ہوتی ہے تو چہرے کے لئے پاکی کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿۳﴾ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرو۔

(پ٦، المآئدہ:٦)

اے میرے اسلامی بھائی! علم کے اجتماع میں حاضری کو اس طرح یقینی بنا لے جس طرح بچہ ہر وقت دودھ کا محتاج ہوتا ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اسے چھوڑنے پر صبر کر لیتا ہے۔ یاد رکھ! فضائل کا راستہ مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے تاکہ ناپختہ ارادے والا راستے ہی سے لوٹ آئے۔اے نوجوان! تیرے نفس کا موتی علم سیکھنا ہے اور اس کا زیور عمل ہے۔ اگر تو نے میری نصیحت مان لی تو تیرے لئے مسندِ صدارت ہے یا منبر کی اونچائی۔

ـــہ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْهُ صَانَهُمْ وَلَوْ عَظَّمُوْهُ فِي النُّفُوْسِ لَعَظَّمَا
أَاَغْرِسُهٗ عِزًّا وَاَجْنِيْهِ ذِلَّةً اِذًا فَاتِّبَاعُ الْجَهْلِ قَدْ كَانَ اَحْزَمَا
تَعَلَّمْ فَلَيْسَ الْمَرْءُ يَخْلُقُ عَالِمًا وَلَيْسَ اَخُوْ عِلْمٍ كَمَنْ هُوَ جَاهِلُ
وَاِنَّ كَبِيْرَ الْقَوْمِ لَا عِلْمَ عِنْدَهٗ صَغِيْرٌ اِذَا الْتَفَتَ عَلَيْهِ الْمَحَافِلُ

ترجمہ: اگر علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام علم کی حفاظت کریں گے تو یہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں گے تو یہ بھی ان کو عزت دے گا۔ کیا میں عزت کا بیج بو کر ذلت کا پھل توڑوں گا؟ اگر ایسا ہے تو جاہل کی اتباع میں ہی احتیاط ہے۔ اے بھائی! علم حاصل کر کیونکہ انسان پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا اور علم والا جاہل کی طرح نہیں ہوسکتا۔ قوم کا بے علم سردار چھوٹا ہے جبکہ لوگ اس سے منہ موڑ لیں۔

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا شہرہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر اور

فضیلت دوسرے ممالک تک پھیل گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں علم کی ترویج واشاعت کے لئے مال ودولت حاضر کیا جاتا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے دوست واحباب میں تقسیم فرما دیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی میں اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کر ڈالتے۔اس میں سے کچھ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچا کر نہ رکھتے اور فرمایا کرتے: ''زُہد (یعنی دُنیا سے بے رغبتی) مال نہ ہونے کا نام نہیں بلکہ زُہد تو یہ ہے کہ دل اس سے فارغ ہو۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج ۱، ص ۴۸)

مزید ارشاد فرمایا: ''جو بندہ حدیث کے بیان میں سچا ہوتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی عقل سے نفع عطا فرماتا ہے اور بڑھاپے میں اسے کوئی آفت نہیں پہنچتی اور نہ ہی اس کی عقل خراب ہوتی ہے۔'' (المرجع السابق، ص ۴۷)

حضرت سیِّدُنا عمر بن ابو سلمہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''جب میں نے مؤطا امام مالک پڑھی تو خواب میں ایک آنے والا آیا اور کہنے لگے: ''بلاشبہ یہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کلام ہے۔''

(التمہید لابن عبد البر، مقدمۃ المصنف، باب ذکر عیون من اخبار مالک وذکر فضل موطئہ، ج ۱، ص ۶۰)

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''مُؤطّا'' تالیف کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس میں غور وفکر کرنے لگے کہ اس کا نام کیا رکھا جائے؟ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب میں سویا تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وَطِّیءْ ھٰذَا الْعِلْمَ لِلنَّاسِ یعنی اس علم کو لوگوں کے لئے آسان (یا تیار) کردو۔'' لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام ''مُؤطّا'' رکھا۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں حدیثِ پاک بیان فرما رہے تھے۔اچانک ایک بچھو نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولہ (16) مرتبہ ڈنگ مارا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل کر زرد پڑ گیا۔اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ پاک بیان کرتے رہے۔جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کی: ''اے ابو عبداللہ! آج میں نے آپ کی عجیب حالت دیکھی ہے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں نے حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حدیثِ پاک کی تعظیم کرتے ہوئے صبر کیا ہے۔''

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب صفۃ مجلس مالک للعلم، ج ۱، ص ۴۵)

حضرت سیِّدُنا مصعب بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نامِ نامی، اسمِ گرامی لیتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بدل جاتا اور

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کپکپی طاری ہو جاتی یہاں تک کہ حاضرینِ اجتماع پر برداشت مشکل ہو جاتی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ''اگر تم بھی اسے دیکھ لیتے جو میں دیکھتا ہوں تو تم پر گراں نہ گزرتا۔''

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک،باب فی ذکر عبادۃ مالک وورعه وعزلته وإجابة دعائه ،ج ۱،ص ۵۵)

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیثِ پاک بیان کرنے کو ناپسند فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے: ''مجھے یہ پسند ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حدیثِ پاک کی تعظیم کروں۔'' (حلیة الاولیاء،مالك بن انس،الحدیث ۸۸۵۸،ج ۶،ص ۳۴۷۔بتقدُّمٍ و تاَخُّرٍ)

سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے انگوٹھی پہنائی:

حضرت سیِّدُنا امام دَرَاوَرْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں اپنے آپ کو مسجدِ نبوی میں یوں حاضر پایا کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوۂ نور بار سے ضیا بار ہو رہا ہوں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں کے سامنے بیان فرما رہے ہیں۔ اسی دوران حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے۔ جب نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اِدھر میرے پاس آؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب ہوئے تو سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اُتاری اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھنگلیا میں پہنا دی۔ میرے خیال میں اس سے مراد علم ہے جو حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں عطا فرمایا۔ علم کے سبب علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے۔ امراء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے روشنی پاتے۔ عام لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان دل و جان سے تسلیم کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بغیر دلیل کے نافذ ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی سوال کا جواب ارشاد فرما دیتے تو اس میں مزید مشورے کی ضرورت نہ رہتی۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰،مالك الامام، ج۷،ص ۴۰۲ ،بتغیرٍ۔حلیة الاولیاء، مالك بن انس، الحدیث ۸۸۶۳، ج ۶،ص ۳۴۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدائے ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ان علماء کی صفات ہیں جن کے وصال پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ جن کے صدقے بندوں پر کرم ہوتا ہے۔ جن کی برکت سے شہر آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی سیرت میں دنیا سے بے رغبتی جھلکتی ہے۔ جو اِخلاص وصداقت کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں۔ لوگوں کے دل ان کے دیدار کے مشتاق ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ ان کے سامنے بڑی بڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور بڑے

بڑے جابروں کے سر جھک جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے تمام گوشوں میں سورج چاند کی طرح اپنے علم کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ بلاشبہ ان کا ذکرِ خیر کتابوں میں لکھا جا چکا ہے۔ البتہ! جو اپنے عمل میں ریا کاری کرتا ہے اور اہلِ دنیا کے لئے اچھے اعمال کرتا ہے۔ اسے جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں پر اپنی تعریف چاہتا ہے جو اس میں نہیں پائی جاتیں (یعنی اپنی جھوٹی تعریف کی خواہش کرتا ہے) تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اُلٹے دماغ اور گھٹیا سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب کوئی ایسی بات سنتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور ان کا علم اس سے قاصر ہوتا ہے تو ان کے اُصول وقواعد بگڑ جاتے ہیں۔ ان کے لئے اپنے مقصد کا حصول مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نیکیوں کی صورت میں گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ برائیوں کو اچھائیاں سمجھ کر ان کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور یوں عمل میں خیانت کرتے اور حصولِ مراد میں ناکام و بے مراد ہو جاتے ہیں۔

تعجب اس پر نہیں جو ناواقف ہے اور جہالت کی وجہ سے مرتکبِ گناہ ہوا اور نافرمانی کا اعتراف بھی کر چکا ہے کیونکہ اس کے لئے تو بخشش ہے۔ جیسا کہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ج (پ۹، الانفال: ۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم کافروں سے فرماؤ! اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا۔

بلکہ تعجب تو اس پر ہے جو علم کا دعویٰ کرے مگر اس کا مقصد حصولِ دنیا ہو۔ ایسے شخص کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ملامت کی جائے گی۔ یہ لوگوں کے نزدیک قابلِ مذمت اور اجر وثواب سے محروم ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین کو ہنسی مذاق اور کھیل کود بنالیا۔ انہوں نے اپنے مواعظ و بیانات کو خوش کن اور تیز تر کرلیا لیکن ان کی بات دل سے نہیں سنی جاتی۔ یہ وعظ ونصیحت کرتے ہیں مگر ان کا بیان لوگوں کے دل پر اثر نہیں کرتا اور نہ ہی آنکھوں سے اشک زاری ہوتی ہے۔

چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶، الکھف: ۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔

جب یہ کوئی حکم سنتے ہیں تو اس میں تبدیلی اور تحریف کر لیتے ہیں اور جب کوئی چیز ناپ تول کر دیتے ہیں تو کمی کر دیتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ سب شریعت میں حرام ہے۔ چنانچہ، **اللہ** تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶، الکھف: ۴۔۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔

یہ لوگ بغیر عزم وحوصلے کے اظہارِ غم کرتے ہیں، بغیر علم کے بحث مباحثہ کرتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے سوال کرتے ہیں۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو جہالت کی تلوار سے پچھاڑ کھائے ہوئے ہیں۔ ربِّ عظیم جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

وَهُمْ يَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

(پ۱۶،الکھف:۱۰۴)

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سحری کے وقت کثرت کے ساتھ نماز، ذکرِ الٰہی اور اوراد و وظائف کا اہتمام فرماتے۔ پھر درس وتدریس میں مشغول ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسے خوش بخت ہیں جن کی تعریف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ حق ترجمان سے ہوئی مگر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس پر کبھی فخر نہ کیا یہاں تک کہ حصولِ علم کے لئے مشکل ترین راستوں کا سفر کیا اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے علم حاصل کرنے کی خاطر تمام مشکلات کا سامنا کیا۔

اے غافل انسان! تو جہالت کے گڑھے میں گرا ہوا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے احکام کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

امامِ مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور تعظیمِ خاکِ مدینہ:

حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دروازے پر خراسان یا مصر کے گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بطورِ ہدیہ پیش کئے گئے تھے۔ ان سے زیادہ عمدہ گھوڑے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ چنانچہ، میں نے عرض کی: ''یہ کتنے عمدہ گھوڑے ہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''میں یہ سب آپ کو تحفے میں دیتا ہوں۔'' میں نے عرض کی: ''ایک گھوڑا آپ اپنے لئے رکھ لیں۔'' تو فرمایا: ''مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اس مبارک زمین کو اپنے گھوڑے کے قدموں تلے روندوں جس میں اس کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا کا روضۂ انور ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج۱، ص۴۸)

حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ''حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اس امت کے لئے رحمت ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا ابوقدامہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے ''حافظُ الحدیث'' تھے۔''

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب شھادۃ السلف الصالح واھل العلم لہ بالامامۃ فی العلم، ج۱، ص۳۷)

حضرت سیِّدُ نا ابو عبد اللہ منتاب علیہ رحمۃ اللہ التواب فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ (1,00,000) احادیث یاد تھیں۔'' (شرح الزرقانی علی موطأالامام مالک، ج۱،ص ۳۵)

حضرت سیِّدُ نا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبت حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دُعا فرمایا کرتے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری عمر بھی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگا دے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیِّدُ نا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعظیم کیا کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کرتے تو عظیم القابات سے یاد فرماتے ہوئے یوں گویا ہوتے: ''**عالم العلماء** نے یوں کہا، **عالمِ مدینہ** نے یہ فرمایا اور **مفتیِ حرمین** کا فرمان یہ ہے۔'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۰، مالک الامام، ج۷،ص ۴۱۲۔ترتیب المدارک وتقریب المسالک، الفصل الاول فی ترجیحه من طریق النقل، ج۱، ص۱۹)

حضرت سیِّدُ نا مثنی بن سعید قصیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''میں ہر رات سرکارِ ابد قرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار کرتا ہوں۔''

(حلیة الاولیاء،مالک بن انس،الحدیث ۸۸۵۵،ج۶،ص۳۴۶)

جہنم سے نجات کی بشارت:

حضرت سیِّدُ نا ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرضِ وصال میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت سیِّدُ نا ابنِ دراوردی حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اے ابو عبد اللہ! گزشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے، کیا آپ سننا پسند فرمائیں گے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''سنایئے۔'' تو انہوں نے خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ''میں نے سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی دیکھا جو آسمان سے اُترا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایسا رجسٹر تھا جو زمین وآسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ اس نے تین مرتبہ کہا: ''هٰذَا بَرَاءَةٌ لِمَالِكٍ مِنَ النَّارِ یعنی یہ حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دوزخ سے براءت نامہ ہے۔'' ابھی یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ خلیفہ کا قاصد حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''اے ابو عبد اللہ! مسجدِ نبوی شریف زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّتَعْظِيمًا کے مؤذن نے گزشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے جو میں نے اس سے سنا ہے۔ چنانچہ، اس نے بھی پہلے خواب کی مثل خواب سنایا۔'' اس پر حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی حقیقی مددگار ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

روئے زمین کا سب سے بڑا عالم:

حضرت سیِّدُ نا ابوزکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''جب ہم مکہ میں مقیم تھے تو مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا: ''سنائیے، کیا خواب ہے؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''میں نے فلاں کو یہ کہتے سنا کہ آج رات اہلِ زمین کا سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا ہے۔'' جب ہم نے حساب لگایا تو وہ حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا دن تھا۔'' (حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۹۳۴، ج۶، ص ۳۶۰۔ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب ذکر وفاۃ مالک، ج۱، ص۷۸)

حضرت سیِّدُ نا یونس بن عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُ نا بشر بن بکر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علماء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: ''حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''ان کے درجات بہت بلند ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' جواب ملا: ''اُن کی سچائی کی بدولت۔''

(التمہید لابن عبد البر، مقدمۃ المصنف، باب ذکر عیون من اخبار مالک وذکر فضل موطئہ، ج۱، ص۵۶)

ایک کلمے کے سبب بخشش:

کسی نیک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعدِ وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس نے مجھے بخش دیا۔'' پوچھا: ''کس سبب سے؟'' فرمایا: ''ایک کلمہ کے سبب جو میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کسی سے سنا تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مردے کو دیکھتے تو پڑھتے: ''اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ یعنی وہ اللّٰہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ آپ زندہ ہے، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے، پاک ہے وہ ذات جو خود زندہ ہے کہ اسے کبھی موت نہیں۔'' تو میں بھی اپنی زندگی میں جب کسی مردے کو دیکھتا تو ہمیشہ یہ کلمہ پڑھا کرتا جس کی برکت سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔'' (ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب ذکر وفاۃ مالک، ج۱، ص۷۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال و تجہیز و تکفین:

حضرت سیِّدُ نا عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال 10 ربیع

الاوّل سن 179 ہجری میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے کے دن بیمار ہوئے اور اسی دن اس دارِفانی سے رخصت ہوگئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوّے (90) برس کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے میرے اپنے کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے اور جنازہ گاہ میں نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ کثیر لوگوں نے ادا کی جن میں حضرت سیِّدُنا ابن عیاش، حضرت سیِّدُنا ہاشم، حضرت سیِّدُنا ابن کنانہ، حضرت سیِّدُنا شعبہ بن داؤد، آپ کے کاتب حضرت سیِّدُنا حبیب اور ان کے بیٹے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی شخصیات بھی شامل تھیں۔ کئی لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک میں بھی اترے۔''

(التمهيد لابن عبد البر، مقدمة المصنف، باب ذكر عيون من اخبار مالك وذكر فضل موطئه، ج ١، ص ٦٧)

(سير اعلام النبلاء، الرقم ١١٨٠، مالك الامام، وفاة مالك، ج ٧، ص ٤٣٥)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہلِ عراق کا صدمہ:

جب حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر عراق پہنچی تو گویا عراق کی سرزمین لرزنے لگی۔ وہاں کے لوگوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بہت صدمہ پہنچا۔ ایک آدمی نے حضرت سیِّدُنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: ''اے ابو محمد! ایک شخص کی خواہش ہے کہ وہ کسی ایسے عالم سے مسئلہ دریافت کرے جو اس کے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان دلیل ہو۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ایسے عالم تو حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کہ جنہیں آدمی اپنے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان دلیل بنا سکتا ہے۔'' لیکن جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا گیا کہ وہ تو وصال فرما چکے ہیں تو بصد حسرت وافسوس کہنے لگے: ''ہائے! اچھے لوگ دنیا سے چلے گئے۔''

آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے:

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُنیا سے بہت زیادہ بے رغبت رہتے اور امورِ آخرت میں غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ حصولِ علم میں بہت کوشاں رہتے اور مؤمنین کی خیر خواہی کرتے تھے۔'' خلیفۃ المسلمین مہدی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''کیا آپ کا کوئی مکان ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''نہیں۔ لیکن میں آپ کو ایک حدیثِ پاک سناتا ہوں، میں نے حضرت سیِّدُنا ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: ''**آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے۔**''

(احياء علوم الدين، كتاب العلم، الباب الثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامهما واحكامهما، ج ١، ص ٤٧)

(ترتيب المدارك وتقريب المسالك، باب فی مجلسه وطيبه......الخ، ج ١، ص ٣٠)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان نہ بنایا:

حضرت سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ''کیا آپ کا کوئی مکان ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے تین ہزار دینار پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان سے مکان خرید لیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار لے لئے لیکن انہیں خرچ نہ کیا۔ جب ہارون الرشید نے بغداد روانگی کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''آپ بھی میرے ساتھ چلیں، میں نے عزم کیا ہے کہ لوگوں کو اسی طرح مؤطّا کی ترغیب دلاؤں جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قرآن کی ترغیب دلائی۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کو مؤطّا شریف کی ترغیب دلانے کی حاجت نہیں کیونکہ حضور نبیٔ اَکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے (پردہ فرمانے کے) بعد صحابۂ کرام علیہم الرضوان مختلف شہروں میں پھیل گئے اور لوگوں کو احادیثِ مبارکہ بیان کرتے رہے جس کی بدولت آج ہر شہر میں کثیر علمِ حدیث موجود ہے۔'' (احیاء علوم الدین، ج۱، ص۴۷۔حلیۃ الاولیاء،مالك بن انس، الحدیث ۸۹۴۲، ج۶،ص ۳۶۱) اور حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْنَ، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔'' (شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الوصیۃ، باب ترك الوصیۃ......الخ، ج۱۱، ص۹۱) اور تمہارے ساتھ بغداد جانے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان (لوگوں) کے لئے مدینہ بہتر تھا اگر وہ جانتے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینہ تنفی خبثھا......الخ، الحدیث ۱۳۸۱،ص ۹۰۷) اور سرکارِ عالی وقار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''مدینہ منورہ میل کُچیل کو یوں دُور کرتا ہے جیسے بھٹّی لوہے کا میل دور کرتی ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینہ تنفی خبثھا وتسمی طابۃ وطیبۃ، الحدیث ۱۳۸۱/ ۱۳۸۳، ص۹۰۷) اور یہ ہیں تمہارے دینار، جیسے تم نے دیئے تھے ویسے ہی ہیں۔ اگر چاہو تو لے لو اور چاہو تو چھوڑ دو یعنی تم نے یہ دینار دے کر مجھے مدینہ منورہ چھوڑنے پر مجبور کیا ہے۔ لہٰذا اب تم انہیں واپس لے لو کیونکہ میں مدینۃُ الرَّسول عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر دُنْیَا وَ مَا فِیْھَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کو ترجیح نہیں دوں گا۔''

(حلیۃ الاولیاء،مالك بن انس،الحدیث ۸۹۴۲، ج۶،ص ۳۶۱۔احیاء علوم الدین، کتاب العلم، ج۱، ص۴۷)

ائمۂ اربعہ اور مذاہبِ اربعہ حق ہیں:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے درمیان

ایک نورانی ستون ہے۔اس کی چاروں سمتوں میں چار افراد ہیں جو چار زنجیروں سے اسے اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں لیکن وہ اتنی مضبوطی کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم ہے کہ ذرہ برابر حرکت نہیں کرتا۔ میں نے کہا: ''کتنے تعجب کی بات ہے! اگر یہ لوگ ایک ہی سمت سے کھینچتے تو ان کو آسانی ہوتی۔'' پھر میں نے ایک فرشتے سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ ستون دینِ اسلام ہے اور یہ چار زنجیریں مذاہبِ اربعہ (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) ہیں اور جو حضرات اس کو کھینچ رہے ہیں وہ ائمۂ اسلام ہیں: حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی، حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس، حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اور حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جس بات پر یہ متفق ہو جائیں وہ فرض ہے، ان کے اقوال حق ہیں اور ان کا اختلاف مسلمانوں کے لئے رحمت ہے۔''

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

مدینۂ منورہ کی فضیلت وعظمت

مکۂ مکرمہ کے بعد مدینۂ منورہ سے افضل کوئی زمین نہیں۔ **شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ''میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد......الخ، الحدیث: ۱۱۹۰، ص۹۲)

بیان 40: تذکرۂ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے راہِ سلوک پر چلنے والے ہر شخص کے لئے اپنی معرفت کے راستے واضح فرمائے۔ وہ عظمت و کبریائی اور اقتدار میں یکتا ہے۔ وہ ایسا معبودِ برحق ہے جس کا کوئی وزیر ہے نہ بیوی اور نہ ہی کوئی شریک۔ وہ بے نیاز ہے۔ جسم و جوہر اور عرض سے پاک ہے۔ اس کے لئے فنا ہے نہ موت۔ جو ہو چکا یا آئندہ ہوگا اور جو بات سینے میں ہے اور جو تیرے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ وہ ایسا بصیر ہے کہ انتہائی سیاہ رات میں رحم کی تاریکی میں بچے کی غذا دیکھ لیتا ہے۔ وہ ایسا سمیع ہے جو ہر ایک کی پکار بھی سنتا ہے اور الفاظ و اقوال ادا کرتے وقت جو ہونٹ ہلتے ہیں اس کو بھی سنتا ہے۔ خیر و شر اسی کے ارادہ کے تابع ہے۔ وہ عرش پر اپنی شان کے مطابق مُتَمَکِّن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا، نہ کہ جیسے تیرے دل میں کھٹکے۔ اس کے لئے اترنا، چڑھنا اور حرکت کرنا نہیں اور جو دل میں گمان گزرتا ہے وہ اس سے پاک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اسی پر امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متفق ہیں۔

اے بندۂ خطاکار! اُٹھ اور اپنے مالکِ حقیقی کے حضور جبینِ نیاز جھکا دے اور اپنی محتاجی میں اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی بارگاہ میں اپنی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کی درخواست کر کہ وہ تیری حالت خوب جانتا ہے۔ تنگی و خوشحالی میں اس کی تعریف کر اور مصیبت و کشادگی میں اس کا شکر ادا کر۔ اور اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ عزت والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ بھی گواہی دے کہ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

تعارفِ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُنا ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ پاک میں صاحبِ روایت تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی نہ تھا۔''

(طبقات الحنابلة، مقدمة المصنف، الرقم ۱، احمد بن محمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۰)

حضرت سیّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی صالح ومُتّقی تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سچے ایمانداروں کی علامات پائی جاتی تھیں ۔ چنانچہ، حضرت سیّدُ نا ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں:''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سیّدُ نا عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے روٹی اور کچھ سالن دینا اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ جب وہ قاضی بن گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روٹی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے کبھی کھانا نہ کھاؤں گا۔''اور مرتے دم تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس قول پر کاربند رہے۔'' (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۹۷)

حضرت ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں:''میں نے حضرت سیّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ نماز پڑھتے ،تلاوتِ قرآن کرتے یا کوئی کتاب پڑھتے دیکھا اور کبھی کسی دُنیوی معاملے میں مشغول نہ پایا۔اور جب ان مذکورہ کاموں میں شدّت آجاتی تو ایک، دو یا تین دن تک کچھ نہ کھاتے ۔ جب اپنے گھر والوں کو دیکھتے تو پانی پی لیتے جس سے وہ سمجھتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔''

حضرت سیّدُ نا مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآنِ پاک کو غیرِ مخلوق ماننے پر خلیفہ واثق کے قید خانہ میں ڈالا گیا۔تو ایک دن داروغۂ جیل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا:''اے ابوعبداللہ! کیا وہ حدیث صحیح ہے جو ظالموں اور ان کے مددگاروں کے متعلق ہے؟''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا''جی ہاں! صحیح ہے۔''اس نے کہا،''پھر تو میں بھی ظالموں کے مددگاروں میں سے ہوں۔''تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''نہیں (تو ظالموں کا مددگار نہیں)۔''اس نے کہا،''کیوں نہیں؟''فرمایا:''ظالموں کا مددگار تو وہ ہے جو تیرے بال سنوارے، کپڑے دھوئے اور تیرے لئے کھانا لائے جبکہ تُو خود ظالم ہو۔'' (صید الخاطر لابن الجوزی،فصل التطلع بلا عمل،ص ۱۴۲)

حضرت سیّدُ نا ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں:''جب حضرت سیّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتلا و آزمائش کی گھڑیاں ختم ہوئیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لایا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کثیر مال بھیجا گیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضرورت کے باوجود سارا مال واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ لیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت سیّدُ نا اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس دن کے لوٹائے ہوئے مال کا حساب لگایا تو وہ پچاس ہزار دینار کا تھا۔اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چچا سے فرمایا:''اے چچا! میں آپ کو ایسے حساب میں مشغول پاتا ہوں جو آپ کے لئے بے فائدہ ہے۔''چچا نے کہا:''آج تم نے اتنا مال واپس کر دیا حالانکہ تمہیں ایک ایک دانہ کی ضرورت ہے۔''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اگر ہم اسے طلب کرتے تو یہ نہ ملتا اور جب ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے تو یہ ہمارے پاس آیا ہے۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۸۷۶، احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، ج ۹، ص ۵۱۱)

حضرت سیِّدُ نا علی بن سعید رازی علیہ رحمۃ اللہ القاضی فرماتے ہیں: ''ایک دن ہم حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خلیفہ مُتَوَکِّل کے دروازے پر پہنچے۔ جب درباریوں نے آپ کو خاص دروازے سے اندر داخل کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ارشاد فرمایا: ''واپس لوٹ جاؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں عافیت عطا فرمائے۔'' چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے آج تک ہم میں سے کوئی بیمار نہ ہوا۔'' (المرجع السابق، ص ۵۱۲)

حضرت سیِّدُ نا ہلال بن علاء علیہ رحمۃُ ربِّ العُلیٰ فرماتے ہیں: ''چار شخصیات ایسی ہیں جن کا اسلام پر احسان ہے: (۱)...... حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اذیت وتکلیف پر ثابت قدم رہے اور قرآنِ عظیم کو مخلوق نہ کہا (۲)...... حضرت سیِّدُ نا ابوعبداللہ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنہوں نے کتاب وسنت پر فقہ کی بنیاد رکھی (۳)...... حضرت سیِّدُ نا ابوعبداللہ قاسم بن سلام علیہ رحمۃ اللہ السلام، جنہوں نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حدیث کی تشریح فرمائی اور (۴)...... حضرت سیِّدُ نا ابوزکریا علیہ رحمۃ اللہ الکبریا، جنہوں نے صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق واضح کیا۔''

حضرت سیِّدُ نا محمد بن موسیٰ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُ نا حسین بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز کی طرف مصر سے بہت سا مالِ وراثت بھیجا گیا تو انہوں نے حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تین تھیلے پیش کئے۔ ہر تھیلے میں ہزار دینار تھے اور عرض کی: ''اے ابوعبداللہ! اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کر لیجئے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے میرا اللہ عَزَّوَجَلَّ کافی ہے۔'' اور سارا مال لوٹا دیا۔

(حلیة الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث ۱۳۶۳۶، ج۹، ص۱۸۷)

حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے والدِ محترم ہر رات ایک منزل قرآنِ حکیم پڑھتے اور سات دن میں قرآنِ مجید ختم فرماتے پھر صبح تک کھڑے ہو کر عبادت کرتے رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر دن تین سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوڑے برسائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور پڑ گئے۔ اور پھر ہر دن ایک سو پچاس (150) رکعت ادا فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بار سکون میں آتے اور تین بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چیخ بلند ہوتی۔'' (حلیة الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث ۱۳۶۵۸، ج۹، ص۱۹۲)

سیِّدُ نا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جوابِ لاجواب:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک روز میرے والدِ محترم حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے قریب سے حضرت سیِّدُ نا شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

گزر ہوا۔انہوں نے اُونی جبہ پہن رکھا تھا۔حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے فرمایا: ''اے ابوعبداللہ! کیا میں اس ناواقف کواس کی ناواقفیت پر آگاہ نہ کروں؟'' حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے فرمایا: ''چھوڑ یئے! اسے اپنے حال پر رہنے دیجئے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''نہیں، اسے سمجھانا بہت ضروری ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیِّدُ نا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کو اپنے پاس بلا کر استفسار فرمایا: ''اے شیبان! اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو کسی دن اپنی نماز بھول گیا اور نہیں جانتا کہ کون سی نماز تھی تو اب اس پر کیا واجب ہے؟'' تو حضرت سیِّدُ نا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اے احمد! ایسے شخص کا دل یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے غافل ہے اور وہ بھولا ہوا غافل ہے۔لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ سیکھے تاکہ دوبارہ کبھی نماز سے غافل نہ ہو اور اس دن کی ساری نمازیں بھی قضا کرے۔ پھر وہ حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدُ نا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا آپ دونوں میرے جواب کا رد کر سکتے ہیں؟'' یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی سے چلّا اُٹھے اور فرمایا: ''نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہی جواب صحیح ہے۔'' پھر ان کو وہیں چھوڑ کر حضرت سیِّدُ نا شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان تشریف لے گئے۔''

حضرت سیِّدُ نا ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلا ہوا لباس نہ پہنتے تھے بلکہ کچی سلائی کر کے درمیان سے گول کاٹ لیتے اور سر میں داخل کر لیتے اور فرماتے: ''جو مر جائے گا اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تر خودرُو زمینی سبزی تناول کرتے اور فرماتے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ وہ حلال چیز ہے جس میں کوئی حساب وکتاب نہیں۔''

مَشعل کی روشنی میں سوت نہ کاتو:

حضرت سیِّدُ نا ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفقاء کی عورتوں کا ایک گروہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت آگے بڑھ کر عرض کرنے لگی: ''یاسیِّدِی! ہم اپنے گھروں میں سوت کات رہی ہوتی ہیں تو قریب سے سپاہی مشعل لے کر گزرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے ان مشعلوں کی روشنی میں اُون کاتنا جائز ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے عرض کی: ''حضرت سیِّدُ نا بشرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہن۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تمہارے گھر سے تقویٰ کا ظہور ہوا اس لئے تم اس کی روشنی میں اُون مت کاتو۔''

(وفیات الاعیان لابن خلکان، حرف الباء، الرقم ١١٤، الحافی، ج ١، ص ٢٦٨، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُ نا ادریس حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے

مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا حاضر ہوئے۔ وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنگ دستی غالب آ گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بالٹی تھی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی چیز کے بدلے ایک سبزی فروش کے پاس گروی رکھ دی۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنگ دستی دُور فرما دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سبزی فروش کے پاس آئے اور اسے رقم دے کر اپنی بالٹی کا مطالبہ کیا۔ سبزی فروش کھڑا ہوا اور ایک جیسی دو بالٹیاں حاضر کر دیں اور کہنے لگا: ''مجھ پر آپ کی بالٹی مشتبہ ہوگئی ہے، آپ ان میں سے جو چاہیں لے لیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھ پر بھی معاملہ مشتبہ ہوگیا ہے کہ کون سی بالٹی میری ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اسے بالکل نہ لوں گا۔'' سبزی فروش نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی اس کو دیئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔'' آخر کار دونوں اس کو فروخت کر کے رقم صدقہ کرنے پر رضا مند ہو گئے۔

(حلیة الاولیاء،الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنه،الحدیث ١٣٦٠١،ج٩،ص ١٨١،بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُنا ادریس حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ''جب بھی حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جنازہ میں جاتے تو اس دن نہ کھانا کھاتے، نہ اس رات سوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی قبر دیکھتے تو اس طرح روتے جیسے وہ عورت روتی ہے جس کا بچہ فوت ہو چکا ہو۔''

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنکھوں کا قُفلِ مدینہ:(1)

ایک روز حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک گھر سے باہر نکلے تو ایک عورت پر نظر پڑی جس کا چہرہ کُھلا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً پڑھا: ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یعنی بلند و برتر پروردگار کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں۔'' اور قسم کھائی کہ آئندہ جب بھی نکلوں گا چہرہ ڈھانپ کر نکلوں گا تاکہ کسی عورت پر نظر نہ پڑے۔

جب بھی کوئی نیا واقعہ یا مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اس وقت تک نہ لکھتے جب تک علماء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی خدمت میں پیش نہ فرما لیتے۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ان کی رائے کے مطابق ہوتی تو لکھ لیتے ورنہ چھوڑ دیتے اور دل میں آنے والی بات پر استغفار کرتے۔

حضرت سیِّدُنا ادریس حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زُہد و وَرَع کا یہ عالم تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلم خشک ہو جاتا تو اسے اپنے سر سے پُونچھتے، اپنے کپڑے سے نہ پونچھتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

(1)...... دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آنکھوں کو بدنگاہی سے بچانے کو ''آنکھوں کا قفلِ مدینہ'' کہتے ہیں۔

سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ''یہ روشنائی علم کا باقی ماندہ حصہ ہے، لہٰذا میں اسے کپڑوں سے صاف نہیں کرتا کہ ہوسکتا ہے وہ کپڑا گندگی میں ڈال دیا جائے۔''

آٹھ لاکھ، ساٹھ ہزار شرکائے جنازہ:

حضرت سیِّدُنا محمد بن موسیٰ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَن 164 ہجری میں پیدا ہوئے اور بوقتِ وصال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک 77 برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کی نماز کے بعد دفنایا گیا۔ کثیر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں اکٹھے ہوئے۔ حضرت سیِّدُنا محمد بن طاہر علیہ رحمۃ اللہ الظاہر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب نمازِ جنازہ میں حاضرین کو شمار کیا گیا تو آٹھ لاکھ (8,00,000) مرد اور ساٹھ ہزار (60,000) عورتیں تھیں۔ جس جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی وہ چونسٹھ (64) جَرِیب [1] تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے لئے خلیفہ متوکل یا خلیفہ واثق بیٹھا تو حکماء وامراء اور خاص لوگوں سے کہا گیا کہ خلیفہ سے تعزیت کریں۔ (حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللّٰہ تعالی عنہ، الحدیث ۱۳۵۶۳، ج۹، ص ۱۷۴۔ الطبقات الکبریٰ للشعرانی، الرقم ۹۴، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، ج ۱، ص ۸۰)

دس لاکھ احادیث لکھنے والا امام:

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے زاہد، متقی، فقیہہ اور پرہیزگار تھے۔ حدیثِ پاک کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح احادیث کو غیر صحیح احادیث سے علیحدہ کر کے نشان دہی کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجالِ حدیث (یعنی حدیث کے راویوں) اور ان میں سے سچے راویوں کے متعلق بھی سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس لاکھ (10,00,000) احادیث تحریر فرمائیں۔ جن میں سند اور متن والی احادیث کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار (1,50,000) ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدُّد کیا گیا اور مصائب وآلام ڈھائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدم رہے۔ جس کی وجہ سے اہلِ مشرق ومغرب کے محبوب بن گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ لوگوں کی نگاہوں میں باعزت رہے یہاں تک کہ جب لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو گویا وہ کسی شیر کو دیکھ رہے ہوتے۔

---

[1] ......جریب: زمین کی اس معلوم مقدار کو کہتے ہیں جو دس قفیز کے برابر ہوتی ہے اور ہر قفیز چالیس ہاتھ کا ہوتا ہے (لسان العرب، ج ۱، ص ۵۶۵)

حضرت سیِّدُ نا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرضِ وصال میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ قریب المرگ تھے۔ وہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کی: اے ابوعبداللّٰہ! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿۱﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ O (۲۳، الصّٰفّٰت: ۶۱) ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہئے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آپ کا طائرِ روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گیا۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر رحمت ہو اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

حفاظتِ زبان کی فضیلت

شہنشاہِ نبوت، پیکرِ جود وحکمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم **کا فرمانِ جنت نشان ہے:** مَنْ يَّتَكَفَّلُ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَرِجْلَيْهِ اَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ **ترجمہ:** جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللّسان، الحدیث ۶۴۷۴، ص ۵۴۳، مفهومًا)

بیان 41:

چند حکایات

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند فرمایا۔ افلاک کو ان کے مدار میں گُھمایا۔ اپنی مشیَّت سے زمین کو پھیلایا اور اسے چلنے کے لئے آسان کیا۔ آسمان کو قابلِ تسخیر بنایا۔ اس نے سلطنت بنائی اور مخلوق کو اس میں بسایا۔ وہ خود زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے، اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا۔ نجات اور ہلاکت کو مقرّر فرمایا، وہ ہمیشہ سے ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور حکم دینے کا مختارِ حقیقی وہی ہے، معاف کرنا اور سزا دینا اسی کے دستِ قدرت میں ہے، اسی نے لوح وقلم پیدا فرمائے۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا، اسے عقلِ کامل، سمجھ بوجھ اور فہم وفراست عطا فرمائی۔ وہی دریا کی گہرائیوں میں غرق ہونے والوں کو ہلاکت کا یقینی مشاہدہ کر لینے کے بعد بچانے والا ہے اور تمام حیلوں کے ختم ہونے کے بعد ہلاک ہونے والے کو بچانے والا بھی وہی ہے اور سخت بیڑیوں میں بندھے قیدیوں کو آزاد کرنے والا اور قید سے چھٹکارا عطا کر کے ان کی حاجت روائی فرمانے والا بھی وہی ہے، وہ بندوں سے بے پرواہ ہے، انہیں فرمانبرداری اور ایمان کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے کفر وشرک پر راضی نہیں، اطاعت اسے نفع دے سکتی ہے نہ ہی نافرمانی نقصان دے سکتی ہے۔

اے گنہگار! بے شک وہ تجھے فرمانبرداری کا حکم دیتا اور نافرمانی سے منع فرماتا ہے تاکہ تجھے یقین کی آنکھ سے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرائے اور تیرے لئے دین ودنیا کا معاملہ واضح فرمائے۔ ہر وقت اُس کی طرف متوجہ رہ، اُس سے ڈرتا رہ اور اُس کی نافرمانی سے بچ۔ اگر تو اُسے نہیں دیکھ پاتا تو یہ یقین رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی کر جن کا اس نے تجھے تاکیدی حکم دیا ہے اور سحری کے وقت عاجزی وانکساری سے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہو، بے شک وہ تجھ پر اپنی روشن نعمتیں نچھاور فرمائے گا اور تجھے اپنے مقصود تک پہنچا کر تجھ پر احسان فرمائے گا۔ کیا اس نے ماں کے پیٹ میں تیری حفاظت نہیں کی اور اپنے لطف وکرم سے تجھے خوراک مُہیّا نہیں کی؟ کیا اس نے تجھے کمزور پیدا کر کے پھر رزق فراہم کرتے ہوئے تجھے قوی نہیں کیا؟ کیا اس نے تیری پیدائش اور پرورش اچھی طرح نہ کی؟ کیا تجھے عزت واکرام نہیں بخشا؟ کیا تجھے ہدایت وتقویٰ جیسی عظیم دولت سے مزیَّن نہیں کیا؟ کیا تجھے عقل دے کر ایمان کی طرف تیری رہنمائی نہیں فرمائی؟ کیا تجھے اپنی نعمتیں عطا نہیں فرمائیں؟ کیا تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا اور تاکید نہیں کی اور تجھے اپنی نافرمانی سے نہیں بچایا؟ کیا تجھے ندا دے کر اپنے درِ رحمت پر نہیں بلایا؟ کیا سحری کے وقت تجھے اپنے مکرّم خطاب سے بیدار نہیں کیا اور تجھ سے راز کی باتیں نہ کیں؟ کیا تجھ سے آخرت میں کامیابی اور جزا کا وعدہ نہیں

فرمایا؟ کیا تو نے سوال کیا اور دعا کی تو اس نے تیرے سوال کا جواب نہیں دیا اور تیری دعا قبول نہیں کی؟ جب تو نے مصیبتوں میں مدد مانگی تو کیا اس نے تیری مدد نہیں فرمائی اور تجھے نجات عطا نہیں کی؟ اور جب تو نے نافرمانی کی تو کیا اس نے اپنی بردباری سے تیری پردہ پوشی نہیں فرمائی اور تجھے اپنی رحمت سے نہیں ڈھانپا؟ کیا تو نے کئی مرتبہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو دعوت نہیں دی لیکن پھر بھی اس نے تجھے راضی رکھا؟ تو کیا تجھے زیب دیتا ہے کہ تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرے؟ اس نے تجھ پر اپنا رزق کشادہ کیا اور تو اس کی نافرمانی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو لوگوں سے تو چھپ جاتا ہے مگر **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے نہ چھپ سکے گا۔ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، کب تک تو گمراہی اور خواہشات کے سمندر میں غرق رہے گا؟ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ندامت کی کشتی پر سوار ہو جا اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے فائدہ اٹھا۔ اپنے آپ کو اخلاص کے ساحل پر ڈال دے وہ تجھے نجات اور خلاصی عطا فرمائے گا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندوں پر خاص نظرِ کرم فرمائی۔ ان کے دلوں کو اپنی توحید کا گھر بنایا اور اپنی وحدانیت کا اقرار کرنے والا بنایا اور ان کے سینوں کو اپنے ذکر اور اپنی بزرگی کی جگہ بنایا۔ جب کبھی اُفقِ توفیق سے کوئی ستارہ طلوع ہوتا ہے یا تحقیق کی بجلیوں سے کوئی نور چمکتا ہے تو ان کے دل محبوب کے ذکر سے کشادہ اور شرابِ محبت سے سیراب ہو کر خوش ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے پوشیدہ رازوں سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: ''میں جب بھی اپنے نفس کو عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی طرف راغب کرتا تو وہ رونے لگتا لیکن میں اسے مسلسل رغبت دلاتا رہا یہاں تک کہ وہ اس پر خوش ہو گیا۔ جو **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت پالیتا ہے ہر شئے اس کے تابع ہو جاتی ہے۔''

شیر سے پردہ کرنے والی ولیّہ:

حضرت سیِّدُنا اصمعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں شام کے راستے حجِ بیتُ اللہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْمًا کے ارادے سے نکلا۔ دورانِ سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر نمودار ہوا اور راستے میں حائل ہو گیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا: ''کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹا دے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا، البتہ! ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔'' میں نے اس کے متعلق پوچھا اور ہم دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی ایک سواری کے کجاوہ کے پاس پہنچے تو اس نے پکارا: ''اے بیٹی! نیچے اُترو اور ہم سے اس شیر کو دور کر دو۔'' اندر سے آواز آئی: ''اے میرے والدِ محترم! کیا آپ کا دل برداشت کرتا ہے کہ مجھے شیر دیکھے، وہ مذکر ہے اور میں

مؤنث۔لیکن اے ابّا جان! شیر کو جا کر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ تجھے سلام کہتی ہے اور اس ذات کی قسم دیتی ہے جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اُونگھ۔تُو ہمارے راستے سے ہٹ جا۔'' حضرت سیِّدُ نا امام اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ شیر سامنے سے جارہا تھا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ صالحین کی علامتیں اور عارفین کی نشانیاں ہیں۔

آبِ زمزم ستّو، دودھ اور شہد بن گیا:

حضرت سیِّدُ نا سعید بن اسحاق بصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں:''میں سحری کے وقت آبِ زمزم شریف کے کنوئیں کے پاس تھا کہ اچانک ایک بزرگ تشریف لائے، ڈول بھرا اور پانی پی کر چل دیئے۔ میں نے ان کا جوٹھا پانی پیا تو وہ میٹھے سَتُّو کی طرح تھا۔ ایسا شربت میں نے پہلے کبھی نہ پیا تھا۔ جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو وہ جا چکے تھے۔ میں دوسرے دن دوبارہ زمزم کے کنوئیں کے پاس آ گیا۔ وہ بزرگ پھر تشریف لائے اور ڈول بھر کر پانی نوش فرمایا۔ اب میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا تو وہ خوشبودار میٹھے شہد کی طرح تھا۔ ایسا لذیذ مشروب میں نے پہلے کبھی نہ چکھا تھا۔ میں دوبارہ متوجہ ہوا تو وہ بزرگ تشریف لے جا چکے تھے۔ تیسرے روز میں سحری کے وقت زمزم شریف کے کنوئیں پر موجود تھا کہ وہ بزرگ پھر تشریف لائے اور ڈول بھر کر پانی پیا۔ میں نے ان کا جوٹھا پانی پیا تو میٹھے دودھ کی طرح تھا۔ ایسا لذیذ دودھ میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ میں نے عرض کی،''اس گھر کی حرمت کی قسم! یہ بتایئے! آپ کون ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا:''کیا میری موت تک اسے ظاہر تو نہ کرو گے؟'' میں نے عرض کی،''جی ہاں۔'' تو انہوں نے بتایا:''میں **سفیان ثوری** ہوں۔''

تین چیزوں کے سبب بخشش ہوگئی:

حضرت سیِّدُ نا ابو یوسف غسلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''ایک دن میں شام کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم تشریف لائے اور مجھے فرمایا:''اے غسلونی! آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔'' میں نے پوچھا،''وہ کیا ہے؟'' فرمانے لگے:''میں قبرستان میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک ایک سفید رِیش بوڑھے کی قبر شق ہوئی۔ اس نے مجھ سے کہا:''اے ابراہیم! مجھ سے کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے آپ کے لئے زندہ کیا ہے۔'' تو میں نے پوچھا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا:''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور گناہوں کا بوجھ لئے حاضر ہوا لیکن اس نے مجھ سے فرمایا:''میں نے تجھے تین چیزوں کے سبب بخش دیا: (۱)......تو میرے پاس اس حال میں آیا کہ تجھے اس سے محبت ہے جو میرا محبوب ہے (۲)......تیرے سینے میں ذرہ برابر حرام شراب نہیں اور (۳)......تیرے بال سفید

ہیں اور مجھے حیا آتی ہے کہ کسی سفید بالوں والے بوڑھے کو آگ کا عذاب دوں۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں: ''پھر بوڑھے کی قبر بند ہوگئی۔'' حضرت سیِّدُ نا غسلو نی نے عرض کی: ''اے ابواسحاق! کیا آپ مجھے اس قبر کی زیارت نہ کروائیں گے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے غسلو نی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! اُس کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھ تو وہ تجھے اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے گا اور اس کی محبت میں تمام غیروں سے غافل و بے نیاز ہوجا۔''

انگوروں کی غیبی ٹوکری:

حضرت سیِّدُ نا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں جب حج کے ارادے سے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعۡظِیۡمًا حاضر ہوا۔ میں نے نمازِ عصر ادا کی پھر جبلِ اَبِیۡ قُبَیۡس کی طرف چل پڑا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا یہ دُعا کر رہا تھا: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! یارب عَزَّوَجَلَّ!'' یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ!'' یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہا: ''یا حیی، یا قیوم!'' یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: ''یارحمٰن عَزَّوَجَلَّ! یارحمٰن عَزَّوَجَلَّ!'' یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر ''یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡن'' کا ورد کرتا رہا حتی کہ اس کی سانس پھول گئی۔'' جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو عرض کرنے لگا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! انگور کھانے کی خواہش ہے مجھے انگور کھلا دے اور میری چادر پھٹ گئی ہے مجھے نئی چادر عطا کر دے۔'' حضرت سیِّدُ نا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک ٹوکری دیکھی جو انگوروں سے بھری ہوئی تھی حالانکہ ان دنوں انگوروں کا موسم نہ تھا۔ ساتھ ہی دو چادریں بھی تھیں۔ جب اس نے کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ''میں بھی آپ کا شریک ہوں۔'' اس نے پوچھا ''وہ کیسے؟'' میں نے عرض کی، ''جب آپ نے دعا کی تھی تو میں نے آمین کہا تھا۔'' اس نے کہا: ''تو آؤ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر کھاؤ اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا۔'' میں نے آگے بڑھ کر انگور کھانا شروع کر دیا۔ وہ انگور بیج کے بغیر تھا۔ میں نے ایسا عمدہ انگور پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ پس میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ مگر ٹوکری میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا: ''ان چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو۔'' میں نے کہا: ''مجھے چادر کی ضرورت نہیں۔'' پھر وہ کہنے لگا: ''تم تھوڑی دیر چھپ جاؤ تا کہ میں چادریں پہن لوں۔'' میں اَوٹ میں ہو گیا۔ اس نے ایک چادر کو تہبند کے طور پر استعمال کیا اور دوسری اوپر اوڑھ لی پھر دوسری دو چادریں اپنے ہاتھ میں لیں جو پہلے سے اس کے پاس موجود تھیں اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ صفا و مروہ کے مقام پر پہنچا تو اسے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: ''اے **اللہ** کے پیارے رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چچا زاد! مجھے لباس پہنائیے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو پہنائے۔'' اس نے دونوں چادریں مانگنے والے کے حوالے کر دیں۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، یہ کون تھے؟'' اس نے

جواب دیا: ''یہ حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد تھے۔'' حضرت سیِّدُنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔ مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی پر بہت صدمہ ہوا۔''

ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی:

حضرت سیِّدُنا ابونصر صیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ایک دفعہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا۔ لوگ نمازِ جمعہ پڑھ کر واپس آ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ''کیا بات ہے میں تمہیں اس وقت یہاں دیکھ رہا ہوں؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! گھر میں نہ آٹا ہے، نہ روٹی، نہ درہم اور نہ کوئی دوسری چیز جو بیچی جا سکے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مددگار ہے۔ اپنا جال اٹھاؤ اور آؤ! وادی کی طرف چلتے ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا ابونصر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں: ''میں نے جال اُٹھایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چل دیا۔ جب ہم وادی کے پاس پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔'' میں نے ایسا ہی کیا تو اس کے بعد مجھے فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر جال ڈال دو۔'' میں نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لیا اور جال ڈال دیا۔ اس میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی۔ میں نے اس کو کھینچا تو مجھے بہت دشواری ہوئی۔ میں نے حضرت سیِّدُنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے عرض کی کہ میرا ہاتھ پکڑیں اور میری مدد کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جال پھٹ جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ مل کر جال کھینچا تو دیکھا کہ اس میں ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اسے لو، بیچو اور اس کی قیمت سے گھر والوں کے لئے ضرورت کی اشیاء خریدو۔'' حضرت سیِّدُنا ابونصر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں: ''میں اسے لے کر شہر کے دروازے پر آیا۔ وہاں مجھے ایک آدمی ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، ''یہ مچھلی کتنے کی ہے؟'' میں نے کہا، ''دس درہم کی۔'' اس نے کہا، ''میں اس کو خریدتا ہوں۔'' چنانچہ، اس نے تول کر دس درہم کی خرید لی۔ میں نے گھر والوں کی اشیائے ضروریات خرید لیں۔ پھر دو چپاتیوں میں حلوہ رکھا اور انہیں لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی، ''کون ہے؟'' میں نے عرض کی، ''ابونصر۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دروازہ کھولو اور جو پاس ہے وہ دروازے پر ہی رکھ کر اندر آ جاؤ۔'' میں اندر داخل ہوا اور جو کچھ کیا تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس انعامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ پر اس کا شکر ہے۔'' میں نے عرض کی: ''میں نے گھر میں کچھ تیار کیا تھا۔ ہم سب گھر والوں نے کھا لیا ہے، یہ میرے پاس دو روٹیاں ہیں جن میں حلوہ رکھا ہوا ہے (آپ قبول فرمالیجئے)۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابونصر! اگر ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی۔ تم جاؤ اور اس میں سے خود بھی کھاؤ اور گھر والوں کو بھی کھلاؤ۔''

دریا پر چلنے والا قطب:

حضرت سیِّدُنا محمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''موصل شہر میں ایک غمزدہ عاشق الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہا کرتا تھا جس کا نام **سعدون** تھا۔ میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارے غم اور محبت کا سبب کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک دن میں سیر و سیاحت کرتے ہوئے نکلا تاکہ کسی ایسے بندے سے ملوں جو میرے دل کو پاک کردے اور مجھے رب عَزَّوَجَلَّ کے راستے کی معرفت کرادے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو شیر پر سوار تھا۔ میں اس سے خوفزدہ ہوا تو اس نے مجھے پکارا: ''کیا تم اپنے جیسی مخلوق سے ڈرتے ہو؟'' پھر اس نے شیر کو بھگا دیا اور پیدل چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے ہولیا اور اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ مرتبہ اور قرب عطا فرمایا ہے! مجھے بھی اس راستے کی رہنمائی فرمائیے۔'' اس نے فرمایا: ''دنیا کو قید خانہ اور آخرت کو ٹھکانہ اور قلعہ جانو، اپنی آنکھوں کو گریہ و زاری اور بیداری کا عادی کرو، سحری کے وقت بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کو لازم پکڑو اور اس ذات سے خوفزدہ رہو۔'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! مزید کچھ فرمائیے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے سعدون! تو عقل مند ہے یا مجنون؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تجھے راہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی معرفت مل جائے تو تیرا وجود تابع ہوجائے گا اور سیاہی دور ہوجائے گی۔'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور آپ کا دل اپنے انوار سے معمور فرمایا! مجھے اجازت دیجئے کہ دن کا بقیہ حصہ آپ کی صحبت میں گزاروں۔'' تو فرمانے لگے: ''اس شرط پر کہ تم جو دیکھو گے اسے میرے زندہ رہنے تک چھپائے رکھو گے۔'' میں نے حامی بھرلی۔ پھر فرمایا: ''میرے ساتھ چلو، ہم کسی کے جنازے پر حاضر ہوں گے۔''

پھر ہم چلتے چلتے ایک دریا پر جا پہنچے۔ انہوں نے دریا پر اپنی چادر بچھائی اور میرے ہاتھ کو تھام لیا۔ ہم چادر پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہم دریا کے درمیان ایک جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا جو چت لیٹا ہوا تھا، وہ سکرات موت میں تھا۔ جب اس کا انتقال ہوگیا تو ہم نے اس کے غسل و کفن کا اہتمام کیا، اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ میں نے عرض کی: ''یا سیدی! یہ کون ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ حضرت سیِّدُنا عبدالوہاب علیہ رحمۃ اللہ التّوّاب ہیں جو سات قطبوں میں سے ایک تھے، اب مجھے ان کی جگہ دی گئی ہے۔'' میں نے ان سے ان کے اپنے متعلق بھی پوچھنا چاہا مگر انہوں نے بتانے سے انکار کردیا اور مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میں جزیرے میں اکیلا رہ جانے کی وجہ سے شدت سے رو پڑا۔ پھر میں نے اس قبر پر تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز سنی لیکن پڑھنے والا نظر نہ آرہا تھا۔ میں اس سے مانوس ہوگیا اور قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ مجھے خواب میں ایک حسین و جمیل بزرگ کا دیدار ہوا۔ میں نے عرض کی: ''یا سیدی! اس

ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی رضا اور قبولیت کی پوشاک عطا فرمائی ہے! اس بزرگ کا نام کیا ہے جو مجھے اس جزیرے میں تنہا چھوڑ گئے ہیں؟'' انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہ صاحبِ علمِ ربّانی حضرت سیِّدُنا عبداللہ یونانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، وہ میری جگہ قطب بنائے گئے ہیں، کل وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تجھے واپس پہنچا دیں گے، لیکن جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میری طرف سے کہنا کہ ''میرے اور اپنے درمیان کئے ہوئے وعدے کو نہ بھولنا۔''

حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں بیدار ہوا تو فجر ہو چکی تھی۔ میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا تو اچانک مجھے اونگھ آ گئی اور مجھے تب پتہ چلا جب وہ بزرگ مجھے بیدار کر رہے تھے۔ میں نے ان کی دست بوسی کرتے ہوئے معذرت کی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ ہم خشکی پر پہنچ گئے۔ جب میں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ''شیخ کی وصیت کہاں ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے اور ان کے درمیان کیا وعدہ ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ اسے نہ بھولنا۔'' تو آپ نے فرمایا: ''میں وعدہ بھولنے والا نہیں۔'' میں نے عرض کی ''یا سیدی! مجھے ارشاد فرمایئے! آپ کے اور ان کے درمیان کون سا وعدہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں ہر روز ان کی زیارت کے لئے آیا کروں گا۔'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی معرفت عطا فرمائی اور اپنی ولایت سے مشرف فرمایا! مجھے ایسا توشۂ سفر عطا فرما دیں جو میرے لئے دنیا وآخرت میں نفع بخش ہو۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہدایت کے راستے پر چلتے رہو، گمراہ مردود لوگوں سے کنارہ کش رہو، آج کے رزق پر قناعت کرو اور کل کی فکر نہ کرو، رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر راضی رہو اور آزمائش اور قضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر صبر کرو۔'' پھر مجھے وہیں چھوڑ کر وہ رخصت ہو گئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہی واقعہ میری محبت، دیوانگی اور شوقِ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا سبب ہے۔''

تمام خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے دور کو قریب اور قریب کو دور کیا۔ دشمن کو دور کیا اور دوست کو قریب کیا۔ نافرمان کو ذلیل کیا اور فرمانبردار، توبہ کرنے والے کو عزت سے نوازا۔ وہ مالکِ حقیقی کہ جو بھی اسے پکارے وہ لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا ہے اور جو بھی اس سے مانگے وہ اپنے فضل وکرم سے اس کے سوال سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ پس اے گنہگار انسان! اپنے قبر میں ٹھہرنے کو یاد کر اور اپنے نفس کی کڑی نگرانی کر اور جب تک تیری جوانی کی ٹہنی تر و تازہ اور شگفتہ رہے روزِ جزا اور اپنی آخرت کے لئے عمل کرتا رہ۔ کب تک تو اپنی لغزش کی بیماری میں مبتلا رہے گا اور اس کے لئے شفا بخش دوا یا حکیم نہ پائے گا۔ رات کی تاریکی میں بیدار رہ اور اس ذات سے مناجات کر جو ہمیشہ سمیع وقریب ہے۔ اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے حضور گڑگڑا، دُنیا میں اجنبی بن کر رہ، صبح وشام اس کے سایۂ رحمت کی پناہ طلب کر اور اس کے بابِ کرم پر کھڑا ہو جا تو اس کے دروازے کو کھلا اور اس کی بارگاہ

کو کشادہ پائے گا۔ اور سحری میں معذرت خواہانہ انداز سے اس کو پکار اور اس شخص کی طرح دعا کر جو اپنے گناہوں پر غم زدہ اور دِل شکستہ ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! اس شخص کا حال کتنا اچھا ہے جس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور فریاد کی! اس شخص کا حال کتنا پاکیزہ ہے جس نے اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کو وسیلہ بنایا! محبینِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی گفتگو کتنی پیاری ہے! پرہیزگاروں کی باتیں کتنی عمدہ ہیں! باعمل لوگوں کا ساز وسامان کتنا نفع بخش ہے! کوشش کرنے والوں کے چہرے کتنے روشن ہیں! ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والوں کی سانسیں کتنی خوشبودار ہیں! شوقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ رکھنے والوں کا جھڑکنا بھی کتنا کیف وسرور رکھتا ہے! غمزدوں کی گریہ وزاری کتنی نفع بخش ہے! قیام کرنے والوں کی مناجات کتنی میٹھی ہیں! روکے ہوؤں کی زندگی کتنی کڑوی ہے! خطاکاروں کی جانیں کتنی ذلیل ہیں! محروموں کا حال کتنا برا ہے! غافلوں کا پچھتاوا کتنا سنگین ہے! دھتکارے ہوؤں کی زندگی کتنی بری ہے! ظالموں کے دل کتنے اندھے ہیں! اور نافرمانوں اور گناہگاروں کے چہرے کتنے برے ہیں۔

بنی اسرائیل کا ایک گنہگار:

بنی اسرائیل میں ایک گنہگار شخص تھا۔ جُوں جُوں اس کے گناہوں اور نافرمانیوں کا سلسلہ بڑھتا جاتا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر اپنا رزق اور احسان بھی بڑھاتا جاتا۔ جب اس نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے گناہوں اور برائیوں میں ملوث رہنے والے کے لئے عذاب کا بیان سنا تو کہنے لگا: ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! میرا رب عَزَّوَجَلَّ کیا چاہتا ہے؟ کیونکہ میں جب بھی گناہوں میں زیادتی کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنا مزید فضل ونعمت عطا فرماتا ہے۔'' اس کی اس بات سے آپ علیہ السلام بہت حیران ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کوہِ طور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے تو عرض کی: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے جو تیرے نافرمان بندے نے کہا ہے کہ جب بھی وہ گناہ کرتا ہے تو تُو اس پر مزید احسان فرماتا ہے۔'' **تو اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! میں اس کو عذاب دیتا ہوں لیکن وہ جانتا نہیں۔'' حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ''مولیٰ! تو اسے کیسے عذاب دیتا ہے حالانکہ تو اس کے رزق کو کشادہ کرتا اور اسے ڈھیل دے دیتا ہے۔'' جواب ملا: ''میں اسے اپنی بارگاہ سے دوری اور اپنے فضل وکرم سے محرومی کا عذاب دیتا ہوں، اپنی اطاعت سے غافل کر دیتا ہوں، اپنے حضور مناجات کی لذت سے سلائے رکھتا ہوں اور سحری میں اپنے عتاب اور اپنے دلنواز خطاب کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ میرے عزت وجلال کی قسم! میں اسے ضرور اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور اپنے انعام واکرام کی زیادتی سے محروم کر دوں گا۔''

پیارے اسلامی بھائی! گناہوں میں مقابلہ کرنے والوں کو دیکھ کہ ان کو بہت زیادہ مہلت دے دی گئی اور ان کو عذاب

دینے میں جلدی نہ کی گئی بلکہ انہیں ڈھیل دے دی گئی مگر وہ گناہوں کی لذات پر خوش ہیں حالانکہ یہی لذات ان کے لئے غم کا باعث بن جائیں گی۔ چنانچہ، ربِّ عظیم عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۱۸،المؤمنون:۵۵،۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا یہ خیال کررہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے۔ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی سامانِ زینت سے مزیّن روگردانی کو واضح کر دیا (اور اس کی مثال یوں بیان فرمائی:)

﴿۲﴾ فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ۱۱،یونس:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں، ہم یونہی آیتیں مفصّل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔(۱)

دنیا کی لذتوں میں مشغول رہنے والو! تمہارا ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ واضح طور پر فرما رہا ہے:

﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا (پ۳۰،النبأ:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آگیا۔

اس دن انہیں کس قدر رسوائی ہوگی جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں ان کی بداعمالیوں پر خبردار فرمائے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! گناہوں کے بھیانک انجام پر غور کرو۔ کیسے لذتیں ختم ہو جائیں گی اور خامیاں باقی رہ جائیں گی۔ میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ گناہ کی طلب سے بچو کہ یہ بہت بری طلب ہے اور اس کے اثرات چہروں اور دلوں پر کتنے برے ہیں۔ سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! وہ بندہ کتنا خوش بخت ہے جس نے اپنے دل کو صاف ستھرا کر لیا، اپنے نامۂ اعمال کو گناہوں سے پاک کر لیا اور اپنے ظاہر و باطن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے خالص کر لیا۔

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب آنکھ نکال دی:

منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم علٰی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام شہر سے باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں

---

(۱)...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دُنیا کے شیفتہ (یعنی دلدادہ) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ اس میں بہت دل پذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دُنیوی زندگانی امیدوں کا سبز باغ ہے، اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصولِ مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ آتا ہے اور اس کا تمام سروسامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں، غارت ہو جاتا ہے۔ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک واوہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔''

کے لئے بارش طلب کریں لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''اے عیسیٰ! بارش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ تمہارے ساتھ خطا کار ہیں۔'' حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام نے انہیں اس بات کی خبر دی اور اعلان فرمایا: ''ہمارے ساتھ جو بھی گنہگار ہے وہ جدا ہو جائے۔'' راوی فرماتے ہیں: ''سوائے ایک شخص کے تمام لوگ چلے گئے۔ اس کی دائیں آنکھ خراب تھی۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس سے پوچھا: ''تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔'' اس نے عرض کی: ''اے روح اللہ (علیہ الصلوۃ والسلام)! میں نے ایک لمحہ بھی **اللہ** تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ ایک دن بلا ارادہ ایک عورت کے پاؤں پر نظر پڑی تھی تو میں نے اس آنکھ کو نکال دیا۔ اگر میری دوسری آنکھ پڑتی تو اسے بھی نکال پھینکتا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام رونے لگ گئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے رِیش مبارک تر ہوگئی۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس نیک بندے سے ارشاد فرمایا: ''ہمارے لئے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کریں۔'' اس نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ کہ (آپ کے ہوتے ہوئے) میں دعا کروں حالانکہ آپ رُوحُ اللّٰہ اور کَلِمَۃُ اللّٰہ ہیں۔'' پھر حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسّلام نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کر لئے اور عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے لہٰذا اب ہم پر موسلا دھار بارش نازل فرما۔'' ابھی حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارانِ رحمت برسنے لگی اور تمام شہروں اور مخلوق پر کھل کر برسی۔ (عیون الحکایات ،الحکایۃ خامس و الاربعون، ص ٦٤)

اے میرے اسلامی بھائی! دنوں اور مہینوں کے گزرنے کے ساتھ زمانے نے ہمیں نصیحت کی، ہم نے مسرت کے بعد غم دیکھ لیا اور جان لیا کہ زمانہ اپنے اہل کو مصائب وآلام میں مبتلا کرتا ہے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ بالآخر قبروں کا منہ دیکھنا ہے۔ پس پرہیز گار ہی حقیقی شکر گزار ہے۔ دنیا نے کتنے چاند جیسے حسینوں کو چھپا دیا اور کتنے محلات ومکانات ویران ہو گئے۔ تو کیا اب بھی ہماری آنکھیں نابینا یا اندھی ہیں۔ بلکہ، **اللّٰہُ بصیر** عَزَّوَجَلَّ تو ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ (پ ١٧ ،الحج: ٤٦)

ترجمۂ کنزالایمان: تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

ندامت ہو تو ایسی ہو:

بصرہ میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کا نام رضوان تھا۔ وہ اکثر کھیل کود اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتا، آوارہ گردی اور سرکشی میں مبتلا رہتا، رات بھر شراب کے نشے میں مست رہتا۔ اس پر بدبختی غالب تھی اور شیطان نے اسے گمراہ کر رکھا تھا۔ ایک دن جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا اور نافرمان دوست بھی اس کے ساتھ تھے کہ اس نے ایک فقیر دیکھا جو راستے پر چلتے چلتے

چند اشعار گنگنا رہا تھا، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

''جب تو کسی دن اہلِ زمانہ سے تنہائی میں ہو تو یوں نہ کہہ کہ میں خلوت میں ہوں بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو لمحہ بھر بھی غافل نہ جان اور نہ یہ گمان کر کہ اس پر کوئی چھپی بات پوشیدہ ہے۔''

یہ نصیحت بھرا کلام سنتے ہی نوجوان رونے لگ گیا، اس نے فقیر کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ یہ اشعار دوبارہ پڑھے۔ فقیر نے دوبارہ پڑھے۔ نوجوان نے اسے اپنی مجلس میں آنے کا اصرار کیا۔ چنانچہ، وہ چلا آیا، نوجوان کہنے لگا: ''یاسیِّدی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے، ہمیں آپ کی آواز اور نغمہ بھلا لگا۔ لہٰذا اپنے نغموں سے ہماری زندگی کو پاکیزہ کر دو۔'' چنانچہ، فقیر نے چند اشعار پڑھنا شروع کر دیئے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رزق کھا کر بھی تُو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ جب تو اس کی مخلوق سے چُھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اے انسان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچ۔ تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔''

نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی: ''یاسیِّدی! کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟'' اُس نے جواب دیا: ''یہ رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کی گھڑی ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے نیکی کے دروازے پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے! (لہٰذا تم بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سچی توبہ کر لو)۔'' نوجوان نے پھر چیخ ماری، اس پر غشی طاری ہو گئی اور زمین پر گر گیا۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا: ''یاسیدی! کیا مجھ سے گذشتہ گناہوں کا مؤاخذہ ہو گا؟'' فقیر نے کہا: ''نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! خالص محبت کتنی عمدہ ہے! محبین کے لئے دوری کے بعد لذّتِ قرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہجر و فراق کی گھڑی کتنی شدید ہے! اے (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے) عہدِ محبت کو بھولنے والے! تو نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے معاملہ کیا پھر غفلت کی میٹھی نیند سو گیا۔ تُو کس فضول کام میں مشغول ہے؟ اس سے تو نے کیا پایا؟ نہیں، بلکہ تُو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں پر کمر بستہ ہو جا اور گذشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور درویشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' اس پر نوجوان کے آنسو بہہ پڑے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیب و زینت اُتار پھینکا۔ نوجوان نے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھلے بُرے افعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ و بُکا، گریہ و زاری اور حسرت و ندامت سے پچھاڑیں کھاتے ہوئے فقیر کے پاس گزاری۔ جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آ گئیں۔ چنانچہ، اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھا تو وہ دنیائے فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کب تک تم سنتوں اور فرضوں کو ضائع کرتے رہو گے؟ کب تک مٹّی سے تیمّم کرتے رہو گے حالانکہ پانی بہہ رہا ہے؟ اے اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سستی کرنے والے! وہ تیری نافرمانی پر خبردار ہے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس کا دل خود وعظ ونصیحت کرنے والا نہ ہو اسے وعظ بھی نفع نہیں دیتا۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک رُقعے کا اثر:

منقول ہے: ''حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کے سامنے نصیحت آمیز بیان فرماتے اور ان کو بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا شوق دِلاتے۔ اس کے انعامات کی رغبت دِلاتے اور اس کے عذاب سے ڈراتے۔ یوں لوگوں کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنا جانا لگا رہتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسبِ عادت منبرِ شریف پر تشریف فرما ہوئے اور بیان شروع کرنے کا ارادہ کیا تو ایک عورت نے ایک رُقعہ بڑھایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے پڑھا تو چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدت سے آہ وبُکا اور گریہ وزاری کرنے لگے اور پھر منبر شریف سے اُتر آئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوستوں نے پوچھا: ''اس رقعہ میں کیا لکھا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں اس مفہوم کے چند اشعار تھے:

''اے دوسروں کو تعلیم دینے والے! تو اپنے آپ کو یہ تعلیم کیوں نہیں دیتا؟ تُو بیماروں اور کمزوروں کے لئے تو دَوا تجویز کرتا ہے مگر وہ کیسے شفا پائیں گے جبکہ تو خود بیمار ہے۔ ہم نے دیکھا کہ تُو ہمیں رُشد وہدایت کرتا ہے جبکہ خود اس سے دُور رہتا ہے۔ پہلے اپنے نفس سے ابتداء کر اور اسے سرکشی سے روک۔ جب تُو نے اسے روک لیا تو سمجھ لے کہ تو صاحبِ حکمت ہے۔ پھر تیری بات قبول کی جائے گی، تیرا بیان نفع بخش ہوگا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ لوگوں کو ایسے کام سے نہ روک جو تُو خود کرتا ہے۔ اگر تُو نے ایسا کیا تو تجھ پر بہت بڑا طعنہ ہے۔''

رقعہ پڑھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شدّت سے رونے دھونے لگ گئے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو دوستوں نے عرض کی: ''آپ کا کلام بہتر اور دامن پاک ہے، آپ کے بیان سے دل شفا پاتے اور غمزدہ تسلّی پاتے ہیں، ایسا کلام آپ کے دل پر کیسے اثر نہ کرے جبکہ آپ تو امام ہیں اور امام بھی کیسے ہیں (جن کی عظمت دُنیا جانتی ہے)؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پھر رونا آ گیا اور ارشاد فرمایا: ''میرے لئے یہ درست نہیں کہ لوگوں کے سامنے بیان کروں جبکہ میں اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں پاتا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسو چھلک پڑے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اور سوزِشِ غم میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد نہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سنا، اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! کیا تم ان بَرگُزیدہ بندوں کے دل نہیں دیکھتے؟ جو صاف شفاف شیشے کی مانند نرم تھے جن میں نصیحت بھرا بیان اثر کرتا تھا اور وعظ و نصیحت ان کی عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتی تھی۔ اور تم بھی بیانات سنتے ہو مگر تمہارے دلوں پر اثر نہیں ہوتا۔ تم اپنے گناہوں کی میل کُچیل آنسوؤں سے نہیں دھوتے بلکہ نفع مند چیزیں پسِ پُشت ڈال دیتے ہو اور کھیل کود اور بے ہودہ باتوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمہارے دل و دماغ پر غفلت نے قبضہ جما لیا اور مہلت کے دنوں نے تمہیں دھوکا دیا۔ تو اے اپنے ظلم کے سبب دھوکے میں مبتلا ہونے والو! سنو! قرآنِ پاک واشگاف الفاظ میں فرما رہا ہے:

﴿۵﴾ **وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط** ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔ (پ۱۳، ابراھیم: ۴۲)

اور یہ مہلت مکمل طور پر نہیں بلکہ، ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۶﴾ **اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ O** (پ۱۳، ابراھیم: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

جب یہ ڈھیل ختم ہو جائے گی تو وہ مزید مہلت مانگتے ہوئے کہیں گے:

﴿۷﴾ **اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا** (پ۱۳، ابراھیم: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے۔

پھر ان کو ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا ہوگا اور کہا جائے گا:

﴿۸﴾ **اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ** (پ۲۲، فاطر: ۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی۔

روزِ محشر تم انہیں دیکھو گے کہ وہ اپنی قبروں سے بوکھلائے ہوئے نکلیں گے۔ جس دن پہلا صور پھونکا جائے گا تو وہ خدائے قہار و جبار جَلَّ جَلَالُہٗ کے حضور اس طرح حاضر ہوں گے کہ ان کے پہلو کانپ رہے ہوں گے اور بدبختی کی علامات ان پر واضح ہوں گی۔ چنانچہ، ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۹﴾ **یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ** (پ۲۷، الرحمٰن: ۴۱) ترجمۂ کنزالایمان: مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے۔

جب ان کی بھوک بڑھے گی تو،

﴿۱۰﴾ **لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ O** (پ۳۰، الغاشیة: ۶) ترجمۂ کنزالایمان: ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے۔

جب پیاس کی شدت جوش مارے گی تو،

﴿۱۱﴾ وَسُقُوۡا مَآءً حَمِیۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ O (پ۲۶،محمد:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔(۱)

ننگے بدن اُن کے لباس سے بہتر ہیں کیونکہ اُن کے لباس تارکول کے ہوں گے اور جب وہ پانی مانگیں گے:

﴿۱۲﴾ یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُهۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡهَ ط (پ۱۵،الکهف:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا۔(۲)

کیا تُو نے نافرمانوں کو نہیں دیکھا کہ وہ سنتے ہی نہیں؟ حالانکہ قرآنِ پاک واضح طور پر فرما رہا ہے کہ،

﴿۱۳﴾ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ O (پ۲۵،الدخان:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔

جب ان مجرموں کو آگ دیکھے گی جنہوں نے ایک لمحہ کی لذت کے بدلے برسوں کا عذاب خریدا تو،

﴿۱۴﴾ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الۡغَیۡظِ ط (پ۲۹،الملك:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: معلوم ہوتا ہے کہ شدتِ غضب میں پھٹ جائے گی۔

لہٰذا جو عذابِ نار سے چھٹکارا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ توبہ کرلے،

﴿۱۵﴾ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ج (پ۲۸،المجادله:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

اے میرے اسلامی بھائیو! جب پاکیزہ بیانات تمہارے میلے دل پر اَثر نہیں کرتے اور عذاب وخوف کی دھمکیاں تمہارے دلوں کو حیران وپریشان نہیں کرتیں تو رب عَزَّوَجَلَّ کے پاکیزہ کلام کی آیاتِ بیّنات تم پر تلاوت کی جاتی ہیں:

﴿۱۶﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ O وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ O (پ۳۰،الزلزال:۷۔۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔(۳)

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''عذاب طرح طرح کا ہوگا اور جو لوگ عذاب دیئے جائیں گے اُن کے بہت طبقے ہوں گے۔ بعض کو زقوم کھانے کو دیا جائے گا، بعض کو غِسْلِیْن (یعنی دوزخیوں کی پیپ)، بعض کو آگ کے کانٹے۔''

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''وہ غلیظ پانی ہے روغنِ زیتون کی تلچھٹ کی طرح۔'' ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ''جب وہ منہ کے قریب کیا جائے گا تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔'' بعض مفسّرین کا قول ہے کہ وہ پگھلایا ہوا رانگ (یعنی سیسہ یا نرم دھات) اور پیتل ہے۔''

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''ہر مؤمن وکافر کو روزِ قیامت اس کے نیک وبد اعمال دکھائے جائیں گے۔ مؤمن...... بقیہ اگلے صفحہ پر

اے احکام الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں غفلت برتنے والے! اے عمرِ عزیز کو بیکار گنوانے والے! کب تک لہو ولعب میں مبتلا رہے گا جبکہ تیرے گناہ لکھے جا رہے ہیں۔ سفرِ آخرت میں تیری حالت کیسی ہوگی جبکہ تیرا راستہ پُر خطر ہے۔ عنقریب تو اس ترازو کو دیکھ لے گا جو معمولی سی بات بھی ظاہر کردے گا: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝

اے غافل انسان! موت تیرا پیچھا کئے ہوئے ہے۔ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو آسمان کو پھٹتا ہوا دیکھے گا اور تجھ پر مقرَّر فرشتہ تیری اچھائیوں اور برائیوں کو جمع کر کے ان کا دفتر بند کر چکا ہوگا۔ تجھ پر حجت قائم ہو چکی ہوگی۔ کوئی عذر یا بہانہ نہ چلے گا۔ وہاں ہر انسان اپنی آگے بھیجی ہوئی نیکی یا بدی کو ملاحظہ کرے گا: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بقیہ......کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کُفر کے سبب اَکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔'' محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ ''کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دُنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دُنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مؤمن اپنی بدیوں کی سزا دُنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔'' اس آیت میں ترغیب ہے کہ ''نیکی تھوڑی سی بھی کار آمد ہے اور ترہیب ہے کہ ''گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔'' بعض مفسِّرین نے فرمایا ہے کہ ''پہلی آیت مؤمنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے (حق میں)۔''

بیان 42:

عاشوراء کے فضائل

حمدِ باری تعالٰی:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک غالب ہے، اس کی نعمت مؤمن وکافر دونوں کی کفالت کرتی ہے اور اس کی قدرت روشنی اور تاریکی ظاہر کرتی ہے، اس کی رحمت اسے بھی شامل ہے جس نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں ضائع کردی، کتنے ہی امیروں کو اس نے فقیر بنایا اور کتنے ہی فقیروں کو غنی کردیا، مسکین پر رحم فرمایا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑا، گناہوں کو معاف کیا، ویران دلوں کو آباد کیا، سینوں کو کشادگی عطا فرمائی، مظلوموں کی خاطر اپنا درِ رحمت کھول دیا، فرشتے بھی اس کی ہیبت سے تھرتھر کانپتے ہیں پس وہ کثرت سے اس کی تکبیر وتہلیل کرتے ہیں، اسی کے حکم سے کشتی چلتی ہے، اس نے اپنی رحمت کو ثابت کر دیا ہے اور فرشتوں کو اپنی اس بات پر گواہ بنالیا ہے کہ وہ ہمیشہ خطاؤں کو بخشنے والا ہے، عظمت وتقدیس والا ہے، اسی کو یاد کیا جاتا ہے، وہی معبودِ عظیم ہے، اسی کا حمد وشکر کیا جاتا ہے، وہ نیچے سے نیچی چیز کو بھی ملاحظہ فرماتا ہے کیونکہ وہ سمیع وبصیر (یعنی سننے، دیکھنے والا) ہے، ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ علیم وخبیر (یعنی جاننے والا اور باخبر) ہے، سب کچھ فنا ہوجائے گا مگر وہ باقی رہے گا اور وہ اِس پر قدرت رکھتا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور اس نے ہر شئے کو پیدا فرمایا اور اس کا ایک خاص اندازہ رکھا اور اے انسان! تیرے گناہوں کو جاننے کے باوجود تجھے عطا کیا۔ چنانچہ، خود ارشاد فرمایا: ''وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا O (پ۱۵، بنیۤ اسرآئیل: ۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔''

اس پر نہ تو کسی قسم کا حجاب ہے کہ وہ چھپا ہوا ہو اور نہ ہی وہ جسم رکھتا ہے کہ مقیّد ہو، اس نے ذمہ دار لوگوں کا انتخاب فرمایا، ان کے چہروں کو نور عطا فرمایا، ان کے دلوں کو اپنی محبت اور کیف وسرور سے بھر دیا اور انہیں اپنی معرفت کا وافر حصہ عطا فرمایا۔ جب اہلِ معرفت نے ہجر وفراق کا شکوہ (شِک۔وَہ) کیا تو اس نے ان کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ ان کو غافل لوگوں کے درمیان بیدار کئے رکھا اور ان کے اور غافلوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ جب انہوں نے اس کی عبادت میں اپنے آپ کو تھکایا اور اپنے چہروں کو تاریکیوں کے پردوں میں چھپایا تو اس نے بعض کو مخلوق کے درمیان (ولایت کا) **سورج** اور بعض کو (ولایت کا) **چاند** بنا دیا، انہیں اپنے خطاب کی اچھی طرح سمجھ عطا فرمائی اور اپنے عتاب کی لذت سے لطف اندوز کیا، اپنے قرب کے جام سے شرابِ طہور پلا کر انہیں مقامِ قرب عطا فرمایا اور پھر بند دروازے کھول کر ان کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔

پاک ہے وہ معبود جس نے سالوں اور زمانوں کو پھیرا اور کچھ دنوں اور مہینوں کو دوسروں پر شرف عطا فرمایا اور اوقاتِ عبادات کو دوسرے تمام اوقات پر فضیلت عطا فرمائی اور یومِ عاشوراء کو خصوصی فضیلت وبرکت والا بنایا، اس دن اپنے نبی حضرت

سیِّدُ نا موسیٰ علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام سے خطاب فرمایا اور اپنے خطاب کی پاکیزہ شراب کا جام پلایا، ان کی مناجات کی سماعت کے لئے مقامِ طور کا انتخاب فرمایا پھر انہیں اپنے قرب سے نواز کر اسی عاشوراء کے دن ان سے خطاب فرمایا اور انہیں بہت زیادہ فضل سے نوازا۔ بنی اسرائیل پر اس دن کا روزہ فرض کیا اور روزے دار کے لئے بہت زیادہ اجر تیار فرمایا۔ اسی دن حضرت سیِّدُ نا آدم علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو تازگی اور سرور عطا فرمایا۔ اسی دن حضرت سیِّدُ نا نوح علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کو سفینہ میں طوفان سے نکالا اور انہیں حد درجہ چین وسکون عطا فرمایا۔ اسی دن حضرت سیِّدُ نا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو نارِ نمرود کے شعلوں سے نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیِّدُ نا یوسف علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے قید سے رہائی پائی جبکہ آپ بہت زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ اسی دن حضرت سیِّدُ نا یعقوب علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی بصارت کا ضُعف جاتا رہا۔ حضرت سیِّدُ نا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی تکلیف دور ہوئی اور حضرت سیِّدُ نا داؤد علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی لغزش معاف ہوئی۔ زبانِ قدرت قرآنِ پاک میں اس فرمانِ عالیشان سے انہیں بشارت دے رہی ہے: ''اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (پ۲۹،الدھر:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔''

حضرت سیِّدُ نا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یومِ عاشوراء کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۰۳۸/۷۱ عبدالله بن معبد، ج۵، ص ۳۷۲)

''یا حسین، یا شہیدِ کربلا ہو دُور ہر رنج وبلا'' کے اِکتّیس حروف کی نسبت سے یومِ عاشوراء کی اکتّیس خصوصیّات

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے(۱): '' {1} ...... **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا اور وہ یومِ عاشوراء کا روزہ ہے اور اس سے مراد ماہِ محرم کا دسواں دن ہے۔ لہٰذا تم بھی اس دن کا روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں پر کھلا خرچ کرو (شُعَبُ الایمان میں ہے:) ''جو اس دن اپنے اہل وعیال پر مال میں فراخی وکشادگی کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر تمام سال رزق وافر فرمائے گا۔'' (شُعَبُ الایمان، باب فی الصیام، صوم التاسع مع العشر، الحدیث ۳۷۹۵، ج۳، ص۳۶۶) پس تم اس دن کا روزہ

...... اس روایت کو علامہ ابن جوزی، علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے موضوع قرار دیا ہے۔'' (الموضوعات، ج۲، ص ۲۰۰۔ الالیٔ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، ج۲، ص۹۲۔۹۳۔ ماثبت بالسنة مترجم، ص ۲۴) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اس کے راوی ثقہ ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بعد والوں نے اس کو وضع کر کے ان سندوں کے ساتھ ترتیب دے دی۔'' **لہٰذا اسے حدیث کہہ کر بیان نہ کیا جائے۔ نوٹ:** اس روایت میں بیان کردہ بعض باتیں دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔ **(علمیہ)**

رکھو کہ {2 }......اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی توبہ قبول فرما کر انہیں صَفِیُّ اللہ کے مقام پر فائز فرمایا {3 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا ادریس علیہ الصلوۃ والسلام کو اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا {4 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا نوح نجی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو کشتی میں طوفان سے نکالا {5 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو آگ سے نجات ملی {6 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر تورات نازل فرمائی {7 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو قید سے رہائی ملی {8 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کی بینائی کا ضُعف دُور ہوا {9 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا ایوب علیہ الصلوۃ والسلام کی تکلیف رفع کی گئی {10 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا یونس علیہ الصلوۃ والسلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے {11 }......اسی دن دریا نے پھٹ کر بنی اسرائیل کو راستہ دیا {12 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی لغزش معاف ہوئی {13 }......اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کو مُلکِ عظیم عطا فرمایا اور {14 }......یہی وہ دن ہے جس دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ کے سبب آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کا مژدۂ جاں فزا سنایا گیا {15 }......یہی وہ پہلا دن ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دنیا کو پیدا کیا {16 }...... اسی دن آسمان سے پہلی بارش برسی اور {17 }...... زمین پر سب سے پہلی رحمت بھی اسی دن اُتری {18 }......جس نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے سارا زمانہ روزہ رکھا کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا روزہ ہے {19 }......جس نے شبِ عاشوراء کو شب بیداری کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کے برابر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی {20 }......جس نے اس رات چار رکعات اس طرح ادا کیں کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور اِکاوَن (51) بار سورۂ اخلاص پڑھی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے گا {21 }......جس نے عاشوراء کے دن کسی کو پانی پلایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بڑی پیاس کے دن (یعنی بروزِ قیامت) اسے ایسا جام پلائے گا کہ اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور وہ ایسا ہو جائے گا گویا اس نے لمحہ بھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی {22 }......جس نے اس دن کچھ صدقہ کیا گویا اس نے کسی سائل کو کبھی خالی نہیں لوٹایا {23 }......جس نے عاشوراء کے دن غسل کیا تو وہ مرضِ موت کے سوا کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا {24 }......جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا یا اس سے حسن سلوک کیا گویا وہ تمام اولادِ آدم کے یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا {25 }......جس نے اس دن کسی مریض کی عیادت کی گویا اس نے بنی آدم کے تمام مریضوں کی عیادت کی {26 }......اسی دن عرش {27 }......لوح اور {28 }......قلم پیدا کئے گئے {29 }......اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا جبرائیل امین علیہ السلام کو پیدا فرمایا {30 }......اسی دن حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو آسمانوں کی طرف

اُٹھایا گیا اور {31 }......اسی دن قیامت قائم ہوگی۔'' (الموضوعات لابن الجوزی، کتاب الصیام،باب فی ذکر عاشوراء، ج۲،ص۲۰۰۔الالئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، کتاب الصیام، ج۲،ص۹۲۔۹۳۔حاشیة اعانة الطالبین، باب الصوم، فصل فی صوم التطوع ، ج۲، ص۴۴۴۔۴۴۵)

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مقدّس میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ **مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ** (پ۱۶،طٰہٰ:۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے۔(۱)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یہاں ''**يَوْمُ الزِّيْنَةِ**'' سے مراد دسویں محرم کا دن ہے۔''

وہ بندہ مبارک باد کا مستحق ہے جو اس مبارک دن میں عملِ صالح کرے اور نیکی کے کام کر کے آخرت کے لئے نفع مند تجارت کرے، اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کرے، نیک بن کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوجائے اور دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، ناصح (یعنی نصیحت کرنے والے) کی بات قبول کرے، تکبر اور دعوے چھوڑ دے اور تقویٰ کے راستے پر چلے۔

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن**، جنابِ **رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ''ماہِ رمضان کے بعد افضل روزے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم،الحدیث۱۱۶۳،ص۸۶۶)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یومِ عاشوراء کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ **اللہ** کے پیارے رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے باقی دنوں پر فضیلت کے طور پر یومِ عاشورہ کے علاوہ کسی دن کا اور باقی مہینوں پر فضیلت کے طور پر رمضان کے علاوہ کسی مہینے کا روزہ رکھا ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام،باب صوم یوم عاشوراء،الحدیث۱۱۳۲،ص۸۵۹)

حضرت سیِّدُنا حمید بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جس سال انہوں نے حج کیا تھا، برسرِ منبر یہ فرماتے سنا: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماءِ کرام کہاں ہیں؟ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد

---

(۱)......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میلہ سے فرعونیوں کا میلہ مراد ہے جو اُن کی عید تھی، اور اس میں وہ زینتیں کر کر کے جمع ہوتے تھے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''یہ دن عاشوراء یعنی دسویں محرم کا تھا۔''

فرماتے سنا: ''یہ عاشوراء کا دن ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہ کیا جبکہ میں خود روزے سے ہوں، اب تم میں سے جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۳، ص ۱۵٦)

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر کئی راویوں سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک حیات رہا تو ضرور نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔'' لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے قبل ہی وصال فرما گئے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الحدیث ۱۱۳٤، ص ۸٦۰ .شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصیام/صوم التاسع مع العاشر، الحدیث ۳۷۸۷، ج ۳، ص ۳٦٤)

یہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے دیگر روزوں کو دس محرم کے روزے کے ساتھ ملانے کا ارادہ فرمایا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مراد دسویں کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنا ہو۔ لہٰذا حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے احتیاطاً دونوں (یعنی نویں اور دسویں محرم) کا روزہ مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''نویں اور دسویں (محرم) کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔'' (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی عاشوراء ای یوم هو، الحدیث ۷۵۵، ص ۱۷۲۱)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ''جس نے یومِ عاشوراء تک محرم کے دس روزے رکھے وہ فردوسِ اعلیٰ کا وارث ہوگا۔'' (نزهة المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء ......الخ، ج ۱، ص ۲۳۱)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان دس دنوں کی طرف اشارہ فرمایا:

﴿۴﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (پ ۹، الاعراف: ۱٤۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔

محرم الحرام کے پہلے عشرہ کے بہت زیادہ فضائل و برکات ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے جو حضرت سیِّدُنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں سوار لوگوں نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کیونکہ جس دن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں طوفان سے

نجات عطا فرمائی اور ان کی کشتی جُودِی پہاڑ پر ٹھہری تو وہ بھی عاشوراء کا دن تھا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث۵۵۳۸، ج٦، ص٦٩، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُ نا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ط (پ١٣، یوسف: ٩٨) ترجمۂ کنز الایمان: جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت حضرت سیِّدُ نا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اس دعائے مغفرت کرنے کو شبِ جمعہ تک مؤخر فرمایا جو کہ شبِ عاشوراء بھی تھی۔''

(تفسیر البغوی، سورۃ یوسف، تحت الآیۃ ٩٨، ج٢، ص٣٧٧)

حضرت سیِّدُ نا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب ارشاد فرماتے ہیں: ''ہمیں صحابۂ کرام و تابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا علی بن ابی طالب، حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ اشعری، حضرت سیِّدُ نا علی بن حسین اور حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث ١٠٦٩، ج١، ص٢٧٣، مختصرًا)

یومِ عاشوراء کے مستحبات:

یومِ عاشوراء کے مستحبات پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ اب کچھ ایسے امور ذکر کئے جاتے ہیں جو پہلے بیان نہیں ہوئے۔

اس دن غسل کرنا مستحب ہے۔ منقول ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ محرم کی دسویں رات آبِ زمزم شریف کو دنیا کے تمام پانیوں میں ملا دیتا ہے لہٰذا جو شخص اس دن غسل کرے تمام سال بیماری سے محفوظ رہے گا۔''

اس دن یہ امور بھی مستحب ہیں: صدقہ کرنا، یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا، روزہ دار کو افطار کرانا، پانی پلانا، رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا، روزہ رکھنا، گھر والوں پر خرچ میں کشادگی کرنا، والدین کے ساتھ عزت و اکرام سے پیش آنا، جنازوں میں شرکت کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، غصہ پی جانا، ظالم کو معاف کر دینا، نفل پڑھنا اور ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی کثرت کرنا۔

نیز یہ بھی مستحب ہے جو کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، ''جس نے عاشوراء کے دن ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ اس پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور جس پر رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نظرِ رحمت فرمائے گا تو وہ اُسے کبھی عذاب نہ دے گا۔''

(نزھۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء ......الخ، ج١، ص٢٣١، مختصرًا)

حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ ناموسیٰ بن عمران علیہ الصلوۃ والسلام پر تورات میں نازل فرمایا کہ جس نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے سارا سال روزہ رکھا۔''

(نزھة المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء ......الخ، ج ۱، ص ۲۳۳)

حضرت سیِّدُ ناسَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دے: ''جس نے کچھ کھالیا ہے وہ بقیہ دن کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے کیونکہ آج عاشوراء کا دن ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۷، ص ۱۵٦)

حضرت سیِّدُ ناابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''جب سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''یہ کیسا روزہ ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''یہ برکت والا دن ہے، اسی دن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ ناموسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو دُشمن سے نجات عطا فرمائی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا اور اسی وجہ سے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔'' اس پر حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہم تم سے زیادہ موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) سے تعلق کے حق دار ہیں۔'' چنانچہ، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰٤، ص ۱۵٦)

عاشوراء صدقہ کا دن ہے:

عاشوراء کے دن صدقہ وخیرات، نیکی، ایثار، رشتے داروں پر احسان، صلہ رحمی، رحمت اور فقراء ومساکین پر نرمی وشفقت کرنا دُگنے اجر کا باعث ہے۔ چنانچہ،

عاشوراء میں صدقہ کی برکت سے یہودی مسلمان ہو گیا:

منقول ہے، ایک عیال دار فقیر نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر عاشوراء کے دن روزہ رکھا۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا لہٰذا وہ خوراک کی تلاش میں گھر سے نکلا تا کہ افطاری کا اہتمام کر سکے لیکن کچھ نہ ملا۔ پھر وہ سناروں کے بازار میں داخل ہوا اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنی دُکان میں قیمتی چمڑے کے ٹکڑے بچھا کر ان پر سونے چاندی کے ڈھیر اُلٹ رہا ہے۔ وہ اس کے

پاس گیا اور سلام کر کے کہا: ''جناب! میں حاجت مند ہوں، ممکن ہو تو مجھے ایک درہم قرض دے دو تا کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے افطاری کا سامان خرید سکوں، میں آج کے بابرکت دن آپ کے لئے دعا کروں گا۔'' لیکن سنار نے اپنا منہ پھیر لیا اور فقیر کو کچھ نہ دیا، فقیر کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ واپس آرہا تھا اور اس کے آنسو رُخسار پر بہہ رہے تھے کہ سنار کے ایک یہودی پڑوسی نے اسے دیکھ لیا اور دُکان سے نکل کر اس فقیر کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میں تجھے دیکھ رہا تھا کہ تو میرے فلاں پڑوسی سنار سے کچھ بات کر رہا تھا؟'' فقیر نے بتایا: ''میں نے اس سے ایک درہم مانگا تھا تا کہ اپنے گھر والوں کی افطاری کا بندوبست کر سکوں لیکن اس نے مجھے خالی لوٹا دیا، میں نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ میں آج کے بابرکت دن تمہارے حق میں دعا کروں گا۔'' یہودی نے پوچھا: ''آج کون سا دن ہے؟'' فقیر نے اسے بتایا: ''آج عاشوراء کا دن ہے اور پھر اس کے بعض فضائل بیان کئے۔ تو یہودی نے اس فقیر کو دس درہم دیئے اور کہا: ''اس دن کی عظمت کی خاطر یہ قبول کر لو اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔'' فقیر وہاں سے روانہ ہوا تو اس کا دل خوشی سے پھولا ہوا تھا۔ اس نے گھر والوں پر اچھی طرح خرچ کیا۔ جب رات ہوئی تو اس مسلمان سنار نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ پیاس اور مصائب شدت اختیار کر چکے ہیں۔ پھر اس نے اچانک ایک سفید موتیوں کا محل دیکھا جس کے دروازے یاقوت کے تھے۔ اس نے سر اٹھا کر کہا: ''اے اس محل کے مالک! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے۔'' تو اسے ایک آواز سنائی دی: ''کل شام تک یہ محل تیرا تھا لیکن جب تو نے فقیر کا دل توڑا اور اسے کچھ نہ دیا تو اس محل سے تیرا نام مٹا کر تیرے اُس یہودی پڑوسی کا نام لکھ دیا گیا ہے جس نے اس فقیر کی حاجت پوری کی اور اس کو دس درہم دیئے۔'' چنانچہ، بیدار ہونے کے بعد سنار گھبراتے ہوئے اور خود کو ملامت کرتے ہوئے اپنے یہودی پڑوسی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''تم میرے پڑوسی ہو، میرا تم پر حق ہے اور مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔'' یہودی نے پوچھا: ''بتاؤ! کیا حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''کل شام تم نے جو دس درہم فقیر کو دیئے تھے ان کا ثواب سو درہم کے بدلے مجھے دے دو۔'' تو اس نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک لاکھ دینار کے بدلے بھی نہ دوں گا بلکہ اگر آپ نے اس محل کے دروازے میں بھی داخل ہونے کی خواہش کی جو آپ نے کل رات خواب میں دیکھا تھا تو میں اس کی بھی اجازت نہ دوں گا۔'' مسلمان سنار نے پوچھا: ''آپ کو اس راز کی خبر کیسے ہوئی؟'' تو یہودی نے جواب دیا: ''اس کی خبر مجھے اس ذات نے دی ہے جو کسی بھی چیز کو کہتی ہے: ''ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔''

(حاشية اعانة الطالبين، باب الصوم، فصل فی صوم التطوع، ج٢، ص٤٤٥)

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ تو یہودی تھا جس نے یومِ عاشوراء کے متعلق حسنِ ظن رکھا حالانکہ وہ عاشوراء کی فضیلت

نہیں جانتا تھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے بے شمار عطا کیا اور اسلام کی دولت سے نوازا۔ تو وہ مسلمان کتنا بدبخت ہے جو اس دن کی فضیلت وثواب کو جاننے کے باوجود عمل میں سستی کرے۔ **اے میرے اسلامی بھائیو!** تم نے قدرت وطاقت کے اوقات کو ضائع کر دیا، آخرت کو بھول گئے اور اس فانی دنیا سے دل لگا بیٹھے۔ صالحین سے کنارہ کش ہو کر فجار کے ہم مجلس بن گئے۔ اخلاص پر میلے کُچیلے دلوں کو ترجیح دی۔ آزاد ہونے کے باوجود خواہش کے غلام بن گئے اور شہوات کی لذت میں گناہوں کی کڑواہٹ کو یاد نہ کیا۔

شبِ عاشوراء کا وسیلہ کام آ گیا:

منقول ہے، بصرہ میں ایک مال دار آدمی رہتا تھا۔ ہر سال شبِ عاشوراء کو اپنے گھر میں لوگوں کو جمع کرتا جو قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے۔ اسی طرح رات بھر تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا سلسلہ جاری رہتا۔ پھر وہ شخص سب کو کھانا پیش کرتا۔ مساکین کی خبر گیری کرتا۔ بیواؤں اور یتیموں سے بھی اچھا سلوک کرتا۔ اس کا ایک پڑوسی تھا جس کی بیٹی اپاہج تھی۔ اس لڑکی نے اپنے باپ سے پوچھا: ''اے میرے والدِ محترم! ہمارا پڑوسی ہر سال اس رات لوگوں کو کیوں جمع کرتا ہے؟ اور پھر سب مل کر تلاوتِ قرآن اور ذکر کرتے ہیں۔'' باپ نے بتایا: ''یہ عاشوراء کی رات ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اس کی بہت حرمت ہے اور اس کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔'' جب سب گھر والے سو گئے تو بچی سحری تک بیدار رہ کر قرآنِ عظیم کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سنتی رہی۔ جب لوگوں نے قرآنِ حکیم ختم کر لیا اور دعا مانگنے لگے تو اس لڑکی نے بھی اپنا سر آسمان کی جانب اُٹھا دیا اور عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تجھے اس رات کی حرمت کا واسطہ اور ان لوگوں کا واسطہ جنہوں نے ساری رات تیرا ذکر کرتے ہوئے جاگ کر گزاری ہے! مجھے عافیت عطا فرما دے، میری تکلیف دور کر دے اور میرے دل کی شکستگی دور فرما دے۔'' ابھی اس کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کی تکلیف اور بیماری ختم ہوگئی اور وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب باپ نے اس کو پاؤں پر کھڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ''اے میری بیٹی! کس نے تجھ سے اس رنج وغم اور مصیبت کو دور کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر اپنی رحمت کا بادل برسایا اور انعامات ونوازشات میں ذرہ بھر بخل نہ کیا۔ اے میرے والدِ محترم! میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس رات کا وسیلہ پیش کیا تو اس نے میری تکلیف دور فرما دی اور میرے جسم کو صحیح فرما دیا۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! نفع حاصل کرنے کے زمانے کو غنیمت جانو کہ ایسے اہم دن گنتی کے ہیں۔ فرصت کو غنیمت جانو کہ سلامتی کے اوقات موجود ہیں۔ جلد از جلد خوب کوشش کرنے والے کی طرح اچھے اعمال کر لو۔ دُنیا کی فضولیات سے کنارہ کش ہو جاؤ اور اس کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کر لو، اس سے پہلے کہ تم حسرت کی گھڑی سے دوچار ہو جاؤ۔ اس کے بعد تم قبر کے تاریک گڑھے میں چلے جاؤ گے۔ کتنے ہی لوگ یوم عاشوراء سے پہلے تندرست تھے لیکن آج وہ بیمار ہیں۔ کتنے ہی افراد مطمئن

تھے کہ اچانک موت کا قاصد آیا تو وہ کوچ کر گئے اور لمحہ بھر بھی نہ ٹھہر سکے۔ کتنے ہی ستونوں جیسے لوگ تھے جنہیں شہوات ولذات کے ساتھ مضبوط کیا گیا تھا مگر وہ بھی گر گئے۔ کتنے ہی موجود تھے جو اس دن کے آنے سے پہلے پہلے فنا ہو گئے۔

اے میرے اسلامی بھائی! عنقریب تیرا بھی یہی حال ہو گا لیکن دُنیا کا دھوکا اسے تجھ سے چھپاتا ہے اور تیرا بھی یہی انجام ہو گا۔ لہٰذا غور وفکر کر کہ تو کس ڈَگر پر چل رہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری تندرستی بیماری میں بدل گئی ہے، عافیت ختم ہو چکی ہے، قلم نے تیری تقدیر میں مصیبتیں لکھ دی ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قضا وقدر کے مطابق تیری عمر ختم چکی ہے، تیری موت کا وقت قریب آچکا ہے اور روح ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ چکی ہے اور تو نعمتوں کی لذت بھول چکا ہے، دل دوستوں کی جدائی پر حسرت کا شکار ہے اور چھپے ہوئے آنسو بہہ نکلے ہیں۔ تیری یہ حالت محض ایک لمحہ ہو گی پھر روح پرواز کر جائے گی اور دُکھ ڈیرے ڈال لے گا اور تُو انتہائی وحشت ناک تاریک گھر میں قیام کرے گا۔ افسوس ہے تجھ پر! اگر تجھے تیرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے گناہوں کی سزا دی اور تجھ سے اپنی نافرمانیوں کا انتقام لیا۔ افسوس ہے تجھ پر! اگر پُل صراط سے تیرے قدم پھسل گئے۔ ہائے! اس پر حسرت وافسوس! جس کی حالت ایسی ہو گی، وہ کب تک خواہشات کی اس غفلت میں مبتلا رہے گا؟

سیب سے جنّتی پوشاک برآمد ہوئی:

منقول ہے کہ مصر میں کھجوروں کا ایک تاجر رہتا تھا جس کا نام عطیہ بن خلف تھا۔ وہ بہت مال دار تھا پھر اچانک فقیر ہو گیا کہ اس کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے ایک کپڑے کے سوا کچھ بھی باقی نہ بچا۔ جب عاشوراء کا دن آیا تو اس نے جامع مسجد عمرو بن عاص میں نمازِ فجر ادا کی۔ عام طور پر اس مسجد میں عاشوراء کے دن ہی عورتیں دعا کے لئے آتی تھیں۔ وہ تاجر بھی باقی لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دعا مانگنے لگا۔ وہ عورتوں سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا تھا کہ ایک عورت اپنے ساتھ یتیم بچوں کو لے کر اس کے پاس آئی اور عرض کی: ''جناب! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر سوال کرتی ہوں کہ آپ میری مشکل آسان کر دیجئے، مجھے کچھ عنایت فرمایئے جس سے میں ان بچوں کی غذا حاصل کر سکوں کیونکہ ان کا باپ مر چکا ہے اور اس نے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ میں ایک عزت دار خاتون ہوں۔ میرا کوئی واقف کار بھی نہیں کہ اس کے پاس جا سکوں۔ آج محض اس ضرورت وحاجت کی وجہ سے مجھے ذلیل ہو کر گھر سے نکلنا پڑا اور نہ ہی مجھے مانگنے کی عادت ہے۔'' تاجر نے اپنے دل میں سوچا کہ میں تو کسی چیز کا مالک نہیں اور اس لباس کے سوا میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں۔ اب اگر میں یہ لباس اس کو دیتا ہوں تو خود برہنہ ہو جاؤں گا اور اگر اس کو خالی لوٹاتا ہوں تو **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں کیا عذر پیش کروں گا۔ بہر حال اس نے عورت سے کہا: ''میرے ساتھ چلو، میں تمہیں کچھ دوں گا۔'' وہ عورت اس کے ساتھ اس کے گھر گئی۔ تاجر نے اس کو

دروازے پر کھڑا کر دیا اور خود گھر میں داخل ہو کر اپنے کپڑے اُتار کر ایک پھٹا پرانا کپڑا لپیٹ لیا اور پھر دروازے کی دراز میں سے وہ لباس اس عورت کو دے دیا۔ عورت نے اس کے حق میں دعا کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جنّتی پوشاک پہنائے اور آپ کو بقیہ عمر کسی کا محتاج نہ کرے۔'' تاجر عورت کی دعا سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر گھر میں داخل ہو کر رات گئے تک ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہو گیا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں ایک ایسی حسین وجمیل حُور دیکھی جس کی مثل دیکھنے والوں نے نہ دیکھی ہوگی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیب تھا جس کی خوشبو آسمان وزمین کے درمیان پھیلی ہوئی تھی۔ حور نے وہ سیب تاجر کو دیا تو اس میں سے ایک جنّتی حُلّہ نکلا جس کی قیمت ساری دنیا بھی نہ بن سکے۔ اس نے وہ لباس تاجر کو پہنایا اور خود اس کے قریب بیٹھ گئی۔ تاجر نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' بولی: ''میرا نام عاشوراء ہے اور میں تیری جنّتی بیوی ہوں۔'' تاجر نے پوچھا: ''مجھے یہ مقام ومرتبہ کیسے ملا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اس بیوہ اور یتیم بچوں کی دعا کی وجہ سے جن پر تو نے کل احسان کیا تھا۔'' جب تاجر بیدار ہوا تو وہ اتنا خوش تھا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا سارا گھر جنّتی لباس کی خوشبو سے معطّر تھا۔ اس نے وضو کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر آسمان کی جانب منہ اُٹھا کر عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا خواب سچا ہے اور جنت میں میری بیوی عاشوراء ہوگی تو مجھے اپنی بارگاہ میں واپس بلا لے۔'' ابھی اس کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی روح کو جنت میں بھیج دیا۔ (نزهة المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صيام عاشوراء......الخ، ج۱، ص۲۳۳)

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ چند ایک بشارتیں ہیں جو بندۂ مؤمن کو موت کے وقت ملتی ہیں تو اب اس کی تیاری کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں بھلائی کا بیج بویا اور آخرت میں تعریف کی فصل کاٹیں گے؟ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے خزانے جمع کئے اور شہروں کو آباد کیا؟ اور وہ کہاں ہیں جنہوں نے لشکروں کی قیادت کی اور لوگوں کو اپنا غلام بنایا؟ وہ کہاں ہیں جنہوں نے پختہ محلات بنائے؟ ان کے آباءواجداد کہاں ہیں؟

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! وہ لوگ کتنے عظیم ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اچھے اعمال میں جلدی کی اور حیا ووقار کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اس دن کے لئے اچھے اعمال کئے جس کے بارے میں ہے:

﴿۶﴾ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ○ (پ۲۹، المدثر:۳۸) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان اپنی کرنی (اعمال) میں گروی ہے۔

حضرت سیِّدُنا نوح علیه السلام کا معجزہ:

اس دن کی قدر ومنزلت معروف ہے کہ اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا نوح علٰی نبینا وعلیه الصلوة والسلام کو طوفان سے نجات عطا فرمائی۔ جب آپ علیه الصلوة والسلام اپنے رفقاء کے ساتھ کشتی سے باہر تشریف لائے تو آپ علیه الصلوة والسلام

کے رفقاء نے بھوک کی شکایت کی کیونکہ ان کا تمام کھانے کا سامان ختم ہو چکا تھا۔آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں بچا ہوا کھانا لانے کا حکم فرمایا۔کوئی مٹھی بھر گندم لے آیا تو کوئی مٹھی بھر مسور کی دال،کوئی لوبیا کی مُٹھی لایا تو کوئی بھنے ہوئے چنے لے آیا یہاں تک کہ مختلف اناجوں کی سات مٹھیاں جمع ہوگئیں۔اور وہ عاشوراء کا دن تھا۔حضرت سیِّدُنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اس اناج پر بسم اللہ شریف پڑھی اور اسے پکا کر سب نے کھایا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی برکت سے سب کا پیٹ بھر گیا۔اور **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ (پ۱۲،ھود:۴۸)

ترجمہ کنزالایمان:فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر۔

اور یہ وہ پہلا کھانا تھا جو طوفان کے بعد روئے زمین پر پکایا گیا۔پھر لوگوں نے اسے **یوم عاشوراء کی سنت** بنالیا۔پس جو اس دن کھانا پکائے اور فقراء و مساکین کو کھلائے تو اس کے لئے اجرِ عظیم ہے۔ (تفسیر روح البیان،سورۃ ھود،تحت الآیۃ ۴۸، ج ۴، ص ۱۴۲)

منقول ہے،جب **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے **وعدہ فرمایا** کہ وہ اس سے مخاطب ہوگا اور کلام فرمائے گا نیز اسے تختیوں کی صورت میں تورات عطا فرمائے گا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔آپ علیہ السلام نے روزے رکھے اور وہ ذوالحجۃ الحرام کا مہینہ تھا۔آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی منہ کی بو کو ناگوار جانا اور خرُّوب (یعنی کیرب، یہ ایک درخت کا نام ہے) کی لکڑی کی مسواک فرمالی۔ایک قول کے مطابق وہ زیتون کی تھی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ کسی دوسری لکڑی کی تھی۔آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو فرمایا گیا:''اے ہمارے حکم سے روزے رکھنے والے!تو نے اپنی رائے سے کیسے افطار کرلیا؟کیا تو نہیں جانتا کہ روزے دار کے منہ کی بُو **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاک ہے؟''پھر آپ علیہ السلام کے اس فعل پر بطورِ کفارہ مزید دس روزے رکھنے کا حکم دیا۔

چنانچہ،قرآنِ پاک میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿۸﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (پ۹،الاعراف:۱۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان:اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔

ایک قول کے مطابق''بِعَشْرٍ''سے مراد محرم کا پہلا عشرہ تھا۔دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ذوالحجۃ الحرام کا پہلا عشرہ تھا۔پہلے قول کے مطابق آخری دن یومِ عاشوراء کا تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ان پر اپنی کتاب تورات نازل فرمائی۔

یہ ایسا عظیم دن ہے کہ اس میں نیکیوں کا اجر دُگنا کر دیا جاتا ہے اور ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی روز حضرت سیِّدُنا نوح نجی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام اور آپ علیہ السلام کے قلیل زادِراہ والے رفقاء کو کشتی میں نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو نارِ نمرود سے نجات عطا فرمائی۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمایا۔ اسی روز حضرت سیِّدُنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے طویل دکھ درد کے بعد حضرت سیِّدُنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ان سے ملایا۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ اسی دن بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستے بنائے گئے تاکہ وہ اسے پار کر کے فرعون سے نجات پائیں۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی لغزش معاف ہوئی۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو سلطنتِ عظیم عطا کی گئی۔ اسی دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا اور حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ اسی دن حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رحمتِ باری تعالیٰ لے کر نازل ہوئے۔ اور یہی وہ عظیم دن ہے جس میں حضور سیِّدُ المرسلین، جنابِ رحمۃٌ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمانے کی خوشخبری سنائی گئی۔

اس دن کی عظمت وشرافت کے لئے تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس نے اس دن کا روزہ رکھا گویا اس نے ساری زندگی روزہ رکھا اور جس نے عاشوراء کی رات قیام کیا تو وہ بڑا اجر اور بڑی عطا پا کر کامیاب ہوا اور جس نے اس دن کسی بے لباس کو کپڑے پہنائے یا بھلائی کا کوئی کام کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو دردناک عذاب سے محفوظ فرما دے گا۔ جس نے اس دن کسی یتیم کی حاجت پوری کی یا کسی بھوکے کو کھانا کھلایا یا کسی کو پانی کا ایک گھونٹ پلایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو جنت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے گا اور مہر لگی ہوئی شرابِ طہور اور سلسبیل (یعنی جنتی چشمے) کا پانی پلائے گا۔ جس نے اس دِن صدقہ کیا بروزِ قیامت وہ اپنے صدقے کے گھنے سائے میں ہوگا۔ جس نے اس دن اپنے گھر والوں پر خرچ میں فراخی کی اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے گی اور اس کی سیرت وصورت کو اچھا کر دیا جائے گا۔ پس اس دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوب پاکی بولو اور کلمہ طیبہ شریف کی کثرت کرو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جلدی جلدی توبہ کر لو اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے طویل سفر کے لئے زادِراہ تیار کر لو۔ اس دن کی فضیلت پر انعامات واکرامات کی روایات اس کثرت سے آئی ہیں کہ ان کے اظہار سے ہر زبان قاصر ہے۔

(نزھۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء ......الخ، ج۱، ص۲۳۲)

اے ہمارے پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اس فضیلت والے مہینے میں اپنے مقبول بندوں میں شمار کر اور بہت زیادہ اجر وثواب مرحمت فرما، ہمارے تمام گناہِ کبیرہ معاف فرما، ہماری پشتوں کو تمام بوجھل گناہوں سے ہلکا کر کے ہماری چھوٹی چھوٹی نیکیاں بھی اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرما۔ بے شک تو تھوڑے عمل کو بھی قبول فرمالیتا ہے۔ عاشوراء کے دن ہمارے ہر اچھے عمل پر اپنی مشیّت کے مطابق اجر عطا فرما اور بروزِ محشر ہمیں اس ہستی کے جھنڈے تلے اکٹھا فرما جس پر تو نے قرآنِ پاک میں یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

﴿۹﴾ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥ (پ ٤، ال عمران: ١٧٣) ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

{......چھ افراد پر لعنت ......}

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم: ''چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اُن پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، چھ اشخاص یہ ہیں (۱) کتاب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت عطا فرمائی (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حرم (یعنی حرمِ مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (٦) میری سنت کو چھوڑنے والا۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، الحدیث: ۵۷۱۹، ج۷، ص ۵۰۱)

بیان 43: **میلادِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم**

حمدِ باری تعالٰی:

تمام خوبیاں **اللہ** عزَّوَجلَّ کے لئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایسا ''**احد**'' ہے جو اپنی صفت سَرْمَدِیّت (یعنی ازلی وابدی ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ''**فرد**'' ہے جو اپنی صفتِ ربوبیت (یعنی رب ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ''**شکور**'' ہے جس کے علاوہ حقیقۃً کسی کا شکر کیا جاتا ہے نہ کسی کی حمد۔ وہ ایسا ''**غفور**'' ہے جو سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ ایسا بادشاہِ حقیقی ہے جس نے سب ممالک اور بادشاہوں کو فنا کیا جبکہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ آئے گا۔ وہ ایسا بلند رتبہ ہے جس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایسا حاکمِ مطلق ہے جس نے تمام اہلِ دنیا کی موت کا اٹل فیصلہ فرما دیا ہے لہٰذا کوئی بھی اس دُنیا میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ قابلِ حمد وستائش راہِ حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرمائیں اور انہیں اس ہستی کے سامنے پردہ بنائے رکھا جس کے لئے بروزِ قیامت شفاعت اور **لِوَاءُ الْحَمْد** (یعنی حمد کے جھنڈے) کا وعدہ ہے اور اس ہستی کو **خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لئے راہِ ہدایت واضح فرمائیں۔ اسی لئے **اللہ** عزَّوَجلَّ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: ''وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ O (پ۲۸، الصف:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا۔ اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہے، پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیبِ مکرّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی قدر ومنزلت کا اظہار اور تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے ان کا ذکر بلند فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے مشرکین کی شرک کی آگ کو بجھایا اور مؤمنین کے لئے نورِ ایمان ظاہر فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے آپ کی امت کو کامل فرحت وسرور عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ساری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر (یعنی خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا) بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ہر موجود شئے کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک نور سے ساری کائنات کو منوّر فرمایا۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا O وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا O (پ۲۲، الاحزاب:۴۵-۴۶) ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب

کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔''(۱)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سیّدُ المرسلین، امامُ المتقین ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوقات پر برتر و بالا مقام عطا فرمایا اور اس وقت نبوت عطا فرمادی تھی جبکہ حضرت سیّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ (یعنی ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی مکمل نہ ہوئی تھی) اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ساری مخلوق کا رسول بنایا اور قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ O (پ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔''(۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بلند مقام عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو عجب حسن سے نوازا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت باسعادت کو مؤمنین کے لئے بہار بنایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے دینِ

۱...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے۔ ''مفرداتِ راغب'' میں ہے اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْبِالْبَصِیْرَۃِ یعنی شہود اور شہادت کے معنٰی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں۔ آپ کی رسالت عامہ ہے۔ جیسا کہ ''سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پُرنُور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال وافعال واحوال، تصدیق، تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابوالسعود وجمل) سراج کا ترجمہ قرآنِ کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ نوح میں وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور آخر پارہ کی پہلی سورۃ میں ہے وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّھَّاجًا اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نورِ نبوّت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نورِ حقیقت افروز سے دُور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت وتوحیدِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کے وادیٔ تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوارِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نُورِ نبوّت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا۔ حقیقت میں آپ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا۔''

۲...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مؤمن کے لئے تو آپ دُنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دُنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیئے گئے۔ تفسیر رُوح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ وشہادتِ علمیہ وعینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالمِ ارواح ہوں یا عالمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔''

اسلام ہمیشہ بلند و مضبوط ہوتا رہے گا اور کفر و شرک کمزور و ذلیل ہوتا رہے گا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اصول و فروع کے اعتبار سے طیب وطاہر ہیں۔ میلادِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر شاہِ ایران کے محل ''کسریٰ'' میں زلزلہ آ گیا، اس کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں اور وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عظمتِ شان کی خاطر آپ کو امت کے گنہگاروں کا شفیع بنایا۔ اُمت کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے فرامین توجہ سے سننے اور احکام کی بجا آوری کا حکم فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو دنیا میں اس امت کا رسول اور آخرت میں شفیع بنایا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو لوگوں کے سامنے اپنی عظمت و شرف بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا**(پ۹،الاعراف:۱۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔''(۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور پرنور، شاہِ غیور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو عزت کا تاج پہنایا اور ساری کائنات کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے نور سے منوّر فرمایا۔ دیہاتی اور شہری لوگوں کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ہر قسم کے گدلے پن سے محفوظ رکھا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک نور سے فارس کا صدیوں سے جلنے والا آتش کدہ بجھا دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت کی برکت سے **حَنَادِس** (یعنی آخرِ ماہ کی تین انتہائی سیاہ راتوں) کی تاریکیوں کو روشنی عطا فرمائی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ہیبت وجلال کی پوشاک عطا فرمائی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر سلسلۂ نبوت ورسالت کو ختم فرمایا۔ قرآنِ کریم میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی شان یوں بیان فرمائی: ''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ** (پ۲۶،الفتح:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔''(۲)

حضور نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایسے نبی ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو شاندار عزت ومقام

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ آیت سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے عمومِ رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی اُمت۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے، حضور فرماتے ہیں ''پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں: ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ وسیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابلِ تیمّم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔''، مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔''

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''صحابہ کا تشدّد کفّار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔'' (مدارک)

پر فائز فرمایا اور بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔ عیسائی پادریوں اور یہودی راہبوں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کی بشارت دی اور کاہنوں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے عمدہ اوصاف اور اچھی تعریف ساری کائنات میں عام کردی۔ ربِّ کائنات نے ربیع الاول جیسے مبارک مہینے میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ نمائی فرمائی اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ساری مخلوق سے افضل بنایا اور عزت و وقار کے عظیم جُبّے پہنائے۔ لوگوں کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کے ذریعے متنبہ فرمایا۔ اور اپنی لاریب کتاب قرآنِ مجید، فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا O (پ۲۹، مزمل:۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

اے میرے دانش منداسلامی بھائیو! ذرا دیکھو تو سہی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس محترم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کیسے کیسے اعلیٰ انعامات، اعزاز اور عظیم فضائل تیار کر رکھے ہیں۔ پس یہی وہ رسول ہیں جو خلقِ عظیم اور عزت وعظمت کی صفت سے متصف ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی شان بیان کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O (پ۱۱، التوبۃ:۱۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول، جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔''(1)

بے شک انسان نے سب سے پہلے جس کلام سے ابتداء کی اور زبان نے قوت گویائی حاصل کی وہ اس ذات کا کلام ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور قوتِ گویائی عطا فرمانا محض اس خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کا مخلوق پر فضل واحسان ہے۔ اسے کسی حاجت نے مخلوق کی پیدائش پر مجبور نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی ضرورت ایسی تھی جس کی وجہ سے وہ محتاج تھا کہ مخلوق اس کی اطاعت کرے کیونکہ وہ تو مطلقاً غنی و بے پرواہ ہے اور وہ تو ایسی ذات ہے جس کے خزانے بہت زیادہ خرچ کرنے کے باوجود ختم نہیں ہوتے اور اس کا اپنے بندوں پر سب سے بڑا فضل واحسان یہ ہے کہ اس نے ان کے پاس اپنے مخلص ومہربان، عظمت وجلال

---

(1)...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''(یعنی) محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم عربی قرشی، جن کے حسب ونسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم اُن کے صدق وامانت زہد وتقویٰ، طہارت وتقدّس اور اخلاقِ حمیدہ کو بھی خوب جانتے اور ایک قراءۃ میں اَنْفَسِكُمْ بفتحِ فا آیا ہے۔ اس کے معنٰی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف وافضل اس آیتِ کریمہ میں سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلادِ مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ محفلِ میلادِ مبارک کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے دو ناموں سے مشرف فرمایا۔ یہ کمالِ تکریم ہے اس سرورِ انور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی۔''

والے نبی اور سچے اور امانت دار رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بھیجا جن کے پیغامِ ربّانی پہنچانے کی خوبی بیان کرتے ہوئے وہ خود ارشاد فرماتا ہے: ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ O(پ ۳۰،التکویر:۲٤) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے نوری وجود سے کفر کی تاریکیاں دور فرما دیں، آسمانِ ایمان پر ستاروں کو چمکایا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے انوار و تجلیات سے مہینے کی آخری انتہائی تاریک تین راتوں کو روشن فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری پر ایران کا شعلہ زن آتش کدہ بجھا دیا۔ شاہِ ایران کو اس کے سلطنت کے زوال سے ڈراتے ہوئے اس کے محل ''کِسریٰ'' میں شگاف ڈال دیئے۔ شاہِ روم قیصر نے اپنی ہلاکت پر دلالت کرنے والا خواب دیکھ لیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امت کو اپنے محبوب نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے تمام امتوں پر فضیلت و رفعت عطا فرمائی اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے پختۂ ارادوں کی تلوار کی برکت سے اس امت کے سامنے بلند و بالا چوٹیوں کو سرنگوں کر دیا۔ اس لئے امت پر لازم ہے کہ شبِ میلادُ النبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم (یعنی بارہ ربیع النور شریف) کو اپنی سب سے بڑی عید بنا لیں اور سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت پر حد درجہ خوشیاں منائیں اور غرباء و مساکین پر صدقہ و خیرات کر کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشنودی حاصل کریں اور یتیموں، بیواؤں اور کمزوروں کی امداد کر کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی وصیت پر عمل کریں۔ علماء کرام دامت برکاتہم العالیہ اور مبلّغین لوگوں کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان کریں۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وجودِ مسعود کی برکت سے لوگوں پر جو مہربانیاں فرمائیں ان کو اور آپ کے خصائلِ حمیدہ کو لوگوں کے سامنے ثابت کریں تا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو جس مقام و مرتبہ اور قدرت و طاقت سے نوازا ہے وہ ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے نیز وہ یہ بات بھی جان لیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی مثل کوئی انسان پیدا نہیں فرمایا۔

ولادتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا بیان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آؤ! میں تمہارے سامنے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت باسعادت کے متعلق سچے ائمۂ حدیث سے مروی چند احادیث بیان کرتا ہوں اور اس کا آغاز قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت سے کرتا ہوں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿1﴾ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ O(پ ۱۸،المؤمنون:۱٤) ترجمۂ کنز الایمان: تو بڑی برکت والا ہے اللہ، سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

حضرت سیِّدُنا مخزوم بن ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے باپ سے جن کی عمر ڈیڑھ سو (150) سال تھی، روایت کرتے ہیں:

''حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بارہ (12) ربیع النور شریف بروز پیر عامُ الفیل[1]، شاہِ ایران، نوشیرواں سے بیالیس (42) سال اور بادشاہ عمرو بن ہند سے ساڑھے آٹھ سال بعد اس جہانِ فانی میں جلوہ گر ہوئے۔''

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ولادۃ رسول اللہ ﷺ، ج۱، ص۱۶۱)

ایک رات حضرت سیِّدُنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ وادیٔ اَبْطَح میں محوِ آرام تھے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خواب میں اپنے جسمِ اَطْہر سے ایک سفید زنجیر نکلتی دیکھی، اس کے چار کنارے تھے۔ ایک کنارہ مشرق میں جا پہنچا، دوسرا مغرب میں، تیسرا آسمان تک اور چوتھا کنارہ واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ ایک سبز درخت بن گیا۔ جب صبح ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی تعبیر معلوم کی تو بتانے والوں نے بتایا: ''اگر آپ کا خواب سچا ہے تو یقیناً آپ کی مبارک پشت سے ایک ایسی ہستی کا ظہور ہوگا جس پر تمام زمین وآسمان والے ایمان لائیں گے۔''

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، کتاب مبعث رسول اللہ ﷺ، ذکر اخبار غریبۃ، ج۱، ص۳۱۰، بتغیرٍ)

نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ضوفشانیاں:

حضرت سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: ''جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے موجودات کو پیدا فرمانے کا ارادہ کیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان کو بلند فرمایا تو اپنے فیضِ ذات سے مُٹھی بھر لے کر اس سے ارشاد فرمایا: ''اے نور! محمد بن جا۔'' اُس نور نے ایک نوری ستون کی صورت اختیار کر لی اور اس قدر روشن ہوا کہ عظمت کے پردے تک جا پہنچا اور ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کو سجدہ کیا اور کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یعنی سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تجھے اسی لئے پیدا فرمایا اور تیرا نام محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) رکھا ہے، تجھی سے اپنی مخلوق کی ابتدا کروں گا اور تجھی پر اپنی رسالت کا سلسلہ ختم کروں گا۔'' پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس نور کے چار حصے کر کے ایک حصے سے لوحِ محفوظ اور دوسرے سے قلم کو پیدا فرمایا پھر قلم سے ارشاد فرمایا: ''لکھ!'' تو قلم پر ایک ہزار سال تک ہیبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے لرزہ طاری رہا۔ اس کے بعد قلم نے عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا لکھوں؟'' ارشاد فرمایا: ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ۔'' پس قلم نے لکھا اور مخلوق کے متعلق علمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر رسائی پالی۔ پھر اس نے یہ باتیں لکھیں: (۱)......حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی پشت مبارک میں موجود اولاد کی تعداد (۲)......جو اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ بجالائے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اُسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ اسی طرح (۳)......حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام،

---

[1]......''عام الفیل'' وہ سال ہے جس میں ابرہہ بادشاہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانۂ کعبہ پر چڑھائی کی تھی۔ المدینۃ العلمیۃ

حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی امتوں کے متعلق بھی لکھا یہاں تک کہ جب حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کے متعلق لکھا کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، قلم یہ جملہ ''وہ اُسے جہنم میں ڈال دے گا'' ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نِدا آئی: ''اے قلم! ذرا ادب سے۔'' تو وہ ہیبت وجلالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے شق ہوگیا پھر دستِ قدرت سے تراشا گیا۔ تب سے قلم میں یہ بات جاری ہوگئی کہ تراشے بغیر نہیں لکھتا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قلم سے ارشاد فرمایا: اس امت کے متعلق لکھ، ''یہ اُمَّت گنہگار ہے اور رب عَزَّوَجَلَّ غفّار (یعنی بہت بخشنے والا) ہے۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیسرے حصے سے عرش کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے حصے کے مزید چار حصے کر کے پہلے حصے سے عقل، دوسرے سے معرفت، تیسرے سے سورج، چاند اور آنکھوں کا نور اور دِن کی روشنی پیدا فرمائی اور یہ سب حقیقۃً نبی مختار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے انوار ہیں۔ پس آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تمام کائنات کی اصل ہیں۔ اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نور کی اس چوتھی قسم کے چوتھے حصے کو بطورِ امانت عرش کے نیچے رکھ دیا۔ پھر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم صفی اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور ان کی پشت مبارک میں رکھا۔ پھر فرشتوں سے آپ علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور جنت میں داخل کر دیا۔ فرشتے صف در صف آپ علیہ السلام کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہوکر نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کیا کرتے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ فرشتے میری پشت کے پیچھے صف باندھ کر کیوں کھڑے رہتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اے آدم! یہ فرشتے میرے حبیب، خاتم الانبیاء، محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے نور کی زیارت کرتے ہیں، جسے میں تیری پُشت سے پیدا فرماؤں گا۔'' حضرت سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسّلام نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! اس مبارک نور کو میری پیشانی میں رکھ دے تاکہ یہ فرشتے میرے سامنے رہیں، پشت کی طرف نہ جائیں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ علیہ السلام کی پیشانی میں رکھ دیا۔ فرشتے حضرت سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہوجاتے اور نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرود وسلام کے نذرانے پیش کرتے رہتے۔ حضرت سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں بھی اس مبارک نور کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا اسے میری پیشانی سے نکال کر کسی ایسی جگہ رکھ دے جہاں میں اس کی زیارت کرسکوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اَنگُشتِ شہادت میں منتقل فرما دیا۔ فرشتے تسبیح پڑھتے تو آپ علیہ الصلوۃ والسّلام کی اَنگُشتِ مبارک میں وہ نور بھی تسبیح خوانی کرتا۔ اسی وجہ سے اس اُنگلی کو ''اَلْمُسَبِّحَۃ'' (یعنی تسبیح والی اُنگلی) کہتے ہیں۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا اس مبارک نور میں سے کچھ میری پشت میں بھی باقی ہے؟'' جواب ملا:

''ہاں! میرے محبوب کے صحابہ کا نور ابھی باقی ہے۔'' عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس بقیہ نور کو میری بقیہ انگلیوں میں رکھ دے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور درمیان والی انگلی میں، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور بِنْصَر (یعنی درمیانی کے ساتھ والی انگلی) میں، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور خِنْصَر (یعنی سب سے چھوٹی اُنگلی) میں اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور انگوٹھے میں رکھ دیا۔ جب تک حضرت سیِّدُنا آدم صفی اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں رہے تو یہ نور ان کی اُنگلیوں میں چمکتا رہا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت کی آزمائش سے دوچار ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نور کو دوبارہ واپس پشت میں رکھ دیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ودیعت کئے گئے نور کے راز کی قدر و منزلت کی پہچان کرائی اور فرمایا: ''پاک صاف ہو کر تسبیح و تقدیس کرو پھر دونوں طاہر ہو جاؤ اور اپنی اہلیہ حواء کا حقِ زوجیت ادا کرو کہ میں تم دونوں سے اپنے اس فیض آثار نور کا ظہور فرمانے والا ہوں۔'' پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مطابق عمل کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سیِّدَتُنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل فرما دیا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نور کو حضرت سیِّدَتُنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی میں سورج کی مانند دائرے کی صورت میں دیکھا کرتے۔

(مصنّف عبد الرزّاق، الجزء المفقود من الجزء الاوّل، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۱۸، ص ۶۳۔ بالفاظٍ مختلفةٍ)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ نسب: (۱)

جب حضرت سیِّدُنا شِیث علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں منتقل کر دیا گیا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہوئے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس خدائی راز کو کسی پاک باز بی بی میں ہی منتقل فرمائیں گے تاکہ یہ کسی پاک باز مرد تک ہی منتقل ہو۔'' اس کے بعد نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدُنا شیث علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اَنُوش، اُن سے قَینان، اُن سے مَہلا ئیل، اُن سے یَرُد، اُن سے اَخنُوخ، اُن سے مَتُّوشَلَخ، اُن سے لَمَک، اُن سے حضرت سیِّدُنا نُوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن سے سَام، اُن سے اَرفَخشَذ، اُن سے شَالَخ، اُن سے عَیبَر، اُن سے

---

(۱)......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک کے سلسلۂ نسب کے متعلق حضرت علامہ سیِّدُنا یوسف بن اسماعیل نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معد بن عدنان تک کے سلسلۂ نسب پر امت کا اجماع ہے اور اس سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک مذکور نسب قابلِ اعتماد نہیں (یعنی ناموں میں اختلاف ہے)۔'' (وسائل الوصول الی شمائل الرسول، ص ۴۸)

فَالِح، اُن سے ارغو، اُن سے سَارُوغ، اُن سے ناحُور، اُن سے تارِخ(۱) اُن سے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خلیلُ اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام، اُن سے حضرت سیِّدُ نا اسماعیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام، اُن سے قیذار، اُن سے نَبت، اُن سے سلامان، اُن سے ہَمَیْسَع، اُن سے یسع، اُن سے اُدَد، اُن سے اُدّ، اُن سے عَدْ نان، اُن سے مَعَدّ، اُن سے نِزار، اُن سے مُضَر، اُن سے اِلیاس، اُن سے مُدْرِکہ، اُن سے خُزَیْمَہ، اُن سے کِنانہ، اُن سے نَضر، اُن سے مالِک، اُن سے فِہر، اُن سے غالِب، اُن سے لُؤَیّ، اُن سے کَعْب، اُن سے مُرّہ، اُن سے کِلاب، اُن سے قُصَیّ، اُن سے عبدِمَناف، اُن سے ہاشم، اُن سے حضرت سیِّدُ نا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن سے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا جو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِمحترم ہیں۔'' (الرَّوضُ الْاُنف فی تفسیر السیرۃ النّبویّۃ لابن هِشَام، ج ۱، ص ۲۳ تا ۳۷)

کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

؎ مَا زَالَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ مُنْتَقِلاً فِی الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اُوْلِی الْعُلَا

---

(۱)...... یہاں اصل کتاب میں تارخ کے بعد آزر کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق فقیہ العصر، حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ علمائے اہلِ سنت کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر آپ علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔'' (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۲، ص ۵۶۸) نیز مفسرِ شہیر، حکیم الاُمَّت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس فرمانِ باری تعالیٰ ''وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ (پ۷، الانعام: ۷۴)'' کے تحت تفسیرِ نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں: ''(آزر) کون تھا؟ اس میں گفتگو ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ''مسالک الحنفاء'' میں فرمایا اور ''مفرداتِ امام راغب، تفسیرِ کبیر، تفسیرِ روحُ المعانی'' وغیرہ میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا چچا تھا، آزر بت پرست تھا۔ آپ (علیہ السلام) کے والد کا نام ''تارِخ'' ہے، جو مؤمن موحّد تھے۔ ''تفسیرِ ابنِ کثیر'' نے بھی یہی کہا۔ بعض نے فرمایا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوئی اور خاندانی بزرگ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ عربی میں ''اب'' اور ''والد'' دونوں کے معنی ہیں، باپ۔ مگر ''اب'' عام ہے کہ سگے باپ کو بھی ''اب'' کہتے ہیں اور سوتیلے باپ، دادا، چچا، بلکہ سارے اصولِ خاندان کو، بلکہ اُستاد کو، بلکہ شیخ کو، بلکہ ''مُرَبِّیْ'' کو بھی ''اب'' کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! ''لَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ'' یہاں ''آباء'' سے مراد سارے اصول ہیں۔ باپ، دادا، پردادا کہ ان سب کی منکوحہ بیویاں ہم پر حرام ہیں۔ ''اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ'' یہاں ''آباء'' میں چچا بھی داخل ہیں۔ حضرت اسمٰعیل جناب یعقوب کے چچا تھے۔ ''مَاوَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَاءَ نَا'' میں ''اباء'' سے مراد اُستاد بھی ہیں۔ سرکار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا: ''رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ (یعنی) میرے باپ عباس کو میرے پاس لاؤ۔'' یہاں ''اب'' سے مراد چچا ہے۔ بہرحال ''اب'' بہت عام ہے مگر ''والد'' اکثر سگے باپ کو کہتے ہیں، ''وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔'' یونہی لفظ عام ہے سگی ماں۔ سوتیلی ماں، دودھ کی ماں، دادی، نانی، چچی، ساس سب کو ''اُمّ'' کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! ''اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ'' میں دائی دودھ پلانے والی کو ''اُمّ'' فرمایا۔ ''حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ'' میں سگی ماں، سوتیلی ماں، دادی، نانی کو ''اُمّ'' فرمایا۔ مگر والدہ کو عموماً سگی ماں کہتے ہیں۔ ''وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ'' یا جیسے ''وَبَرًّام بِوَالِدَیْهِ۔'' جب یہ سمجھ لیا تو سمجھو کہ قرآن کریم نے ہر جگہ آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ''اب'' فرمایا ہے، کہیں ''والد'' نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ وہ آپ کا سگا باپ نہ تھا۔'' (تفسیر نعیمی، ج ۷، ص ۴۹۵)

حَتّٰی لِعَبْدِ اللّٰہِ جَاءَ مُطَھَّرًا ۔۔۔ وَّمُکَرَّمًا وَّمُعَظَّمًا وَّمُبَجَّلاً

ترجمہ: حضرت سیِّدُ نا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا مبارک نور ہمیشہ طیب وطاہر اور برتر و بالا لوگوں میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ پاک وصاف اور معظم ومکرم حالت میں حضرت سیِّدُ نا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تک پہنچا۔

نورِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی منتقلی پر جشن کا سماں:

جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو رفیعُ الشان صُلبوں سے بلند رُتبہ سیِّدہ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بطنِ اَطہر کی طرف منتقل فرمایا تو اس منتقلی کے ساتھ ہی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ ساری مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگی، زمین وآسمان میں اعلان کر دیا گیا: ''اے عرش! وقار وسنجیدگی کا نقاب اوڑھ لے۔ اے کرسی! فخر کی زرہ پہن لے۔ اے سِدرۃُ المنتہیٰ! خوشی سے جھوم جا۔ اے ہیبت اور رعب و دبدبہ کے انوار! تم بھی خوب روشن ہو جاؤ۔ اے جنّت! خوب آراستہ پیراستہ ہو جا۔ اے محلات کی حُور و! تم بھی بلندی سے دیکھو۔ اے رضوان (باغبانِ جنت)! جنت کے دروازے کھول دے اور حُور و غِلماں کو سامانِ زینت سے آراستہ پیراستہ کر کے کائنات کو خوشبوؤں سے معطّر کر دے۔ اے مالک (داروغۂ جہنم)! جہنم کے دروازے بند کر دے۔ کیونکہ آج کی رات میری قدرت کے خزانوں میں چھپا ہوا نور اور راز عبداللہ سے جدا ہو کر آمنہ کے بطن میں منتقل ہونے والا ہے اور جس گھڑی یہ نور منتقل ہو گا اسی لمحے میں اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو مکمل صورت دے دوں گا اور یہ لوگوں کے سامنے انسانِ کامل ظاہر ہو گا۔''

ہر چوپایہ بولنے لگا:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یکم رجبُ المرجب شبِ جمعہ نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی منتقلی کا اعلان فرمایا۔ جبکہ حضرت سیِّدُ نا امام واقدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک یہ جمادی الآخر کی پندرہویں رات تھی۔ نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی منتقلی کی رات ہر گھر اور مکان میں نور داخل ہو گیا اور ہر چوپایہ محوِ کلام ہو گیا۔ حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے رسولِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے حاملہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر چوپائے نے (بزبانِ فصیح) کلام کرتے ہوئے کہا: ''رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنی والدۂ ماجدہ کے شِکمِ اطہر میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں، ربِّ کعبہ کی قسم! آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دُنیا کے لئے امان اور اہلِ دُنیا کے چراغ ہیں۔''

(رسائلِ میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، رسالۃ مولدِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن حجر مکّی علیہ رحمۃ اللہ القوی، ص۱۹)

حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''جب حمل کو چھ ماہ ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِ محترم میرے سرتاج حضرت سیِّدُ نا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس جہانِ فانی سے کُوچ فرما گئے۔ اور کسی نے خواب میں آکر مجھے پاؤں کی

جُنبش سے اُٹھایا اور ارشاد فرمایا: ''اے آمنہ! تجھے بشارت ہو کہ تیرے شِکمِ اطہر میں پرورش پانے والی ذات تمام جہانوں سے بہتر ہے، جب ان کی ولادت ہو جائے تو ان کا نام محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم رکھنا اور اپنے اس معاملے پر کسی کو آگاہ نہ کرنا۔''

(البداية والنهاية لابن كثير، كتاب الشمائل، باب مااعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم......الخ، ج ٤، ص ٧٢٠)

ولادتِ مبارک اور عجائبات ولادت:

حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''جب تک آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے شکم میں تشریف فرما رہے میں نے کبھی درد والم، بوجھ یا پیٹ میں مروڑ محسوس نہ کیا۔ حمل ٹھہرنے کے کامل نو (9) ماہ بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت باسعادت ہوگئی۔ جب وقتِ ولادت قریب آیا تو عام عورتوں کی طرح مجھ پر بھی گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ میرے خاندان والے میری اس کیفیّت سے واقف نہ تھے، میں گھر میں تنہا تھی۔ حضرت سیِّدُنا عبدالمطلب طوافِ خانۂ کعبہ زَادَهَا اللّٰه شَرَفاً وَّتَعْظِيماً میں مشغول تھے۔ لہٰذا میں نے دستِ طلب اس ذات کے سامنے دراز کر دیا جس پر کوئی پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میری غم گُسار بہن فرعون کی بیوی حضرت سیِّدَتُنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جس سے سارا مکان روشن ہو گیا۔ یہ حضرت سیِّدَتُنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پھر میں نے چودھویں کے چاند جیسے چمکتے دمکتے چہرے دیکھے، یہ حوروں کا قافلہ تھا۔ جب دردِ زِہ کی تکلیف زیادہ ہوئی تو میں نے ان خواتین سے ٹیک لگا لی۔ پھر عالمُ الغیب والشہادہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر ولادت آسان فرما دی اور میرے بطن سے حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے آئے اور عالَم یہ تھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے ٹکٹکی باندھے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت سیِّدَتُنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر شفقت کرنے لگیں، حضرت سیِّدَتُنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جلدی جلدی حاضر ہو گئیں۔ حوروں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے **قدمینِ شریفین کے بوسے** لئے۔

حضرت سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام بھی کاشانۂ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ حضرت سیِّدُنا میکائیل علیہ السلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا، حضرت سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ پھر فرشتے آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، حبیبِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو نگاہوں سے اوجھل لے گئے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ساری کائنات کی سیر کرانے لگے، تمام جنّتی نہروں کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غسل فرمانے سے فیض یاب کیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اسمِ گرامی جنّتی درختوں کے پتّوں پر رقم کر دیا۔ پھر لمحہ بھر میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو واپس بھی لے آئے۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ساری کائنات پر فضیلت دی گئی۔ حضرت سیِّدَتُنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سرمہ لگانا چاہا تو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چشمانِ کرم میں اچھی طرح سرمہ لگا ہوا تھا۔ حضرت سیِّدَتُنا

مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ناف مبارک کاٹنا چاہی تو دیکھا کہ وہ پہلے سے کٹی ہوئی تھی اور اس سے اضافی حصہ زائل ہو چکا تھا۔ پھر حورِعین (یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی حور) نے حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مختلف خوشبوئیں لگائیں۔ اس کے بعد تین فرشتے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس کی جانب جلدی جلدی بڑھے۔ ایک کے پاس سرخ سونے کا تھال، دوسرے کے پاس موتیوں سے بنا ہوا جگ اور تیسرے کے پاس سبز ریشمی رومال تھا۔ انہوں نے حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے نورانی چہرے کو جگ کے پانی سے دھویا۔ پھر چوتھے نے ختمِ نبوت وتصدیق کی مہر نکالی جو انتہائی روشن و چمک دار تھی اور اس مہربان نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت مبارک پر لگادی۔ پس یوں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سعادت و توفیق کی تکمیل ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی والدۂ ماجدہ حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا: ''مقرَّب فرشتوں سے پہلے دُنیا میں سے کسی کو محبوبِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کے لئے نہ بلائیں۔''

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت پر عرش خوشی سے جھوم اٹھا اور کرسی بھی خوشی سے اِترانے لگی اور جنّوں کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''بے شک ہمیں اپنے راستے میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ہے۔'' اور فرشتے انتہائی خوشی ورعب سے تسبیح خوانی کرنے لگے، ہوائیں جھوم جھوم کر چلنے لگیں اور انہوں نے بادلوں کو ظاہر کردیا، باغات میں ٹہنیاں جُھکنے لگیں اور کائنات کے گوشے گوشے سے ''اَھْلًا وَّسَھْلًا مَّرْحَبًا'' کی صدائیں آنے لگیں۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی فیروز بختیوں کے ستارے کائنات میں ظاہر فرمائے تو کائنات روشن ہوگئی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جود وعطا کی بجلیوں کو چمکایا تو وہ چمکنے دَمَکنے لگیں۔ اور رسالتِ مصطفوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چاند نما دلائل کے انوار کو پھیلایا تو وہ خوب جگمگانے لگے۔ اور کفار کی امیدوں کو ختم کردیا پس وہ خاک میں مل گئیں۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو غلبہ عطا فرما کر کفار بادشاہوں کو ذلت ورسوائی سے دوچار کیا پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رعب ودبدبے سے ان کے سر پست ہوگئے اور انہیں گردنیں جھکانی پڑیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری سے انسانیت مانوس ہوگئی اور اس نے رفعت وبلندی پالی۔ جنّ چوری چھپے سننے سے روک دیئے گئے۔ آسمانی فرشتے رکوع وسجود کرنے لگے۔ حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسین وجمیل حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جنم دے کر کامیابی وکامرانی کے مقام پر فائز ہوگئیں اور حضرت سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی دانش مند خاتون آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دُودھ پلانے سے مشرَّف ہوئی اور کائنات بھر میں مدّاحین (یعنی تعریف کرنے والوں) کی زبانیں شکر ادا کرتے ہوئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعریف وتوصیف میں مگن ہوگئیں۔ وَصَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّم

بیان 44:

اللّٰہ والوں کی باتیں

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس کے فضل وکرم کا ہر دیہاتی وشہری نے اعتراف کیا۔ ہر صبح وشام آنے والا اس کے دریائے کرم سے سیراب ہوا۔ اسی کے فضل وکرم سے صبح کے بادل برسے۔ چمکتے دن اور رہنمائی کرنے والی رات نے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کی۔ اس کی حکمت سے کائنات نے اہلِ عقل ودانش کے لئے گفتگو کی۔ چنانچہ آسمان کہتے ہیں: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی قدرت سے ہمیں بلند کیا اور اپنی قدرت سے روکے رکھا، وہی ہمارا سہارا ہے۔'' زمین کہتی ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شئے کو علم کے اعتبار سے وسعت دی اور فرشِ زمین کو پانی پر بچھایا اور اسے چلنے کے لئے نرم کیا۔'' پہاڑ کہتا ہیں: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے پہلوؤں کو قوت دی اور میری بنیادیں اور جڑیں مضبوط کیں۔'' دریا کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنی مرضی سے چلایا، مجھ سے نہریں جاری کیں اور مجھے سیراب کرنے کی قوت عطا کی جو میرا قصد کر کے میرے پاس آئے۔'' عارف کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور اپنی ذات کو میری پناہ گاہ بنایا۔'' عالم کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے فہم کے دروازے کھولے اور دین کے احکام سیکھنے اور محنت کی توفیق عطا فرمائی۔'' عابد کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنا مقصود پانے کے لئے راتوں کو بیدار رکھا اور مجھے ذکر واذکار اور وظائف کے لئے قیام کی توفیق عطا فرمائی۔'' گنہگار کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے گناہوں پر باخبر ہونے کے باوجود میری پردہ پوشی فرمائی اور مجھے ''رحمت'' سے ڈھانپے رکھا۔ جب میں نے توبہ کی تو ''رحمت'' سے متوجہ ہوا اور مجھے ہدایت دی اور میرے برے حال کے بعد مجھے نیک بننے کی سعادت عطا فرمائی۔

پاک ہے وہ جو معبود ہے، وہ ہر رات آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے: ''ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں اور اس کی طرف نظر رحمت فرماؤں۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت کروں اور اسے ہدایت کا راستہ دکھاؤں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور اس کے لئے اپنے فضل کا وعدہ پورا فرماؤں۔ ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ میں اسے منہ مانگا عطا کروں اور اس پر اپنے انعام واکرام کی بارش برساؤں۔''

اے غافل انسان! کب تک اس غفلت اور سرکشی میں رہے گا؟ ندامت اور معذرت کے قدموں پر کھڑا ہو جا اور اپنے پیاسے دل کا علاج مسلسل ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے کر اور سحری کے وقت عاجزی وانکساری کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑا ہو جا۔

حضرت سیِّدُنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ''حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''میرا حوض عدن سے عمانِ بلقاء تک پھیلا ہوا ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے پیالے آسمانی ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ جس نے اس سے ایک بار پی لیا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ اس پر لوگوں میں سب سے پہلے فقراء ومہاجرین حاضر ہوں گے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''ان کے بال غبار آلود اور کپڑے مَیلے ہوتے ہیں، وہ عیش پسند عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث ۲۲۴۳۰، ج۸، ص ۳۲۱)

یہی لوگ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے ہیں۔

ہم نے تیری خاطر شرابی کا دل دھو دیا:

حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نشے کی حالت میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے شراب بہہ رہی تھی۔ اس حالت میں بھی اس کے منہ سے اللہ، اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ بندہ ایسی حالت میں تیرا ذکر کر رہا ہے جو تیرے شایانِ شان نہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانی منگوایا، اس کا منہ دھویا اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب اس کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الغنی تشریف لائے تھے۔ تجھے اس حالت میں دیکھا تو تیرا منہ دھو کر چلے گئے۔ وہ سخت پشیمان و شرمسار ہوا اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: ''اے نفس! تیری بربادی ہے، اگر تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے اولیاء کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام سے بھی حیا نہیں کرے گا تو کس سے کرے گا؟'' پھر اس نے نادم ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ رات کو جب حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الغنی محوِ آرام ہوئے تو خواب میں کسی کی آواز سنی: ''اے سری! تو نے ہماری رضا کے لئے اس شرابی کا منہ دھویا تو ہم نے تیرے لئے اس کا دل دھو دیا ہے۔'' جب حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الغنی صبح بیدار ہوئے تو اس آدمی کے متعلق معلوم کیا۔ آخر کار اسے ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا: ''اے میرے بھائی! کیسے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''یا سیدی! آپ میرا حال کیوں پوچھتے ہیں؟ حالانکہ اس کریم ذات جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ کو آگاہ فرما دیا ہے کہ اس نے آپ کی وجہ سے میرا دل دھویا اور میری حالت سدھاری۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تمہیں کس نے بتایا؟'' جواب دیا: ''جس نے اپنے غیر سے میرا دل پاک کیا اور مجھ پر اپنے عفو و کرم اور رضامندی کی بارش برسائی۔''

ایک عاشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ:

حضرت سیِّدُ نا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''میں نے ایک کمزور، زرد رنگ اور دُبلی ٹانگوں والا نوجوان دیکھا جو زادِراہ اور پانی کے بغیر سفر کررہا تھا، نہ ہی اس نے جوتے پہن رکھے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: ''کیا بات ہے میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟'' تو وہ رونے لگ گیا۔ پھر اُس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''میرے دل میں جو موجود تھا اس سے میرا بدن پگھل گیا اور میرے بدن میں جو کچھ تھا اس سے میرا دل پگھل گیا۔ اب چاہو تو میری رسی کاٹ دو اور چاہو تو جوڑ دو۔ میری نظر میں تمہاری طرف سے ہر عمل اچھا ہے۔ لوگوں کا مجھے ''دیوانہ'' کہنا صحیح تو ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ میں کس کی محبت میں دیوانہ ہوں۔''

حضرت سیِّدُ نا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''پھر میں نہ جان سکا کہ وہ نوجوان کہاں گیا۔''

اے بھائی! دیکھ! ان ہستیوں کا معاملہ بہترین ہے، ان کی منزل کتنی عمدہ ہے! ان کا انجام کتنا اچھا ہے! ان کا میل کچیل بھی کتنا صاف شفاف ہے! بے شک لوگوں کی زندگی اس وقت تک بے غبار نہیں ہوتی جب تک انہیں ابتلاء وآزمائش کے کنوئیں میں ڈال نہ دیا جائے۔ ان کے دل غربت وافلاس میں مطمئن دکھائی دیتے ہیں اور یہ لمبی اُمیدیں نہیں رکھتے۔ اور انہیں (بروزِ قیامت) تمام مخلوق کے سامنے شوق (یعنی دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ) کے بازار میں پکارا جائے گا، ''کیا تم آزمائش میں صبر کرتے رہے؟'' تو یہ جواب دیں گے: ''جی ہاں!'' پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں توفیق کی پاکیزہ شراب کے جام پلائے گا جن پر تصدیق کی مہر لگی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کی مذمت کرتے ہیں اور تحقیق کے چٹیل میدانوں میں غائب رہتے ہیں۔ راہِ حق عَزَّوَجَلَّ میں فقر وفاقہ سے لذّت حاصل کرتے ہیں اور بیابانوں میں خلوتوں سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ محبوبِ اکبر عَزَّوَجَلَّ کے ذکرِ خیر پر ٹوٹ کر گر جاتے ہیں اور جب پراگندہ حال فقراء کے لئے آخرت میں عظیم انعامات کا مژدۂ جاں فزا سنتے ہیں تو ان پر وجد طاری ہوجاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بھوک لگتی تو بستی کی طرف نکل جاتے۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ایک کتا بھونکنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے کتے! اسے تکلیف نہ دے جو تجھے تکلیف نہیں دیتا۔ تو وہی کھاتا ہے جو تجھے ملے اور میں بھی وہی کھاتا ہوں جو مجھے ملے۔ اگر میں جنت میں داخل ہوگیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں اور اگر دوزخ میں داخل ہوا تو تُو مجھ سے بہتر ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دانشمندانہ جواب:

حضرت سیِّدُ نا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بار مجھے قبرستان جانا ہوا۔ وہاں میں نے حضرت سیِّدُ نا بہلول

دانا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دیکھا کہ ایک قبر کے قریب بیٹھے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: ''آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟'' جواب دیا: ''میں ایسی قوم کے پاس ہوں جو مجھے اذیت نہیں دیتی اور اگر میں غائب ہو جاؤں تو میری غیبت نہیں کرتی۔'' میں نے عرض کی: ''روٹی مہنگی ہوگئی ہے؟'' تو فرمانے لگے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگرچہ ایک دانہ دینار کا ملے۔ ہم پر اس کی عبادت فرض ہے جیسا کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے اور ہمارا رزق اس کے ذمۂ کرم پر ہے جیسا کہ اس نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔''

ایسی جنت قید خانہ ہے جس میں قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نہ ہو:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا ایک آدمی کے پاس سے گزریں جو جنت اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس میں تیار کی گئی نعمتوں کو یاد کر رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے اُسے فرمایا: ''اے شخص! کب تک خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر اس کے غیر میں مشغول رہے گا؟ ارے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! تجھے چاہئے کہ پہلے قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو دیکھ پھر جنت کو دیکھ۔'' اس نے کہا: ''اے پاگل عورت! یہاں سے چلی جا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے فرمایا: ''میں پاگل نہیں۔ پاگل تو وہ ہے جو میری بات نہ سمجھ سکا۔ اے جنت کے محتاج! ایسی جنت تو ایک قید خانہ ہے جس میں قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل نہ ہو اور ایسی دوزخ بھی اس کے لئے تو ایک باغ ہے جس کا مُونِس وغم گسار **اللہ** تعالٰی ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب حضرت سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جنت میں تھے تو کھاتے پیتے اور مسرور تھے۔ جب درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تو وہی جنّت آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے قید بن گئی۔ اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا راز محفوظ رکھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا مقرب و پسندیدہ بنالیا اور جب آپ علیہ السلام کو آگ میں داخل کیا گیا تو وہ آپ علیہ السلام پر سلامتی اور ٹھنڈک بن گئی۔''

سیِّدُنا حبیب نجار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی ایمان افروز حکایت:

حضرت سیِّدُنا حبیب نجار علیہ رحمۃ اللہ الغفار مُتّقی پرہیزگار، اولیاء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رات بھر عبادت کرتے اور دن بھر روزہ رکھتے اور افطار کے لئے جو کھانا حاضر کیا جاتا وہ دوسروں کو دے دیتے اور خود ساری رات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھوکے ہی قیام میں گزار دیتے۔ جب صبح قریب ہونے کو آتی تو عاجزی وانکساری بھرے الفاظ میں عرض کرتے: ''میں غفلت کے سمندروں میں ڈوبا رہا اور گناہ کے میدانوں میں چلتا رہا۔ اپنی رسوائی کے دامن کو کھینچتا رہا۔ بدبختی کے جنگلوں میں حیران وسرگرداں بھٹکتا رہا۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں، میں تیرے در کے علاوہ کوئی در نہیں

پاتا کہ جہاں التجا کروں۔ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرا ذلیل، گنہگار اور بیمار بندہ تیرے بابِ کرم پر حاضر ہے اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہے۔ ہائے میری ہلاکت و بربادی! اگر تو نے مجھ پر رحم نہ فرمایا اور ہائے میری طویل حسرت! اگر تو نے مجھے معاف نہ فرمایا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجدہ کرتے اور طلوعِ فجر تک سر نہ اُٹھاتے۔ جب نماز پڑھ لیتے تو تلاوت شروع کر دیتے اور باقی دن میں پورا قرآن پڑھ لیتے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتقال فرمایا تو سورۂ یٰسین کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے:

﴿۱﴾ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝ (پ۲۳،یٰس:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں۔(۱)

تدفین کے بعد جب فرشتوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اگلی آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

﴿۲﴾ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ۝ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ۝ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ۝ (پ۲۳،یٰس:۲۵تا۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: مقرّر میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو۔ اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ کہا: کسی طرح میری قوم جانتی جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔(۲)

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ کیسے عظیم لوگ ہیں جو اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے حضور مناجات کرتے رہتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، یہ عشق و محبت کا بھاری بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جب رات کی تاریکی چھا جائے تو خوش ہوتے ہیں۔ یہی لوگ کل جنت الخلد میں نعمتیں لوٹیں گے اور اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے وجہِ کریم کا جلوہ دیکھیں گے۔

ان کی شان قرآنِ پاک یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ (پ۱۱،یونس:۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔(۳)

---

(۱)...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''جب حبیب نجّار نے اپنی قوم سے ایسا نصیحت آمیز کلام کیا تو وہ لوگ ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ان پر پتھراؤ شروع کیا اور پاؤں سے کچلا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا۔ قبر اُن کی انطاکیہ میں ہے۔ جب قوم نے ان پر حملہ شروع کیا تو اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادوں سے بہت جلدی کر کے یہ کہا۔''

(۲)...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''جب وہ جنّت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں۔ حبیب نجّار نے یہ تمنا کی کہ ان کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کی مغفرت کی اور اکرام فرمایا تاکہ قوم کو مرسلین کے دین کی طرف رغبت ہو۔ جب حبیب قتل کر دیئے گئے تو اللہ ربُّ العزّت کا اس قوم پر غضب ہوا اور ان کی عقوبت و سزا میں تاخیر نہ فرمائی گئی۔ حضرت جبریل کو حکم ہوا اور ان کی ایک ہی ہولناک آواز سے سب کے سب مر گئے۔''

(۳)...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے...... بقیہ اگلے صفحہ پر

قرآن سن کر رُوح نکل گئی:

حضرت سیِّدُ نا ابو بکر بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں عراق کے جنگلوں میں کئی دن تک حیران و سرگرداں گھومتا پھرتا رہا۔ میں نے کوئی انسان نہ پایا جس کو اپنا دوست بنا سکوں۔ اسی دوران چلتے چلتے میری نظر کسی عربی کے بالوں والے خیمے پر پڑی تو میں اس کی طرف بڑھا۔ جب میں دروازے کے پاس پہنچا تو اس پر پردہ لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اندر سے نقاب پوش بوڑھی خاتون نے پوچھا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''مکہ سے۔'' پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''شام کا۔'' یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا اس طرح گھومنا بیکار لوگوں کے گھومنے کی طرح ہے۔ ایک گوشے میں ٹھہر کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیوں نہیں کرتے یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔ پھر تم اس کھانے کے ٹکڑے کو دیکھو جو تم نے کھایا ہے، اگر یہ حلال ہے تو تیرے باطن کو روشن کر دے گا۔'' پھر اس نے پوچھا: ''کیا تم قرآنِ پاک پڑھتے ہو؟'' میں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' تو اس نے مجھے سورۂ فرقان کی آخری آیات پڑھنے کی فرمائش کی۔ جب میں نے تلاوت کی تو ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہوگئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو مجھے کہنے لگی، ''جب تم نے ان آیاتِ بیّنات کی تلاوت کی تو ان کی قراءت کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔'' پھر اس نے دوبارہ پڑھنے کا کہا تو اس کی وہی حالت ہوگئی جیسے

بقیہ.....تحت فرماتے ہیں: ''ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے **اللہ** کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قربِ الٰہی ہو، **اللہ** کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اولیاء کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو **اللہ** اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ''ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ **اللہ** کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے ابن زید نے کہا کہ ''ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ''ولی وہ ہیں جو خالص **اللہ** کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔''

پہلے ہوئی تھی۔ کافی دیر اس پر یہی حالت طاری رہی۔ میں نے دل میں کہا کہ دیکھوں تو سہی یہ فوت ہوگئی ہے یا زندہ ہے؟ لیکن پھر میں واپس پلٹ گیا اور ابھی نصف میل ہی چلا تھا کہ مجھے وادی میں کچھ عرب نظر آئے۔ دولڑکے میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: ''کیا آپ فلاں جنگل میں بالوں والے خیمہ سے ہوکر آئے ہو؟'' میں نے کہا، ''ہاں۔'' کہنے لگا، ''کیا آپ نے بوڑھی عورت کے پاس قرآنِ کریم پڑھا؟'' میں نے جواب دیا، ''ہاں۔'' تو وہ بولا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! وہ انتقال کر چکی ہے۔'' میں ان لڑکوں کے ساتھ چل دیا اور خیمہ کے پاس آیا۔ لڑکی اندر داخل ہوئی اور بوڑھی عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ وصال فرما چکی تھیں۔ میں اس لڑکے کے اندازے سے بہت حیران ہوا اور اس لڑکی سے پوچھا: ''یہ دولڑکے کون ہیں؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ دونوں قبیلہ جعفر کے معزّزین میں سے ہیں۔ اور یہ مرنے والی ان کی بہن ہے۔ تیس سال سے اس نے کسی سے کلام نہیں کیا۔ جب یہ اس وادی میں تھے تو یہ علیحدہ ہوگئی اور جنگل میں تنہا اپنا خیمہ بسالیا اور تین دن میں صرف ایک بار کھانا کھاتی تھی۔''

اے میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کب تک تم فانی لذات میں کھوئے رہو گے اور باقی رہنے والی نیکیوں سے غافل رہو گے؟ غنیمت کے اوقات میں جلدی کرو، لغزشوں کو سمجھو اور شبہات سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ کیا بار بار موت کا اعلان کرنے والوں نے تمہیں بیدار نہ کیا؟ کیا نیک مردوں اور عورتوں کے واقعات نے تمہیں جھنجھوڑا نہیں؟ جب دن آتا ہے تو وہ (نیک مرد اور عورتیں) لذّات (دنیا) کا بائیکاٹ کرتے ہوئے گزارتے ہیں اور جب رات آتی ہے تو محبت بھری آوازوں سے آہ وفغاں کرتے ہیں اور اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ یہی لوگ حقیقی سردار ہیں۔

برگد کے درخت سے کھجوریں اُتارلیں:

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن قرشی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ایک بار میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ ہم حجاز کے راستے پر تین دن تک سفر کرتے رہے اور ہمیں کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ میں بھوک سے بے چین ہوگیا۔ میرے چہرے پر بھوک کے تاثرات دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ گئے۔ میں بھی پہلو میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک تازہ روٹی میری گود میں گری۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اٹھایا اور مجھے فرمایا: ''کھاؤ۔'' میں نے آدھی روٹی کھائی اور خوب سیر ہوگیا اور پھر سفر شروع کر دیا۔ دورانِ سفر ہم ایک قافلے کے پاس پہنچے۔ شیر نے ان کا راستہ روک رکھا تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ الاعظم آگے بڑھے اور شیر سے فرمایا: ''اے شیر! اگر ہمارے متعلق تجھے کوئی حکم ہے تو اس کو کر گزر، ورنہ یہاں سے چلا جا۔'' یہ سنتے ہی شیر پیچھے مڑ کر بھاگ گیا۔ قافلے والے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے: ''یا سیدی! ہمیں

کوئی دعا ارشاد فرمایئے جو ہم پڑھا کریں کیونکہ ہم سفر میں بہت خوف محسوس کرتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں یہ دعا ارشاد فرمائی:''اَللّٰھُمَّ احْرُسْنَا بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْنُفْنَا بِکَنَفِکَ الَّذِیْ لَا یُضَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِکَ عَلَیْنَا لَا نُھْلَکُ وَاَنْتَ رَجَآؤُنَا یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنی نرمِ رحمت سے ہماری حفاظت فرما جو کبھی سوتی نہیں اور ہمیں اپنے سایۂ رحمت کی پناہ میں رکھ کہ جس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جا سکتا اور ہم پر اپنی قدرت کے شایانِ شان رحم وکرم فرما کہ ہم ہلاک نہ ہوں، ہماری اُمیدوں کا مرکز ومحور تیری ہی ذات ہے۔''

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:''کچھ عرصے بعد میری اہلِ قافلہ میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے بتایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے ہم اسے پڑھتے ہیں تو کوئی درندہ، چور اور خوفزدہ کرنے والی چیز ہمارے قریب نہیں آتی۔''

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:''پھر وہ شخص دریائی سفر میں ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو گیا۔ اچانک تیز ہوا چل پڑی، پانی کی موجیں بلند ہونا شروع ہوگئیں، کشتی ڈولنے لگی اور ہمیں ڈوبنے کا خوف لاحق ہو گیا۔ لوگ رونے دھونے اور آہ وبُکا کرنے لگے۔ تو اس شخص نے کہا:''اے لوگو! ہمارے ساتھ اس کشتی میں ایک پرہیزگار شخص موجود ہے، اور اُس میں فلاں فلاں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ آؤ! اس سے دعا کروائیں۔'' چنانچہ، ہم حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ الاعظم کے پاس حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشتی کے ایک کونے میں چادر سے سر ڈھانپے لیٹے ہوئے ہیں۔ ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیدار کیا اور عرض کی:''حضور! دیکھئے تو سہی، لوگ کس قدر مشکل میں ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر اٹھایا اور عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھا دی، اب اپنی مہربانی بھی دکھا دے۔'' ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ہوا تھم گئی، موجیں پُرسکون ہوگئیں اور کشتی اپنی معمول کی رفتار سے چلنے لگی۔''

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:''جب ہم کشتی سے اُترے تو چند دن پیدل چلتے رہے۔ میں بھوک کی شدت سے مرنے کے قریب ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھوک کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھیلا لیا اور برگد کے درخت پر چڑھ کر تھیلا بھر لیا۔ پھر جب نیچے آئے تو وہ خوبصورت کھجوریں تھیں۔ میں نے ایسی لذیذ کھجوریں پہلے کبھی نہ کھائی تھیں۔ رات کے سفر میں مجھے پیاس لگی تو میں نے پھر عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''پیو۔'' میں نے دیکھا کہ ایک ڈول ہوا میں لٹکا ہوا تھا۔ اس میں ایسا پانی تھا کہ جسے پی کر میں نہ صرف اس وقت سیراب ہوا بلکہ اس کے بعد شدید گرمیوں میں روزہ رکھتا تو مجھے کوئی بھوک پیاس نہ لگتی۔''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے دل میں محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے اپنے رخساروں پر آنسو بہائے اور اپنی سانسوں کو حسرتوں کے ساتھ ملا دیا اور بارگاہِ ربُّ

العزّت میں یوں عرض گزار ہوئے: ''اے وہ ذات! صفات جس کا احاطہ نہیں کرسکتیں! آفات کے ظلم سے ہماری حفاظت فرما۔''

اگر تم اُنہیں دیکھو گے تو پاؤ گے کہ انتہائی محبت نے اُنہیں تراش دیا ہے اور سوزِشِ عشق نے اُنہیں کمزور ونڈھال کر دیا ہے مگر اُنہوں نے کسی تکلیف یا نقصان کی شکایت نہ کی۔ اُن کا محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ اُن سے سرگوشی کرتا ہے اور سحری کی پُرکیف گھڑیوں میں اُن کا خیر مقدم کرتا ہے۔ وہ رات کے گھوڑے پر سوار ہو کر (معرفت کے میدان میں) چل پڑتے ہیں اور صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

کھانے کو شیطان سے بچاؤ

کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے سے کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں حاضر تھے۔ کھانا پیش کیا گیا ابتداء میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''ہم سب نے کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی۔ پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا، اُس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔

(شرح السنة، الحدیث:۲۸۱۸، ج۶، ص۶۲)

بیان45:

مَحَبَّتِ اِلٰھی عَزَّوَجَلَّ کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اپنا ذکر کرنے والے کا چرچا کرتا ہے اور اپنا شکر کرنے والوں کا شکر قبول کرتا ہے۔اس کی رحمت اول وآخر سب کو شامل ہے۔اس کی نعمت مؤمن و کافر سب کی کفالت کرتی ہے۔اس نے اپنی عبادت کے لئے اہلِ محبت کی آنکھیں بیدار فرمائیں۔پس سعادت مند وہ ہے جس نے اس کی اطاعت میں شب بیداری کی۔اس نے اہلِ محبت کو اپنی محبت میں مشغول کیا اور اس کی مشقت وتکلیف کو ان کے لئے لطف کا سامان کر دیا اور ان کے تقویٰ کی مہک نے دُنیا کو خوشبودار اور معطر کر دیا۔رات کے وقت جب لوگ غافل ہوجاتے ہیں تو وہ اپنے قرب کی تنہائیوں میں اپنے پیاروں سے کلام فرماتا ہے۔کتنی بڑی کامیابی ہے ان کی جن سے ان کا محبوب رات کی تنہائی میں ہم کلام ہوتا ہے۔وہ اپنی خواہشات کے باغات کو اپنے غم کے بہتے آنسوؤں سے سیراب کرتے ہیں تو ان کے ایمان کی کیاریاں چمکدار اور ہری بھری ہوجاتی ہیں۔وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کر کے اپنی خواہشات کی کھیتی برباد کرتے ہیں تو اُن کا باغِ تقویٰ آباد ہوجاتا ہے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں اپنے جمال کا مشاہدہ کرنے کے لئے بلاتا اور اپنے جود ونوال سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

پاکی ہے اسے جو ہمیشہ سے عظمت وقدرت والا،حلم والا اور بخشنے والا ہے،مہربان ہے،اپنے بندوں کے گناہ چھپاتا اور اپنی غالب قوت سے نافرمان بندوں پر قہر وغضب فرماتا ہے۔اپنے فیصلوں میں عدل وانصاف کرتا ہے،کسی سے ڈرتا نہیں،کسی پر ظلم نہیں کرتا۔جو اس کے ساتھ نیکیوں کا معاملہ کرتا ہے وہ اسے نفع بخشتا ہے حالانکہ وہ پہلے ناکام تھا۔جو اپنی ذلت ومحتاجی میں اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اس کی کمزوری پر رحم فرماتا ہے اور اس کی محتاجی کو دور فرما دیتا ہے اور جو لاعلمی میں اس کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور پھر اس کی بارگاہ میں اپنے اس برے فعل سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔جو اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے وہ اسے اپنے فرشتوں کی مقدّس جماعت میں یاد کرتا ہے۔''مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا یعنی جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہو،میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں۔''(جامع الترمذی،کتاب الدعوات،باب فی حسن الظن باللہ، الحدیث۳۶۰۳،ص۲۰۲۲) جو شخص سختی ومصیبت میں اس کو پکارتا ہے تو وہ اسے مشکل دور فرمانے والا اور ذلت ورسوائی میں مدد کرنے والا پاتا ہے۔

میں اوّل وآخر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ یکتا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں،یہ ایسی خالص گواہی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اوراس کے رسول ہیں، ایسے رسول کہ جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے آل واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اس وقت تک اپنی رحمت نازل فرمائے جب تک حدی خواں گنگناتا رہے اور رات کو سفر کرتا رہے۔'' (آمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن)

مَحبّت کیا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جان لیجئے! بے شک محبت فکروں سے کٹ جانے اور رازوں سے چھپ جانے کا نام ہے۔ یہ خواص کے لئے نور اور عوام کے لئے نار (یعنی آگ) ہے۔ جس دل میں محبت داخل ہو جاتی ہے اُسے بے چین ومضطرب اور پریشان کر دیتی ہے۔ حُب (یعنی محبت) دو حروف کا مجموعہ ہے، حاء اور باء، حاء ''حتف'' سے ہے یعنی کاٹنا اور باء ''بلاء'' سے ہے یعنی آزمائش۔ یہ حقیقۃً ایک بیماری ہے جس سے دوا اور شفا نکلتی ہے۔ اس کی ابتداء ''فنا'' اور انتہاء ''بقا'' ہے۔ اس میں بظاہر مشقت وکُلفت ہے مگر باطنی طور پر سرور ولذت۔ یہ ناواقفوں کے لئے بدبختی وبیماری ہے جبکہ عارفوں کے لئے شفاء وتندرستی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ (پ ۲۴، حٰمٓ السجدة: ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور وہ ان پر اندھا پن ہے۔

کافر اور مؤمن کی محبت کا موازنہ:

محبت کرنے والوں کی کئی اقسام ہیں لیکن مُحِبِّینِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہی خالص ومخلص لوگ ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ محبت نشان ہے:

﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پ ۲، البقرة: ۱۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''اَشَــدُّ'' سے مراد پختگی اور ہمیشگی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین جب کسی بت کی پوجا کرتے اور پھر کوئی اس سے اچھی چیز دیکھ لیتے تو اس بت کو چھوڑ کر اس سے اچھی چیز کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے (یعنی کافر اپنی محبتیں بدلتے رہتے تھے جبکہ مؤمن صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں)۔''

(التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی، سورۃالبقرة، تحت الآیة: ۱۶۵، ج ۲، ص ۱۷۸)

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں: اہلِ ایمان آخرت میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بہت محبت کریں گے۔

حضرت سیِّدُ نا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''بے شک کافر مصیبت کے وقت اپنے (باطل) معبود سے منہ موڑ لیتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔'' (التفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۶۵، ج۱، ص۹۴)

چنانچہ، اس بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ **فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ** ۚ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر۔

مزید ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ **وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ** ۚ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پُوجتے ہیں سب گم ہو جاتے ہیں۔

مؤمن مصیبت و خوشحالی اور آزمائش وغیرہ کسی حال میں بھی بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے اعراض نہیں کرتا اور اس پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔'' حضرت سیِّدُ نا حسن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''کافر واسطے کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بتوں کے متعلق کہتے تھے، جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مبین میں یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۵﴾ **مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى** ؕ (پ۲۳، الزمر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

اور وہ یہ بھی کہتے تھے:

﴿۶﴾ **هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ** ؕ (پ۱۱، یونس: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اس کے برعکس اہلِ ایمان کسی واسطے کے بغیر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں، جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۷﴾ **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ** ؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

منقول ہے، ''کیونکہ مشرکین اپنے بہت سے (باطل) معبودوں سے محبت کرتے ہیں اس لئے ان کی محبت مشترک ہے جبکہ مؤمنین کی محبت غیر مشترک ہے کیونکہ وہ صرف خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں۔''

اور ایک قول یہ ہے کہ ''کفار کے معبود ان کے اپنے ہی بنائے ہوتے ہیں جبکہ مؤمنین **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کو ہر چیز کا بنانے والا اور ہر مخلوق کا خالق مانتے ہیں۔''

اور بعض نے کہا کہ ''کافر بتوں کو دیکھ کر ان سے محبت کرتے ہیں جبکہ مسلمان بن دیکھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان بھی بن دیکھے لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان سے آخرت میں دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ فرمایا گیا۔''

ایک قول یہ بھی ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ''وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط'' اس لئے فرمایا کیونکہ پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایمان والوں سے محبت کی پھر مؤمنین نے اس سے محبت کی اور جس کی محبت کی گواہی معبودِ برحق عَزَّوَجَلَّ دے یقیناً اس کی محبت زیادہ کامل اور زیادہ صحیح ہے۔'' (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۶۵، ج ۱، ص ۹۵)

چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿۸﴾ **یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ** لا (پ ۶، المائدۃ: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان: ''رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَاطَاقَةَ لَنَا بِہٖ ج (پ ۳، البقرۃ: ۲۸۶) ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یہاں بوجھ سے مرادمحبت ہے۔'' (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۸۶، ج ۱، ص ۲۰۹ ''سفیان'' بدلہ ''ابراھیم'')

حضرت سیِّدُنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام یوں دعا کیا کرتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یعنی اے میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری محبت اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت کا سوالی ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی جان، گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ اپنی محبت عطا فرما۔'' (آمین)

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء داؤد علیہ السلام......الخ، الحدیث ۳۴۹۰، ص ۲۰۱۱)

حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ میرے صحابہ سے محبت کرے اور جو میرے صحابہ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ قرآن پاک سے محبت کرے اور جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ مساجد سے محبت کرے۔ کیونکہ یہ ایسی عمارتیں ہیں جنہیں **اللہ** تعالیٰ نے بنانے اور پاک رکھنے کا حکم دیا اور ان میں برکت رکھی۔ پس یہ خیر وبرکت والی جگہیں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی خیر وبرکت میں ہیں۔ یہ پسندیدہ جگہیں ہیں اور ان میں رہنے والے بھی پسندیدہ ہیں۔ یہ لوگ اپنی نمازوں میں ہوتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی ضرورت پوری فرماتا ہے۔ یہ مساجد میں ہوتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔'' (المجروحین لابن حبان، الرقم ۱۲۷۱، ابو معمر، ج ۲، ص ۵۱۰، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و

نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے: ''زمین وآسمان والوں میں اعلان کر دے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔'' پھر اس کی محبت زمین میں اُتاری جاتی ہے۔ وہ پانی میں پڑتی ہے تو اسے نیک و بد سبھی پیتے ہیں تو وہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اس کے برعکس حکم فرماتا ہے پس نیک و بد سبھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالی......الخ، الحدیث ۷۴۸۵، ص ۶۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا احب اللہ تعالی عبدًا......الخ، الحدیث ۲۶۳۷، ص ۱۱۳۷، مفهومًا)

محبوبانِ خدا عَزَّوَجَلَّ محبوبانِ اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ:

مذکورہ حدیثِ پاک کی روشنی میں حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے متعلق ایک حکایت منقول ہے: ''ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی خلیفہ کے پاس تشریف لے گئے۔ خلیفہ نے پوچھا: ''آپ کے دوست حضرت سیِّدُنا صالح یمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا دُعا مانگتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اُن کی دُعا یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنِیْ اِلٰی قُلُوْبِ عِبَادِکَ یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے بندوں کے دلوں میں میری محبت ڈال دے۔'' خلیفہ نے اس دعا کو کمتر سمجھتے ہوئے کہا: ''یہ اُن کی دعا ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا تم اس کو معمولی خیال کرتے ہو؟ میں نے حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے کہ ''میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر تک حدیث بیان فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب المقة من اللہ، الحدیث ۶۰۴۰، ص ۵۱۰) حدیثِ پاک سنتے ہی خلیفہ کہنے لگا: ''میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''دوسرے دن جب میں حضرت سیِّدُنا صالح یمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہو گئے اور معانقہ فرما کر (یعنی گلے مل کر) میرے سر کا بوسہ لیا اور ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے خوش کرے جیسے مجھے خوش کیا۔ گذشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں بارگاہِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں حاضر ہوں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرما رہے ہیں: ''اپنی اس دعا ''اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنِیْ اِلٰی قُلُوْبِ الْعِبَادِ۔'' پر قائم رہو۔ کیونکہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کسی بندے سے تبھی محبت کرتے ہیں جبکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے محبت کرتا ہو۔'' پھر میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا اور واپس لوٹ آیا۔''

حضرت سیِّدُ نا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی یوں دُعا مانگا کرتے تھے: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس بات پر تعجب نہیں کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں تو تیرا ایک حقیر بندہ ہوں۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ تو مجھ سے محبت فرماتا ہے حالانکہ تو مالک اور قدرت والا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ القاضی یوں مناجات کرتے تھے: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ بات عجیب نہیں کہ ایک حقیر بندہ اپنے ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ اپنے ذلیل بندے سے محبت کرتا ہے۔''

بعض عارفین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: ''محبت ایک دانہ ہے جو دلوں کی زمین میں کاشت کیا جاتا اور عقلوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ پس وہ پانی کی صفائی اور زمین کی عمدگی کے مطابق پھل دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۹﴾ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ج وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ط (پ۸، الاعراف: ۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل۔

حضرت سیِّدُ نا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ اَکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ اسلام کی حلاوت پائے گا: (۱)...... اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲)...... کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کرے اور (۳)...... اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من......الخ، الحدیث ۱۶۵، ص ۶۸۷)

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ راحت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت فرمائے گا: ''میری خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سایۂ (رحمت) میں جگہ عطا فرماؤں گا، آج میرے سایۂ (رحمت) کے سوا کوئی سایہ نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الحب فی اللہ تعالی، الحدیث ۲۵۶۶، ص ۱۱۲۷)

حضرت سیِّدُ نا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں، میں نے نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے (بروزِ قیامت) نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، الحدیث ۲۳۹۰، ص ۱۸۹۲)

عظیم خادمہ:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے پاس ایک عجمی خادمہ تھی۔ ایک رات وہ محوِ آرام تھی پھر

میں نے دیکھا کہ اس نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑی ہوگئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئی تو سربسجود ہوگئی اور عرض کرنے لگی: ''اے میرے مولیٰ! اس محبت کی قسم جو تجھے مجھ سے ہے! میری بخشش فرمادے۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم کرے! یوں نہ کہہ، بلکہ یوں کہہ: اس محبت کی قسم جو مجھے تجھ سے ہے! کیونکہ ہوسکتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔'' کہنے لگی: ''اے میرے آقا! اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ آپ کو سُلا کر مجھے اپنے حضور کھڑا نہ کرتا۔ اس کی محبت ہے کہ مجھے مشرکین کے ملک سے نکالا اور مؤمنین میں داخل فرمادیا۔'' یہ سن کر میں نے کہا: ''جا، میں نے تجھے رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد کیا۔'' تو وہ کہنے لگی: ''اے میرے آقا! آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا، پہلے میرے لئے دو اجر تھے، اب صرف ایک رہ گیا۔'' پھر اس کی زوردار چیخ بلند ہوئی اور کہنے لگی: ''یہ تو میرے چھوٹے مالک کا آزاد کرنا ہے، حقیقی مالک عَزَّوَجَلَّ کا آزاد کرنا کیسا ہوگا۔'' پھر وہ نیچے گری اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ محبین کی صفات ہیں جن کے دِل ربُّ العالمین عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں معلَّق (یعنی اَٹکے) رہتے ہیں۔ کسی محبّ سے پوچھا گیا: ''تو نے محبت کو کیسا پایا؟'' جواب دیا: ''میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے ساحل پر کھڑا ہوا جس کا دوسرا کنارہ نہیں ملتا، تو مجھے اس ذات نے قرب بخشا جو فرماتا ہے: ''مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا یعنی جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہو، میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن باللہ، الحدیث ۳۶۰۳، ص ۲۰۲۲) پس میں اس کے حکم سے سواری محبت پر سوار ہوگیا تو روح نے پکارنے والے کو جواب دیا:

﴿۱۰﴾ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ط (پ ۱۲، ھود: ۴۱) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا۔(1)

جب میں بحرِ محبت کے درمیان اتھاہ گہرائیوں میں پہنچا تو میں اس کے راستوں میں پریشان ہوگیا۔ مجھ پر یہی کیفیت طاری رہی یہاں تک کہ محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ''یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یعنی وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔'' کے پاکیزہ اجتماع میں پہنچا دیا۔ اور اب میں مقامِ ''بقا'' اور مقامِ ''فنا'' کے درمیان ہوں یہاں تک کہ فنا کو پالوں۔''

انوکھی مناجات:

حضرت سیِّدُنا ابوسلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنی مناجات میں عرض کرتے: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے میرے گناہوں کا مؤاخذہ کیا تو میں تجھ سے بخشش طلب کروں گا۔ اگر تو نے میرے بخل کے سبب پوچھ گچھ کی تو میں تجھ سے جودو

---

(1)...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سبب فلاح ہو۔ ضحاک نے کہا کہ ''جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے تھے کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے بسم اللہ فرماتے تھے ٹھہر جاتی تھی۔''

کرم کا سوال کروں گا۔ اگر تو نے نافرمانی پر میرا حساب کتاب لیا تو میں تجھ سے احسان طلب کروں گا۔ اگر تو نے مجھے آگ میں داخل کیا تو میں اہلِ دوزخ سے کہوں گا کہ میں رب عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہوں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو آواز آئی: ''اے ابو سلیمان! ہم تجھے جہنم میں نہیں بلکہ جنت میں داخل کریں گے کہ تو اہلِ جنت کو ہماری محبت کے متعلق بتائے، اہلِ دوزخ کو ہماری محبت سے آگاہ نہ کرے کیونکہ محبت کرنے والوں کا ٹھکانہ جنت اور دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! محبت دُلہنوں کی مانند ہے اور اس کا حق مہر جانوں کی قربانی ہے۔ اس کی وجہ سے گردنیں اور سر جھکے رہتے ہیں۔ یہ دلوں پر اپنی تجلّی ڈالتی اور گدلا پن دور کرتی ہے۔ یہ عارف کے لئے نور ہے تو جاہل کے لئے آگ۔ جب محبت کی پاکیزہ شراب اہلِ صفا کو اُکساتی ہے تو اہلِ وفا کے دل حاضر ہو جاتے ہیں۔ پس ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اس کا ساز ہے تو توحید باری تعالٰی اس کا گلدستہ ہے۔ شکر اس کا ترجمان ہے تو ہیبت اس کی پہچان۔ اہلِ محبت کے لئے باغِ وصالِ یار کے دروازے کھولے جائیں گے، وہ صبح وشام اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ بلا حجاب اُن پر تجلّی فرمائے گا اور خوش رو ملائکہ ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے والوں کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ اور خوف خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والے اور برے حساب سے ڈرنے والے جنت میں آراستہ پیراستہ صوفوں سے ٹیک لگائے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا ثواب ہے اُن کا۔

جنت میں یاقوت کا گھر:

حضرت سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو فرماتے سنا: ''میں مصر کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک خاتون پر میری نظر پڑی جو چادر اوڑھے ہوئے نہ تھی۔ میں نے اسے کہا: ''اے عورت! کیا تجھے بغیر چادر گھومتے ہوئے حیا نہیں آتی؟'' تو اس نے کہا: ''اے ذوالنون! جب چہرے پر زردی غالب ہو تو چادر کا کیا کام؟'' میں نے پوچھا: ''تیرے چہرے پر کس چیز کی زردی چھائی ہوئی ہے؟'' جواب دیا: ''محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی۔'' میں نے کہا: ''اے عورت! تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے شراب پی رکھی ہے۔'' اس نے جواب دیا: ''اے فضول بات کرنے والے! چُپ رہ۔ میں نے اس کی محبت کا جام پیا، مسرور ہو کر سوئی اور محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نشے میں چُور ہو کر صبح کی۔'' میں نے کہا: ''اے خاتون! کیا میں تجھ سے کچھ مفید باتیں یا وصیت حاصل کر سکتا ہوں؟'' تو وہ کہنے لگی: ''اے ذوالنون! خاموشی کو لازم پکڑ یہاں تک کہ لوگ تجھے پریشان سمجھنے لگیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دیئے ہوئے رزق پر راضی رہ، جنت میں تیرے لئے یاقوت کا گھر بنایا جائے گا۔''

اے معرفتِ حق کے طالب! جب محبت کی ہوا دل کے خانوں میں چلتی ہے تو یہ محبوب کی ملاقات سے ہی راحت پاتی ہے۔اور تو سحری کے وقت اہلِ معرفت کی مناجات سنے گا تو ان میں سے ہر ایک زبانِ حال سے اسی کے مطابق جواب دے گا جو احوال اس پر گزر رہے ہوں گے۔ پس اگر اس سے پوچھا جائے کہ ''اے غمگین انسان! تو ہم تک کیسے پہنچا؟'' تو وہ جواب میں کہے گا: ''میں نے توکُّل اور عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو اپنایا تو مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ مجھے اس کی حضوری مل گئی۔'' اور اگر اس سے سوال کیا جائے کہ ''اے موت سے خوف کھانے والے! تو نے موت کو کیسا پایا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں نے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں تکلیف کو خوشگوار جانا۔ پس میں نے اس کے فضل کو سبقت لے جانے والا اور اپنے حوصلے کو پیچھے رہ جانے والا پایا۔ مجھے اس سے کامیابی کی اُمید کیونکر نہ ہو حالانکہ میں اس کی رحمت پر یقین رکھتا ہوں۔'' اور اگر اس سے پوچھا جائے کہ ''اے زاہد! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے خرچ کرنے والی جگہوں کے متعلق تیرا عہد کیسا ہے؟'' تو اس کا جواب ہوگا: ''میں نے خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کے متعلق اس کا یہ فرمانِ عالیشان سنا:

﴿۱۱﴾ مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَاعِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط
(پ ۱۴، النحل: ۹۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا۔

تو جو کچھ میرے پاس تھا میں نے اسے اس کے لئے چھوڑ دیا جو رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے۔ میں نے فنا ہو جانے والی چیزوں سے توجہ ہٹا کر باقی رہنے والی چیزوں پر توجہ دی۔'' اور اگر اس سے سوال کیا جائے کہ ''اے ہم سے محبت کرنے والے! تیری ہماری بارگاہ تک کیسے رسائی ہوئی؟'' تو وہ کہے گا: ''میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے ''**يُحِبُّهُمْ**'' کا جام پیا جس کے نشے سے ''وَيُحِبُّوْنَهٗ'' کی خلوت میں کھو گیا اور اس جامِ عشق کی وجہ سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی پھر جلوۂ محبوب سے ہی اِفاقہ ہوا۔''

بھیڑیئے بکریوں کے محافظ بن گئے:

حضرت سیِّدُنا ربیع بن خثیم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے متعلق منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ شب بیداری کرتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی نے عرض کی: ''اے ابا جان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سب سے افضل کون ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیِّدُنا محمد رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''حرمتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا واسطہ! آج رات آپ سو جائیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ مجھے شب بیداری نیند سے زیادہ پیاری ہے لیکن میری بیٹی نے مجھے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا واسطہ دیا ہے اس بناء پر آج مجھے سونا پڑے گا۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محوِ آرام ہو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ بصرہ میں ایک میمونہ نامی خادمہ ہے جو جنت میں ان کی بیوی ہو گی۔ صبح ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بصرہ روانہ ہو گئے۔ جب اہلِ

بصرہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کا شہرہ سنا تو شاندار استقبال کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں سے پوچھا: ''کیا یہاں کوئی میمونہ نامی عورت ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دیوانی میمونہ کا پوچھتے ہیں جو دن میں بکریاں چراتی ہے اور اس کی مزدوری سے کھجور خریدتی ہے۔ اسے فقراء میں صدقہ کر دیتی ہے۔ رات کو چھت پر چڑھ جاتی ہے اور پھر کثرتِ گریہ وزاری اور چیخ وپکار سے کسی کو سونے نہیں دیتی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''وہ اپنی آہ وزاری میں کیا کہتی ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: وہ کہتی ہے:

عَجَباً لِلْمُحِبِّ كَيْفَ يَنَامُ　　　كُلُّ نَوْمٍ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامُ

ترجمہ: تعجب ہے محبت کرنے والے پر! وہ کیسے سوجاتا ہے۔ حالانکہ محبّ پر تو نیند حرام ہوجاتی ہے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ دیوانوں کا کلام نہیں، مجھے اس کے پاس لے چلو۔'' لوگوں نے عرض کی: ''وہ جنگل میں بکریاں چرا رہی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی طرف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس نے ایک محراب بنا رکھا ہے اور اس میں نماز پڑھ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ بکریاں چر رہی ہیں اور بھیڑیئے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ، اے میمونہ!'' اس نے جواب دیا: ''وَعَلَیْکَ السَّلَام، اے ربیع!'' میں نے پوچھا: ''تم میرا نام کیسے جانتی ہو؟'' اس نے کہا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس ذات نے آپ کا نام بتایا ہے جس نے گذشتہ رات خواب میں آپ کو خبر دی کہ میں آپ کی زوجہ ہوں۔ لیکن یہ وعدہ کی جگہ نہیں بلکہ ہمارے درمیان وعدہ کی جگہ جنت ہے۔'' میں نے پوچھا: ''یہ بھیڑیوں اور بکریوں کے اکٹھے رہنے کا معاملہ کیسا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جب میرے دل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت پیدا ہوئی اور میں نے دل سے دنیا کی محبت نکال دی تو اس ذات نے بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح کروادی۔'' پھر اس نے کہا: ''اے ربیع! مجھے میرے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا کلام تو سنائیے، مجھے اس کے سننے کا بہت شوق ہے۔'' تو میں نے تلاوتِ قرآن شروع کر دی:

﴿۱۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝　ترجمۂ کنزالایمان: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔(۱)

(پ ۲۹، مزمل: ۱۔۲)

......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی اپنے کپڑوں سے لپٹنے والے۔ اس کے شانِ نزول میں کئی قول ہیں۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ ''ابتداءِ زمانۂ وحی میں سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے۔ ایسی حالت میں آپ کو حضرت جبریل نے یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہہ کر ندا کی۔ ایک قول یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے، اس حالت میں آپ کو ندا کی گئی یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ بہرحال یہ ندا بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ رداءِ نبوت وچادرِ رسالت کے حامل ولائق۔''

وہ سنتی رہی اور رو رو کر تڑپتی رہی یہاں تک کہ جب میں **اللہ** تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان پر پہنچا:

﴿۱۳﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَاغُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (پ۲۹،مزمل:۱۲تا۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

تو اس نے زوردار چیخ ماری اور نیچے گر گئی اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں اس کی اس حالت پر پریشان تھا کہ اچانک خواتین کا ایک قافلہ آیا۔ انہوں نے کہا: ''ہم اس کے غسل و کفن کا اہتمام کریں گی۔'' میں نے پوچھا: ''تمہیں اس کے انتقال کی اطلاع کس نے دی؟'' انہوں نے بتایا: ''ہم اس کی دُعا سنا کرتی تھیں کہ ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے حضرت سیِّدُنا ربیع علیہ رحمۃ اللہ السمیع کے سامنے موت دینا۔'' جب ہم نے سنا کہ آپ اس کے پاس تشریف لائے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی دُعا قبول فرمالی ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندوں کے دل کی زمین سنوارتا ہے تو اسے خشیّت کے ہل سے اُلٹتا پلٹتا ہے اور اس میں محبت کا بیج بو کر آنسوؤں کے پانی سے سیراب کرتا ہے تو جو فصل اُگتی ہے، وہ یہ ہے:

﴿۱۴﴾ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ (پ۶،المائدۃ:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے دریا میں تیرتے ہیں۔ اس کے بابِ کرم کو لازم پکڑ لیتے ہیں۔ اس کی بارگاہ میں کھڑے رہتے ہیں۔ اس کے احکام کی بجا آوری پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں اور اس سے والہانہ پیار کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ راتوں کو آرام نہیں کرتے بلکہ بیدار رہتے ہیں۔ پس جب وہ اس کی محبت میں دنیا سے جاتے ہیں تو انہیں کوئی ملامت نہیں ہوتی۔

میں تیری محبت میں کمزور نہیں:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن فضل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی کا انتقال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔'' پوچھا گیا: ''کس سبب سے؟'' فرمایا: میں اپنی دعا میں عرض کرتا تھا، ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگرچہ میں تیری عبادت میں کمزور ہوں مگر تیری محبت میں کمزور نہیں۔''

روحانی بدن اور آسمانی عقلیں:

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے یمن کے ایک بزرگ کے متعلق سنا کہ وہ محبت کرنے والوں میں بلند مرتبہ اور کوشش کرنے والوں پر فوقیت رکھتے ہیں اور وہ علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ، میں حج کے ارادے سے

نکلا اور جب ارکانِ حج ادا کر لئے تو ان کی طرف چل پڑا تاکہ ان کی گفتگو سنوں اور ان کے بیان سے نفع اٹھاؤں۔ ہم کئی لوگ یہی سوچ لے کر گئے۔ ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جس میں نیک لوگوں کی نشانیاں اور محبت کرنے والوں کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ وہ بزرگ ہمیں ملے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی نوجوان نے سلام وکلام سے ابتداء کی۔ بزرگ نے اس سے مصافحہ کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ نوجوان نے عرض کی: ''یا سیدی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو بیمار دلوں کا طبیب بنایا ہے، مجھے ایک ایسی بیماری ہے کہ طبیب اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ اگر آپ مجھ پر اپنا لطف وکرم فرمائیں تو میرا علاج فرما دیجئے۔'' بزرگ نے پوچھا: ''جو معاملہ تجھ پر ظاہر ہوا ہے اس کے مطابق پوچھ۔'' اس نے عرض کی: ''محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی علامت کیا ہے؟'' بزرگ نے جواب دیا: ''اس کی علامت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو بیمار جان، کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ بیمار مرض کے خوف سے کھانا نہیں کھاتا؟''

یہ سنتے ہی نوجوان نے بآوازِ بلند چیخ ماری۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی روح پرواز کر گئی ہے۔ جب اسے اِفاقہ ہوا تو پھر عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! محبت کرنے والوں کی علامت کیا ہے؟'' فرمایا: ''محبت کرنے والوں کا درجہ بہت بلند ہے۔'' نوجوان نے پھر عرض کی: ''مجھے ان کے اوصاف بتائیے؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے اس کے نورِ جلال کو دیکھتے ہیں تو ان کے **جسم روحانی اور عقلیں آسمانی** ہو جاتی ہیں جو ملائکہ کی صفوں کے درمیان واضح طور پر چلتی پھرتی ہیں اور تمام اُمورِ آخرت کا یقینی طور پر مشاہدہ کرتی ہیں۔ پس وہ حسبِ استطاعت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کو جنت کی طمع ہوتی ہے نہ دوزخ کا خوف۔'' اس پر اس نوجوان نے ایک آہِ سردِ دِل پُر درد سے کھینچی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ وہ بزرگ رو رو کر اُسے بوسے دینے لگے۔ پھر فرمانے لگے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ خائفین کی موت ہے اور یہ محبین کا مقام ہے۔''

حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اے داؤد! مجھ سے محبت کرو اور میرے محبین سے بھی محبت کرو اور میرے بندوں کے دلوں میں میری محبت ڈالو۔'' انہوں نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے محبین سے بھی محبت کرتا ہوں لیکن تیرے بندوں کے دلوں میں تیری محبت کیسے داخل کروں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''ان کو میری نعمتیں اور عطائیں یاد دلاؤ کیونکہ وہ مجھے احسان کرنے والا ہی جانتے ہیں۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان فضیلۃ الرجاء والترغیب فیہ، ج٤، ص١٧٨)

منقول ہے، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''تو میرا خلیل ہے اور میں تیرا خلیل ہوں۔ لہٰذا اس بات سے بچنا کہ میں تیرے دل کو اپنے غیر میں مشغول پاؤں، اگر ایسا ہوا تو میں تیری محبت ختم کر دوں گا۔ کیونکہ میں اپنی محبت کے لئے ایسے بندے کا انتخاب کرتا ہوں کہ اگر میں اسے آگ میں بھی جلاؤں تو بھی اس کا دل میرے علاوہ کسی میں مشغول نہ ہو۔ جب وہ ایسا ہو تو میں اپنی محبت اس کے دل میں ڈال دیتا ہوں اور اس پر مسلسل اپنا لطف وکرم فرماتا

ہوں پھر اسے اپنا قرب اور اپنی محبت عطا کرتا ہوں۔ تو میرے نزدیک کونسی نعمت اس کے برابر ہوسکتی ہے اور میرے نزدیک کون سا شرف و مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوسکتا ہے۔ میری عزّت وجلال کی قسم! اپنی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے محبّ کے سینے کو ضرور شفا بخشوں گا اور یہ اس لئے کہ میں اپنے محبّ سے محبت کرتا ہوں۔''

(حلیۃ الاولیاء،الحارث بن اسد المحاسبی، الحدیث ۱٤٦٤٨، ج ۱۰، ص ۸٦، بتغیرٍ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت اپنی قدیم عنایت کے ساتھ بندے پر سبقت لے جاتی ہے تو پھر بندہ سیدھے راستے پر کیوں نہیں چلتا؟'' (حکم ہوتا ہے) اے جبرائیل علیہ السلام! فلاں کو سلا دو اور فلاں کو اٹھا دو۔ تو محبّ اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے، اس کی عبادت کو لازم پکڑ لیتا ہے اور اس کی محبت میں حیران و سرگرداں رہتا ہے تو اس پر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور عتاب اثر نہیں کرتا۔

سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا رِقّت انگیز بیان:

حضرت سیِّدُنا ابو حیان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں: 'میں مصر کے ایک جنگل بیابان میں حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا۔ میں نے حاضرینِ اجتماع کو شمار کیا تو وہ ستر ہزار (70,000) کے لگ بھگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت اور محبین باری تعالیٰ کے متعلق بیان فرما رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتماع میں گیارہ افراد مر گئے۔ لوگ چیخ و پکار اور گریہ وزاری کرتے ہوئے گر رہے تھے۔ بہت سے لوگ زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔ سارا دن انہیں اِفاقہ نہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید عرض کرنے لگا: ''اے ابوالفیض! آپ نے محبتِ خالق عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے دلوں کو جلا کر رکھ دیا اور غم واَندُوہ میں ڈال دیا۔ اب محبتِ مخلوق کے ذکر سے ان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچایئے۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی شدید آہ بھری اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قمیص شق ہو کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمانے لگے: ''آہ! افسوس! ان کے دل معلّق ہوگئے۔ ان کی آنکھیں اَشک بار ہوگئیں۔ انہوں نے شب بیداری کا عہد و پیمان اور نیند کا بائیکاٹ کر لیا۔ ان کی رات طویل اور نیند کم ہے۔ ان کا غم والم ختم نہ ہوگا۔ ان کے کام دُشوار اور آنسو بہت زیادہ ہیں۔ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور پلکیں نم ناک ہیں۔ زمانے نے ان سے دشمنی کی اور رشتے داروں اور پڑوسیوں نے جفا کی۔ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں کو جلا کر رکھ دیا۔ ان کی شرابِ طہور گدلے پن سے پاک صاف ہے۔ بے شک ان کے لئے اپنے مقصود تک پہنچنے اور سُرُور و کامیابی پانے کی بشارت ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! محبت ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنے دل میں محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کے لئے ذرہ برابر جگہ نہ چھوڑی۔ اور محبت ہر عضوِ بدن پر اپنی علامات ظاہر کرتی ہے۔

(۱)......زبان، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے۔ جیسا کہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱۶﴾ **فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ** (پ۲، البقرة:۱۵۲) ترجمۂ کنزالایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔(۱)

(۲)......کان، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے اِن میٹھے بولوں کو سننے کے لئے بے تاب رہتے ہیں:

﴿۱۷﴾ **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ** ط (پ۲، البقرة:۱۸۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔(۲)

(۳)......آنکھیں، جلوۂ محبوب عَزَّوَجَلَّ دیکھنے کی آرزومند رہتی ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک فرماتا ہے:

﴿۱۸﴾ **وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝** (پ۲۹، القيامة:۲۲-۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔(۳)

(۴)......بدن، محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں کھڑے ہو کر یہ وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں:

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱)......لسانی (۲)......قلبی (۳)...... بالجوارح۔ ذکرِ لسانی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکرِ قلبی **اللہ** تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائلِ قدرت میں غور کرنا۔ علماء کا استنباطِ مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔ ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعتِ الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا، یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح وتکبیر، ثناء و قراءت تو ذکرِ لسانی ہے اور خشوع وخضوع، اخلاص ذکرِ قلبی اور قیام، رکوع وسجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن وحدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں۔ ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔''

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں طالبانِ حق کی طلبِ مولیٰ کا بیان ہے، جنہوں نے عشقِ الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا۔ وہ اسی کے طلبگار ہیں، انہیں قرب ووصال کے مژدہ سے شادکام فرمایا۔ **شانِ نزول:** ایک جماعتِ صحابہ نے جذبۂ عشقِ الٰہی میں سید عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نویدِ قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ **اللہ** تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہے وہ اس کے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور **اللہ** تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے۔ مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازلِ قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوست نزدیک تر از من بمن ست۔ ویں عجب تر کہ من از وے دورم۔''

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''انہیں دیدارِ الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ **مسئلہ:** اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدارِ الٰہی میسر آئے گا۔ یہی اہلِ سنت کا عقیدہ و قرآن وحدیث واجماع کے دلائلِ کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔''

﴿۱۹﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ۝ (پ ۱،الفاتحۃ:۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

(۵)......دل، یادِ محبوب عَزَّوَجَلَّ میں محبت کے رابطے سے جڑے رہتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲۰﴾ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ (پ ۶،المائدۃ: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

(۶)......راز، جلوۂ محبوب عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدہ میں کھوئے رہتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

﴿۲۱﴾ وَ شَاہِدٍ وَّ مَشۡہُوۡدٍ ؕ۝ (پ ۳۰،البروج: ۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور (قسم) اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۷)......روحیں، راحت اور پھولوں کے ذکر سے سکون حاصل کرتی ہیں۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲۲﴾ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ (پ ۲۷،الواقعۃ: ۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو راحت ہے اور پھول۔(1)

پس عارف کو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری سے غفلت نہیں ہوتی؟ اور نہ ہی عابد اپنے معبودِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے غافل ہوتا ہے۔

دِل کی سیاہی کیسے دُور ہو؟

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بظاہر مجنون تھا مگر باطن محبت الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی دولت سے مالا مال تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ نوجوان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عشق میں چُور ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے محبت کرنے والوں کو قرب سے نوازا لیکن مجھے دُور کر دیا، میرا گناہ کیا ہے؟ ان کو تو نے اپنا وصال عطا کیا اور مجھے ہجر و فراق سے دوچار کیا۔ ہائے، میری مصیبت! تو نے ان کو قیام کے لئے بیدار رکھا اور مجھے سلائے رکھا۔ ہائے، میری رسوائی! تو نے ان کو سحری کے وقت مناجات کی لذت عطا کی اور مجھے محروم رکھا۔ ہائے، میرا دکھ!'' پھر اُس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میرے جسم کے پُرسکون اعضاء پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میرا پوشیدہ عشق جوش مارنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! یہ رونا کیسا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''اے ذوالنون! مجھے بتایئے کہ کپڑے کی میل تو پانی اور صابن سے دور ہو جاتی ہے لیکن دل کی سیاہی کیسے دُور ہو؟'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی اسی کی تلاش میں ہوں جس کی تلاش میں تو ہے۔'' مجھے اس نوجوان کے واقعہ سے بڑی حیرانگی ہوئی۔''

1......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''ابو العالیہ نے کہا کہ ''مقرّبین سے جو کوئی دُنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنّت کے پُھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے، اس کی خوشبو لیتا ہے تب رُوح قبض ہوتی ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائی! جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت دلوں میں قرار پکڑ لیتی ہے تو انہیں محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے انوار سے روشن کردیتی ہیں۔ محبت کی بدولت دل میں سات ثمرات پھلتے ہیں، جن کے بغیر معرفت الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا چراغ روشن نہیں ہوتا: (۱)......نیت میں اخلاص (۲)......خشیّتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ (۳)...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی اُمید (۴)......اس کے ساتھ سچا رہنا (۵)......اسی پر توکل کرنا (۶)......اس سے اچھا گمان رکھنا اور (۷)......اسی کی طرف لگن وشوق ہونا۔ جس طرح درج ذیل سات اشیاء کے بغیر چراغ نہیں جلتا جیسے (۱)......زنّاد (وہ پتھر جس کو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے) (۲)......پتھر (۳)......آگ پکڑ لینے والی کوئی چیز مثلاً کپڑا (۴)......گندھک (۵)...... چراغ دان (۶)......تیل اور (۷)......فتیلہ۔ اسی طرح مذکورہ سات چیزوں کے بغیر معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا چراغ بھی روشن نہیں ہوتا۔''

اے میرے اسلامی بھائی! معلوم ہوا کہ ان چیزوں کے بغیر چراغ روشن کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ اگر تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدے کے لئے اپنے دل کے چراغ کو روشن کرنا چاہتا ہے تو تیرے لئے سخت کوشش کا زناد، تکالیف جھیلنے کا پتھر، عشق کی آگ، محبت کی گندھک، توکل کا چراغ دان، فکر کا تیل اور صبر کا فتیلہ ضروری ہے۔

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور گریہ وزاری کی زنجیر میں چراغ کو لٹکا دے تو اس طرح تیرے دل میں نورِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ روشن ہوگا اور تو جمالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا مشاہدہ کرلے گا۔

حقیقی بندے اور سچے محبوب:

حضرت سیِّدُنا محمد بن احمد مفید علیہ رحمۃ اللہ الوحید فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو فرماتے سنا، میں حضرت سیِّدُنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سو رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بیدار کیا اور فرمانے لگے: اے جنید! میں نے دیکھا کہ گویا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑا ہوں اور مجھے ارشاد فرمایا گیا: ''اے سری! میں نے مخلوق پیدا کی تو سب میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ پھر میں نے دُنیا پیدا کی تو نوّے فی صد (90%) بھاگ گئے اور دس فیصد (10%) باقی رہ گئے۔ پھر میں نے جنت پیدا کی تو بقیہ میں سے بھی نوّے فیصد (90%) بھاگ گئے اور صرف دس فیصد (10%) بچ گئے۔ پھر جب میں نے ان پر ذرہ بھر آزمائش نازل کی تو اس باقی رہ جانے والی تعداد کا بھی صرف دس فیصد (10%) بچا اور باقی نوّے فیصد (90%) بھاگ گئے۔ میں نے باقی رہنے والوں سے پوچھا: ''نہ تو تم نے دنیا کو چاہا، نہ جنت طلب کی، نہ ہی آزمائش سے بھاگے۔ آخر! تم کیا چاہتے ہو؟ اور تمہارا مقصود کیا ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''ہمارا مقصود تو ہی تُو ہے، اگر تو ہم پر مصائب نازل فرمائے گا تب بھی ہم تیری محبت کو نہ چھوڑیں گے۔'' میں نے ان سے کہا: ''میں تمہیں ایسی ایسی مصیبتوں اور آزمائشوں میں

مبتلا کروں گا کہ پہاڑوں کو بھی جن کے برداشت کی طاقت نہیں، تو کیا تم ان پر صبر کر لو گے؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، مولیٰ! اگر تو آزمائش میں مبتلا کرنے والا ہے تو جیسے چاہے ہمیں آزمالے۔''

(پھر فرمایا:) اے سری! یہی میرے حقیقی بندے اور سچے محبوب ہیں۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں پر آزمائش مقرّر کر دی گئی ہے، اس نے ان کے جسموں کو لاغر و کمزور کر دیا اور ان کے دلوں پر قابو پا لیا ہے۔ یہ ایسے ہی رہیں گے یہاں تک کہ محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔

سیِّدُنا عُتبہ غلام علیہ رحمۃ اللہ السلام کی حکایت:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا عتبہ غلام علیہ رحمۃ اللہ السلام خاص اہل اللہ میں سے تھے اور مخلصین میں معروف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض اوقات رات کو میرے پاس تشریف لایا کرتے، ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرے پاس رات گزاری۔ جب میں نے رات کا کھانا حاضر کیا تا کہ روزہ افطار کریں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف پانی سے افطار کر لیا۔ جب عشاء کی نماز ادا کر لی تو عبادت پر کمر بستہ ہو گئے اور وقتِ سحر تک نماز پڑھتے رہے۔ میں نے سنا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں دعا کر رہے تھے: ''اے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! اگر تو مجھے عذاب دے تو بھی میں تیرا محبّ ہوں اور اگر مجھ پر رحم فرمائے تو بھی تیرا محبّ ہوں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور زوردار آواز نکالی اور بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب اِفاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: ''اے عتبہ! آپ کی رات کیسی گزری؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چیخ نکل گئی اور فرمانے لگے: ''اے ابراہیم! بہت جلد حساب لینے والے کی بارگاہ میں پیشی کی فکر نے مُحِبّین کے جسم کے جوڑ کاٹ کر رکھ دیئے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو سرِ اَقدس اُٹھایا اور عرض کرنے لگے: ''اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس شخص کے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے؟ کیا تو اُسے آگ کا عذاب دے گا یا اس کے دل کو ہجر و فراق کے عذاب میں مبتلا کرے گا؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہاتفِ غیبی کی یہ آواز سنائی دی: ''ہرگز نہیں، جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا محبّ ہو اور جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چن لیا ہو، اُسے کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔''

وَصَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

بیان 46:

وصالِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

حمدِ باری تعالٰی:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے حقیقی عقلمندوں کو چن لیا کہ قربت سے غفلت کو چھوڑ کر اس کی معرفت کے چھپے ہوئے مطالب کو تلاش کریں۔ اور اس نے پختہ سمجھ کی کشتیوں کو، اپنی ہمیشہ رہنے والی صفت کے متعلق سوال کے دریاؤں کی تیز لہروں میں غرق کر دیا۔ اور غور وفکر کے پرندوں کے پروں کو کنوئیں سے آزاد کر کے اپنی شانِ بے نیازی کے میدانوں میں پہنچا دیا۔ اور حواس وشعور کے پیمانوں کی بنیاد نا اُمیدی کے کدَّال سے گرادی، لہٰذا اس کی صفات وقدرت کا اندازہ لگانے کا کوئی پیمانہ نہیں۔ اور عقل ودانش کے پرندوں کو اپنی ذات کی معرفت کے جال میں داخل کیا تو افلاک واملاک سبھی اس کی شانِ اَحدِیَّت کے ادراک سے عاجز آگئے اور عقلیں اس کے رازِ یکتائی کے حصول کے قریب پہنچنے سے عاجز آگئیں۔ پس وہ اوّل ہے جس کی اَوَّلِیَّت پر سبقت لے جانے والا کوئی نہیں۔ وہ آخر ہے جس کے آخری ہونے پر کوئی آخر نہیں۔ وہ ظاہر ہے کہ اپنے اہلِ محبت پر دلیل کے ساتھ عیاں ہے۔ وہ باطن ہے کہ غور وفکر کے باوجود دل اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ وہ ایسا سمیع (یعنی سننے والا) ہے کہ رحمِ مادر کے پردوں کی تاریکی میں بچہ کے سانس کی آواز بھی سن لیتا ہے۔ وہ ایسا بصیر (یعنی دیکھنے والا) ہے کہ رات کے اندھیرے میں چھپی ہوئی سیاہ چٹان پر چیونٹی کے رینگنے کا نشان بھی دیکھ لیتا ہے۔ وہ علیم ہے کہ ہر وہ بات جانتا ہے جسے بندہ اپنے دل میں چھپاتا ہے۔ وہ جبَّار ہے کہ ہر جابر اس کی بلند ہیبت کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ وہ قہَّار ہے کہ ہر متکبر پر اپنی شانِ اقتدار سے غالب ہے۔ ساری کائنات اس کی تسبیح بیان کر رہی ہے اور تمام مخلوق اس کی بزرگی کی معترف ہے۔ اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے (یعنی اس کی ہیبت وجلال سے) اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

اے اعلیٰ مقصد کے طلب گار! راستے میں بہت زیادہ ہلاکتیں اور دُشوار گُزار گھاٹیاں ہیں۔ اگر تو نے یہاں توفیقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو پالیا تو اپنی ملاقات میں کامیاب ہو جائے گا، اپنی اُمید کی انتہاء کو پالے گا، پھر تو ایسے جمال کو دیکھے گا جو کبھی تیرے خیال میں نہ آیا تھا اور ایسے جواب سنے گا جو کبھی تیرے دل میں نہ کھٹکے ہوں گے، اور تو ایسا جام پیئے گا جو تجھے سیراب کر دے گا اور اہل ومال سے بے پرواہ کر دے گا۔ اگر تو اپنی عقل ورائے اور مثال سے اس کی بارگاہ میں رسائی چاہے گا تو ملاقات تو کجا اپنی دیگر نعمتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور خسارہ وعذاب مول لے گا۔ اپنے تجسُّس اور سوال میں کمی کر اور چھان بین اور جھگڑے سے رک جا۔ اور جان لے کہ (جس طرح تو مقصود چاہتا ہے) اللہ عزوجل کی مشیَّت اس کے برعکس ہے۔

ذاتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کے میدانوں کی طرف کتنے ہی عقلوں کے قافلے چلے اور بھٹکتے رہے، لیکن منزل پر نہ پہنچ

سکے۔ بہت سی عقلوں نے اس دروازے میں داخل ہونا چاہا مگر وہ ہمیشہ بند رہا۔ عقل نے کتنے ہی پیغام بھیجے مگر وہ حیرانی کے عالم میں واپس لوٹ آئے۔ عقل بغیر بدلے اس در پر کھڑی ہے، فکر اس بارگاہ میں ہمیشہ سے حاضر ہے، پختہ سمجھ اس کی شانِ بے نیازی کے ادراک میں حیران و ششدر ہے کہ حواس باختہ ہو چکی ہے۔ عقلیں دنگ ہیں کہ معقول کے ذریعے اس کی پہچان نہیں ہوتی اور اذہان ہکا بکا ہیں کہ منقول کے ذریعے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔

پاک ہے جو معبود ہے، کیسا؟ کیسے ہو کہ وہ کیفیت سے پاک ہے۔ کہاں؟ کہاں ہو کہ وہ کسی جگہ میں ہونے سے پاک ہے۔ وہ ہر شئے سے اوّل ہے اور اس کے لئے ابتداء نہیں، وہ ہر شئے کا آخر ہے اور اس کے لئے انتہاء نہیں۔ اس کو کسی مثل پر قیاس کیا جا سکتا ہے نہ کسی مادی شئے کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی جسم کے ساتھ اس کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اس نے شر کو پیدا کیا اور اسے لکھ دیا، اس نے خیر کو پیدا کیا اور اسے پسند فرمایا۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس پر رحم فرماتا ہے اور جس نے نافرمانی کی اسے عذاب دیتا ہے، کسی فیصلے کے بارے میں پوچھنے کا محتاج نہیں۔ اپنے اولیاء سے چھپتا نہیں اور نہ ہی انہیں حجاب میں رکھتا ہے۔ اس کا یہ ازلی وعدہ ہے کہ ''یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ٥ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ٥ (پ ۳۰، الفجر: ۲۷۔۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔''

پاک ہے ملک و ملکوت والا، عزت و عظمت والا، وہ زندہ ہے جسے موت نہیں۔ وہ پوشیدہ رازوں، دلوں کی دھڑکنوں اور چھپے ہوئے خیالوں کی آہٹوں کو بھی جانتا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی معرفت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر میں غرق کر دیا جس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ سوچوں کو پیغام دینے والا ہے، اس کی معرفت کی راہ میں سوچ رک گئی اور حیران ہے مگر وہ ہمیشہ سے باقی ہے۔ احساس کا جاسوس آیا تاکہ اس کی بعض صفات کو جانے لے تو تقدیر نے اسے آواز دی کہ اے حیرت زدہ! تو کہاں چل دیا، دروازے اور راستہ تو بند ہیں۔ اس کے ادراک کی طرف کوئی راہ نہیں۔ نہ ہی اس کی کوئی شبیہ و مثل ہے۔ ایسا سمندر ہے کہ وہاں سے ''جوہر'' نکالنا کسی ''غوطہ خور'' کے لئے ممکن نہیں۔ ایسی رات ہے کہ بہت چمکنے والا ستارہ بھی اس میں آنکھ کے لئے روشنی نہیں کر سکتا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام موجودات کو بنایا، زمانے کی تدبیر فرمائی، انسان کو پیدا کیا اور پھر اسے بولنا سکھایا، قرآن کریم اتارا، ایمان و کفر اور اطاعت و نافرمانی کو مقدر کیا، وہ بھول سے پاک ہے، اسے ایک کام دوسرے سے غافل نہیں کرتا، زمانے اسے نہیں بدل سکتے، امور کا بدلنا اس پر مختلف نہیں ہوتا۔ اختیار کو مقرر فرمانے والا ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کی شان سب سے بلند ہے، اور اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام اور بلند صفات۔ اور وہ فرماتا ہے: ''خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا (پ ۱۹، الفرقان: ۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بنائے۔'' اور ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

اِسۡتَوٰی 0 (پ۱۶،طٰہٰ:۵) ترجمۂ کنزالایمان: وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔'' زمانے اسے پرانا نہیں کر سکتے ،مقدار اسے روک نہیں سکتی ،اطرافِ عالم اُسے گھیر نہیں سکتے اور نگاہیں اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اور اس کا فرمان ذیشان ہے:'' یُکَوِّرُ الَّیۡلَ عَلَی النَّهَارِ (پ۲۳،الزمر:۵) ترجمۂ کنزالایمان: رات کو دن پر لپیٹتا ہے۔'' اور'' وَ کُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِمِقۡدَارٍ 0 (پ۱۳،الرعد:۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔'' اس کی ذات دیگر ذوات کی طرح نہیں اور اس کی صفات دیگر صفات کی مثل نہیں۔ وہ درجات بلند کرنے والا ، زندوں کو مارنے والا اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بولیاں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں اور نہ ہی آوازیں اس پر مختلف ہوتی ہیں۔ حواس کے ترازو سے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اسے نیند آئے نہ اُونگھ۔ اولیاء اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں۔ ملائکہ اس کے خوف سے اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔ جن وانس اس کے قبضہ واقتدار میں ہیں۔ جنت وجہنم اس کے'' امرونہی'' کے تحت ہیں۔ بیان کرنے والے (جیسا اس کا حق ہے) اس کی تعریف وتوصیف نہیں کر سکتے۔ گمان اسے قید نہیں کر سکتے۔ اس پر کسی کا احسان نہیں۔ آنکھیں اسے کُھلم کُھلا نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ جب کسی شئے کو چاہے تو اس سے فرمائے:'' ہوجا۔'' تو وہ فوراً ہوجاتی ہے۔ مخلوق اس کے غالب ارادہ میں مقید ہے۔ اُسی نے مخلوق اور ان کے اعمال کو پیدا فرمایا اور وہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور وہ ارشاد فرماتا ہے:'' لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَ هُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ 0 (پ۱۷، الانبیآء:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔''(1)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت تک جانے والی حقائق کی راہوں کو کٹھن و دشوار بنادیا پس اس پر چلنے والے چٹیل میدان میں آگئے۔ اس نے مخلوق کے ادراک کو حیران کردیا تو اب وہ حیرت زدہ ہیں۔ انہوں نے عقلوں کے تیل سے معرفت کے چراغ جلائے اور ایمان کی بجلی کے نور سے رہنمائی حاصل کی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:'' کُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِیۡهِ ٝ (پ۱، البقرۃ:۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے۔''

پھر انہوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا تو دل کہنے لگے:'' ہم پاکیزگی کے گھر ہیں اور گھر والا بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے۔'' پھر انہوں نے صفات کا دامن تھاما تو وہ بولیں:'' ہمیں اس کے اظہار کی طاقت نہیں۔'' اس کے بعد انہوں نے عقل کی طرف اشارہ کیا تو عقل نے مدہوشی وحیرت کے عالم میں ان سے کہا:'' میں بھی اس معاملہ میں تمہاری طرح حیران ہوں، میں

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:'' کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے، جو چاہے کرے، جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلّت دے جسے چاہے سعادت دے جسے چاہے شقی کرے، وہ سب کا حاکم ہے، کوئی اس کا حاکم نہیں جو اس سے پُوچھ سکے۔ (اور ان سب سے سوال ہوگا) کیونکہ سب اس کے بندے ہیں۔ مملوک ہیں۔ سب پر اس کی فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے۔ اس سے توحید کی ایک اور دلیل مستفاد ہوتی ہے۔ جب سب مملوک ہیں تو ان میں سے کوئی خدا کیسے ہوسکتا ہے؟''

اس کا احاطہ نہیں کر سکتی کہ اسے بیان کروں۔ میں اس کی صفات بیان نہیں کر سکتی کہ اس کی تعریف وتوصیف کروں اور میں نہیں جانتی کہ کس طرف سے اس تک رسائی حاصل کروں۔ تم نے اس امر کے متعلق پوچھا ہے جسے میں نہیں جانتی اور تم اس راز کا اظہار چاہتے ہو جسے حاصل کرنے میں، مَیں خود ہمیشہ عاجز رہی۔ مجھے تو یہاں سے صرف حیرت وتعجب ہی حاصل ہوا ہے۔ لیکن اے معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں حیرت زدہ! اے اس کے معانی کے حسن میں عقل کو لُٹا دینے والے! اگر تُو اس کی معرفت چاہتا ہے تو توفیقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی راہ پر چل۔ کیونکہ وہ ایسا قریب ہے کہ تُو جب چاہے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے اور وہ بعید ہے مگر فاصلے کے ساتھ نہیں کہ تو اسے طے کر لے۔ اگر تو اس سے خالص دوستی اور تعلق رکھے گا تو وہ تجھے پاکیزگی وپسندیدگی کے جام سے سیراب فرمائے گا اور اگر تو نے اس کی محبت کا جام پی لیا تو یہی جام تجھے سیراب کر دے گا اور اگر تو اس کے ذکر اور حمد وثنا کے نغمے سننا چاہتا ہے تو اسے کسی بھی چیز سے تشبیہ دینے سے بچتے ہوئے توحید و پاکی بیان کرنے والی زبان سے کہہ:

تَبَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عُلْيَاءِ عِزَّتِهٖ ... وَجَلَّ مَعْنَى فَلَيْسَ الْوَهْمُ يَحْوِيْهٖ
وُجُوْدُهٗ سَابِقٌ لَاشَيْءَ يُشْبِهُهٗ ... وَلَاشَرِيْكَ لَهٗ لَاشَكَّ لِيْ فِيْهٖ
لَاكَوْنٌ يَحْصُرُهٗ لَاعَوْنٌ يَنْصُرُهٗ ... لَاكَشْفُ يُظْهِرُهٗ لَاجَهْرٌ يُبْدِيْهٖ
لَادَهْرٌ يَخْلُقُهٗ لَانَقْصٌ يُلْحِقُهٗ ... لَانَقْلٌ يَسْبِقُهٗ لَاعَقْلٌ يَدْرِيْهٖ
حَارَتْ جَمِيْعُ الْوَرٰى فِيْ كُنْهِ قُدْرَتِهٖ ... وَلَيْسَ تُدْرِكُ مَعْنَى مِنْ مَعَانِيْهٖ
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِيْ جَلَالَتِهٖ ... وَجَلَّ لُطْفًا وَعَزَّ فِيْ تَعَالِيْهٖ

ترجمہ: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی عُلُوِّ عزت کے اعتبار سے بلند وبرتر ہے اور وہ بڑا ہے کہ وہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (۲)......اس کا وجود ہمیشہ سے ہے، کوئی شئے اس کے مشابہ نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔ (۳)......کوئی جگہ نہیں جو اسے گھیر لے، کوئی مددگار نہیں جو اس کی مدد کرے، کوئی کشف نہیں جو اسے ظاہر کرے اور کوئی اعلان نہیں جو اسے بیان کرے۔ (۴)......کوئی زمانہ نہیں جس نے اسے پیدا کیا، کوئی عیب نہیں جو اس سے مل جائے، کوئی ایسی ذات نہیں جو اس سے بڑھ جائے اور کوئی عقل نہیں جو اس کا ادراک کرے۔ (۵)......ساری مخلوق اس کی قدرت کی حقیقت میں حیران وسرگرداں ہے مگر اس کے معانی میں سے ایک معنی کا بھی ادراک نہیں کر سکی۔ (۶)......وہ پاک ہے اور اس کی شانیں بلند وبالا ہیں اور وہ بڑا ہی مہربان اور طاقتور وبرتر ہے۔

پاک ہے وہ جو معبود ہے، اس نے حضرت سیِّدُنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام **کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، تمام فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا، ان کو اپنی وسیع جنت میں ٹھہرایا۔ پھر حضرت سیِّدُنا آدم** علیہ الصلوۃ والسلام **اور ان کی تمام اولاد کے بارے میں موت کا فیصلہ فرمایا۔ اس نے اپنے پیارے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **کو اس فیصلہ کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:** ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (پ۱۷، الانبیآء: ۳۵) ترجمۂ کنز الایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

اس نے حضرت سیِّدُ نا نوح علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوطوفان سے نجات عطا فرمائی اور اہلِ ایمان کو بچا کر مخالفین کو غرق کر دیا اور حضرت سیِّدُ نا نوح علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اس موت کا فیصلہ فرمایا جو جن وانس کے لئے لکھ دی گئی ہے۔ چنانچہ، اس نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے ارشاد فرمایا: ''کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ O (پ۲۷، الرحمٰن: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔''

اس نے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا، انہیں مراد تک پہنچایا، صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا، ان کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھائی اور مشاہدہ کروایا۔ اور پھر آپ علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی موت کا وعدہ پورا فرمایا۔ اور حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے موت کا حال اور اس کی طاقت کو یوں بیان فرمایا: ''اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ط (پ۵، النسآء: ۷۸) ترجمۂ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔''(1)

اُس نے حضرت سیِّدُ نا موسٰی علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا، ان کو اپنا کلام سنایا اور اپنے لذت والے خطاب سے انہیں ان کے مقصود ومطلوب تک پہنچا دیا اور پھر ان کی طرف بھی موت کو بھیج دیا۔ اور حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے ارشاد فرمایا: ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط (پ۴، ال عمران: ۱۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔''

اُسی نے حضرت سیِّدُ نا عیسٰی علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ اس کے اختیار میں ہے۔ اور حضرت سیِّدُ نا عیسٰی علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور سفید داغ (یعنی برص) والوں کو شفا دی اور مُردوں کو زندہ کیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (پ۳، ال عمران: ۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔''

اور وہی ذات ہے جس نے حضرت سیِّدُ نا محمدِ مصطفٰی، احمدِ مجتبٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو نبی عربی، امین ومامون، صاحبِ عزت ومرتبہ اور محافظِ عزت ہونے کی حیثیت سے منتخب فرمایا اور چن لیا۔ باوجود یہ کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا قرب ومرتبہ عطا فرمایا جس تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے نفسِ کریمہ کو بھی وصالِ ظاہری کی خبر دی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ

1...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب موت ناگزیر ہے تو بستر پر مرجانے سے راہِ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادت آخرت کا سبب ہے۔''

وآلہ وسلَّم کو حوادثِ زمانہ سے آگاہ فرمایا، اور ماقبل وصال فرمانے والے حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام (کی ظاہری وفات) سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تسلّی واطمینان بخشا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی محفوظ کتاب میں ارشادفرماتا ہے: ''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُم مَّیِّتُوْنَ 0 (پ۲۳،الزمر:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے۔(۱)

سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کب پردہ فرمایا؟

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''تمہارے نبیٔ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن مکۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت کی۔ پیر کے دن مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا تشریف لائے اور وصال بھی بارہ ربیعُ الاوّل (ربیع النور) شریف پیر کے دن ہی فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مدتِ مرض بارہ دن تھی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بخار درد ِسر کے سبب تھا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث ۱۲۹۸٤،ج ۱۲،ص۱۸۳)

حضرت سیِّدُنا ابن ابی یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''سرکار ابدقرار، شافِعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت عام الفیل بارہ ربیع الاوّل شریف پیر کے دن ہوئی۔ اسی دن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مکۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَکْرِیْمًا سے ہجرت فرمائی اوراسی دن مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تشریف لائے۔ نیز آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصالِ ظاہری بھی گیارہ ہجری بارہ ربیع الاوّل شریف پیر کے دن وقتِ چاشت اور نصفُ النہار کے درمیان ہوا۔'' (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ولادۃ رسول اللہ ﷺ، ج۱،ص ۱٦۱۔المسند للامام احمدبن حنبل ،مسند عبد اللہ بن عباس ،الحدیث ۲۵۰٦،ج۱،ص ۵۹٤)

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی:

﴿۱﴾ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ 0 (پ۳۰،النصر:۱) ترجمۂ کنزالایمان: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے۔

تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''مجھے میرے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔'' (سنن الدارمی،المقدمۃ،باب فی وفاۃالنبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم،الحدیث ۷۹،ج ۱،ص ۵۱) پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بخار تھا۔''

......مفسرِشہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں کفار کا ردّ ہے جو سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے۔ انہیں فرمایا گیا کہ ''خود مرنے والے ہوکر دُوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔ کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر اُنہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی شرعی بُرہانیں (دلائل) قائم ہیں۔''

سیِّدُ نا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم:

حضرت سیِّدُ نا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب میں صبح بیدار ہو کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حجرۂ انور کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ، اے سرچشمۂ نبوت و رسالت کے اہلِ بیت! اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ! بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلام کہو اور کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت سیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں روتا ہوا واپس پلٹا۔ میں مدینے کی گلیوں میں گھومتا جاتا اور کہتا جاتا تھا: ''وَا سَیِّدَاہُ! وَانَبِیَّاہُ یعنی آہ! میرے سردار، آہ! میرے جلیل القدر نبی۔'' کاش! بلال کو اس کی ماں نہ جنتی۔'' فرماتے ہیں: ''پھر میں مسجد میں آیا تو وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سلام و پیغام پہنچایا۔ پھر میں نے ''اَلصَّلٰوۃُ، رَحِمَکُمُ اللّٰہُ'' کی صدا لگا کر نماز کے لئے اقامت کہی۔ جب میں نے ''اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اللّٰہُ اَکۡبَرُ'' کہا تو مسلمانوں نے (جواب میں) ''کَبَّرۡنَاہُ تَکۡبِیۡرًا وَّعَظَّمۡنَاہُ تَعۡظِیۡمًا'' کہا۔ میں نے ''اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا تو انہوں نے ''شَھِدۡنَا بِھَا مَعَ کُلِّ شَاھِدٍ'' کہا۔ جب میں نے ''اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' کہا تو مجھ پر گریہ طاری ہو گیا، میں بھی رونے لگا اور لوگ بھی رونے لگے (اقامت کے بعد) حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور لوگوں کو امامت کرائی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''بِسۡمِ اللّٰہ'' شریف پڑھ کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت شروع کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس جگہ پر پڑی جہاں سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے قدمینِ شریفین رکھتے تھے تو رونے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہچکی بندھ گئی، اور لوگ بھی رونے لگے۔ جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لوگوں کا رونا دھونا سنا تو حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا: ''یہ مسجد میں آہ وبُکا اور رونے کی آواز کیسی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''لوگوں نے آپ کو نماز میں نہ پایا (اس لئے رو رہے ہیں)۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا سرِ اَقدس اُٹھایا اور یہ دعا کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! بخار پر مامور فرشتے کو حکم دے کہ تیرے نبی پر تخفیف کرے تاکہ میں باہر جا کر لوگوں کو نماز پڑھالوں اور دنیا چھوڑنے سے پہلے اپنے صحابہ کو الوداع کہہ لوں۔''

مرض میں کمی:

راوی فرماتے ہیں: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے بدن میں بخار کی کمی پائی تو وضو فرمایا اور پھر حضرت سیِّدُ نا فضل بن عباس، حضرت سیِّدُ نا اسامہ بن زید اور حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سہارا لئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ جب مسلمانوں نے حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے انوار مسجد میں داخل ہوتے دیکھے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آمد محسوس

کی تو وہ صف در صف جدا ہوتے جاتے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم صفوں کے درمیان سے گزرتے جاتے حتی کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم محرابِ اقدس کے پاس پہنچ گئے اور حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری خطبہ:

جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز سے فارغ ہوئے تو منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور الوداع کہنے والے کی طرح چہرۂ اقدس لوگوں کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا:

''اے لوگو! کیا میں نے تم تک رسالت نہ پہنچادی اور نصیحت و امانت ادا نہ کر دی؟'' لوگوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بے شک آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے رسالت پہنچادی اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی کی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا آخری وقت آ گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ہر نبی علیہ السّلام کی جزا سے افضل جزا دے جو اس نے ہر نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا کی۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے اُترے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو الوداع کہا، ان سے مصافحہ فرمایا، صحابۂ کرام علیہم الرضوان رو رہے تھے۔

ملک الموت علیہ السلام کا اجازت طلب کرنا:

پھر سرکارِ عالی وقار، شافعِ روزِ شمار، محبوبِ غفّار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور مرض میں مبتلا رہے یہاں تک کہ ملک الموت علیہ السّلام ایک اعرابی کے روپ میں حاضرِ خدمت ہوئے اور حجرۂ اَقدس کے دروازے پر کھڑے ہوکر عرض کی: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، اے سرچشمۂ نبوت و رِسالت کے اہلِ بیت! کیا مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضری کی اجازت ہے؟'' حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا: ''اے اعرابی! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔'' اس نے پھر عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دروازے سے جھانکا اور ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''جانتی ہو، تمہارا مخاطب کون ہے؟'' عرض کی: ''اے ابّا جان! کوئی اعرابی ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''یہ ملک الموت ہے، یہ لذات کو توڑنے (یعنی شکست دینے) والا ہے، اسے آنے دو۔'' پس وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کیا پھر عرض کی: ''یارسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اجازت کے بغیر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رُوح قبض نہ کروں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کیا حکم ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ٹھہر جاؤ حتی کہ

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئیں، یہ ان کے آنے کا وقت ہے۔''

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''ہم نے ایسی بات کا سامنا کیا جس کے متعلق ہمارے پاس کوئی رائے نہ تھی۔ گویا ہم پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو، اس بات کی بڑائی اور ہیبت کی وجہ سے گھر والوں میں سے کوئی بھی بول نہ سکتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو سلام فرماتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مزاج پُرسی فرماتا ہے حالانکہ وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حالت خوب جانتا ہے لیکن وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مزید کرامت وشرف عطا کرنا چاہتا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل امین علیہ السّلام! ملک الموت علیہ السّلام نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے اور پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پوری بات بتائی۔''

حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ''یا محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رب عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مشتاق ہے، کیا اس نے نہیں بتایا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ملک الموت علیہ السلام نے آج تک کسی سے اجازت طلب نہیں کی، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شرف ومرتبہ کو پورا کرنے والا ہے۔''

پھر حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ملک الموت کے آنے تک آپ یہاں سے نہ جائیں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خواتین کو اجازت دی اور ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ! میرے قریب ہو جاؤ۔'' وہ حاضرِ خدمت ہوئیں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف جھک گئیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کے کان میں سرگوشی فرمائی، انہوں نے اپنا مبارک سر اُٹھایا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ان میں بات کرنے کی سکت نہ تھی۔ سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر فرمایا: ''اپنا سر میرے قریب کرو۔'' تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف جھک گئیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوبارہ سرگوشی فرمائی، خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سر اُٹھایا تو وہ مسکرا رہی تھیں لیکن کلام کرنے کی طاقت نہ تھی۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''ہمیں ان کی حالت سے بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد جب ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''مجھے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بتایا کہ آج میں انتقال کر جاؤں گا۔ تو میں رونے لگی پھر فرمایا: ''میں نے دعا کی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تجھے مجھ سے ملائے اور میرے ساتھ رکھے۔'' چنانچہ، اس بات نے مجھے خوش کر دیا۔'' پھر ملک الموت علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے، سلام کیا اور اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے کے بعد عرض گزار ہوئے: ''یا رسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اب مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیا حکم فرماتے ہیں؟'' ارشاد ہوا: ''مجھے میرے ربِّ کریم عَزَّوَجَلّ سے ملا دو۔'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں، آج ہی ملا دوں گا، آپ کی ساعت (یعنی انتقال کی گھڑی) آپ کے سامنے ہے۔'' پھر وہ باہر نکل گئے اور حضرت سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام بھی یہ

عرض کرتے ہوئے چل دیئے: ''یارسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آج میں آخری بار زمین پر اُترا ہوں، وحی لپیٹ دی گئی اور دنیا سمیٹ دی گئی، مجھے دنیا میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے علاوہ کسی سے کوئی کام نہ تھا اور مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت ہی مقصود تھی۔''

سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پسینۂ خوشبودار:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''اس ذات کی قسم جس نے حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! گھر میں کسی کو بولنے کی تاب نہ تھی اور اس کلام کی عظمت کے پیشِ نظر کوئی مَردوں کو بھی نہ بلاسکتا تھا۔ ہم سب سہمے ہوئے اور خوف زدہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''پھر میں اُٹھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی حتی کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سرِ انور اپنی چھاتی کے ساتھ لگایا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سینۂ مبارکہ کو تھام لیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بے ہوشی طاری ہوگئی یہاں تک کہ غالب آ گئی۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیشانی سے اس قدر پسینہ ٹپکتا تھا کہ میں نے کبھی کسی انسان سے اس قدر نہیں دیکھا۔ میں وہ پسینہ پونچھتی جاتی تھی اور اس سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اِفاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: ''میرے ماں باپ، جان و مال اور اہل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیشانی پر اس قدر پسینہ کیوں ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! مؤمن کی جان پسینے کے ذریعے نکلتی ہے اور کافر کی جان گدھے کی طرح اس کی باچھوں سے نکلتی ہے۔'' اس وقت ہم ڈر گئے اور اپنے گھر کسی کو بھیجا۔ سب سے پہلے میرے بھائی تشریف لائے لیکن وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ملاقات نہ کرسکے۔ اُنہیں میرے والدِ ماجد (حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میرے پاس بھیجا تھا اور کسی شخص کے آنے سے پہلے ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سب کو روک رکھا تھا کیونکہ اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا معاملہ حضرات جبرائیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کے سپرد کر رکھا تھا۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ارشاد فرمایا: ''اَلرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی یعنی رفیقِ اعلیٰ عَزَّوَجَلَّ کے پاس جانا ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکرالموت ومابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ ﷺ......الخ، ج۵، ص ۲۲۰/۲۲۱)

عظمتِ سیِّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میرے پاس میرے بھائی حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کی طرف دیکھنے

لگے۔میں نے جان لیا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسواک پسند فرما رہے ہیں۔عرض کی:''کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے ان سے لوں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اشارہ سے فرمایا:''ہاں۔''میں نے مسواک لی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پیش کر دی۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کو اپنے منہ میں داخل کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سخت لگی۔میں نے عرض کی:کیا میں اسے نرم کر دوں؟''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سر کے اشارہ سے فرمایا:''ہاں۔''میں نے مسواک چبا کر نرم کی اور دستِ اقدس میں دے دی۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا،اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کیا اور فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں،بے شک موت کی سختیاں بہت ہے۔''پھر اپنا دستِ اقدس بلند کر کے ارشاد فرمایا:''**اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی، اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی، اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ!تو ہی اعلیٰ رفیق ہے،اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ!تو ہی اعلیٰ رفیق ہے،اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ!تو ہی اعلیٰ رفیق ہے۔''یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصال ہو گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، الحدیث ٤٤٤٩،ص ٣٦٥)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:''نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم،رسولِ اَکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے گھر،میری باری کے دن،میری گردن اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے موت کے وقت میرا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا لعابِ اقدس ملا دیا۔'' (المرجع السابق،الحدیث ٤٤٥١)

حضور نبیِّ اَکرم،نورِ مجسم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال کی خبر سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے حاضر ہوئے۔حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس پر یمنی چادر تھی،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہرۂ اقدس سے چادر ہٹائی اور بوسہ لیا اور روتے ہوئے عرض کی:''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!میرے ماں باپ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر قربان!آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پاکیزہ زندگی گزاری اور پاکیزہ وصال فرمایا۔جو موت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے لکھ دی تھی وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پالی۔اسلام کے لئے خیر خواہی پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بہترین جزا عطا فرمائے۔پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی طرف نکلے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے انتقال کی خبر دی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعدالموت......الخ، الحدیث ١٢٤١،ص ٩٧۔بتغیرٍ قلیلٍ)

اُمَّتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر خصوصی کرم:

حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:حضور نبیِّ کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بوقتِ وصال حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام سے استفسار فرمایا:''میرے بعد میری امت کے لئے کون ہوگا؟''تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے

حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے محبوب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو خوشخبری سنادے کہ ''میں اسے اس کی امت کے سلسلے میں رسوانہیں کروں گا اور اسے یہ بشارت بھی دے دے کہ جب لوگوں کو قبروں سے باہر نکالا جائے گا تو سب سے پہلے میرا حبیب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) باہر تشریف لائے گا۔ جب لوگ جمع ہوں گے تو میرا محبوب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہی ان کا سردار ہوگا اور جب تک اس کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے تمام امتوں پر وہ حرام رہے گی۔'' (یہ سن کر) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور میرا دل خوش ہوا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الرابع فی وفاة رسول اللہ ﷺ...... الخ، ج۵، ص۲۱۷)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! سوال کرو۔'' حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یارسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! کیا موت کا وقت قریب آگیا؟'' ارشاد فرمایا: ''موت کا وقت قریب آگیا اور بہت قریب آگیا۔'' عرض کی: ''یارسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مبارک ہو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ کاش! میں جانتا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف، پھر سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، پھر جنت الماْویٰ، عرشِ اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف، پھر خوشگوار زندگی سے ملنے والے حصے کی طرف۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو غسل کون دے گا؟'' ارشاد فرمایا: ''میرے گھر کے مَردوں میں سے سب سے قریب تر۔'' عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟'' فرمایا: ''میرے انہی کپڑوں میں اور یمنی چادر اور مصری سفید کپڑوں میں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نماز کا طریقہ کیا ہوگا؟'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور ہم بھی رو دیئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بس کرو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل و کفن دے چکو تو مجھے میرے اسی حجرہ میں چارپائی پر رکھ دینا اور چارپائی قبر کے کنارے رکھ کر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب عَزَّوَجَلَّ دُرود (یعنی رحمت) بھیجے گا۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓىٕكَتُهٗ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔(۱)

---

(۱)...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ نازل ہوئی تو...... بقیہ اگلے صفحہ پر

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو مجھ پر دعائے رحمت کی اجازت دے گا۔تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر نماز پڑھیں گے (یعنی دعائے رحمت کریں گے)، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام پڑھیں گے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ آئیں گے۔پھر تم مجھ پر گروہ درگروہ آنا اور خوب سلام پیش کرنا اور چیخ وپکار اور رونے دھونے سے مجھے اذیت نہ پہنچانا۔اور تم میں سے جو امام ہو وہ ابتداء کرے پھر میرے اہلِ بیت کے قرابت دار پھر خواتین کا گروہ اور پھر بچوں کا گروہ۔'' حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو قبرِ اَقدس میں کون اُتارے گا؟'' ارشاد فرمایا:''میرے اہلِ بیت کے قریبی لوگ اور ان کے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے،تم ان کو نہ دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔اُٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو سلام پہنچا دو۔'' (المرجع السابق،ص ۲۱۹)

سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کا وصال اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا حزن وملال:

جب حضورِ پُرنور، شافِعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پردہ فرمایا تو لوگ مسجد میں جمع ہوگئے اور غم واَلَم سے سسکیاں لے لے کر رونے لگے اور دُنیا تاریک ہوگئی۔حضرت سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارنے لگے:''وَا نَبِیَّـــاہُ! اے میرے جلیل القدر نبی!'' حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد نکلی:''وَا اَبَتَـاہُ! اے میرے عظیم باپ!'' حضرت سیِّدُنا حسن وحضرت سیِّدُنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صدا لگائی:''وَاجَدَّاہُ! اے ہمارے جدِ کریم!'' اور ہر مسلمان نے غم والم میں ڈوب کر کہا:''وَاحُزْنَاہُ! ہائے! ہمارا رنج والم!''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصالِ پُرملال پر شدّتِ غم سے خلفائے راشدین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں ہوگیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس دنیا میں رہنے کی طمع کیوں کی جاتی ہے؟ حالانکہ نبی مختار،محبوبِ غفار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اس کو چھوڑ دیا،آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصالِ پُرملال پر جگر جل رہا ہے اور پلکیں آنسوؤں میں ڈوب رہی ہیں،صبر ہاتھوں سے جا رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں،آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جدائی کی چوٹ نے تمام مصائب کو کم کر دیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رخصت نے دوستوں کی زندگی بے کیف کر دی۔آنسوؤں کے ہار کو منتشر کر دیا۔پسلیوں کے درمیان غم کی آگ روشن کر دی۔جمے ہوئے آنسوؤں کو پگھلا دیا اور غم کی بجھی ہوئی آگ کو بھڑکا دیا۔

بقیہ......حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم! جب آپ کو **اللہ** تعالیٰ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔اس پر **اللہ** تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔''

تو اے غمزدہ! کیا حضور سیّدُ المرسلین، جنابِ رحمۃٌ للعالمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال کے بعد بھی اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کی طمع کرتا ہے؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں عبرت نہیں جنہیں گذشتہ سالوں میں مہینوں اور زمانوں نے ختم کر دیا؟ کیا تیرے لئے ان لوگوں میں کوئی غور وفکر نہیں جنہیں تجھ سے پہلے موت نے پچھاڑ دیا۔ ان میں سے کوئی بوڑھا تھا تو کوئی ادھیڑ عمر، کوئی نوجوان تھا تو کوئی بچہ جبکہ کوئی تو پیدا ہوتے ہی راہِ آخرت پر چل پڑا۔ کیا تو نے ان سے عبرت نہ پکڑی جن کو تو نے قبروں میں دفن کیا جیسے دوست، احباب، بھائی اور ہمسائے وغیرہ۔ تو کب تک محض دنیوی تعلقات کی طرف متوجہ رہے گا؟ گویا تجھے موت کا یقین نہیں۔ کیا موت کے متعلق تجھے مہلت نے دھوکے میں ڈالا یا زمانے (کے حالات) نے تجھ سے دھوکا کیا۔

تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری نصیحت قبول کر اس سے پہلے کہ تیری پیشانی عرق آلود ہو، تجھ پر حالتِ نزع اور غم کی کیفیت طاری ہو اور مسلسل آنسو بہائے جانے لگیں اور تجھے اندھیری قبر میں ڈال دیا جائے جس میں روشنی بالکل ظاہر نہ ہوگی۔ اس میں تو ہر جان اپنی کمائی کے بدلے گروی رکھی ہوئی ہوگی۔ کیا تو نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی واضح آیاتِ مبارکہ نہ سنیں:

﴿۳﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(۱)

کیا تجھے اس فرمانِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے نہ ڈرایا؟

﴿۴﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

کیا زمانے نے تجھے نصیحت نہ کی اور یہ خدائی فیصلہ نہ سنایا؟

﴿۵﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (پ ۴، اٰل عمران: ۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

جب مقامِ محمود پر فائز ہونے والی ہستی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی وصال فرما گئی، جو حوضِ کوثر اور لِوَاءُ الْحَمْد کے مالک ہیں اور جن کے لئے بروزِ قیامت شفاعت کا وعدہ ہے۔ تو تُو کیا اور تیری حالت کیسی؟ اے ٹھکرائے اور دھتکارے ہوئے انسان! تیرا سارا نامۂ اعمال گناہوں سے سیاہ ہے، تیرے اعمال کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ اے فانی زمانے سے دھوکا کھانے والے اور بے قصوروں پر مظالم ڈھانے والے! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ظلم بہت برا ہے۔ اے لوگوں کو اپنے ظلم سے ڈرانے والے! کل بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب مظلوم (بدلہ لینے کے لئے) جمع ہوں گے۔

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسول کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! تمہیں رغبت دلائی گئی لیکن تم راغب نہ ہوئے۔ تمہیں خوف دلایا گیا لیکن تم مرعوب نہ ہوئے۔ موت نے تم سے پہلوں کو ہڑپ کر کے تمہیں بیدار کیا لیکن تم بیدار نہ ہوئے۔ قرآنِ حکیم نے تمہیں نصیحت کی لیکن تم برائی سے باز نہ آئے نہ نصیحت حاصل کی۔ گویا کوچ کا نقارہ بجانے والا تمہاری محافل میں ندا دے رہا ہے: ''اے سونے والو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، تمہارا بلاوا آ گیا ہے۔'' اور پکار رہا ہے:

؎ جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو! میرے پیچھے چلے آؤ تمہارا راہنما میں ہوں

کیا محبوبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال سے بھی تم نے کوئی عبرت نہ پکڑی؟ کیا تمہیں اس زبردست چوٹ لگنے سے بھی کوئی نصیحت نہ ملی؟ کیا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے تشریف لے جانے سے بھی تمہیں اپنی بے ہوشی کے نشے سے افاقہ نہ ہوا؟ کیا تمہاری موت کے قریب ہونے نے تمہیں سوچ میں مبتلا نہ کیا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے شرفاء کی موت سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تمہیں اپنے ماں باپ اور بچوں کو دفن کر کے بھی حسرت طاری نہ ہوئی؟ تم کیسے لذّات سے لطف اندوز ہوتے ہو حالانکہ ہمارے صاحبِ معجزات آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اِنَّ لِلْمَوْتِ لَسَكَرَاتٍ یعنی موت کی سختیاں بہت ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، الحدیث ۴۴۴۹، ص ۳۶۵)

کیا تمہاری عیش و عشرت والی زندگی کی مٹھاس کڑوی نہ ہوئی؟ جب فوت ہونے والے نے موت کے وقت کہا: ''وَاكَرْبَاهُ! ہائے! موت کی سختی۔'' کیا تمہیں حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کے درد نے نہ رُلایا؟ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے والدِ محترم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال پر کہا: ''وَاكَرْبِىْ بِكَرْبِكَ، يَا اَبَتَاهُ! یعنی اے میرے ابا جان! آپ کی تکلیف سے مجھے کتنا غم ہوا۔'' کہاں ہیں عقل والے؟ کہاں ہیں وہ جو اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے؟ کہاں ہیں جو اس فانی گھر میں ہمیشہ رہنے کے دھوکے میں مبتلا تھے؟ جبکہ محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بھی اس دُنیا سے وصال فرما گئے۔

؎ انبیا کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد ان کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ ان کا جسمِ پُرنور بھی رُوحانی ہے
اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حَیِّ ابدی ان کو رضا صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

بیان 47:

انوکھے واقعات

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے جسے چن لیا اسے اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا۔ اور اپنے پسندیدہ بندے کو اپنی بارگاہِ اقدس کی طرف مائل فرمایا تو بندے نے بھی اس کی طرف مائل ہونے اور اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اور اُس نے اپنے چاہنے والے بندے کی ٹھہری ہوئی ہمتوں کو حرکت دی تو یہ اس کے حصولِ مراد کا سبب بن گیا اور اُس نے بندے سے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ اُسے دوری کے بعد قرب بخشا۔ رات کے آخری حصوں میں اسے ہم نشینی کا شرف عطا فرمایا۔ اسے اسرار و رموز پر مطلع کیا۔ اور بندہ محض اپنی خواہش و کوشش سے اس مقام تک نہیں پہنچا۔ اور اسی نے اسے اس بات کی توفیق دی جو اُس تک پہنچاتی ہے۔ اور اسے اپنی ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا۔ اور جب اسے اپنے عہد اور محبت کی حفاظت کرنے والا پایا تو اس کے دل کو اپنی محبت و چاہت سے بھر دیا اور اس پر اپنے فضل و انعام کے ذریعے تجلّی فرمائی۔ جبکہ دوسری طرف غافل بندہ نیند اور آرام کی لذتوں میں منہمک ہے۔ حالانکہ وہ تو فرما رہا ہے کہ ''اے میرے بندے! سُن! میں ہی تجھ پر تجلّی فرمانے والا اور نگاہِ کرم کرنے والا ہوں۔'' اور جسے یہ رُتبہ مل گیا بلاشبہ وہ اپنا مقصود و سعادت مندی پانے میں کامیاب ہو گیا۔

اگر غافل بندہ جان لیتا کہ اس نے کیا کھویا تو وہ اکثر نوحہ کناں رہتا۔ اگر وہ محبوب کے اپنے دوستوں سے خطاب کو سن لیتا تو کبھی بھی وہ حسرت و یاس اس کے دل سے نہ نکلتی۔ اگر وہ جلوۂ محبوب کا مشاہدہ کر لیتا تو جہان سے الگ ہو کر رہ جاتا۔ سبقت لے جانے والے سبقت لے گئے اور کام تو پورا ہو چکا۔ اور اس کا فرمانِ ذیشان ہے: ''وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط (پ۱، البقرۃ: ۱۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے۔''

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''جو قوم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کا باہم درس دینے کے لئے جمع ہوتی ہے تو اُن پر سکون نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کا ذکر فرشتوں میں فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع......الخ، الحدیث ۲۶۹۹، ص ۱۱۴۷)

کثرتِ عبادت کرنے والا جنّتی:

حضرت سیِّدُنا رافع بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیِّدُنا ہشام بن یحییٰ کنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں آپ کو وہ واقعہ نہ بیان کروں جو میری آنکھوں نے دیکھا اور اس وقت میں خود وہاں موجود تھا؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے

مجھے اس سے نفع دیا، اُمید ہے تمہیں بھی اس سے نفع ہو گا۔'' میں نے کہا: ''اے ابوالولید! مجھے بیان کیجئے۔'' تو انہوں نے بیان فرمایا: ''ہم نے سَن 88 ہجری میں روم کی سرزمین پر جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ سعید بن حرث نامی ایک نیک شخص تھا، وہ کثرت سے عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرتا، دن کو روزہ رکھتا، رات کو عبادت کرتا۔ جب ہم چلتے تو وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا۔ جب ٹھہرتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا۔ پھر ایک رات ایسی آئی کہ ہم سخت خوف میں مبتلا ہو گئے۔ میں اور ایاس پہرہ داری کے لئے نکلے، ہم ایک ایسے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جس کا معاملہ ہم پر سخت دشوار ہو چکا تھا۔ میں نے حضرت سیِّدُنا سعید بن حرث علیہ رحمۃ الرّب کو اس رات بھی عبادت میں مشغول پایا اور مصائب پر اس کے صبر کرنے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ جب صبح طلوع ہوئی تو میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ پر نفس کا بھی کچھ حق ہے، آپ آرام کیوں نہیں فرماتے؟'' تو وہ رو دیئے اور فرمایا: ''اے میرے بھائی! یہ سانسیں شمار کی جا چکی ہیں، عمر گھٹ رہی ہے، دن پورے ہو چکے ہیں، میرے پیچھے موت ہے اور مجھے اپنی رُوح نکلنے کا انتظار ہے۔''

راوی فرماتے ہیں: ''اس بات نے مجھے رُلا دیا۔ میں نے ان سے کہا: ''میں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ خیمے میں داخل ہو کر آرام فرمائیں۔'' جب میں خیمے میں داخل ہوا تو وہ سو چکے تھے۔ میں خیمے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اندر سے باتوں کی آواز سنائی دی تو میں نے دل میں کہا: ''خیمے میں ان کے سوا اور تو کوئی نہیں۔'' بہر حال میں کچھ آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ نیند میں مسکرا رہے ہیں اور کسی سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے ان کی ایک بات یاد کر لی اور وہ یہ کہہ رہے تھے: ''میں لوٹنا نہیں چاہتا۔'' پھر انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا گویا کچھ ڈھونڈھ رہے ہوں۔ پھر ہنستے ہوئے آہستگی سے نیچے کر لیا۔ اور ہانپتے ہوئے بیدار ہو گئے۔ میں نے ان کو سینے سے لگا لیا تو انہوں نے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا پھر کچھ سکون واطمینان حاصل ہوا اور حواس بحال ہوئے تو کلمۂ طیبہ پڑھنے اور تکبیر کہنے لگے۔ میں نے عرض کی: ''کیا معاملہ ہے؟'' فرمایا: ''خیر ہے۔'' میں نے پوچھا: ''مجھے بتائیے کیونکہ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں واپس نہیں لوٹنا چاہتا۔'' پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کچھ دیر بعد آہستہ آہستہ نیچے کر لیا۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میں نہیں بتاؤں گا۔''

پھر جب میں نے انہیں قسم دی تو فرمایا: ''جب تک میں زندہ رہوں آپ اس بات کو ظاہر نہیں کرو گے۔'' میں نے کہا: ''ہاں، ٹھیک ہے۔'' تو فرمانے لگے: ''میں نے دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی ہے۔ لوگ بکے بکے، اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حکم کا انتظار کرتے اپنی قبروں سے نکل رہے ہیں۔ اسی دوران دو آدمی میرے پاس آئے، ان جیسا حسین چہرے والا میں نے نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے مجھ سے کہا: ''اے سعید! آپ کو بشارت ہو۔ آپ کے گناہ معاف کر دیئے گئے، محنت وصول ہوئی، عمل قبول ہوا اور دعا بھی مقبول ہوئی، آپ کو جلد خوشخبری دی جائے گی، آپ ہمارے ساتھ

چلیں تاکہ ہم آپ کو وہ نعمتیں دکھائیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا سعید بن حرث علیہ رحمۃ الرّب فرماتے ہیں: ''میں ان کے ساتھ چل دیا، انہوں نے مجھے میدانِ حشر سے غائب کر دیا تو اچانک ایک خوبصورت گھوڑا ہمارے سامنے تھا جو دنیوی گھوڑوں جیسا نہ تھا بلکہ اُچکنے والی بجلی کی مانند یا تیز چلنے والی ہوا کی طرح تھا۔ ہم اس پر سوار ہو کر چل پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسے بلند محل کے پاس جا پہنچے جس کا کنارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ چاندی سے جڑا ہوا تھا اور اس سے روشنی جھلک رہی تھی۔ جب ہم اس کے دروازے پر پہنچے تو وہ خود بخود کھل گیا۔ ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں ایسی اشیاء دیکھیں جن کی نہ کوئی تعریف بیان کر سکتا ہے اور نہ کسی انسانی دل پر اس کا کھٹکا گزرا ہوگا۔ اس میں حوریں تھیں، ستاروں کی گنتی کے برابر خُدّام اور غلام بھی تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو سریلی آواز میں یہ نغمے الاپنے لگے: ''اَهْلًا وَّ سَهْلًا مَرْحَبًا، یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی تشریف لایا ہے۔''

ہم چلتے چلتے ایک ایسے اجتماع میں پہنچے جہاں ہیرے جواہرات سے آراستہ سونے کے تخت بچھے ہوئے تھے اور ارد گرد سونے کی کرسیوں کا گھیرا تھا۔ ہر تخت پر ایک ایسی خوبصورت خاتون بیٹھی تھی جس کا وصف کوئی مخلوق نہ بیان کر سکے، اور ان کے بیچ میں ایک ایسی عورت جلوہ فرما تھی جو قد وقامت حسن و جمال اور وصفِ کمال میں ان سب سے برتر تھی۔ یہاں پہنچ کر میرے ساتھ والے دونوں مرد یہ کہہ کر غائب ہو گئے کہ ''یہ آپ کا گھر، خاندان اور آرام گاہ ہے۔''

ان کے جانے کے بعد وہ خوبصورت عورتیں ''مرحبا، خوش آمدید'' کہتے ہوئے میری طرف ایسے بڑھیں جیسے کوئی غائب جب اپنے اہل میں واپس آتا ہے تو اس کے گھر والے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے مجھے درمیانے تخت پر بیٹھی عورت کے پاس بٹھا دیا اور کہا: ''یہ آپ کی بیوی ہے اور آپ کے لئے اس جیسی اور بھی حوریں ہیں، وہ سب آپ کی منتظر ہیں۔'' ہم نے آپس میں گفتگو کی تو میں نے پوچھا: ''میں کہاں ہوں؟'' اس نے جواب دیا: ''جنت الماویٰ میں۔'' میں نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' جواب دیا: ''میں آپ کی ہمیشہ رہنے والی بیوی ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''دوسری کہاں ہیں؟'' اس نے کہا: ''وہ آپ کے دوسرے محلات میں ہیں۔'' میں نے کہا: ''میں آج آپ کے پاس ٹھہروں گا اور کل ان کے پاس جاؤں گا۔'' پھر میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے نرمی سے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا: ''آج تو آپ دنیا کی طرف لوٹ جائیں گے اور تین دن بعد آئیں گے۔'' میں نے کہا: ''میں دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا۔'' تو اس نے کہا: ''آپ کا دنیا میں لوٹنا ضروری ہے اور تین دن بعد آپ ہمارے ہاں افطار کریں گے۔'' پھر میں اس مبارک اجتماع سے اٹھا اور وہ مجھے رخصت کرنے اٹھی تو میری آنکھ کھل گئی۔'' حضرت سیِّدُنا ہشام رحمۃ اللہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ سن کر میں رونے لگا اور ان سے کہا: ''اے سعید! آپ کو مبارک ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیجئے، اس نے آپ کے عمل کا ثواب دکھا دیا ہے۔'' انہوں نے دریافت فرمایا: ''کیا جو آپ نے دیکھا وہ

کسی اور نے بھی دیکھا ہے؟'' تو میں نے کہا: ''نہیں۔'' اس پر انہوں نے فرمایا: ''میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جب تک میری زندگی ہے اس بات کو چھپائیں گے۔'' پھر وہ کھڑے ہوئے، وضو کیا، خوشبو لگائی اور اپنے ہتھیار اٹھا کر میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ وہ روزے سے تھے اور رات تک لڑتے رہے پھر واپس آئے۔ لوگ ان کی لڑائی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ''ہم نے ایسا لڑنے والا نہیں دیکھا، یہ تو اپنی جان کو دشمنوں کے تیروں اور نیزوں کے آگے ڈال دیتے ہیں، اور ہر بار وہ پسپا ہوئے۔'' تو میں نے دل میں کہا: ''اگر یہ ان کا مرتبہ دیکھ لیتے تو ان جیسا ہی کرتے'' پھر آخر رات تک قیام کی حالت میں رہے اور صبح روزے کی حالت میں کی اور دوسرے دن پہلے دن سے زیادہ لڑے اور پھر رات کو قیام کیا۔ صبح پھر روزے کی حالت میں تھے اور پہلے سے بھی زیادہ قتال کیا۔ حضرت سیِّدُنا ابوالولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید فرماتے ہیں: ''میں ان کے ساتھ ہولیا تاکہ دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ وہ پورا دن اپنی جان کو ہلاکتوں میں ڈالے رہے لیکن انہیں کوئی نقصان نہ ہوا۔ بالآخر غروبِ آفتاب کے وقت ایک تیر ان کے گلے میں آلگا جس کے سبب وہ زمین پر تشریف لے آئے۔ میں انہیں کو دیکھ رہا تھا کہ لوگ چیخ و پکار کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھے اور انہیں میدانِ کارزار سے باہر اٹھا لائے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو کہا: ''اے سعید! آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ جنت میں روزہ افطار کریں گے، کاش! میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''انہوں نے اپنے نچلے ہونٹوں کو حرکت دی اور مسکراتے ہوئے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَّقَنَا وَعْدَہٗ یعنی سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت سیِّدُنا ہشام علیہ رحمۃ اللہ السلام کہتے ہیں: ''میں نے بآوازِ بلند کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو!

﴿۱﴾ لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔
(پ۲۳، الصّٰفّٰت:۶۱)

میری بات سنو! میں تمہیں تمہارے اس بھائی کے متعلق بتاؤں۔'' لوگ متوجہ ہوئے تو میں نے انہیں سارا معاملہ بتایا تو وہ رونے لگے پھر انہوں نے تکبیر کہی جس سے پورا لشکر دہل گیا اور یہ بات پھیل گئی۔ امیرِ لشکر حضرت سیِّدُنا مسلمہ علیہ رحمۃ اللہ کو معلوم ہوا تو وہ خود تشریف لائے اور ہم نے ان کی میت کو رکھا تاکہ نمازِ جنازہ پڑھیں۔ میں نے امیرِ لشکر حضرت سیِّدُنا مسلمہ علیہ رحمۃ اللہ سے عرض کی: ''آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''ان کی نمازِ جنازہ وہ پڑھائے جو ان کی حالت کے متعلق جانتا ہو۔'' پھر ہم نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی اور ان کو اسی جگہ دفن کر دیا۔ لوگ رات کو یہی گفتگو کرتے ہوئے سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اس واقعہ کا دوبارہ ذکر کیا تو لوگ یکبارگی چلا اُٹھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی برکت سے اسی دن قلعے پر فتح عطا فرمائی۔ (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ راہبوں کے کام آگیا:

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب طبری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں ملکِ شام کے ارادے سے سفر پر نکلا تو ایک بے آب وگیاہ میدان میں چند روز اس طرح گزرے کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اسی حالت میں، مَیں نے دو راہب اس طرح چلتے دیکھے گویا وہ اپنے گھروں سے نکل کر کسی قریبی گرجا گھر کی طرف جا رہے ہوں۔ میں ان کی طرف گیا اور ان سے پوچھا: ''آپ کہاں جا رہے ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''ہم نہیں جانتے۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں سے آرہے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہم نہیں جانتے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کہاں ہیں؟'' جواب ملا: ''ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ملک میں ہیں اور اس کے حضور حاضر ہیں۔'' میں نے اپنے دل میں کہا: ''یہ دونوں راہب تجھ سے زیادہ حقیقی متوکل معلوم ہوتے ہیں۔'' میں نے ان سے کہا: ''کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیتے ہیں؟'' کہنے لگے: ''آپ کی مرضی۔'' پھر ہم چلنے لگے۔ جب شام ہوئی تو وہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور میں نے بھی تیمّم کیا اور نمازِ مغرب ادا کی۔ وہ مجھے تیمّم کر کے نماز پڑھتے دیکھ کر متعجب ہوئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک نے زمین کو کُریدا تو اس سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، اور اس کے پہلو میں کھانا رکھا ہوا تھا۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ پھر انہوں نے مجھے کہا: ''قریب آئیں اور کھائیں پئیں۔'' ہم نے کھایا اور پانی بھی پیا۔ میں نے پانی سے وضو کیا۔ اس کے بعد وہ پانی رُک گیا۔ پھر وہ دونوں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور میں علیحدہ نماز پڑھنے لگا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں نے نمازِ فجر ادا کی پھر وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور رات تک چلتے رہے۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ جب شام ہوئی تو ان میں سے ایک آگے بڑھا اور اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر نماز پڑھی اور پھر دعا کر کے زمین کو کُریدا تو پانی ظاہر ہوا اور کھانا بھی حاضر ہو گیا۔ انہوں نے کہا: ''آؤ، کھانا کھائیں۔'' کھانے پینے سے فارغ ہو کر میں نے نماز کے لئے وضو کیا۔ پھر پانی رک گیا۔ جب تیسری رات آئی تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''اے مسلمان! آج رات تمہاری باری ہے۔'' حضرت سیِّدُنا محمد بن یعقوب طبری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''مجھے ان کی بات سے بڑی شرم آئی۔ میں سخت غم اور عجیب معاملے میں پھنس گیا۔ خیر! میں نے دل میں کہا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! گناہوں کی وجہ تیری بارگاہ میں میرا کوئی مقام و مرتبہ تو نہیں، لیکن میں تجھے تیرے نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس مقام و مرتبے کا واسطہ دیتا ہوں جو تیری بارگاہ میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حاصل ہے کہ مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرنا اور انہیں میری اور اپنے نبی حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دین کی تکلیف سے خوش نہ کرنا۔'' فرماتے ہیں: ''اچانک ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کثیر کھانا بھی حاضر ہو گیا۔ ہم نے کھایا پیا۔ ہماری یہی حالت رہی یہاں تک کہ رات آگئی اور اس بار جب پانی اور کھانا ظاہر ہوا تو مجھ پر رِقّت طاری ہو گئی اور میں بے ساختہ رو پڑا۔ وہ بھی رونے لگے اور

روتے روتے ہماری آوازیں بلند ہوگئیں۔ جب مجھے کچھ افاقہ ہوا تو ان دونوں نے پوچھا: ''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں بہت گنہگار ہوں، میرا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خاص مقام ومرتبہ نہیں جو اس کرامت کو پہنچ سکے۔'' انہوں نے پوچھا: ''تو پھر یہ سب کیسے تمہارے لئے ظاہر ہوا؟'' میں نے کہا: ''میں نے اپنے پیارے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت ووجاہت کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگرچہ میں بہت گنہگار ہوں، اور یہ تیرے نبی محترم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے دین کے دشمن ہیں، مجھے ان کے سامنے دین کے معاملے میں رسوا نہ فرما۔'' تو اس کی بدولت وہ کچھ ظاہر ہوا جو تم دیکھ چکے ہو، اس لئے اس میں میری کوئی کرامت نہیں بلکہ یہ سب میرے نبی محترم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا معجزہ ہے۔''

یہ سن کر وہ کہنے لگے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم بھی ایسے ہی تھے۔ جب ہم نے تمہیں دیکھا تو تمہاری حالت دیکھ کر متأثر ہوئے۔ جب وضو اور کھانے کا وقت ہوا تو ہم نے تمہاری جیسی دعا کی اور کہا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر اس کا دین حق ہے اور اس کے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم برحق ہیں تو اس کے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہمارے لئے پانی اور کھانا ظاہر فرما دے۔'' اس دعا سے کھانا حاضر ہوگیا جو تم نے دیکھا۔ یہ سب تمہارے نبی محترم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا معجزہ اور برکت ہے۔ اب ہم نے جان لیا کہ یہ دین حق ہے اور نبی آخر الزماں صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عظیم ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ہم مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَکْرِیْماً کی طرف اکٹھے نکلے اور ایک مدّت تک وہاں رہے۔ پھر جب ہم شام کی طرف روانہ ہوئے تو جدا ہوگئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے دنیا میری نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ دونوں راہب تھے، ان کے لئے سوئی کے سرے کے برابر ایمان چمکا تو انہوں نے سیدھا راستہ دیکھ لیا اور سچائی کے راستے پر چل پڑے۔ اور اے مسکین! غور کر! تیری عمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں میں کٹ گئی، تیری زندگی خسارے میں گزر گئی، پھر بھی تو دریائے غفلت میں غوطہ زن ہے؟ قبولیت کے خوشگوار جھونکے چل چکے اور تو ابھی تک نافرمانی کی شراب سے نشے میں چور ہے؟ اور تجھے ہوش ہی نہیں آتا؟ ہماری بارگاہ میں اخلاص وتصدیق لئے جلدی سے حاضر ہو جا۔ بے شک ہم نے تیرے لئے راہِ ہدایت کھول دیا اور توفیق کی طرف تیری رہنمائی کی۔

راہب کے 62 سوالات اور ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے جوابات:

حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''ایک دن میں کسی سفر میں اپنی خلوت وراحت سے لطف پا رہا تھا۔ غور وفکر میں مشغول اور یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مانوس تھا کہ اچانک میرے دل میں ندا دی گئی: ''اے ابو یزید! سمعان کے گرجا

گھر میں جاؤاور راہبوں کے ساتھ اُن کی عید اور قربانی میں شرکت کرو۔اس میں ایک خبر اور اہم معاملہ ہے۔'' فرماتے ہیں: میں نے اس خیال سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کی اور کہا،''میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔'' جب رات ہوئی تو خواب میں ہاتِفِ غیبی کی آواز آئی۔اس نے وہی بات دہرائی۔ میں ہانپتے کانپتے بیدار ہوکر اٹھ بیٹھا اور ابھی اسی سوچ میں گم تھا کہ دل میں پھر ندا آئی''تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں،تم ہمارے ولی و نیک بندے ہو،تمہارا نام فرمانبرداروں کے رجسٹر میں درج ہے۔لیکن ہماری خاطر راہبوں کا سالباس اور زُنّار پہن لو،تم پر کوئی گناہ نہیں۔'' آپ فرماتے ہیں:''میں صبح سویرے اٹھا اور حکم کی بجا آوری میں جلدی کی۔ راہبوں کا سالباس پہنا اور سمعان کے گرجا گھر پہنچ گیا۔ جب ان کا بڑا پادری آیا تو تمام راہب اکٹھے ہوگئے اور اس کو سننے کے لئے سب نے کان لگا دیئے لیکن اس کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور وہ کوئی بات نہ کرسکا گویا اس کے منہ میں لگام دے دی گئی ہو۔ یہ کیفیت دیکھ کر پادریوں اور راہبوں نے اس سے پوچھا:''اے سردار! کون سی چیز آپ کو گفتگو سے مانع ہے؟ ہم تو آپ کی باتوں سے ہدایت پاتے اور آپ کے علم کی پیروی کرتے ہیں۔''اس نے جواب دیا:''مجھے یہ چیز گفتگو سے مانع ہے کہ آج تمہارے درمیان کوئی محمدی بیٹھا ہے اور وہ تمہارے دین کا امتحان لینے اور تم پر حملہ کرنے آیا ہے۔''انہوں نے کہا:''ہمیں دکھادیں ہم اسے ابھی قتل کردیتے ہیں۔''اس نے کہا:''اسے دلیل و برہان کے ساتھ قتل کرو،میں اس سے امتحان لینا چاہتا ہوں، اس سے **عِلْمُ الْاَدْیَان** (یعنی دینوں کے علم) کے متعلق سوالات کروں گا،اگر اس نے صاف صاف جوابات دے دیئے تو ہم اسے کچھ نہ کہیں گے اور اگر وضاحت نہ کرسکا تو اسے قتل کردیں گے۔امتحان کے وقت ہی آدمی عزت پاتا یا ذلیل ہوتا ہے۔''

سب راہب بولے:''آپ جو چاہتے ہیں کریں،ہم یہاں مفید باتیں سیکھنے کے لئے ہی حاضر ہوئے ہیں۔''اب ان کا بڑا سردار کھڑا ہوا اور زور سے آواز دی:''اے محمدی! تجھے محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کا واسطہ! جہاں بھی ہے کھڑا ہوجا تاکہ سب تجھے دیکھ لیں۔'' حضرت سیِّدُنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید اس طرح کھڑے ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر حمد و ثناء اور ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ جاری تھا۔'' پادریوں کے سردار نے کہا:''اے محمدی! میں تجھ سے کچھ سوالات کروں گا اور سُن! اگر تو نے ان کے جوابات وضاحت کے ساتھ دے دیئے تو ہم تیری پیروی کریں گے ورنہ تجھے قتل کردیں گے۔''

حضرت سیِّدُنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے ارشاد فرمایا:''نقلی و عقلی علوم میں سے جو چاہو پوچھو،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری گفتگو کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔'' بڑے پادری نے پوچھا: {1}...... مجھے اُس ایک کے متعلق بتاؤ جس کا دوسرا نہیں {2}......اُن دو متعلق بتاؤ جن کا تیسرا نہیں {3}......ان تین کے متعلق بتاؤ جن کا چوتھا نہیں {4}......ان چار کے متعلق بتاؤ جن کا پانچواں نہیں {5}......ان پانچ کے متعلق بتاؤ جن کا چھٹا نہیں {6}......ان چھ کے متعلق بتاؤ جن کا ساتواں نہیں {7}......ان سات کے متعلق بتاؤ جن کا آٹھواں نہیں {8}......ان آٹھ کے متعلق بتاؤ جن کا نواں نہیں {9}......ان نو کے متعلق بتاؤ جن کا

دسواں نہیں {10 }......عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ (یعنی مکمل دس دن) سے مراد کون سے دن ہیں؟ {11 }......اُن گیارہ کے متعلق بتاؤ جن کا بارہواں نہیں {12 }......اُن بارہ کے متعلق بتاؤ جن کا تیرہواں نہیں {13 }......ان تیرہ کے متعلق بتاؤ جن کا چودھواں نہیں {14 }......ایسی قوم کے متعلق بتاؤ جنہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے {15 }......اس قوم کے متعلق بتاؤ جنہوں نے سچ بولا مگر آگ میں داخل کر دیئے گئے {16 }......تمہارے جسم میں تمہارے نام کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ {17 }......اَلذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا {18 }......اَلْحٰمِلٰتِ وِقْرًا {19 }......اَلْجٰرِیٰتِ یُسْرًا اور {20 }...... فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا سے کیا مراد ہے؟(پ ۲۶، الذّٰریٰت: ۱ تا ٤) {21 }......کون سی شئے بغیر روح کے سانس لیتی ہے؟ {22 } ......ان چودہ کے متعلق بتاؤ جنہوں نے ربُّ العٰلمین جَلَّ جَلَالُہٗ سے کلام کیا؟ {23 }......کون سی قبر صاحبِ قبر کو لے کر چلی؟ {24 }......وہ کون سا پانی ہے جو آسمان سے اُترا نہ زمین سے نکلا؟ {25 }......ان چار کے نام بتاؤ جو باپ کی پشت سے پیدا ہوئے، نہ ماں کے بطن سے؟ {26 }......زمین پر سب سے پہلا خون کس کا بہایا گیا؟ {27 }......اس شئے کے متعلق بتاؤ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا؟ {28 }......ایسی شئے کے متعلق بتاؤ جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور خود ہی ناپسند فرمایا؟ {29 }......اس چیز کے متعلق بتاؤ جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور عظمت بھی بخشی؟ {30 }......اس چیز کے متعلق بتاؤ جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال کیا؟ {31 }......سب سے افضل عورتیں کون ہیں؟ {32 }......سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟ {33 }......افضل ترین پہاڑ کون سا ہے؟ {34 }......سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟ {35 }......افضل ترین مہینہ کون سا ہے؟ {36 }......سب سے افضل رات کون سی ہے؟ {37 }...... ''اَلطَّامَّۃُ'' سے کیا مراد ہے؟ {38 }......وہ کون سا درخت ہے جس کی بارہ شاخیں ہیں، ہر شاخ پر تیس (30) پتے ہیں اور ہر پتے میں پانچ رنگ ہیں، دو سورج کی روشنی میں اور تین سائے میں؟ {39 }......وہ کون سی چیز ہے جس نے بیت الحرام کا حج کیا اور طواف کیا حالانکہ اس میں روح نہیں اور نہ ہی اس پر حج فرض تھا؟ {40 }......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کتنے نبی پیدا فرمائے؟ {41 }......ان میں سے کتنے مُرسَل اور کتنے غیر مرسل ہیں؟ {42 }......وہ کون سی چار چیزیں ہیں جن کا رنگ اور ذائقہ مختلف ہے مگر اصل ایک ہے؟ {43 }......نَقِیْر کیا ہے؟ {44 }......قِطْمِیْر کیا ہے؟ {45 }...... فَتِیْل کیا ہے؟ {46 }......اَلسَّبَد کیا ہے؟ {47 }......اَللَّبَد کیا ہے؟ {48 }......اَلطِّمّ کیا ہے؟ {49 }......اَلرِّمّ کیا ہے؟ {50 }......کتا بھونکنے میں کیا کہتا ہے؟ {51 }......گدھا رینکنے میں کیا کہتا ہے؟ {52 }......بیل ڈکرانے میں کیا کہتا ہے؟ {53 }......گھوڑا ہنہنانے میں کیا کہتا ہے؟ {54 }......اونٹ بلبلانے میں کیا کہتا ہے؟ {55 }......مور اپنی چیخ و پکار میں کیا کہتا ہے؟ {56 }......تیتر اپنی سیٹی میں کیا کہتا ہے؟ {57 }......بلبل اپنے نغموں میں کیا کہتا ہے؟ {58 }......

مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟ {59 }...... ناقوس (نصاریٰ کا گھنٹہ جسے وہ اپنی عبادت کے وقت بجاتے ہیں) اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟ {60 }......ایسی مخلوق کے متعلق بتاؤ جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے الہام فرمایا وہ جنّوں میں سے ہے، نہ انسانوں میں سے اور نہ ہی فرشتوں میں سے؟ {61 }...... جب دن نکلتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور {62 }...... جب رات چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟''

حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے پوچھا: ''کیا ان کے علاوہ بھی کوئی سوال ہے؟'' تو سب پادریوں نے کہا: ''نہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے ان کے جوابات صحیح طور پر دے دیئے تو کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لے آؤ گے؟'' سب نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ان کی باتوں پر گواہ ہے۔'' پھر فرمایا: ''اب اپنے سوالات کے جوابات سنتے جاؤ: {1 }......وہ ایک جس کا دوسرا نہیں تو وہ اللہ واحد قہار ہے {2 }......وہ دو جن کا تیسرا نہیں تو وہ دن اور رات ہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّھَارَ اٰیَتَیْنِ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا۔'' {3 }......وہ تین جن کا چوتھا نہیں تو وہ عرش، کرسی اور قلم ہیں {4 }......وہ چار جن کا پانچواں نہیں تو وہ آسمانی کتابیں ''تورات، انجیل، زبور اور قرآنِ پاک'' ہیں {5 }......وہ پانچ جن کا چھٹا نہیں تو وہ پانچ نمازیں ہیں جو ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہیں {6 }......وہ چھ جن کا ساتواں نہیں تو وہ چھ دن ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کا ذکر قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: ''وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (پ۲۶،ق:۳۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا۔'' {7 }......وہ سات جن کا آٹھواں نہیں تو وہ سات آسمان ہیں۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاط (پ۲۹،الملک:۳) ترجمۂ کنزالایمان: سات آسمان ایک کے اوپر دوسرا۔'' {8 }......وہ آٹھ جن کا نواں نہیں تو وہ عرش اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: ''وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَھُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ O (پ۲۹،الحاقہ:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔''(1)

{9 }......وہ نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو افراد کی جماعت تھی جو فساد برپا کرنے والے تھے۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ O (پ۱۹،النمل:۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ

---

(1)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں ہے کہ حاملینِ عرش آج کل چار ہیں، روزِ قیامت اُن کی تائید کیلئے چار کا اور اضافہ کیا جائے گا آٹھ ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے ملائکہ کی آٹھ صفیں مراد ہیں، جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانے۔''

زمین میں فساد کرتے اور سنوارنہ چاہتے۔'' {10 }......عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (یعنی مکمل دس دن) سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں حج تمتُّع کرنے والا ہَدی کا جانور نہ پانے کی صورت میں روزے رکھتا ہے۔ چنانچہ، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط (پ۲، البقرۃ:۱۹٦) ترجمۂ کنز الایمان: تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے۔ {11 }......وہ گیارہ جن کا بارہواں نہیں تو وہ حضرت سیِّدُنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بھائی ہیں۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ السلام کا قول حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (پ۱۲، یوسف: ٤) ترجمۂ کنز الایمان: میں نے گیارہ تارے دیکھے۔''(1) {12 }......وہ بارہ جن کا تیرہواں نہیں تو وہ مہینوں کی تعداد ہے۔ چنانچہ، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (پ۱۰، التوبۃ:۳٦) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں۔'' {13 }......وہ تیرہ جن کا چودھواں نہیں تو وہ حضرت سیِّدُنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا خواب ہے۔ جیسا کہ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ (پ۱۲، یوسف:٤) ترجمۂ کنز الایمان: میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔ {14 }......وہ قوم جنہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے تو وہ حضرت سیِّدُنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے بھائی ہیں۔ جیسا کہ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ج (پ۱۲، یوسف:۱۷) ترجمۂ کنز الایمان: بولے اے ہمارے باپ! ہم دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔'' انہوں نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں داخل کر دیئے گئے۔ {15 }......وہ قوم جنہوں نے سچ بولا لیکن جہنم میں داخل کر دیئے گئے تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور وہ ان کا یہ قول ہے: ''وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ص وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ لا (پ۱، البقرۃ:۱۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی

---

(1)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اُترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں، ان سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ یہ خواب شبِ جمعہ کو دیکھا، یہ رات شبِ قدر تھی۔ ستاروں کی تعبیر آپ کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ یا خالہ۔ آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام راحیل ہے۔ سدی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے قمر سے آپ کی خالہ مراد ہیں اور سجدہ کرنے سے تواضع کرنا اور مطیع ہونا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقتاً سجدہ مراد ہے کیونکہ اس زمانہ میں سلام کی طرح سجدۂ تحیّت تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی اور سات اور سترہ کے قول بھی آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اس لئے ان کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر مطلع تھے اس لئے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔''

بولے یہودی کچھ نہیں۔''(۱) انہوں نے سچ کہا لیکن جہنم میں داخل کر دیئے گئے۔ {16 }......تمہارے جسم میں تمہارے نام کا ٹھکانہ کان ہیں (یعنی جب کوئی نام بولا جاتا ہے تو کان ہی سنتے ہے) {17 }......''اَلذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا'' (یعنی بکھیر کر اڑانے والیاں) سے مراد چار ہوائیں ہیں۔(۲) {18 }......''اَلْحٰمِلٰتِ وِقْرًا'' سے مراد بادل ہیں۔جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (پ۲،البقرۃ:۱۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے۔'' {19 }......اَلْجٰرِیٰتِ یُسْرًا (یعنی نرم چلنے والیاں) سے مراد دریا میں چلنے والی کشتیاں ہیں {20 }......''فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا'' سے مراد ملائکہ ہیں جو لوگوں کا رزق پندرہ شعبان سے دوسرے سال پندرہ شعبان تک تقسیم کرتے ہیں {21 }......جن چودہ نے ربُّ العٰلمین عَزَّوَجَلَّ سے کلام کیا تو وہ سات آسمان اور سات زمینیں ہیں۔چنانچہ، ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:''فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ ۝ (پ۲۴،حٰمٓ السجدہ:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: تو اس (آسمان) سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے، دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔'' {22 }......وہ قبر جو صاحبِ قبر کو ساتھ لے کر چلی تو وہ حضرت سیّدُنا یونس علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مچھلی ہے {23 }......جو چیز بلا روح ہے مگر سانس لیتی ہے تو وہ صبح ہے۔جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝ (پ۳۰، التکویر:۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور صبح کی جب دم لے۔'' {24 }......وہ پانی جو آسمان سے اُترا، نہ زمین سے نکلا تو وہ گھوڑوں کا پسینہ ہے جس کو شیشے کی بوتل میں بھر کر ملکۂ بلقیس نے حضرت سیّدُنا سلیمان بن داوٗد علیہما الصلوٰۃ و السّلام کو بھیجا تھا {25 }......وہ چار نفوس جو باپ کی پشت سے پیدا ہوئے، نہ ماں

---

(۱)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''**شانِ نزول:** نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہوگیا۔آوازیں بلند ہوئیں، شور مچا۔یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل شریف کا انکار کیا۔اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔''

(۲)......ان چار ہواؤں کے نام یہ ہیں:(1)......**پُروَا** یعنی مشرق سے مغرب کی طرف چلنے والی ہوا (2)......**پچھوَا** یعنی مغرب سے مشرق کی طرف چلنے والی ہوا (3)......**جنوبی** یعنی جنوب سے شمال کی طرف چلنے والی ہوا اور (4)......**شمالی** یعنی شمال سے جنوب کی طرف چلنے والی ہوا۔**نیز حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمرو** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،''ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں۔ان میں **چار باعثِ رحمت** ہیں:(۱)......**اَلنّٰشِرَات**: بادلوں کو اٹھانے اور اڑانے والی ہوائیں (۲)......**اَلْمُبَشِّرَات**: بارش کی خبر دینے والی ہوائیں (۳)......**اَلذّٰرِیَات**: خاک وغیرہ اڑانے والی ہوائیں اور (۴)......**اَلْمُرْسَلَات**: مسلسل چلنے والی ہوائیں۔اور **چار باعثِ زحمت** ہیں:(۱)......**اَلْعَاصِفَات**: تیز ہوائیں آندھیاں (۲)......**اَلْقَاصِف**: زوردار گرج والی ہوائیں، یہ دونوں تری میں چلتی ہیں (۳)**اَلصَّرْصَر**: انتہائی سرد برفیلی ہوائیں یا شدید آواز والی ہوائیں اور (۴)......**اَلْعَقِیْم**: بے بارش ہوا۔آخری دونوں ہوائیں خشکی میں چلتی ہیں۔''

(الموسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب المطر والرعد والبرق والریح، باب فی الریح، الحدیث:۱۷۴، ج۸، ص۴۵۱)

کے بطن سے تو وہ حضرت سیِّدُ نا آدم علیہ السلام، حضرت سیِّدَتُنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیِّدُ نا اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا اور حضرت سیِّدُ نا صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہیں {26}......زمین پر سب سے پہلا خون ہابیل کا بہایا گیا جب قابیل نے اسے قتل کیا {27}......ایسی چیز جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا پھر خرید لیا تو وہ مؤمن کی جان ہے۔ جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:''اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔''(۱) {28}......ایسی شئے جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور ناپسند کیا تو وہ گدھے کی آواز ہے۔ جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:''اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ 0 (پ ۲۱، لقمان: ۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب آوازوں میں بُری آواز، آواز گدھے کی۔''(۲) {29}......ایسی چیز جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا اور اسے بڑا کہا تو وہ عورتوں کا مکر ہے۔ چنانچہ، ارشاد فرمایا:''اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ 0 (پ ۱۲، یوسف: ۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارا چرتّر (فریب) بڑا ہے۔'' {30}......وہ چیز جسے **اللہ** تعالیٰ نے پیدا فرمایا پھر اس کے متعلق سوال کیا تو وہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک فرماتا ہے:''وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى 0 قَالَ هِيَ عَصَايَ ج اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ (پ ۱۶، طٰہٰ: ۱۷۔۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ! عرض کی یہ میرا عصا ہے، میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔''(۳) {31}......سب سے افضل عورتیں اُمُّ البشر حضرت سیِّدَتُنا

---

(۱)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرکے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمالِ لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے انہیں جنّت عطا فرمانا اُن کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا۔ یہ کمال عزّت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی۔ جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔ **شانِ نزول:** جب انصار نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے شبِ عقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرما لیجئے جو آپ چاہیں۔ فرمایا: میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔'' انہوں نے عرض کیا کہ ''ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟'' فرمایا:''جنّت۔''

(۲)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''مدعا یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ہے گدھے کی آواز باوجود بلند ہونے کے مکروہ اور وحشت انگیز ہے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو نرم آواز سے کلام کرنا پسند تھا اور سخت آواز سے بولنے کو ناپسند رکھتے تھے۔''

(۳)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کی خاطر مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ ہیبتِ مکالمت کا اثر کم ہو۔'' (مدارک وغیرہ) اس عصا میں اُوپر کی جانب دو شاخیں تھیں اور اس کا نام ''نبعہ'' تھا۔''

حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیِّدَتُنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیِّدَتُنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں {32 }......سب سے **افضل** دریا سیحون جیحون، دجلہ، فرات اور مصر کا دریائے نیل ہیں {33 }......سب سے **افضل** پہاڑ طور ہے {34 }......سب سے **افضل** چوپایہ گھوڑا ہے {35 }......سب سے **افضل** مہینہ ماہِ رمضان المبارک ہے۔ جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (پ۲، البقرۃ:۱۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا۔'' {36 }......سب سے **افضل** رات شبِ قدر ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (پ۳۰، القدر:۳) ترجمۂ کنزالایمان: شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔''

{37 }......''اَلطَّآمَّةُ'' سے مراد قیامت ہے {38 }......وہ درخت جس کی بارہ (12) شاخیں ہیں، ہر شاخ میں تیس (30) پتے، ہر پتے میں پانچ رنگ، دو سورج کی روشنی میں اور تین سائے میں، تو وہ درخت سال ہے، بارہ مہینے اس کی بارہ شاخیں ہیں، تیس پتے تیس دن ہیں اور پانچ رنگ پانچ نمازیں ہیں، تین سائے میں یعنی مغرب، عشاء اور فجر، دو روشنی میں یعنی ظہر اور عصر {39 }......وہ ایسی چیز جس میں روح نہیں اور نہ ہی اس پر حج واجب تھا پھر بھی اس نے کعبۂ مبارکہ کا طواف کیا تو وہ حضرت سیِّدُنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی ہے {40 }......**اللہ** تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) انبیاء پیدا فرمائے {41 }......ان میں سے تین سو تیرہ (313) رسول ہیں {42 }......چار اشیاء جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف ہے مگر اصل ایک ہے تو وہ آنکھ، ناک، منہ اور کان ہے۔ آنکھ کا پانی نمکین، منہ کا پانی میٹھا، ناک کا پانی ترش اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے {43 }......**نَقِیْر** ایک جھلی ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتی ہے {44 }......**قِطْمِیْر** انڈے کے چھلکے کو کہتے ہیں {45 }......**فَتِیْل** سے مراد گٹھلی کے اندر کا گودا ہے {46 }...... **اَلسَّبَد** اور {47 }......**اَللَّبَد** بھیڑ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔ {48 }......**اَلطِّمّ** اور {49 }......**اَلرِّمّ** ہمارے باپ حضرت سیِّدُنا آدم صفی اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ و السلام سے پہلے کی جنات قومیں ہیں {50 }......گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ (ناجائز) ٹیکس لینے والے پر لعنت فرمائے۔'' {51 }......کتا اپنے بھونکنے میں کہتا ہے، ''وَیْلٌ لِاَھْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ یعنی دوزخیوں کے لئے ہلاکت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہیں۔'' {52 }......بیل اپنے ڈکرانے میں کہتا ہے: ''سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔'' {53 }......گھوڑا اپنے ہنہنانے میں کہتا ہے: ''پاک ہے میری حفاظت فرمانے والا جب جنگجو لڑتے ہیں اور مردانِ کار لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں۔'' {54 }......اونٹ اپنے بلبلانے میں کہتا ہے: ''حَسْبِیَ اللّٰهُ وَکَفٰی بِهٖ وَکِیْلًا یعنی میرے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کافی اور وہی میرا کارساز ہے۔'' {55 }......مور اپنی چیخ وپکار میں کہتا ہے: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝ (پ۱۶، طٰہٰ: ۵) ترجمۂ کنزالایمان: وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔'' {56 }......تیتر اپنی سیٹی میں کہتا ہے، ''بِالشُّکْرِ تَدُوْمُ النِّعَمُ

یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکرادا کرنے سے نعمتیں ہمیشہ رہتی ہیں۔'' {57}......**بلبل اپنے نغموں میں یوں گویا ہوتا ہے:**''**سُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۝** (پ۲۱،الروم:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو۔''(۱) {58}...... **مینڈک اپنی تسبیح میں کہتا ہے:**''**سُبۡحَانَ الۡمَعۡبُوۡدِ فِی الۡبَرَارِیۡ وَالۡقِفَارِ سُبۡحَانَ الۡمَلِکِ الۡجَبَّارِ** یعنی پاک ہے جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں عظیم معبود، پاک ہے خدائے جبّار۔'' {59}......**ناقوس اپنی آواز میں کہتا ہے:**''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **پاک ہے، وہ حق ہے، اے ابن آدم! اس دنیا کے مشرق ومغرب میں دیکھ! کسی کو ہمیشہ باقی رہنے والا نہ پائے گا۔''** {60}......**ایسی مخلوق جسے** **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **نے الہام فرمایا، وہ جنوں میں سے ہے نہ انسانوں میں سے اور نہ ہی ملائکہ میں سے تو وہ شہد کی مکھی ہے۔ چنانچہ،** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **ارشاد فرماتا ہے:**''**وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۝** (پ۱۴، النحل:۶۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور چھتوں میں۔'' {61}...... **جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ اور** {62}......**جب رات چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟ یہ تو** **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کے پوشیدہ علم میں ہے، کسی نبی یا مقرّب فرشتے پر بھی ظاہر نہیں۔**

مذکورہ تمام جوابات دینے کے بعد حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **نے پوچھا:**''**کیا تمہارا کوئی سوال باقی ہے؟**'' **انہوں نے کہا:**''نہیں۔'' **تو آپ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ **نے بڑے پادری سے فرمایا: بتاؤ**'' **آسمانوں اور جنت کی چابی کیا ہے؟**'' **ان کا بڑا پادری خاموش رہا تو سب نے اسے کہا:**'' **آپ نے اتنے سوال پوچھے اور انہوں نے سب کے جواب دیئے، اب انہوں نے ایک ہی سوال کیا اور آپ جواب دینے سے عاجز آ گئے۔**'' **پادری نے کہا:**''**میں عاجز نہیں آیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں جواب دوں گا تو تم تسلیم نہیں کرو گے۔**'' **انہوں نے کہا:**'' **کیوں نہیں، ہم مانیں گے، کیونکہ آپ ہمارے بزرگ ہیں، آپ جو بھی فرمائیں گے ہم سرِ تسلیم خم کریں گے۔**'' **تو بڑے پادری نے کہا:**'' **آسمانوں اور جنت کی چابی کلمۂ طیبہ**''**لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ**'' **ہے۔**'' **جب دیگر پادریوں اور راہبوں نے سنا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے گرجا گھر توڑ کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا اور اپنے اپنے زنار بھی توڑ دیئے۔ حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی **کو غیب سے آواز آئی:**''**اے ابویزید! تو نے ہمارے لئے ایک زنّار باندھا تو ہم نے تیری خاطر پانچ سو زنار توڑ دیئے۔**''

---

(۱)......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر **خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:'' پاکی بولنے سے یا تو **اللّٰہ** تعالیٰ کی تسبیح وثناء مراد ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے نماز مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا پنجگانہ نمازوں کا بیان قرآنِ پاک میں ہے؟'' فرمایا:'' ہاں۔'' اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور اُن کے اوقات مذکور ہیں۔''

ایک محفوظ قلعہ اور عمدہ زرہ:

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ سب کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں نورِ ہدایت سے روشن کیا اور مردود ہونے سے محفوظ فرمایا۔ یہ سب مبارک کلمۂ طیبہ کی برکت ہے۔ اس پاکیزہ کلمہ کی شان دیکھو! اس کی برکات کتنی عظیم ہیں اور یہ حاجات کو کیسے پورا کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی زبانیں اس مبارک کلمہ سے تر رکھو تاکہ اس کے احسان کی برکت اور کرم کی حلاوت کو پاسکو اور اس کی امان کے حرم میں داخل ہو جاؤ۔ بلاشبہ یہ محفوظ قلعہ اور عمدہ زرہ ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کسی آسمانی کتاب میں ارشاد فرمایا: ''کلمۂ طیبہ کی کثرت کرو۔ بے شک یہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔'' (حلیة الاولیاء، محمد بن علی الباقر، الحدیث ۳۷۸۰، ج۳، ص۲۲۳)

ایک صحابیٔ رسول صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے خلوصِ دل سے کلمۂ طیبہ پڑھا اور تعظیم کے ساتھ اسے کھینچ کر پڑھا تو اس کے چار ہزار گناہ معاف ہوں گے، اگر اس کے گناہ چار ہزار نہ ہوئے تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''دن رات میں کل چوبیس (24) گھنٹے ہیں اور کلمۂ طیِّبہ کے حروف بھی چوبیس ہیں تو جو کوئی ایک بار کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کا ہر حرف ایک گھنٹے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ پس جب بندہ ہر روز ایک مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، تو جو اس کی کثرت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مشغلہ بنالیتا ہے اس کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر گنہگار ہو تو کلمۂ طیبہ کا وظیفہ پڑھو۔ بے شک یہ گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور اگر اطاعت گزار ہو تو بھی اس مقدّس کلمہ کے ذریعے ایمان کی تجدید کرلو۔ بلاشبہ یہ ایمان کو جِدّت دیتا اور خدائے حنّان و منّان کی طرف سے امن و امان اور مغفرت کا پروانہ دِلواتا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِین

بیان48: **نکاح علی و فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما**

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو عظیم، محمود، کریم، مقصود، قدیم اور موجود ہے۔ جس نے اہلِ حقیقت کے لئے آسمانِ توفیق کے کناروں سے سعادت کے ستارے ظاہر فرمائے اور آراستہ وجود کو درجۂ شہود کے آئینوں میں چمکایا۔ تو جس نے مطلوب کو سمجھا وہ مقصود کو پہنچا۔ اس نے موسمِ بہار کو درختوں کے نئے پتوں کے ذریعے مزین کیا کہ وہ خوبصورت وعمدہ پوشاک میں، نرم ونازک ٹہنیوں کے ساتھ جھومتے ہیں۔ اوران کے پتوں میں خوبصورت آواز والے پرندوں کو درختوں کے منبروں پر ٹھہرایا کہ سحر کے وقت مالک ومعبود عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ اُس نے عقل کو جملہ دلائل میں سے انسانی اعضاء اور آنکھوں پر حاکم بنایا اور عقل نے انہیں **اللہ** تعالیٰ کی کاریگری کے عجائبات میں غور وفکر کا حکم دیا۔ چنانچہ، انہوں نے انگور اور گندم کے دانوں کے خوشوں کا مشاہدہ کیا تو غور وفکر کے بعد بنانے والے کی قدرت پر حیرت زدہ ہیں کہ کس طرح اُس نے سرکش ومنکرین (کو سمجھانے) کے لئے مختلف موجودات کو پیدا فرمایا اور قطعی دلائل قائم فرمائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے سخت ومضبوط چٹانوں سے نہریں جاری فرمائیں، درختوں سے پھولوں کو ظاہر کیا اور لکڑی سے پھلوں کو نکالا۔ اس نے آسمان کو چاند وسورج سے آراستہ کیا۔ بطحائے مکہ کو حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فضیلت بخشی۔ خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرات حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نوازا اور اِن کے نانا جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سب سے زیادہ عزت وشرف عطا فرمایا۔ کتنے ہی اس کے مشتاق، حسرت ویاس کے پیکر بنے ہوئے ہیں کہ اس کے شوق میں اعلیٰ نسبوں نے جفاکش ٹانگوں کے ذریعے انتھک کوششیں کیں۔ پس انہوں نے ہجر ورکاوٹ کے جنگل کو طے کرلیا پھر جب وہ اس مجلس میں پہنچ جاتے ہیں تو تُو اُنہیں جھومتا ہوا دیکھے گا اور جب کوئی حُدی خواں ان کے سامنے حمدِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا نغمہ گُنگُناتا ہے تو ان کے رخساروں پر آنسو رَواں ہوجاتے ہیں۔

اِنسانی حور:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون ومکان، سیدِ انس وجان، محبوبِ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، فاطمہ انسانی حور ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائلِ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب فاطمة، الحدیث ۳۷۶۷، ص ۳۰۶)

(تاریخ بغداد، الرقم ۶۷۷۲، غانم بن حمید بن یونس، ج ۱۲، ص ۳۲۸ "انسیة" بدله " آدمیة")

مروی ہے، ''حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن سرکارِ والا تبار، محبوبِ ربِّ غفار، دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں جنّتی پھل دیکھنے کی خواہش کی تو حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام سیِّدُ الکونین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں جنت سے دوسیب لے کر حاضر ہوگئے اور عرض کی: اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جس نے ہر شے کا اندازہ رکھا، فرماتا ہے: ''ایک سیب آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کھائیں اور دوسرا خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو کھلائیں پھر حقِ زوجیت ادا کریں، میں تم دونوں سے فاطمۃ الزہراء کو پیدا کروں گا۔'' چنانچہ، حضور نبیِّ مختار، محبوبِ غفّار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا جبریلِ امین علیہ السلام کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔''

جب کفار نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کہا کہ ہمیں چاند دوٹکڑے کرکے دکھائیں۔ ان دِنوں حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حمل مبارک ٹھہر چکا تھا۔ حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''اس کی کتنی رسوائی ہے جس نے ہمارے آقا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جھٹلایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سب سے بہتر رسول اور نبی ہیں۔'' تو حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے بطنِ اطہر سے ندا دی: ''اے امی جان! آپ غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ڈریں، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے والدِ محترم کے ساتھ ہے۔''

جب مدتِ حمل پوری ہوئی اور حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی تو ساری فضا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے کے نور سے منور ہوگئی۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جب جنت اور اس کی نعمتوں کا اشتیاق ہوتا تو حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لے لیتے اور ان کی پاکیزہ خوشبو کو سونگھتے۔ اور جب ان کی پاکیزہ مہک سونگھتے تو فرماتے: ''فاطمہ تو انسانی حور ہے۔''

سیِّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح:

جب آسمانِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آفتابِ حسن وجمال چمکا اور افقِ عظمت وجلال پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بدرِ کمال طلوع ہوا، تو نیک خصلت ذہنوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیال آیا، مہاجرین وانصار کے معززین نے پیغامِ نکاح دیا۔ لیکن رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مخصوص ذات نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''میں خدائی فیصلے کا منتظر ہوں۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پیغامِ نکاح عرض کیا تو ان سے بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی ارشاد فرمایا: ''یہ معاملہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے۔''

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیِّدُ نا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ترغیب:

ایک دن حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجدِ نبوی شریف علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تشریف فرما تھے کہ حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ذکرِ خیر چل نکلا تو حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمام معزّزین نے پیغامِ نکاح عرض کیا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انکار کرتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا: ''یہ معاملہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے۔'' لیکن حضرتِ علی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے پیغامِ نکاح عرض نہیں کیا اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے غربت کے سبب ایسا نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا معاملہ شاید اسی لئے روکا ہوا ہے۔'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ہم حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کے پاس چلیں اور ان سے شہزادیٔ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا معاملہ ذکر کریں، اگر انہوں نے تنگ دستی کی وجہ سے انکار کیا تو ہم ان کی مدد کریں گے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''اے ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اس کام کی توفیق عطا فرمائے۔'' (آمین) پھر یہ سب مسجدِ نبوی شریف علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکل کر حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی تلاش میں ان کی مسجد جا پہنچے لیکن انہیں وہاں نہ پایا۔ (پھر جب پتہ چلا کہ) حضرتِ سیِّدُ نا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت کسی انصاری کے باغ میں اجرت پر اونٹوں کے ذریعے پانی نکالنے میں مصروف ہیں تو یہ تینوں صحابی ان کی جانب چل دیئے۔ جب حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے ان سب کو دیکھا تو پوچھا: ''کیا معاملہ ہے؟''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! (بات یہ ہے کہ) قریش کے معزّزین نے بنتِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے پیغامِ نکاح دیا لیکن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ ''یہ معاملہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے۔'' اور (ہم دیکھتے ہیں کہ) آپ ہر اچھی عادت سے کامل طور پر متّصف ہیں اور حضور سیِّدِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قرابت دار بھی ہیں تو آپ کے لئے اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ مجھے امید ہے کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ اور رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کا معاملہ آپ کے لئے روکا ہوا ہے۔'' راوی فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور عرض کی: ''اے ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! آپ نے مجھے ایسے کام پر ابھارا ہے جو رکا ہوا تھا اور مجھے ایسے کام کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا، **اللہ** عزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے شہزادیٔ سرورِ کونین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم و رضی اللہ تعالٰی عنہا پسند ہیں اور ایسے

رشتے کے لئے میرے جیسا اور کوئی نہیں لیکن غربت نے مجھے اس سے روک رکھا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے علی! ایسا نہ کہو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے نزدیک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اُڑتے غبار کی مانند ہے۔''

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں حاضری:

پھر حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے اونٹ کھولا اور اپنے گھر چل دیئے۔ گھر جا کر اونٹ باندھا اور جوتے پہن کر حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف چل دیئے، دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: ''کون؟'' تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُٹھو اور دروازہ کھولو۔ یہ وہ ہے جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم محبت کرتا ہے اور یہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔'' حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر قربان! یہ کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ میرا بھائی ہے اور مجھے ساری مخلوق سے بڑھ کر پیارا ہے۔'' حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں اس تیزی سے اٹھی کہ چادر میں اُلجھنے لگی تھی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُ نا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تک انہیں پتہ نہ چلا کہ میں اوٹ میں ہوگئی ہوں، وہ اندر داخل نہ ہوئے۔ پھر حاضرِ خدمتِ اقدس ہو کر انہوں نے سلام عرض کیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب عنایت کیا پھر فرمایا: ''بیٹھو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے بیٹھ گئے اور زمین کُرید نے لگے گویا کوئی حاجت عرض کرنے میں حیا کر رہے ہوں۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! کوئی کام ہے تو بتاؤ، ہمارے ہاں! تمہاری ہر حاجت پوری ہوگی۔'' حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جانتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے اپنے چچا اور چچی فاطمہ بنت اسد سے لیا، میں اس وقت ایک ناسمجھ بچہ تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری راہنمائی فرمائی، مجھے ادب سکھایا، مجھے شائستہ بنایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ پر ماں باپ سے بڑھ کر شفقت واحسان فرمایا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے مجھے ہدایت بخشی اور اس شرک سے بچایا جس میں میرے والدین مبتلا تھے (ان کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بعد میں ایمان لے آئیں تھیں)۔ یا رسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی دنیا وآخرت میں میرا وسیلہ اور ذخیرہ ہیں، اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے

میری پشت پناہی اس طرح فرمائے کہ میرا بھی ایک گھر اور بیوی ہو جس میں چین حاصل کروں۔ یہی غرض لئے میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں، یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنی لختِ جگر حضرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کا عقدِ نکاح میرے ساتھ فرمانا پسند فرمائیں گے؟''

آسمان پر نکاح اور فرشتوں کی بارات:

حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے دیکھا کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ انور خوشی ومسرت سے کھل اٹھا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مسکرا کر حضرتِ علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے چہرے کو دیکھا اور استفسار فرمایا: ''اے علی! کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حق مہر ادا کرسکو؟'' حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر میری حالت پوشیدہ نہیں، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم جانتے ہیں کہ میں ایک زرہ، تلوار اور پانی لانے والے ایک اونٹ کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں۔'' تو شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: ''اپنی تلوار سے تو تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرو گے لہٰذا اس کے بغیر گزارہ نہیں اور اونٹ سے اپنے گھر والوں کے لئے پانی بھر کر لاؤ گے اور سفر میں بھی اس پر اپنا سامان لادو گے، لیکن زرہ کے بدلے میں، مَیں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں اور میں تجھ سے خوش ہوں، اور اے علی! تجھے مبارک ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین پر فاطمہ سے تمہارا نکاح کرنے سے پہلے آسمان میں تم دونوں کا نکاح کر دیا ہے اور تیرے آنے سے پہلے آسمانی فرشتہ میرے پاس حاضر ہوا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے کئی چہرے اور پَر تھے، اس نے آکر عرض کی: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! مبارک مِلن اور پاکیزہ نسل کی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بشارت ہو۔''

میں نے پوچھا: ''اے فرشتے! کیا کہہ رہے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں سبطائیل ہوں اور عرش کے ایک پائے پر مقرّر رہوں، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ وہ مجھ کو اجازت دے کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بشارت سناؤں اور حضرتِ جبرائیل علیہ السلام بھی میرے پیچھے پیچھے فضل وکرمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی خبر لے کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس پہنچنے والے ہیں۔'' سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی اس فرشتے نے اپنی بات بھی پوری نہ کی تھی کہ

حضرتِ جبرائیلِ امین علیہ السلام نے آکر سلام کیا اور ایک سفید ریشم کا ٹکڑا میرے ہاتھوں پر رکھ دیا جس میں دو سطریں نور کے ساتھ لکھی ہوئی تھیں۔'' میں نے پوچھا: ''اے میرے دوست جبرائیل (علیہ السلام) ! یہ خط کیسا ہے؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا پر نظرِ رحمت فرمائی اور اپنی رسالت کے لئے مخلوق میں سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا انتخاب فرمایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے لئے ایک حبیب، بھائی، دوست اور وزیر چن کر اس کے ساتھ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بیٹی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح فرما دیا۔'' میں نے پوچھا: ''اے جبریل علیہ السلام ! ذرا یہ تو بتاؤ کہ یہ میرا حبیب کون ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا چچازاد اور دینی بھائی حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ساری جنتوں اور حوروں کو آراستہ پیراستہ ہونے، شجرِ طُوبٰی کو زیورات سے مزین ہونے اور ملائکہ کو چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے پاس جمع ہونے کا حکم دیا ہے، اور رضوانِ جنت نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بیتُ المعمور کے دروازے پر منبرِ کرامت رکھ دیا ہے۔ یہ وہی منبر ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تھے تو انہوں نے اس پر خطبہ دیا تھا۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اس منبر پر راحیل نامی فرشتے نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شایانِ شان اس کی حمد وثناء کی تو آسمان فرحت وسرور سے جھوم اُٹھا۔'' پھر حضرتِ جبرائیل علیہ السلام نے مزید عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وحی فرمائی کہ ''میں نے اپنے محبوب بندے علی کا نکاح اپنی محبوب بندی اور اپنے رسول کی بیٹی فاطمہ سے کر دیا ہے، تم ان کا عقدِ نکاح کر دو۔'' پس میں نے عقدِ نکاح کر دیا اور اس پر فرشتوں کو گواہ بنایا اور ان کی گواہی اس ریشم کے ٹکڑے میں لکھی ہوئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ خط آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے حضور پیش کروں اور اس پر سفید کستوری کی مہر لگا کر داروغۂ جنت، رضوان کے حوالے کر دوں۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ملائکہ کو اس نکاح پر گواہ بنایا تو شجرِ طوبٰی کو حکم دیا کہ وہ اپنے زیورات بکھیرے۔ جب اس نے زیورات کی بوچھاڑ کی تو ملائکہ اور حُوروں نے سب زیورات چن لئے اور حوریں قیامت تک یہ زیورات ایک دوسرے کو تحفے میں دیتی رہیں گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے یہ عرض کروں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم زمین پر حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرتِ علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے کر دیں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو ایسے شہزادوں کی بشارت دوں جو انتہائی ستھرے، عمدہ خصائل وفضائل کے حامل، پاکیزہ فطرت اور دونوں جہاں میں بھلائی والے ہوں گے۔'' مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان، سردارِ دوجہان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! ابھی فرشتہ بلند نہ ہوا تھا کہ تم نے دروازے پر دستک دے دی۔ میں تمہارے متعلق حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نافذ کر رہا ہوں، تم مسجد میں پہنچ جاؤ، میں بھی آرہا ہوں۔ میں لوگوں کی موجودگی میں تمہارا نکاح کروں گا اور تمہارے وہ

فضائل بیان کروں گا جن سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔''

حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں بارگاہِ رِسالت علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکلا تو اتنی جلدی میں تھا کہ خوشی ومسرت سے اپنا ہوش بھی نہ تھا۔ راستے میں حضرتِ سیّدُنا ابوبکر صدیق اور حضرتِ سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! خیریت ہے، کیا ہوا ہے؟ کہ تم اتنی جلدی میں ہو۔'' تو میں نے بتایا: ''رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرا نکاح اپنی شہزادی سے کر دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرا نکاح آسمانوں میں کیا ہے، اب حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے پیچھے پیچھے مسجد میں تشریف لا کر اس کا اعلان فرمائیں گے۔'' وہ دونوں بھی یہ سن کر خوش ہوگئے اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ بخدا عَزَّوَجَلَّ! جب رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کا چہرہ خوشی سے دَمک رہا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مہاجرین وانصار کو جمع کرو۔'' حضرتِ سیّدُنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحکمِ نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے گئے۔ امام الانبیاء صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے منبرِ اقدس کے پاس تشریف فرما ہوگئے یہاں تک کہ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کی اور ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! ابھی ابھی حضرتِ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خبر دی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیت المعمور کے پاس ملائکہ کو گواہ بنا کر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کر دیا ہے، اور مجھے بھی حکم فرمایا ہے کہ میں زمین پر ان کا نکاح کر دوں۔ میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کر دیا ہے۔'' پھر حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور حضرتِ سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کھڑے ہو کر خطبۂ نکاح پڑھو۔''

خطبۂ نکاح:

حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور یہ خطبہ پڑھا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَشُکْرًا لِاَنْعُمِہٖ وَ اَیَادِیْہٖ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ نَبِیُّہُ النَّبِیْہُ وَرَسُوْلُہُ الْوَجِیْہُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ بَنِیْہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً تُرْضِیْہِ وَبَعْدُ! یعنی سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں اور اس کے انعامات واحسانات پر اس کا شکر ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک ومثل نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے معزز نبی اور عظیمُ الشان رسول ہیں، ان پر اور ان کی آل واصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولادِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

ایسی دائمی رحمت ہو جو حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو خوش کر دے (آمین)۔''اس کے بعد فرمایا: ''نکاح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر عمل ہے اور اس نے اس کی اجازت دی ہے، رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی شہزادی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نکاح مجھ سے کر دیا ہے اور میری اس زرہ کو بطورِ حق مہر مقرر فرمایا ہے، میں اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس پر راضی ہیں، تم لوگ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔''تو سب مسلمانوں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے جوڑے میں برکت عطا فرمائے اور تمہیں اتفاق عطا فرمائے۔''پھر حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنی ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالٰی عنہن کے پاس تشریف لائے اور انہیں حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاح پر دف بجانے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس دف بجایا۔''(1)

سیِّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا جہیز:

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی زرہ لی اور بازار میں حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو چار سو درہم میں فروخت کر دی۔ جب میں نے درہموں پر اور انہوں نے زرہ پر قبضہ کر لیا تو مجھ سے فرمانے لگے: ''اے علی! کیا اب میں آپ سے زیادہ زرہ کا اور آپ مجھ سے زیادہ دراہم کے حق دار نہیں؟''میں نے کہا: ''کیوں نہیں۔''تو کہنے لگے: ''پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔''حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''میں نے زرہ اور درہم لئے اور رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر حضرتِ سیِّدُنا عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حسنِ سلوک کی خبر دی تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں خیر و برکت کی دعا دی اور پھر حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلا کر مٹھی بھر درہم انہیں دیئے اور فرمایا: ''ان دراہم کے عوض فاطمہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے لئے مناسب اشیاء خرید لاؤ۔''حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی اور حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہما کو خریدی ہوئی اشیاء اٹھانے میں مدد کے لئے ساتھ بھیجا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے تریسٹھ (63) درہم عطا فرمائے تھے، میں نے روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر، چمڑے کا دستر خوان، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور کوزہ اور نرم اُون کا ایک پردہ خریدا۔ پھر میں، حضرتِ سلمان اور حضرتِ بلال رضی اللہ تعالٰی عنہما

---

1 ......شادی میں دف بجانے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''دف کہ بلا جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سَم (یعنی سُر) کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں۔ اور وہ غیر محلِ فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے۔ حدیث میں مشروط دف بجانے کا حکم دیا گیا اور اس کی تمام قیود کو فتاوی شامی وغیرہ میں ذکر کر دیا گیا۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۴۳)

نے تھوڑا تھوڑا کر کے وہ سامان اٹھالیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ایسے لوگوں کو اپنی برکت سے نواز جن کا شعار ہی تجھ سے ڈرنا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بقیہ درہم حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کر دیئے اور ارشاد فرمایا: ''ان دراہم کو اپنے پاس رکھو۔'' پھر ایک مہینہ تک شرم وحیاء کے باعث میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ جب کبھی راستے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ملاقات ہوتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے تمہارا نکاح اس کے ساتھ کیا ہے جو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔''

سیِّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رُخصتی:

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب مہینہ گزر گیا تو میرے بھائی حضرتِ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: ''اے میرے بھائی! آج تک میں اتنا خوش نہیں ہوا جتنا یہ سن کر خوش ہوا کہ تمہاری شادی بنتِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوگئی ہے، اب اگر آپ ان کو اپنے گھر بھی لے آئیں تو اس سے ہمارے دل خوش ہوں گے۔'' میں نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی یہی چاہتا ہوں، لیکن مجھے سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے شرم آتی ہے۔'' انہوں نے کہا: ''میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔'' لہٰذا ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے تو راستے میں ہماری ملاقات آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خادمہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوگئی۔ ہم نے ان سے تذکرہ کیا تو کہنے لگیں: ''ذرا انتظار کریں، ہم عورتیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بات کرتی ہیں کہ (ان معاملات میں) مردوں کی نسبت عورتوں کی باتیں زیادہ مؤثر ہوتی ہیں۔'' وہ واپس مڑ کر حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں اور پھر دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ساری بات بتائی تو سب اُمّہاتُ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اکٹھی ہو کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں حاضر ہوئیں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چاروں طرف بیٹھ کر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمارے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! ہم ایک اہم معاملے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوئی ہیں، کاش! اگر آج حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ ہوتیں تو اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جب ہم نے حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آب دیدہ ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ''خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثل کون ہو سکتا ہے؟ اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلا دیا اور اپنے مال سے میرے دین و دنیا کے معاملات میں میری امداد کی۔'' تو حضرتِ سیِّدَتُنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہاں! واقعی حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی ہی تھیں مگر وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس جا چکی ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یقیناً ہمیں ان کے ساتھ جنت میں جمع فرمائے گا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چچازاد اور دینی بھائی حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بیوی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی چاہتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حکم فرمایا: ''اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلانے کے لئے بھیج دو۔'' حضرتِ اُمِّ اَیمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نکلیں اور حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا منتظر پایا تو ان سے عرض کی: ''حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بلاوے پر لبیک کہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں: ''جب میں اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو تمام ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اندر کمرے میں تشریف لے گئیں، میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے سر جھکا کر بیٹھ گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان!'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بڑی محبت وعزت سے، ان شآء اللہ عَزَّوَجَلَّ آج رات سے تم اپنی زوجہ کے ساتھ رہا کرو گے۔'' حضرتِ سیِّدُنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں: ''پھر میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس سے خوشی ومسرت کی حالت میں اُٹھا۔''

حضرت سیِّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولیمہ:

اللّٰہ کے رسول، رسولِ مقبول، بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رکھے ہوئے دراہم میں سے دس درہم حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو دیئے اور ارشاد فرمایا: ''ان سے کھجور، گھی اور پنیر خرید لو۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں یہ چیزیں خرید کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا پھر ارشاد فرمایا: ''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جسے چاہو بلا لاؤ۔'' میں مسجد گیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین سے کہا: ''آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دعوت قبول کریں۔'' سب لوگ اٹھ کر چل دیئے۔ جب میں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی کہ لوگ بہت زیادہ ہیں تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چمڑے کے دستر خوان کو ایک رومال سے ڈھانک دیا اور ارشاد فرمایا: ''دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ۔'' میں نے ایسا ہی کیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھا کر نکلتے گئے لیکن کھانے میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے **سات سو افراد نے وہ حلوہ کھایا۔**''

اس کے بعد آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ فاطمہ اور حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو اپنے دائیں اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بائیں طرف بٹھا کر سینے سے لگایا اور دونوں کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے حوالے کر دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے علی! میں نے کتنی اچھی زوجہ سے تیرا نکاح کیا ہے۔'' پھر ان دونوں کے ساتھ ان کے گھر تک پیدل چلے۔ پھر گھر سے باہر نکل کر دروازے کے کواڑ پکڑے اور یہ دُعا فرمائی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **تم دونوں کو اتفاق و اتحاد عطا فرمائے، میں تمہیں اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کے سپرد کرتا ہوں اور تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔**''

شادی کی پہلی رات:

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت بھری گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ رونے لگیں۔ حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے پوچھا: ''اے تمام عورتوں کی سردار! کیا آپ خوش نہیں کہ میں آپ کا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی ہیں؟'' کہنے لگیں: ''میں کیونکر راضی نہ ہوں گی، آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔'' اس کے بعد وہ دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہو کر ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے لگے۔

عبادت ہو تو ایسی:

اے میرے اسلامی بھائیو! یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا پختہ عزم، خواہشات اور مقصود نہ تو دنیا اور اس کی لذات تھیں اور نہ ہی نفس کی راحت و خواہشات۔ بلکہ ان کی بلند ہمتوں کی پرواز ہمیشہ باقی رہنے والے ٹھکانے کی طرف تھی۔ یقیناً ان کا ذکر قرآنِ پاک میں لکھ دیا گیا اور ان کو بشارت دے دی گئی:

﴿۱﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ (پ ۲۲، الاحزاب:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔(۱)

ان دونوں مبارک ہستیوں نے اپنی لذات کے بستر کو چھوڑ دیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو گئے، رات قیام میں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتا حتی کہ تین روز اسی طرح گزر گئے۔ پھر وہ دونوں اپنے بستر پر آرام فرما ہوئے۔ چوتھے دن حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل امین علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''**اللہ** تعالیٰ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں، تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ارشاد فرماؤ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروزِ قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرو گے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم فوراً ان کے گھر تشریف لائے تو وہاں حضرتِ سیِّدَتُنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا کو پایا تو استفسار فرمایا: ''کس چیز نے تجھے یہاں ٹھہرایا ہے؟ حالانکہ گھر میں ایک مرد بھی موجود ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم پر قربان! جب کوئی لڑکی شادی کی پہلی رات اپنے خاوند کے پاس آتی ہے تو اسے ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کی ضروریات پوری کرے۔ لہٰذا حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ضروریات پوری کرنے کے لئے میں یہاں ٹھہر گئی۔'' اس پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی چشمانِ مبارک نم ناک ہو گئیں اور دعا فرمائی: ''اے اسماء (رضی اللہ تعالٰی عنہا)! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیری دنیا وآخرت کی تمام حاجات پوری فرمائے۔''

حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت:

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم فرماتے ہیں: ''وہ صبح انتہائی ٹھنڈی اور شدید سرد تھی، میں اور فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک ہی چادر میں محوِ آرام تھے۔ جب ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی مبارک آواز سنی تو جلدی سے کھڑے ہونے

۱......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔ اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہلِ بیت میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ازواجِ مطہرات اور حضرت خاتونِ جنّت فاطمہ زہرا اور علی مرتضٰی اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم سب داخل ہیں۔ آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے۔ ان آیات میں اہلِ بیتِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقوٰی وپرہیزگاری کے پابند رہیں، گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب اُن سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے۔ اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ اربابِ عقول کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقوٰی وپرہیزگاری کی ترغیب دی جائے۔''

لگے مگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ اسی حالت میں رہو یہاں تک کہ میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں۔'' حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ہم اسی حالت میں رہے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم آ کر ہمارے سروں کے قریب تشریف فرما ہو گئے اور اپنے قدمینِ شریفین ہمارے درمیان رکھ دیئے تو میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا دایاں پاؤں پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے بایاں پاؤں تھام لیا۔ پھر ہم دونوں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین کو سردی سے بچانے کے لئے ملنے لگے حتی کہ وہ گرم ہو گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں دعائے خیر دی اور پھر حضرتِ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چلے گئے تو حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا: ''اے میری بیٹی! تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''وہ بہترین شوہر ہیں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ''اپنی زوجہ سے نرمی سے پیش آنا، بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے دکھ دے گی مجھے بھی دُکھ دے گی اور جو اسے خوش کرے گی مجھے بھی خوش کرے گی، میں تم دونوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرتا ہوں، اور تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اس نے تم سے ناپاکی دور کر دی اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس حکمِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد میں نے نہ تو کبھی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر غصہ کیا اور نہ ہی کسی بات پر انہیں ناپسند کیا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا، بلکہ وہ بھی کبھی مجھ سے ناراض نہ ہوئیں اور نہ ہی کسی بات میں میری نافرمانی کی اور جب بھی میں ان کو دیکھتا تو وہ میرے دکھ درد دُور کرتی دکھائی دیتیں۔''

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

بیان 49:

موت اور اس میں غور و فکر کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تنہا مختلف اشیاء اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ جسم، تقسیم اور ہیئت وصورت سے منزّہ ہے۔ شکل، مثل، جگہ اور جہت سے بہت بلند ہے۔ اعیان، الوان اور کیفیات سے پاک ہے۔ قدیم اسماء وصفات سے موصوف ہے۔ جو اسے پکارتا ہے اس کے قریب ہے مگر مسافت والی قربت سے نہیں۔ جو اخلاص بھری دعاؤں کے ذریعے اس سے مناجات کرتا، اس کی دعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرتا، عیبوں کو چھپاتا، اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا، برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ وہ دل کے پوشیدہ راز، چھپے افکار اور اوجھل امور کو جاننے والا ہے۔ وہ ایسا خبردار ہے جس پر زمین وآسمان کی ذرہ بھر چیز مخفی نہیں۔ وہ ایسا سننے والا ہے کہ آوازوں کا اختلاف اس کی سماعت سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ اندھیروں میں ریت پر چیونٹی کے رینگنے کا نشان اس سے اوجھل نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ یکتا، بے نیاز اور بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور ہر کوئی فنا ہو جائے گا، وہ ہی ان کی موت کا فیصلہ فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ جو زندوں کو مارنے اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ انسان جس وقت دنیا میں شہوات کی لذت کے سبب دھوکے میں مبتلاء ہوتا اور غفلت کے سمندر میں غرق ہوتا ہے تو ایسے میں جب اس کے پاس موت آتی ہے تو وہ اسے اپنی سختیوں کے جام گھونٹ گھونٹ پلاتی اور اس پر اپنے مصائب کو ڈال دیتی ہے، اس وقت موت کی سختیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اپنی شدت سے اسے حسرتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جن لذتوں میں وہ کھویا ہوا تھا، موت اسے ان سے جدا کر دیتی ہے۔ ماں باپ کو رلاتی اور بیٹے بیٹیوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ مرنے والے کے مصائب وآلام پر عبرتوں کا پہرہ بیٹھ جاتا ہے۔ لوگ اسے کندھوں پر اٹھا کر ویران قبرستان کی طرف لے چلتے ہیں۔ اور وہ اپنی قبر میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اس تنہائی میں صرف اچھے برے اعمال اس کے ساتھ ہوں گے۔ وہاں تقویٰ وعبادات، بھلائی وصدقات، نماز اور دعاؤں کے علاوہ کچھ کام نہ آئے گا۔ تو کیا عقلمند انسان، مرنے والے کی پکڑ وہلاکت سے اب بھی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ تحقیق پیسنے والی قبروں نے مُردے پر قبضہ کر لیا۔ آقا وغلام کہاں گئے؟ تو پھر انسان زندہ رہنے میں کس طرح طمع کرتا ہے۔

حالانکہ، دلائل ومعجزات کے مالک، دوعالم کے داتا، مکی مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک موت کی سختیاں بہت ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، الحدیث ٤٤٤٩، ص ٣٦٥)

اے غفلتوں کے شکار! اپنی موجودہ حالت سے خبر دار ہو جا۔ اور آخرت کے طویل سفر کے لئے زادِ راہ تیار کر لے۔ کیونکہ زندگی تھوڑی سی باقی ہے جبکہ جانے والے کے لئے موت کی سختیوں کے جام تیار ہو چکے ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: ''ایک دن میں نے رسولِ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مجاہدین کے ثواب اور ان کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جنت میں تیار کردہ اجر وثواب کے متعلق بیان فرماتے سنا تو عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا مجاہدین کے علاوہ بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے کسی امتی کے لئے اتنا اجر ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! جو شخص روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے (تو وہ بھی مجاہدین کی مثل اجر وثواب پائے گا)۔'' (قوت القلوب، ذکر التداوی و ترکہ للمتوکل، ج۲، ص۵۳، بتغیرٍ)

مَلَکُ الموت کا اعلان:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور جانِ رحمت، ماہِ نبوت، شفیعِ اُمَّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کوئی گھر ایسا نہیں جس کے دروازے پر ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ) روزانہ پانچ مرتبہ نہ کھڑا ہوتا ہو۔ جب وہ ایسے انسان کو پاتا ہے جس کا رزق ختم ہو چکا ہوتا اور عمر مکمل ہو چکی ہوتی ہے تو اس پر موت کا غم ڈال دیتا ہے، پھر موت کی سختیاں اس بندے کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ پھر جس کی گھر والی اپنے بال منتشر کرتی، چہرہ پیٹتی، گریہ وزاری کرتی اور ہلاکت وتباہی کو پکارتی ہے تو ملک الموت کہتا ہے: ''تم پر ہلاکت ہو، یہ آہ وبُکا کیوں کرتے ہو؟ میں نے تو کسی کا رزق نہیں چھینا، نہ کسی کی موت اس کے قریب کی، نہ کسی کے پاس حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بغیر آیا اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی کی روح قبض کی اور میں تو تمہارے پاس بار بار آؤں گا حتی کہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔''

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! اگر لوگ مردے کا ٹھکانہ دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو اپنی میت کو بھول جائیں اور اپنی جانوں پر رونے لگیں۔ یہاں تک کہ جب مردے کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو اس کی روح تخت کے اوپر پھڑ پھڑاتے ہوئے پکارتی ہے: ''اے میرے اہل وعیال! دُنیا تمہارے ساتھ اس طرح نہ کھیلے جس طرح میرے ساتھ کھیلی۔ میں نے حلال وغیرِ حلال مال جمع کیا پھر وہ مال دوسروں کے لئے چھوڑ آیا، اس کا نفع تمہارے لئے ہے اور نقصان میرے لئے۔ پس جو کچھ مجھ پر گزری ہے اس سے محتاط رہو (یعنی عبرت حاصل کرو)۔''

(الفتوحات المکیۃ لابن عربی، الباب الموفی ستین وخمسمائۃ فی وصیۃ حکمیۃ......الخ، ج۸، ص۴۶۵)

ہر عضو موت کا شکار:

کہتے ہیں، موت کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس کا شکار ہوتا اور اس کی تکالیف سے دوچار ہوتا ہے۔ موت کی تکلیف تلوار کے وار سے زیادہ دشوار ہے۔ اس کا درد قینچیوں سے کاٹے جانے اور آروں سے چیرے جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ تلوار سے کٹ جانے کی تکلیف بدن میں صرف اس وقت تک رہتی ہے جب تک اس میں قوت (یعنی حیات) باقی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے زخمی چلاّ تا اور فریاد کرتا ہے جبکہ موت کا معاملہ تو اس کے برعکس ہے کیونکہ مردے کے دل پر طاری ہونے والے کرب واضطراب کی شدت اس کی آواز کو ختم کر دیتی اور قوت کو کمزور کر دیتی ہے۔ موت جسم کے ہر عضو کو اس طرح بے کار و بے زور کر دیتی ہے کہ اس سے قوتِ فریاد بھی چھین لیتی ہے۔ عقل کو مدہوش اور زبان کو خاموش کر دیتی ہے۔ ساتھ ہی دیگر اعضاء کی طاقت کا بھی خاتمہ کر دیتی ہے۔ مردہ چیخ وپکار کر کے راحت چاہتا ہے لیکن کرے کیا؟ قدرت نہیں۔ اگرچہ نزعِ روح کے وقت سننے کی قوت باقی رہتی ہے۔ روح نکلتے وقت سینے اور گلے سے گائے، بیل کی مثل آوازیں نکلتی ہیں۔ چہرے کا رنگ سیاہی مائل خاکی رنگ میں بدل جاتا ہے۔ آنکھوں کے سیاہ ڈھیلے پپوٹوں کی طرف بلند ہو جاتے ہیں۔ خصیے (یعنی فوطے) بھی اپنی جگہ سے اٹھ جاتے ہیں۔ انگلیاں زرد پڑ جاتی ہیں۔ ہر عضو جدا جدا موت کا شکار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے پاؤں پھر پنڈلیاں پھر رانیں موت کی زد میں آ جاتی ہیں۔ یوں ہر عضو بار بار شدت وسختی اور کرب واضطراب سے دوچار ہوتا ہے۔ بالآخر جب روح گلے تک پہنچتی ہے تو دنیا اور اہلِ دنیا نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور حسرت وندامت اسے گھیر لیتے ہیں۔

مروی ہے: ''**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کسی مریض کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''بے شک میں اس کی تکلیف جانتا ہوں، اس کی ہر رگ، جدا جدا موت کی اذیت کا شکار ہے۔''

(البحر الزخار بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث ۲۵۱۲، ج۶، ص ۴۸۰)

مروی ہے، سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار، محبوبِ غفّار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس بوقتِ وصال پانی کا ایک پیالہ تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالتے پھر اسے چہرۂ انور پر پھیرتے اور فرماتے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کی سختیاں بہت ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، الحدیث ۴۴۴۹، ص ۳۶۵)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا فرماتے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر موت کی سختیاں آسان فرما۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدھا، باب ثالث فی سکرات الموت......الخ، ج ۵، ص ۲۱۰)

ایک روایت میں سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دعا کے الفاظ یہ ہیں: ''موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔''

(جامع الترمذی،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی التشدیدعندالموت،الحدیث ۹۷۸،ص۱۷۴۴)

حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اے میرے بابا جان! ہائے! آپ کی تکلیف پر مجھے کتنا غم ہوا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی سختی نہ ہوگی۔'' (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۶۵۸۸،ج۸، ص۲۱۴۔سنن ابن ماجة، ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۱۶۲۹، ص۲۵۷۴)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم جہاد کی ترغیب دلاتے اور فرماتے: ''اگر تم شہید نہ ہوگے تو مر جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تلوار کی ہزار ضربیں بھی میرے نزدیک بستر پر مرنے سے آسان ہیں۔'' (موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الذکرالموت،الخوف من اللہ تعالی،الحدیث۱۸۷،ج۵، ص ۴۵۱)

حضرتِ سیِّدُنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اہلِ ایمان پر موت دونوں جہان کی تمام تر ہولناکیوں سے زیادہ دردناک ہے۔ موت کی تکالیف قینچیوں سے کاٹے جانے، آروں سے چیرے جانے اور ہنڈیوں میں ابالے جانے سے سخت تر ہیں۔ اگر مرنے والا اٹھ کر دنیا والوں کو موت کی تکالیف سے آگاہ کر دے تو ان کا جینا دوبھر ہو جائے اور نیند کا سب مزہ جاتا رہے۔''

(الموسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت،الخوف من اللہ تعالی،الحدیث ۱۷۰،ج۵، ص ۴۴۶)

منقول ہے: ''حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے انتقال کے بعد جب ان کی روح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے استفسار فرمایا: ''اے موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟'' عرض کی: ''میں نے خود کو چڑیا کی مانند پایا۔ جب اس کو زندہ کڑاہی میں بھونا جائے تو نہ وہ مرے کہ راحت پائے اور نہ نجات پائے کہ اُڑ جائے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکروالموت ومابعدھا،باب ثالث فی سکرات الموت...... الخ ،ج۵،ص۲۱۰)

دوسری روایت میں ہے: ''میں نے خود کو زندہ بکری کی مثل پایا جس کی کھال اُتاری جائے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکروالموت ومابعدھا،باب ثالث فی سکرات الموت...... الخ ،ج۵،ص۲۱۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

''بِالْحَقِّ'' سے مراد معاملۂ آخرت کی حقیقت ہے کہ جب مرنے والا آگاہ ہوگا اور بچشمِ سر موت کو دیکھے گا۔ اور ملکُ الموت کا مشاہدہ اور اسے دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والا خوف اور گھبراہٹ ایک ایسا امر ہے جس کی حقیقت بیان کرنے سے ہر

بیان کرنے والے کی عبارت قاصر ہے اور اس کی ہولناکی کا احاطہ کرنے سے ہر وضاحت کرنے والا عاجز ہے۔اس کی حقیقت وہی جانتا ہے جو اس مرحلے سے گزر چکا ہو۔ چنانچہ،

خوفناک صورت:

منقول ہے: ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: ''کیا تم مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تشریف لاکر نافرمانوں کی روح قبض کرتے ہو؟'' حضرتِ سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کہا: ''آپ علیہ السلام سہہ نہیں سکیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا: ''کیوں نہیں (میں دیکھ لوں گا)۔'' انہوں نے کہا: ''آپ مجھ سے الگ ہو جائیے۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام الگ ہو گئے۔ پھر ادھر متوجہ ہوئے تو ملاحظہ کیا، کالے کپڑوں میں ملبوس ایک سیاہ فام شخص ہے جس کے بال کھڑے ہیں، بدبو آرہی ہے، اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔ (یہ دیکھ کر) حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو ملک الموت علیہ السلام اپنی اصل حالت پر آچکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے ملک الموت (علیہ السلام)! موت کے وقت صرف تمہاری صورت دیکھنا ہی فاسق وفاجر کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدھا،باب ثالث فی سکرات الموت...... الخ، ج٥،ص ٢١٠)

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کچھ لوگوں کو میت پر روتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اگر تم میت پر رونے کی بجائے خود اپنی جانوں پر روتے تو تمہارے لئے بہتر تھا کہ میت کو تو تین ہولناک مراحل سے نجات مل گئی ہے: (۱)......ملک الموت کو اس نے دیکھ لیا (۲)......موت کا ذائقہ بھی اس نے چکھ لیا اور (۳)......اسے (برے) خاتمے کا خوف بھی نہ رہا۔'' لہٰذا عقل مند انسان کو چاہئے کہ اپنی جان پر روئے کہ یہی اس کے زیادہ لائق ہے اور اسے اس بات سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہئے کہ موت اس کی تلاش میں اس کے پیچھے پیچھے ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! موت جیسا واعظ و مبلغ کوئی نہیں، مگر تم اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ تمہاری تلاش میں ہے اور تم اس سے بے خبر۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تمہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے؟ (سنو!) موت کا جام ہر ایک کو پینا ہے۔ توشہ ساتھ لے لو، قافلہ چلنے کو تیار ہے۔ دُنیا کی رنگینیوں سے دھوکا نہ کھانا کہ یہ تو عارضی ہیں۔ جھوٹی اُمیدوں سے بچو کہ ان کا زہر زہرِ قاتل ہے۔ کب تک غفلت و جہالت کی چادر اوڑھے رہو گے؟ کب تک دنیوی مال اور اہل وعیال کے دھوکے میں رہو گے؟ کب تک اس حقیر وذلیل دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے رہو گے؟ حالانکہ یہ تمہاری ہلاکت و بربادی کے لئے کوشاں ہے۔ کب تک

اپنے سے پہلے جانے والوں کے پاس پہنچنے کو بھولے رہو گے؟ کب تک کثرتِ ملامت وعتاب تم میں بے اثر رہے گی؟ کب تک اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر کُوچ کرنے کو یاد نہیں کرو گے؟ آخر کب تک تمہیں نصیحت سمجھ میں نہیں آئے گی؟ بے شک تجھے کہا گیا،''جاگ جا او بے خبر! جاگ جا۔ تیرے جیسے کتنوں کے ساتھ خواہشات کھیلیں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۲﴾ **اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝** (پ ۳۰، التکاثر: ۱، ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

یعنی مال واولاد کی زیادہ طلبی نے تمہیں موت کی تیاری سے غافل رکھا۔ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''عذابِ قبر سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرو۔''

﴿۳﴾ **کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝** (پ ۳۰، التکاثر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔

یعنی موت کی سختیوں اور ہولناکیوں کے وقت تم جان لو گے۔

﴿۴﴾ **ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝** (پ ۳۰، التکاثر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔

یعنی موت کے بعد قبر میں منکر نکیر کو دیکھ کر تم جان لو گے۔

حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''جب کسی بندۂ مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر دی جاتی ہے۔ اس پر خوشبودار ٹھنڈی ہوائیں چلائی جاتی ہیں۔ اسے ریشمی لباس پہنایا جاتا ہے۔ پھر اگر اس کے نامۂ اعمال میں کچھ تلاوتِ قرآن بھی ہو تو اس کا نور ہی اسے قبر میں کافی ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال دلہن کی سی ہے کہ وہ سوتی ہے تو اس کا محبوب ترین شخص ہی اسے بیدار کرتا ہے پھر وہ اس طرح بیدار ہوتی ہے گویا ابھی اس کی نیند باقی ہے۔ اور فاجر و فاسق اور کافر کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر اونٹ کی گردن کی مانند موٹے موٹے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ وہ ان کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ ہڈیوں پر ذرہ برابر گوشت بھی نہیں چھوڑتے۔ پھر گونگے، بہرے اور اندھے فرشتوں کو لوہے کے گرز دے کر اس پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ ان گرزوں سے اسے مارتے ہیں، انہیں سنائی نہیں دیتا کہ اس کی چیخ و پکار سن کر ترس کھائیں، نہ انہیں دکھائی دیتا ہے کہ اس کی حالتِ زار دیکھ کر اس پر نرمی برتیں۔ اسے صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' (الامان والحفیظ)

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الصبر و البکاء و النیاحۃ، الحدیث ۶۷۳۱، ج۳، ص ۳۷۴، بتغیرٍ)

{یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں قبر وآخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

قبر کی ڈانٹ:

سرورِ ذیشان، رحمتِ عالمیان، محبوبِ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب میت کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو قبر اس سے خطاب کرتی ہے: ''اے آدمی تیرا ناس ہو! تو نے کس لئے مجھے فراموش کررکھا تھا؟ کیا تجھے اتنا بھی پتا نہ تھا کہ میں فتنوں کا گھر ہوں، تاریکی کا گھر ہوں، پھر تو کس بات پر مجھ پر اکڑ اکڑ کر چلتا تھا؟'' اگر وہ مردہ نیک بندے کا ہو تو ایک غیبی آواز قبر سے کہتی ہے، ''اے قبر! اگر یہ ان میں سے ہو جو نیکی کا حکم کرتے رہے اور برائی سے منع کرتے رہے تو پھر! (تیرا سلوک کیا ہوگا؟)'' قبر کہتی ہے، ''اگر یہ بات ہو تو میں اس کے لئے گلزار بن جاتی ہوں۔'' چنانچہ، پھر اس شخص کا بدن نور میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کی روح ربُّ العٰلمین عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۴۲، ج ۲۲، ص ۳۷۷)

قبر کی پکار:

حضرتِ سیِّدُنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''قبر روزانہ پانچ مرتبہ یہ نداء کرتی ہے، اے آدمی! تو میری پیٹھ پر چلتا ہے جبکہ میرا پیٹ تیرا ٹھکانہ ہے۔ اے آدمی! تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے جلد ہی میرے اندر آکر روئے گا۔ اے آدمی! تو مجھ پر حرام کھاتا ہے عنقریب میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے۔ اے آدمی! تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے عنقریب مجھ میں غمگین ہوگا۔''

کسی زاہد سے پوچھا گیا: ''آپ کیسے ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''اس شخص کا حال کیسا ہوگا جو بغیر زادِ راہ کے سفر کرتا ہے، کل جب ملک الموت آئیں گے تو اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی اور جو وحشت ناک قبر میں بلا مونس رہے گا اس کا حال کیسا ہوگا؟''

گریۂ عثمانی:

منقول ہے، حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے قریب کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کیا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت و دوزخ کے تذکرہ پر نہیں روتے مگر جب کسی قبر کے قریب کھڑے ہوتے ہیں تو اس قدر گریہ وزاری فرماتے ہیں، اس کا کیا سبب ہے؟'' حضرتِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے سیِّدُ المبلِّغین، شفیعُ المذنبین، رحمۃٌ للعٰلمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر ہے۔ قبر والے نے اس سے نجات پائی تو بعد کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی فظاعۃ القبر......الخ، الحدیث ۲۳۰۸، ص ۱۸۸۴)

اے میرے اسلامی بھائیو! اس سے بچو کہ تم راہِ ہدایت سے پھر جاؤ یا توبہ کا عہد کر کے اسے توڑ دو۔ جلدی سے دل میں اخلاص پیدا کرلو۔ ہر حال میں کاموں کے انجام کو یاد کرنے والے بن جاؤ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر و حمد کرتے ہوئے ہمیشہ اس کی عبادت کو اپنے لئے لازم کئے رکھو۔ اور اس بات سے ڈرو کہ جب پرہیز گاروں کو نفع مل رہا ہو تو تم نقصان میں نہ رہ جاؤ۔ گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ موت غلبہ و اقتدار کے ساتھ تم پر مسلّط ہو چکی ہے۔

روح کی دردناک باتیں:

منقول ہے، ''جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے اور اس پر سات دن گزرتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے، ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے اجازت عطا فرما کہ میں اپنے جسم کا حال دریافت کروں۔'' تو اسے اجازت مل جاتی ہے، پھر وہ قبر کی طرف آتی ہے، اسے دور سے دیکھتی، اور اپنے جسم کو ملاحظہ کرتی ہے کہ وہ متغیر ہے اور اس کے نتھنوں، منہ اور آنکھوں سے پانی رواں ہے۔ وہ اپنے جسم سے کہتی ہے، ''بے مثال حسن و جمال کے بعد اب تو اس حال میں ہے!'' یہ کہہ کر چلی جاتی ہے۔ پھر سات دن کے بعد اجازت لے کر دوبارہ قبر پر آتی ہے اور دور سے دیکھتی ہے کہ مردے کے منہ کا پانی خون ملی پیپ، آنکھوں کا پانی خالص پیپ اور ناک کا پانی خون بن چکا ہے۔ تو اس سے کہتی ہے، ''اب تو اس حال کو پہنچ چکا ہے!'' یہ کہہ کر پرواز کر جاتی ہے۔ پھر سات روز کے بعد اجازت لے کر اسی طرح دور سے دیکھتی ہے، تو حالت یہ ہوتی ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں چہرے پر ڈھلک چکی ہیں، پیپ کیڑوں میں تبدیل ہو چکی ہے، کیڑے اس کے منہ سے داخل ہو کر ناک سے نکل رہے ہیں۔ تب وہ جسم سے کہتی ہے، ''تو ناز و نعم میں پلنے کے بعد اب اس حال کو پہنچ گیا ہے۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! اپنے حالات پر غور کرو، موت کے بعد تمہارا کیا بنے گا۔ کیونکر تم دنیا میں واپس لوٹ سکو گے کہ تم زندگی کو کھو چکے ہو گے۔ تم اپنے انجام سے یکسر بے خبر ہو۔ لمبی لمبی امیدوں کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہو۔ تمہارے کان نصیحت کی بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں اور تمہارے دل اصلاحی باتوں کو قبول کرنے سے اندھے ہو چکے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تقویٰ و نیک عمل کے علاوہ کسی چیز نے قبر میں کسی کو فائدہ نہ پہنچایا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''ہمیں نصیحت کی کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے جس سے ہم نفع اٹھائیں۔'' تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جب تم لوگوں کو دنیا کے کاموں میں مشغول دیکھو تو تم آخرت کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ اور جب ان کو اپنی ظاہری حالت آراستہ کرتے دیکھو تو تم اپنے باطن کو آراستہ کرلو، اور جب لوگوں کو باغات اور محلات کی تعمیر میں مصروف پاؤ تو تم اپنی قبروں کی تعمیر میں مصروف ہو جاؤ اور جب لوگ دوسروں کے عیوب

دیکھنے میں مشغول ہوں تو تم اپنے عیوب کی تلاش میں مشغول ہو جاؤ، اور جب لوگوں کو مخلوق کی خدمت کرتے دیکھو تو تم تمام مخلوق کے پروردگار، خالق عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں کھو جاؤ۔''

اے میرے اسلامی بھائی! منادی کی نداء آنے سے پہلے اپنے نفس کو خوابِ غفلت سے بیدار کر۔ صبر کی زرہ پہن کر شیطان سے جہاد کر۔ سرکشی و گناہ کے کام چھوڑ کر اپنے چھٹکارے کی تلاش کر۔ تجھ پر ایسے اعمال لازم ہیں جو قیامت میں تجھے فائدہ دیں اور عذاب سے نجات دلائیں۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں: (۱)......حرص اور (۲)......لمبی امید۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھیۃ الحرص علی الدنیا، الحدیث ۱۰۴۷، ص ۸۴۲)

پس حرص بھی ہلاک کر دینے والی دو آفتوں میں سے ایک ہے۔

ابنِ آدم کی حرص:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابنِ آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو ان لابن آدم......الخ، الحدیث ۱۰۴۸، ص ۸۴۲)

حضرتِ سیِّدُنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، نبی مُحتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے جسم کے کسی حصہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر کی طرح رہ اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کر۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب مثل الدنیا، الحدیث ۴۱۱۴، ص ۲۷۲۷)

اے گناہوں کے حریص! اے موت کے جھٹکوں سے غافل! (سُن!) یقیناً موت اچانک آجائے گی۔ مال و گناہ کی طمع کسی عقل مند کا کام نہیں۔ تو گناہوں میں جلدی کرتا اور توبہ کو آئندہ سال تک مؤخر کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ غنی کا (قرض کی ادائیگی کے معاملے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے جوانی، صحت اور فراغت کی دولت سے غنی کر دیا پھر بھی تو توبہ میں ٹال مَٹول کرتا ہے۔ دُنیا پر بادشاہت کرنے والے، بڑے بڑے جابر اور لیڈر کہاں چلے گئے؟ بندوں پر بڑائی چاہنے والوں کو کیا ہو گیا؟ کہاں ہیں قاتل اور حملہ کرنے والے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت کے تیر ان سب میں پیوست ہو گئے، وہ اب قتل گاہوں میں پڑے ہیں۔ اور موت نے اُنہیں فرش اور قالین کے بعد پچھاڑ کر پتھر کی سِل اور چٹان کے درمیان رکھ دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

وَجَآءَ تۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ ○ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

یعنی موت کی سختیوں کا سامنا، **ملک الموت** علیہ السلام کو دیکھنا اور بندے پر اس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانہ ظاہر ہونا زبردست امور ہیں اور یہ سکرات موت کے وقت ظاہر ہوں گے اور یہ حق ہے، اس کو حضور نبی ٔمکرّم، رسولِ محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایمان بالغیب میں بیان فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد منکر نکیر کے سوالات کا مرحلہ ہے کہ میت کو قبر میں اُتارے جانے کے بعد سب سے پہلے اسی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور موت کی سختیاں بیان ہو چکی ہیں اور یہ ہر شخص پر اس کے اعمال کے مطابق ہوں گی۔

ان کو سکرات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہوش اڑا دیتی اور ذہن کو غائب کر دیتی ہیں جیسے کوئی نشے کی حالت میں ہوتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ آدمی پر اس کے اچھے برے اعمال اور ان کی جزا موت کے وقت ظاہر ہوگی۔ غیبت کرنے والے کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جائے گا، غیبت سننے والے کے کانوں میں جہنم کی آگ کی سیخیں پروئی جائیں گی اور ظالم کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہر مظلوم کے پاس پہنچ جائے گا۔ حرام خور کو جہنم کا کانٹے دار درخت، زقوم کھانے کو دیا جائے گا۔ اسی طرح دیگر افعال کی جزا و سزا دی جائے گی۔ ان سب کا ظہور موت کی سختیوں کے وقت ہوگا اور میت کو یکے بعد دیگرے ان سے گزرنا ہوگا، اور آخر میں اس کی روح قبض کی جائے گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ ○ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

یعنی یہ وہ موت ہے لمبی اُمیدوں اور دنیا میں زندہ رہنے کی حرص کے سبب جس سے تو بھاگتا تھا۔

سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے:

حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حضرتِ سیِّدُنا نوح نجی **اللہ** علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹے حضرتِ سیِّدُنا سام علیہ السّلام کی قبر سے گزرے تو بنی اسرائیل نے عرض کی: ''اے روح اللہ (علیہ الصلوۃ والسلام)! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ اس قبر والے کو زندہ کرے تا کہ ہم اس سے موت کا تذکرہ سنیں۔'' چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسّلام نے اس قبر کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حضرتِ سیِّدُنا سام بن نوح علیہ السّلام کو زندہ کرنے کی دعا کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں زندہ فرما دیا۔ وہ سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوگئے، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے استفسار فرمایا: ''یہ سفیدی تو تمہارے

زمانے میں نہیں تھی ۔''انہوں نے فرمایا:''یاروح اللہ عَزَّوَجَلَّ وعلیہ السلام! میں آواز سن کر سمجھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اس کے خوف سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ۔''حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: ''تمہارے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا؟''انہوں نے بتایا:''چار ہزار سال ۔مگر اب تک موت کی سختی اور کڑواہٹ مجھ سے نہیں گئی ۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! جب ایک بوسیدہ ٹھکانے کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو پھر یہ غفلت کیسی؟ جب عمر بہت قلیل ہے تو پھر یہ سستی کیونکر؟ بے شک ڈر سنانے والے نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم تمہیں ڈر سنا چکے تو پھر گناہوں میں اپنا وقت برباد کرنے میں کیونکر مصروف ہو؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمہارا محبوب کے دروازے سے ہٹ جانا تمہارے لئے بہت بری تدبیر ہے۔تمہاری یہ اکڑ کب تک رہے گی؟ یاد رکھو! خدائے نگہبان سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! قیامت کو یاد کرو کیونکہ قیامت کا معاملہ بہت سخت ہے ۔اپنی بقیہ عمر نیکیوں میں گزارو کہ مرنے کے بعد حسرت وندامت کوئی فائدہ نہ دے گی ۔اپنے دل وعدہ و وعید کو سمجھنے کے لئے حاضر رکھو۔اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے ۔تم پر نگہبان مقرر ہے۔موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ تمہارے بہت قریب ہے۔اس نے نہ آزاد لوگوں کو چھوڑا ہے، نہ غلاموں کو رہنے دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کہاں ہیں تمہارے دوست، احباب جو موت کا شکار ہو گئے؟ کہاں ہیں تمہارے آباؤ اجداد جو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے؟ کہاں ہیں مال دار اور ان کے جاں نشین؟ اب وہ سب اپنے گناہوں پر نادم ہیں ۔کاش! وہ پہلے ہی اس کی ہولناکی، جان لیتے جس کے غم نے بچوں کو بوڑھا کر دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

تعجب ہے تجھ پر، اے شخص! تجھے کیسے کیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلایا گیا اور تو اکڑ ارہا۔جب بھی واعظین تجھے اس کی طرف بلاتے ہیں تو تُو انکار و سرکشی کرتا ہے۔تیرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے کتنی بار تجھے سرکشی سے منع فرمایا مگر تو پھر بھی باز نہ آیا۔ اے زندہ جسم اور مردہ دل والے! (سُن!) بہت جلد تو حسرتوں اور موت کی سختیوں کے وقت وہ کچھ دیکھے گا جو تو نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے غافل! سن! موت نے کتنوں کو ان کے گھروں سے باہر کر دیا اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والوں سے ایسے بوسیدہ گھروں کو آباد کیا جہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ اس نے کتنوں کو گناہوں کے بوجھ سمیت قبر کے گڑھوں میں پھینک دیا۔ کتنے رخساروں کو تر وتازگی اور اُن کی سرخی کے بعد مٹی میں ذلیل کر دیا۔ پس اے شخص! ابھی اپنے گناہوں پر رو لے اس سے پہلے کہ تو روتا رہے اور تیرا رونا دھونا تجھے کوئی فائدہ نہ دے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے غافل شخص! غفلت کی چادر اُتار کر ابھی سے بیدار ہو جا اور یقین کر لے کہ یہ دنیا ایک پریشان خواب کے سوا کچھ نہیں، بہت جلد یہ فنا کے گھاٹ اُتر جائے گی، یہ ٹھہرنے کے قابل نہیں۔ عنقریب تجھے میری بات سمجھ آجائے گی۔ جب پردہ اُٹھ جائے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پکڑ یقینی ہو جائے گی تو سب پوشیدہ اشیاء تجھ پر مکمل طور پر ظاہر ہو جائیں گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

افسوس ہے تجھ پر! کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو روزانہ موت کے سفر کی ایک منزل طے کر لیتا ہے؟ کیا تجھے خبر نہیں کہ تیرے رائی کے دانے برابر اعمال بھی شمار کئے جاتے ہیں؟ اور بہت سے اُمید رکھنے والے اپنی اُمیدوں کے حساب میں نقصان اُٹھاتے ہیں اور موت کی وجہ سے اپنے مقاصد تک نہیں پہنچ سکتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے گھاٹے وخسارے کے کاموں میں عمر ضائع کرنے والے! اے خواہشات کی پیروی کر کے نورِ ایمان کو بجھانے والے! اے نفسانی خواہشات کے نشے میں بدمست! تو کب ہوش میں آئے گا؟ کیا ابھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کا وقت نہیں آیا یا تُو نے اس کی ناراضگی سے امان پا کر جان چھڑا لی ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ (پ۲۶،ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے بارگاہ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے منہ موڑنے والے! تو کب تک اس کی بارگاہ سے رُوگردانی کرتا رہے گا؟ (ہوش میں آ) دُنیوی مقاصد کی طلب میں تیری جوانی چلی جائے گی اور تجھ سے منہ موڑلے گی۔ تجھ پر افسوس! کیا تو نہیں جانتا کہ تیری عمر ختم ہو رہی ہے، تیرے اعضاء ہر لمحہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں، سفرِ آخرت کے لئے زادِراہ اکٹھا کرلے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! سفر بہت طویل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ0 (پ٢٦، ق:١٩)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے محافلِ وعظ میں صرف اپنے جسم کے ساتھ حاضر ہونے والے! تیرا دل تو اسبابِ دُنیا میں مشغول ہے۔ اے اپنی عمر کا اکثر حصہ ضائع کر کے بھی توبہ نہ کرنے والے! اے وہ شخص جس کو نافرمانیوں اور گناہوں نے تاریک حجاب والا لباس پہنا دیا! اے وہ شخص جس پر خواہشاتِ نفسانیہ نے تقویٰ کا ہر دروازہ بند کر دیا! اپنے آپ پر رو اور اپنے گناہوں کو شمار کر کہ بعض اوقات رونا دھونا اور گناہوں کو شمار کرنا بھی فائدہ دیتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ 0 (پ٢٦،ق:١٩)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ موت تیری تاڑ میں ہے۔ اس نے دوسروں کا شکار کیا اور عنقریب تیرا بھی شکار کرے گی۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ اس نے ان تمام لوگوں کے ساتھ کیا کِیا؟ کیا موت سے غفلت کسی شہر یا گاؤں میں تجھے اس سے بچالے گی؟ کیا تو اللہ مجید عَزَّوَجَلَّ کے اس مبارک فرمان کو دل کے کانوں سے سماعت نہیں کرتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ واضح طور پر فرماتا ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ 0 (پ٢٦،ق:١٩)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے نقصان دِہ چیزوں کی طرف متوجہ ہونے والے اور نفع مند چیزوں سے منہ موڑنے والے اور اپنی عمر برباد کرنے والے! (سن!) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عمر کو شمار کر رکھا ہے اور اس پر ایک نگہبان مقرَّر فرما دیا ہے۔ (غور تو کر!) مضبوط محلات اور محفوظ قلعوں میں بند رہنے والے کہاں چلے گئے؟ تکبر کرنے والے ظالم اور ناشکرے کہاں ہیں؟ کیا موت نے انہیں ان کے محلات اور بنگلوں سے نکال کر ان کی لمبی لمبی اُمیدوں کی رسی نہ کاٹ ڈالی؟ کیا سختیاں اور ظلم کرنے والے قبروں کی تاریکی میں تنہا نہیں رہ گئے؟ کیا انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ حقیقت نشان نہیں سنا تھا:

وَجَآءَ تْ سَکْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ 0 (پ۲۶،ق:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنا خاص رحم وکرم فرما۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

باجماعت نماز کی فضیلت

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: ''صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً ترجمہ: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث ٦٤٥، ص ٥٢)

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: ''جو شخص مؤذِّن کی آواز سن کر اس کا جواب نہ دے اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا۔'' نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص چالیس دن باجماعت نماز پڑھے اور اس کی تکبیرِ اُولٰی (یعنی پہلی تکبیر) فوت نہ ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے دو براءَتیں لکھ دیتا ہے: (۱) منافقت سے براءَت (۲) دوزخ کی آگ سے براءَت۔'' (جامع الترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی فضیلة التکبیرة الاولی، الحدیث ٢٤١، ص ١٦٦١، بتغیرٍ)

بیان 50:

عالی رتبہ خواتین

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو اپنی ربوبیت میں معزز ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ہیشگی میں ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیشہ سے یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کی ہیشگی (والی صفت) کا کبھی ادراک نہیں کیا جا سکتا اور خیال ونظر اس کے ایک ہونے کو شمار نہیں کر سکتے۔ وہ مدِ مقابل، ہم پلہ، بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا O (پ ۲۹، الجن: ۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔'' لہٰذا جس نے اسے تشبیہ دی یا اس کی مثل بتائی وہ عذاب کا مستحق ہے تو ہرگز وہ اس کے سوا پناہ نہ پائے گا۔ جس نے سمندرِ توحید کے ساحل کو بھی تشبیہ اور حد مقرر کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ انتہائی حسرت و یاس کی موت مرے گا اور جس نے بار بار تعریف کرنے والی اور پاکی کا اقرار کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ حقائق کی گہرائیوں پر مطلع ہوگا اور وہ حکمتوں اور خالص حصے کو اکٹھا کرلے گا۔ پس وہ عارفین ہیں جو اس کی معرفت کے میدان میں کھو جاتے ہیں تو انہیں سعادت مندوں والی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ وہ خَائِفِین (یعنی ڈرنے والے) ہیں جو اس کے غلبہ و اقتدار کے قہر کی آگ سے جل جاتے ہیں تو وہ شہداء کی موت پاتے ہیں۔ وہ مُحِبِّین (یعنی محبت والے) ہیں کہ راحت و اطمینان، مناجات کا لباس پہنے ان کے پاس ہی گھومتے رہتے ہیں تو وہ آسودہ حال زندگی گزارتے ہیں۔

پس اگر تو انہیں دیکھے گا تو وہ اس حالت میں ہوں گے کہ ان پر قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ تبدیلی نے ان کو نئے کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ حواس باختگی نے ان کو ایسا جام پلا دیا جس کے بعد وہ کسی چشمے سے میٹھا پانی طلب نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل خوف زدہ ہیں اور ان کے جگر رنج وغم سے پگھل رہے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ان کے رب عَزَّوَجَلَّ نے رشد و ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔ انہوں نے دنیا کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تو جان لیا کہ بے شک انسان کو یونہی بلا حساب و کتاب نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہوں نے بیداری کی سماعت کو کھولے رکھا تو سنا کہ حمدِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نغمے گنگنانے والا گنگنا رہا ہے۔ پس انہوں نے اپنے بلانے والے (یعنی دنیا و مافیہا کے سامانِ غفلت) کو چھوڑ دیا اور اپنے گنگنانے والے کی طرف بلند ہونا شروع کردیا۔ تو دلیل و برہان (یعنی کتاب اللہ) انہیں پکارتی ہے: ''اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى O (پ ۳۰، اللیل: ۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔''

تلاشِ حق کی راہ میں ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ناداروں کو ایسی خلعت اور لباس عطا کیا جاتا ہے جس کے

سبب وہ اعزاز و بڑائی میں بادشاہوں سے بلند رتبہ ہوجاتے ہیں۔اور وہ اس سفر کے لئے زادِ راہ حاصل کر کے شب بیداری کی سواریوں پر سوار ہوجاتے ہیں۔ پھر جب ان پر سحر کی پر کیف ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بصیرت و منزل کو پا لیتے ہیں۔

پارسا خواتین کی شان میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ **فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ** ط (پ۵،النسآء:۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''**فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ**'' سے مراد فرمانبردار خواتین ہیں۔اور ''**حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ**'' سے مراد اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔'' ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد شوہر کے راز کی اس طرح حفاظت کرنے والیاں ہیں جس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حفاظت کا حکم دیا۔

(تفسیر بغوی ،النسآء،تحت الآیۃ ۳۴،ج ۱،ص ۳۳۵،بدون لفظ"ابن عباس")

جب کوئی عورت رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے اور حصولِ ثواب کے لئے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی اور اپنے آپ کو شوہر کے لئے پاک رکھتی ہے تو اس کے لئے عزت و جنت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہوجاتی ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ **وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآىٕمُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۠** (پ۲۹،المعارج:۲۹۔۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں۔تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں۔اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں۔اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

منقول ہے کہ ''ایک صالح شخص نے جنگل میں کسی لڑکی کو تنہا لنگڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ''کہاں سے آئی ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''محبوب کے پاس سے۔'' پھر پوچھا: ''کہاں جانا ہے؟'' جواب ملا: ''محبوب کے پاس۔'' اس نیک شخص نے پوچھا: ''اس جنگل میں تنہا چلتے ہوئے تمہیں وحشت محسوس نہیں ہوتی؟'' تو اس لڑکی نے بلند آواز سے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کی:

﴿۵﴾ **یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝** (پ۲۷، الحدید:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے اس آدمی کو مخاطب کر کے کہا: ''بہادر نوجوان! جس شخص نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُنسیت حاصل کر لی وہ دوسروں سے وحشت محسوس کرتا ہے اور جو رضا کا طالب ہے تو وہ اس کے فیصلے پر صبر کرتا ہے۔''

دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے:

حضرتِ سیِّدُنا عثمان جرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''میں ایک دن بصرہ جانے کے لئے کوفہ سے نکلا تو راستے میں ایک خاتون پر میری نظر پڑی، اس نے اون کا جبہ پہنا اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا اور وہ چلتے ہوئے کہہ رہی تھی: ''اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس کی منزل کتنی دور ہے جس کا راہنما نہیں۔ اور اس کا راستہ کتنا وحشت ناک ہے جس کا ہم سفر نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے قریب جا کر اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟'' میں نے اپنا نام بتایا تو کہنے لگی: ''اے عثمان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی عمر دراز فرمائے، کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''بصرہ کا۔'' پوچھنے لگی: ''کس کام کی غرض سے؟'' میں نے جواب دیا: ''اپنی کسی حاجت کے لئے۔''

یہ سن کر وہ کہنے لگی: ''آپ تمام حاجات پوری کرنے والے کو حاجت کیوں نہیں بتاتے کہ وہ آپ کی طرف توجہ فرمائے اور آپ کو اتنی مشقت نہ جھیلنی پڑے؟'' میں نے کہا: ''مجھے ابھی اس کی معرفت حاصل نہیں ہوئی۔'' اس نے کہا: ''حصولِ معرفت میں کون سی چیز رکاوٹ ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''گناہوں کی کثرت۔'' اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ بہت بری بات ہے، گناہ نہ کیا کرو۔ اگر آپ اپنی رسی کو اس کی رسی سے مضبوط باندھ دیں تو وہ آپ کی حاجت پوری فرما دے گا اور آپ کو کوئی مشقت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔'' اس عورت کی یہ بات سن کر مجھے رونا آ گیا۔ پھر میں نے اس سے دعا کی درخواست کی تو اس نے دعا دی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی اطاعت کرنے اور نافرمانی سے بچنے پر آپ کی مدد فرمائے۔ جب میں لوٹنے لگا تو اپنی جیب سے درہم نکال کر آدھے اس کو دیئے اور کہا: ''یہ رکھ لیں، آپ کے کام آئیں گے۔'' اس نے پوچھا: ''یہ آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟'' میں نے بتایا: ''میں پہاڑ پر چڑھ کر وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اکٹھا کرتا ہوں پھر اس کو اپنی گردن پر اٹھا کر مسلمانوں کے بازار میں فروخت کرتا اور اس کے بدلے رقم لے لیتا ہوں۔'' اس عورت نے کہا: ''ہاں! یہ حلال کی کمائی ہے اور انسان جو اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اسے کھانا حلال ہے، لیکن اے عثمان! اگر آپ صحیح معنوں میں اپنے پالنے والے ربِّ ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کریں اور اسی پر کامل بھروسہ کریں تو پہاڑوں کی بلندی سے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کی زحمت نہ کرنا پڑے گی۔'' میں نے کہا: ''پھر تو میرے لئے رزق کا کوئی ظاہری سبب باقی نہ رہے گا، میں کہاں سے کھاؤں گا اور کہاں سے پیؤں گا؟'' اس نے کہا: ''اے عثمان! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ دکھاؤں کہ میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کیسا معاملہ اور اس پر کیسا بھروسہ کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''کیوں نہیں، ضرور دکھائیں۔'' چنانچہ، اس عورت نے اپنے ہاتھ بڑھا کر ہونٹوں کو ابھی جنبش دینا ہی چاہی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے۔ پھر اس نے کہا: ''اے عثمان! یہ لیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ سونے کی اشرفیاں ایسی ہیں کہ ان پر کسی بادشاہ وسلطان کا نام منقّش (یعنی لکھا ہوا) نہیں اور یاد رکھیں کہ اگر آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے محبت کریں گے تو وہ آپ کو تمام مخلوق سے بے نیاز کر دے گا اور صرف وہی آپ کے لئے کافی ہوگا۔''

سُبحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کی کیا شان ہے جو راتوں کو جاگ کر سخت تاریکی میں اپنے محبوب سے مناجات کرتے، کثرت سے عبادت کرتے ہیں، یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کلام میں انہی لوگوں کی مدح کی ہے:

﴿٦﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں۔(1)

ظالم آقا کے ہاتھ شل ہو گئے:

منقول ہے، ''بصرہ میں اسماء نامی ایک عبادت گزار کنیز رہتی تھی۔ بہت حسن و جمال، شیریں زبان اور خوبصورت آنکھوں والی تھی۔ اس کا آقا بھی خوشحال اور صاحبِ اقتدار تھا۔ ایک دن اس کا حضرتِ سیِّدُنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اجتماع سے گزر ہوا۔ اس وقت آپ لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہے تھے، وہ وعظ سننے والی عورتوں کی جانب جا کر کھڑی ہو کر وعظ سننے لگی۔ آپ قیامت اور جہنم کی ہولناکیوں اور جہنمیوں کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تیار کی ہوئی خوف ناک سزاؤں، زنجیروں اور طوق وغیرہ کا ذکر کر رہے تھے۔ اس کنیز نے مردوں، عورتوں کو آپ کے بیان کے سبب گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں رقّت پیدا ہو گئی، اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کی بے قراری واضطراب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جب حضرتِ سیِّدُنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ القوی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو آنسو بہاتے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' بتایا گیا: ''یہ اسماء ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کیا اور اپنے وعظ کے تیر اس کے دل

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اسماء بنتِ عُمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواجِ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: ''نہیں۔'' تو اسماء نے حضور سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کیا کہ ''حضور! عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں۔'' فرمایا: ''کیوں؟'' عرض کیا کہ ''ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں، جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے۔'' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور اُن کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ دُوسرا ایمان کہ وہ اعتقادِ صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت ہے۔''

میں پیوست کرنے کے ارادے سے کہا: ''اے اپنی نرم آواز سے چیخنے والی! میں دیکھتا ہوں کہ تو قیامت سے خوف زدہ ہے گویا تو اپنے کسی عظیم جرم کا اعتراف کر رہی ہے اور اس کے سبب خوف میں مبتلا ہے۔ تو نے کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں کو کئی سال زحمت دی۔ کبھی کبھی گناہوں میں راتیں گزار دیں۔ کتنے نوجوانوں کو تو نے اپنی لچک دار آواز سے ذلیل وخوار کیا۔ اپنے حسن وجمال سے کتنوں کو فتنے میں ڈالا۔ اور کتنوں کو برے کام میں رات بھر بیدار اور انہیں رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور نماز سے غافل رکھا۔ محافظ فرشتے تیرے برے اعمال پر گواہ ہوں گے۔ تیرے گناہوں سے وہ بھی پناہ مانگتے ہوں گے۔ قیامت کی رسوائی سے پہلے ہی جلدی سے توبہ کرلے اور پل صراط سے پاؤں پھسلنے سے قبل ہی اپنے اندر خوفِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پیدا کرلے۔ مصائبِ آخرت یاد کر کے اپنے آپ پر کچھ آنسو بہالے، تجھے تسبیح اور دعا بہت ضروری ہے۔'' اس باندی نے جواب میں کہا: ''اے صالح! ماضی میں مَیں جہالت وغفلت کی شکار اور اپنی اصلاح سے بے خبر تھی۔ مجھے کہاں خبر تھی کہ میرے ساتھ یہ ہوگا۔ بلکہ میرا آقا تو چاہتا ہے کہ میں عرصۂ دراز تک گاتی رہوں لیکن اب میں اپنے پچھلے گناہوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ اب کبھی بھی گانا نہ گاؤں گی۔''

حضرتِ سیِّدُنا صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے اسماء! یاد رکھ جو گانوں کی آواز بلند کرتا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر ڈٹا رہتا ہے، اس کا ٹھکانہ وہ سیاہ آگ ہے جو طاقتور وتوانا جسموں کو بھی پگھلا کر رکھ دے گی۔ اور ذِلت ورسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔'' پھر اس باندی نے پکار کر کہا: ''اے صالح! پوشیدگی چھٹ گئی۔ باطل کا خاتمہ ہوگیا اور حق ظاہر ہوگیا اور وفا نے قربت سے نوازا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلی گئی، اپنے آقا کے ایک غلام سے کہا: ''اے غلام! تم جانتے ہو کہ میں تم پر کتنی شفیق ہوں، تو تم میرے معاملے کو چھپائے رکھنا۔ یہ میرے کپڑے تم لے لو اور اپنا جبہ مجھ دے دو اور سنو! میرا یہ راز کسی سے مت کہنا۔'' پھر اس باندی نے اپنا لباس اُتار کر غلام کا جبہ پہن لیا اور اپنے بال کاٹ کر آقا کے گھر میں ہی کسی خفیہ مقام پر جا چھپی۔ ساری ساری رات عبادت کرتی، سارا سارا دن روزے سے رہتی، سحری کے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتی، گریہ وزاری کرتی اور خوب گڑگڑاتی۔ اس کا آقا اس کی جدائی پر غمگین ہونے کی وجہ سے اس کی تلاش میں کئی جگہوں کی خاک چھانتا رہا۔ پھر جب وہ زرد رُو اور دبلی پتلی ہوگئی تو اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئی، روزوں اور راتوں کے قیام کی کثرت نے اسے کمزور کر دیا تھا، وجد وعشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے اس کا حسن ماند پڑ گیا تھا۔ اس نے آقا کو سلام کیا، سلام کا جواب دینے کے بعد آقا نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''میں آپ کے دل کا چین وسکون آپ کی باندی اسماء ہوں۔'' آقا نے دریافت کیا: ''تمہاری یہ حالت کیسے ہوگئی؟'' اس نے بتایا: ''نافرمانیوں کی نحوست، جہنم اور اس کی ہولناکیوں کے خوف نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔'' آقا نے کہا: ''اگر تو اس سے باز نہ آئی اور اپنے کپڑے پہن کر خود کو نہ سنوارا اور اپنے نفس پر سختیاں کرنا ترک نہ کیں

تو میں تجھے باندھ کر سخت سزا دوں گا۔'' باندی نے جواب دیا: ''آپ کی سزا تو ختم ہو جائے گی لیکن میرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب کبھی ختم ہونے والا نہیں، تو اب جو آپ کے دل میں آئے کریں۔''

یہ بات سن کر آقا نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس باندی کو باندھ کر کوڑوں سے مارو، باندی نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر پکارا: ''اے عظمت والے آقا عَزَّوَجَلَّ! اے وہ ذات جس کے لئے اسماءِ حسنٰی ہیں! اے میرے اس آقا کے بھی مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری مدد فرما اور اے ہلاک ہونے والوں کو پناہ دینے والے! اے غم زدوں کی پوشیدہ اور اعلانیہ مدد فرمانے والے! مجھے اپنی پناہ عطا فرما۔'' جب اس کے آقا نے مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے اور اس نے محسوس کیا کہ کسی نے پیچھے سے اس کو کھینچا ہے لیکن جب پیچھے دیکھا تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ پھر اچانک ایک آواز آئی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ولیہ کو چھوڑ دے۔'' یہ سن کر وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا، اور اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا، اس کی باندی اسماء کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ سے خون صاف کرتے ہوئے کہنے لگی: ''اے مسکین شخص! اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کر کے اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اختیار کر لے۔'' جب افاقہ ہوا تو اس نے باندی سے کہا: ''اے نفس کو مارنے والی! مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس مقام پر پہنچ گئی ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں تمہارے راستے میں رکاوٹ کھڑی نہیں کروں گا بلکہ تمہارا رفیق بن کر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔'' پھر وہ دونوں اکٹھے اطاعت و عبادت میں مشغول ہو گئے اور اپنا مال و دولت ترک کر کے بخوشی قناعت اختیار کر لی۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! جب عورتوں نے مردوں کی طرح اعمالِ صالحہ اختیار کئے اور انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درِ رحمت کا قصد کیا، ان سے اعمالِ صالحہ ظاہر ہوئے تو ان کے احوال اچھے ہو گئے، وہ اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو گئیں، اے اپنے اعمالِ قبیحہ پر اصرار کرنے والے اور کثرتِ غفلت کے سبب توبہ میں ٹال مٹول کرنے والے! تو کس طرف جا رہا ہے؟

عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں دیوانی:

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک رات مجھ پر رقّت طاری ہوئی تو میں غمگین ہو گیا، آنکھ بھی نہیں لگ رہی تھی، میں نے اپنے دل میں سوچا کیوں نہ میں قبرستان جاؤں، ممکن ہے زیارتِ قبور، یومِ آخرت اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر سے میرا غم زائل ہو جائے۔ چنانچہ، میں قبرستان چلا گیا، لیکن وہاں بھی میں نے اپنے دل کو کشادہ نہیں پایا تو پھر میں نے سوچا کہ بازار چلتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے مل جل کر میں اپنی بے قراری دور کر سکوں۔ چنانچہ، میں نے ایسا ہی کیا، پھر بھی میرے دل کی تنگی دور نہ ہوئی۔ پھر مجھے پاگل خانے کا خیال آیا کہ مجنون اور پاگل لوگوں اور ان کے افعال کو دیکھ کر

شاید میرے دل کی گھٹن ختم ہوجائے۔ وہاں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے دل سے غم کو دور ہوتا ہوا محسوس کیا۔ میں بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہاں آنے کے لئے تو نے مجھے چلایا اور بیدار کیا۔'' تو مجھے ایک آواز آئی: ''یہاں ہم تمہیں اپنی حکمت کے تحت لائے ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں پاگلوں کی طرف بڑھا تو ایک زردرُو باندی پر میری نظر پڑی، اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول تھی پھر میں نے سنا کہ وہ اس مفہوم کے چند اشعار پڑھ رہی تھی:

''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتی ہوں کہ بغیر کسی جرم کے میرے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں حالانکہ نہ تو میں نے خیانت کی اور نہ ہی چوری۔ میرے سینے میں بھی ایک دل ہے جسے میں جلتا ہوا محسوس کرتی ہوں۔ اے میرے دل کی آرزو! تو یقیناً حق پر ہے۔ اگر میں نے تجھے پورا نہ کیا تو محض اپنی گفتگو سے تجھے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے پاگلوں کے قریب کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھا: ''اسے کیا ہوا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''اس کی عقل زائل ہوچکی ہے، اس لئے اس کے آقا نے اسے قید کر دیا ہے۔'' جب باندی نے ان کی یہ بات سنی تو گہری سانس لیتے ہوئے کچھ اشعار پڑھنے لگی، جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے لوگو! میں نے کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ میں تو دیوانی ہوں اور میرا دل ہی میرا محبوب دوست ہے اور تم نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں، حالانکہ میں نے سوائے محبت کے کوئی جرم نہیں کیا، میں تو اپنے محبوب کی محبت میں فنا ہوں اور اس کے در سے ہٹنے والی نہیں، تم جو کچھ میرے لئے بہتر سمجھتے ہو وہ میرے لئے برا ہے اور جو میرے لئے برا سمجھتے ہو وہ میرے لئے بہتر ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اس کا یہ کلام سن کر میں رونے لگا، میرا دل بے قرار ہوگیا، جب اس نے میرے چہرے پر آنسو بہتے ہوئے دیکھے تو کہنے لگی: ''اے سری! اوصافِ الٰہیہ عَزَّوَجَلَّ سن کر آپ کا یہ حال ہوگیا تو اگر آپ کو اس کا کماحقُّہ عرفان حاصل ہوجائے تو پھر آپ کا کیا حال ہوگا؟'' میں نے کہا: ''تعجب ہے مجھے یہ باندی کیسے پہچانتی ہے؟ جبکہ میری اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔'' تو اس نے کہا: ''اے سری! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی ہے، میں جاہل نہیں رہی۔ جب سے عبادت میں مشغول ہوئی ہوں تو کبھی غافل نہیں ہوئی، جب سے وصال ہوا کبھی جدائی نہیں ہوئی، جب سے اس کا دیدار کیا تب سے حجاب حائل نہ ہوا، اور اہلِ درجات تو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔'' پھر اس نے اس مفہوم کے اشعار پڑھے:

''معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی حقیقت میرے باطن کے نور میں متحقق ہوچکی ہے، اب میرا دل خالصۃً اپنے محبوب ہی کے لئے ہے، اب میں ہمیشہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے اوصاف بیان کرتی رہوں گی۔ کیا کوئی عاجز غلام اپنے آقا کے اوصاف بیان کرسکتا ہے؟''

حضرتِ سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے کہا: میں تمہیں محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ کہ تم پر وجد کا ظہور ہوتا ہے، تم کس سے محبت کرتی ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''اس ذات سے جس نے اپنے رحم وکرم سے ہمیں اپنی معرفت عطا فرمائی، جس نے اپنے انعامات سے ہمیں اپنا محبوب بنالیا، جس کی عطا کے بادل ہم پر برستے ہیں، جو دلوں کے بہت قریب ہے، غموں کو دور کرتا اور نافرمانوں سے درگزر فرماتا ہے۔'' پھر میں نے پوچھا: ''تمہیں یہاں کس نے قید کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''حاسدین اور بغض رکھنے والوں نے، انہوں نے مجھ پر زیادتی کی اور مجھے مجنونہ کا نام دے کر یہاں ڈال دیا حالانکہ وہ خود اس نام کے زیادہ حق دار ہیں۔'' پھر اس نے اس مفہوم کے چند اشعار پڑھے:

''اے وہ بزرگ وبرتر ہستی جس نے میری تنہائی کو دیکھ کر مجھے اپنے وصل کے قرب سے مانوس اور کیف وسرور کی لذتوں سے آگاہ کیا! میں غافل تھی اس نے مجھے بیدار کیا، میں اونگھ رہی تھی اس نے مجھے جگا دیا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے اس کا نام پوچھا تو بولی: ''نام کو چھوڑیں جو آپ نے میری باتیں سنیں پہچان کے لئے وہی کافی ہیں۔'' ابھی گفتگو جاری تھی کہ اس کا آقا بھی آگیا، اس نے اپنی باندی کے نگران سے پوچھا: ''تحفہ کہاں ہے؟'' نگران نے جواب دیا: ''اس کے پاس حضرتِ سیِّدُ نا شیخ سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی موجود ہیں، انہوں نے اس سے ایسی گفتگو کی کہ وہ ان کی باتیں بڑے غور سے سننے لگی۔'' اس کا مالک بھی ان کے پاس چلا آیا اور آپ کو دیکھ کر **تعظیماً دست بوسی** کی اور عرض کی: ''یا سیدی! آپ کی برکت سے یہ باندی نرم دل ہوگئی ہے۔'' آپ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں اس کی کون سی عادت بری لگی؟'' تو اس نے جواب دیا: ''یا سیدی! یہ باندی سارنگی بجاتی تھی، مجھے اچھی لگی میں نے بیس ہزار درہم میں اسے خرید لیا کیونکہ یہ بہت خوبصورت تھی اور مجھے اس کا سارنگی بجانا بھی بہت پسند تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ میں اس سے دوگنا نفع حاصل کروں گا۔ ایک دن میں اس کے پاس آیا، سارنگی اس کی گود میں تھی اور یہ اس مفہوم کے چند اشعار گنگنا رہی تھی:

''تیرے حق کی قسم! میں نے نہ تو اپنے عہد کو توڑا اور نہ ہی اپنی محبت کے صاف ستھرے چشمے کو گدلا کیا بلکہ میرا سینہ اور دل تو محبت سے بھرا ہوا ہے پس مجھے کس طرح قرار اور سکون مل سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں پس تو بھی مجھے اپنی بندی دیکھ کر مجھ سے راضی ہو جا۔''

جب یہ نغمے سے فارغ ہوئی تو بہت دیر تک روتی رہی، اور سارنگی کو زمین پر مار کر توڑ دیا اور چیخنے چلانے لگی، اس کی عقل زائل ہوگئی، میں سمجھا کہ یہ کسی کی محبت میں گرفتار ہے لیکن جب میں نے اس کی حالت کے متعلق غور کیا تو محبت کا کوئی نشان دیکھنے میں نہ آیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے اس باندی سے پوچھا: ''کیا اسی طرح ہوا جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے؟'' تو اس نے جواب میں کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''حق تعالیٰ نے میرے دل کو مخاطب فرمایا تو وعظ و نصیحت میری زبان پر جاری ہوگئی۔ پس اس نے جدائی کے بعد مجھے اپنا قرب عطا فرمایا، اور مجھے اپنی خاص بندی بنالیا۔ جب اس نے مجھے ندا دی تو میں نے بھی برضا و رغبت اس کی ندا پر لبیک کہا۔''

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کے آقا سے فرمایا: ''تم اس کو آزاد کردو میں اس کی قیمت ادا کرتا ہوں۔'' اس کا آقا زور سے چلایا اور کہنے لگا: ''آپ تو فقیر ہیں، اس کی قیمت کہاں سے چکائیں گے؟'' میں نے کہا: ''جلدی نہ کرو تم یہیں رہو، میں اس کی قیمت کا اہتمام کرتا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں اپنے گھر گیا، میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور میرا دل اس باندی کے سبب غمگین تھا، میں نے وہ رات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے، اس کی طرف توجہ کرتے اور اپنی حاجت برآنے کے لئے اسی پر توکل کرتے ہوئے گزاری۔ سحری کے وقت دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی تو میں نے پوچھا: ''دروازے پر کون ہے؟'' جواب ملا: ''آپ کا دوست ہوں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کسی کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' میں نے دروازہ کھولا تو خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کھڑا تھا، اس کے ساتھ ایک خادم، شمع اور پانچ بدر (یعنی مال کی وہ تھیلی جس میں دس ہزار درہم ہوں) اونٹوں پر تھیں۔ میں نے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟'' اس نے جواب دیا: میں احمد بن مثنی ہوں، مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عطا و بخشش سے نوازا ہے اور اس نے بخل نہیں کیا اور مجھے اتنا مال عطا فرمایا کہ انسان اس کو اٹھانے سے عاجز ہیں، میں سو رہا تھا کہ ایک آواز آئی: ''اے احمد! کیا تم ہم سے ایک معاملہ کرو گے؟'' میری نیند اڑ گئی، میں نے کہا: ''مجھ سے زیادہ اور کون اس بات کا حق دار ہوگا کہ اس سے معاملہ کیا جائے؟'' آواز آئی: ''پانچ بدر مال سری سقطی کو دے دو کہ وہ تحفہ نامی کنیز کے مالک کو دے کر اس کو غلامی کی قید سے چھڑائے گا اور تم ہماری جانب سے جہنم سے آزادی کا پروانہ پاؤ گے کہ ہم ہی اس پر نِعمِ عنایت فرمانے والے اور لطف و کرم کرنے والے ہیں۔'' چنانچہ، میں مال لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور ساری صورت حال بھی بیان کر دی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ جب نمازِ فجر پڑھ لی اور دن کی روشنی پھیل گئی تو میں احمد بن مثنی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پاگل خانے لے گیا، تحفہ کا نگران دائیں بائیں دیکھ رہا تھا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''خوش آمدید! تحفہ کے پاس چلیں، وہ بہت غمزدہ ہے اور اس کا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے اس لئے کہ کل شام مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی تھی: ''تحفہ کا تعلق تو مجھ سے ہے، وہ میری نوازشات سے کسی لمحہ بھی خالی نہیں ہوتی، اس نے قرب کی گھڑیاں پائیں تو بلند مرتبہ حاصل کرلیا۔'' میں جلدی سے بیدار ہوا اور ہاتفِ غیبی کے کلام کو دہراتا رہا یہاں تک کہ میں نے آپ کو دیکھ لیا۔'' حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ہم تحفہ کے پاس گئے تو اس کو اس مفہوم کے اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

''میں نے صبر کا دامن تھامے رکھا یہاں تک کہ میرا صبر تیری محبت پر فخر کرنے لگا، میں نے اپنی دیوانگی کو چھپائے رکھا لیکن تجھ سے اپنے معاملے کو مخفی نہ رکھ سکی، تیری محبت میں میرا بیڑیاں پہننا اور قید کی تنگی سہنا ہی میرا صبر ہے، اگر تو مجھ پر اس حالت میں راضی وخوش ہے تو زمانے کی طوالت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تو ہی میرا سب سے بڑا غم گُسار ہے، اور اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو ہی میرا پالنے والا اور میری مصیبت ٹالنے والا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اشعار پڑھنے کے دوران ہی اس کا مالک بھی روتا ہوا آگیا، میں نے کہا: ''آپ نے زحمت کیوں کی؟ ہم خود آپ کے پاس تحفہ کی قیمت لے کر آئے ہیں، اور مزید پانچ ہزار درہم بطورِ نفع بھی لائے ہیں۔'' اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں لوں گا۔'' میں نے کہا: ''دس ہزار درہم چاہتے ہو؟'' اس نے قسم کھاتے ہوئے کہا: ''میں نہیں لوں گا۔'' میں نے کہا: ''اتنا مزید نفع چاہتے ہو؟'' اس نے تیسری بار کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں لوں گا اور اگر آپ مجھے دنیا اور اس کا تمام مال واسباب بھی دے دیں تب بھی قبول نہیں کروں گا، میں اس کو رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد کرتا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''مجھے بتاؤ، ماجرا کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''یا سیدی! رات کو خواب میں کسی نے مجھے سخت کلمات کے ساتھ ملامت کرتے ہوئے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ولیہ کی توہین کرتا ہے۔'' میں کانپتے ہوئے بیدار ہو گیا، اب مجھے دنیا ذلیل لگنے لگی ہے اور اپنی تمام اشیاء کو چھوڑ کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ روتا ہوا جدھر منہ آیا چل دیا۔ حضرتِ سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں احمد بن مُثنّٰی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو بھی روتے ہوئے پایا۔ ان پر قبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے پوچھا: ''تم کیوں روتے ہو؟'' کہنے لگے: ''میں ابھی تک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی نہ کر سکا اور نہ ہی اپنا مال قبولیت کے مقام پر پاتا ہوں، اب میں یہ سب اس کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''یہ سب تحفہ کی برکتیں ہیں۔'' پھر تحفہ کھڑی ہوئی، اپنا لباس تبدیل کر کے اون کا جبہ پہن لیا اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھے منہ آسمان کی طرف بلند کر کے چل پڑی، ہم بھی اس کے ساتھ ہی چلنے لگے۔ وہ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی:

''میں اس کی بارگاہ کی طرف بھاگی اور اسی کی محبت میں روئی اور حق تو یہ ہے کہ وہی میرا مالکِ حقیقی ہے، میں ہمیشہ اسی کی بارگاہ میں حاضر رہوں گی یہاں تک کہ اپنی آرزوؤں کے مطابق اپنا حصہ وصول کر لوں۔''

ہم اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ یہ کہتی ہوئی شہر سے باہر نکل گئی:

''اے لوگوں کو خوشی اور مسرت دینے والے! میرا سرور تو تُو ہی ہے۔ اے لوگوں کو زندگی عطا کرنے والے! میری راحت تو تجھی سے ہے، میرے لئے جنت و دوزخ، میری نعمتیں اور میرا غمگسار سب کچھ تُو ہی تو ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''پھر چلتے چلتے وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی، اس کے مالک

اوراحمد بن مثنی نے کچھ عرصہ میری صحبت اختیار کی۔ جب اس کے مالک کا انتقال ہوگیا تو ہم حج کے ارادے سے بیت اللہ شریف پہنچے۔ طوافِ کعبہ کے دوران ہمیں یہ درد بھری آواز سنائی دی: ''میں نے تیری محبت میں رسوائیاں جھیلیں، اب تیرے قرب کی امید وار کیونکر نہ ہوں کہ تو ہی اپنے عشق میں گرفتار اُن دلوں کی شکایت دور کرنے والا ہے جو ہجر وفراق کا شکار ہیں۔ اے نفس! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے گناہوں کی وجہ سے تیرا محاسبہ کرلیا تو تُو برباد ہوجائے گا لہٰذا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عفو ودرگزر اور رضا مانگ لے۔''

حضرتِ سیِّدُ ناسری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے اس آواز والے کو تلاش کیا تو مجھے ایک عورت دکھائی دی جس کی عقل اور حالت کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی تھی، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم** اے سری!'' میں نے جواب میں **وَعَلَیْکِ السَّلَام** کہنے کے بعد پوچھا: ''تم کون ہو؟'' وہ کہنے لگی: خدائے وحدہٗ لاشریک کی معرفت کے بعد بھی اظہارِ ناواقفیت ہورہا ہے، آپ ابھی تک حجاب میں ہیں، آپ کے دل پر عشق نے قبضہ نہیں جمایا۔'' یہ کہنے کے بعد اس نے بتایا: ''میرا نام تحفہ ہے۔'' میں نے پوچھا: ''خود کو لوگوں سے الگ تھلگ کرنے کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا نفع دیا؟'' اس نے کہا: ''میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے میری تمام امیدیں اور آرزوئیں پوری کردیں اور میرے دل کو اپنے غیر سے خالی کردیا۔'' اس کے بعد وہ روتی رہی اور اس پر بے چینی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر اُس نے اپنا سر اُٹھا کر یوں عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اہلِ تقویٰ کامیاب ہوگئے، متّقین نے نجات پائی، اور وہ شخص ذلیل ورسوا ہوا جس کے حصے میں بدبختی آئی، اے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں التجا کرتی ہوں کہ اپنے وصال اور ملاقات سے قرب عطا فرما اور مجھے اپنے پاس بلالے کہ مجھے دنیا میں رہنے کی حاجت نہیں۔'' پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے آئی۔ ہم نے اسے حرکت دی تو دیکھا کہ اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کرچکی تھی۔ جب احمد بن مثنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اس پر نظر پڑی تو اُن کے دل پر رِقّت طاری ہوگئی اور وہ بھی زور زور سے رونے لگے، پھر انہوں نے بھی بلند آواز سے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑے اور ہمیشہ کے لئے دُنیا سے کوچ کرگئے۔ حضرتِ سیِّدُ ناسری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں دونوں کی تجہیز وتکفین کے بعد واپس آگیا۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔''

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کی خوب شان ہے جنہوں نے احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہ کی، کائنات کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور غور وفکر کیا اور لغزشوں کو یاد کر کے فکرِ آخرت کی اور عبرت حاصل کی، ان کو یہ بات سمجھ آگئی کہ مقبول بندے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جا ملے اور اپنے مقاصد پانے میں کامیاب ہوگئے۔

وَصَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

بیان 51:

عیدوں کی عید

حمدِ باری تعالیٰ:

سب تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو وجود کے وجود سے بھی پہلے سے ہے۔فضل وکرم اور جود جس کی صفات ہیں۔ اپنی یکتائی میں اولاد، آباءاوراجداد سے منزّہ ہے۔اپنی ذات میں بیوی، بیٹا، باپ اوراپنی طرف ہر منسوب سے پاک ہے۔ایسا علیم ہے کہ ریت کے ذرات ، پانی کے قطرات اورخوشوں اور بالیوں کے دانوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ایسا بصیر ہے کہ خشک وتر میں انتہائی سیاہ وتاریک راتوں کے اندھیروں میں بھی چھوٹی سی چیونٹی کی حرکات کو دیکھتا ہے۔ایسا حکیم ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے مضبوط اورسخت چٹانوں سے دریاؤں کو جاری فرمایا۔اورخشک لکڑیوں سے تازہ پھل نکالے۔عقلیں اس کی مثال نہیں دے سکتیں۔اطرافِ عالم اس کا احاطہ نہیں کرسکتے۔مقدار اس کو روک نہیں سکتی۔زمانے اسے فنا نہیں کرسکتے۔آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں۔وہ ہی تنہا عبادت کے لئے لائق ہے۔ایسا عطا فرمانے والا ہے کہ کوئی اس کی عطا کو روک نہیں سکتا اور کوئی بھی اس کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔

ایسا کریم ہے کہ بندے کو اپنی بارگاہِ عالی سے کتنی ہی مرتبہ روگردانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اسے بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ایسا حلیم ہے کہ گنہگار کو اپنی رحمت میں چھپالیتا ہے حالانکہ کئی مرتبہ اسے اپنی نافرمانی میں مستغرق دیکھتا ہے۔ ایسا غفّار ہے کہ گناہوں کو بخش دیتا، عیبوں کو چھپاتا اورگذشتہ خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔ایسا قہار ہے کہ بڑے بڑے جابر اس کے غلبہ کو روک نہ سکے۔وہ سب پر غالب ہے اوراس نے شکست وریخت کو بڑے بڑے حملہ آوروں کا مقدر کردیا۔اور جس نے اس کے مقابلے میں عناد کی تلوار کو کھینچ کر تان لیا اُس نے اپنے قرب سے دُوری کے نیزے سے اس پر وار کردیا۔اس نے اپنے انوار وتجلیات کے ادراک میں کوشاں فکروں کو حیرت زدہ کردیا۔اس نے اپنے قدیم جلال کی حقیقت تک عقلوں کو رسائی سے غافل کردیا۔اس نے زبانوں کو فصاحت وقادرالکلامی کے باوجود اپنے افعال کے راز کے اشارات کو بیان کرنے سے گونگا کردیا۔اس نے دلوں کو اپنا احاطہ کرنے سے حیرت میں ڈال دیا پس وہم وخیال سے اس کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔

وہ ہمیشہ سے ہے۔بزرگی والا ہے۔بہت عطا فرمانے والا ہے۔تنہا ویکتا ہے۔بیٹے اور باپ ،شریک ومعاون سے پاک ہے،اپنے مشابہ ومماثل اورمخالف ومقابل سے بلند تر ہے۔تمام نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ہر خوبی وفضیلت سے سراہا جاتا ہے۔جو اپنے کمزور اورنافرمان بندے کو اپنی رحمت کے پردے میں چھپالیتا ہے۔وہ ہر لمحہ اسے دیکھ اوراس کا مشاہدہ فرمارہا ہے۔وہی ہے جسے رب کہا جاتا اور جس کی عبادت کی جاتی ہے۔حقیقتِ یکتائی میں منفرد ہے۔خیالی اوہام سے پاک ہے۔وہ اپنی

بقامیں فنا و مُثلَّیت سے پاک ہے۔ ہر نہاں وعیاں چیز کو جانتا ہے۔ عقلیں اس کی عظمت و بڑائی میں حیرت زدہ ہیں۔ وہ اس کے لئے کوئی جگہ پہچان نہ سکیں۔ افکار نے اس کی شانِ بے نیازی کو شمار کرنے کا ارادہ کیا مگر عقلی علوم سے اس کی معرفت نہیں ہوسکتی۔ وہ مشابہ و رشتہ دار سے بلند و برتر ہے۔ حصہ دار و رفیق سے پاک ہے۔ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا اور رجوع کرنے والے کو محبوب و دوست رکھتا ہے۔ اس کے دروازے پر کوئی دربان ہے نہ کوئی روکنے والا۔ جس نے اس کے علاوہ سے امید لگائی وہ بدبخت اور خائب و خاسر ہوا۔ اور جس نے اس کی عطا کے دروازے پر پڑاؤ ڈالا وہ مقاصد و مطالب پانے میں کامیاب ہوگیا۔ جو اس کے قرب کی حلاوت کو چکھ لیتا ہے وہ اس کی قدرتوں کے عجائب وغرائب کو دیکھتا ہے۔ جو تمام جہان سے منہ پھیر کر اس سے لو لگاتا ہے وہ اسے بلندی اور اعلیٰ مراتب پر ترقی عطا فرماتا ہے تو تنگی و پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ سحر کے وقت خاص تجلی کا ظہور ہوتا ہے اور پکارا جاتا ہے: ''ہے کوئی مغفرت کا طلبگار۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔'' اور مانگنے والوں کی حاجتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ اور جود و بخشش کی خلعتوں سے توبہ کرنے والوں کو نوازا جاتا ہے۔

پاک ہے وہ جو سب کا معبود ہے۔ جس کی وحدانیت کی گواہی آسمان اور اس میں موجود تمام عجائبات نے دی۔ جس کی ربوبیت کا اقرار زمین نے مشرق و مغرب ہر جگہ کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضرتِ سیدنا محمدِ مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا خاص نبی بنایا۔ وہ نبی جو ہمیشہ قائم رہنے والا دین لے کر تشریف لائے۔ جو تمام اخلاقِ حمیدہ کے حامل ہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے نفسِ وُجود کو شرف بخشا۔ سعادت کو درجہ کمال عطا کیا۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اس مبارک مہینے (یعنی ربیع النور شریف) میں ظاہر فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ہر عیب سے پاک و سلامت پیدا کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کی وجہ سے (ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے روشن) آگ بجھ گئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری سے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ایوانِ کسریٰ لرزہ براندام ہوگیا۔ سختیاں اور مصائب دور کردیئے گئے، شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا، اور ان کے کان آسمانی کلام سننے سے بہرے ہوگئے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ۞ دُحُوۡرًا وَّلَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۞ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۸۔۹) ترجمۂ کنزالایمان: عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے۔ انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب۔''

یہی وہ نبی مُکَرَّم اور رسولِ مُعَظَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہیں جن پر قرآنِ مجید میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ِن الۡکَوَاکِبِ ۞ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو لوئی بن غالب کی اولاد سے پیدا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام

مشرق ومغرب والوں پر فضیلت دی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سماعتِ مبارکہ ایسی کہ عرش پر قلم کے چلنے کی آواز سن لیتے ہیں اور بصارتِ مبارکہ ایسی کہ ساتوں آسمان نظر میں ہیں۔ زبان مبارک ایسی کہ کبھی اپنی مرضی سے کلام فرمایا، نہ ہی کبھی جھوٹی بات منہ سے نکالی (کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر بات وحی الٰہی عزوجل سے ہے)۔ ہاتھ ایسے مقدس کہ جن کی برکات کھانے پینے والی اشیاء میں عام وظاہر۔ قلبِ اطہر ایسا جو کبھی غافل ہوتا، نہ ہی کبھی سوتا، ہر گھڑی ہر لمحہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ قدم مبارک وہ جسے اونٹ بوسہ دے تو اس کا خوف دور ہو جائے۔ گوہ (ایک جانور کا نام ہے) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لائی۔ درختوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سلام کیا۔ پتھروں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کلام کیا اور کھجور کا تنا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔

مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''کُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔''

(الفتوحات المکیۃ لابن عربی، الباب العاشر فی معرفۃ دورۃ الملک......الخ، ج۱، ص۳۵۱)

حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد مکی اور حضرتِ سیِّدُنا ابو اللیث سمرقندی رحمہما اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: ''جب حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ و السلام کو جنت سے زمین پر اُتارا گیا تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ بحقِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میری لغزش معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے استفسار فرمایا: ''اے آدم (علیہ الصلوۃ والسلام)! تجھے میرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پہچان کیسے حاصل ہوئی؟'' عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی جانب اُٹھایا تو اس پر یہ لکھا ہوا پایا، ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔'' تو میں نے جان لیا کہ تیرے نزدیک اس ہستی سے بڑھ کر قدر ومنزلت والا کوئی نہیں، پس میں نے تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کیا۔'' جب حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اپنے حبیبِ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے ان کی لغزش معاف فرمادی۔''

(المستدرک، کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب استغفار آدم علیہ السلام، الحدیث ۴۲۸۶، ج۳، ص۵۱۷، بتغیرٍ)

نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چمک دمک:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی پشت مبارک میں بطورِ امانت رکھا اور ان کو جنت میں ٹھہرا کر فرشتوں سے سجدہ کرایا، اس کے بعد حضرتِ سیِّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو اس ودیعت کئے گئے نور کی قدر ومنزلت کی پہچان کرائی اور فرمایا: ''دونوں پاک وصاف ہو کر تسبیح وتقدیس کرو پھر اپنی اہلیہ حواء کا حقِ زوجیت ادا کرو کہ میں تم دونوں سے اپنے فیضِ آثار نور کا ظہور فرمانے والا ہوں۔'' پس آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے

مطابق عمل کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرتِ سیِّدُ نا آدم علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام سے حضرتِ سیِّدَ تُنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل فرمادیا۔ یہ شبِ جمعہ اور رجبُ المرجب کی بارہویں رات تھی۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ و السلام اس نور کو حضرتِ سیِّدَ تُنا حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی میں سورج کی مانند دائرے کی صورت میں دیکھا کرتے۔ جب حضرتِ سیِّدُ ناشیث علٰی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے تو نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشانی میں منتقل کردیا گیا۔ جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام بڑے ہوئے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو حضرتِ سیِّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے آپ علیہ السلام سے عہدو پیمان لیا کہ وہ اس خدائی راز کو کسی پاک باز بی بی میں ہی منتقل فرمائیں گے تاکہ یہ کسی پاک باز مرد تک ہی منتقل ہو۔ اس طرح یہ مبارک نور نیک مردوں کی پشتوں سے نیک عورتوں کے رحموں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ یہ حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا۔

جب یہ نور حضرتِ سیِّدَ تُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منتقل ہوا تو اس کی برکت سے وہ ہر قسم کے خوف سے بے پرواہ ہو گئیں، جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو رفیعُ الشان صُلبوں سے بلند رُتبہ سیِّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اَطہر کی طرف منتقل فرمایا تو اس منتقلی کے ساتھ ہی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ ساری مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگی، زمین وآسمان میں اعلان کردیا گیا: ''اے عرش! وقار و سنجیدگی کا نقاب اوڑھ لے۔ اے کرسی! فخر کی زرہ پہن لے۔ اے سِدرۃُ المنتہیٰ! خوشی سے جھوم جا۔ اے ہیبت اور رعب و دبدبہ کے انوار! تم بھی خوب روشن ہو جاؤ۔ اے جنّت! خوب آراستہ و پیراستہ ہو جا۔ اے محلات کی حُورو! تم بھی بلندی سے دیکھو۔ اے رضوان (باغبانِ جنت)! جنت کے دروازے کھول دے اور حُور و غِلماں کو سامانِ زینت سے آراستہ و پیراستہ کر کے کائنات کو خوشبوؤں سے معطّر کردے۔ اے مالک (داروغۂ جہنم)! جہنم کے دروازے بند کر دے۔ کیونکہ آج کی رات میری قدرت کے خزانوں میں چھپا ہوا نور اور راز عبداللہ سے جدا ہو کر آمنہ کے بطن میں منتقل ہونے والا ہے اور اس نور کے منتقل ہوتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خالص یقین ظاہر ہو گیا اور آنتیں آپ کے پیٹ کے بچے سے لپٹ گئیں۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شِکمِ مادَر میں منتقل ہونے کے پہلے مہینے شاہِ ایران کے محل ''کسریٰ'' میں زلزلہ برپا ہو گیا۔ دوسرے مہینے کائنات بشارتوں سے منور ہوئی۔ تیسرے مہینے دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ چوتھے مہینے وادیٔ سماوہ خشک ہو گئی۔ پانچویں مہینے بحیرہ طبریہ رک گیا۔ چھٹے مہینے مالکِ حقیقی کے پوشیدہ راز کی بناء پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِ محترم اس جہان فانی سے کُوچ کر گئے، ساتویں مہینے ایران کا آتش کدہ بجھ گیا، آٹھویں مہینے ایوان کسریٰ میں دراڑ پڑ گئی اور کسریٰ ذلیل وخوار ہوا۔ نویں مہینے کسریٰ کے سر سے تاج گر گیا اور اس کی مصیبت و تکلیف شدت اختیار کر گئی، اس نے کاہنوں اور راہبوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ بنی عدنان کے سردار کی ولادت کا وقت قریب آچکا ہے اور وہ نبیٔ آخرالزماں صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم ہوں گے اور ان کو دلیل و برہان کے ساتھ مبعوث فرمایا جائے گا، نیز ان کے اوصاف تورات وانجیل اور زبور میں موجود ہیں اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن ابی زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت ماہِ ربیع الاوّل شریف کی بارہ تاریخ پیر کے دن عام الفیل میں ہوئی۔''

(السیرۃالنبویۃ لابن ھشام،ولادۃ رسول اللہ ﷺ،ج١،ص١٦١)

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند:

اس عظیم الشان نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیا میں تشریف آوری پر ساری کائنات خوشی سے جھوم اٹھی۔ اس ماہِ مبارک کی **پہلی رات** حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عجیب کیف وسرور حاصل ہوا۔ **دوسری رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حصولِ مطلوب کا مژدہ ملا۔ **تیسری رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ آپ کے شکمِ اطہر میں جو ہستی ہے وہ ہماری حمد بجالانے اور شکر ادا کرنے والی ہے۔ **چوتھی رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ملائکہ کی تسبیح سنی جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آمد کا اعلان کررہے تھے۔ **پانچویں رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نور والے اور بلندیوں کے مالک نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بشارت دے رہے تھے۔ **چھٹی رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسا دائمی فرحت وسرور حاصل ہوا کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ کمزور پڑیں، نہ آپ کو کبھی تھکاوٹ ہوئی۔ **ساتویں رات** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی رضا کا نور پھیلایا تو وہ ہر طرف پھیل گیا۔ **آٹھویں رات** ولادتِ شہِ دیں کا وقت قریب آنے کی وجہ سے ملائکہ نے حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس کا چکر لگایا۔ **نویں رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سعادتوں اور تونگری کی ابتداء ہوئی۔ **دسویں رات** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تھکاوٹ وتکلیف جاتی رہی۔ **گیارہویں رات** حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس جہانِ فانی میں تشریف لائے تو سارا گھر نور سے منوّر ہوگیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شک وشبہ اور ڈر ختم ہوگیا، صفا ومروہ پہاڑ خوشی سے جھوم اٹھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دُنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی اپنے پروردگارِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور اپنی انگلی آسمان کی جانب اس طرح بلند کی جیسے کوئی شخص عاجزی وانکساری سے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ بلند کرتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشبو کائنات میں بکھر گئی، ملائکہ نے تکبیر وتہلیل (اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ) کے نعرے لگائے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے عظمت وجلالت والے چہرۂ اقدس کے مبارک نور سے ساری زمین بُقعۂ نور (یعنی نور کا ٹکڑا) بن گئی۔

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے سفید بادلوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا جنہوں نے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مجھ سے چھپالیا پھر میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ''اے فرشتو! انہیں مشرق و مغرب کا طواف کراؤ، انہیں تمام سمندری مخلوق، جنگلوں، جانوروں اور خالی جگہوں میں رہنے والے جنوں کے پاس سے گزارو اور انہیں ہر ذی روح پر پیش کرو تا کہ وہ انہیں ان کے نام اور اوصاف کے ساتھ پہچان لیں، نیز انہیں سب انبیاء علیہم السلام کی جائے ولادت کا بھی چکر لگواؤ تا کہ اِن کی برکت کے آثار ونشانات اُن کو بھی عام ہوں۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں: ''پھر وہ بادل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دور ہو گئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور نیچے سبز ریشم بچھا ہوا تھا۔ تین افراد بڑی تیزی سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جانب بڑھے ایک کے پاس سرخ سونے کا طشت، دوسرے کے پاس موتیوں سے جڑا ہوا کوزہ اور تیسرے کے پاس سبز ریشم کا رومال تھا۔ انہوں نے چہرۂ حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوزے کے پانی سے دھویا پھر رومال سے تصدیق کی مہر نکال کر پشتِ نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ثبت کردی۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سعادت اور توفیق مکمل ہو گئی، پھر کسی کی آواز آئی: ''انہیں لوگوں کی نگاہوں سے چھپادو اور انہیں حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برگزیدگی، حضرتِ سیِّدُنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت، حضرتِ سیِّدُنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رِقّت ونرمی، حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گہری دوستی، حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری، حضرتِ سیِّدُنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر، حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بردباری، حضرتِ سیِّدُنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن وجمال، حضرتِ سیِّدُنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُریلی آواز، حضرتِ سیِّدُنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم، حضرتِ سیِّدُنا لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت، حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت، حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زہد اور حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خندہ پیشانی عطا کردو، بلکہ ان کو تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ حمیدہ سے متصف کردو۔''

(رسائلِ میلادِ مصطفی، باب مولد النبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لابن حجر مکی علیہ الرحمة، ص ۲۴، مختصرًا)

پاک ہے وہ ذات جس نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب نبیوں کا سلطان بنایا اور ان کے ذکرِ خیر کو ہر طرف پھیلایا، انہیں بلند مرتبہ عطا فرمایا، ان کی ولادت باسعادت پر فارس کی آگ بجھ گئی، بصرہ کے محلات روشن ہو گئے، بت منہ کے بل گر پڑے اور ایوانِ کسریٰ میں ہلچل مچ گئی۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی شفاعتِ کبریٰ کے مالک ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نہ

صرف موجودات کو شرف بخشا بلکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام موجودات کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ رحمت بنایا۔

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سب سے زیادہ شجاع و بہادر، سب سے حسین اور سب سے زیادہ سخی تھے۔(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعته صلی الله علیه وسلم، الحدیث ۲۳۰۷، ص ۱۰۸۵) تمام لوگوں سے زیادہ بردبار تھے۔(احیاء علوم الدین، بیان جملة من محاسن اخلاقه ﷺ، ج ۲، ص ۴۴۱) تمام لوگوں سے زیادہ کریم تھے۔(اخلاق النبی علیه السلام لابی الشیخ الاصبهانی، باب ماروی فی کظمه الغیظ و حلمه، الحدیث ۵۷، ج ۱، ص ۶۰) سب سے زیادہ عابد و زاہد تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ فصیح کلام کرنے والے تھے۔(احیاء علوم الدین، کتاب آداب المعیشة واخلاق النبوة، ج ۲، ص ۴۵۰) اور سب سے زیادہ عاجزی و انکساری فرمانے والے تھے۔(المرجع السابق، بیان جملة من محاسن اخلاقه ﷺ، ج ۲، ص ۴۴۴) ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح اور سب سے بڑھ کر انصاف فرمانے والے تھے، نیز وسیع الظرف تھے، قیدیوں پر رحم فرماتے، بڑوں کی عزت کرتے، خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے، گرمیوں کی شدت میں بھی روزہ رکھتے اور تاریک راتوں میں قیام کرتے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ربِّ قدوس عَزَّوَجَلَّ نے یوں مخاطب فرمایا:

﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

(پ ۲۲، الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! جب سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہوئی تو زندگی میں رونق آ گئی اور باطل ختم ہوگیا، ایمان کا چراغ جلا تو پھر کبھی نہ بجھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے میلادِ مبارک کی خبر دینے والی لطیف و خوشگوار ہوا ساری کائنات میں چلی اور آپ کے نورِ مبارک سے ساری کائنات نے عزت و شرافت کا لباس پہن لیا۔ جب اس کا گزر فارس کی زمین سے ہوا تو اس نے (صدیوں سے جلنے والے) آتش کدے کو بجھا دیا اور اہلِ فارس میں سے سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محسوس کیا، آپ بڑی تیزی سے حصولِ ایمان کی خاطر منزلیں طے کرتے ہوئے حضور سیِّدُ الکونین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کا اقرار کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے، حضرتِ سیِّدُنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان لیا کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خواہش کیا ہے۔ ان کی کوشش رائیگاں نہ گئی بلکہ انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے یہ مژدۂ جاں فزا سننے کی کامیابی حاصل کرلی کہ ''سَلْمَانُ مِنَّا''یعنی سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم میں سے ہیں۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد،الرقم ۳۵۹ سلمان فارسی، ج ٤، ص ٦٢)

جب اس لطیف وخوشگوار ہوا کا گزر ارضِ روم سے ہوا تو سب سے پہلے اہلِ روم کے سردار حضرتِ سیِّدُنا صُہَیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مہک کو محسوس کیا تو تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر دامنِ اسلام کو تھام لیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دیدار سے فیضیاب ہو کر صحابیت کا شرف حاصل کیا۔ جب میلادِ مبارک کی لطیف وخوشگوار ہوا ملکِ یمن کی سرزمین پر پہنچی تو اس کی مہک سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ظاہر وباطن میں محسوس کی اور مصطفٰی جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پانے کے لئے بغیر کسی ظاہری معاوضے کے اپنی جان لٹا دی اور باوجود وطن کی دوری کے مصطفٰی جانِ کائنات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تو سیِّدِ عالم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پاتا ہوں (یعنی یمن رحمانی تجلیات کے ظہور کا مقام ہے۔ مرقاۃ، ج۱۰، ص۶۴۶)۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ،الحدیث ۱۰۹۷۸، ج۳، ص ٦٤٩)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ومرتبہ اور عظمت وشان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تم اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملو تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ وہ تیرے لئے دعائے مغفرت کرے کیونکہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔'' (سیر اعلام النبلاء،الرقم ۳۷۲،اویس قرنی، ج ٥، ص ٧٤)

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے میلادِ مبارک کی لطیف وخوشگوار خوشبودار ہوا حبشہ پہنچی تو وہاں سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا اور انہیں تصدیق کی توفیق نے ایمان تک پہنچا دیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذانیں دیا کرتے اور یوں اپنے ایمان کا اعلان کرتے اور دینِ اسلام کے لئے پریشان رہتے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکرِ خیر کے جھنڈے جگہ جگہ گاڑ دیئے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی خاص طور پر تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے تذکرے عام کرتے اور میری قدر ومنزلت لوگوں میں اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہو، یہی وجہ ہے کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔'' (جامع الترمذی،ابواب المناقب،باب اتیت علی قصر......الخ،الحدیث ۳٦٨٩،ص ۲۰۳۱،فیہ''خشخشتك امامی''فقط)

اے میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو! سُبحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس حبشی غلام کی طرف عنایتِ ربّانی سبقت لے گئی

جبکہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قریشی چچا پر شقاوت و بدبختی غالب آ گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روم میں معرفت کی بو پائی تو محبتِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم میں سرگرداں و حیراں ہو کر جنگلوں میں نکل گئے اور جب قبولیت کی لطیف وخوشگوار ہوائیں حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چلیں تو گھر والوں، وطن اور سب سے جدا ہو کر محض زیارتِ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طلب میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور جناب صادق وامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے حضرتِ سیِّدُنا اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اچھے وصف سے موصوف کر دیا کہ ''میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پاتا ہوں۔''

جب یہی نسیمِ سحر یمن سے گزری تو اس کی مہک پا کر حضرت سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بتوں کی پوجا چھوڑ کر اسلام کا دامن تھام لیا اور قدم بوسیٔ رسولِ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے مشرّف ہو گئے اور پھر محبت وعشقِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم میں موت کو گلے لگا لیا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا واقعہ اہلِ عقل ودانش کے لئے حیران کن ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے، آپ کی ایک بیٹی فالج وجذام کی بیماری میں مبتلا تھی اور چلنے پھرنے سے قاصر تھی، آپ اپنے بت کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنی بیٹی کو بھی اس کے سامنے بٹھا لیتے اور پھر کہتے کہ میری یہ بیٹی بیمار ہے اس کا علاج کر دے، اگر تیرے پاس اس کی شفاء ہے تو اسے مصیبت و بیماری سے چھٹکارا دے دے، کئی سال اس بت سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرتے رہے لیکن اس نے ان کی حاجت برآری نہ کی۔ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر توفیق و ہدایت کی بادِ عنایت چلی تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجۂ محترمہ سے ارشاد فرمایا: ''کب تک اس بہرے و گونگے پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے جو نہ آواز نکالتا ہے، نہ بات کرتا ہے، میں اِسے دینِ حق گمان نہیں کرتا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بیوی نے عرض کی: ''آپ ہمیں کسی راستے پر لے چلیں۔ اُمید ہے کہ ہم راہِ حق پا لیں گے، یقیناً اس مشرق ومغرب کا کوئی تو خدا ہوگا۔''

حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے گھر کی چھت پر بت کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک نور دیکھا جس نے آفاق کو بھر دیا اور ساری موجودات کو روشنی سے چمکا دیا اور پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نگاہِ بصیرت سے پردے ہٹا دیئے تا کہ آپ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا کہ فرشتے قطار در قطار ایک گھر کے گرد جمع ہیں، پہاڑ سجدہ ریز، زمین ساکت و جامد اور درخت جھکے ہوئے ہیں، خوشیاں عروج پر ہیں اور پھر ایک آواز سنی کہ ہدایت دینے والے نبی محترم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت ہوگئی ہے، اس کے بعد آپ اپنے بت کے پاس آئے تو وہ بھی اوندھا پڑا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟ کس چیز کا ظہور ہو رہا ہے؟ یہ کیسی خبر سنائی دے رہی ہے؟'' پھر بت کو گھور کر دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا: 'توجہ سے سنو! ایک بہت بڑی خبر کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ آج وہ ہستی دنیا میں تشریف لا چکی ہے جو کائنات کو شرف وافتخار بخشے گی، وہ نبی آخر الزماں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لا چکے ہیں جن کا صدیوں

سے انتظار کیا جا رہا تھا جن سے حجر و شجر گفتگو فرمائیں گے، چاند ان کی خاطر دو ٹکڑے ہوگا اور وہ بنی ربیعہ و بنی مضر کے سردار ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے استفسار فرمایا: ''کیا تم سُن رہی ہو، یہ بے جان پتھر کیا کہہ رہا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''اس سے اس مولودِ محترم کا اسم گرامی تو دریافت کریں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے وہ غیبی آواز جو اس سخت پتھر کی زبان میں گفتگو فرما رہی ہے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے قوت گویائی عطا فرمائی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس پیدا ہونے والی ہستی کا اسمِ گرامی کیا ہے؟'' آواز آئی: ''حضرتِ سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جو صاحبِ زم زم و صفا یعنی حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زمین تہامہ ہے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے اور سخت گرم دھوپ میں بادل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سایہ فگن رہے گا۔''

حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے ارشاد فرمایا: ''چلو، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تلاش میں نکلیں، تاکہ ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب راہِ حق پالیں۔'' ابھی وہ دونوں میاں بیوی یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بیٹی جو نیچے گھر میں بیمار پڑی تھی، اچانک ان کے پاس چھت پر آ کھڑی ہوئی اور انہیں پتہ بھی نہ چلا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو پوچھا: ''اے بیٹی! کہاں گیا تیرا وہ درد اور بیماری جس میں تو ہمیشہ سے مبتلا تھی؟ اور کہاں گیا تیرا بے قراری کی وجہ سے راتوں کو جاگنا؟''

بیٹی نے جواب دیا: ''اے میرے والدِ محترم! میں نے خواب دیکھا کہ میرے سامنے ایک نور ہے اور ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ''یہ نور کس کا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟ اور یہ شخص کون ہے جس کا نور مبارک مجھ پر چمک رہا ہے؟'' مجھے جواب ملا: ''یہ نور بنی عدنان کے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ہے جن سے ساری کائنات معطر ہوگئی ہے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''ان کا اسمِ گرامی کیا ہے؟'' تو جواب ملا: ''ان کا نام مبارک محمد اور احمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے، قیدیوں اور مصیبت زدوں پر رحم اور مجرموں کو معاف فرمائیں گے۔''

میں نے پوچھا: ''ان کا دین کیا ہے؟'' جواب ملا: ''دینِ حنیف۔'' میں نے پوچھا: ''ان کا نسب کیا ہے؟'' جواب ملا: ''قریشی عدنانی۔'' میں نے پوچھا: ''یہ کس کی عبادت کریں گے؟'' جواب ملا: ''خدائے وحدہٗ لاشریک عَزَّوَجَلَّ کی۔'' میں نے پوچھا: ''اے مجھ سے خطاب فرمانے والے! تو کون ہے؟'' جواب ملا: ''میں ان کی آمد کی بشارت دینے والے فرشتوں میں سے ایک ہوں۔''

میں نے عرض کی: ''جس دکھ درد میں میں مبتلا ہوں اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''بارگاہِ ربُّ العزت عَزَّوَجَلَّ میں ان کی عظمت اور جاہ و مرتبہ کا وسیلہ پیش کرو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا ہے: ''میں نے اپنا راز اور اپنی برہان ان کو ودیعت کر دی ہے، اب جس نے بھی ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی میں اس کو ضرور قبول کروں گا اور قیامت کے دن اپنے نافرمان کے حق میں بھی ان کی شفاعت قبول فرماؤں گا۔'' پس میں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی

بارگاہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مرتبۂ کمال کا واسطہ دے کر دعا کی اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لئے۔ اب جبکہ میں بیدار ہوئی تو بالکل تندرست ہو چکی تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: ''یقیناً اس مولودِ مسعود صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خبر خوش آئند اور بڑی دل آویز ہے، ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عجیب وغریب نشانیاں سن اور دیکھ رہے ہیں، میں تو ضرور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت میں وادیاں اور گھاٹیاں عبور کرتا ہوا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ تک رسائی حاصل کروں گا۔

چنانچہ، وہ قافلے کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے متعلق دریافت کیا، اور پھر کاشانۂ اقدس کے دروازے پر دستک دی۔ جواب ملنے پر عرض کی: ''ہمیں اس نومولود ہستی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کرادیں جس کے نور کی بدولت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے موجودات کو منور فرمایا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے آباؤ اجداد شرف والے ہوگئے ہیں۔'' اس پر حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''میں ہرگز اس ہستی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو باہر نہیں نکالوں گی کیونکہ مجھے یہودیوں کی جانب سے تکلیف پہنچائے جانے کا خطرہ ہے۔''

انہوں نے عرض کی: ''ہم نے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت میں اپنے وطن سے جدائی گوارا کی، حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا حسن وجمال دیکھنے کے لئے اپنا دین چھوڑا اور اپنے بدنوں کو تھکاوٹ سے چور چور کر دیا۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایسا ہے تو پھر انتظار کرو، کچھ دیر تک مزید صبر کرو، قطعاً جلد بازی سے کام نہ لو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ دیر کے لئے دروازے کے پاس سے ہٹ گئیں اور دوبارہ واپس آکر انہیں ارشاد فرمایا: ''اندر آجاؤ۔'' جب شمعِ رسالت کے پروانوں نے اجازت پا کر باریابی کا شرف حاصل کیا تو انوارِ حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوے دیکھ کر نثار ہوگئے اور بے اختیار تکبیر وتہلیل کے نعرے زبانوں پر جاری ہوگئے، اور پھر جب رُخِ زیبا سے نقاب ہٹا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس سے ایسی روشنی نمودار ہوئی جس کی کرنیں آسمان تک جا پہنچیں۔ یہ دیکھ کر سب خوشی و مسرت سے بے خود ہوگئے۔ قریب تھا کہ رعب و دبدبہ سے بے ہوش ہو جاتے لیکن سنبھل گئے اور آگے بڑھ کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لے آئے۔

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے ارشاد فرمایا: ''جلدی کرو کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دادا جان حضرتِ سیِّدُنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ لے رکھا ہے کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لوگوں سے چھپا کر رکھوں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شان ومرتبہ کو مخفی رکھوں۔''

وہ حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ سے اس حال میں جدا ہوئے کہ ان کے دلوں میں محبت کی آگ بھڑک

رہی تھی پھر حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خودی میں اپنا ہاتھ دل پر رکھ دیا اور کہا: ''مجھے واپس حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ دولت پر لے چلو، ان سے دوسری بار رُخِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حسن و جمال کی زیارت کی بھیک مانگتے ہیں۔ لہٰذا وہ سب ان کی یہ بے قراری دیکھ کر واپس چل پڑے۔ جب حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا تو دوڑ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین سے لپٹ گئے اور گُھٹی گُھٹی سانسیں لینے لگے اور پھر اسی حالت میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی روحِ پاک کو جنت میں پہنچا دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! عاشقوں اور سچی محبت کرنے والوں کے یہی اوصاف ہوتے ہیں۔

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اس محبوبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصافِ حمیدہ سن لو، جنہوں نے ساری کائنات کو عزت اور حسن و جمال سے مزین کر دیا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مبارک نور آفاق میں چمک رہا ہے، اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو رعب و دبدبہ اور فضل و کرم کا لبادہ اوڑھا رکھا ہے، محض آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حمل کی تکالیف کو آسان کر دیا، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اس جہانِ فانی میں بھیج کر پوری کائنات کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہک و خوشبو سے معطر کر دیا۔

سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سعادت مندی:

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظہورِ نفاس کی وجہ سے کمزوری محسوس کرنے لگیں اور اس غم میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ رسولِ اَکرم، نبی مُحتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا دودھ نہ پلا سکیں گی تو جانوروں، پرندوں اور ہواؤں میں سے ہر ایک یہ دعا کرنے لگا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اجازت دے کہ ہم تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ و عزیز ہستی کی پرورش کی سعادت پائیں۔''

فرشتوں نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ ہمیں تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کتنی محبت ہے لہٰذا تو ہمیں ان کی پرورش کرنے کی اجازت عطا فرما تا کہ ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس کے نور سے شرف پائیں اور اس کی برکت سے کچھ حصہ پائیں۔'' ان سب کی التجاء و فریاد کے جواب میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس بات پر قادر ہوں کہ ان کی پرورش بغیر کسی سبب اور دودھ پلانے والی کے کروں لیکن میں فیصلہ فرما چکا ہوں اور میں اپنی حکمت و دانائی کے تحت جب کسی کو کچھ عطا کر دوں تو کبھی اس سے واپس نہیں لیتا اور میں نے ازل میں اپنی حکمت کے مطابق یہ لکھ دیا تھا کہ اس دُرِّ یتیم اور نفسِ کریم کو حکمت والی حلیمہ کے علاوہ کوئی دودھ نہیں پلائے گا۔'' اس وقت حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہر میں

قیام فرماتھیں تو زبانِ قدرت نے ان کو پکارا اور حدی خواں نے حلیمہ کی سعادت مندی کا یوں نغمہ گنگنایا:

''اے حلیمہ سعدیہ! اُٹھ جا اور اُس ہستی کی رضاعت کا شرف حاصل کرلے جس کا حسن و جمال یکتا ہے، اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی تو مریضِ عشق گرفتارِ محبت نہ ہوتا، اور نہ ہی فرحت وسرور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لے جاتا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تو وہ ہستی ہیں کہ جن کا حسن بے مثال ہے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خاطر تو عشاق نے اپنی گردنیں تک کٹا دی۔ اے حلیمہ سعدیہ! جب بارگاہِ مصطفٰی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) میں حاضری کی سعادت حاصل کرے گی تو ایسے قرب کی بشارت پائے گی کہ اس کے بعد کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہ کرے گی، آپ کی رضاعت کی مہندی تیرے ہاتھوں میں رچی ہوئی ہے، جب والضحٰی کے روشن ومنور چہرے کی زیارت کرے اور چاندی سے مزین وآراستہ لب ورخسار کے جلوے اور بے مثل حسن دیکھے تو اپنے شوہر سے کہنا: ''کسی قسم کا خوف نہ کھا کہ اس بابرکت ہستی کے صدقے ہم اپنا ہر مقصود پائیں گے۔''

عام طور پر اہلِ مکہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے شیرخوار بچوں کو رضاعت کے لئے مکہ سے باہر بھیج دیتے تھے، حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''ایک سال ہم قحط کا شکار ہوگئے، نہ تو آسمان سے بارانِ رحمت برسا اور نہ ہی زمین نے کچھ اُگایا، ہم چالیس (40) عورتیں شیرخوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں تاکہ ان بچوں کو دودھ پلانے کے عوض ان کے گھر والے ہماری کچھ مدد کریں، ہم مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئیں تو اہلِ مکہ اپنے بچوں کو لے کر کعبہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آ گئے، ہر باپ اپنے بیٹے کے پہلو میں کھڑا ہوگیا، اب ہر عورت آگے بڑھتی اور ایک شیرخوار بچہ اٹھا لیتی لیکن جب میں نے اپنی باری پر دیکھا تو سوائے ایک بچے کے کسی کو نہ پایا اور اس کے پہلو میں بھی کوئی نہ تھا، میں نے اس بچے کے والد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: یہ یتیم ہے، اس کا باپ اس وقت دنیا سے کوچ کر گیا تھا جب اس کی ماں حاملہ تھی اور اب وہ (یعنی بچے کی ماں) کمزور وناتواں ہے۔'' میں نے اپنے خاوند سے کہا: ''اس دُرِّ یتیم کے سوا اب کوئی بچہ باقی نہیں۔'' تو اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اسی کو لے لو، ہم خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے، اُمید ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس کا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔'' اور معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے اس دُرِّ یتیم کو لے لیا، میں اس وقت خود بھی بچے کی پیدائش کی وجہ سے کمزوری کا شکار تھی اور میری چھاتی میں کمزوری اور بھوک کی وجہ سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ لیکن جب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اٹھایا تو میری کمزوری قوت میں بدل گئی اور جب اپنا پستان آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے دہنِ مبارک میں رکھا تو دودھ بہنے لگا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خوب سیر ہو کر پیا اور میں نے ایک غیبی آواز سنی: ''اے حلیمہ سعدیہ! تجھے یہ ہاشمی شہزادہ مبارک ہو۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوئی جس کی حالت یہ تھی کہ کمزوری سے چل بھی نہ سکتی تھی۔ اب وہ قافلہ کی باقی تمام سواریوں سے آگے آگے بھاگنے لگی۔ اس پر سب لوگ حیران تھے۔ جب ہم نے خشک درخت تلے پڑاؤ کیا تو وہ سرسبز ہوگیا اور جب ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لے کر تاریک گھر میں داخل ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ انور چراغ کی طرح چمکنے لگا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نور چراغ کے نور پر غالب آ گیا۔''

میں نے اپنے شوہر سے عرض کی: ''کیا آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''کیا میں نے نہ کہا تھا کہ یہ مبارک ہستی ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جب ہم گھر پہنچے تو ہمارے پاس جو بکریاں تھیں وہ بہت کمزور تھیں۔ ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لے کر ان بکریوں کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے ہمارے رزق میں کثرت ہو گئی حتیٰ کہ باقی تمام دودھ پلانے والی عورتیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی وجہ سے ہم پر رشک کرنے لگیں۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جب میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف والا پستان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دہن مبارک میں رکھتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دودھ نوش فرماتے لیکن جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رضائی بھائی کی طرف والا پستان آپ کے منہ میں رکھتی تو دودھ نہ پیتے، لہٰذا میں نے جان لیا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم عدل وانصاف فرمانے والے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی تو سب لوگ کہنے لگے: ''اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تمہارے پاس جو مبارک بچہ ہے، اگر تم اس کو اپنے ساتھ لے لو کہ ہم اس کی برکت سے بارش طلب کریں تو یہ ہمارے لئے خیر وبرکت کا باعث ہوگا۔'' آپ فرماتی ہیں: ''میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لے کر باہر آئی تو لوگوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا اور شہر سے باہر جا کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلے سے بارش طلب کی تو دیکھتے ہی دیکھتے بادل نے اس قدر موسلا دھار بارش برسائی کہ ہمیں ڈوبنے کا خدشہ لاحق ہوگیا۔''

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدتِ رضاعت کی تکمیل تک ہمارے پاس قیام پذیر رہے۔ جب ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی والدۂ محترمہ کے پاس واپس لے جانے کا ارادہ کیا تو میرے خاوند کہنے لگے: ''ہم کسی طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو واپس لے آئیں گے، ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بدولت کئی برکتیں اور رحمتیں حاصل کی ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو

لے کر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی والدۂ ماجدہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کی: ''ہم نے آپ کے جگر گوشہ کی بدولت بہت خیر وبرکت حاصل کی ہے، ہم آپ سے عرض کرتے ہیں کہ مزید ایک سال ان کو ہمارے پاس رہنے دیں۔'' تو حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے، تم ان کو اپنے پاس رکھ سکتے ہو۔'' لہٰذا ہم آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو دوبارہ پا کر بے انتہا خوش ہوئے۔

آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مل کر بکریاں چرایا کرتے تھے، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے رضاعی بھائی ایک دن اپنی والدہ سے عرض کرتے ہیں: ''اے امی جان! میرا حجازی بھائی جب کبھی کسی خشک وادی میں قدم رکھتا ہے تو اس وادی کی تازگی و ہریالی لوٹ آتی ہے، اور جب بکریوں کو پانی پلانے کی خاطر کنوئیں کے پاس تشریف لاتا ہے تو پانی خود بخود کنوئیں کے منہ تک بلند ہو جاتا ہے اور جب دھوپ میں سو جائے تو بادل آ کر اس کو سورج کی تپش میں سایہ مہیا کرتا ہے، سوتے ہوئے اس کے پاس درندے آتے اور قدم بوسی کرتے ہیں۔'' تو حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! ''اپنے بھائی کا خیال رکھنا۔''

ایک دن دونوں بھائی اپنی عادت کے مطابق کھیلنے کی غرض سے باہر نکل گئے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا رضاعی بھائی گھر واپس آیا تو اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ وہ آ کر کہنے لگا: ''اے امی جان! میرے حجازی بھائی کو دیکھئے، وہ زخمی ہو گیا ہے۔'' ہم نے اپنے بیٹے سے پوچھا: ''ان کو کیا ہوا؟'' اس نے بتایا: ''میں اور میرا بھائی کھیل رہے تھے کہ روشن چہروں والے تین افراد آئے، انہوں نے سبز لباس پہنے ہوئے تھے، ان کے پاس طشت اور سونے چاندی کا کوزہ تھا، انہوں نے میرے بھائی کو اٹھایا اور پھر لٹا کر سینۂ مبارکہ کو شق کر کے قلبِ اطہر کو باہر نکال لیا۔'' حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''ہم تیزی سے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بھاگے تو ہم نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو بالکل صحیح وسالم اور خوش وخرم پایا، نہ تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی تکلیف تھی اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سینۂ مبارکہ پر کوئی نشان تھا۔''

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ولادۃ رسول اللہ ﷺ ورضاعتہ، ج ۱، ص ۱۶٤، بتغیرٍ)

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام، حضرت سیِّدُنا میکائیل علیہ السلام اور حضرت سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا، ان کے پاس ایک طشت اور کوزہ تھا، جس میں جنت کا پانی اور مہر بند پاکیزہ شراب تھی اور سبز ریشم کا رومال بھی تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو لٹایا اور حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا سینۂ مبارکہ شق فرمایا، پھر قلبِ اطہر کو شق کر کے اس میں سے ایک کالے رنگ کا لوتھڑا نکال دیا اور عرض کی: ''اے سیِّدُ المرسلین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صَلَّی اللہ تعالٰی

علیہ وآلہ وسلَّم کے قلبِ اطہر میں یہ شیطان کا حصہ تھا۔'' پھر قلبِ اطہر پر پانی انڈیل کر مکمل طور پر دھویا گیا اس کے بعد پھر پہلے کی طرح اس کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سینۂ خوشبودار میں اس شق کئے جانے کے بعد دوبارہ سیئے جانے کا نشان موجود تھا (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ......الخ، الحدیث ۱۶۲، ص ۷۰۶ مفہوماً، راوی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ) حتیٰ کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ **اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ** O (پ ۳۰، الم نشرح : ۱) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔(۱)

پھر حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام نے حضرتِ سیِّدُنا میکائیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ''ان کا دس امتیوں کے مقابلے میں وزن کریں۔'' جب حضرتِ سیِّدُنا میکائیل علیہ السلام نے وزن کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان سب پر غالب آ گئے، اس کے بعد حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام نے حضرتِ سیِّدُنا میکائیل علیہ السلام سے فرمایا: ''تمام اہلِ زمین کے مقابلے میں وزن کریں۔'' جب انہوں نے وزن کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پھر بھی سب پر غالب رہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی بدرِ کمال اور حسن و جمال کا حسین تاج، اور شرف و بزرگی کا ہلال ہیں، تمام فضائل اور قابلِ فخر باتوں کے مالک ہیں اور کل بروزِ قیامت درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ (ان شاءاللہ عَزَّوَجَلَّ)

پیاری پیاری دُعا:

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم تیرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے میلادِ پاک میں حاضر ہیں، ہمیں محض آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے عزت کا لباس عطا فرما، جنت الفردوس میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما، اور جنت میں دیدارِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے بہرہ مند فرما۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آلِ مبارک کا صدقہ! ہماری امداد، معاونت اور غم گساری فرما، ہمیں جنت میں ٹھکانا عطا فرما اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت سے قبولیت اور عزت وشرف کے مراتب عطا فرما۔

......مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا ہدایت ومعرفت اور موعظت ونبوت اور علم وحکمت کے لئے، یہاں تک کہ عالمِ غیب وشہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علائقِ جسمانیہ انوارِ روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علومِ لدنیہ وحکمِ الٰہیہ ومعروفِ ربانیہ وحقائقِ رحمانیہ سینۂ پاک میں جلوہ نما ہوئے اور ظاہری شرحِ صدر بھی بار بار ہوا ابتدائے عمر شریف میں اور ابتدائے نزولِ وحی کے وقت اور شبِ معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ جبریلِ امین نے سینۂ پاک کو چاک کر کے قلبِ مبارک نکالا اور زریں طشت میں آبِ زمزم سے غسل دیا اور نور وحکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔''

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم تجھ سے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آل واصحاب علیہم الرضوان کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے گناہ بخش دے اور ہر قسم کے خوف وہلاکت سے ہماری حفاظت فرما، جنتُ الفردوس میں ہمیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب فرما، ہمارے ظاہری وباطنی چھوٹے چھوٹے اعمال بھی قبول فرما محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ہم سب پر رحم وکرم فرما اور ہماری بخشش فرما کہ یقیناً تو ہی معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم پر اپنا خاص رحم وفضل فرما۔ (آمین)

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابند سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان 52: زیارتِ روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

حمدِ باری تعالٰی:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندوں کوشرف وفضیلت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) اور سب سے بڑے مزارِ اقدس (یعنی روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کی طرف بلایا۔ ان کے لئے اس راہ کو آسان کر دیا اور توفیق کو ان کا راہنما بنایا تو وہ اپنے مقاصد ومطالب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اُس نے ان کو اپنے دروازے پر کھڑا کر کے اپنی بارگاہِ عالی کا قرب بخشا تو ان کو عزت و مرتبہ ملا اور وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگے۔ اُس نے ان کو ضیافت ومہمانی کے ساتھ خاص فرمایا تو انہوں نے اُمُّ القُریٰ (یعنی مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً) کی حاضری کے لئے بے آب وگیاہ میدانوں کا سفر طے کیا۔ اور اُس نے ان بیابانوں کے سفر میں ان کے لئے لذت رکھ دی، ان کے دلوں میں ایمان کو نقش فرما دیا اور انہیں اپنی رضا وخوشنودی کا مژدہ سنایا۔ پس انہوں نے بیت اللہ شریف کا مکمل طواف کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وادیٔ مِنٰی (۱) میں انہیں خوشخبری دی۔ مقامِ خیف (۲) میں خوف ومشقت اور تمام خطرات سے راحت وچین بخشا۔ انہیں فیضان کے لئے میدانِ عرفات (۳) پہنچایا تا کہ ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دے۔ اس لئے وہ اپنے گناہوں کو چھوڑ کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے مزدلفہ (۴) میں خوشی ومسرت کے ساتھ پاک بارگاہ سے ثواب پایا۔ مشعرِ حرام (۵) کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے اپنی رضا کا انعام لکھ دیا اس طرح کہ انہیں جہنم سے نجات عطا فرما دی۔ ان بندوں نے سروں کو برہنہ کر لیا۔ بال منڈوا دیئے۔ اپنے مہربان وبہت زیادہ معاف فرمانے والے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح وتقدیس کثرت سے کرنے لگے۔ انہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حضور اپنی قربانیاں پیش کیں اور جانوروں کو ذبح کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سے بہت بڑے اجر وثواب کا وعدہ فرما لیا اور ان کے گناہوں

---

(۱)...... **مِنٰی:** مسجد الحرام سے پانچ (5) کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحبان قیام کرتے ہیں۔ ''مِنٰی'' حرم میں شامل ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ٤٢)

(۲)...... **خیف:** مِنٰی کے قریب مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ (لسان العرب، ج ۱، ص ۱۲۰۹) ۔ (وہاں ایک مسجد ہے جسے) مسجدِ خیف کہا جاتا ہے۔ یہ مِنٰی کے جنوبی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے (جس کی وجہ سے اسے مسجدِ مِنٰی بھی کہہ دیا جاتا ہے)۔

(۳)...... **عرفات:** مِنٰی سے تقریباً گیارہ (11) کلومیٹر دور میدان جہاں ۹ ذوالحجہ تمام حاجی صاحبان جمع ہوتے ہیں۔ عرفات حرم سے خارج ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ٤٢)

(۴)...... **مزدلفہ:** ''مِنٰی'' سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ (5) کلو میٹر پر واقع میدان جہاں عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔ اور یہ سنت ہے اور صبحِ صادق اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کم از کم ایک لمحہ وقوف واجب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ٤٢ ۔ ٤٣)

(۵)...... **مشعرِ حرام:** مزدلفہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبلِ قُزَح بھی کہتے ہیں۔

(بہار شریعت، ج ۱ ول، حصہ ششم کی اصطلاحات، ص ٧٠)

کے دفتروں کو مٹا دیا۔ رمیٔ جمار (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے)(۱) کے وقت، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو غموں سے نجات عطا فرمائی۔ پھر جب انہوں نے طوافِ وداع(۲) کرلیا اور لوٹنے کا پختہ ارادہ کیا تو اپنے شوق کو مکمل طور پر بارگاہِ نبی مختار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں جلد حاضری کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بے شمار معجزات اور نشانیاں دے کر مبعوث فرمایا۔ انہیں سب سے اشرف و اعلیٰ قبیلے میں پیدا فرمایا۔ ان کے ذریعے مضر اور نزار قبیلوں کو عزت و شرف بخشا۔ ان کے دین کو سب سے سیدھا راستہ اور ان کی شریعت کو صلاح و خیر بنایا۔ پس حروفِ تہجی میں سے ہر حرف ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت و رفعت پر گواہ ہے۔ چنانچہ،

حُرُوفِ تَہَجِّی اور شانِ مُصْطَفٰی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم

(۱)...... "الف" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قد و قامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (۲)...... "باء" سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہجت یعنی حسن و خوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔ (۳)...... "تاء" سے مراد تائید ہے جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔ (۴)...... "ثاء" سے مراد ثُبَات ہے جس کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر حال میں ثابت قدم رہے لہٰذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔ (۵)...... "جِیْم" سے مراد جود و وفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔ (۶)...... "حاء" سے مراد حلم و بزرگی ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے پسند فرمایا۔ (۷)...... "خاء" سے مراد اختصاص و صفاء ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک و صاف رکھا۔ (۸)...... "دَال" سے مراد دوامِ احسان یعنی بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے نیکی و بھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت و جلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔ (۹)...... "ذَال" سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات عالی سے ذلت و رسوائی دور رہی حتی کہ وہ خود ہی حقارت و ذلت میں مبتلا ہوگئی۔ (۱۰)...... "رَاء" سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مبعوث فرمایا۔ (۱۱)...... "زاء" سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بے مثل زُہد و قناعت ہے۔ (۱۲)...... "سِیْن" سے مراد سیادت و سرداری ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کر کے ممتاز فرمایا۔

......جمرات: منیٰ میں تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں پہلے کا نام "جَمْرَۃُ الْاُخْرٰی یا جَمْرَۃُ الْعَقَبَہ" ہے۔ اسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو جمرۃ الوُسطٰی (منجھلا شیطان) اور تیسرا کو جمرۃ الاُولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲)

......طوافِ وداع: حج کے بعد مکۂ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ ہر آفاقی (یعنی میقات کی حدود سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۵)

(۱۳)......''شِین '' سے مراد شفاعت ہے کہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بروزِ قیامت گنہگاروں اور نافرمانوں کی شفاعت وسفارش فرمائیں گے۔(۱۴)......''صَاد'' سے مراد صیانت وحفاظت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اور امانت کی تلوار آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کر دی۔(۱۵)......''ضَاد'' سے مراد ضیاء وانوار ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو عطا فرمائے۔ (۱۶)......''طَاء'' سے مراد طریقِ اقبال (یعنی راہِ عروج) ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے کھول دی۔ (۱۷)......''ظَاء'' سے مراد ظلم وگمراہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے طفیل آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کو ظلم وگمراہی سے نکال دیا۔(۱۸)......''فَاء'' سے مراد فرحت ومسرت ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی امت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں سن کر مسرور ہوگئی۔(۱۹)......''قَاف'' سے مراد قاب قوسین (یعنی دو ہاتھ کا فاصلہ) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو شبِ معراج اس قرب سے مشرّف فرمایا۔(۲۰)......''کَاف'' سے مراد کلام الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ سے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو عزت وبزرگی عطا فرمائی۔(۲۱)......''لَام'' سے مراد لطفِ الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر شک وشبہ سے مُنزَّہ لطف ومہربانی فرمائی۔(۲۲)......''مِیم'' سے مراد مَنّ (یعنی احسان) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اسرار پر مطلع فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر احسان فرمایا۔(۲۳)......''نُون'' سے مراد نورانیتِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کا ایک ہزار سال سے شُعلہ زَن آتش کدہ بجھ گیا۔ (۲۵)......''ھَا'' سے مراد ہیبت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا رعب ودبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور شہسوار زیر ہوگئے۔(۲۵)......''وَاؤ'' سے مراد وقار ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کمالِ وقار وبردباری سے موصوف ہیں۔(۲۶)......''یَاء'' سے مراد یقین ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو انبیاء ومرسلین کا ''خَاتَم'' (یعنی آخری نبی) بنایا اور فضل وفخر کے ساتھ قرآنِ حکیم میں ان کی ذاتِ والاصفات پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

﴿۱﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ (پ۲۶،الفتح:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ''جس نے میری قبرِ اقدس کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' (سنن الدارقطنی، کتاب الحج ،باب المواقیت،الحدیث ۲۶۶۹،ج۲، ص۳۵۱)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں: (۱)......مسجدِ حرام (۲)......میری مسجد (یعنی مسجد نبوی شریف) اور (۳)......مسجدِ اقصیٰ۔'' (۱) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثہ، الحدیث ۱۳۹۷، ص ۹۰۹)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی، اور جس نے میری قبرِ اقدس کی زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔'' (سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب مواقیت الحج، الحدیث ۲۶۶۸، ص ۲، ص ۳۵۱۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب المیم، الحدیث ۵۷۰۸، ج ۲، ص ۲۵۲)

جنّت کی کیاری:

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''جس نے میرے قبر میں جانے کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی، اور جو حرمینِ طیبین میں سے کسی حرم میں مرا وہ بروزِ قیامت امن والوں میں اٹھایا جائے گا، اور بے شک میری قبر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل مابین القبر والمنبر، الحدیث ۱۱۹۵، ص ۹۳۔ سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث ۲۶۶۸، ج ۲، ص ۳۵۱)

۱......مفسِّرِ شہیر، حکیم الامت، مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: ''یعنی سواء ان مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس لیے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے، ممنوع ہے۔ جیسے بعض لوگ جمعہ پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے، یہ غلط ہے۔ ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ اس توجیہ پر حدیث بالکل واضح ہے۔ وہابی حضرات نے اس کے معنٰی یہ سمجھے کہ سواء ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف سفر ہی حرام ہے لہٰذا عرس، زیارتِ قبور وغیرہ کے لیے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج، دوستوں سے ملاقات، علمِ دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لیے سفر حرام ہوں گے اور ریلوے کا محکمہ معطّل ہو کر رہ جائے گا اور یہ حدیث قرآن کے خلاف ہی ہوگی اور دیگر احادیث کے بھی۔ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرما دو! زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔'' (صاحبِ) مرقاۃ نے اسی جگہ اور (علامہ) شامی نے زیارتِ قبور میں فرمایا کہ چونکہ ان تین مساجد کے سوا تمام مسجدیں برابر ہیں اس لیے اور مسجدوں کی طرف سفر ممنوع ہے اور اولیاء اللہ کی قبریں فیوض و برکات میں مختلف ہیں۔ لہٰذا زیارتِ قبور کے لیے سفر جائز (ہے)۔ کیا یہ (بدمذہب) جہلاء انبیاء کرام کی قبور کی طرف سفر (سے) بھی منع کریں گے۔'' (مرأۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب المساجد و مواضع الصّلوٰۃ، الفصل الاوّل، ج ۱، ص ۴۳۱۔۴۳۲)

امام یحیٰی بن شرف الدین نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''شرح مسلم'' میں لکھتے ہیں: ''ہمارے اصحاب شوافع، امام الحرمین اور محققین کے نزدیک یہ (یعنی مزارات وغیرہ کے قصد سے) سفر کرنا نہ حرام ہے، نہ مکروہ، البتہ! فضیلتِ کاملہ ان تین مسجدوں کی طرف سامانِ سفر باندھنے میں ہے۔''

(شرح المسلم للنووی، سفر المرأۃ مع محرم الیٰ حج وغیرہ، ج ۱، ص ۴۳۳)

اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جو میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا اور مجھ پر سلام بھیجے گا تو میں جواب میں دس بار اس پر سلام بھیجوں گا اور دس فرشتے اس کی زیارت کریں گے اور وہ سب اس پر سلام بھیجیں گے اور جو اپنے گھر میں مجھ پر سلام بھیجے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ میں روح لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس پر سلام بھیجوں گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، الحدیث ۲۰۴۱، ص ۱۳۷۳، مختصر)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبرِ مبارک کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔'' (سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث ۲۶۶۷، ج ۲، ص ۳۵۱)

اَعرابی کو نوید بخشش مل گئی:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنے آپ کو قبرِ اقدس پر گرا دیا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک سر پر ڈالنے لگا پھر عرض کرنے لگا: ''یَارَسُوْلَ اللہِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔'' جو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نازل ہوا اس میں یہ آیتِ مبارکہ بھی ہے:

﴿۲﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ (پ۵، النسآء: ۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(۱)

میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

---

(۱)...... مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''(یعنی اگر) معصیت و نافرمانی کر کے (اپنی جانوں پر ظلم کریں)۔ اس (آیت مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار برآری کا ذریعہ ہے۔'' (یہاں پر اعرابی کا مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ **مسئلہ:** **اللّٰہ** تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔ **مسئلہ:** قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ''جَآءُوْکَ'' میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔ **مسئلہ:** بعد وفات مقبُولانِ حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔ **مسئلہ:** مقبُولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔''

وآلہ وسلَّم مجھے رب تعالیٰ سے بخشوائیں۔'' قبرِ اقدس کے اندر سے ندا آئی: ''اے شخص! تجھے بخش دیا گیا۔''

(تفسیرالقرطبی، سورۃ النساء، تحت الایۃ ٦٤، الجزء الخامس تحت ج٣، ص١٨٤)

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالحسن صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُ نا حاتمِ اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ انور پر کھڑے ہوکر عرض کی: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم نے تیرے حبیبِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اطہر کی زیارت کی اب تو ہمیں نامراد نہ لوٹا۔ آواز آئی: ''اے بندے! ہم نے تجھے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اقدس کی زیارت کی اجازت ہی تب دی جب تجھے پاک کر دیا۔ اب تم اور تمہارے ساتھ زیارت کرنے والے مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ سے اور اس سے راضی ہوگیا جس نے اس کے پیارے نبی محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اقدس کی زیارت کی۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''ایک اعرابی نے حضور **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوکر عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنے محبوب بندوں کے مزارات کے پاس غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، یہ تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مزار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ پس تو مجھے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ مبارک کے قرب کی وجہ سے نارِ دوزخ سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دے۔'' ہاتفِ غیبی کی آواز آئی: ''تُو نے صرف اپنے لئے جہنم سے آزادی کا سوال کیا، تمام مخلوق کے لئے کیوں نہیں کیا تاکہ میں ان سب کو اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ پاک کے صدقے نارِ جہنم سے آزاد کر دیتا؟ اے اعرابی! جا، ہم نے تجھے آزاد کر دیا۔''

سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے روٹی عطا فرمائی:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعبداللہ محمد بن علاء علیہ رحمۃ ربِّ العُلٰی فرماتے ہیں: ''میں نے مدینہ شریف میں حاضری دی، مجھ پر بھوک کا غلبہ تھا، حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارِ پاک کی زیارت کی اور سلام کیا، پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، بھوک اور فاقہ سے میری حالت ایسی ہو چکی ہے جس کو سوائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں جانتا، میں اس رات آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مہمان ہوں۔'' پھر مجھ پر نیند غالب ہوئی۔ خواب میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی۔ میں نے نصف روٹی کھالی جب بیدار ہوا تو روٹی کا آدھا ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے جان لیا کہ نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیَّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان حق ہے: ''جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے حقیقت میں میری ہی زیارت کی کہ شیطان میری صورت میں

نہیں آسکتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، الحدیث ٦٩٩٤، ص ٥٨٤)

پھر مجھے ندا کی گئی: ''اے عبداللہ! جو بھی میری قبر کی زیارت کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا اور کل بروزِ قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا محمد بن یعلی کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثرت سے نبی رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ انور کی زیارت کیا کرتے تھے، اور آپ کو اکثر خواب میں نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار بھی ہو جاتا۔ ایک دن زیارتِ قبرِ اطہر کے قصد سے نکلے لیکن پاؤں میں چوٹ لگنے کے سبب زیارت سے محروم ہوگئے، حج کرنے والے جا رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رقعہ لکھ کر کسی حاجی کو دیا اور فرمایا: ''جب تم مزارِ اقدس پر پہنچو تو میرا یہ رقعہ مزار شریف کے قریب رکھ کر عرض کرنا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کنانی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہوئے عرض گزار ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جانتے ہیں کہ کنانی کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟'' چنانچہ، جب اس شخص نے ایسا کیا تو حضرتِ سیِّدُنا کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے کنانی! تمہارا خط پہنچ گیا ہے اور ہم نے تمہارا عذر بھی قبول کرلیا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا عتبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی کو اونٹ پر آتے دیکھا۔ اونٹ سے اُتر کر وہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ پر سلام ہو، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ پر سلام ہو'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O (پ٥، النسآء: ٦٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اب میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمائیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا عتبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے

ارشاد فرمایا: ''اے عتبی! اس اعرابی کو بشارت دے دو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے بخش دیا۔''

(المغنی لابن قدامة، کتاب الحج، باب الفدیة و جزاء الصید، مسئلة ٦٩٩، فصل یستحب زیارة قبر النبی ﷺ، ج٥، ص٤٦٥)

منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ میں سمجھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا پھر واپس لوٹ گئے۔'' (شعب الایمان للبیهقی، باب فی المناسك، فضل الحج و العمرة، الحدیث ٤١٦٤، ج٣، ص٤٩١)

حضرتِ سیِّدُنا ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرتِ سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''جب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے تو قبرِ اطہر کے قریب ہو جاتے، اپنا رُخ قبرِ اطہر کی طرف کر کے سلام عرض کرتے اور دعا کرتے لیکن قبرِ اقدس کو ہاتھ سے مس نہ کرتے۔''

زیارتِ روضۂ اقدس کرنے کے دس فوائد:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پَرْوَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اقدس کی زیارت کرنے والے کے لئے دس کرامات یعنی عزتیں ہیں: (١)......وہ بلند مرتبہ ہوگا (٢)......حصولِ مقصد میں کامیاب ہوگا (٣)......اس کی حاجت پوری ہوگی (٤)......اسے عطیات خرچ کرنے کی توفیق ملے گی (٥)......وہ ہلاکت و بربادی سے امن میں رہے گا (٦)......عیوب و نقائص سے پاک ہوگا (٧)......اس کی مشکلات آسان ہوں گی (٨)......حادثات سے اس کی حفاظت ہوگی (٩)......اسے آخرت میں اچھا بدلہ ملے گا اور (١٠)......مشرق و مغرب کے رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ملے گی۔''

منقول ہے کہ ''ایک شخص نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو حجاجِ کرام وغیرہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کی بات سمجھتے ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ان کی بات کا جواب بھی دیتا ہوں۔''

اے میرے اسلامی بھائیو! اس محبوبِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صفات پر غور کرو کہ وہ کتنی جمیل ہیں، وہ اپنے قریب حاضر ہونے والے کی کتنی عزت افزائی فرماتے ہیں اور اسے جوابِ سلام سے نوازتے ہیں، اگر تُو دور سے بھی سلام عرض کرے تو

وہ تیرے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں گے، تُو شفاعت طلب کرے گا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تیری شفاعت فرمائیں گے، تُو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ اقدس کی زیارت سے منقطع ہے جبکہ وہ ہمیشہ تیری حاضری کے مشتاق ہیں، تُو دُنیا میں مشغول ہونے کے سبب اور مال جمع کرنے کی خاطر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار نہیں مگر وہ خواب میں بھی جلوے دکھا دیتے ہیں، اگر تُو دربارِ رسالت میں حاضر ہونے کا عزم کرتا ہے تو سواری پر سوار ہو جا، اور اگر انصاف سے کام لے تو تجھے سر کے بل چلنا چاہئے نہ کہ قدموں پر۔

ے حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا   ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(حدائق بخشش)

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی فرمانے والے ہیں، کل بروزِ قیامت تیری شفاعت فرمانے والے ہیں، سلامتی کے گھر یعنی جنت تک تیرے رہبر و راہنما ہیں۔

ے آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے!   کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

(ذوقِ نعت)

کیا تو نے کوئی ایسا محبوب بھی دیکھا ہے جو اپنے محبین سے ایسا معاملہ کرتا ہو یا ان پر اتنا مہربان ہو؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں، تو نے نہ دیکھا ہوگا، اور نہ ہی دیکھے گا۔ اس کے باوجود تو کیسے ٹھہرا ہوا ہے؟ یا کیسے تجھے افسوس و حسرت نہیں ہوتی؟ محبوبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تجھے کتاب وسنت سے آگاہ کیا تو تُو دیکھنے والا ہو گیا۔ تجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ وہ تجھے بشارت دینے والے ہیں۔ پس اے حضور کی محبت کے دعوے دار! تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ تجھے ان کی سنتوں سے کہاں موافقت ہے؟ تیرے افعال ان کے افعال واقوال کے تابع کہاں ہیں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تجھ پر ان کی پیروی کا نام ونشان تک نہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سخت بھوک میں رات بسر کرتے تھے؟ صبح تہجد کی نماز ادا کرتے تھے اور روزوں کے سبب خالی پیٹ رہتے تھے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر خزانے پیش کئے گئے لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ تمام رات اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جاگ کر گزار دی، دستِ طلب پھیلائے اور سر جھکائے رکھا اور اپنی خلوتوں میں اپنی امت کے لئے گروہ در گروہ جنت میں داخلے کا سوال کرتے رہتے۔

تمنائے زیارت کی دُعا:

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور آپ کے آل واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر درود وسلام بھیج۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ان کی زیارت سے بہرہ مند فرما اور آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اور ہمیں ان کے

قافلے میں اکٹھا کرنا اوران کا رُخِ روشن دِکھانا اوران کے حوضِ کوثر سے سیراب کرنا اورہمیں ان لوگوں میں سے کرنا جوان کی صحبت میں رہ کر کامیاب ہوئے اوران کے راستے سے نہ ہٹانا اورہمیں دنیاوآخرت کی بھلائیاں عطافرمانا اوراپنی رحمت سے عذابِ جہنم سے بچانا۔اے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! توسب سے بڑھ کررحم کرنے والا ہے۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ سیِّدُنا **محمدِ مصطفیٰ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پراورآپ کے آل واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بے حدو بے شماردرودوسلام بھیج۔

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِین

''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' پڑھنے کی فضیلت

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم،نُورِمُجسَّم ، رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا:''جس نے ایک دن میں سومرتبہ یہ کلمہ'' لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔''پڑھا تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اوراس کے لئے سونیکیاں لکھی جائیں گی ،اس کے سوگناہ مٹادیئے جائیں گے اور یہ کلمہ اس دن شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کرے گا اوراس دن اس سے عمل میں کوئی نہ بڑھ سکے گا مگر جواس سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔'' (صحیح بخاری ،کتا ب الدعوات، باب فضل التھلیل، رقم ٦٤٠٣ ،ج ٤ ،ص ٢١٨)

بیان 53:

مناقبِ خلفاء راشدین

{حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدُنا عمر فاروق، حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی اور حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ علیہم الرضوان کے فضائل }

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو مہربان، گناہوں کو مٹانے والا، حلم والا اور برائیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ رات کو دن میں داخل فرمانے والا ہے۔ ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ اس کے فیصلوں میں عقول واذہان حیرت زدہ ہیں۔ اہلِ بصیرت اور نگاہِ عبرت والے اس کی شانِ ابدیت (یعنی ہمیشہ رہنے والی صفت) کے میدان میں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنی بلند عزت واقتدار سے جابر بادشاہوں پر غالب ہے۔ وہی واحد وقہار ہے۔ اس نے اپنی غالب قوت سے شاہانِ فارس (یعنی ایران کے بادشاہوں) کی شان وشوکت اور قوتِ اقتدار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پس وہی عظمت والا زبردست ہے۔ اسی نے کائنات کو وجود بخشا اور زمانے کی تدبیر فرمائی۔ کسی بھی مددگار اور معاون کا محتاج نہیں۔ کوئی اس کی قدرت میں برابری نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا احسان ہر جگہ اور جمیع اطرافِ عالم کو شامل ہے یعنی ہر ایک پر احسان ہے۔ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے قدموں کی آواز کو جانتا ہے۔ زمین وآسمان اور سمندروں کی گہرائی میں موجود کوئی شئے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ بندے کے اُلٹ پلَٹ ہوتے وقت بھی اس کے دل کی بات جانتا اور اس کے ارادہ وطلب کے وقت بھی اس کے دل پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۢ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ (پ۱۳، الرعد: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔''

پاک ہے وہ معبود جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برتری وبرگزیدگی عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے لئے خاص فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے قرب ومعیت کے لئے منتخب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پسند فرماتا ہے۔ اسی کا ارشادِ عالی ہے: '' وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ ؕ (پ۲۰، القصص: ۶۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔''(۱)......اور......اس نے حضرتِ سیدنا محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا

......مفسرِ شہیر خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''شانِ نزول: یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے کہا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرتِ محمد صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو نبوّت کے لئے کیوں برگزیدہ کیا۔ یہ قرآن مکّہ وطائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اُتارا۔ اس کلام کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور...... بقیہ اگلے صفحہ پر

منتخب نبی اور مختار رسول بنا کر برتری و برگزیدگی عطا فرمائی……حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص فرما کر تصدیق اور وقار وہیبت کی خصوصیت سے نوازا……حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درست رائے کے لئے دوسروں سے ممتاز فرمایا پس شہریوں اور دیہاتیوں کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر باعثِ حلاوت اور پاکیزگی ہے……حضرتِ سیِّدُ نا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پاک جمع کرنے کے واسطے اپنے قرب ومعیت کے لئے منتخب فرمایا پس انہوں نے قرآنِ پاک کو چھ یا سات نسخوں میں جمع کروادیا……اور حضرتِ سیِّدُ نا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکروں کے منتشر کرنے، عجائبات کو ظاہر کرنے اور ذوالفقار (یعنی تلوارِ حیدری) کے عدل وانصاف کو عام کرنے کے لئے پسند فرمایا۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے حق میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

﴿۲﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (پ۲۶، الفتح: ۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔

چنانچہ، حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رفیق ہیں……، حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسرارِ الٰہی پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وزیر وامین ہیں……حضرتِ سیِّدُ نا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کے ہاتھوں مقتول اور اپنے گھر میں شہید ہونے والے ہیں……اور حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چچا کے بیٹے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے علم کے وارث اور دشمنوں پر پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے شہسوار ہیں……یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جو سیدِ عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے خلفاء، وزراء اور نیک سیرت پیشوایانِ اُمت ہیں……انہوں نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اپنے عہد کو پورا کیا……اور انہی کی سعادت مندیوں کے سبب دینی اَقدار بامِ عروج پر پہنچیں……اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو چاہا اور پسند فرمایا، انہوں نے اس پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مکمل پیروی اور بیعت کی۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سراپا نور، شافعِ یوم النشور، فیض گنجور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میرے کسی صحابی کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو خوش کیا اور جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو خوش کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے خوش کر کے جنت میں داخل فرمادے۔''

بقیہ حاشیہ…… عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے۔ **اللہ** تعالیٰ کی مرضی ہے، اپنی حکمت وہی جانتا ہے، انہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔''

حضور نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''ان چار کی محبت سوائے مؤمن کے کسی کے دل میں جمع نہ ہوگی: (۱)......حضرتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)......حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳)......حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور (۴)......حضرتِ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'' (حلية الاولياء،عطاء بن ميسرة، الحديث ٦٩٣٦، ج٥، ص ٢٣٠)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''میں قیامت کے دن اس حال میں آؤں گا کہ میری دائیں جانب ابوبکر صدیق، بائیں جانب عمر فاروق، پیچھے عثمان غنی اور میرے سامنے علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور علی کے پاس لواء الحمد ہوگا، اس پر دو کپڑے کے ٹکڑے ہوں گے؛ ایک سندس کا اور دوسرا استبرق کا۔'' ایک اعرابی نے کھڑے ہوکر عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا حضرتِ سیِّدُنا علی لِوَآءُ الْحَمْد کو اٹھا سکیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں اٹھا سکیں گے کہ ان کو بہت سی خوبیاں عطا کی گئیں ہیں: میرے صبر جیسا صبر، حضرتِ یوسف علیہ السلام جیسا حُسن اور حضرتِ جبرائیل علیہ السلام جیسی قوت عطا ہوئی۔ لِوَآءُ الْحَمْد علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن تمام مخلوق میرے لواء (یعنی جھنڈے) کے نیچے ہوگی۔''

حضرتِ سیِّدُنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی، مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے مدینہ پاک لے گئے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، وہ حق بولتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، ملائکہ ان سے حیا کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں چلے حق کو اس کے ساتھ چلادے۔'' (جامع الترمذی،ابواب المناقب،باب مناقب علی......الخ الحدیث ٣٧١٤،ص ٢٠٣٤)

مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے نور کے جوہر سے پیدا فرمایا، پس اس جوہر پر کرم فرمائی اور مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا تو مجھے حیا سے پسینہ آگیا اور پسینے کے چار قطرے گر پڑے۔ اے ابوبکر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پہلے قطرے سے تمہیں پیدا فرمایا، دوسرے سے عمر کو، تیسرے سے عثمان کو اور چوتھے سے علی کو پیدا فرمایا، اے ابوبکر! تیرا، عمر، عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔''

حضور سید الانبیاء والمرسلین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے صحابۂ کرام کو تمام مخلوق پر فضیلت دی سوائے انبیاء ومرسلین کے، پھر میرے صحابہ میں سے چار کو فضیلت دی: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔''

(المجروحين لابن حبان،الرقم٥٦٨عبد الله بن صالح كاتب الليث المصری، ج١،ص ٥٣٥)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حق نشان ہے: ''بے شک **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت کو فرض کر دیا ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تم پر فرض کیا ہے تو جو ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ اس کی نماز قبول فرمائے گا، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج۔ اور اسے قبر سے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث ۶۱۹، ج ۱، ص ۱۰۱)

خلفاءِ راشدین علیہم الرضوان کی عظمت وشان:

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''میرے حوض کے چار کونے ہیں: پہلے کونے پر ابوبکر، دوسرے پر عمر، تیسرے پر عثمان اور چوتھے پر علی ہوں گے۔ جو ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے اس کو ابوبکر سیراب نہیں کریں گے اور جو عمر سے محبت رکھے اور عثمان سے بغض رکھے اس کو عمر سیراب نہیں کریں گے اور جو عثمان سے محبت کرے اور علی سے بغض رکھے اس کو عثمان حوض سے نہیں پلائیں گے اور جو علی سے محبت کرے مگر عثمان سے بغض رکھے اس کو علی سیراب نہیں کریں گے تو جس نے ابوبکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر سے محبت کی وہ ایمان والوں میں لکھا جائے گا، اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ نورِ مبین سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی تو اس نے بھلائی کا کام کیا اور **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور جس نے ان تمام کے متعلق حسنِ ظن رکھا وہ مؤمن ہے اور جو بدگمانی کرے وہ منافق ہے۔'' (الثقات لابن حبان، کتاب من روی عن اتباع التابعین، الرقم ۱۰۳۳۱، محمد بن مقاتل العبادانی، ج ۵، ص ۴۴۹۔ العلل المتناهية لابن الجوزی، حدیث فی فضل الاربعة، الحدیث ۴۰۸، ج ۱، ص ۲۵۴)

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم حضور سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اجتماعِ پاک میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنے مال کے ساتھ غمگساری کرنے والے اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینے والے کو خوش آمدید!'' پھر حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے کو مرحبا! اس شخص کو خوش آمدید جس کے ذریعے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے دین کو کامل کیا اور مسلمانوں کو عزت بخشی۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''میرے داماد اور میری دو بیٹیوں کے شوہر کو خوش آمدید! جس میں میرا نور جمع ہوا، جو اپنی زندگی میں سعادت مند اور موت میں شہید ہے، اس کے قاتل کے لئے نارِ جہنم کی بربادی ہے۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا علی

المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''میرے چچا زاد بھائی کو خوش آمدید! مجھے اور اسے ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الخاء، الحدیث ۲۷۷۶، ج ۱، ص ۳۷۴ مختصرًا)

(پھر فرمایا:) اے گروہِ مسلمین! ان تمام کی محبت مؤمن کے دل میں ہی اکٹھی ہوسکتی ہے اور منافق کے دل میں یکجا نہیں ہو سکتی۔ جو ان کو محبوب بنالے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو محبوب بنالیتا ہے اور جو ان سے بغض رکھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ناپسند فرماتا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، ایک دن حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا۔ اسی دوران جبکہ میں اس کے باغوں، نہروں اور درختوں کے گرد گھوم رہا تھا کہ میرا ہاتھ ایک پھل سے مس ہوا، میں نے اسے پکڑا تو وہ میرے ہاتھ میں چار ٹکڑوں میں بٹ گیا، ہر ٹکڑے سے ایک حور نکلی، اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کردے تو تمام زمین وآسمان والوں کو فتنے میں مبتلا کردے، اور اگر اپنی ایک ہتھیلی ظاہر کردے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آجائے، اگر وہ تبسم کرے تو اپنی خوشبو سے زمین وآسمان کی درمیانی جگہ کو کستوری سے بھردے، میں نے پہلی سے پوچھا: ''تم کس کے لئے ہو؟'' بولی: ''حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے۔'' میں نے اسے حکم دیا: ''تم اپنے شوہر کے محل کی طرف جاؤ۔'' تو وہ چلی گئی۔ دوسری سے پوچھا اس نے کہا: ''میں حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ہوں۔'' اسے بھی میں نے حکم دیا کہ تم اپنے خاوند کے محل میں چلی جاؤ۔'' تو وہ بھی چلی گئی۔ تیسری سے بھی پوچھا: اس نے جواب دیا: ''خون سے لت پت ظلماً شہید کئے ہوئے، حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے۔'' اسے بھی میں نے اپنے خاوند کے محل کی طرف جانے کا حکم دیا وہ بھی چلی گئی۔ چوتھی سے سوال کیا تو وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حُسن پر پیدا کیا اور میرا نام ان کے نام پر رکھا اور حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کے ان کے ساتھ نکاح ہونے سے دو ہزار سال قبل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم سے میرا نکاح کر دیا تھا۔'' یہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے خلفاء راشدین، انصار اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم ہیں، انہیں بروزِ قیامت عزت والے گھر یعنی جنت کی طرف احترام واکرام کے ساتھ لے جایا جائے گا۔

منقول ہے، حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے کسی کام میں مشغول تھے کہ نمازِ عصر کا وقت ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آگے بڑھ کر امامت کرانے کا

کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ اس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں کہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ کو مقدّم فرمایا اور آپ کی تعریف کی۔''

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''عثمان کتنا اچھا انسان ہے، میرا داماد ہے اور میری دو بیٹیوں کا شوہر ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس میں میرا نور اکٹھا کر دیا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عمر کے ذریعہ اسلام کو مکمل فرمایا۔''

(الرياض النضرة فی مناقب العشرة،مناقب امير المؤمنين عمر،فصل تاسع،جزء ثانی،ج ١، ص ٣١٣ "اكمل"بدله"اعز")

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عثمان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

(صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل عثمان بن عفان،الحديث ٢٤٠١ ، ص ١١٠٠)

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عمر کے ذریعے دین کی تکمیل فرمائی اور مسلمانوں کو عزت بخشی۔''

(الرياض النضرة فی مناقب العشرة،مناقب امير المؤمنين عمر،فصل تاسع،جزء ثانی،ج ١، ص ٣١٣"اكمل"بدله"اعز")

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عثمان قرآن پاک کو جمع کرے گا، اور یہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا محبوب ہے۔''

(المستدرك، كتاب التفسير،باب جمع القرآن لم يكن مرة واحدة،ج٢ص٦٠٣،مفهوماً)

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''عمر کتنا اچھا انسان ہے، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتا ہے، اُن کے لئے اس وقت کھانا لاتا ہے جب لوگ عالَمِ خواب میں ہوتے ہیں۔'' (جامع الترمذی،ابواب المناقب،باب مناقب معاذ بن جبل،الحديث٣٧٩٥،ص ٢٠٤٢،مختصرًا)

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جَیشُ العُسرہ (یعنی غزوۂ تبوک کا لشکر) تیار کرنے والے عثمان کی مغفرت فرمادی ہے۔''

(الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی،الرقم١٦٩ اسحاق بن ابراهيم ،ج١،ص٥٥٣،بتغيرٍ)

حضرت سیِّدُ نا عثمانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا کیونکہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ دعا فرماتے سنا کہ ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔'' اور رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ کا نام فاروق رکھا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ذریعے حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔'' (سنن ابن ماجة، کتاب السنة، باب فضل عمر رضی اللہ عنه، الحدیث ۱۰۵، ص ۲۴۸۳ ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۵۶، اسلام عمر، ج ۳، ص ۲۰۵)

اس واقعہ کی خبر جب حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دونوں کے لئے دعا فرمائی اور ایک دوسرے سے حسنِ ادب کے ساتھ پیش آنے پر ان کی تعریف فرمائی۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک دن حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ مشکل کشا حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حجرۂ اقدس کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''آپ آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دیں اور اسے کھولنے کی دیرینہ التجا کریں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے علی! آپ آگے بڑھئے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''میرے بعد کسی ایسے شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا جو ابو بکر صدیق سے افضل ہو۔''

(الثقات لابن حبان، کتاب اتباع التابعین، الرقم ۲۶۸۹ عبد الملك بن عبدالعزیز، ج ۴، ص ۵۷)

(حلیه الاولیاء، عطاء بن ابی رباح، الحدیث ۴۳۱۵، ج ۳، ص ۳۷۳)

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے سب سے بہترین خاتون (یعنی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سب سے بہترین مرد (یعنی حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا کی۔''

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینۂ مبارکہ کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر صدیق کا سینہ دیکھ لے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں حضور نبی پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرتِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کا حُسن، حضرتِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی نماز، حضرتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کا زہد اور مجھے اور

میری صورت دیکھنا چاہے وہ علی کو دیکھ لے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کی گھڑیوں میں حسرت وندامت کے دن تمام مخلوق جمع ہوگی تو حق تعالٰی کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا: ''اے ابوبکر! تم اور تم سے محبت کرنے والے جنت میں داخل ہوجائیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی طرف غزوہ حنین اور غزوۂ خیبر کے دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کھجور اور دودھ ہدیۃً بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''یہ فتح ونصرت کے طالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف ہدیہ ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! تم میری آنکھ (کی ٹھنڈک) ہو۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علی جنت کی سواریوں میں سے کسی سواری پر آئیں گے، اور ایک منادی ندا کرے گا: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)! دُنیا میں آپ کا حسین والد اور خوبصورت بھائی تھا، حسین والد حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور خوب صورت بھائی حضرتِ علی ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو داروغۂ جنت حضرتِ رضوان جنت اور جہنم کی چابیاں لائے گا اور کہے گا: ''اے ابوبکر! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ جنت ودوزخ کی چابیاں ہیں جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو جہنم میں بھیج دو۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرتِ جبرائیل میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا، (پھر فرمایا:) میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں تو میں نے پھر سجدۂ شکر ادا

کیا، (پھر فرمایا:) میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا۔''

حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' اگر ابو بکر کا ایمان اہلِ زمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان ان سب پر بھاری ہو جائے۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب القول فی زیادۃ الایمان......الخ، الحدیث ۳۶، ج ۱، ص ۶۹، راوی عمر رضی اللہ تعالی عنه)

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''علی قیامت کے دن اپنی اولاد اور زوجہ کے ساتھ اونٹوں کی سواریوں پر سوار ہو کر آئیں گے، لوگ پوچھیں گے:''یہ کون سے نبی ہیں؟'' تو ایک منادی ندا کرے گا:''یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست علی بن ابی طالب ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبیٔ کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کل بروزِ قیامت اہلِ محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے:''اے صدیق اکبر! جس دروازے سے چاہو (جنت میں) داخل ہو جاؤ۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''(جنت میں) میرے اور حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے محل کے درمیان علی بن ابی طالب کا محل ہے۔''

حضرتِ سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور پرنور، شافعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' آسمان والے مقرّبینِ بارگاہِ الٰہی، نوری فرشتے اور ملأ اعلیٰ روزانہ ابو بکر صدیق کا دیدار کرتے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں اور جس کے گھر والوں کی شان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ (پ ۲۹، الدھر: ۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔(۱)

......مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان اللہ عَزَّوَجَلَّ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿۴﴾ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝ (پ ۲۴، الزمر: ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حضرتِ سیِّدُ نا جبرائیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ اس وقت ابو بکر صدیق اور علی المرتضٰی کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کے مابین ہونے والے حسنِ جواب اور حسنِ ادب کو سماعت کر رہے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ان کے پاس تشریف لے جائیے اور تیسرے فرد ہو جائیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و رحمت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور ان کے ساتھ حسنِ ادب اور حسنِ اسلام وایمان کو خاص کر دیا ہے۔ چنانچہ، حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو ویسے ہی پایا جیسا کہ حضرتِ سیِّدُ نا جبرائیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا تھا پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دونوں کے چہروں کو بوسۂ رحمت سے نوازا اور ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمام سمندر سیاہی ہو جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں، آسمان و زمین والے کاتب بن جائیں تو بھی تمہارے فضل و مرتبہ اور تمہارے اجر وثواب کو لکھنے سے عاجز آ جائیں گے۔''

انسانی چہرے والا جانور:

حضرتِ سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''میں نے مکۂ مکرمہ میں ایک نصرانی کو طواف کرتے ہوئے دیکھا جو اسقف کے نام سے مشہور تھا، میں نے پوچھا: ''کس چیز نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کیا؟'' اس نے کہا: ''میں نے اس سے بہتر چیز اختیار کی۔'' میں نے پوچھا: ''یہ سب کیسے ہوا؟'' تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا: ''میں سمندر میں

بقیہ...... کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی ایسی حالت میں جبکہ خود انہیں کھانے کی حاجت وخواہش ہو اور بعض مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی لئے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی محبّت میں کھلاتے ہیں۔ شانِ نزول: یہ آیت حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور ان کی کنیز فِضَّہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار ہوئے۔ ان حضرات نے اُن کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی۔ اللہ تعالٰی نے صحت دی۔ نذر کی وفا کا وقت آیا۔ سب صاحبوں نے روزے رکھے۔ حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو لائے۔ حضرتِ خاتونِ جنّت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر (قیدی) آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔''

ایک کشتی پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر لٹک گیا، سمندر کی موجیں مجھے دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ کسی جزیرے میں ڈال دیا، اس میں کثیر درخت تھے جن کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ ایک صاف وشفاف نہر تھی۔ میں نے اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور کہا: اب میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیوں گا جب تک کہ کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر کسی ٹہنی پر سو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں نے سطحِ آب پر ایک جانور کو بزبانِ فصیح تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

''**اللہ** عزیز و جبار کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور چنے ہوئے نبی ہیں۔ ابوبکر ان کے غار کے رفیق ہیں، عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے، عثمان گھر میں شہید اور علی کفار پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تلوار ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں پر عزیز و جبار کی لعنت ہو، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

وہ جانور یہی کلمات بار بار دہراتا رہا، طلوعِ فجر کے بعد اس نے پھر چند کلمات کہے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا وعدہ و وعید سچے ہیں اور محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور راہنمائی فرمانے والے۔ ابوبکر کو صحیح رائے کی توفیق دی گئی، عمر بن خطاب کفار پر آہنی جنگلے کی طرح (سخت) ہیں، عثمان فضیلت والے شہید ہیں اور علی بن ابی طالب زبردست قوت والے ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والوں پر ربِّ مجید کی لعنت ہو۔''

جب وہ جانور خشکی پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور دم مچھلی کی دم جیسی ہے، میں ہلاکت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: ''رک جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔'' میرے رکنے کے بعد اس نے مجھ سے میرے دین کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا: ''نصرانیت۔'' اس نے کہا: ''اے نقصان اٹھانے والے! بربادی ہے تیرے لئے، دینِ اسلام اختیار کر لے کہ تو مؤمنین جنات کی قوم میں پہنچ چکا ہے، ان سے سوائے مسلمان کے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔'' میں نے پوچھا: ''اسلام کیسے لاؤں؟'' اس نے بتایا: ''اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔''

چنانچہ، میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر اس نے کہا: ''تیرا اسلام کامل تب ہو گا جب تو خلفاء اربعہ سے راضی رہے گا۔'' میں نے کہا: ''تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟'' اس نے جواب دیا: ''ہماری ایک قوم نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محفل میں حاضر ہوئی، انہوں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت لائی جائے گی، وہ عرض کرے گی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے کونوں کو مضبوط کرے گا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

فرمائے گا: ''میں نے تیرے کونوں کو خلفاء اربعہ سے مضبوط کر دیا ہے اور تجھے حسن وحسین سے زینت بخشی ہے۔''

پھر اس جانور نے مجھ سے پوچھا: ''تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''تو پھر یہاں کھڑے رہو، ایک کشتی کا یہاں سے گزر ہوگا۔'' میں وہاں کھڑا رہا۔ وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں چند افراد سوار تھے۔ میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی سوار کر لیا۔ اس میں بارہ نصرانی تھے۔ جب میں نے ان کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ضرور کوئی راز ہے کہ ان کی برکت سے مجھے اسلام کی دولت ملی اور بلند مقام نصیب ہوا۔''

وَصَلَّی اللّٰہ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

نمازی اور سایۂ رحمت

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیَّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تین اشخاص کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امانت دار تاجر (۲) عادل حکمران اور (۳) دن میں سورج کی رعایت کرنے والا۔'' (یعنی وقت میں نماز پڑھنے والا)

(کنز العمال، کتاب المواعظ......الخ، الحدیث ۴۳۲۵۲، ج۱۵، ص۳۴۶)

بیان 54:

صلٰوۃ وسلام کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس کی خوشبوئے محبت سے سچے دوست نرم، ہوا بن کر اُبھرے۔ اس نے رات کے آخری حصوں میں ان سے محبت بھری گفتگو کی، پس وہ ان کا ہم نشین ہو گیا۔ اس نے مناجات کی تنہائی میں پہلے ان کو پاک وصاف پیالوں سے خالص شراب (یعنی جامِ محبت) پلائی پھر ان پر تجلّی فرمائی تو وہ اس کی محبت میں دیوانے ہو گئے۔ انہیں اپنی محبت کا جام پلانے والا ان کی دیوانگی کو جانتا ہے۔ اس نے ہدایت کے لئے ان کو بصیرت سے سرفراز فرمایا، تقویٰ و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال کیا اور سیدھے راستے پر چلایا۔ اس نے ان کی طرف مہربان رسول اور صاحبِ عظمت و شرافت نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھیجا اور اپنے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فضل و شرف کے لئے اپنی مقدّس کتاب ''قرآنِ کریم'' میں یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔''(1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذریعے آبِ زمزم اور حطیمِ کعبہ کو مشرف فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ کی شانوں سے خاص کیا۔ اس نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو ناموں ''رءُوف و رحیم'' کے ساتھ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نام رکھا۔ لہٰذا جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شریعت کی پیروی کی اس نے بہت بڑا فضل پا لیا۔ اور جنت میں تازگی اور نعمتوں کو حاصل کر لیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کتنے قیدیوں کو آزاد کیا۔ کتنے ہی بے یار و مددگار مساکین کو پناہ دی۔ کتنے ہی ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیا، فقیروں کو غنی کر دیا اور یتیموں پر رحم فرمایا۔ حضرتِ سیدنا آدم صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وسیلہ بنایا پس انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذاتِ گرامی پر درود شریف بھیجا تو عزت و کرامت کے ساتھ لوٹے۔ حضرتِ سیدنا نوح نجی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کے طفیل دعا کی تو

---

1 ......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''**شانِ نزول:** حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسُول اللہ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم جب آپ کو **اللہ** تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر **اللہ** تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔''

ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ حضرتِ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ جب حضرتِ سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود وسلام کی کثرت کی اور ان کے صدقے مدد کے خواستگار ہوئے تو فدیہ کے ذریعے مدد فرمائی گئی اور یہ نعمتیں اضافے کے بعد برقرار رہیں۔ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا تو انہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ہم کلامی کا شرف عطا ہوا اور حضرتِ سیدنا عیسیٰ روح اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضورِ انور، شافعِ محشر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آمد کی بشارت وخوشخبری دی تو انہوں نے رفعت وسبقت کو پالیا۔ اور رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات والا صفات ہی ہے جس پر درختوں اور پتھروں نے سلام پڑھا اور مقدس فرشتوں نے درود پاک بھیجا تو اب وہ ربِّ لَمْ یَزَل عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس نعمت پر نازاں ہیں۔

اے نافرمانوں کے گروہ! تمہیں کس چیز نے مکی مدنی سلطان، رحمت عالمیان، سردار دوجہان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک پڑھنے سے غافل کر رکھا ہے۔ درودِ پاک تو وہ عظیم عبادت ہے جو بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتی اور پڑھنے والے کو عزت وتکریم عطا کرتی ہے۔ پس تم حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اور ان کی ایسی تعظیم وادب کرو جس کا تمہارے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔ اس طرح تم جنت اور اس کی نعمتوں سے سرفراز کئے جاؤ گے اور عذاب اور نارِ دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اس شان کو بیان فرمایا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اخلاقِ عالیہ اور مخلوق کے متعلق ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اُس امتی کو جنت میں فضیلت ومرتبہ کی بشارت دی ہے جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''تَحِیَّتُہُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ ج وَاَعَدَّ لَہُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''(1)

تو اے اسلامی بھائیو! تم منبعِ جود وسخاوت، قاسمِ نعمت، سراپا رحمت، شافعِ اُمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود شریف کی

---

(1)...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: '' ملتے وقت سے مراد یا موت کا وقت ہے یا قبروں سے نکلنے کا یا جنّت میں داخل ہونے کا۔ مروی ہے کہ حضرت ملک الموت کسی مومن کی روح اس کو سلام کئے بغیر قبض نہیں فرماتے۔ حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مؤمن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مؤمنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ سلامتی کی بشارت کے طور پر انہیں سلام کریں گے۔'' (جمل وخازن)

کثرت کرو کہ درودِ پاک غموں اور مصیبتوں کو دور کرتا اور بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک پڑھنے کا حکم تو خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دیا ہے۔ وہ تمہیں خبر دار کرتے ہوئے، سمجھاتے ہوئے، یاد دلاتے ہوئے اور سکھاتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

﴿۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضرت سیِّدُنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مَیں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرے پر بشاشت (یعنی خوشی) کے آثار تھے، میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے کبھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آج کی طرح اتنا خوش وخرم اور ہشاش بشاش نہیں دیکھا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''آج میں کیونکر خوش نہ ہوں گا کہ ابھی میرے پاس جبرائیلِ امین علیہ الصلوۃ والسلام آئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا جو امتی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک بار درود بھیجے اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں اور مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ درودِ پاک بھیجنے والے پر اسی قدر رحمت بھیجتا ہے۔'' (المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث ابی طلحة، الحدیث ۱۶۳۵۲، ج۵، ص ۵۰۹)

ایک دوسری روایت میں ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ درود پڑھنے والے پر اس کے قول کی مثل رحمتیں اور برکتیں لوٹاتا ہے۔''

رُخِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نورانیت:

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں وقتِ سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے آئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ (برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:)

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسُّم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا　(ذوقِ نعت)

میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔'' میں نے عرض کی: ''بروزِ قیامت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بخیل۔'' میں نے پوچھا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بخیل کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔'' (دلائل النبوة للاسماعیل الاصبهانی،فصل،الحدیث ۱۱۷،ص ۱۱۳)

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب العمل الیوم و اللیلة، باب من البخیل،الحدیث ۹۸۸۵،ج ٦،ص ۲۰)

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''مجھ پر درودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے طہارت ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وسیلہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک شخص کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہوں۔''

(مصنف ابن ابی شیبة،کتاب الفضائل،باب ما اعطی اللّٰہ تعالٰی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم،الحدیث ١٤٦،ج۷، ص ٤٤٢)

(جامع الترمذی،ابواب المناقب،باب سلوا اللّٰہ لی الوسیلة،الحدیث ۳٦۱۲،ص ۲۰۲٤)

حضرتِ سیِّدُنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، **اللہ** کے پیارے رسول، رسولِ مقبول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر جمعرات کی شام کو درودِ پاک پڑھتا ہے فرشتے اپنے ہاتھوں میں چاندی کے ورق اور سونے کے قلم لے کر نازل ہوتے ہیں اور جو مجھ پر جمعرات کی شام، شبِ جمعہ، روزِ جمعہ اور جمعہ کی شام کو درودِ پاک پڑھتا ہے وہ اس کا درود لکھتے ہیں۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھو۔'' (نزھة المجالس،باب فضل الصلاة و التسلیم......الخ،ج۲،ص ۱۸۰)

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو مجھ پر جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن ایک بار درودِ پاک پڑھتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی سو اُخروی حاجات اور تیس دُنیوی حاجات پوری فرماتا ہے اور میرے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو میری قبر میں داخل ہو کر مجھے اس درود پڑھنے والے کے نام ونسب اور خاندان کے متعلق بتاتا ہے پھر میں اسے اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔''

(شعب الایمان للبیهقی،باب فی الصلوات/فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلة الجمعة،الحدیث ۳۰۳۵،ج۳،ص ۱۱۱،بتغیرٍ)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں، وہ مشرق ومغرب میں مجھ پر درود پڑھنے والے کا درود شریف مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ پس جو شخص ہر جمعہ کے دن مجھ پر اسّی (80) بار درودِ پاک پڑھے گا اس کے اسّی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

(سنن النسائی، کتاب السهو،باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،الحدیث ۱۲۸۳،ص ۲۱۷۰)

(تاریخ بغداد،الرقم ۷۳۲٦ وهب بن داؤد بن سلیمان ابو القاسم المخرمی،ج۱۳،ص ٤٦۳)

تاجدارِ حرم، شاہِ عرب وعجم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''مجھ پر محبت وشوق سے دُرودِ پاک پڑھا کرو اس لئے کہ وہ مجھ تک پہنچتا ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب زیارۃ القبور، الحدیث ۲۰۴۲، ص۱۳۷۳، مفهومًا)

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں میرے قریب تر وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے ہوں گے اور جو لوگ اپنی محفل میں مجھ پر درود پاک نہیں پڑھتے بروزِ قیامت ان پر حجت ہوگی۔ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو انہیں معاف فرمادے اور چاہے تو مؤاخذہ فرمائے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ٤٨٤، ص ١٦٩١، جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی القوم یجلسون......الخ، الحدیث ٣٣٨٠، ص١٩٩٩، الزهد لابن المبارك، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الحدیث ٩٦٢، ص ٣٤٢)

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''جس دن سایۂ عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن تین قسم کے لوگ عرشِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سائے میں ہوں گے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)......جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی (۲)......جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور (۳)......جس نے مجھ پر کثرت سے درود پڑھا۔''

(شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالك، کتاب الشَّعَرِ، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ، تحت الحدیث ١٨٤١، ج٤، ص٤٦٩)

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ١٨٣٥، ج١، ص٤٩٧)

سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''جو میرے حق کی تعظیم کرتے ہوئے مجھ پر درودِ پاک بھیجتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پَر مشرق میں، دوسرا مغرب میں، اس کی دونوں ٹانگیں ساتویں زمین میں اور گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے فرماتا ہے: ''تم میرے بندے پر اسی طرح درودِ پاک بھیجو جس طرح اس نے میرے نبی پر بھیجا۔'' پس وہ فرشتہ تا قیامت اس بندے پر درود بھیجتا رہے گا۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث ١١٣١، ج١، ص١٧٠)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ استغفار کے سبب تمہارے گناہ بخش دیتا ہے، پس جو سچے دل سے استغفار کرے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور جس نے '' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا

اللہ'' کہا اس کا میزان (یعنی نیکیوں کا پلڑا) بھاری ہوگا اور جو مجھ پر درود بھیجے میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔''
(الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلك لابن شاهين ،باب مختصر من فضل الاستغفاروثوابه، الحديث١٧٨، ج١، ص ٢٠١)

حضور نبیٔ اکرم،نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری قبرِ اقدس پر دو فرشتے مقرّر فرمائے ہیں۔ جب کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے جواب میں کہتے ہیں:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری مغفرت فرمائے۔'' اس کے جواب میں عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتے آمین کہتے ہیں اور جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری مغفرت نہ فرمائے۔'' اور عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتے اس کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔'' (المعجم الكبير،الحديث٢٧٥٣،ج٣،ص٨٩)

حضور سیّدُ المُبلّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''جو لوگ کسی مجلس میں جمع ہوں اور پھر مجھ پر درودِ پاک پڑھے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو وہ مردار گدھے سے زیادہ بدبو چھوڑ کر جدا ہوتے ہیں۔'' (السنن الكبرىٰ للنسائی، كتاب العمل اليوم والليلة،باب من جلس مجلسا......الخ،الحديث ١٠٢٤٤، بدون "الحمار")

اور جس اجتماع میں مجھ پر درودِ پاک پڑھا جاتا ہے وہاں سے پاکیزہ خوشبو پھوٹتی ہے یہاں تک کہ وہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے، فرشتے کہتے ہیں:''یہ اس اجتماع کی خوشبو ہے جس میں محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پڑھا گیا ہے۔ یقیناً آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بھیجے گئے درودِ پاک کی خوشبو تمام خوشبوؤں پر فوقیت رکھتی ہے، ملائکہ اس کو فوراً پہچان لیتے ہیں اور تمام خوشبوؤں سے اس کا امتیاز کر لیتے ہیں۔''

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے:''جس نے مجھ پر دورد پاک پڑھا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔''

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''جس نے مجھ پر سو بار درود پاک بھیجا تو آگ اس سے سو سال کی دوری پر ہٹ جائے گی۔''

نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''تم میں سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والے کے لئے جنت میں زیادہ بیویاں ہوں گی۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:''اے محمد! جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،حديث عبدالرحمٰن بن عوف ،الحديث ١٦٦٤،ج١ص ٤٠٧)

نبیِّ مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ،رسولِ اَکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''بندہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرتا ہے لیکن اس کے بعد مجھ پر درودِ پاک نہیں پڑھتا تو اس کی حاجت بادلوں تک بلند ہوتی ہے۔ پھر جب وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور دعا بھی قبول ہو جاتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔''

حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی (برا) عمل نہ لکھیں۔''

(المستطرف فی کل فن مستظرف،باب ٨٤ فیماجاء فی فضل الصلاۃ......الخ، ج٢،ص ٥٠٥)

مروی ہے:''جب قیامت کے دن مؤمن کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کچھ صحیفے اس کی نیکیوں والے پلڑے میں رکھے جائیں گے جس کی وجہ سے نیکیاں برائیوں پر غالب آ جائیں گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا:''یہ تیرا وہ درودِ پاک ہے جو تو نے محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر بھیجا تھا جس کے سبب تیری نیکیوں کا وزن زیادہ ہو گیا، میں نے اس کو تیرے لئے محفوظ کر رکھا تھا۔''

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''جس نے صبح وشام یہ درودِ پاک پڑھا:'' اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَجْزِ مُحَمَّدًا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وا لہ وسلَّم مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ'' یعنی **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اے (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) اور ان کی آل کے رب عَزَّوَجَلَّ! (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) اور ان کی آل پر رحمت بھیج اور (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کو ان کے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرما۔'' تو اس نے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک (اس کا اجر لکھنے) پر لگا دیا۔ (نزھۃ المجالس، باب فضل الصلاۃ و التسلیم......الخ، ج٢،ص ٢ ـ ١٨١،المعجم الکبیر، الحدیث ١١٥٠٩، ج ١١، ص ١٦٥، باختصارٍ) اور اس نے اپنے نبی کا حق ادا کیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) اور آلِ محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) کے ساتھ اس کا حشر فرمائے۔'' (آمین)

حضرتِ سیِّدَتُنا حوا رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حق مہر:

حضرتِ سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:''جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوۃ و السلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی اور انہوں نے اپنی نگاہیں کھولیں تو جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا،'' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔'' تو عرض کی:''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے کسی ایسی ہستی کو بھی پیدا فرمایا ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ

معزز ہے؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے جواب ملا: ''ہاں! وہ تیری اولاد میں سے ایک نبی ہے۔'' پھر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدَتُنا اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا فرما کر حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام میں شہوت رکھی اور آپ علیہ الصلوۃ و السلام نے ان سے نکاح کی خواہش کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اس کا حق مہر ادا کرو۔'' آپ علیہ الصلوۃ و السلام نے عرض کی: ''اس کا حق مہر کیا ہے؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اس نام والے پر سو مرتبہ درودِ پاک بھیجو۔'' عرض کی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میں ایسا کروں تو کیا تو میرا نکاح اس سے کر دے گا؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''ہاں۔'' چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سو مرتبہ درودِ پاک پڑھا اور یہ حضرتِ سیِّدَتُنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر تھا۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا نکاح حضرتِ سیِّدَتُنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔''

(نزهة المجالس، باب مناقب فاطمة الزهراء رضى الله تعالى عنها، فصل فى تزويج حواء ...... الخ، ج۲، ص۳۱۷، مفهومًا)

اونٹ بول اُٹھا:

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''ایک اعرابی اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ جب اس کا مقصد پورا ہو گیا تو کھڑے ہونے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کچھ لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس اعرابی کے پاس جو اونٹنی ہے، وہ چوری کی ہے۔'' نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' وہ سر جھکا کر اپنی انگلی سے زمین کریدنے لگا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اونٹنی کو قوتِ گویائی عطا فرمائی تو اس نے دروازے کے پیچھے سے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بشیر و نذیر بنا کر حق کے ساتھ بھیجا! اس شخص نے مجھے نہیں چرایا بلکہ مجھے کسی اور نے چرایا ہے اس نے تو قیمت دے کر مجھے اس سے خریدا ہے، یہ مجرم نہیں ہے۔''

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی سے استفسار فرمایا: ''اے اعرابی! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تیری براءت کے لئے اونٹنی کو قوتِ گویائی عطا فرمائی! یہ تو بتا کہ سر جھکا کر زمین کریدتے ہوئے تو نے کیا کہا تھا؟'' اس نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے عرض کی تھی: ''اَللّٰھُمَّ لَسْتَ بِرَبٍّ اِسْتَحْدَثْنَاکَ وَلَا مَعَکَ شَرِیْکٌ فِیْ مُلْکِکَ اَعَانَکَ عَلٰی خَلْقِنَا اَنْتَ کَمَا تَقُوْلُ وَفَوْقَ کُلِّ مَا نَقُوْلُ، اَسْأَلُکَ یَا رَبِّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّتُبَرِّئَنِیْ بِبَرَاءَ ۃٍ مِّمَّآ اَنَا فِیْہِ یعنی یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ایسا رب عَزَّوَجَلَّ نہیں کہ جس کو ہم نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہو، اور نہ ہی تیرے ملک میں تیرا کوئی شریک ہے جو ہماری تخلیق پر تیری اعانت کرے، بے شک تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو فرماتا ہے اور تو ہمارے بیان سے بھی بہت بلند ہے، یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور

ان کی آل پر رحمت بھیج اور مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما۔'' تو حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے گلیوں میں ملائکہ کا ازدحام دیکھا جو تیرے ان کلمات کو لکھ رہے تھے، پس جو شخص ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جس میں تو مبتلا ہوا اور یہ کلمات کہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔''

(المستدرك، كتاب آيات رسول اللّٰه عزّوجلّ......الخ، الحديث ٤٢٩٤، ج٣، ص ٥٢٢)

منقول ہے، محدثینِ کرام رحمہم اللہ قیامت کے دن اپنے قلم دان لئے حاضر ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمائے گا: ''اے جبرائیل! ان کی تمام حاجات پوری کردو کیونکہ یہ دنیا میں نبیٔ کریم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر کثرت سے درود بھیجتے تھے، اور انہیں ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کردو۔''

باآواز بلند درود پڑھنے والوں کی بخشش ہوگئی:

ایک بزرگ کا بیان ہے، ''میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں جنت میں دیکھا تو پوچھا: ''تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟'' اس نے بتایا: ''میں ایک اجتماعِ ذکر میں حاضر ہوا۔ ایک محدث صاحب کو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان بیان کرتے سنا کہ ''جو شخص رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بلند آواز سے درودِ پاک بھیجے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔'' یہ کہنے کے بعد ان محدث صاحب نے باآوازِ بلند درودِ پاک پڑھا پھر میں نے اور تمام اہلِ اجتماع نے درودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی دن ہمیں بخش دیا۔''

(فضائل درود و سلام بحواله سعادة الدارين، ص ١٥٨)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''ایک دن جبرائیلِ امین علیہ الصلوۃ والسلام نے میرے پاس حاضر ہوکر عرض کی: ''اے محمد مصطفیٰ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس ایسی خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے پہلے کسی کے پاس لایا نہ بعد میں (لاؤں گا)، اور وہ یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''(اے محبوب!) تیرا جو امتی تجھ پر تین مرتبہ درود پاک پڑھے گا اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اسے بخش دیا جائے گا۔'' یہ سن کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔''

(المستطرف فی كل فن مستظرف، باب ٨٤ فيما جاء فی فضل الصلاة......الخ، ج ٢، ص ٥٠٥)

منقول ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو مرنے کے بعد قبر میں عذاب میں مبتلا دیکھ کر بہت غمگین ہوئی اور گریہ وزاری کرنے لگی۔ پھر اس عورت نے دوبارہ اپنے بیٹے کو رحمت و نور کی چھما چھم بارش میں دیکھ کر اس کے متعلق دریافت کیا؟ تو اس نے جواب دیا: ''ایک شخص اس قبرستان سے گزرا اس نے حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھ کر اس کا ثواب تمام مردوں کو

پہنچایا تو اس کی برکت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔''

ایک عارف کا بیان ہے کہ ''میں ایک رات نماز پڑھتے ہوئے تشہد میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا، مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ خواب میں آقائے دو جہاں، سرورِ ذیشاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو آج ہم پر درود بھیجنا بھول گیا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ثناء میں مشغول تھا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجھ پر درودِ پاک پڑھے بغیر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی ثناء بھی قبول نہیں فرماتا، وہ ایسی کوئی دعا قبول نہیں فرماتا جس میں مجھ پر درود نہ بھیجا گیا ہو اور کوئی حاجت پوری نہیں فرماتا جب تک کہ مجھ پر درودِ پاک نہ بھیجا جائے، کیا تم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ مبارک فرمان نہیں سنا؟

صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب:۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرے کی سیاہی دُور فرما دی:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے دورانِ طواف ایک شخص کو ہر قدم پر حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا: ''اے بھائی! ''**سُبۡحَانَ اللّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**'' کے بجائے درودِ پاک کا وِرد کئے جا رہے ہو، اس میں تمہارا کیا راز ہے؟'' تو وہ پوچھنے لگا: ''**اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو معاف فرمائے، آپ کون ہیں؟'' میں نے بتایا: ''میں سفیان ثوری ہوں۔'' تو اس نے کہا: ''اگر آپ اہلِ زمانہ میں اجنبی نہ ہوتے تو میں آپ کو اس کا راز نہ بتاتا، میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حجِ بیت اللہ کے ارادے سے چل پڑا۔ اثنائے سفر میرے والدِ محترم بیمار ہو گئے تو میں اپنے والدِ محترم کے علاج معالجے کے لئے رک گیا۔ علاج کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ جبکہ میں ان کے سر کے قریب کھڑا تھا، ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے فوراً پڑھا: ''**اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ۝**'' (پ۲، البقرۃ:۱۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا[1]۔'' پھر میں نے ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا لباس انتہائی صاف شفاف تھا اور اس سے ایسی خوشبو آ رہی

---

[1]...... مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں ہے کہ وقتِ مصیبت کے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ'' پڑھنا رحمتِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی تکلیف کو **اللہ** تعالیٰ کفارۂ گناہ بناتا ہے۔''

تھی جو میں نے کبھی نہ سونگھی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے ہوئے میرے والدِ محترم کے قریب تشریف لائے اور ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر اپنا مبارک ہاتھ چہرے پر پھیرنے لگے۔ والد صاحب کا چہرہ اچانک چمک اٹھا۔ پھر وہ پلٹنے لگے تو میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور ان سے دریافت کیا: ''**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ جن کے سبب **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے میرے والدِ محترم پر اس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحبِ قرآن محمد بن عبداللہ (صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم) ہوں، تیرے والدِ گرامی تو گناہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتے تھے۔ جب یہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی اور بے شک جو مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہے میں اس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔'' پھر میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والدِ گرامی کا چہرہ بالکل سفید ہو چکا تھا۔''

(تفسیر روح البیان، سورة الاحزاب، تحت الآیة ٥٦، ج٧، ص٢٢٥)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللّٰه کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھو۔ بے شک آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود بھیجنا گناہوں کی بخشش اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کا سبب ہے۔ درودِ پاک بھیجنے والا جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور جنت میں ابدی نعمتوں کا مستحق ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ ''حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پڑھنے والوں کے لئے دس عزتیں ہیں: (۱)...... **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت (۲)...... نبی مختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شفاعت (۳)...... معزز ملائکہ کی موافقت (۴)...... منافقین وکفار کی مخالفت (۵)...... خطاؤں اور گناہوں کی معافی (۶)...... حاجات کی تکمیل (۷)...... ظاہر وباطن کی روشنی (۸)...... جہنم سے نجات (۹)...... جنت میں داخلہ اور (۱۰)...... رب عَزَّوَجَلَّ کے سلام کی بشارت۔''

بارگاہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ہماری التجا:

یا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! تو ہمارے سردار محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر رحمت بھیج جن کو تو نے تمام مخلوق پر فضیلت اور بلند مقام عطا فرمایا، دینِ اسلام کی طرف ہدایت دینے والا اور راہِ جنت کی طرف رہنمائی کرنے والا بنایا۔ **یا اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! یا رب العلمین! ہماری طرف سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک بھیج جیسے تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

یا اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گروہ میں اٹھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اتباع میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں رکھ، ہمیں شریعتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مطیع بنا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت پر چلا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی اقتداء کرنے والا بنا۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں حوضِ کوثر پر حاضر ہونا نصیب فرما، حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار عطا فرما، ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما اور اے جلال و اکرام والے! ہمیں اپنی رحمت سے رحمت و رضوان والے گھر میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

حسنِ سلوک کی فضیلت

نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''اگر کوئی کسی کا کفیل (یعنی پرورش کرنے والا) ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ **حسنِ سلوک** کرے۔'' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میری نہ اولاد ہے نہ بیوی اور نہ ہی خاندان، صرف ایک مرغی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو نے اس کے دانہ پانی میں ایک دن بھی کوتاہی کی تو **اللہ** تبارک وتعالٰی تجھے حسنِ سلوک کرنے والوں میں نہ لکھے گا۔''

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور مَیں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں اور عورتوں کی عزت صرف **کریم شخص** ہی کرتا ہے اور اُن کی اہانت وتوہین صرف **کمینہ وبدبخت** ہی کرتا ہے۔'' (قرة العيون مترجم، ص ۸۳۔۸۴)

بیان55:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کے فضائل و کمالات

{اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اس کلمہ کا اہل بنائے اور ہمارا اس کلمہ کو پڑھنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اٰمین }

حمدِ باری تعالیٰ:

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس کی حقیقت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ ہی عیبوں کو چھپاتا ہے۔ وہ ہی دکھوں کو دور کرتا ہے اور وہی شکستہ دلوں کو جوڑتا ہے۔ وہ اپنی نظیر اور مشابہ سے بلند تر ہے۔ شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ''مَحْمُوْد'' ہے کہ سختیوں اور تکالیف پر صرف اسی کی حمد کی جاتی ہے۔ وہ ''مَشْکُوْر'' ہے کہ خوش حالی اور تنگ دستی ہر حال میں اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ وہ ہی حقیقی ''کَرِیْم'' ہے کہ حقیقی جود و کرم سے صرف وہی پہچانا جاتا ہے۔ وہ ''رَحِیْم'' اور محبوبِ اعظم ہے کہ رکوع و سجود صرف اس کے لئے ہے۔ وہ ہی ''قَدِیْمُ الذَّات'' اور ''بَدِیْعُ الصِّفَات'' (یعنی بے مثل صفات والا) ہے کہ دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے اسی کو پکارا جاتا ہے: ''وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ط (پ۷،الانعام:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔''

اے بندو! تمہارا ہر معاملہ اسی کی طرف لوٹتا ہے، تمہارا رزق اسی کے ذمہ ہے، وہ تمہیں کافی ہے اور وہی تمہارا پروردگار ہے: ''ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ ج لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج (پ۷،الانعام:۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے اللہ تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔''

......پتھریلی زمینوں کی چمک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کو بیان کر رہی ہے اور اس کی یکتائی پر نشانیاں قائم ہیں: ''وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (پ۲،البقرۃ:۱۶۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' ......سرکش اور گمراہ لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے وجود کا انکار کیونکر کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے؟ یا کیسے اس کی یکتائی کا انکار کیا جاسکتا؟ جبکہ وہ فرمارہا ہے: ''شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا (پ۳،ال عمران:۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' ......اس نے اپنی حکمت بالغہ سے اشیاء کا اندازہ رکھا اور اپنی قدرت کاملہ سے اندھیرے اور روشنی کو پیدا کیا اور'' هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ط لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (پ۳،ال عمران:۶) ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔'' ......وہی عیبوں کو چھپانے والا اور کمزوروں پر رحم فرمانے والا اور وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ط (پ۷،الانعام:۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہ جانتا ہے۔'' ......تو وہ کیوں اس کی بخشش نہ فرمائے جو اس کی بارگاہ میں رجوع لائے۔ اس لئے کہ اس کی یہ

شان ہے:''غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ لا ذِی الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط (پ۲۴،المؤمن:۳) ترجمۂ کنزالایمان: گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' ......تو اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ایک ماننے والے! باری تعالیٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کی تلوار سے اُن لوگوں کی گردنیں اڑا دے جو اس کو مخلوق جیسا بتاتے ہیں اور خود کو ان باتوں سے بچا جو وہ بکتے ہیں اور:'' فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط (پ۱۱،التوبة:۱۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔'' ...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء ہر وقت اس کی خفی تدبیر سے ڈرتے ہیں، وہ کسی وقت اس کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں نہ اس کے ذکر میں سستی کرتے ہیں جبکہ کفار کو یہ دشوار ہے (جبھی تو ایمان نہیں لاتے):'' فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج (پ۱۸، المؤمنون:۱۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے۔'' ......تو اے بندے! تیرا دھوکے باز دشمن شیطان تجھے دھوکا نہ دے دے، اور تُو کسی کفر پر ڈٹ نہ جانا اور دنیا کی زیادہ طلبی میں پڑ کر فخر وتکبر میں مبتلا نہ ہو جانا اور:'' وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ م لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قف (پ۲۰،القصص:۸۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ O اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف (پ۳،ال عمران:۱۸،۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں، عزت والا حکمت والا۔ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:'' کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ (360) بت تھے، جب مذکورہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو تمام بت سجدہ ریز ہوگئے۔'' (تفسیر القرطبی، سورة آل عمران، تحت الآیة۱۸، ج۲، الجزء الرابع، ص۳۴)

حضرتِ سیِّدُنا ابن کیسان سے منقول ہے:'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عجیب تدبیر، پختہ صناعت اور محکم امور سے خود اپنے لئے اپنی مخلوق کے سامنے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(تفسیر زاد المسیر لابن الجوزی، سورة آل عمران، تحت الآیة۱۸، ج۱، ص۳۱۱)

حضرتِ سیِّدُنا غالب قطان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ'' ایک دفعہ میں نے تجارت کی غرض سے کوفہ میں حضرتِ سیِّدُنا اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ایک رات جب میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیتِ مبارکہ پر پہنچے:'' شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ O اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف۔'' تو کہنے لگے:'' میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے گواہی دی،

اور اس گواہی کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرتا ہوں، یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس میری امانت ہے۔ پھر انہوں نے اس آیتِ طیبہ کو کئی بار دہرایا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ضرور اس کے متعلق انہوں نے کچھ سن رکھا ہے۔ چنانچہ، میں نے ان کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور رخصت ہوتے وقت عرض کی: ''میں نے آپ کو یہ آیتِ مبارکہ بار بار پڑھتے سنا ہے، کیا آپ نے اس کے متعلق کوئی (فضیلت) سنی ہے؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک سال تک نہیں بتاؤں گا۔''

چنانچہ، میں نے ان کے دروازے پر وہ دن لکھ دیا اور سال گزرنے کا انتظار کرنے لگا، سال گزرنے پر میں نے عرض کی: ''اے ابو محمد! سال گزر چکا ہے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے بتایا ہے کہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن اس آیتِ مبارکہ کو پڑھنے والا لایا جائے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''میرے اس بندے کا میرے پاس عہد ہے اور میں سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے کا حق دار ہوں، (اے فرشتو!) میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۵۳، ج ۱۰، ص ۱۹۹)

منقول ہے: ''جس نے سوتے وقت مذکورہ آیتِ مبارکہ پڑھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو تا قیامت اس (پڑھنے والے) کے لئے استغفار کرتا رہے گا۔'' (تفسیر القرطبی، سورۃ آل عمران، تحت الآیۃ ۱۸، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۴)

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (پ۲۴، المؤمن: ۳)'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے جو اس کی وحدانیت کی گواہی دے۔''

اور ''شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ (پ۲۴، غافر: ۳)'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس شخص کو سخت عذاب دینے والا ہے جو اس کی وحدانیت پر ایمان نہ لائے۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿۲﴾ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ ترجمۂ کنز الایمان: مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے۔(۱)

(پ ۱۶، مریم: ۸۷)

---

(۱)...... مفسرِ قرآن، حضرتِ سیدنا ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی، اس آیت کے تحت عہد کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ''رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ علیہم الرضوان سے یہ فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ صبح وشام رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ایک عہد لو؟'' عرض کی: ''وہ کس طرح؟'' فرمایا: ''صبح وشام یہ کہو! ''اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَیْکَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُبَاعِدُ نِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَتُقَرِّبْنِیْ اِلَی الشَّرِّ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَهْدًا تُوَفِّیْنِیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے پوشیدہ وظاہر کو جاننے والے! میں تیرے پاس اس زندگی میں ایک عہد رکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت (سیدنا) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تیرے بندے اور...... بقیہ اگلے صفحہ پر

حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''عہد یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث ۹۴۸۱،ج۶،ص ۴۸۱ راوی ابن عمر،الأسماء والصفات للبیھقی،باب ما جاء فی فضل الکلمة،الحدیث ۲۰۵،ج ۱،ص ۲۱۹)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿۳﴾ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (پ۲۶،الفتح:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''كَلِمَةَ التَّقْوٰى'' سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا ہے۔''

(المستدرك ،کتاب التفسیر،تفسیر سورة الفتح ،باب کلمة التقوی......الخ ،الحدیث ۳۷۶۹،ج۳،ص ۲۶۱)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ (پ۲۲، فاطر: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔''

''الْكَلِمُ الطَّیِّبُ'' سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا ہے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۴﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج (پ۸،الانعام: ۱۶۰) ترجمۂ کنزالایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔ (۱)

یہاں ''اَلْحَسَنَةُ'' سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا ہے۔''

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کلمۂ طیبہ ایک مضبوط زرہ اور محفوظ قلعہ ہے جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ ہر قسم کی برائی سے حفاظت میں ہوگیا۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ذکر سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عظمت وبزرگی بیان کرو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میرا قلعہ ہے، تو جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ، باب ثالث، بیان تفصیل ما......الخ، ج ۱، ص ۲۲۷)

حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''اگر گنہگاروں کو معلوم ہو جائے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں کیا اجر ہے تو

بقیہ حاشیہ......رسول ہیں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر، کیونکہ اگر تُو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو وہ مجھے بھلائی سے دور اور برائی کے قریب کر دے گا۔ میں تیری رحمت کے علاوہ کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا، میرے اس اقرار کو بطورِ عہد نامہ محفوظ فرما اور قیامت کے دن مجھے پورا بدلہ عطا فرما۔ بے شک تُو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔) جو یہ کہے گا **اللہ** تعالیٰ اس پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس عہد ہے؟ وہ شخص کھڑا ہوگا اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔'' (تفسیر قرطبی،سورۂ مریم، تحت الآیه: ۸۷، ج۶، ص ۶۳)

......مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حدونہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ **اللہ** تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے۔ ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے۔ اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے۔ یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور بدی کی اتنی ہی جزا، یہ عدل ہے۔''

اس کا ذکر کثرت سے کریں۔ دن رات میں چوبیس (24) گھنٹے ہیں، اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه کے حروف بھی چوبیس ہیں، ہر حرف ایک گھنٹے کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

منقول ہے: ''جب بندہ دن یا رات کے کسی لمحے میں کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں جو خطائیں اور گناہ ہوتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لے لیتی ہیں۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالك، الحدیث ۳۵۹۹، ج۳، ص ۲۷۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے افضل بات جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء نے کہی وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا ہے۔''

(الموطأ للامام مالك، کتاب القرآن، باب ماجاء فی الدعاء، الحدیث ۵۰۹، ج۱، ص ۲۰۳)

حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ **اللہ** تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامربقتال الناس......الخ، الحدیث ۲۱، ج ۶۸٤)

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھنے والوں پر نہ قبر میں کوئی وحشت ہوگی اور نہ قبروں سے زندہ اٹھنے میں اور نہ ہی قیامت میں۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں، جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوجائیں گے، پھر وہ کہیں گے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ، اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنی سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم کو دُور فرمایا، بے شک ہمارا رب بخشنے والا، شکر قبول کرنے والا ہے۔'' (تاریخ بغداد، الرقم ۵۳۸۰ عبد الرحمٰن بن واقد، ج ۱۰، ص ۲٦٤، احیاء علوم الدین، کتاب الاذکار والدعوات، باب اول، فضیلة التهلیل، ج ۱، ص ۳۹٤، المعجم الاوسط، الحدث ۹٤۷۸، ج٦، ص ٤۸۰)

حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''کون سا عمل سب سے افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''مرتے وقت تیری زبان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے تر ہو۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، الحدیث ۸۱۵، ج۲، ص ۹۳)

اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: ''کلمۂ طیبہ پڑھنے والوں کو میرے قریب کردو، بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الیاء، الحدیث ۸۱۱۵، ج۲، ص ٤٦۰)

پیارے اسلامی بھائیو! مؤمنین سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور حاضر ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی اپنی محبت اور اپنا فرمانبردار ہونا ان کے لئے مقدّر فرما دیا تھا تو وہ وہبی (عطائی) ولایت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی بن گئے۔ یقیناً آیاتِ طیّبات میں ان کی مدح فرمائی گئی ہے۔'' چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۵﴾ **یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ** لا (پ٦، المائدۃ: ٥٤) ترجمۂ کنزالایمان: وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے مُردوں کو **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کی تلقین کرو کہ یہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔'' (الموسوعۃ لامام ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث ٢/٣، ج٥، ص٣٠٣)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کا آخری کلام **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث ٣١١٦، ص١٤٥٨)

حضرتِ سیِّدُنا صنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالتِ نزع میں ان کے پاس حاضر تھا۔ (ان کی حالت دیکھ کر) میں رونے لگا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''چُپ ہو جائیے، آپ کیوں روتے ہیں؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے شفاعت کا کہا گیا تو میں آپ کی شفاعت کروں گا، اگر مجھ سے ہوسکا تو آپ کو ہر قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''قسم بخدا عَزَّوَجَلَّ! میں نے حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی تمام احادیث، جن میں آپ کے لئے بھلائی تھی، آپ کو بیان کر دی ہیں مگر ایک حدیث بیان نہیں کی، وہ آج بیان کر دیتا ہوں اور اسے میں نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے (پھر ارشاد فرمایا) میں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث ٢٢٧٧٤، ج٨، ص٤٠٢)

حضرتِ سیِّدُنا ابوالاسود دوئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ''میں **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آرام فرما رہے تھے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوپر ایک سفید کپڑا تھا پھر دوسری بار حاضر ہوا تو بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آرام فرما رہے تھے۔ تیسری بار حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیدار تھے۔ میں بیٹھ گیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کہے، پھر اسی حالت پر مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''اگرچہ وہ

زانی اور چور ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔'' میں نے پھر عرض کی: ''اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔'' چوتھی بار پوچھنے پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔'' (سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ کلمہ ازراہِ محبت فرمایا)۔ حضرت سیِّدُنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں وہاں سے نکلے کہ آپ کہہ رہے تھے: ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات......الخ، الحدیث ۹۴، ص ۶۹۴)

بازار میں داخل ہونے کی دعا:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو بازار میں داخل ہوا اور بلند آواز سے یہ کلمات کہے: '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ دَائِمٌ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرِ وَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور دس لاکھ درجات بلند فرما دیتا ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الحدیث ۳۴۲۸، ص ۲۰۰۵)

جب حضرتِ سیِّدُنا قتیبہ بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیثِ پاک سنی تو روزانہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بازار جاتے اور یہ حدیث پاک بیان کر کے لوٹ آتے، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے امیر تھے۔

(الاحادیث المختارۃ، مسند عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث ۱۸۷، ج ۱، ص ۲۹۷)

اے میرے اسلامی بھائیو! دیکھو! ان اہلِ توحید کا کردار دیکھو! شرم وحیا ان کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر پھیلانے سے نہ روکتی تھی اور یہ لوگ تمام مخلوق کے سامنے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۲) ترجمۂ کنز الایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''جس نے روزانہ سو بار لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہا تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے، اس دن شام تک شیطان سے حفاظت ہو گی اور اس سے افضل کسی کا عمل نہ ہو گا مگر اسی شخص کا جو اس سے زیادہ عمل کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التہلیل، الحدیث ۶۴۰۳، ص ۵۳۸)

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ارشادِ رحمت بنیاد ہے: ''جس نے دس بار لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ کہا وہ ایسا ہے جیسے اس نے حضرت سیِّدُ نا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد سے چار جانوں کو آزاد کیا۔''

(صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل، الحديث ٦٤٠٤، ٥٣٨)

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کی تلقین کرو اور انہیں جنت کی بشارت دو کیونکہ دانا اور باخبر مرد وعورت اس کلمہ کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔''

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب تلقين الموت......الخ، الحديث ٩١٦، ص ٨٢١ - موسوعة للامام ابن ابی الدنيا، كتاب ذكر الموت، باب خوف من الله، الحديث ١٦٩، ج٥، ص٤٤٦)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے۔ (آمین) دیکھو تو سہی! کلمۂ اخلاص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کتنا عظیم الشان ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اس کا مقام کتنا بلند ہے۔ اس کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ اجرِ کثیر پاؤ، اس سے ثوابِ کامل اور اجرِ وافر ملتا ہے۔ مؤمن، کافر سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور جو بندہ مؤذن کو سنے اور جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح کہے اور جب مؤذن کہے، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه تو وہ بھی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہے اور پھر تبرکاً اپنے چہرے اور داڑھی پر ہاتھ پھیر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ہر اس بال کے عوض جس کو اس کے ہاتھ نے چھوا ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

ایک صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی تعظیم کی خاطر اسے بلند آواز سے کہا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے چار ہزار گناہ معاف فرما دے گا۔'' اور یہ بھی منقول ہے: ''اگر اس کے چار ہزار گناہ نہ ہوں تو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

(فردوس الاخبار للديلمی، باب الميم، الحديث ٥٥١١، ج٢ ص ٢٣٣)

فضلِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ پر قربان:

منقول ہے: ''قیامت کے دن ایک شخص کو میزان پر لایا جائے گا اور اس کے نامۂ اعمال کے (99) رجسٹر نکالے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر پر اس کے گناہ درج ہوں گے اور وہ رجسٹر تا حدِّ نگاہ وسیع ہوں گے، ان کو میزان میں رکھا جائے گا پھر

اُنگلی کے پَورے جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں **اللّٰہ** تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرتِ **محمد** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کی گواہی لکھی ہوگی۔ جب اس ٹکڑے کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ گناہوں پر غالب آجائے گا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ محض اس کلمہ **لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کی برکت سے اس کو معاف فرما کر جنت میں لے جانے کا حکم فرمادے گا۔''

(تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف، تحت الآیۃ ۸، الحدیث ۱٤۳٤۱، ج ۵، ص ٤۳٤۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب الیاء، الحدیث ۸٤۷۲، ج ۲، ص ٤۹۸)

کلمۂ طیبہ کے اس قدر فضائل ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، **گناہوں** سے **نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

بیان56: **رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی وسعت کا بیان**

حمدِ باری تعالیٰ:

سب خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو ایسا ''رَحِیْم'' ہے کہ اپنے رحمدل بندوں پر بے انتہاء رحم فرماتا ہے۔ وہ ایسا ''کَرِیْم'' ہے جو نافرمانوں پر بھی جود وکرم کی بارش برستا ہے۔ وہ ایسا ''حَلِیْم'' ہے کہ جب کسی گناہ گار کو اپنی لغزش ونافرمانی پر حسرت وندامت کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا ''عَلِیْم'' ہے کہ دلوں کے بھید جانتا ہے، نیتوں پر مطلع ہے اور زمین وآسمان کی کوئی شئے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا ''عَظِیْم'' ہے کہ کسی بھی گناہ کو معاف کرنا اس کے لئے دشوار ومشکل نہیں۔ وہ کسی عیب کو دیکھتا ہے تو محض اپنے فضل ونعمت سے چھپا دیتا ہے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس نے مؤمنین کو گناہ اور گمراہی سے نکالنے کے لئے ارشاد فرمایا: ''وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ط (پ۹، الاعراف:۱۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔'' پس وہ لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور جس شخص نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حرام کردہ کام کو مجبور ہو کر اختیار کیا وہ گناہگار نہ ہوگا۔ جس نے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لی وہ اسے نجات عطا فرمائے گا اور جس نے اس پر توکل وبھروسہ کیا وہ ہر معاملہ میں اسے کافی ہو جائے گا۔

اے توبہ کرنے والو! تمہیں عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہو۔ تم اس نعمت پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو۔ کیونکہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا اور تمہارے لئے سعادت مندی لکھ دی ہے۔ اس نے اپنی معرفت کا ارادہ کرنے والے عارفین کے لئے علم کو ظاہر فرما دیا۔ جنت میں اپنے محبوب بندوں کو اپنے دیدار کی اجازت عطا فرما دی۔ اور انہیں اپنی اُنسیت ومحبت کے جاموں سے سیراب کیا تو وہ اس کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے......، ڈر والوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے تابعداری اور عاجزی کو لازم کر لیا اور اپنی گذشتہ خطاؤں پر آنسو بہائے تو اس نے ان کے لئے یہ فیصلہ فرمادیا: ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ (پ۲۴، الزمر:۵۳) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔''...... پس اس نے مغفرت کے ذریعے امان کا تاج ان کے سر پر سجا دیا جس سے پہچانے جاتے ہیں۔

اے اپنی زندگی کے ایّام غفلت میں ضائع کرنے والے! اے اپنے نامۂ اعمال کو گناہوں سے بھرنے والے! اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی طرف خلوصِ دل اور فرمانبردار نفس کے ساتھ متوجہ ہو جا کیونکہ اس نے عام شفاعت کے مالک، اپنے محبوب نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ارشاد فرمایا ہے: ''فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقُلْ رَّبُّکُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ج (پ۸، الانعام:۱۴۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''پھر اگر

وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔''......تو اس نے کتنے ہی گناہ معاف فرما دیئے، کتنے ہی دل خوش کر دیئے اور کتنے ہی پشیمانوں کو سندِ قبولیت جاری فرما دی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے گنہگار، نافرمان، فاسق وفاجر اور سرکش بندوں کو مخاطب فرمایا جنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور وہ رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مایوس ہو گئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

یعنی اس کے عفو وکرم اور معاف فرمانے سے مایوس نہ ہونا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

یعنی وہ اس کے گناہ بخشتا ہے جو توبہ کرے، ظلم سے باز آجائے اور برے افعال سے معافی طلب کر لے۔ اور فرمایا: ''اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔'' یعنی اس کے لئے **غَفُوْر** ہے جو توبہ کرے اور اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے اور اس کے لئے **رَحِیْم** ہے جو برے افعال ترک کر کے نیک اعمال کی طرف راغب ہو جائے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''قرآنِ کریم میں کوئی آیت (رحمت کے اعتبار سے) مذکورہ آیت سے بڑھ کر وسعت والی نہیں۔''

(الموسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللّٰہ، الحدیث۶۸، ج۱، ص۸۴)

حضرتِ سیِّدُنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے، میں نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا اور اسے کوئی پرواہ نہیں (یعنی سب کے گناہ بخش دے تو بھی اسے کوئی پرواہ نہیں)۔''

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورة الزمر، الحدیث۳۲۳۷ ص ۱۹۸۲)

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں (لِمَنْ یَشَآءُ کا اضافہ) ہے جیسے ''اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا لِمَنْ يَّشَآءُ ترجمہ: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے جس کے چاہتا ہے۔''

(تفسیر القرطبی،سورۃ الزمر،تحت الآیۃ٥٣،ج٨،الجزء الخامس عشر،ص١٩٦)

حضرتِ سیِّدُ نا ابوکنود علیہ رحمۃ اللہ الودود بیان فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا اور آگ اور بیڑیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے وعظ کرنے والے! لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کیوں مایوس کرتے ہو؟ پھر یہی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ٢٤،الزمر:٥٣)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ، باب فی الرجا من اللہ،الحدیث١٠٥٣،ج٢،ص٢١)

حضرتِ سیِّدُ نا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''پہلی امتوں میں ایک شخص کثرتِ عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرے لئے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟'' تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے جواب ملا: ''آگ۔'' عرض کی: ''میری عبادت و ریاضت کہاں گئی؟'' ارشاد فرمایا: ''تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کر دوں گا۔''

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع ،باب الا قناط ،الحدیث٢٠٧٢٨،ج١٠،ص٢٦١)

اے میرے پیارے اسلامی بھائی! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنی بارگاہ میں معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ فرمالے تو کون ہے جو تیرے گناہ بخشے گا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا:

﴿٢﴾ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۜ (پ٤،ال عمران:١٣٥)

ترجمۂ کنز الایمان: اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے۔

اور پھر اپنے وسیع عفو و کرم کے پیشِ نظر فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ (پ٢٤،الزمر:٥٣)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

سیِّدُنا وحشی اوران کے دوستوں کا قبولِ اسلام:

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وحشی کی طرف ایک قاصد بھیجا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ جب وحشی کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ کیسے مجھے دعوتِ اسلام دے رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ''جس نے کسی جان کو قتل کیا یا شریک ٹھہرایا یا زنا کیا قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔'' میں نے تو یہ سب کام کئے ہیں، کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''**اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا** (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰) ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔''

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بذریعۂ قاصد یہ آیتِ مبارکہ وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی تو اس نے عرض کی: ''یہ شرط تو بہت سخت ہے، ممکن ہے میں اس پر عمل نہ کرسکوں، کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''**اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ** ج (پ ۵، النسآء: ۴۸) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔''(1)

یہ آیتِ مبارکہ جب وحشی کی جانب بھیجی گئی تو اس نے پھر کہا: ''ابھی یہ شبہ باقی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت بھی ہوگی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''**قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ط اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝**''

یہ آیت وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی گئی تو وحشی نے کہا: ''ہاں! یہ (ہماری بخشش کی گارنٹی) ہے۔'' چنانچہ، وہ اور اس کے دوست حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ حکم خاص ان لوگوں کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۸۰، ج ۱۱، ص ۱۵۷)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مؤمن کو جہنم کا عذاب دینے اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ

---

(1)...... مفسرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل، سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **تفسیر خزائن العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''معنٰی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں، اس کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار، مرتکبِ کبائر ہو اور بے توبہ بھی مرجائے تو اُس کے لئے خلود نہیں، اس کی مغفرت **اللہ** کی مشیّت میں ہے، چاہے معاف فرمائے یا اُس کے گناہوں پر عذاب کرے۔ پھر اپنی رحمت سے جنّت میں داخل فرمائے۔ اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عُرفِ شرع میں مُشرک کا اطلاق درست ہے۔''

فرمایا ہوتا تو اپنی معرفت وتوحید کبھی اس کے دل میں نہ ڈالتا، کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿۳﴾ لَا یَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۞ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۞ (پ۳۰،اللیل:۱۵،۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

حضرتِ سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں بہت گناہ کئے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کو یہ خوف تھا کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ مبارکہ میں اُن کو مخاطب فرمایا:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۞ (پ۲۴،الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(تفسیر طبری،سورۃ الزمر،تحت الآیۃ ۵۳،الحدیث ۳۰۱۷۸،ج۱۱،ص۱۵)

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر توبہ کرو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔'' (سنن ابن ماجۃ،ابواب الزھد،باب ذکر التوبۃ،الحدیث۴۲۴۸،ص۲۷۳۵)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں بسر کرتے ہو اور میں گناہوں کو بخشتا رہتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرتے رہو میں تمہیں بخشتا رہوں گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ،باب تحریم الظلم ،الحدیث۲۵۷۷،ص۱۱۲۹)

حضرتِ سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ارشادِ رحمت بنیاد ہے: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ،باب قبول التوبۃ......الخ،الحدیث۲۷۵۹،ص۱۱۵۶)

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش کا سوال نہ کرو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کر کے بخشش کا سوال کریں گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی مغفرت فرما دے گا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب التوبہ،باب سقوط الذنوب......الخ،الحدیث۲۷۴۹، ص۱۱۵۴)

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، میں نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت کا سوال کرے تو میں تیری مغفرت فرما دوں گا اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہ کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر خطائیں لے کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تو میں اس کے مطابق تیری بخشش فرما دوں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب الحدیث القدسی ......الخ، الحدیث ۳۵٤۰، ص۲۰۱٦)

حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: ''میری امت رحم کی ہوئی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں اور فتنوں کے ذریعے ہو جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے ہر امتی کو ایک کتابی (یعنی عیسائی یا یہودی) دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیری طرف سے جہنم میں جائے گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب مایرجی فی القتل، الحدیث٤۲۷۸، ص ۱۵۳٤ ۔ المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث۱۹٦۷۸، ج۷، ص۱۵٦، بتغیرٍ)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے سامنے خوش ہو کر تجلّی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: ''خوش ہو جاؤ، اے مسلمانوں کے گروہ! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو ڈالا جائے گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعده، الشطر الثانی، سعة رحمة اللّٰه علی سبیل التفاؤل بذلك، ج۵، ص۳۱۲)

حضرتِ سیِّدُنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کائنات کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل امید کے ایک کاغذ پر ایک معاہدہ لکھا پھر اس کو عرش پر رکھا اور ندا دی: ''اے امتِ محمدیہ! بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی، میں تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی تمہیں عطا کر دوں گا اور مغفرت کا سوال کرنے سے قبل ہی تمہیں بخش دوں گا، تم میں جو مجھ سے ملے اور یہ گواہی دیتا ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) میرے بندے اور رسول ہیں تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الواو، فصل فی تفسیر القرآن، الحدیث ۷٤۰۲، ج۲، ص٤۰۳)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا: ''اے امتِ محمدیہ! سن! میرا جو حق تیرے ذمہ تھا وہ میں نے معاف کر دیا، اب ایک دوسرے کو معاف کر کے میری رحمت سے

جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعده،الشطر الثانی،سعة رحمة الله......الخ،ج٥،ص٣١٣)

حضرتِ سیِّدُ نا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سو رحمتیں ہیں اس نے ایک رحمت اہلِ دنیا کی طرف اُتاری تو وہ انہیں ان کی موت تک کافی ہوگئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس رحمت کو قیامت تک روکے رکھے گا پھر قیامت کے دن اسے ننانوے (99) رحمتوں میں ملاکر اپنے اولیاء کرام علیہم الرحمۃ اور اطاعت گزاروں کے لئے سو (100) رحمتیں مکمل فرمادے گا۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل ، مسند ابی هريرة ،الحديث ١٠٦٧٥ ، ج ٣ ، ص ٥٩٤،بتغيرٍ)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو روتا ہوا دیکھ کر عرض گزار ہوئے: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب دیا: ''میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو حیا آتی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو عذاب دے جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو، پھر اسلام میں بوڑھے ہونے والے کو حیا کیوں نہیں آتی کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے۔''

(كشف الخفاء ،حرف الهمزة مع النون ،الحديث ١٧٤١،ج١،ص٢١٧،مختصرًا)

حضرتِ سیِّدُ نا احمد بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرتِ سیِّدُ نا یحیٰی بن اکثم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو دیکھ کر پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے بوڑھے! میں نے عرض کی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرزاق نے حضرتِ سیِّدُ نا معمر کے حوالے سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا زہری کے حوالے سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا عروہ کے حوالے سے اور انہوں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بیان فرمایا: ''حضرتِ جبرائیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بتایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''مجھے حیا آتی ہے کہ میں کسی سفید بالوں والے کو عذاب دوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔'' اور میں تو بہت عمر رسیدہ ہوں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے صحیح کہا، عروہ بھی سچا ہے، عائشہ نے بھی ٹھیک کہا، میرے نبیِّ کریم نے بھی سچ فرمایا، جبرائیل نے بھی سچ بتایا اور میں نے بھی سچ فرمایا ہے۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے دائیں طرف جنت میں جانے کا حکم فرمایا۔''

(تاريخ بغداد،الرقم٧٤٨٩يحییٰ بن اكثم، ج١٤، ص٢٠٦،بدون عائشة رضی الله تعالى عنها ۔ كشف الخفاء،حرف الهمزة مع النون،تحت الحديث ٧٤١، ج١، ص٢١٧)

حضرتِ سیِّدُ نا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین وآسمان کی تخلیق کے دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت زمین وآسمان کے درمیان تہہ در تہہ رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل ہوئی۔ اسی سے والدہ اپنی اولاد پر، وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا پاؤں اپنے بچے سے دور کر لیتا ہے کہ کہیں اسے چوٹ نہ لگ جائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس رحمت کو دوسری ننانوے (99) رحمتوں میں ملا کر سو مکمل فرما دے گا اور بروزِ قیامت اس سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ......الخ، الحدیث ۲۷۵۲/۵۳، ص ۱۱۵۵)

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بڑھ کر کوئی رحیم وکریم نہیں۔ اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرو۔

بے عمل لوگوں پر بھی رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ:

جس حدیثِ پاک میں قیامت اور پل صراط کا بیان ہے اس کے آخر میں **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو حکم فرمائے گا: ''جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی نیکی پاؤ اسے جہنم سے نکال دو۔'' فرشتے بہت سے لوگوں کو نکال کر عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! جن کے متعلق تو نے حکم دیا اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا:

﴿۴﴾ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍؕ (پ۹، الاعراف: ۱۵۶) ترجمۂ کنز الایمان: میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر تم اس حدیثِ پاک کے متعلق میری تصدیق نہیں کرتے تو چاہو تو قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

﴿۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا۰ (پ ۵، النسآء: ۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''فرشتوں نے شفاعت کر لی، انبیاء نے شفاعت کر لی، اب صرف ارحم الراحمین کی ذات باقی ہے۔'' پس وہ (اپنی شان کے مطابق) جہنم سے ایک مُٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالے گا جن کا توحید پر ایمان کے علاوہ کوئی نیک عمل نہ ہوگا، ان کا جسم کوئلہ بن چکا ہوگا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو جنت کے دروازے پر آبِ حیات کی نہر میں ڈالے گا تو وہ ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کیچڑ سے دانہ اُگتا ہے، وہ موتیوں کی صورت میں نکالیں جائیں گے ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے (یا ہار) ہوں

گے۔اہلِ جنت ان کو پہچان کرکہیں گے: ''یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے آزاد کردہ بندے ہیں، جن کو وہ بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل کرے گا۔'' ان سے کہا جائے گا: ''جنت میں داخل ہو جاؤ، جو کچھ تم دیکھو گے وہ تمہارے لئے ہے۔'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تمہارے لئے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز ہے۔'' وہ عرض کریں گے: ''اس سے افضل شئے کون سی ہے؟'' تو ارشاد ہوگا: ''میں تم سے راضی ہو گیا ہوں، اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان،باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث۱۸۳، ص ۱۱۷)

مروی ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اولادِ آدم میں سے ایک کروڑ دس لاکھ (1,10,00,000) کے حق میں حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۶۸٤۰، ج۵،ص۱۳۸، "الف الف" بدله "مائة الف الف")

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کیا انہیں شفاعت کی کیا حاجت؟ یعنی وہ شفاعت کے محتاج نہیں۔''

(جامع الترمذی،ابواب صفةالقیامة،باب منه حدیث شفاعتی لاهل الکبا ئرمن امتی، الحدیث ۲٤۳۶،ص۱۸۹۷)

ایک روایت میں ہے،ایک اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مخلوق کا حساب کون لے گا؟'' ارشاد فرمایا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ۔'' اس نے عرض کی: ''کیا وہ خود لے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' تو وہ اعرابی مسکرا دیا۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کی: ''کریم جب کسی پر قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جب حساب لیتا ہے تو درگزر فرماتا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اعرابی نے سچ کہا، جان لو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بڑا کریم کوئی نہیں، وہ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔''

(شعب الایمان للبیهقی،باب فی حشرالناس بعدما......الخ،الحدیث ۲۶۲،ج۱،ص۲٤۶)

پھر اس اعرابی نے عربی میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

(۱)......کریم کا حق جب کسی شخص کے نزدیک متعین ہو جائے تو وہ اپنی عزت کی وجہ سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔

(۲)......وہ نافرمان سے درگزر کر کے اس کے گناہ بخش دیتا ہے حالانکہ اس کا گناہ گار اور مجرم ہونا ثابت ہے۔

مشہور حدیثِ پاک ہے، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کائنات کی تخلیق سے قبل یہ طے کر لیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء،بیان دواء الرجا......الخ، ج٤،ص۱۸٤)

روایت میں ہے، ''جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا، میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن (یعنی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا) ہوں پھر وہ اہلِ جنت کے برابر (جہنمیوں کو) دوزخ سے نکال دے گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدھا،سعة رحمة اللہ علی سبیل التفاؤل بذلك، ج٥،ص٣١٢)

مروی ہے: ''ایک اعرابی نے حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس آیتِ مبارکہ:

﴿٦﴾ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَاؕ (پ٤،ال عمران:١٠٣)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر رحمٰن ورحیم عَزَّوَجَلَّ انہیں جہنم میں گرانے کا ارادہ فرما لیتا تو پھر انہیں اس میں گرنے سے نہ بچاتا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''اعرابی کی اس بات کو پلے باندھ لو حالانکہ یہ فقیہہ نہیں۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدھا،سعة رحمة اللہ علی سبیل التفاؤل بذلك، ج٥،ص٣١٣)

منقول ہے: ''قیامت کے دن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کی پردہ پوشی چاہے گا اور اسے سب کے سامنے رسوا نہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس کا گناہوں بھرا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوگا جو اس کے نامۂ اعمال میں ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ، نامۂ اعمال میں جہاں گناہ لکھے ہوں گے وہاں وہ آواز آہستہ کرلے گا اور اپنے دل میں کہے گا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری تو ایک نیکی بھی نہیں۔'' جبکہ لوگ کہیں گے: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس بندے کے نامۂ اعمال میں تو ایک گناہ بھی نہیں۔'' جب وہ آہستہ آواز میں پڑھ کر فارغ ہوگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اے میرے بندے! تیری نیکیوں کو میں نے اپنی مخلوق پر ظاہر کیا اور تیری برائیوں کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائی، اے میرے فرشتو! اس کو میرے عفو وکرم سے جنت میں لے جاؤ۔''

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے بارگاہ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں اپنی امت کے گناہوں کے متعلق دعا کی اور عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ان کا حساب میرے حوالے کردے تاکہ ان کی برائیوں پر میرے علاوہ کوئی اور آگاہ نہ ہو۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''یہ تیری امت ہے، میں اس پر تجھ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں، میں ان کا حساب کسی کے حوالے نہیں کروں گا تاکہ میرے علاوہ کوئی ان کی برائیاں نہ دیکھے۔''

(احیاء علوم الدین ، کتاب الخوف والرجاء ،بیان دواء الرجاء......الخ، ج٤،ص١٨١)

حضرتِ سیِّدُ نا معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:''سورۃُ النساء کی یہ چار آیات اس امت کے لئے دُنْيَا وَمَا فِيهَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہیں:

﴿۷﴾اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج (پ۵،النسآء:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

﴿۸﴾وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵،النسآء:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

﴿۹﴾اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

﴿۱۰﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵،النسآء:۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

(شعب الایمان للبیهقی،باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة،الحدیث ۷۱۴۱،ج۵،ص۴۲۵،بتغیرٍ۔المعجم الکبیر،الحدیث ۹۰۶۹،ج۹،ص ۲۲۰)

حضرتِ سیِّدُ نا ابو غالب علیہ رحمۃ اللہ الغالب فرماتے ہیں:''میں ابوامامہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے:''افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا:''اے میرے محترم! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے میری ماں کے سپرد کردے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرمادے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟''تو انہوں نے جواب دیا:''وہ تجھے جنت میں داخل کردے گی۔''تو اس نے عرض کی:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔'' پھر اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کرگئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اُتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کردیا تو اس نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا:''کیا ہوا؟''تو کہنے لگا:''اس کی قبر وسیع کردی گئی اور نور سے بھردی گئی ہے۔'' (شعب الایمان للبیهقی،باب فی معا لجة کل ذنب با لتو بة،الحدیث ۷۱۱۵،ج۵،ص۴۱۷)

حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں قیدیوں کو لایا گیا۔ ان میں ایک عورت بھاگ رہی تھی۔ اس نے ایک قیدی بچے کو اٹھا

کر اپنے سینے سے لگایا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس عورت کو دیکھ کر بتاؤ! کیا یہ اپنے بچے کو جہنم میں ڈال دے گی؟'' عرض کی گئی: ''نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کبھی نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ رحم وکرم کرتا ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التو بۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ......الخ، الحدیث ۲۷۵۴، ص ۱۱۵۵)

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے تو پھر بندہ اس کی اطاعت کی طرف آگے کیوں نہیں بڑھتا اور اس کی نافرمانی سے منہ کیوں نہیں موڑتا اور اپنے آگے ایسی چیز کیوں نہیں بھیجتا جس کا نفع اسی کی طرف لوٹے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱۱﴾ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ (پ۱، البقرہ: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر بن سلیم صواف فرماتے ہیں، ہم حضرتِ سیِّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس شام حاضر ہوئے جس شام ان کا انتقال ہوا تھا۔ ہم نے عرض کی: ''اے ابوعبداللہ! آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا کہوں، ہاں! تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عفو وکرم دیکھتے رہو گے جب تک تمہارا حساب نہیں ہوگا۔'' ہم ان کی روح قبض ہونے تک وہیں ان کے پاس رہے۔'' (الموسوعۃ للامام ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۸۵، ج ۱، ص ۹۵)

قبر کی تنہائی اور رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ:

منقول ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا لطف وکرم بندے پر اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب اس کو قبر میں اُتارا جاتا ہے اور سخت مٹی اس کے نرم ونازک رُخسار پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے قرب میں رہنے والے، محبت کرنے والے جب بے وفائی کر جاتے ہیں۔ جب میت کو اوّلاً تختۂ غسل پر رکھ کر اس کا لباس اُتار دیا جاتا ہے تو وہ اپنے احباب سے مایوس ہو کر پکارتا ہے: ''ہائے بربادی ورسوائی!'' اس کی ندا سوائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں سنتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے! میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی آخرت میں بھی پردہ پوشی کروں گا۔'' جب میت کو چارپائی پر رکھ کر گھر سے سوئے قبرستان چل پڑتے ہیں تو وہ چلاتا ہے: ہائے تنہائی!'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اے میرے بندے! اگر تو آج تنہا ہے تو میں ہمیشہ تیرے قریب ہوں۔ خوف نہ رکھ میں تیرے گناہ مٹا دوں گا، قبر میں تیری تنہائی پر رحم کروں گا، میں تیری تنہائی میں تیرا مونس ہوں۔'' جب لوگ اس کو لحد میں اتار کر اس کے نرم ونازک رخسار کو سخت مٹی پر رکھ کر پلٹ جاتے ہیں تو وہ چیختا ہے: ''ہائے تنہائی!''

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اے میرے بندے! کیا تجھے وحشت ہوتی ہے جبکہ میں تیرا انیس ہوں، کیا تو اکیلے پن کی شکایت کرتا ہے جبکہ میں تیرے قریب ہوں۔ اے میرے بندے! کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟'' عرض کرے گا: ''کیوں نہیں۔ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ!۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اے میرے بندے! کیسے تو نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ اور کیسے اس کا مرتکب ہوا جس سے میں نے تجھے منع کیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ تجھے میری طرف پلٹنا ہے؟ تیرے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے؟ کیا تو نے میرے عہد کو بھلا دیا تھا؟ یا تو میرے وعدے اور وعید کا منکر تھا؟ اب تیرے دوستوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا، مال تیرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مال نے تیرے مقصد میں تجھے کوئی نفع نہ دیا، نہ دوستوں نے تجھے تیرے برے اعمال سے بچایا۔ اب تیرے پاس کیا عذر ہے؟''

بندہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرا دل مال و دولت کی محبت میں گرفتار رہا، ان دونوں نے مجھے گناہوں پر آمادہ کیا، اب میں تیرے جوارِ رحمت میں ہوں اور تیرا اس رات مہمان ہوں تو مجھے اپنی آگ سے عذاب نہ دینا، اگر تو ہی مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو پھر کون رحم کرے گا؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اے میرے بندے! لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا اور اگر وہ تیرے پاس رہتے تو بھی تجھے ان سے نفع نہ ہوتا، انہوں نے تجھے میرے دروازے کی طرف متوجہ کر دیا اور میرے رحم وکرم پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اے میرے بندے! ٹھنڈا سانس لے اور آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر لے کہ تو آج رات میرا مہمان ہے اور کریم اپنے مہمان کو محروم نہیں چھوڑتا۔ اے فرشتو! احسن طریقے سے اس کی مہمان نوازی کرو اور اس پر اس کے گھر والوں اور قرابت داروں سے زیادہ مہربان ہو جاؤ۔

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور **سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اگر تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو ضرور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب ذکر التوبۃ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہر گنہگار و نیکوکار کو شامل ہے:

منقول ہے، حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: ''یارب عَزَّوَجَلَّ!'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''**لَبَّیْکَ یَا مُوْسٰی!**'' آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تُو تو مالک ہے، میری کیا حیثیت کہ تو مجھے لبیک کہہ کر جواب دے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی بندہ مجھے ''یارب'' پکارے تو میں اسے ''لبیک'' کہہ کر جواب دوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! کیا یہ ہر مطیع بندے

کے لئے ہے؟'' ارشاد ہوا: ''ہاں! بلکہ ہر گنہگار بندے کے لئے بھی ہے۔'' تو حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''فرمانبردار کے لئے تو اس کی اطاعت کے سبب ہے اور گنہگار پر یہ کرم کس وجہ سے؟'' تو جواب ارشاد ہوا: ''اے موسیٰ! اگر میں بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ دوں اور برائی کرنے والے پر اس کی برائی کی وجہ سے احسان نہ کروں تو میرا جود وکرم کہاں جائے گا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پانچ پسندیدہ کلمات:

منقول ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں زمین میں میرے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے تم وہاں جا کر اس کو غسل وکفن دو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو اور مٹی میں اس کو دفن کر دو کہ وہ جنت میں تیرا پڑوسی ہے۔'' چنانچہ، حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے گئے۔ اس کو بیابان میں مردہ پایا۔ اس کے پاس کوئی نہ تھا اور نہ ہی دنیا میں اس کی ملکیت میں کوئی چیز تھی۔ لوگ اس کی برائی بیان کرتے اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے۔ حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے غسل وکفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ پھر عرض کی: ''یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! میں نے اس میت کے متعلق تیرے حکم پر عمل کیا لیکن لوگ تو اس کی برائی بیان کرتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب کہتے ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! میرے بندے سچ کہتے ہیں، لیکن میں ان سے زیادہ وہ کچھ جانتا ہوں جو وہ نہیں جانتے۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے پانچ کلمات سے مجھ سے مناجات کی، جس کے سبب میں نے اس کی مغفرت فرما دی۔ حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی: ''وہ پانچ کلمات کون سے ہیں؟'' ارشاد ہوا: ''اے موسیٰ! وہ پانچ کلمات یہ ہیں:

(۱)......اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔

(۲)......یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں سے بغض رکھتا ہوں اگرچہ میں خود فاسق ہوں۔

(۳)......یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جنت میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں کوئی کمی آجائے گی تو میں تجھ سے جنت کا سوال نہ کروں۔

(۴)......یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جہنم میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں اضافہ ہو گا تو میں جہنم سے تیری پناہ نہ مانگوں۔

(۵)......یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا؟

اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم کیا اور کیا میرے کرم کے لائق تھا کہ میں اس کو خائب وخاسر لوٹا دیتا۔ جب اس نے یہ کلمات کہے تو میں نے اس سے درگزر فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی اور میں ہی بخشنے والا، مہربان ہوں۔''

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ! ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما، مشکل امور کی تشریح کرنا سکھا اور ہمیں ذلت ورسوائی سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اے حق ومُبین ذات! ہمیں اپنی رحمت سے اپنا کامیاب بندہ بنا دے۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن! ہم پر اپنا خاص رحم وکرم فرما۔ (اٰمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ لوگ

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان پر نَظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور وہ تین یہ ہیں: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور متکبر فقیر۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ،الحدیث:۲۹۶،ص۶۹۶)

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان چار لوگوں کو قطعاً پسند نہیں فرماتا: (۱) کثرت سے قسمیں کھانے والا تاجر (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔'' (سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث:۲۵۷۷،ص۲۲۵۴)

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
	قرآن مجید	کلام باری تعالی	ضیاء القرآن پبلیشرزلاھور
1	کنز الایمان فی ترجمة القرآن	اعلیٰحضرت الامام احمد رضاخان علیه رحمة الرحمٰن متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
2	خزائن العرفان	صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیه رحمة اللّٰه الهادی متوفّٰی۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلیشرز
3	تفسیر قرطبی	الامام محمد بن احمد القرطبی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۶۷۱ھ	دارالفکر بیروت
4	تفسیر الکبیر	الامام فخر الدین الرازی علیه رحمة اللّٰه الباقی متوفّٰی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث بیروت
5	تفسیر روح البیان	الامام الحافظ اسماعیل حقی البر وسوی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۱۱۳۷ھ	کوئٹه پاکستان
6	تفسیر زاد المسیر لابن الجوزی	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرشی علیه رحمه متوفّٰی۵۹۷ھ	المکتبة الشاملة
7	تفسیر البغوی	الامام ابو حمید الحسین البغوی علیه رحمة اللّٰه القوی متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمية بیروت
8	تفیسر ابن کثیر	الامام الحافظ عمادالدین ابن کثیر متوفّٰی۷۷۴ھ	دار الکتب العلمية بیروت
9	الد ر المنثور فی التفسیر بالماثور	الامام الحافظ جلال الدین السیوطی الشافعی رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
10	صحیح البخاری	الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۵۶ھ	دار السلام ریاض
11	صحیح مسلم	الامام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۶۱ھ	دار السلام ریاض
12	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۷۹ھ	دارالسلام ریاض
13	سنن ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۷۵ھ	دارالسلام ریاض
14	سنن نسائی	الامام احمد بن شعیب النسائی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۳۰۳ھ	دارالسلام ریاض
15	سنن ابن ماجة	الامام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجه رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۷۳ھ	دارالسلام ریاض
16	صحیح ابن خزیمه	الامام ابوبکرمحمد بن اسحاق بن خزیمه رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت
17	الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	الحافظ محمد بن حبان رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۳۵۴ھ	دار الکتب العلمية بیروت
18	کتاب المراسیل لابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۷۵ھ	مدینة الاولیاء ملتان پاکستان
19	مسند ابی یعلی	ابو یعلی احمد الموصلی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۳۰۷ھ	دار الکتب العلمية بیروت
20	مسند للامام احمد بن حنبل	الامام احمد بن حنبل رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت
21	الزهد للامام احمد بن حنبل	الامام احمد بن حنبل رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید المنصورة
22	البحرالزخار المعروف بمسند البزار	الامام ابو بکر احمد بن عمرو البزاررحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی۲۹۲ھ	مکتبة العلوم والحکم المدینةالمنورة
23	المعجم الکبیر	الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث بیروت
24	موسوعة لامام ابن ابی الدنیا	الحافظ ابو بکرعبد اللّٰه بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۲۸۱ھ	دارالکتب العلمية
25	مکارم اخلاق لابن ابی الدنیا	الحافظ ابو بکرعبد اللّٰه بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۲۸۱ھ	دارالکتب العلمية
26	المعجم الاوسط	الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمة اللّٰه تعالی علیه متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمية بیروت
27	السیرة النبویة لابن کثیر	الامام الحافظ عمادالدین ابن کثیر متوفّٰی۷۷۴ھ	دار الکتب العلمية بیروت
28	السیرة النبویة لابن هشام	ابو محمد عبدالملک بن هشام متوفّٰی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمية بیروت
29	کتاب العظمة	ابومحمد عبد اللّٰه بن محمد بن جعفر بن حیان علیه رحمة الرحمٰن متوفّٰی ۳۹۶ھ	دار الکتب العلمية بیروت

30	سنن الدارمی	الامام عبد اللّٰہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۲۵۵ھ	باب المدینہ کراچی
31	الاسماء والصفات للبیھقی	الحافظ احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۵۸ھ	المکتبۃ الشاملۃ
32	المستدرک علی الصحیحین	الامام محمد بن عبد اللّٰہ الحاکم رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت
33	دلائل النبوۃ للاصبھانی	اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی الاصبھانی علیہ رحمۃ اللّٰہ الوالی متوفّٰی۵۳۵ھ	المکتبۃ الالفیۃ
34	دلائل النبوۃ للبیھقی	الحافظ احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
35	السنن الکبرٰی للنسائی	الامام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
36	السنن الکبرٰی للبیھقی	الامام احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
37	شعب الایمان للبیھقی	الامام احمد بن الحسین البیھقی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
38	البدایۃ النھایۃ لابن کثیر	الامام الحافظ عمادالدین ابن کثیر متوفّٰی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
39	ترتیب المدارک وتقریب المسالک	عیاض بن موسیٰ المعروف بالقاضی عیاض رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۵۴۴ھ	المکتبۃ الشاملۃ
40	الاحادیث المختارۃ	الشیخ الامام ضیاء الدین ابو عبد اللّٰہ الحنبلی المقدسی رحمہ اللّٰہ متوفّٰی۶۳۹ھ	دار خضر
41	الثقات لابن حبان	الحافظ محمد بن حبان رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
42	مؤطا امام مالک	الامام مالک بن انس رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت
43	المصنف لابن ابی شیبۃ	الامام عبد اللّٰہ بن محمد بن ابی شیبۃ رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
44	الجزء المفقود من الجزء الاول المصنف	الامام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	پاکستان
45	مصنف عبدالرزاق	الامام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
46	الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ	عارف باللّٰہ الامام عبدالغنی النابلسی علیہ الرحمۃ اللّٰہ الغنی متوفّٰی۱۱۴۳ھ	پشاور پاکستان
47	تاریخ بغداد	الامام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
48	تاریخ الخلفاء	الحافظ الامام جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی متوفّٰی ۹۱۱ھ	باب المدینۃ کراچی پاکستان
49	الکامل فی ضعفاء الرجال	الامام ابو احمد عبد اللّٰہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
50	حلیۃ الاولیاء	الامام الحافظ ابو نعیم الاصفھانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
51	فتح الباری شرح صحیح البخاری	الامام الحافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
52	اخبار مکۃ للا زرقی	محمد بن عبد اللّٰہ بن احمد المکی الازرقی متوفّٰی ۲۴۴ھ	مکتبۃ الشاملۃ
53	اخبار مکۃ للفاکھی	الامام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسحاق الفاکھی متوفّٰی۲۸۵ھ	باب المدینۃ کراچی پاکستان
54	سیراعلام النبلاء	الامام شمس الدین محمد بن احمد الذھبی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۷۴۸ھ	دار الفکر بیروت
55	المجروحین لابن حبان	الامام الحافظ محمد بن حبان رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
56	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
57	کشف الخفاء ومزیل الالباس	الامام اسمٰعیل بن محمد بن الھادی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ متوفّٰی۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
58	قوت القلوب	الشیخ ابو طالب محمد بن علی المکی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی متوفّٰی ۳۸۶ھ	مرکز اھل السنۃ برکات رضا
59	اعانۃ الطالبین لشرح قرۃ العین	العلامہ ابو بکر عثمان بن محمد شطا الدمیاطی البکری علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی متوفّٰی ۱۳۰۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
60	الاعلام للزرکلی	خیرالدین زرکلی متوفّٰی ۱۳۹۶ھ	دار ابن حزم
61	معجم المؤلفین	عمر رضا کحالۃمتوفّٰی۱۴۰۸ھ	مؤسسۃ الرسالۃ

62	وفيات الاعيان لابن خلكان	ابوالعباس شمس الدين احمد بن محمد بن خلكان عليه رحمة المنان متوفّٰى ٦٨١ھ	المكتبة الشاملة
63	تاريخ دمشق لابن عساكر	الامام الحافظ أبي القاسم على بن الحسن المعروف بابن عساكررحمه الله متوفّٰى ٥٧١ھ	المكتبة الشاملة
64	العلل المتناهية لابن الجوزى	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن على بن الجوزى القرشى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٥٩٧ھ	دار الكتب العلمية بيروت
65	الرياض النضرة فى مناقب العشرة	الامام شيخ ابو جعفر احمد الشهير الطبرى متوفّٰى ٦٩٤ھ	دار الكتب العلمية بيروت
66	تحفة الاحوذى شرح جامع الترمذى	الامام الحافظ محمد بن عبدالرحمن كفورى متوفّٰى ١٣٥٣ھ	باب المدينة كراچى پاكستان
67	المستطرف فى كل فن مستظرف	شهاب الدين محمد بن ابى احمد ابى الفتح رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى ٨٥٠ھ	دار الفكربيروت
68	كتاب الجامع	الامام الحافظ معمر بن راشد الازدى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ١٥١ھ	دار الكتب العلمية بيروت
69	مناقب امام اعظم للكردرى	محمد بن محمد معروف بابن البزار الكردرى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٨٢٧ھ	كوئٹه پاكستان
70	مناقب امام اعظم للموفق	الموفق بن احمد المكى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٥٦٨ھ	كوئٹه پاكستان
71	صيد الخاطر ابن الجوزى	الامام جمال الدين ابى الفرج بن جوزى عليه رحمة الله القوىمتو فّٰى ٥٩٧ھ	المكتبة الشاملة
72	صفة الصّفوة	الامام جمال الدين ابى الفرج بن جوزى عليه رحمة الله القوىمتو فّٰى ٥٩٧ھ	دار الكتب العلميه بيروت
73	تذكرة الاولياء	شيخ فريد الدين عطار عليه رحمة الله الغفّارمتوفىٰ٦١٦/٦٠٦ھ	انتشارات گنجينه
74	تاريخ الاسلام للذهبى	الامام شمس الدين الذهبى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٧٤٨ھ	المكتبة الشاملة
75	الطبقات الكبرىٰ لابن سعد	محمد بن سعد بن منيع الهاشمى البصرى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٢٣٠ھ	دارالكتب العلمية بيروت
76	الطبقات الكبرىٰ للشعرانى	الامام ابوالمواهب عبدالوهاب الشعرانى قدس سره النورانى متوفّٰى٩٧٣ھ	دار الفكر بيروت
77	فردوس الاخبارللديلمى	الحافظ شهرويه بن شهر دار بن شهرويه الد يلمى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى٥٠٩ھ	دار الفكر بيروت
78	كنز العمال	العلامة علاء الدين على المتقى الهندى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى٩٧٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
79	الترغيب والترهيب	الامام زكى الدين عبد العظيم المنذرى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى٦٥٦ھ	دار الفكربيروت
80	الجامع الصغير	الامام الحافظ جلال الدين السيوطى الشافعى رحمة الله تعالىٰ عليه متوفّٰى ٩١١ھ	دار الكتب العلمية بيروت
81	فيض القدير شرح الجامع الصغير	الامام محمد عبد الرءُوف المناوى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى١٠٣١ھ	دار الكتب العلمية بيروت
82	اتحاف السادة المتقين	العلامة مرتضىٰ الزبيدى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى١٢٠٥ھ	دار الكتب العلمية بيروت
83	مشكوٰة المصابيح	الشيخ محمد بن عبد الله الخطيب التبريزى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى٧٤١ھ	دارالكتب العلمية بيروت
84	مرأة المناجيح شرح مشكوٰة المصابيح	حكيم الاُمّت مفتى احمديارخان عليه رحمة الرحمن متوفّٰى١٣٩١ھ	ضياء القرآن پبلى كيشنزلاهور
85	كشف الخفاء ومزيل الالباس	الامام اسمٰعيل بن محمد بن الهادى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى١١٦٢ھ	دار الكتب العلمية بيروت
86	شرح زرقانى على المؤطا	محمد بن عبد الباقى بن يوسف الزرقانى عليه رحمةالله الوالى متوفّٰى١١٢٢ھ	دارالاحياء التراث
87	التمهيد لابن عبد البر	الامام يوسف بن عبد الله محمد بن عبد البر رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى ٤٦٣ھ	دار الكتب العلمية بيروت
88	سنن الدار قطنى	الامام الكبير على بن عمرالدار قطنى رحمة الله تعالى عليه متوفّٰى٣٥٨ھ	ملتا ن پاكستان
89	الترغيب فى فضائل الاعمال وثواب ذالك	ابو حفص عمربن احمد المعروف بابن شاهين رحمة الله تعالىٰ عليه متوفّٰى ٣٨٥ھ	المكتبةالشاملة
90	تعليق الممجد	مولانا عبد الحى لكهنوى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى١٣٠٤ھ	باب المدينة كراچى پاكستان
91	الموضوعات	الامام ابو الفرج عبدالرحمن بن على بن الجوزى القرشى عليه رحمة القوى متوفّٰى٥٩٧ھ	دارالفكربيروت
92	الفتوحات المكية لابن عربى	الامام الشيخ محى الدين ابن عربى عليه رحمة الله القوى متوفّٰى ٦٣٨ھ	دارالفكربيروت
93	غذاء الألباب فى شرح منظومة الآداب	--------------------	المكتبة الشاملة

94	وسائل الوصول الى شمائل الرسول	الامام المحقق المحدث علامه محمدیوسف بن اسماعیل نبهانی متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	دارالمنهاج بیروت
95	الروض الانف	الامام ابوالقاسم عبد الرحمن بن عبدالله الخثعی السهیلی علیه رحمة الله الولی متوفّٰی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
96	احیاء العلوم الدین	الامام ابوحامد محمد بن احمدطوسی الغزالی علیه رحمة الله الوالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادربیروت
97	التذکرة الحمدونیة	محمد بن الحسن بن محمد بن علی بن حمدون البغدادی متوفّٰی ۵۶۲ھ	المکتبة الشاملة
98	نزهة المجالس	العلامةعبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی متوفّٰی ۸۹۴ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
99	تنبیه الغافلین	الامام ابوحامد محمد بن احمدطوسی الغزالی علیه رحمة الله الوالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	پشاور پاکستان
100	ربیع الابرار	ابوالقاسم محمد بن عمرو بن احمد الزمخشری متوفّٰی۵۳۸ھ	المکتبة الشاملة
101	الفتاوٰی الهندیة	ملانظام الدین رحمة الله تعالیٰ علیه متوفّٰی ۱۱۶۱ھ وعلمائے هند	کوئٹه پاکستان
102	الفتاوٰی الرضویة	المجددالاعظم الامام احمدرضاخان القادری الحنفی رحمة الله علیه متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن لاهور
103	بهارِشریعت	صدرالشریعة مفتی محمدامجدعلی الاعظمی رحمة الله تعالی علیه متوفّٰی۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنزلاهور
104	ماثبت بالسنة	الشیخ المحقق عبدالحق محدث دهلوی رحمة الله تعالی علیه متوفّٰی ۱۰۵۲ھ	باب المدینه کراچی
105	لسان العرب	العلامة ابوالفضل جمال الدین محمدبن مکرم ابن منظورالافریقی متوفّٰی ۷۱۱ھ	مؤسّسة الأعلمی للمطبوعات بیروت
106	جامع کرامات اولیاء(مترجم)	الامام المحقق المحدث علامه محمدیوسف بن اسماعیل نبهانی متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنزلاهور
107	کوثر الخیرات	شیخ الحدیث حضرت علامه مولانا محمد اشرف سیالوی دامت برکاتهم العالیة	ضیاء القرآن پبلی کیشنزلاهور
108	فیضانِ سنت	امیر اهلِسنت حضرت علّامه مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتهم العالیة	مکتبة المدینة باب المدینه کراچی
109	رفیق الحرمین	امیر اهلِسنت حضرت علّامه مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتهم العالیة	مکتبة المدینة باب المدینه کراچی
110	بُرے خاتمے کے اسباب	امیر اهلِسنت حضرت علّامه مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتهم العالیة	مکتبة المدینة باب المدینه کراچی

تعارف شعبہ تراجم کتب

المدینة العلمیة کا ایک اہم شعبہ ''شعبہ تراجمِ کتب'' ہے۔جس کے قیام کا مقصد اپنے اکابرین علمائے اسلام کی عربی میں لکھی گئی کتب ورسائل کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا ہے۔

شعبہ تراجمِ کتب کی امتیازی خصوصیات:

❁ آیات قرآنیہ کا ترجمہ کنز الایمان شریف سے۔❁ متن کا محض لفظی ترجمہ کے بجائے سلیس وبامحاورہ ترجمہ۔ ❁ حتی الامکان آسان وعام فہم الفاظ کا استعمال۔❁ کتابت کے بجائے جدید تقاضوں کے مطابق کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ مکمل فارمیشن کا اہتمام۔ ❁ ترجمہ کرنے کے بعد عربی متن سے تقابل۔ ❁ اردوادب وانشاء کے ساتھ ساتھ علاماتِ ترقیم (رموزِاوقاف) کا التزام۔❁ پروف ریڈنگ۔کم ازکم دوبار بالخصوص آیاتِ قرآنیہ کی تین بار۔❁ عقائد ومسائل کے حوالے سے ضرورتاً مفید حواشی کا اہتمام۔❁ بیان کردہ تفسیری عبارات،احادیث مبارکہ، اقوال اورواقعات کی تخریج کا حتی المقدور اہتمام۔❁ آخری مرحلہ میں عقائد،مسائل،عربی عبارات اوراخلاقیات کے حوالے سے شرعی تفتیش۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 129کتب ورسائل
مع عنقریب آنے والی 27 کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت}

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(حصہ اول)(کل صفحات 250) 2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ)(کل صفحات:199)

3......دعاء کے فضائل(اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ)(کل صفحات:140) 4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ)(کل صفحات:125) 5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ)(کل صفحات:100) 6......ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہید ایمان)(کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ)(کل صفحات:63) 8......ولایت کا آسان راستہ(تصورِ شیخ)(اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ)(کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءٍ)(کل صفحات:57) 10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ)(کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اعجب الامداد)(کل صفحات 47) 12......معاشی ترقی کا راز(حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ)(کل صفحات:40) 14......اولاد کے حقوق(مشعلۃ الارشاد)(کل صفحات 31)

عربی کتب:

15، 16، 17، 18......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ(المجلد الاول والثانی والثالث والرابع)(کل صفحات:570،672،713،650)

19......اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃ(کل صفحات:93) 20......تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان(کل صفحات:77) 21......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ(کل صفحات:74) 22......اَجْلَی الْاِعْلَام(کل صفحات:70)

23......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ(کل صفحات:60) 24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ(کل صفحات:62) 25......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی(کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ(المجلد الخامس) 2......فضائل دعا 3......اولاد کے حقوق کی تفصیل(مشعلۃ الارشاد) 4......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(حصہ دوم)

{شعبہ تراجمِ کتب}

1......جہنم میں لے جانے والے اعمال۔جلد اول(الزواجر عن اقتراف الکبائر)(کل صفحات:853) 2......جنت میں لے جانے والے اعمال(اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ)(کل صفحات:743) 3......احیاء العلوم کا خلاصہ(لباب الاحیاء)(کل صفحات:641) 4......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم، حصہ اول)(کل صفحات:412)

5......آنسوؤں کا دریا(بَحْرُ الدُّمُوْع)(کل صفحات:300) 6......الدعوۃ الی الفکر(کل صفحات:148) 7......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں(قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)(کل صفحات:138) 8......مدنی آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے(اَلْبَاھِرُ فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر)(کل صفحات:112)

9......راہِ علم(تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِیْقَ التَّعَلُّم)(کل صفحات:102) 10......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی(اَلزُّھْدُ وَقَصْرُ الْاَمَل)(کل صفحات:85)

11......حسنِ اخلاق(مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)(کل صفحات:74) 12......بیٹے کو نصیحت(اَیُّھَا الْوَلَد)(کل صفحات:64) 13......شاہراہِ اولیاء(مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن)(کل صفحات:36)

14......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟(تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش)(کل صفحات:28) 15......حکایتیں اور نصیحتیں(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)(کل صفحات:649)

عنقریب آنے والی کتب

1......عیون الحکایات(حصہ دوم) 2......اللہ والوں کی باتیں(جلد اول)(حلیۃ الاولیاء) 3......راہ نجات ومہلکات جلد اول(الحدیقۃ الندیۃ)

{شعبہ درسی کتب}

1......اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ(کل صفحات:325) 2......نصاب الصرف(کل صفحات:343) 3......اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:299)

4......نحو میر مع حاشیہ نحو منیر(کل صفحات:203) 5......دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ(کل صفحات:241) 6......گلدستہ عقائد واعمال(کل صفحات:180)

7......مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح(کل صفحات:241) 8......نصاب التجوید(کل صفحات:79) 9......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر(کل صفحات:280)

10......صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی(کل صفحات:55) 11......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو(کل صفحات:175) 12......تعریفاتِ نحویہ(کل صفحات:45)

13......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل(کل صفحات:158) 14......شرح مئۃ عامل(کل صفحات:44) 15......الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ(کل صفحات:155)

16......المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101)

عنقریب آنے والی کتب

1......نصاب النحو 2......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی 3......حسامی مع شرحہ النامی 4......شرح، شرح العقائد مع جمع الفرائد

{شعبہ تخریج}

1......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات:1360) 2......جنتی زیور (کل صفحات:679) 3......عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:422)

4......بہارِ شریعت (سولھواں حصہ، کل صفحات 312) 5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274) 6......علم القرآن (کل صفحات:244)

7......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207) 8......اسلامی زندگی (کل صفحات:170) 9......تحقیقات (کل صفحات:142) 10......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)

11......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108) 12......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78) 13......کتاب العقائد (کل صفحات:64) 14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)

15...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56) 16...... حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50) 17 تا 23......فتاوی اہل سنت (سات حصے)

24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249) 25......سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارِ شریعت حصہ ۷، ۸، ۹ 2......کراماتِ صحابہ علیہم الرضوان 3......منتخب حدیثیں 4......معمولات الابرار 5......جواہر الحدیث

{شعبہ اصلاحی کتب}

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408) 2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) 3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255) 4......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

5...... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196) 6......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187) 7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164) 8......خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)

9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152) 10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124) 11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120) 12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)

13......مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96) 14......فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87) 15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)

16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63) 17......آیاتِ قرانی کے انوار (کل صفحات:62) 18......بدگمانی (کل صفحات:57) 19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)

20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39) 21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33) 22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32) 23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)

24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)

عنقریب آنے والی کتب: 1......ریاکاری 2......زکوۃ کے احکام 3......صدقۂ فطر کے احکام

{شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ}

1...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات 275) 2 ......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262) 3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)

4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215) 5......فیضانِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:101) 6......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100) 7...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)

8......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49) 9...... تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48) 10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48) 11...... غافل درزی (کل صفحات:36)

12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33) 13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32) 14...... ہیروئنچی کی توبہ (کل صفحات:32) 15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)

16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32) 17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32) 18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24) 19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)

20...... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24) 21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)

عنقریب آنے والے رسائل

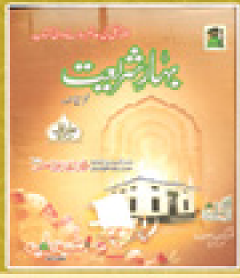
1......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط سوم (سنّتِ نکاح) 2......اعتکاف کی بہاریں (قسط 1) 3......نسبت کی بہاریں قسط 4 (مدینے کا مسافر) 4......انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط 2 (نومسلم کی دردبری داستان)

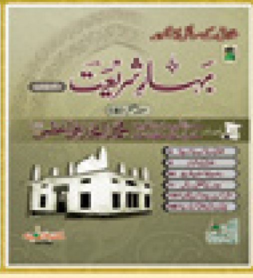
5......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط 3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟) 6......اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب قسط 2 (معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟)

{شعبہ مدنی مذاکرہ}

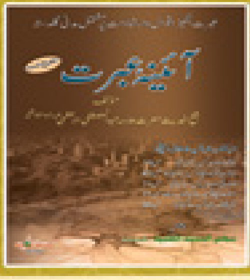
1......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48) 2......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48) 3...... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: 48) 4...... بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)

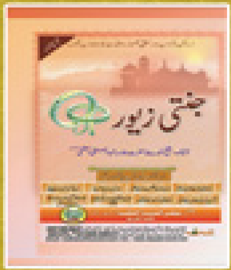
عنقریب آنے والے رسائل: 1......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب 2......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک











اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ